زندگی گزارنے کے آداب

ائمہ علیہم السلام کے ارشادات کی روشنی میں

We Provide The Standard

5

خصال

شیخ الصدوقؒ

AL-KISA®
PUBLISHERS
R-159 Sector 5-B/2 North Karachi, Uc-12, 75850

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	خصال
مؤلف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
تحقیق وتشریح	محمد باقر کمرہ ای
مترجم	عمران رجانی
مترجم تشریحات	ملیکہ خاتون کاظمی
تزئین وتصحیح	سید فیضیاب علی رضوی
کمپوزنگ	الکساء پبلیشرز (آرٹ ڈیپارٹمنٹ)
اشاعت اول	اکتوبر ۲۰۰۳، رمضان ۱۴۲۳
اشاعت دوئم	جولائی ۲۰۰۸، رجب ۱۴۲۹

AL-KISA®
PUBLISHERS
R-159 Sector 5-B/2 North Karachi, Uc-12, 75850
Ph# 021-8205932 E-mail# Alkisapublishers@hotmail.com
We Provide The Standard

بِسْمِ اللّٰہِ اَلرَّحْمٰنِ اَلرَّحِیْمُ

یا محمدؐ

یا فاطمہؑ

یا علیؑ

یا حسینؑ

یا حسنؑ

یا قائم آل محمدؑ
ادرکنی

اَللّٰھُمَ صَلّیِ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ

پہلا باب

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
	عرض ناشر	۲۶
	عرض ناشر اشاعتِ دوئم	۲۹
۱	کتاب تالیف کرنے کی وجہ	۳۰
۲	کسی بغیر دیکھی چیز کی خاطر موجودہ عادت کو چھوڑ دینا	۳۲
۳	وہ عادت جو ظلم ہے	۳۲
۴	وہ عادت جو دین کی دوستی ہے	۳۲
۵	ایک عادت جس سے پانچ چیزیں حاصل ہوتی ہیں	۳۲
۶	ایک عادت سے دوسری عادت	۳۲
۷	وہ عادت جو نجات دلاتی ہے	۳۲
۸	وہ عادت جو دین میں افضل ہے	۳۲
۹	ایک چیز سے دوسری چیز کا ایک جگہ ہونا	۳۳
۱۰	وہ عادت جس میں دین و دنیا کا شرف ہے	۳۳
۱۱	سب لوگوں میں زیادہ علم والا	۳۳
۱۲	نیکی و بدی کی حقیقت	۳۳
۱۳	ثواب اور عذاب کا ملنا	۳۳
۱۴	بہترین جہاد	۳۳
۱۵	ایک سخت ترین عادت	۳۳
۱۶	ایک عادت میں مومن کا شرف اور عزت	۳۳
۱۷	ہر شر کی چابی ایک عادت ہے	۳۴
۱۸	ایک عادت جو انصاف ہے	۳۴
۱۹	اپنے خلاف فیصلے پر راضی	۳۴
۲۰	مومن کا حق اپنے مومن بھائی پر	۳۴
۲۱	وہ عادت جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا باعث	۳۴
۲۲	اللہ سخت آزمائش میں ڈالتا ہے	۳۴
۲۳	وہ عادت جو نیکی کا پھل ہے	۳۴
۲۴	وہ عادت جو ایمان کو مضبوط کرتی ہے	۳۴
۲۵	وہ عادت جو مومن کا وقار ختم کر دیتی ہے	۳۴
۲۶	ایک نیکی سے اوپر کوئی نیکی نہیں	۳۴
۲۷	ایک عادی جو کبھی فقیر نہیں ہوگا	۳۴
۲۸	ایک عادت مروتِ خانوادہ نبی ہے	۳۵
۲۹	ایک عادت مردانگی ہے	۳۵
۳۰	ایک عادت شریف آدمی کے لئے بُری ہے	۳۵
۳۱	ایک عادت جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے	۳۵
۳۲	وہ عادت گویا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا	۳۵
۳۳	جو شخص ایک عادت پر ناراض نہیں	۳۵
۳۴	ایک عادت تواضع کی نشانی ہے	۳۵
۳۵	وہ عادت جو کفر کے قریب ہے	۳۵
۳۶	وہ عادت ہے جس سے پچھلی اقوام تباہ ہوئیں	۳۵
۳۷	ایک عادت جس کا کفارہ تین چیزیں ہیں	۳۵
۳۸	وہ تحفہ جو امتِ محمدیہ کو دیا گیا	۳۵
۳۹	وہ عادت جس سے خیر و برکت ہوتی ہے	۳۶
۴۰	جب اللہ کسی پر نظر کرتا ہے تو اسے تحفہ دیتا ہے	۳۶
۴۱	قیامت میں پرہیزگاروں کے لئے خوشی ہے	۳۶
۴۲	وہ عادت جس کی وجہ سے موت پسند نہیں ہے	۳۶
۴۳	وہ عادت جو اپنی ضد کی طرح ہے	۳۶
۴۴	جس وجہ سے بدترین اشخاص کی عزت کی جاتی ہے	۳۶
۴۵	وہ عادت جو ہر نعمت کا شکر ہے	۳۶
۴۶	کون سی چیز سب سے زیادہ قید کی حقدار ہے	۳۶
۴۷	[illegible]	۳۶

۴۸	خاموش رہنے والا نیک لکھا جائے گا	۳۶	۷۴	دین کے نو (۹) حصے ہیں	۳۹
۴۹	اللہ قیامت کے خوف سے محفوظ رکھے گا	۳۶	۷۵	جو تقدیر پر راضی اور ناراض ہوا	۴۰
۵۰	وہ عادت جو عقل کا سر ہے	۳۷	۷۶	جس کی برابری لال بالوں والے اونٹ نہیں کر سکتے	۴۰
۵۱	زیادہ پرہیزگار اور زحمت اٹھانے والا	۳۷	۷۷	وہ عادت جو رزق کو بڑھاتی ہے	۴۰
۵۲	پشیمان ہونا توبہ کرنے کے برابر ہے	۳۷	۷۸	وہ عادت جو معاف نہیں کی جائے گی	۴۰
۵۳	جس نے اپنی حیثیت سے زیادہ مال دنیا جمع کیا	۳۷	۷۹	وہ عادت جس سے نفاق پیدا ہوتا ہے	۴۰
۵۴	ایک عادت جو وصیت کے لئے مناسب ہے	۳۷	۸۰	پہلے تحفہ ملے گا	۴۰
۵۵	ایک عادت علیحدہ اور دوسری ملانے کا بہانہ	۳۷	۸۱	جس کی وجہ سے وہ بخش دیا جائے گا	۴۰
۵۶	ایک عادت جو اہل دنیا پر بھاری ہے	۳۷	۸۲	وہ عادت جو ہر گناہ کی بنیاد ہے	۴۰
۵۷	کوئی کرم عمل، عبادت نہیں سوائے ایک عادت کے	۳۷	۸۳	جو جنت میں ذلیل ہو کر داخل ہوگا	۴۰
۵۸	ایک عادت جو چار باتوں میں فائدہ پہنچاتی ہے	۳۷	۸۴	وہ عادت جو اللہ کی رحمت کی وجہ ہوتی ہے	۴۰
۵۹	پروردگار بڑے امتحان میں ڈالتا ہے	۳۷	۸۵	برکت زیادہ ہوتی ہے	۴۱
۶۰	وہ عادت جس سے بواسیر ہوتی ہے	۳۸	۸۶	تندرست شخص اگر علاج کرائے اور مر جائے	۴۱
۶۱	ہاتھ پاک نہیں ہوتے	۳۸	۸۷	وہ عادت جو مومنین میں نہیں ہوتی	۴۱
۶۲	اس کو کسی بات کا جواب نہ دو	۳۸	۸۸	ایمان ختم ہو جاتا ہے	۴۱
۶۳	وہ شخص دین سے نکل جاتا ہے	۳۸	۸۹	اپنا جانشین دیکھ لے	۴۱
۶۴	ایک عادت جو باقی رہ گئی	۳۸	۹۰	مومن کا مرتبہ خانہ کعبہ سے بلند ہے	۴۱
۶۵	اللہ اسے جلد سزا دیتا ہے	۳۸	۹۱	مومن کے دشمن کا اللہ کی نافرمانی میں مبتلا دیکھنا	۴۱
۶۶	فاسدوں کے مقابلہ میں صبر سے کام لو	۳۹	۹۲	تحفہ دینا بغض وعناد کو کم کرتا ہے	۴۱
۶۷	نبیؐ اور علیؑ ایک درخت سے پیدا ہوئے ہیں	۳۹	۹۳	گمنام شخص کے لئے خوشخبری ہے	۴۱
۶۸	ایک عادت جو ہر نعمت کا شکر ادا کرنا ہے	۳۹	۹۴	عادت جو انسان کو فقیر بنا دے گی	۴۱
۶۹	دین محبت اور دوستی کا نام ہے	۳۹	۹۵	قرآن اٹھانے والے اہل جنت ہیں	۴۱
۷۰	مومن گناہ سے پاک ہو جاتا ہے	۳۹	۹۶	رسول اللہؐ نے اعضائے وضو ایک مرتبہ دھوئے	۴۲
۷۱	وہ عادت جو دلوں کو زندہ کرتی ہے	۳۹	۹۷	وہ عادت جو بہتر سے بہتر ہے	۴۲
۷۲	وہ عادت جو حجت خدا کو زندہ کرتی ہے	۳۹	۹۸	ہر نبی کی ایک خاص دعا ہوتی ہے	۴۲
۷۳	[illegible]	۳۹	۹۹	[illegible]	۴۲

۱۰۰	جس کے کرنے والے بہت کم ہیں	۴۲
۱۰۱	وہ عادت جو نصف دین ہے	۴۲
۱۰۲	وہ عادت جو مومنین کو دی گئی ہے	۴۲
۱۰۳	نبیؐ اور علیؑ ایک نور سے خلق ہوئے ہیں	۴۲
۱۰۴	ایک عضو کی اصلاح سے اصلاحِ جسم ہوتی ہے	۴۲
۱۰۵	عادت جو انسان کو جنت میں لے جائے گی	۴۲
۱۰۶	انسان دو میں سے ایک پر عمل کرے	۴۲
۱۰۷	رسول اللہؐ ایک سلام سے نماز ختم کرتے تھے	۴۲

دوسرا باب

۱	اللہ تعالیٰ کی معرفت دو باتوں سے ہوتی ہے	۴۳
۲	میں دو باتوں میں کسی کو شامل نہیں کرنا چاہتا	۴۳
۳	دو چیزوں کے قبول کرلو	۴۳
۴	وضو دو طرح سے باطل ہوجاتا ہے	۴۳
۵	دو باتوں کی وجہ سے کفرانِ نعمت ہوتا ہے	۴۳
۶	دو باتوں کی وجہ سے فتنہ پیدا ہوتا ہے	۴۳
۷	دو کام جو تمام عبادات سے افضل ہیں	۴۳
۸	دو اشخاص امر بالمعروف ہوجاتے ہیں	۴۳
۹	کفر کے دو بازو ہیں	۴۳
۱۰	اللہ نے دو حصوں میں تقسیم کیا	۴۴
۱۱	دو ایسے گروہ جو نیک ہوں تو لوگ نیک اور اگر بُرے ہوں تو لوگ بُرے ہوتے ہیں	۴۴
۱۲	دو کمزوروں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو	۴۴
۱۳	دو بیٹوں، بہنوں، خالاؤں کی پرورش کا ثواب	۴۴
۱۴	دو اشخاص جنت کی خوشبو نہیں سونگھیں گے	۴۴
۱۵	دو غلے کے بارے میں	۴۴
۱۶	دو قسم کے انسان	۴۵
۱۷	انسان دو قسم کے ہیں ایک عالم اور دوسرا طالب علم	۴۵
۱۸	ایک عادت گناہوں کو بھلا دیتی ہے اور دوسری دلوں کو سخت کردیتی ہے	۴۵
۱۹	دو عادتیں جو جذام سے ہوجاتی ہیں	۴۵
۲۰	دو عظیم مصروفیات	۴۵
۲۱	دنیا دو کلمہ اور دو درہم ہیں	۴۵
۲۲	دو عادتوں کی وجہ سے انسان فقیہ بن جاتا ہے	۴۵
۲۳	دو اشخاص کی زندگی اچھی ہے	۴۵
۲۴	دو اشخاص کی دنیا میں بھلائی ہے	۴۵
۲۵	علم دو قسم کے ہیں	۴۶
۲۶	دو عادتیں عجیب ہیں	۴۶
۲۷	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اللہ کی خلق کردہ ہیں	۴۶
۲۸	ابوذرؓ کی عبادت دو چیزیں تھیں	۴۶
۲۹	دو میں سے کونسا شوہر جنت میں ملے گا	۴۶
۳۰	قیامت میں دو قسم کے لوگ جھگڑا کریں گے	۴۶
۳۱	تحی کے دو معنی ہیں	۴۶
۳۲	درہم اور دینار ہلاک کرنے والے ہیں	۴۷
۳۳	سونا اور چاندی دونوں میں مسخ شدہ پتھر ہیں	۴۷
۳۴	دو عادتوں سے پناہ مانگو	۴۷
۳۵	دو عادتیں شیعوں میں ہوتی ہیں	۴۷
۳۶	روزہ رکھنے والوں کے لئے دو خوشیاں ہیں	۴۷
۳۷	دو تاجروں کے بارے میں	۴۷
۳۸	دو چیزیں خیر و برکت لاتی ہیں	۴۸
۳۹	دو قسم کی خرید و فروخت مکروہ ہے	۴۸
۴۰	اچھی اور بُری چیزوں میں دو دعائیں ہیں	۴۸

۴۱	جو اللہ تعالیٰ کا خیال کرے گا	۴۸
۴۲	مکمل سچا مومن وہ ہوگا جس میں دو عادتیں ہونگی	۴۸
۴۳	دو عادتیں ہونی چاہئیں	۴۸
۴۴	مطلقہ مسترابہ میں جو امر پہلے واقع ہو	۴۸
۴۵	اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے	۴۹
۴۶	فقر و فاقہ کو دور اور عمر کو طویل کرتی ہے	۴۹
۴۷	سنت دو ہیں	۴۹
۴۸	جس میں دو عادتیں ہوں	۴۹
۴۹	بھائی دو قسم کے ہیں	۴۹
۵۰	انسان دو طرح کے ہوتے ہیں	۴۹
۵۱	دو اشخاص امیر نہیں	۴۹
۵۲	لوگ اپنی نمازیں خراب کر لیتے ہیں	۴۹
۵۳	دو قدم، دو گھونٹ، اور دو قطروں سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیاری نہیں	۴۹
۵۴	وہ عادتیں جن کا ذکر شیطان نے کیا	۵۰
۵۵	دو عادتوں سے ڈرو	۵۰
۵۶	دو عادتوں سے منع کیا گیا	۵۰
۵۷	دو پانیوں نے حضرت نوحؑ کی بات نہ مانی	۵۱
۵۸	قول اور عمل ایمان کا نام ہے	۵۱
۵۹	دو اشخاص کبھی مطمئن نہیں ہوتے	۵۱
۶۰	دو عادتیں جو ایمان کی حقیقت ہیں	۵۱
۶۱	جواں مردی دو قسم کی ہے	۵۱
۶۲	دو عادتیں اخلاق کے خلاف ہیں	۵۱
۶۳	دو عادتیں جو رزق بڑھاتی ہیں	۵۱
۶۴	دو مکروہ کے درمیان خرچ کرنا واجب ہے	۵۱
۶۵	[illegible]	۵۱
۶۶	حیاء دو قسم کی ہے	۵۲
۶۷	عاق کرنے سے والدین پر کیا لازم آتا ہے	۵۲
۶۸	نبیؐ نے فرمایا میں دو ذبیحوں فرزند ہوں	۵۲
۶۹	دو چیزیں جو قائم، جاری، مختلف اور دشمن ہیں	۵۴
۷۰	دو حج کا ثواب	۵۴
۷۱	دو مقامات پر سچ بات کہنا	۵۴
۷۲	دو قسم کا قتل اور دو قسم کی جنگ	۵۴
۷۳	دو عادتوں کی وجہ سے اللہ آسمان پر اور بندے زمین پر اُسے دوست رکھتے ہیں	۵۴
۷۴	رسول اللہؐ کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں	۵۴
۷۵	دو چیزیں روزہ دار کا تحفہ ہیں	۵۴
۷۶	قیامت آنے کی دو نشانیاں ہیں	۵۴
۷۷	دو مقامات پر بنو ہاشم پر صدقہ حلال ہے	۵۴
۷۸	دو عادتوں کی وجہ سے انسان پست ہو جاتا ہے	۵۵
۷۹	دو گناہ ایک دوسرے سے زیادہ سخت ہیں	۵۵
۸۰	سعد سے دانتوں کو دھونے سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں	۵۵
۸۱	اشنان کھانے سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں	۵۵
۸۲	دو اشخاص نبی کی سفارش نہیں پائیں گے	۵۵
۸۳	دو قسم کے خلال جذام کی رگ کو حرکت دیتے ہیں	۵۵
۸۴	دنیا اور آخرت ترازو کے دو پلڑے ہیں	۵۵
۸۵	مرج البحرین یلتقین ة بینهما برزخ لا یبغین ہ	۵۶
۸۶	نبیؐ نے اپنی امت میں دو امر چھوڑے ہیں	۵۶
۸۷	قیامت میں سوال کیا جائے گا	۵۶
۸۸	امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے تعویذ	۵۷
۸۹	دن اور رات دو سواریاں ہیں	۵۷
۹۰	[illegible]	۵۷

۹۱ دو چیزوں نے لوگوں کو ہلاک کیا ۵۷
۹۲ دو قسم کے لوگوں نے کمر توڑ دی ہے ۵۷
۹۳ لالچی شخص محروم ہو جاتا ہے ۵۷
۹۴ رسول اللہ نے دو نمازیں ترک نہیں کیں ۵۸
۹۵ دو چیزوں کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ۵۸
۹۶ بغض و کینہ سے دو عادتیں پیدا ہوتی ہیں ۵۸
۹۷ بڑھاپے میں دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں ۵۸
۹۸ دو عادتیں دو باتیں پیدا کرتی ہیں ۵۹
۹۹ آدمی دو باتوں کو پسند نہیں کرتا ۵۹
۱۰۰ رسول اللہ دو مرتبہ سکوت فرماتے تھے ۵۹
۱۰۱ دو عادتیں ایک ساتھ نہیں ہوتیں ۵۹
۱۰۲ بندے میں یہ دو عادتیں نہیں ہوتیں ۵۹
۱۰۳ دو باتوں میں رشک کرنا مناسب ہے ۵۹
۱۰۴ دو وجوہات کی بناء پر رسول اللہ جناب عقیل بن ابی طالب سے محبت کرتے تھے ۵۹
۱۰۵ دو باتوں سے رسول اللہ خوش ہوئے ۵۹
۱۰۶ رسول اللہ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو دو باتوں سے نوازا ۶۰
۱۰۷ نماز عشاء کے بعد جاگنا صرف دو اشخاص کے لئے جائز ہے ۶۰
۱۰۸ لوگ دو باتوں کی وجہ سے دوزخ اور جنت میں جائیں گے ۶۰
۱۰۹ دو خوف اور دو امن ایک ساتھ نہیں ہونگے ۶۰
۱۱۰ امت کی اصلاح پہلے دو عادتوں سے اور بعد میں ہلاکت دو عادتوں کی وجہ سے ہوگی ۶۰

تیسرا باب

۱ اللہ جنت اور دوزخ میں داخل کرے گا ۶۱
۲ اللہ تعالیٰ مومن سے نہیں پوچھے گا ۶۱
۳ تین باتوں میں سے ایک ہوگی ۶۱
۴ تین اشخاص اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوں گے ۶۱
۵ تین باتوں کی وجہ سے دعا قبول ہوتی ہے ۶۱
۶ تین عادتیں مومن میں ہوتی ہیں ۶۱
۷ مومن میں یہ تین عادتیں نہیں ہوتی ۶۲
۸ نبی نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کے سوال کیے ۶۲
۹ تین چیزیں گناہ کا کفارہ ہیں ۶۲
۱۰ اللہ تعالیٰ اس کی شادی حور العین سے کرائے گا ۶۳
۱۱ اگر ان تین افراد پر ظلم نہیں کیا گیا تو تم پر ظلم ہوگا ۶۳
۱۲ تین افراد تین افراد سے اپنا حق دریافت نہیں کرتے ۶۳
۱۳ انسان تین عادتوں کے درمیان ہوتا ہے ۶۳
۱۴ تین لوگ رحم کے حقدار ہیں ۶۳
۱۵ تین افراد کو پروردگار عالم دشمن رکھتا ہے ۶۳
۱۶ تین مقامات پر جھوٹ بولنا جائز ہے ۶۳
۱۷ تین باتوں سے تین چیزیں پیدا ہوتی ہیں ۶۴
۱۸ ایک چیز سے تین چیزیں پیدا ہوتی ہیں ۶۴
۱۹ بڑھاپے کی تین علامات ہیں ۶۴
۲۰ انبیاء، اولاد انبیاء اور ان کے ماننے والوں کی تین عادتیں ۶۴
۲۱ اللہ تعالیٰ تین عادتوں سے ناراض ہوتا ہے ۶۴
۲۲ ہدیہ کی تین وجہیں ہیں ۶۴
۲۳ تین عادتوں سے نبی اور عام آدمی خالی نہیں ۶۴
۲۴ کفر کے تین اصول ہیں ۶۵

۲۵	قرض کی تین وجوہات ہیں	۶۵
۲۶	حصول اجازت تین مرتبہ ہے	۶۵
۲۷	تین لوگوں کو سلام نہیں کرنا چاہیے	۶۵
۲۸	بہترین اشخاص تین ہے	۶۵
۲۹	تین عادتیں ایک سے اظہار دولت دوسری سے خوبصورتی اور تیسری سے دشمن کی سرکوبی ہوتی ہے	۶۵
۳۰	تین باتیں انبیاء کی عادتیں ہیں	۶۵
۳۱	تین چیزیں آنکھوں کو روشن کرتی ہیں	۶۵
۳۲	تین عادتیں اچھی ہیں	۶۵
۳۳	تین باتوں میں اسراف ہے	۶۵
۳۴	رسول اللہ نے تین افراد پر لعنت کی ہے	۶۵
۳۵	جنت کا ایک درجہ ہے جس کو صرف تین افراد پائیں گے	۶۵
۳۶	تین اشخاص سے سزا موقوف	۶۶
۳۷	تین افراد جنہوں نے قسم کھائی کہ وہ رسول اللہ کو قتل کریں گے	۶۶
۳۸	بھائیوں کے ساتھ نیکی کرنا اور انکی ضروریات میں کوشش کرنا ہے	۶۷
۳۹	تین مقامات پر قضائے حاجت نہیں کرنا چاہیئے	۶۷
۴۰	سورج کا سامنا کرنے سے تین خرابیاں ہوتی ہے	۶۷
۴۱	اسراف کرنے والوں کی تین علامات ہیں	۶۷
۴۲	سوائے تین کے ساری آنکھیں قیامت میں روئیں گی	۶۷
۴۳	تمام خوبیاں تین عادتوں میں ہیں	۶۸
۴۴	ایک سواری پر تین اشخاص کا سوار ہونا منع ہے	۶۸
۴۵	بیمار مسافر کے پاس تین دن تک ٹھہرنا چاہیے	۶۸
۴۶	سیاہ اور زرد جوتے میں تین تین باتیں	۶۸
۴۷	[illegible]	۶۸
۴۸	تین چیزیں تین چیزوں کے ساتھ ہیں	۶۸
۴۹	تین چیزیں منحوس ہیں	۶۸
۵۰	بھول جانے والی باتیں تین قسم کی ہیں	۶۸
۵۱	تین اشخاص اللہ کی پناہ میں ہونگے	۶۸
۵۲	تین کام کرنے والا تین چیزوں سے محروم نہیں ہوتا	۶۹
۵۳	تین اشخاص سے مشورہ نہیں کرنا چاہئے	۶۹
۵۴	عقل کے تین حصے ہیں	۶۹
۵۵	حضرت آدمؑ نے تین چیزوں میں سے ایک کو اختیار کیا	۶۹
۵۶	انسان کی عقل کا اندازہ تین چیزوں سے ہوتا ہے	۶۹
۵۷	شیعہ تین قسم کے ہیں	۶۹
۵۸	شیعوں کا امتحان تین چیزوں سے ہوتا ہے	۶۹
۵۹	تین عادتوں سے مومن کامل ہوتا ہے	۷۰
۶۰	اس کا ایمان مکمل ہوگا	۷۰
۶۱	اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا	۷۱
۶۲	تین مقامات بہت وحشت ناک ہیں	۷۱
۶۳	علم میں تین افراد شامل ہوتے ہیں	۷۱
۶۴	چغل خور تین آدمیوں کا قاتل ہے	۷۱
۶۵	مومن اور کافر کے تین ٹھکانے ہیں	۷۱
۶۶	اللہ تعالیٰ کے تین دن ہیں	۷۲
۶۷	وہ قیامت میں عذاب کیے جائیں گے	۷۲
۶۸	تین عادتیں غرور نہیں آنے دیتیں	۷۲
۶۹	وہ نیکی کا حکم دے گا	۷۲
۷۰	تین اشخاص نجیب نہیں	۷۲
۷۱	یہ عیب کیا کم ہے کہ	۷۳
۷۲	جو نبی کی عترت سے محبت نہیں رکھتا	۷۳
۷۳	[illegible]	۷۳

۷۴ دوزخ قیامت کے دن بات کرے گی ۷۳
۷۵ تین چیزیں کمر توڑ دیتی ہیں ۷۳
۷۶ اللہ نے اپنے بندوں پر تین چیزوں کا احسان کیا ۷۳
۷۷ تین باتوں کے لئے رات کو جاگنا جائز ہے ۷۳
۷۸ اگر یہ تین چیزیں نہ ہوں تو انسان کسی کے آگے نہیں جھکتا ۷۴
۷۹ سارے دین کے آداب تین چیزوں میں ہیں ۷۴
۸۰ فتنے تین ہیں ۷۴
۸۱ مسلمانوں کے دوست تین ہیں ۷۴
۸۲ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کے بارے میں وحی کی ۷۵
۸۳ انسان تین قسم کے ہیں ۷۵
۸۴ جس میں یہ باتیں ہوں وہ امامت کا حقدار ہے ۷۵
۸۵ جس نے تین حج کیے ہوں ۷۵
۸۶ جس نے تین مومنوں کے حج کرایا ہو ۷۶
۸۷ حضرت یوسفؑ کی قمیص میں تین آیت تحریر تھیں ۷۶
۸۸ ظلم تین ہیں ۷۶
۸۹ عورتیں تین طرح حلال ہوتی ہیں ۷۶
۹۰ تین افراد کے سوا تمام کی بخشش کی امید ہے ۷۶
۹۱ انسان پر سخت وقت تین ہیں ۷۷
۹۲ تین وقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑے ہیں ۷۷
۹۳ انسان تین باتوں کی وجہ سے سفر کرتا ہے ۷۷
۹۴ بستر تین ہیں ۷۷
۹۵ نشانیاں تین ہیں ۷۷
۹۶ بندے کا کام اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے ۷۸
۹۷ انسان تین طرح کے ہیں ۷۹
۹۸ تین باتوں میں کسی کو انکار نہیں ۷۹
۹۹ [illegible]

۱۰۰ تین باتوں سے مسلمان مکمل ہو جاتا ہے ۷۹
۱۰۱ حضرت علیؑ کے لیے تین وصیتیں ۷۹
۱۰۲ دعا تین آدمیوں پر کرنی چاہیے ۸۰
۱۰۳ چھینکنے والے پر تین مرتبہ یرحمکم اللہ کہنا چاہئے ۸۰
۱۰۴ تین باتیں کبھی کسی منافق اور فاسق میں جمع نہیں ہونگی ۸۰
۱۰۵ تین اشخاص اللہ کے مہمان اور اس کی پناہ میں ہوتے ہیں ۸۱
۱۰۶ جانوروں کی خریداری کی واپسی کا اختیار تین دن تک ہے ۸۱
۱۰۷ تین باتوں میں مخالفت کی اجازت نہیں ہے ۸۱
۱۰۸ تین باتوں سے زیادہ سخت کسی مومن کو مبتلا نہیں کیا ۸۱
۱۰۹ اللہ تعالیٰ بندوں پر سخت عذاب نازل کرتا اگر تین چیزیں نہ ہوں ۸۱
۱۱۰ تین اشخاص ملعون ہیں ۸۱
۱۱۱ حکماء اور فقہاء تین باتوں کے بارے میں تحریر کرتے ہیں ۸۱
۱۱۲ تین چیزیں مومن کی فطرت نہیں ہوتیں ۸۲
۱۱۳ دنیا میں جبراً کوئی چیز لے لی جائے تو اس کے بدلے میں تین چیزیں ملتی ہیں ۸۲
۱۱۴ جنت میں صرف تین اشخاص داخل ہونگے ۸۲
۱۱۵ شیعوں میں یہ تین عادتیں نہیں ہوتیں ۸۲
۱۱۶ انسان کی تین عادتیں بہت سخت ہیں ۸۲
۱۱۷ ابلیس نے کہا کہ مجھے تین مقامات پر یاد کرنا ۸۳
۱۱۸ ابلیس کو انسان ہرگز مجبور نہیں کر سکتا ۸۳
۱۱۹ تین باتوں کی طاقت لوگوں میں نہیں ہے ۸۳
۱۲۰ نیکیاں تین باتوں کی وجہ سے ہوتی ہیں ۸۳
۱۲۱ احسان کرنے میں تین ہاتھ کام کرتے ہیں ۸۳
۱۲۲ تین عادتیں مستحب ہیں ۸۳
۱۲۳ [illegible]

۱۲۴	تین مقامات پر سوال کرنا جائز ہے	۸۴
۱۲۵	اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر احسان کیا ہے	۸۴
۱۲۶	دو مشرک نہیں ہوتا	۸۴
۱۲۷	کم از کم تین چیزیں ملیں گی	۸۴
۱۲۸	تین باتیں بہت سخت ہیں	۸۴
۱۲۹	میری امت میں تین باتیں نہیں ہونگی	۸۵
۱۳۰	اس گھر میں فرشتہ داخل ہوتا	۸۵
۱۳۱	تین اشخاص نیکی اور بدی میں شریک ہیں	۸۵
۱۳۲	اللہ تعالیٰ نے مومن کو تین چیزیں دی ہیں	۸۵
۱۳۳	دین میں تین آدمیوں سے ڈرنا چاہئے	۸۵
۱۳۴	گرجانشین (پادری) کا تین باتیں پوچھنا	۸۵
۱۳۵	زمین اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتی ہے	۸۶
۱۳۶	پروردگار تین چیزوں کی حفاظت نہیں کرتا	۸۶
۱۳۷	اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہونگے	۸۶
۱۳۸	تین چیزیں اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گی	۸۶
۱۳۹	تین قسم کے انسان قرآن پڑھنے والے ہیں	۸۶
۱۴۰	تین آدمیوں میں بڑا مجرم کون ہے	۸۷
۱۴۱	تین مساجد کی طرف سفر کرنا چاہئے	۸۷
۱۴۲	مولی میں تین فائدے ہیں	۸۷
۱۴۳	تین چیزیں نقصان نہیں کرتیں	۸۷
۱۴۴	نبیؐ جنت کے تین گھروں کے ضامن ہیں	۸۷
۱۴۵	حضرت علیؑ کو تین گروہوں سے جنگ کا حکم ہوا	۸۷
۱۴۶	اللہ اور رسولؐ سے کوئی تعلق نہیں	۸۷
۱۴۷	حرمات خدا تین ہیں	۸۷
۱۴۸	ایمان کی حقیقت تین ہیں	۸۸
[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۵۰	تین باتوں میں منع کرتا ہے	۸۸
۱۵۱	تین مقام پر کالا رنگ جائز ہے	۸۸
۱۵۲	حج پر جانے والوں میں یہ تین عادتیں	۸۸
۱۵۳	ضیافت (مہمانی) تین دن کی ہوتی ہے	۸۹
۱۵۴	مسلمان کے دل میں کھوٹ نہیں ہوتی	۸۹
۱۵۵	نبیؐ نے فرمایا کہ تین چیزیں برحق ہیں	۹۰
۱۵۶	مرنے کے بعد تین چیزیں فائدہ دیں گی	۹۰
۱۵۷	اللہ تعالیٰ تین لوگوں کو جنت میں جگہ نہیں دے گا	۹۰
۱۵۸	باپ تین ہیں	۹۰
۱۵۹	مومن کو تین عادتیں عطا ہوئی ہیں	۹۰
۱۶۰	لوگ تین چیزوں کی آرزو کرتے ہیں	۹۰
۱۶۱	امور تین ہیں	۹۱
۱۶۲	چور تین ہیں	۹۱
۱۶۳	فرشتوں کے گروہ تین ہیں	۹۱
۱۶۴	جن اور انسان تین تین قسم کے ہیں	۹۱
۱۶۵	تین اشخاص کے پیچھے نماز نہیں پڑھنا چاہئے	۹۱
۱۶۶	تین چیزیں کھانے سے موٹا اور تین چیزیں کھانے سے جسم پتلا ہوتا ہے	۹۱
۱۶۷	احکام تین طریقوں سے جاری ہوئے	۹۱
۱۶۸	تین چیزیں تین چیزوں کے ساتھ ہیں	۹۱
۱۶۹	تین افراد کی سفارش اللہ تعالیٰ قبول کرے گا	۹۲
۱۷۰	سب سے پہلے قرعہ اندازی میں تین افراد تھے	۹۲
۱۷۱	سفرجل میں تین خوبیاں ہیں	۹۲
۱۷۲	پیاز میں تین خوبیاں ہیں	۹۲
۱۷۳	ورد (بار بار پڑھنا) تین چیزوں میں اثر کرتا ہے	۹۲
[illegible]	[illegible]	۹۲

۱۷۵	تین چیزوں میں دم کرنا بُرا ہے	۹۲
۱۷۶	جس میں یہ تین عادتیں ہونگی وہ دوزخ میں ہوگا	۹۳
۱۷۷	حرام مال سے تین چیزیں مسلط ہوتی ہیں	۹۳
۱۷۸	تین چیزوں میں مومن کے لئے راحت ہے	۹۳
۱۷۹	مرد کی سعادت تین چیزوں میں ہے	۹۳
۱۸۰	تین اشخاص کی دعا قبول نہیں ہوتی	۹۳
۱۸۱	سال بھر کے روزے ہر ماہ تین روز کے ہیں	۹۳
۱۸۲	مومن کی سرگرمی تین چیزوں میں ہے	۹۳
۱۸۳	جس کو تین چیزیں مل جائیں	۹۴
۱۸۴	رسول اللہؐ نے خندق میں تین بار پھاوڑا مارا	۹۴
۱۸۵	تین کام اللہ کو بہت پسند ہیں	۹۴
۱۸۶	تین چیزیں اس امت پر خوفناک ہیں	۹۴
۱۸۷	جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے	۹۴
۱۸۸	تین باتوں کے ہونے سے ڈر لگتا ہے	۹۴
۱۸۹	آنحضرتؐ کو دنیا کی تین چیزیں پسند تھیں	۹۴
۱۹۰	امام جعفر صادقؑ تین باتوں سے فارغ نہیں	۹۵
۱۹۱	امام علی رضاؑ کا زائر تین جگہ فائدہ اٹھائے گا	۹۵
۱۹۲	اعمال تین قسم کے ہیں	۹۵
۱۹۳	امام محمد باقرؑ نے امام جعفر صادقؑ کو تین باتوں کا حکم دیا اور تین باتوں سے منع کیا	۹۶
۱۹۴	قائم آل محمدؑ (امام عصرؑ) ظہور کے بعد تین باتوں کا حکم دیں گے	۹۷
۱۹۵	نبیؐ نے سلمان فارسیؓ سے فرمایا کہ تیری بیماری میں تین باتیں ہونگی	۹۷
۱۹۶	حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں تین باتوں سے توبہ کرتا ہوں	۹۷
۱۹۷	[illegible]	[illegible]
۱۹۸	ابن مسعود نے کہا کہ دنیا میں تین عالم ہیں	۹۹
۱۹۹	جنہوں نے کبھی وحی کا انکار نہیں کیا	۹۹
۲۰۰	جس کی تین بیٹیاں ہوں	۹۹
۲۰۱	تین چیزیں اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گی	۹۹
۲۰۲	تین اشخاص سے سزا موقوف ہے	۱۰۰
۲۰۳	کنجوس سے تین بُری عادتیں پیدا ہوتی ہیں	۱۰۰
۲۰۴	نبیؐ نے تین باتوں سے آغازِ کار کیا	۱۰۰
۲۰۵	جس نے عمل کیا وہ مسلمان ہے	۱۰۱
۲۰۶	وہ تین چیزیں جن میں نبوت کے ۱۴۵ اجزاء ہیں	۱۰۱
۲۰۷	ایمان تین چیزوں کا نام ہے	۱۰۱
۲۰۸	تین اشخاص جنت میں داخل نہیں ہونگے	۱۰۲
۲۰۹	جس کے تین فرزند مر گئے ہیں	۱۰۲
۲۱۰	تین عادتوں کے ثواب	۱۰۲
۲۱۱	ایسے تین بھائی جن میں دس (۱۰) دس (۱۰) سال کا فرق ہے	۱۰۲
۲۱۲	تین ایسی باتیں جن سے لوگ ذلیل ہوگئے	۱۰۲
۲۱۳	سوال کرنے (بھیک مانگنے) سے تین باتیں	۱۰۲
۲۱۴	تین دن سے زیادہ کنارہ کشی مناسب نہیں	۱۰۳
۲۱۵	تین چیزیں مسلمانوں کی سعادت ہیں	۱۰۳
۲۱۶	تین اشخاص سے اللہ کلام نہیں کرے گا	۱۰۳
۲۱۷	صدیق تین ہیں	۱۰۳
۲۱۸	اصحاب رقیم تین آدمی تھے	۱۰۳
۲۱۹	اللہ کو تین کام بہت پسند ہیں	۱۰۴
۲۲۰	انسان تین قسم کے ہیں	۱۰۴
۲۲۱	اس نور کا ذکر جو تین حصوں میں تقسیم ہوگیا	۱۰۴
۲۲۲	[illegible] تین قسم کے ہیں	۱۰۵

۲۲۳	حضرت امیر المومنینؑ نے دعوت قبول کرنے کی تین شرائط رکھیں	۱۰۵
۲۲۴	تین باتیں جو امیر المومنینؑ میں تھیں	۱۰۵
۲۲۵	حضرت عائشہؓ کی کنیز بریرہ سے اسلام کے تین قانون بنے	۱۰۵
۲۲۶	تین اشخاص نے رسول اللہؐ پر جھوٹ باندھا	۱۰۵
۲۲۷	تین ملعون	۱۰۶
۲۲۸	تین اشخاص میں بڑا مجرم کون ہے	۱۰۶
۲۲۹	براٗ بن معرور انصاریؓ کی وجہ سے اسلام کے تین احکامات جاری ہوئے	۱۰۶
۲۳۰	صفوان بن امیہ جمی سے تین قانون بنے	۱۰۶
۲۳۱	سعدؓ بن معاذ اسلام میں تین مقامات کے حامل ہیں	۱۰۶
۲۳۲	علم کے اٹھانے والے تین قسم کے لوگ ہیں	۱۰۷
۲۳۳	تین اشخاص کو دشمن سمجھنے والا ذلیل ہوتا ہے	۱۰۸
۲۳۴	قضاء اور قدر کے عقیدے میں لوگ تین قسم کے ہیں	۱۰۸

چوتھا باب

۱	چار اشخاص کی شفاعت رسول اللہؐ کریں گے	۱۰۹
۲	چار باتوں میں عورت کی بات ماننے والے	۱۰۹
۳	چار اشخاص کی دعا رد نہیں ہوتی	۱۰۹
۴	چار اشخاص سے دین قائم ہوتا ہے	۱۰۹
۵	جس نے چار مقامات پر سختی سے کام نہیں لیا	۱۰۹
۶	لوگوں کو چار چیزوں کی ضرورت ہے	۱۰۹
۷	جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ ہو	۱۱۰
۸	حضرت علیؑ کے پاس چار انگوٹھیاں تھیں	۱۱۰
۹	چار سورتوں نے رسول اللہؐ کو بوڑھا کر دیا	۱۱۰
۱۰	نبیؐ ہجرت کے بعد چار عمرے بجالائے	۱۱۰
۱۱	چار عادتوں سے امام وقت پہچانا جاتا ہے	۱۱۰
۱۲	چار چیزوں کی وجہ سے فضیلت ہے	۱۱۰
۱۳	بہترین سفر کے ساتھی چار ہیں	۱۱۰
۱۴	جس کو چار چیزیں دی جاتی ہیں	۱۱۱
۱۵	چار مخلوق تمام اولادِ آدمؑ کی باتیں سنتی ہیں	۱۱۱
۱۶	اللہ تعالیٰ چار اشخاص کی طرف نہیں دیکھے گا	۱۱۱
۱۷	قیامت میں چار سوار ہونگے	۱۱۱
۱۸	بڑھیا نے موسیٰؑ سے چار چیزیں طلب کیں	۱۱۲
۱۹	جنت میں بہترین عورتیں چار ہیں	۱۱۲
۲۰	چار چیزیں کمر توڑ دیتی ہیں	۱۱۲
۲۱	اللہ تعالیٰ نے چار مرتبہ دنیا کی طرف نظر کی	۱۱۳
۲۲	نبیؐ نے علیؑ سے فرمایا میں نے تیرا نام اپنے نام کے ساتھ چار مقامات پر لکھا ہوا دیکھا	۱۱۳
۲۳	اہل بیتؑ کی احادیث کوئی برداشت نہیں کرسکتا سوائے چار اشخاص کے	۱۱۳
۲۴	چار چیزیں واجب ہو جائیں گی	۱۱۳
۲۵	حضرت آدمؑ کے دو اشعار کے جواب میں شیطان نے چار اشعار کہے	۱۱۳
۲۶	اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو چار چیزوں میں چھپا رکھا ہے	۱۱۴
۲۷	چار چیزیں چار چیزوں کے لئے امان ہیں	۱۱۴
۲۸	حضرت علیؑ کی چار فضیلتیں جو کسی کو نہیں ملیں	۱۱۴
۲۹	معاویہ نے ابن عباسؓ سے کہا میں چار باتوں کی وجہ سے تجھے دوست رکھتا ہوں اور چار باتیں میں نے تجھے معاف کردی ہیں	۱۱۵
۳۰	گناہ کی چار وجوہات ہیں	۱۱۷

۳۱	چار حج کرنے کا ثواب	۱۱۸
۳۲	چار قسم کا مال فائدہ نہیں دے گا	۱۱۸
۳۳	کم خوراک کی چار علامات ہیں	۱۱۸
۳۴	نطفہ حرام کی چار نشانیاں ہیں	۱۱۸
۳۵	حضرت موسیٰ کو چار باتوں کی وصیت کی گئی	۱۱۸
۳۶	حضرت علی جب کسی جنگ پر روانہ ہوتے تو چار باتیں ہوتیں	۱۱۸
۳۷	جو چار چیزوں میں ڈرتا ہے اور دوسری چار چیزوں سے پناہ نہیں لیتا	۱۱۸
۳۸	حضرت علی نے چار اشخاص کے لئے بددعا کی	۱۱۹
۳۹	چار کلمے آخرت کے لئے امان ہیں	۱۱۹
۴۰	وسواس کی وجہ سے چار کام ہیں	۱۲۰
۴۱	چار چیزیں کبھی چار چیزوں سے مطمئن نہیں ہوتیں	۱۲۰
۴۲	جس میں یہ چار عادتیں ہونگی	۱۲۰
۴۳	اس کا اسلام مکمل ہوگا	۱۲۰
۴۴	حکمت کے چار کلمات ہیں	۱۲۱
۴۵	ایک شخص چار عادتوں کی وجہ سے جنت میں ہوگا	۱۲۱
۴۶	جس میں یہ چار عادتیں ہونگی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا	۱۲۱
۴۷	جو چار باتوں سے کنارہ کش ہوگا وہ جنت میں جائیگا	۱۲۱
۴۸	اللہ تعالیٰ چار اشخاص پر نظر کرم کرے گا	۱۲۱
۴۹	شیعہ ان چار باتوں میں گرفتار نہیں ہونگے	۱۲۱
۵۰	جس میں یہ چار صفات ہوں	۱۲۱
۵۱	اللہ تعالیٰ نے چار کو منتخب کیا	۱۲۱
۵۲	چار چیزیں باعث غم ہیں	۱۲۲
۵۳	چار باتیں امت محمدیہ میں قیامت تک رہیں گی	۱۲۲
۵۴	جسم چار چیزوں سے بنا ہے	۱۲۲
۵۵	انسان کی بقاء چار چیزوں پر منحصر ہے	۱۲۲
۵۶	چار چیزیں دل کو تباہ کرتی ہیں	۱۲۳
۵۷	رسول اللہؐ چار قبائل کو دوست رکھتے تھے	۱۲۳
۵۸	چار چیزیں دل کو برباد کردیتی ہیں	۱۲۴
۵۹	دنیا میں چار مومنین سے کم کبھی نہ ہونگے	۱۲۴
۶۰	چار عادتوں پر عمل کرنے سے	۱۲۴
۶۱	چار باتیں مومن میں نہیں ہوتیں	۱۲۴
۶۲	اللہ تعالیٰ نے مومن سے چار چیزوں کا وعدہ کیا ہے	۱۲۴
۶۳	مومن چار باتوں سے الگ نہیں ہوگا	۱۲۴
۶۴	چار باتوں سے بہت جلد سزا ملتی ہے	۱۲۴
۶۵	وہ گھر تباہ و برباد ہو جاتا ہے	۱۲۵
۶۶	وہ چیزیں جو چار ستونون پر قائم ہیں	۱۲۵
۶۷	نبزہ خارجی نے ابن عباسؓ سے چار باتیں پوچھیں	۱۲۶
۶۸	بڑھاپے سے سفید بال چار جگہ ہوتے ہیں	۱۲۷
۶۹	لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں	۱۲۷
۷۰	حق و باطل میں چار انگلیوں کا فاصلہ ہے	۱۲۷
۷۱	یتیموں کا خزانہ چار کلمات تھے	۱۲۷
۷۲	چار آدمیوں پر سلام کرنا جائز نہیں	۱۲۷
۷۳	چار چیزوں سے چہرہ روشن ہوتا ہے	۱۲۷
۷۴	اللہ تعالیٰ کے سفر کے ساتھی چار ہیں	۱۲۷
۷۵	چار آدمیوں پر آگ حرام ہوگی	۱۲۸
۷۶	چار تھوڑی چیزیں بہت ہیں	۱۲۸
۷۷	چار چیزوں سے فائدہ اٹھالو	۱۲۸
۷۸	لوگوں کا علم چار کلمات میں ہے	۱۲۸
۷۹	چار باتوں میں حق لازم ہے	۱۲۹

۸۰	جہاد کی چار قسم ہیں	۱۲۸
۸۱	بندے کی چار آنکھیں ہیں	۱۲۹
۸۲	چار باتیں سب سے افضل ہیں	۱۲۹
۸۳	عورتیں چار قسم کی ہیں	۱۲۹
۸۴	چار باتیں رسولوں کی سنت ہیں	۱۲۹
۸۵	چار آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی	۱۲۹
۸۶	جب چار چیزیں عام ہونگی تو چار سزائیں واقع ہونگی	۱۲۹
۸۷	بدبختی کی نشانیاں چار ہیں	۱۲۹
۸۸	اللہ تعالیٰ نے تمام کلام کو چار کلمات میں جمع کیا	۱۳۰
۸۹	چار لوگوں سے دوستی کرنا منع ہے	۱۳۰
۹۰	چار شخص علم سے ثواب اٹھاتے ہیں	۱۳۰
۹۱	چار چیزوں میں کمی بیشی نہیں کرنی چاہئے	۱۳۰
۹۲	غلام یا کنیز میں کوئی ایک چیز پیدا ہو جائے تو	۱۳۰
۹۳	بہترین مال چار ہیں	۱۳۱
۹۴	چار نمازیں کسی وقت بھی پڑھی جاسکتی ہیں	۱۳۱
۹۵	قاضی چار قسم کے ہیں	۱۳۱
۹۶	چار ہستیوں کا خرچ دینا واجب ہے	۱۳۲
۹۷	دنیا میں چار پیغمبر بادشاہ گزرے ہیں	۱۳۲
۹۸	سورج میں چار باتیں ہیں	۱۳۲
۹۹	دوا چار چیزیں ہیں	۱۳۲
۱۰۰	چار چیزیں مزاج کو معتدل کرتی ہیں	۱۳۲
۱۰۱	کراث میں چار خوبیاں ہیں	۱۳۲
۱۰۲	خوابی خون کی چار علامات ہیں	۱۳۲
۱۰۳	جنت کی چار نہریں	۱۳۳
۱۰۴	چار طرح کی کنیت رکھنا منع ہے	۱۳۳
۱۰۵	بہترین نام چار ہیں	۱۳۳
۱۰۶	چار چیزوں کا استعمال کرنا حرام ہے	۱۳۳
۱۰۷	چار چیزوں کو دفن کرنے کا حکم ہے	۱۳۳
۱۰۸	چار عادتیں انبیاء کے اخلاق ہیں	۱۳۳
۱۰۹	چار اشخاص کو پوری نماز پڑھنی چاہئے	۱۳۳
۱۱۰	چار مقامات پر پوری نماز پڑھنی چاہئے	۱۳۴
۱۱۱	سورہ سجدہ چار ہیں	۱۳۴
۱۱۲	چار باتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا	۱۳۴
۱۱۳	رسول اللہ نے چار اشخاص سے محبت کرنے کا حکم دیا	۱۳۴
۱۱۴	چار اشخاص جنت میں پہلے داخل ہوں گے	۱۳۴
۱۱۵	منافق کی چار علامات ہیں	۱۳۴
۱۱۶	روئے زمین پر بادشاہ چار ہیں	۱۳۴
۱۱۷	لوگوں کے پاس چار قسم کی احادیث نبوی ہیں	۱۳۵
۱۲۱	چار باتوں سے ماہِ صیام میں چھٹکارہ نہیں ہے	۱۳۷
۱۲۲	چار باتوں سے جانور واقف ہے	۱۳۷
۱۲۳	گھوڑوں کو چار چیزوں سے پیدا کیا گیا	۱۳۸
۱۲۴	ہوائیں چار طرح کی ہیں	۱۳۸
۱۲۵	انسان چار قسم کے ہیں	۱۳۸
۱۲۶	لوگ چار طرح سوتے ہیں	۱۳۸
۱۲۷	ابلیس نے چار مرتبہ فریاد کی	۱۳۸
۱۲۸	چار چیزیں ضائع ہو جاتی ہیں	۱۳۸
۱۲۹	مسلمانوں کی عیدیں چار ہیں	۱۳۹
۱۳۰	چار پرندے جن کو حضرت ابراہیمؑ نے ذبح کیا	۱۳۹
۱۳۱	اللہ تعالیٰ اس کو دشمن رکھتا ہے	۱۴۰

پانچواں باب

۱	پانچ چیزیں میزان عمل میں بہت بھاری ہیں	۱۴۰

۲	اللہ تعالیٰ نے پانچ میں سے ایک کا حکم دیا	۱۴۱	۲۷	پانچ افراد قیامت میں حجت طلب کریں گے	۱۴۸
۳	کنگھی میں پانچ خصوصیات ہیں	۱۴۱	۲۸	گوسفند کی پانچ چیزیں کھانا مکروہ ہے	۱۴۸
۴	مومن کی پانچ علامات ہیں	۱۴۲	۲۹	جس میں پانچ میں سے ایک بھی بات نہ ہو	۱۴۸
۵	پانچ باتیں محال ہیں	۱۴۲	۳۰	پانچ باتوں کے نقص سے نماز کا اعادہ ہونا چاہئے	۱۴۹
۶	پانچ چیزیں پچاس شمار ہونگی	۱۴۲	۳۱	بندوں میں پانچ باتوں سے کم تقسیم نہیں ہوگی	۱۵۰
۷	اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پانچ کلمات القا کیے	۱۴۲	۳۲	پانچ اشخاص تک شیطان کی رسائی نہیں	۱۵۰
۸	پانچ عادتوں سے برص کا مرض پیدا ہوتا ہے	۱۴۲	۳۳	پانچ باتوں سے پرہیز کرے	۱۵۰
۹	حضرت امام جعفر صادقؑ کے پانچ اقوال	۱۴۲	۳۴	پانچ چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے	۱۵۰
۱۰	سر اور جسم کی پانچ پانچ سنتیں ہیں	۱۴۲	۳۵	پانچ چیزیں ائمہؑ سے مخصوص ہیں	۱۵۰
۱۱	نبی کا قول ہے میں پانچ باتوں کو مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا	۱۴۲	۳۶	پانچ افراد کو آگ کے لئے پیدا کیا گیا	۱۵۱
			۳۷	ان افراد سے ہر حال میں بچنا چاہئے	۱۵۱
۱۲	پانچ چیزیں مسافروں کے لئے منحوس ہیں	۱۴۳	۳۸	علم کے پانچ درجات ہیں	۱۵۱
۱۳	رونے والے پانچ ہیں	۱۴۳	۳۹	پانچ پیشے مکروہ ہیں	۱۵۱
۱۴	گناہان کبیرہ پانچ ہیں	۱۴۳	۴۰	پانچ افراد زکوۃ کے حقدار نہیں ہیں	۱۵۱
۱۵	اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کو پانچ تلواریں دیکر بھیجا	۱۴۴	۴۱	نمازِ جماعت کے لئے کم از کم پانچ افراد	۱۵۱
۱۶	دوستی کی پانچ شرائط ہیں	۱۴۵	۴۲	دنیا کے پانچ میوے جنت کے میوے ہیں	۱۵۱
۱۷	نور کی پانچ موجوں میں مومن رہتا ہے	۱۴۵	۴۳	رسول اللہؐ نے پانچ چیزوں سے منع کیا	۱۵۱
۱۸	اسلام کے پانچ بنیادی ستون ہیں	۱۴۵	۴۴	اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں سے کسی کو مطلع نہیں کیا	۱۵۲
۱۹	مکہ کے پانچ نام ہیں	۱۴۵	۴۵	مسلمان کے دین کا کمال پانچ باتوں سے معلوم ہوتا ہے	۱۵۲
۲۰	دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں	۱۴۶	۴۶	پانچ چیزوں پر خمس دینا واجب ہے	۱۵۲
۲۱	پانچ آدمیوں نے نبیؐ کا مذاق اڑایا	۱۴۶	۴۷	حضرت جبرئیلؑ نے اپنے پیروں سے کھودا	۱۵۲
۲۲	نماز میت میں پانچ تکبیریں ہیں	۱۴۷	۴۸	قربانی پانچ افراد کے لئے ہے	۱۵۲
۲۳	خوف کی پانچ اقسام ہیں	۱۴۷	۴۹	پانچ چیزیں ایسی ہیں جو رسول اللہؐ کے سوا کسی کو نہیں ملیں	۱۵۳
۲۴	اللہ اور اس کا رسولؐ پانچ باتیں پسند کرتے ہیں	۱۴۷	۵۰	اللہ تعالیٰ نے محمدؐ اور علیؑ کو پانچ چیزیں عطا کیں ہیں	۱۵۳
۲۵	پانچ باتوں سے مال جمع ہوتا ہے	۱۴۸	۵۱	اللہ تعالیٰ کے لئے حق حیا پانچ عادتوں میں ہے	۱۵۳
۲۶	پانچ حج کرنے کا ثواب	۱۴۸			

۵۲ پانچ افراد کے بارے میں اللہ تعالیٰ سفارش قبول کرے گا ۱۵۴
۵۳ جو شخص پانچ باتوں پر عمل کرے گا رسول اللہؐ جنت کی ضمانت دیں گے ۱۵۴
۵۴ مجھے علیؑ سے پانچ چیزیں عطا ہوئیں ۱۵۴
۵۵ جس میں یہ پانچ باتیں ہیں اس کے لئے طوبیٰ ہے ۱۵۴
۵۶ حضرت جعفر بن محمدؑ کے شیعوں میں پانچ باتیں خاص طور پر ہونگی ۱۵۴
۵۷ پانچ افراد نہیں سوتے ۱۵۴
۵۸ دوزخ کی چکی پانچ افراد کو پیسے گی ۱۵۵
۵۹ پانچ کو قتل کرنے اور پانچ کو نہ کرنے کا حکم ۱۵۵
۶۰ پانچ افراد ملعون ہیں ۱۵۵
۶۱ عید کے دن پانچ کاموں سے بہتر کوئی کام نہیں ہے ۱۵۵
۶۲ جس میں یہ پانچ باتیں نہیں ۱۵۵
۶۳ سفید مرغ میں پانچ باتیں ۱۵۵
۶۴ پانچ افراد کی دعا قبول نہیں ہوتی ۱۵۵
۶۵ اللہ تعالیٰ کی بزرگی پانچ جملوں میں ۱۵۶
۶۶ اولوالعزم رسول پانچ ہیں ۱۵۶
۶۷ پانچ افراد کا انتظار کیا جائے ۱۵۶
۶۸ پانچ مساجد ملعون اور پانچ مساجد مبارکہ ہیں ۱۵۶
۶۹ پانچ مساجد میں نماز پڑھنا منع ہے ۱۵۷
۷۰ پانچ افراد کو سفر میں پوری نماز پڑھنی چاہیے ۱۵۷
۷۱ نامحرم عورت کے پانچ مقامات پر آدمی دیکھ سکتا ہے ۱۵۷
۷۲ پانچ وقت آسمان کے دروازے کھلتے ہیں ۱۵۷
۷۳ جنت پانچ افراد کی مشتاق ہے ۱۵۷
۷۴ پانچ عورتوں کو ہر حال میں طلاق ہو سکتی ہے ۱۵۷
۷۵ ظہور قائم آل محمدؑ (امام عصرؑ) کی پانچ نشانیاں ہیں ۱۵۷
۷۶ پانچ عورتوں اور ان کے شوہروں کے درمیان ملاعنہ نہیں ۱۵۷
۷۷ حضرت ابراہیمؑ کا امتحان پانچ کلمات سے لیا گیا ۱۵۸
۷۸ حضرت علیؑ نے اپنے عمال (گورنروں) کو پانچ باتوں کا حکم دیا ۱۶۲
۷۹ پانچ باتیں فطرت کے موافق ہیں ۱۶۲
۸۰ حضرت علیؑ کے پانچ بڑے فضائل ۱۶۲
۸۱ یہ پانچ باتیں قاضی پر واجب ہیں ۱۶۳
۸۲ پہل کرنے والے پانچ افراد ۱۶۳
۸۳ جناب عبدالمطلبؑ نے پانچ باتوں کی بنیاد رکھی ۱۶۳
۸۴ پانچ باتوں میں ولیمہ ہے ۱۶۳
۸۵ رسول اللہؐ نے اللہ سے سوال کیا ۱۶۴
۸۶ پانچ بے مثال نصیحتیں ۱۶۴
۸۷ جمعہ کے دن میں پانچ باتیں ہیں ۱۶۴
۸۸ پانچ عورتوں سے نکاح بُرا ہے ۱۶۴
۸۹ اچھے بندے یہ پانچ کام کرتے ہیں ۱۶۵
۹۰ اچھی بات میں پانچ باتیں ہیں ۱۶۵
۹۱ پانچ باتیں جو کسی امت کو نہیں ملیں ۱۶۵
۹۲ پانچ اشخاص پانچ سے بھاگیں گے ۱۶۵
۹۳ پانچ انبیاء نے عربی زبان میں گفتگو کی ۱۶۵
۹۴ اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق پانچ ہیں ۱۶۵

چھٹا باب

۱ اس امت کی چھ باتیں ۱۶۷
۲ زنا کی وجہ سے چھ باتیں ہوتی ہیں ۱۶۷
۳ نبیؐ نے فرمایا مجھ سے چھ باتوں کا وعدہ کرو ۱۶۷

۴	جنت میں لے جانے والی چھ باتیں	۱۶۷
۵	چھ ایسے انبیاء جن کے دو نام ہیں	۱۶۷
۶	چھ ایسی چیزیں جو رحم مادر میں نہیں رہیں	۱۶۷
۷	چھ چیزیں مومن کے لئے فائدہ مند ہیں	۱۶۸
۸	جنت کے دروازے پر لکھے ہوئے چھ کلمات	۱۶۸
۹	مروت (شرافت) کی چھ اقسام	۱۶۸
۱۰	خمس چھ سہم (حصوں) پر تقسیم	۱۶۸
۱۱	چھ چیزیوں میں بندوں کو دخل نہیں	۱۶۸
۱۲	اللہ تعالیٰ چھ باتوں کی وجہ سے عذاب دے گا	۱۶۹
۱۳	مومن میں چھ باتیں نہیں ہونگی	۱۶۹
۱۴	چھ آدمی سلام کے لائق نہیں	۱۶۹
۱۵	چھ چیزیں عجیب ہیں	۱۶۹
۱۶	چھ جانوروں کو قتل کرنا منع ہے	۱۶۹
۱۷	اللہ تعالیٰ نے چھ باتوں کو ناپسند کیا ہے	۱۷۰
۱۸	دین کی چھ آسان باتیں	۱۷۰
۱۹	چھ آدمی نجیب نہیں ہیں	۱۷۰
۲۰	عزل چھ مقامات پر جائز ہے	۱۷۰
۲۱	چھ چیزوں میں ذخیرہ اندوزی ناجائز ہے	۱۷۰
۲۲	چھ باتوں سے اللہ کی پناہ مانگنا چاہئے	۱۷۱
۲۳	چھ چیزوں کی کمائی حرام میں داخل ہے	۱۷۱
۲۴	چھ چیزوں کی محبت گناہ کی پہلی وجہ ہے	۱۷۱
۲۵	جانور کے چھ حقوق مالک پر	۱۷۱
۲۶	چھ آدمی پیش امامت کے قابل نہیں	۱۷۱
۲۷	تفسیر کلمات جو اصل ہجا ہیں	۱۷۱
۲۸	دیوانے میں چھ باتیں پائی جاتی ہیں	۱۷۲
۲۹	چھ نمازوں میں توجہ سخت ہے	۱۷۲
۳۰	شہید کی چھ چیزیں اتار کر باقی کے ساتھ دفنا دینا چاہئے	۱۷۳
۳۱	لوگ چھ قسم کے ہیں	۱۷۳
۳۲	جو علیؑ کو دوست رکھتا ہو اسے چھ چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے	۱۷۳
۳۳	اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے پاس انگوٹھی بھیجی جس پر چھ کلمات تھے	۱۷۳
۳۴	اللہ تعالیٰ نے چھ باتوں میں شیعوں کو معاف کیا ہے	۱۷۴
۳۵	حضرت علیؑ چھ باتوں میں سب سے سبقت لے گئے	۱۷۴
۳۶	چھ افراد کی دعا قبول نہیں ہوتی	۱۷۴
۳۷	چھ اشخاص ملعون ہیں	۱۷۵
۳۸	آدمی کا کمال چھ باتوں میں ہے	۱۷۵
۳۹	لوگوں کے چھ طبقے ہیں	۱۷۵

جلد دوئم

نمبر شمار	ساتواں باب	صفحہ نمبر
		۱۷۶

۱	سات چیزوں کو دفن کرنے کا حکم	۱۷۷
۲	سات چیزوں کا حکم اور ممانعت	۱۷۷
۳	بکرے کی سات چیزوں کا حرام ہونا	۱۷۷
۴	حضرت علیؑ کے بارے میں سات خاصیتیں	۱۷۷
۵	نبیؐ کا سات دفعہ خوشا نصیب کہنا	۱۷۸
۶	سات افراد عرش الٰہی کے سایہ میں ہونگے	۱۷۸
۷	کشمش میں سات خوبیاں ہیں	۱۷۸
۸	یوم موسیٰؑ کو سات پہاڑ اڑے تھے	۱۷۸
۹	سات آسمان اور ان کے رنگ	۱۷۹
۱۰	رسول اللہ نے ابوذرؓ کو سات نصیحتیں کیں	۱۷۹

۱۱	سات خصلتیں ایمان کو مکمل کرتی ہیں	۱۷۹	۳۷	نجاشی کی وفات پر نبیؐ نے سات تکبیریں کہیں	۱۹۰
۱۲	روزے رکھنے سے سات خوبیاں حاصل ہوگی	۱۷۹	۳۸	جب خدا کسی قوم پر غضبناک ہو تو انہیں سات	۱۹۱
۱۳	سات افراد کو سخت عذاب ہوگا	۱۷۹		مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے	
۱۴	تکبیرات افتتاح سات ہیں	۱۸۰	۳۹	نبیؐ اور اہل بیت کی محبت فائدہ دیتی ہے	۱۹۱
۱۵	سورۃ توحید اور کافرون سات جگہوں پر پڑھنا	۱۸۰	۴۰	زمین سات افراد کے لئے خلق کی گئی ہے	۱۹۱
۱۶	سات کلمات کے لئے ۷۰۰ فرسخ کا سفر	۱۸۰	۴۱	جہنم کے سات دروازے ہیں	۱۹۲
۱۷	انسان کے اعمال کو ضائع کر دیتی ہیں	۱۸۰	۴۲	قیامت کے دن حضرت علیؑ لوگوں پر حجت کریں گے	۱۹۳
۱۸	سات اعضاء پر سجدہ کرنا	۱۸۱	۴۳	سات عورتیں ایک دوسرے کی بہنیں ہیں	۱۹۴
۱۹	رسول اللہؐ نے سات افراد پر لعنت کی	۱۸۱	۴۴	گناہان کبیرا سات ہیں	۱۹۴
۲۰	مومن کے دوسرے مومن پر سات حقوق ہیں	۱۸۱	۴۵	انبیاء کے جانشینوں کا امتحان سات مقامات پر ہوتا ہے	۱۹۵
۲۱	کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے	۱۸۲	۴۶	ہفتہ کے سات دنوں کے بارے میں	۲۰۸
۲۲	مومن کی سات خوبیاں ہوتی ہیں	۱۸۲	۴۷	اتوار کے بارے میں وارد ہونے والی خصوصیات	۲۰۹
۲۳	مومن کے سات درجے ہیں	۱۸۲	۴۸	پیر کے بارے میں وارد ہونے والی باتیں	۲۰۹
۲۴	دل میں اسلام کی چاشنی داخل نہیں ہوتی	۱۸۳	۴۹	منگل کے بارے میں وارد ہونے والی باتیں	۲۱۰
۲۵	سات قسم کے لوگ دوزخی ہیں	۱۸۳	۵۰	بدھ کے بارے میں وارد ہونے والی باتیں	۲۱۰
۲۶	سات چیزیں رحم مادر میں نہیں رہیں	۱۸۳	۵۱	جمرات کے بارے میں وارد ہونے والی باتیں	۲۱۱
۲۷	اسلام کو سات حصوں میں قرار دیا	۱۸۳	۵۲	جمعہ کے بارے میں وارد ہونے والی باتیں	۲۱۲
۲۸	نبیؐ کو سات خوبیاں عطا کی	۱۸۴	۵۳	ہفتہ (سنیچر) کے بارے میں وارد ہونے والی باتیں	۲۱۳
۲۹	گائے اور اونٹ میں سات افراد کی قربانی	۱۸۵	۵۴	نبیؐ کا ارشاد ہے کہ تم دنوں سے دشمنی نہ کرو	۲۱۴
۳۰	چاند اور سورج کی سات سات پرت ہیں	۱۸۵	۵۵	حضرت آدمؑ وحواء نے جنت میں سات گھڑی قیام کیا تھا	۲۱۷
۳۱	دنیا سات اقلیم پر مشتمل ہیں	۱۸۷	۵۶	شیعوں میں سات خصوصیات پائی جاتی ہیں	۲۱۷
۳۲	سات مقامات پر مخصوص دعا نہیں پڑھی جاتی	۱۸۸	۵۷	رسول اللہؐ نے سات مقامات پر ابوسفیان پر لعنت کی	۲۱۸
۳۳	سات افراد کو قران نہیں پڑھنا چاہیے	۱۸۸	۵۸	دوزخ کے سات صندوقوں کے بارے میں	۲۱۹
۳۴	قران سات حرف پر نازل ہوا	۱۸۸	۵۹	حضرت ایوبؑ کو سات سال تک مصیبتوں میں مبتلا	۲۱۹
۳۵	وہ مخلوق جسے عالمین کو پیدا کرتے وقت پیدا کیا	۱۸۹		رکھا گیا	
۳۶	سوائے سات چیزوں کے کوئی چیز نہیں ہوگی	۱۹۰	۶۰	فرشتوں کی سات قسمیں ہیں	۲۲۰

۶۱	سات غلو کرنے والوں پر شیاطین نازل ہوئے	۲۲۱
۶۲	حضرت علیؑ نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی	۲۲۲
۶۳	شیعان علیؑ کو سات خوبیاں عطا ہوئی ہیں	۲۲۲
۶۴	آیت تطہیر سات افراد کے بارے میں نازل ہوئی	۲۲۲
۶۵	سات آدمیوں کی نماز قصر نہیں ہوتی	۲۲۲
۶۶	ذکر ساتھ اعضاء پر تقسیم کیا گیا	۲۲۲
۶۷	رسول اللہؐ کی سات اولادیں تھیں	۲۲۳

آٹھواں باب

۱	مومن کو آٹھ خوبیاں زیب دیتی ہیں	۲۲۴
۲	آٹھ افراد کی نماز قبول نہیں ہوتی	۲۲۴
۳	حاملین عرش آٹھ ہیں	۲۲۴
۴	جنت کے آٹھ دروازے ہیں	۲۲۷
۵	چھت آٹھ ہاتھ سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے	۲۲۷
۶	آٹھ بیویاں	۲۲۸
۷	آٹھ قسم کے لوگ انسانوں میں شمار نہیں ہوتے	۲۲۸
۸	جو مسجد جاتا رہتا ہے اس میں آٹھ میں سے ایک خوبی ضرور پائی جاتی ہے	۲۲۸
۹	آٹھ افراد کی توہین ہو تو	۲۲۹
۱۰	مساجد کو آٹھ چیزوں سے دور رکھنا چاہیے	۲۲۹
۱۱	ایمان آٹھ خصلتوں کا نام ہے	۲۲۹
۱۲	گناہان کبیرہ آٹھ ہیں	۲۳۰
۱۳	حضرت علیؑ کی آٹھ خوبیاں	۲۳۱

نواں باب

۱	اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کو نو خوبیاں عطا کیں	۲۳۳
۲	حضرت علیؑ اور ان کے چاہنے والوں کو نو خوبیاں عطا کی گئیں	۲۳۳
۳	جناب سیدہؑ کے نو نام ہیں	۲۳۳
۴	اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ اور حضرت علیؑ کو نو ایسی خوبیاں عطا کی جو کسی اور کو نہیں	۲۳۴
۵	نبیؐ کو حضرت علیؑ کے بارے میں نو خوبیاں عطا کی گئیں	۲۳۴
۶	نو چیزوں کے لئے نو آفتیں ہیں	۲۳۵
۷	برنی کھجوروں میں نو خصوصیات ہیں	۲۳۵
۸	اس امت سے نو چیزوں کی پوچھ گچھ نہیں ہوگی	۲۳۵
۹	نو چیزوں کی ممانعت	۲۳۶
۱۰	گناہ کرنے والوں کو نو گھنٹے کی مہلت	۲۳۶
۱۱	امام حسینؑ کی نو اولاد ائمہ ہیں	۲۳۶
۱۲	نبیؐ کی وفات کے وقت نو بیویاں حیات تھیں	۲۳۶
۱۳	حضرت علیؑ نے نو کلمے ارشاد فرمائے	۲۳۷
۱۴	لڑکی کے لئے سن بلوغت نو سال ہے	۲۳۷
۱۵	طلاق یافتہ عورت نو طلاقوں کے بعد شوہر کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے	۲۳۸
۱۶	نو چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے	۲۳۹
۱۷	نو افراد پر سے نمازِ جمعہ ساقط ہے	۲۳۹
۱۸	نو چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں	۲۳۹
۱۹	اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو نو نشانیاں دیں	۲۴۰
۲۰	نو قبیلوں کے افراد امام عصرؑ کے ساتھ آئیں گے	۲۴۰

دسواں باب

۱	نبیؐ کے دس نام ہیں	۲۴۱
۲	دس دروازوں پر آنے جانے کی موزوں وجوہات	۲۴۲

۳	قوائے عقل کو دس چیزوں سے مکمل کیا گیا	۲۴۲
۴	امام کی صفات دس ہیں	۲۴۳
۵	حضرت علیؑ دس خوبیوں سے بہرہ مند ہوئے	۲۴۳
۶	شیعوں کے لئے دس خاصیتوں کی خوشخبری	۲۴۴
۷	دس چیزوں مکارم اخلاق شمار ہوتی ہیں	۲۴۵
۸	قیامت آنے کی دس نشانیاں	۲۴۵
۹	نبیؐ اور اہل بیت کے لئے دس خوبیوں کو ایک جگہ کیا گیا ہے	۲۴۵
۱۰	جس میں دس خصوصیات ہونگی وہ جنتی ہے	۲۴۶
۱۱	عقل مند وہ ہے جس میں یہ دس خوبیاں ہوں	۲۴۶
۱۲	بکرے کی دس چیزیں نہیں کھانی چاہئیں	۲۴۶
۱۳	مردار جانور کی دس چیزیں پاک ہیں	۲۴۷
۱۴	دس قسم کے لوگوں کو طمع نہیں رکھنی چاہئے	۲۴۷
۱۵	دس مقامات پر نماز نہیں پڑھنی چاہیے	۲۴۷
۱۶	دس افراد جنت میں داخل نہیں ہونگے	۲۴۸
۱۷	عافیت کے دس اجزاء ہیں	۲۴۸
۱۸	دس افراد تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں	۲۴۸
۱۹	زھد کے دس حصے ہیں	۲۴۹
۲۰	دس قسم کی کنیزیں اپنے آقا پر حرام ہیں	۲۴۹
۲۱	شہوت کے دس حصے ہیں	۲۴۹
۲۲	شرم وحیاء کے دس حصے ہیں	۲۴۹
۲۳	بچوں کو عورتوں کے بستر سے الگ رہنا چاہئے	۲۴۹
۲۴	عورت دس مردوں کے برابر صبر کر سکتی ہے	۲۵۰
۲۵	دس چیزیں آپس میں سخت ترین ہیں	۲۵۰
۲۶	تربوز میں دس خاصیتیں ہیں	۲۵۲
۲۷	دس چیزیں خوشحالی لانے والی ہیں	۲۵۳
۲۸	نماز کی دس وجوہات ہیں	۲۵۳
۲۹	شیعوں میں دس خاصیتیں پائی جاتی ہیں	۲۵۳
۳۰	رسول اللہؐ نے دس افراد پر لعنت کی	۲۵۳
۳۱	جس نے دس سال تک روزے رکھے	۲۵۴
۳۲	دس حج کرنے والے کا ثواب	۲۵۴
۳۳	برکت کے دس حصے ہیں	۲۵۴
۳۴	قیامت سے پہلے کی دس نشانیاں	۲۵۴
۳۵	اسلام کی بنیاد دس حصوں پر رکھی گئی	۲۵۵
۳۶	ایمان کے دس درجے ہیں	۲۵۵
۳۷	دس سال تک اذان دینے والے کا ثواب	۲۵۶
۳۸	مسواک میں دس خوبیاں ہیں	۲۵۶
۳۹	قیامت کی دس نشانیاں ہیں	۲۵۶
۴۰	رسول اللہؐ دن اور رات میں دس طواف کرتے تھے	۲۵۶
۴۱	جس نے ماہِ رمضان میں دن کی وقت دس مرتبہ جماع کیا	۲۵۷
۴۲	دس نصیحت آموز باتیں	۲۵۷
۴۳	امت کے دس افراد اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں	۲۵۷
۴۴	لوگوں کے جوئے کے دس تیر تھے	۲۵۷
۴۵	طلوع وغروب آفتاب کے وقت دعا پڑھنا	۲۵۸
۴۶	بنو عبد المطلبؑ دس افراد تھے	۲۵۹

گیارہواں باب

۱	گیارہ ستاروں کے نام جنہیں حضرت یوسفؑ نے خواب میں دیکھا	۲۶۰
۲	زم زم کے گیارہ نام ہیں	۲۶۰

بارہواں باب

۱ پہلے باب سے بارہویں باب تک ۲۶۲
۲ اولین اور آخرین میں سے بدترین افراد بارہ تھے ۲۶۳
۳ بارہ رومی مہینوں میں زوال شمس کی شناخت کا طریقہ ۲۶۶
۴ جن لوگوں کے ابوبکر کی خلافت پر بیٹھنے سے انکار کیا ان کی تعداد بارہ (۱۲) تھی ۲۶۶
۵ اللہ نے بنی اسرائیل سے بارہ سبط نکالے ۲۷۰
۶ رسول اللہؐ کے بعد ائمہؑ کی تعداد بارہ ہے ۲۷۱
۷ مسواک میں بارہ خوبیاں ہیں ۲۸۲
۸ بارہ حجابوں کی حدیث ۲۸۳
۹ صاحبان تقویٰ کی بارہ علامتیں ۲۸۴
۱۰ بارہ افراد کو سلام نہیں کرنا چاہئے ۲۸۵
۱۱ رسول اللہؐ نے بارہ قدم سے استقبال کیا ۲۸۵
۱۲ دوزخ کے تابوت میں بارہ افراد ہیں ۲۸۵
۱۳ دسترخوان میں بارہ خوبیاں پائی جاتی ہیں ۲۸۶
۱۴ سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں ۲۸۶
۱۵ رات اور دن میں بارہ بارہ ساعتیں ہیں ۲۹۰
۱۶ برجوں کی تعداد بارہ ہے ۲۹۰
۱۷ وہ بارہ درہم جو رسول اللہؐ کو ہدیہ کیے گئے ۲۹۲
۱۸ نقیب بارہ ہیں ۲۹۳

تیرہواں باب

۱ مسخ شدہ جانور تیرہ ہیں ۲۹۴
۲ بالغ ہونے کی عمر تیرہ سے چودہ سال ہے ۲۹۶
۳ امیرالمومنینؑ کی تیرہ فضیلتیں ۲۹۶

چودھواں باب

۱ خضاب میں چودہ خوبیاں پائی جاتی ہیں ۲۹۸
۲ غسل کے چودہ مواقع ہیں ۲۹۹
۳ اصحاب عقبہ کی تعداد چودہ ہے ۲۹۹

پندرہواں باب

۱ جب امت ان پندرہ عادتوں میں پڑ جائے گی تو اس پر بلا نازل ہوگی ۳۰۰
۲ لڑکے کو پندرہ سال کے بعد روزوں کا پابند بنایا جائے ۳۰۰
۳ ایام تشریق میں پندرہ نمازوں کے بعد تکبیر کہنا چاہئے ۳۰۱
۴ رجب میں پندرہ روزے رکھنے کا ثواب ۳۰۱
۵ ہر پندرہ دن کے بعد نورہ لگانا سنت ہے ۳۰۱

سولہواں باب

۱ عالم کے سولہ حقوق ہیں ۳۰۲
۲ سولہ چیزیں تنگدستی کا باعث ہیں ۳۰۲
۳ سولہ عادتیں حکمت اور دانائی میں ہیں ۳۰۳
۴ اہل بیتؑ سے بغض و عناد سولہ قسم کے لوگ رکھتے ہیں ۳۰۳

سترہواں باب

۱ غسل کے سترہ مواقع ۳۰۸

اٹھارہواں باب

۱ امیرالمومنینؑ کی اٹھارہ فضیلتیں ۳۰۹
۲ اٹھارہ سال کے لڑکے کو اللہ تعالیٰ کی سرزنش ۳۰۹

انیسواں باب

۱	ایسے انیس کلمے جن کے پڑھنے سے مصیبت سے نجات ملتی ہے	۳۱۰
۲	انیس باتیں عورتوں پر معاف ہیں	۳۱۱
۳	وہ انیس مسائل جو امام نے طبیب ہندی سے پوچھے	۳۱۱

بیسواں باب

[اس باب میں بیس سے انتیس (۲۹) عدد کے متعلق روایتیں ہیں]

۱	اہل بیتؑ کی محبت میں بیس خوبیاں ہیں	۳۱۵
۲	اللہ تعالیٰ پر مومن کے بیس حقوق ہیں	۳۱۵
۳	بیس مرتبہ حج کرنے کا ثواب	۳۱۶
۴	امام زین العابدینؑ کی تیئیس (۲۳) صفات	۳۱۶
۵	ماہِ رمضان کی اکیس اور تیئیس کی راتوں میں جو کچھ آیا	۳۱۸
۶	چوبیس (۲۴) عادتوں کی ممانعت ہے	۳۱۸
۷	نمازِ جماعت کی فضیلت	۳۱۹
۸	نماز میں انتیس (۲۹) خوبیاں ہیں	۳۲۰
۹	علم میں انتیس (۲۹) خوبیاں ہیں	۳۲۰
۱۰	وہ عادتیں جس کے بارے میں رسول اللہؐ سے سوال کیا گیا	۳۲۱

اکیسواں باب

[اس باب میں تیس (۳۰) سے انتالیس (۳۹) عدد تک کے متعلق روایتیں ہیں]

۱	امام میں تیس علامتیں ہونی چاہئیں	۳۲۴
۲	ماہِ رمضان ہمیشہ تیس دن کا ہوتا ہے	۳۲۵
۳	چونتیس (۳۴) شرمگاہیں حرام ہیں	۳۲۸
۴	دو جمعوں کے درمیان پینتیس (۳۵) نمازیں فرض ہیں	۳۲۹

بائیسواں باب

	اس باب میں چالیس (۴۰) اور اس کے عدد سے زیادہ روایتیں ہیں	۳۳۰
۱	چالیس دن تک شراب پینے والے کی نماز اور توبہ قبول نہیں ہوتی	۳۳۰
۲	روزے کی چالیس اقسام ہیں	۳۳۳
۳	پہلے اپنے چالیس دینی بھائیوں کے لئے دعا مانگیں	۳۳۳
۴	جس مومن کی موت کے بعد چالیس مومنین اس کی نیکی کی گواہی دیں	۳۳۳
۵	چالیس دن کے اندر پیڑو کے بال کاٹنے چاہئیں	۳۳۴
۶	جس کی ختنہ نہ ہوئی اس کے پیشاب سے زمین چالیس دن تک نحس رہتی ہے	۳۳۴
۷	چالیس دن کے اندر کم از کم ایک مرتبہ ہمبستری کرنا چاہئے	۳۳۴
۸	شکاری کتے کی دیت چالیس (۴۰) درہم ہے	۳۳۴
۹	فرعون کے دو کلموں کے درمیان چالیس برس کی مہلت دی گئی	۳۳۵
۱۰	وہ استغفار جس سے چالیس گناہانِ کبیرہ معاف کر دیئے جاتے ہیں	۳۳۵
۱۱	رحم چالیس پشتوں تک ہوتا ہے	۳۳۵
۱۲	امام عصرؑ کے ظہور کے وقت مومن کو چالیس افراد کی قوت عطا ہوگی	۳۳۵
۱۳	جو شخص چالیس احادیث یاد کرے گا	۳۳۵

۱۴	مسجد کی حدود چالیس ہاتھ تک ہے	۳۳۷
۱۵	جس شخص کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہو	۳۳۷
۱۶	چالیس حج کرنے والے کے لئے ثواب	۳۳۹
۱۷	حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کا حضرت ابو بکرؓ پر تینتالیس (۴۳) خوبیوں کے ذریعے حجت قائم کرنا	۳۴۰
۱۸	حضرت علیؑ کا شوریٰ کے دن لوگوں پر حجت قائم کرنا	۳۴۶
۱۹	وہ پچاس حقوق جو امام زین العابدینؑ نے ایک صحابی کو تحریر کیے	۳۵۶
۲۰	مومن کی پچاس خوبیاں ہیں	۳۶۲
۲۱	ستر حج کرنے کا ثواب	۳۶۳
۲۲	حضرت علیؑ کے ستر مناقب	۳۶۳
۲۳	نمازِ وتر میں ستر مرتبہ مغفرت طلب کرنے کا ثواب	۳۶۳
۲۴	نمازِ فجر کے بعد ستر مرتبہ مغفرت طلب کرنے کا اجر	۳۷۳
۲۵	ماہ شعبان میں روزانہ ستر مرتبہ مغفرت طلب کرنے والے کا اجر	۳۷۳
۲۶	پرچم حمد کے ستر پھریرے ہیں	۳۷۴
۲۷	سود کے ستر اجزاء ہیں	۳۷۴
۲۸	دوزخ میں ستر خریف تک رہنے والے کے متعلق حدیث	۳۷۴
۲۹	امتِ محمدی بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ جائے گی	۳۷۵
۳۰	جنہوں نے یہ روایت بیان کی کہ امتِ محمدی تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی	۳۷۵
۳۱	عورتوں کے تہتر آداب	۳۷۶
۳۲	عقل اور جہل کے پچھتر (۷۵) لشکر ہیں	۳۷۸
۳۳	حضرت علیؑ کی شان میں اسی (۸۰) آیتیں نازل ہوئیں	۳۷۹
۳۴	شرابی کو رسول اللہؐ نے اسی (۸۰) کوڑے لگائے	۳۷۹
۳۵	دن بھر کی نمازوں میں پچانوے تکبیریں ہیں	۳۸۰
۳۶	اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں	۳۸۰
۳۷	سو مرتبہ مغفرت طلب کرنے کا ثواب	۳۸۰

تیسواں باب

[اس باب میں سو (۱۰۰) سے دس لاکھ کے متعلق روایتیں ہیں]

۱	یہودیوں کے سوالات	۳۸۱
۲	نبیؐ ایک سو بیس مرتبہ معراج پر تشریف لے گئے	۳۸۸
۳	پھلوں کے ایک سو بیس رنگ ہیں	۳۸۸
۴	ایک سو بیس قسم کے جنتی لوگ	۳۸۹
۵	حافظِ قرآن کو بیت المال سے دو سو درہم دیے جائیں گے	۳۸۹
۶	سال بھر میں تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں	۳۸۹
۷	مکہ جانے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ تین سو ساٹھ طواف کرے	۳۸۹
۸	وہ خوبیاں جو دین کی شرائع ہیں	۳۸۹
۹	حضرت علیؑ نے ایک نشست میں چار سو باب تعلیم کیے	۳۹۶
۱۰	زمین و آسمان کے خلق کرنے سے دو ہزار سال قبل جنت کے دروازے پر جو کچھ تحریر تھا	۴۲۴
۱۱	نماز کے چار ہزار دروازے ہیں	۴۲۴
۱۲	حضرت آدمؑ سے سات ہزار سال پہلے ساق عرش پر جو لکھا تھا	۴۲۵
۱۳	اللہ تعالیٰ کے بارہ ہزار عالم ہیں	۴۲۵
۱۴	رسول اللہؐ کے اصحاب بارہ ہزار تھے	۴۲۶
۱۵	وہ نور جو حضرت آدمؑ کی خلقت سے چار ہزار سال پہلے تھا	۴۲۶

۱۶	حضرت آدمؑ کی خلقت سے بائیس ہزار سال پہلے لکھی تحریر کا ذکر	۴۲۶
۱۷	اللہ تعالی نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء خلق کیے	۴۲۶
۱۸	اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ سے ایک لاکھ چوبیس ہزار کلمات کہے	۴۲۷
۱۹	رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ کو ہزار باب تعلیم کیے	۴۲۷
۲۰	اللہ تعالی نے دس لاکھ جہاں پیدا کیے اور دس لاکھ آدم	۴۳۵

انتساب

ان مومنین و مومنات کے نام جو معصومین علیہم
السلام کے ارشادات پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیا و
آخرت سدھارنا چاہتے ہیں

عرض ناشر

تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جو سارے جہانوں کا پیدا کرنے اور پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک اور ہمسر نہیں۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا۔ نہ اسے نیند آتی ہے اور نہ اونگھ۔ وہ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ پروردگار عالم اپنے رحمتیں نازل کرے ہمارے پیارے نبیؐ اور ان پر سلام ہو جو سلام کا حق ہے، جن کے صدقے میں پروردگار عالم نے یہ ساری کائنات خلق فرمائی ہے اور پروردگار عالم ہمیشہ لعنت کرے ان کے دشمنوں پر۔

یوں تو پروردگار عالم کے ہم پر اتنے احسانات ہیں کہ جن کو ہم نہ شمار کر سکتے ہیں اور نہ ان کا ادراک کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان احسانات کا شکر بجا لا سکتے ہیں۔ وہ تو خود ہی اپنے احسانات کا شعور مرحمت فرماتا ہے اور اپنے بندوں کو حیران کرتا رہتا ہے۔ خود توفیق عطا کرتا ہے اور خود اجر دیتا ہے۔ حالانکہ نہ بندے کا کوئی زور ہوتا ہے اور نہ استحقاق وہی پروردگار جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں کی نظروں میں صاحبِ توقیر وعزت بنا دیتا ہے جس کی خود اپنی نظروں میں وقعت وعزت نہیں ہوتی۔ وہی کارساز ہے جو کمزوروں اور ناتوانوں سے وہ کام لے لیتا ہے۔ جو صرف صاحبان علم وثروت، طاقت وقوت کے حامل افراد سے توقع کی جاسکتی ہے، پروردگار عالم نے ہم جیسے بے بضاعت افراد سے وہ کام لیا ہے جو صرف صاحبان علم وثروت افراد کو انجام دینا چاہیئے تھا۔ اسی رب العزت کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں وہ شعور اور استطاعت بخشی کہ مذہب حقہ کی بنیادی کتب عربی زبان سے اردو ترجمہ کرا کے شائع کرانے کی توفیق عطا فرمائی۔

اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ہم نے جناب شیخ الصدوقؒ کی کتب جتنی بھی ہمیں دستیاب ہونگی ان کا ترجمہ کرانے کا عہد کیا۔ بحمد للہ اب تک ان کی چار کتب (۱) علل الشرائع (۲) من لایحضرہ الفقیہ (۳) کمال الدین وتمام النعمۃ (۴) التوحید کا اردو ترجمہ پیش کیا جا چکا ہے جو مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ ان کتب کے بارے میں اور جناب شیخ صدوق کے بارے میں چند دینی رہنماؤں کی آراء پیش خدمت ہیں۔

جناب شیخ الصدوق کے بارے میں علامہ حلی کی رائے۔

علامہ حلی نے اپنی کتاب خلاصۃ الاقوال (جلد اول) میں جناب شیخ الصدوق کے بارے میں وہی لکھا ہے جو نجاشی اور شیخ طوسی نے تحریر کیا اور کہا ہے کہ ان کی تقریباً تین سو (۳۰۰) تصانیف ہیں جن میں اکثر کا ذکر ہم اپنی کتاب کبیر میں کر دیا ہے۔ آپ (شیخ الصدوق) نے ۳۸۱ھ میں وفات پائی۔ علامہ سید بحر العلوم نے اپنی کتاب "فوائد رجالیہ" میں تحریر کیا ہے کہ اپنے مشائخ شیعہ میں سے ایک شیخ اور ارکان شریعت میں سے ایک رکن تھے۔ جن لوگوں نے ائمہ طاہرین علیہم السلام سے جس قدر روایتیں نقل کی ہیں ان میں سے جناب صدوق (حد سے زیادہ سچ بولنے والے) تھے۔ آپ امام عصرؑ کی دعا کی برکت سے پیدا ہوئے اور یہ فضل اور شرف اور افتخار ان کو اسی وجہ سے حاصل ہوا۔ امام عصرؑ نے اپنی توقیع میں لکھا ہے کہ یہ فقیہ اور مبارک ہوں گے۔ ان سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو بہت فائدہ پہنچائے گا۔ اس لئے ساری دنیا پر آپ کے علم کی برکت چھا گئی اور ہر خاص وعام نے ان سے نفع حاصل کیا۔ آپ کی تصانیف مدت تک باقی رہیں گی اور ان کی فقہ حدیث سے فقہاء اور غیر فقہاء جن کے پاس کوئی مرد فقیہ نہ ہو فائدہ اٹھائیں گے۔ اس کے بعد آپ نے شیخ صدوق کی ولادت کے بارے میں روایت کو نقل کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ یہ روایت شیخ الصدوق کے عظیم المرتبت ہونے کی دلیل ہے۔

---

[1] الحمد للہ ثواب الاعمال وعقاب الاعمال کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے اور اب خصال بھی آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ (ادارہ)

علل الشرائع۔

جناب شیخ الصدوق کی مشہور اور اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک منفرد اور عدیم النظیر کتاب علل الشرائع ہے۔اس میں ہر دور کے لوگوں کے لئے ہر امر کی وجہ اور سبب بتائے گئے ہیں جو ہر دور کے تقاضوں کو بہت کچھ پورا کر سکتی ہے۔اس میں شرعی احکامات کے وہ اسباب بتائے گئے ہیں جو ائمہ طاہرینؑ سے منقول ہیں۔جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے جناب شیخ الصدوق نے تین سو (۳۰۰) کتب تالیف کر کے اپنی قوم کو علمی اعتبار سے مفلس اور نادار نہیں چھوڑا۔ ہمارے دیگر بزرگ مذہبی رہنماؤں نے اتنا علمی سرمایہ چھوڑا ہے کہ ہم علمی لحاظ سے یتیم اور مفلس و نادار نہیں ہیں۔اس علمی سرمائے کی حفاظت اب ہمارا فرض ہے مگر نجانے کن وجوہات کی بناء پر دین کے ٹھیکیداروں نے عوام کو ان سے دور رکھا ہوا ہے۔

من لا یحضرہ الفقیہ۔

یہ فقہ کی بنیادی کتب اربعہ میں سے ایک کتاب ہے۔اس کے بارے میں علامہ صادق بحر العلوم نے تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''شیخ صدوقؒ کی سب سے زیادہ مشہور کتاب ''من لا یحضرہ الفقیہ'' ہے۔اس کا شمار شیعوں کی کتب اربعہ میں ہوتا ہے۔یہ کتب اربعہ وہ ہیں کہ احکام شریعہ کے اخذ کرنے میں شیعوں کا ان پر دار و مدار ہے۔نو سو (۹۰۰) سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا اور فقہاء اور غیر فقہاء دونوں میں بہت مقبول ہے۔اور اتنی معتبر اور قابل اعتماد ہیں کہ سوائے چند کہ آج تک کوئی اعتراض نہ کر سکا۔اب اس سے بڑھ کر اس کی اہمیت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔اس کتاب کے بارے میں علامہ طباطبائی نے جناب شیخ الصدوقؒ کی عدالت پر یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ ''ان کے اقوال کی نقل نیز ان کی کتابوں خصوصاً ''من لا یحضرہ الفقیہ'' کی توثیق پر تمام اصحاب فقہ کا اجماع ہے''۔

کمال الدین وتمام النعمۃ۔

یہ کتاب امام عصرؑ کے حکم پر لکھی گئی ہے یہ اپنے موضوع کے اعتبار سے بلیغ اور ابواب کے لحاظ سے ایک ممتاز کتاب ہے اس سے پہلے غیبت کے موضوع پر کوئی اور کتاب نہیں لکھی گئی اور نہ ہی شیخ صدوق جیسی صفات کا حامل کوئی اور شخص گزرا ہے۔اس کتاب میں علم و عرفان کی ضوفشانیاں ہیں۔ اس کتاب میں امام عصرؑ کی شخصیت، وجود، غیبت اور ان کے بارے میں موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔اور اس کے لئے ایسی روایات اور احادیث کو بنیاد بنایا گیا ہے جو معصومینؑ سے روایت کی گئی ہیں۔اس کتاب میں مخالفین اور منکرین کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے اور ان کے شکوک کو دلائل و براہان کے ذریعے رد کیا گیا ہے۔امامت اور غیبت کے ثبوت قرآن وحدیث اور اقوال معصومینؑ کے ذریعے دیئے گئے ہیں۔

مولائے کائنات حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔اور اسی وجہ سے آپؑ نے اعلان کیا کہ پوچھ لو پوچھ لو جو کچھ چاہو پوچھ لو قبل اس کے کہ تم مجھے کھو دو۔ ہمارے تمام ائمہ علیہم السلام نے لوگوں کے سوالات کے جوابات دیئے اور علوم کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا۔اس زمانے میں عربی زبان رائج تھی جس کی وجہ سے یہ ساری کتب عربی زبان میں ہیں۔ائمہ طاہرینؑ کے عمل کی پیروی کرتے ہوئے ان کا ترجمہ دوسری زبانوں میں ہونا چاہئے تھا مگر نہیں ہوا اور ہوا بھی تو بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر۔ ہمارے رہنماؤں نے اور بظاہر ائمہ طاہرینؑ کا نام لینے والوں نے علم اور ائمہ طاہرینؑ کے اقوال اور احادیث کو عربی دان طبقے تک محدود رہنے دیا اور اردو جاننے والوں کو دور رکھا اور اپنے آپ کو برہمنوں کے اطوار پر چلایا۔ پروردگارِ عالم کا یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں یہ توفیق عطا کی کہ ہم مذہب حقہ کہ بنیادی کتب کا اردو ترجمہ شائع کر سکیں۔ ہم اس قابل تو نہ تھے مگر اللہ تعالیٰ جس سے جو کام چاہتا ہے کرا دیتا ہے چنانچہ اس نے ہمیں یہ عزت بخشی۔ [illegible] اور ائمہ طاہرینؑ سے

احکامات پر عمل کرنے والوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی اپنی جگہ اور اپنی اپنی حیثیت سے ائمہؑ کے اقوال اور دین کے احکامات کو پھیلانے کی کوشش کریں اور اپنی عاقبت سنواریں۔

حرفِ آخر کے طور پر ہمیں اس بات کا اعتراف کرنے میں کوئی عار نہیں کہ ہم انسان ہیں جو خطا کا پتلا ہے۔ ہم خواہ کتنی ہی عرق ریزی اور محنت کرلیں پھر بھی کام میں خامی، غلطی، کوتاہی رہ جاتی ہے۔ اس کتاب کی اشاعت سے سلسلے میں اگر چہ جملہ احباب نے اپنی صلاحیتوں کو بہترین استعمال کیا اور بہت احتیاط سے کام لیا ہے اور پروردگار سے بھی دعا گو رہے ہیں کہ پروردگار تو ہماری مدد کر، اس کے باوجود اگر کوئی خامی، غلطی یا کوتاہی قارئین کی نظر سے گزرے تو اس جانب ہماری توجہ مبذول کرا کے ہمیں شکریہ کا موقع دیں۔ ہم ان شاء اللہ آئندہ کی اشاعت میں اس کا ازالہ کریں گے اور اس کرم فرمائی کے لئے آپ کے احسان مند ہونگے۔ ہم بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہو کر اس حقیر کوشش کو امام عصرؑ کے توسط سے تمام معصومینؑ کی نذر کرتے ہیں اور اس کی مقبولیت کے لئے دعا گو ہیں کہ پروردگارِ عالم اس کا ثواب ہمارے والدین اور جملہ مومنین و مومنات کو عطا فرمائے اور جملہ قارئین کو احکام معصومینؑ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ مزید ہم پروردگارِ عالم سے دعا کرتے ہیں کہ تو محمدؐ اور آل محمد علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ کے دشمنوں یہود و نصاریٰ، کافرین، مشرکین، منافقین کو قرآن شریف کے احکام کے خلاف حکم دینے والوں اور ان پر ایمان نہ رکھنے والوں اور عمل نہ کرنے والوں کو دین و دنیا دونوں جگہ دردناک عذاب دے۔ اور آپس میں لڑوا کر تباہ و برباد کردے۔

خاک پائے اہلبیتؑ

سید اشفاق حسین نقوی (مرحوم)

عرض ناشر (اشاعتِ دوئم)

الحمد للہ الکساء پبلشرز نے اردو زبان میں احادیث معصومینؑ کی نشر و اشاعت کا جو بیڑہ اٹھایا تھا اس کے خاطر خواہ اثرات سامنے آنے لگے ہیں اور ہماری کتابوں کی مانگ میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ تشنگان علوم معصومینؑ کو اپنی پیاس بجھانے کا موقع میسر آ گیا ہے البتہ ہم اس کوشش میں اکیلے نہیں ہیں بلکہ دیگر ادارے بھی اس عظیم کام کی اہمیت سمجھتے ہوئے اپنے اپنے وسائل کے مطابق اس دینی فریضے کی ادائیگی میں ہمارے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ خدا ان کی اور ہماری توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے۔

''خصال'' جو اس وقت قارئین کے ہاتھوں میں ہے کافی عرصے سے اس کی دوسری اشاعت کا تقاضہ کیا جا رہا تھا لیکن نامساعد حالات کے تحت اس میں دیر ہوتی گئی۔ اب بحمد للہ محمدؐ و آل محمدؐ کے وسیلے اور خدا کی بے پایاں عنایات کے نتیجے میں ہم اس قابل ہو گئے ہیں کہ اسے دوبارہ شائع کر سکیں۔

اس بار یہ بھی کوشش کی گئی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو بعض وضاحت طلب احادیث کی تشریح بھی کر دی جائے۔ یہ تشریح مرحوم محمد باقر کمرہ ای کے الفاظ میں تھی جسے اردو کا جامہ محترمہ ملیکہ خاتون کاظمی نے پہنایا ہے جس کے لئے ہم موصوفہ کے بجا طور پر ممنون ہیں۔ اس سلسلے میں مرحوم محمد باقر نے جدید سائنسی انکشافات سے بھی فائدہ اٹھایا ہے جو یقیناً قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔ البتہ موضوع کے تقاضوں کے مطابق بعض جگہ بعض بات گنجلک بھی ہو گئی ہے۔ لیکن ہم توقع کرتے ہیں کہ صاحب ادراک قارئین اس مفہوم کو بخوبی سمجھ لیں گے جو مرحوم کمرہ ای پیش کرنا چاہتے تھے۔

نئی کمپوزنگ میں یہ کوشش بھی کی گئی ہے کہ پروف ریڈنگ کی پچھلی غلطیوں کی بھی تصحیح کر دی جائے تا کہ کتاب بہتر انداز میں قارئین کے سامنے آئے۔ اس سلسلے میں ہم کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں فیصلہ آپ پر ہے۔

والسلام

سید فیضیاب علی رضوی

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

کتاب تالیف کرنے کی وجہ

تمام تعریف اس اللہ کے لیے جو اکیلا اور یکتا ہے۔ الوہیت میں تنہا ہے۔ بندوں کو اپنی معرفت پر پیدا کیا۔ زبانیں اس کی تعریف بیان نہیں کرسکتیں۔ آنکھیں اسے نہیں دیکھ سکتیں۔ وہ مخلوق کی صفات سے بالاتر ہے۔ محدود معانی سے بلند ہے تمام مخلوق میں اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ ساری کائنات میں اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے اکیلے ہونے کا اقرار کرتا ہوں اس کی کرامت کا خواہشمند ہوں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ ان کو اپنی رسالت کے لئے منتخب کیا۔ دین کے معاملات ان کے سپرد کیے۔ ان کو کتاب دے کر بھیجا تا کہ اپنے بندوں پر حجت قائم ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ آپؐ کے جانشین ہیں (جو) آپؐ کے بعد ساری مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ آپؐ کے حکم پر قائم اور آپؐ کے راستے پر بلانے والے ہیں۔ آپ امیر المومنینؑ اور اوصیاء کے سردار ہیں۔ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا آپؑ کی زوجہ محترمہ ہیں جو تمام کائنات کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسنؑ اور حسینؑ جو آپ کے فرزند ہیں، امامینِ ہدایت اور نشان تقویٰ ہیں دنیا والوں پر اللہ کی حجت ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے ان کی پیروی کی نجات پا گیا جس نے ان کو چھوڑا ہلاک ہو گیا۔ ان پر پروردگارِ عالم کی رحمت نازل ہو اور ان کی روحوں اور ان کے اجساد پر رحمتِ خدا نازل ہو۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ میرے اساتذہ اور اسلاف نے ہر طرح کی کتب لکھیں لیکن ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی جو کہ اعداد اور خصال محمودہ اور مذمومہ پر ہو۔ حالانکہ ایسی کتاب کی تصنیف میں طالبِ علم اور بھلائی کے چاہنے والوں کے لئے بہت بڑا فائدہ تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے قرب کی خاطر یہ کتاب لکھی۔ اس کے ثواب کے حصول اور اس کی رحمت پانے کے لئے مجھے امید ہے کہ وہ اپنی رحمت اور احسان سے میری خواہش و آرزو کو رد نہیں کرے گا۔ بے شک وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

محمد بن علی بن حسین

(الشیخ الصدوق)

بِسمِ اللّٰہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

﴿پھلا باب﴾

(۱) مقدام ابن شریح بن ہانی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی شخص جنگ جمل کے دن جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ ایک ہے۔ لوگوں نے اس کو گھیر لیا کہنے لگے: تجھے نہیں معلوم کہ آپ علیہ السلام کا دل کس حالت میں ہے؟ اور کئی امور کی طرف متوجہ ہے یہ سوال کرنے کا وقت نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو۔ یہ بھی وہی بات چاہتا ہے جو قوم سے ہم چاہتے ہیں۔ آپؑ نے اعرابی سے فرمایا: خدا ایک ہے۔ اس کی چار اقسام ہیں۔ دو اللہ کے لئے جائز ہیں اور دو جائز نہیں ہیں۔ وہ یہ کہ کوئی یہ کہے کہ اللہ ایک ہے اور اس کا اس سے مقصد عدد ہو۔ یہ خدا کے لئے جائز نہیں کیا تو نہیں دیکھتا کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا تین میں سے تیسرا ہے کافر ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ کہنے والا کہے کہ خدا لوگوں میں ایک ہے۔ اس کی مراد جنس سے اور فرد نوعی ہو۔ یہ بھی خدا کی ذات کے لئے جائز نہیں۔ اس میں شبیہ پائی جاتی ہے۔ ہمارا پروردگار اس سے بلند و بالا ہے۔ دو باتیں جو اللہ کے لئے جائز ہیں وہ یہ ہیں کہ کہنے والا کہے اللہ ایک ہے۔ کوئی شے اس کی طرح نہیں ہمارا اللہ ایسا ہی ہے۔ کہنے والا کہے ہمارا رب وجود میں عقل و خیال میں نہیں لایا جاسکتا۔ اس کی تقسیم نہیں ہوسکتی۔ وہی ہمارا رب ہے۔

(شرح! عدد خالص حساب کا موضوع ہے۔ حساب جو ریاضت کی ایک قسم ہے اور سوائے تصور کے اسکی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ (یعنی اعداد ایک دو تین وغیرہ ایک تصوراتی چیز ہے۔ مترجم شرح) اس لئے یہ کہتے ہیں کہ علم ریاضی ایسے امور پر بحث کرتا ہے جو زمین میں مادہ کا محتاج نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ عدد غیر متناعی ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس کی حقیقت تصوراتی ہے جو صرف ایک اعتباری چیز ہے اور ذہن سے باہر اسکی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے تسلسل ٹوٹ سکے اور معدودات پر اعداد کا انطباق صرف حکایتی (روایتی) انطباق ہے۔ جیسے منشائے اعتبار پر صرف ظاہری اعتبار مثلاً آزادی و غلامی۔ نہ کہ اصلاحی انداز پر محمول کرنا ہے جو اپنے وجود میں ایک زائد وجود کا مصداق رکھتی ہے۔ جیسے یوں کہا جائے کہ کاغذ سفید ہے اس لحاظ سے ایک کے عدد کا تعلق علم حساب کے موضوع سے ہے اور اس طرح ایک کہنا خدا کیلئے جائز نہیں ہے کیوں کہ خدا تصور میں نہیں آتا اور عدد مقید ہے اس اعتبار سے کہ وہ گھٹتا بڑھتا ہے اور یہ علم الجبرا کا موضوع ہے اور اسی طرح کے عدد میں ایک طرح سے معدود تعلق بھی رہتا ہے تو واحد بھی اسی لحاظ سے خدا کے لئے کہنا جائز نہیں کیوں کہ خدا کے لئے گھٹنا بڑھنا نہیں ہے اسی لئے یہ فرمایا کہ جو چیز دوم (دوسرا) نہیں رکھتی وہ عدد میں داخل نہیں۔

وحدت اعتباری ہے کہ معدود امور کو ایک ہی رخ سے ملاحظہ کریں اور اسی طرح وحدت نوعی، جنسی اور صنفی بھی ہوتی ہے کہ متعدد امور کو کمل حقیقت میں یا بعض حقیقت (حقیقت کا کچھ حصہ) صفات میں شرکت کے لحاظ سے ہم ایک ہی سمجھیں اسی طرح کی وحدت بھی خدا کے لئے جائز نہیں ہے کیوں کہ اس طرح تعداد (یعنی کئی ہونا) اور شرک دونوں لازم آجاتے ہیں۔

وحدت حقیقی ایک مثبت مفہوم کے ساتھ کہ جو حقیقت کی تشریح کرے یا اس کا تعارف کرائے قابل تعبیر نہیں ہے۔ ہاں صرف نفی کے اعتبار سے اس کو سمجھا جاسکتا ہے اور اس کی دو وجوہات ہیں ایک ظاہری جو مقام واحدیت ہے اور اس کی بہترین تعبیر یہی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تمام چیزوں میں اس کی مثل نہیں ہے۔ دوسرے عین ذات کے پہلو سے ہے جو مقام باطن اور غیب مطلق واحدیت کا مرتبہ ہے۔ کہ فرماتے ہیں کہ بلحاظ معنی احد ہے یعنی اس کا وجود خارج میں بھی قابل تقسیم نہیں ہے اور اس میں کمیت (یعنی مقدار) نہیں پائی جاتی نہ عضو رکھتا ہے نہ جز و اور عقلی اعتبار سے بھی قابل تقسیم

نہیں ہے یعنی نہ جنس رکھتا ہے نہ فصل (۱) اور توہم ہونے کا تصور بھی اس کے بارے میں نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ بھی قابل حس نہیں ہے اور مدرکات (۲) اور ہم شبیہ ہونا محسوسات سے ہوتا ہے اور فہم میں بھی نا قابل تقسیم ہے یعنی اس کی تمام صافت عین ذات ہیں اور وہ زائد بر ذات نہیں ہے جیسا کہ اشاعرہ کہا کرتے ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ توحید کامل کی یہ وضاحت اتنی مختصر و جامع تعبیر کے ساتھ حضرت امیرؑ کی کرامات سے شمار ہوتی ہیں اور لفظ و معنی کے اعتبار سے یہ حدیث اعجازی مقام پر فائز ہے۔)

مترجم شرح:

(۱) فصل: علم منطق کی اصطلاح میں وہ ذاتی خصوصیت جو نوع کی تمیز دے لفظ ناطق کہ انسان کو دیگر حیوانات سے ممتاز کرتا ہے۔

(۲) مدرکات جمع مدرکہ: اشیاء کی حقیقت معلوم کرنے کی قوت۔)

(۲) **کسی ان دیکھی چیز کی خاطر موجودہ عادت کو چھوڑ دینا :** حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس نے ان دیکھی چیز جنت) کو حاصل کرنے کی خاطر اپنی موجودہ عادت وخصلت کو چھوڑ دیا۔

(۳) **وہ عادت جو ظلم ھے :** جناب ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ کسی سوار کا پیدل چلنے والے سے بات چیت کرنا ظلم ہے۔

(شرح: یعنی سواری والے کو اس بات سے ہوشیار رہنا چاہئے کہ پیدل چلنے والے شخص سے مزاحمت نہ کرے اور اس کو زبردستی راستہ چھوڑنے پر مجبور نہ کرے۔)

(۴) **وہ عادت جو دین کی دوستی ھے :** جناب ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ دین کی دوستی یہ ہے کہ اپنے بھائیوں (سے محبت) کو دوست رکھے۔

(۵) **ایک ایسی عادت جس سے پانچ چیزیں حاصل ھوتی ھیں :** ابوجعفر امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ مجھے جلال، جمال، بہاو علا اور بلندی کی قسم جو شخص میری خواہش کو اپنی خواہش پر مقدم رکھتا ہے میں اس کو بے نیاز کر دیتا ہوں۔ اس کی آخرت کو بنا دیتا ہوں، ہلاکت سے بچاتا ہوں۔ زمین و آسمان کو اس کے رزق کا ضامن بنا دیتا ہوں۔ ہر تجارت میں اسے نفع دیتا ہوں۔

(۶) **ایک عادت سے دوسری عادت :** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے رب کو ناراض کر کے بندوں کو خوش کرتا ہے تو پروردگار اس کی تعریف کرنے والے کو اس کی مذمت کرنے والا بنا دیتا ہے۔ آپؐ نے مزید فرمایا کہ اگر ایک شخص کسی چیز کی خواہش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس میں مرضی ہے تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ چیز اس کو حاصل نہ ہو جائے۔

(۷) **وہ عادت جو نجات دلاتی ھے :** نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کی اولاد میرا حکم مانو اور اپنی مصلحت مجھے مت پڑھاؤ۔

(شرح: یعنی تیری مصلحت میرے اوامر کی اطاعت کے زیر نظر ہونی چاہئے اور تجھے اسی اطاعت میں اپنی مصلحت سمجھنے چاہئے۔)

(۸) **وہ عادت جو دین میں افضل ھے :** نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے زیادہ ہے۔ تمہارا افضل دین تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔

(۹) **ایک چیز کا دوسری چیز سے یکجا ہونا بہتر نہیں ہے کہ ایک عادت دوسری عادت سے مل جائے :** رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ ایک چیز کا دوسری چیز سے جمع ہونا حلم کا علم کے ساتھ جمع ہونے سے بہتر نہیں ہے۔

(۱۰) **وہ عادت جس میں دین و دنیا کا شرف ہو :** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا اہل دین کے ہم نشین ہونے میں دین اور دنیا دونوں کا شرف ہے۔

(۱۱) **سب لوگوں میں زیادہ علم والا وہ ہے جس نے ایک عادت کے ساتھ دوسری عادت جمع کرر کھی ہو :** حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں زیادہ علم والا کون ہے؟ آپؑ نے فرمایا: وہ شخص زیادہ علم رکھنے والا ہے جس نے لوگوں کے علم کو اپنے علم میں جمع کر دیا ہو۔

(۱۲) **نیکی کی حقیقت اور بدی کی حقیقت :** حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نیکی کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کا خاتمہ خیر پر ہو اور بدی کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کا انجام بدبختی پر ہو۔

(شرح: انسان کا حال احوال ہمیشہ تبدیل ہوتا رہتا ہے اور گناہگار انسان کے لئے ہمیشہ توبہ اور حق کی طرف رجوع کا راستہ کھلا رہتا ہے اور نیکوکار کبھی بھی لغزش کر سکتا ہے اور گمراہ ہو سکتا ہے اور نتیجہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب پورا راستہ طے ہو جاتا ہے یعنی سعادت وشقاوت یا نیکی و بدبختی کا علم اختتام کار پر ہوتا ہے۔ کتنے ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہوں نے عمر بھر عبادت میں بسر کی ہوتی ہے اور آخری زندگی کسی لغزش کا شکار ہو کر دنیا سے بے ایمان رخصت ہوتے ہیں۔)

(۱۳) **لوگوں کو ثواب اور عذاب ایک عادت سے ملتا ہے :** جناب علیؑ بن حسینؑ (امام زین العابدین) نے ارشاد فرمایا کہ بنی آدم کی زبان ہر روز اس کے تمام اعضاء سے کہتی ہے کہ تمہارا حال کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں چھوڑ دیا تو خیریت سے ہیں۔ ہمارے بارے میں اللہ کو راضی رکھ۔ اس کو قسم دیتے ہیں کہ ہم تیری وجہ سے ثواب اور عذاب کے مستحق ہوں گے۔

(۱۴) **وہ عادت جو بہترین جہاد ہے :** امام جعفر صادقؑ سے رسول اللہؐ کی حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا کہ بہترین کلمہ انصاف وہ ہے کہ ظالم کے سامنے کہا جائے اس کا مطلب کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس کو اس کی سمجھ کے مطابق حکم دے اگر قبول کرے تو ٹھیک ورنہ نہیں۔

(۱۵) **ایک عادت سخت ترین ہے اس سے پرہیز ایک عادت چھوڑنے سے ہوتا ہے :** امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے حواریوں نے ان سے پوچھا: اے نیکیوں کے پڑھانے والے ہمیں سخت ترین چیز سے آگاہ کیجئے۔ انہوں نے کہا: سخت ترین چیز اللہ کا عذاب ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے بچنے کے لئے کیا طریقہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ناراض نہ ہو، ناراض نہ کر۔ ان لوگوں نے پوچھا ناراضگی کا سبب کیا ہوتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا تکبر، جبر اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

(۱۶) **ایک عادت میں مومن کا شرف اور ایک عادت میں اس کی عزت :** امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی شرافت یہ ہے کہ وہ نماز شب پڑھتا ہو اور اس کی عزت اس میں ہے کہ وہ لوگوں کو تکلیف نہ دیتا ہو۔ رسول اللہؐ نے جبرئیلؑ سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ (حضرت جبرئیلؑ نے کہا:) اے محمدؐ جب تک آپ چاہیں زندہ رہیں آخر کار آپ کو مرنا ہے۔ جس چیز کو دوست رکھو گے اس کو چھوڑ جاؤ گے جو کام کرو گے اس کا بدلہ ملے گا۔ مومن کی شرافت نماز شب میں ہے۔ اس کی عزت لوگوں سے لاتعلقی ہے۔

سہل ابن سعد سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل رسول اللہؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ اے محمدؐ جتنا چاہو زندہ رہو گے آخر کار مرنا ہوگا۔ جس چیز کو پسند کرو گے آخر کار اس کو چھوڑنا پڑے گا۔ جو عمل کرو گے اس کا بدلہ ملے گا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آدمی کی شرافت نماز شب سے ظاہر ہوتی ہے اور اس کی عزت لوگوں سے کوئی تعلق نہ رکھنے سے ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: میری امت کے اشرف حافظ ن قران اور نماز شب پڑھنے والے لوگ ہیں۔

(۱۷) **ہر شر کی چابی ایک عادت ہے :** امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہر شر کی کنجی غصہ ہے۔

(۱۸) **وہ عادت جو انصاف ہے :** امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔

(۱۹) **ایک ایسی عادت جس کا عادی اپنے خلاف فیصلہ پر راضی ہے :** ابوعبداللہ امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے لوگوں سے اور اپنی ذات سے انصاف سے کام لیا وہ اپنے خلاف فیصلہ پر راضی ہوا۔

(۲۰) **مومن کا ادنیٰ حق اپنے مومن بھائی پر :** ابوعبداللہ امام جعفر صادق سے سوال کیا گیا کہ ایک مومن کا دوسرے مومن پر کم سے کم حق کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا جس چیز کا مومن بھائی اس سے زیادہ محتاج ہو اس کو اپنے لئے مخصوص نہ کرے۔

(۲۱) **وہ عادت جو پروردگار عالم کے قرب کا باعث ہے :** ابوعبداللہ امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائیوں سے نیکی کر کے پروردگار عالم کی بارگاہ میں قرب حاصل کرو۔

(۲۲) **ایک ایسی عادت جس کے ذریعے پروردگار نے آزمائش کی جو تمام آزمائشوں سے زیادہ سخت ہے :** ابو عبداللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ پروردگار عالم نے درہم (مال و دولت) دینے سے زیادہ اپنے بندوں کا کوئی سخت امتحان نہیں لیا۔

(۲۳) **وہ عادت جو نیکی کا پھل ہے :** حمران ابن اعین نے کہا کہ ابوجعفر امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کا ایک پھل ہوتا ہے اور نیکی کا پھل جلد چراغ روشن کرنا ہے۔

(۲۴) **ایک عادت بندے کا ایمان مضبوط کرتی ہے اور ایک عادت ایمان کو دل سے نکال دیتی ہے :** ابان ابن سوید نے کہا کہ ابوعبداللہ امام جعفر صادق سے سوال کیا گیا کہ کون سی چیز ایمان کو مضبوط کرتی ہے اور (آپ نے) فرمایا: پرہیزگاری ایمان کو مضبوط کرتی ہے۔ لالچ ایمان کو دل سے نکال دیتا ہے۔

(۲۵) **وہ عادت جو مومن کا وقار ختم کر دیتی ہے :** ابوالحسن (امام علی رضاؑ) نے ارشاد فرمایا کہ تیز چلنا مومن کے وقار کو ختم کر دیتا ہے۔

(۲۶) **ایک نیکی سے اوپر کوئی اور نیکی نہیں. ایک حق ناشناسی کے اوپر کوئی اور حق ناشناسی نہیں ہے :** نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ ہر نیکی کے بعد ایک نیکی ہوتی ہے لیکن اللہ کی راہ میں شہید ہونے کے بعد کوئی اور نیکی نہیں ہوتی۔ جب اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے گا تو اس کے اوپر کوئی نیکی نہیں ہے۔ ایک حق ناشناسی کے بعد دوسری حق ناشناسی ہے۔ ماں یا باپ کو قتل کرنے کے بعد اور کوئی حق ناشناسی نہیں ہے۔ اگر ان میں سے ایک کو قتل کر دے گا تو اس سے اوپر کوئی حق ناشناسی نہیں ہے۔

(۲۷) **ایک عادی جو کبھی فقیر نہیں ہوگا :** ابراہیم بن میمون نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادق کو فرماتے ہوئے سنا کہ

میں اس شخص کی ضمانت دیتا ہوں کہ وہ کبھی فقیر نہیں ہوگا جس نے کفایت شعاری سے کام لیا اور اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کیا۔

(۲۸) **ایک عادت مروت خانوادہ نبی ھے :** زرارہؒ نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم اہل بیت نبوت ہیں اور ہماری مردانگی یہ ہے کہ جو شخص ہم پر ظلم کرتا ہے ہم اسے بخش دیتے ہیں۔

(۲۹) **ایک عادت مردانگی ھے :** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: مال کی اصلاح مردانگی ہے۔

(۳۰) **وہ عادت جو شریف آدمی کے لئے بری ھے :** معاویہ بن وھب نے کہا کہ جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ نے مجھے مدینہ میں اس وقت دیکھا جب میں ہری گھاس اٹھا کر جار ہا تھا اور فرمایا کہ شریف آدمی کے لئے یہ بات بری ہے کہ وہ ایسی چیز اٹھائے جس پر لوگ انگلی اٹھائیں۔

(۳۱) **ایک عادت سے اللہ تعالیٰ راضی اور دوسری سے ناراض ہوتا ھے :** جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ پروردگار عالم میانہ روی کو پسند کرتا ہے اور اسراف کو ناپسند کرتا ہے۔ کھجور کی گٹھلی کو پھینکنا پسند نہیں کرتا۔ ممکن ہے کسی کے کام آئے حتیٰ کہ بچا ہوا پانی۔

(۳۲) **جو شخص اس عادت کو برداشت کرتا ھے گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا نہیں کیا:** جناب ابو عبداللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ظلم اور بے عزتی کو برداشت کیا گویا اس نے (پروردگار عالم کی) نعمت کا شکر ادا نہیں کیا۔

(۳۳) **جو شخص ایک عادت پر ناراض نہیں ہوا وہ دوسری عادت کا شکر ادا نہیں کرتا :** جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی شکر گزاری کے لئے ناراض نہیں ہوا۔ وہ نعمت کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

(۳۴) **ایک عادت تواضع کی نشانی ھے :** جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ ملاقات کے وقت سلام کرنا تواضع کی نشانی ہے۔

(۳۵) **وہ عادت جو کفر کے قریب ھے اور وہ عادت قضاء اور قدر پر غالب ھے :** رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ فقر کفر کے قریب ہوتا ہے اور حسد قضا وقدر پر غالب آجاتا ہے۔

(۳۶) **وہ عادت جس سے پچھلی اقوام تباہ ہوئیں :** جناب ابوالحسن (امام علی رضاؑ) نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ کو ابوعباس بقباق سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تو نے نیت حج کیوں نہیں کی۔ اس نے کہا: کفالت کی وجہ سے۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ کفالت سے تیرا کیا واسطہ ہے؟ پچھلی اقوام کفالت کی وجہ سے ہلاک ہوئی ہیں۔

(۳۷) **ہر گناہ کا کفارہ اللہ کی راہ میں شہید ہونا ھے. لیکن ایک عادت جس کا کفارہ تین چیزیں ھیں :** جناب ابو عبداللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونا ہر گناہ کا کفارہ ہے۔ مگر قرض لینا ایسی عادت ہے جس کی ادائیگی لازمی ہے۔ (چنانچہ یا تو) مقروض خود ادا کرے یا اس کا دوست (قرابت دار) اس کی طرف سے ادا کرے یا قرض خواہ اسے معاف کردے۔

(۳۸) **پروردگار نے محمدؐ اور آپؐ کی امت کو ایک ایسا تحفہ دیا ھے کہ ایسا تحفہ کسی اور امت کو نہیں دیا گیا :** رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ پروردگار عالم نے مجھے اور میری امت کو ایک ایسا تحفہ عطا کیا ہے جو کسی اور امت کو نہیں دیا گیا۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: سفر میں روزہ کا افطار اور آدھی نماز پڑھنا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے اس تحفہ پر عمل نہ کیا اس نے اللہ تعالیٰ کے تحفہ کو واپس کردیا۔

(۳۹) **جو کوئی چاھے کہ اس کے گھر میں خیر و برکت ھو اسے چاھئے کہ کھانا شروع کرنے سے پہلے ھاتھ دھوئے**: امیر المومنین حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اس کے گھر میں خیر و برکت ہو اسے چاہئے کہ وہ کھانا شروع کرنے سے پہلے ہاتھ دھوئے۔

(۴۰) **پروردگار عالم جب کسی بندے کو دوست رکھتا ھے تو اس کی طرف دیکھتا ھے. اور اسے تین چیزوں میں سے ایک چیز تحفه میں دیتا ھے**: ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب پروردگار عالم کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کی طرف دیکھتا ہے تو اس کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز تحفے میں دیتا ہے۔ دردسر، بخار یا آشوب چشم۔

(۴۱) **قیامت میں پرھیز گاروں کے لئے خوشی ھے**: جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ قیامت میں پرہیز گاروں کے لئے خوشی ہے۔

(۴۲) **وہ عادت جس کی وجه سے موت پسند نھیں ھے**: ایک شخص رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ میں موت کو کیوں نہیں پسند کرتا؟ آپؐ نے فرمایا: کیا (اپنے پاس) مال رکھتے ہو؟ (اس نے) کہا: ہاں۔ (آپؐ نے) فرمایا: اس کو اپنی قبر میں بھیج دیا ہے؟ (اس نے) کہا: نہیں۔ (آپؐ نے) فرمایا: اسی لئے تم موت کو پسند نہیں کرتے ہو۔

(۴۳) **وہ عادت جو اپنی ضد کی طرح ھے**: جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے یقین خالص کو شک کی طرح پیدا نہیں کیا جیسے موت۔ موت کا ہر شخص کو یقین ہے۔

(۴۴) **وہ عادت جس کی وجه سے بدترین اشخاص کی عزت کی جاتی ھے**: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ وہ لوگ بدترین ہیں جن کے شر کے ڈر سے لوگ ان کی عزت کرتے ہیں۔ جو شخص ان کے خوف سے ان کی عزت کرتا ہے وہ مجھ سے نہیں ہے۔

(۴۵) **وہ عادت جو دنیا میں زھد اور وہ عادت جو ھر نعمت کا شکر ھے**: امیر المومنین حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا کہ عمل کے قبول ہونے کو خود عمل کرنے سے زیادہ اہمیت دو۔ دنیا میں آرزوؤں کو کم کرنے کا نام زھد ہے۔ پروردگار عالم کی حرام کی ہوئی چیزوں سے کنارہ کشی شکر ہے۔ جس نے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالا اس نے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا اور جس نے خود کو تکلیف نہ دی اس نے پروردگار عالم کو ناراض کیا۔

(۴۶) **کون سی چیز سب سے زیادہ قید کی حقدار ھے**: حارث کا بیان ہے کہ میں نے امیر المومنین حضرت علیؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ زبان سب سے زیادہ قید کی حقدار ہے۔

(۴۷) **جس کی خواھشات زیادہ ھیں وہ برے عمل والا ھے**: حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنی خواہشات زیادہ رکھیں وہ برے کام کرنے والا ہے۔

(۴۸) **مسلم جب تک خاموش ھے نیک کام کرنے والا لکھا جائے گا**: ابوعبداللہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ مومن بندہ جب تک خاموش ہے نیک عمل کرنے والا لکھا جائے گا۔ جب بولے گا اگر اچھی بات ہے تو نیک اور اگر بری بات ہے تو بدکار لکھا جائے گا۔

(۴۹) **وہ عادت جس کی وجه سے اللہ عزو جل قیامت کے خوف سے محفوظ رکھے گا**: رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے لوگوں کے بجائے اپنے آپ کو دشمن رکھا پروردگار عالم اس کو قیامت کے خوف سے محفوظ رکھے گا۔

(۵۰) **وہ عادت جو عقل کا سر ہے:** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ عقل کا سر اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد لوگوں سے محبت کرنا ہے۔

(۵۱) **زیادہ پرہیزگار، زیادہ عبادت گزار، زیادہ زھد و تقویٰ والا اور زیادہ زحمت اٹھانے والا:** ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں زیادہ پرہیزگار وہ ہے جو مشکوک معاملات میں جلدی نہ کرے۔ زیادہ عبادت کرنے والا وہ ہے جو فرائض کو ادا کرتا ہے۔ زیادہ زہد والا وہ ہے جس نے حرام چیزوں کو چھوڑ دیا۔ زیادہ زحمت اٹھانے والا وہ ہے جو گناہ نہیں کرتا۔

(۵۲) **پشیمان ہونا توبہ کرنے کے برابر ہے:** ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ شرمندہ ہونا توبہ کرنے کے برابر ہے۔

(۵۳) **جس نے اپنی حیثیت سے زیادہ مال دنیا جمع کیا:** ایک شخص حضرت امیرالمومنین (علیؑ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی حاجت کی شکایت کی۔ (آپؑ نے) فرمایا: جس شخص نے مال دنیا اپنی حیثیت (وقوت) سے زیادہ جمع کیا وہ دوسروں کا خزانچی ہوا۔

(۵۴) **ایک عادت جو وصیت کے لئے مناسب ہے:** ابوجعفر امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ جب میرے والد (امام علی ابن حسینؑ) کی موت کا وقت قریب آیا تو مجھے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ میں تجھے وہی وصیت کرتا ہوں جو میرے والد نے مجھے اپنی موت کے وقت کی تھی۔ ان سے ان کے والد نے وصیت کی تھی کہ جس کا خدا کے سوا کوئی مددگار نہ ہو اس پر ظلم نہ کرنا۔

(۵۵) **ایک عادت علیحدگی کی وجہ اور دوسری عادت ملانے کا بہانہ:** حذیفہ ابن منصور نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قریش کے ایک گروہ کا لوگوں سے اچھا سلوک نہیں تھا۔ اس وجہ سے وہ قریش نہ رہے۔ حالانکہ ان کے حسب نسب میں کوئی خرابی نہیں تھی۔ ایک گروہ غیر قریش کا تھا جن کا سلوک لوگوں سے اچھا تھا وہ قریش سے مل گئے۔ جس نے لوگوں سے اپنا ایک ہاتھ روک لیا اس سے بہت سے ہاتھ رک گئے۔

(۵۶) **ایک عادت جو اہل دنیا پر بھاری ہے دوسری عادت ہلکی ہے:** محمد بن مسلم نے کہا کہ ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ نیک کام دنیا والوں پر گراں ہے قیامت کے روز ان کے اعمال میزان میں گراں ہوں گے۔ اہل دنیا پر برے کام ہلکے اور آسان معلوم ہوتے ہیں۔ قیامت میں ایسے اعمال ہلکے ہوں گے۔

(۵۷) **کوئی حسب نہیں سوائے عادت کے، کوئی کرم نہیں سوائے عادت کے، کوئی عمل نہیں سوائے عادت کے اور کوئی عبادت نہیں سوائے عادت کے:** علیؑ بن حسینؑ (امام زین العابدینؑ) نے ارشاد فرمایا کہ قریش اور عرب کی شرافت صرف تواضع میں ہے۔ کرم پرہیزگاری میں ہے۔ عمل کا تعلق نیت سے ہے۔ عبادت مسئلہ جاننے میں ہے۔ اللہ کا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو امام کا پیرو کار کہلائے مگر ان کے اعمال پر کاربند نہ ہو (عمل نہ کرے)۔

(۵۸) **ایک عادت جو چار باتوں میں فائدہ پہنچاتی ہے:** ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ سرمہ لگانے سے بال اگتے ہیں۔ آنکھوں میں پانی آنا بند ہوتا ہے۔ منہ کا ذائقہ شیریں کرتا ہے اور آنکھوں کو روشنی دیتا ہے۔

(۵۹) **جب پروردگار عالم کسی کو دوست رکھتا ہے تو اسے بڑے امتحان میں ڈالتا ہے:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بڑے امتحان کا بدلہ بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اسے کسی بڑی آزمائش میں ڈالتا ہے۔ جو اس آزمائش میں پورا اترا اللہ اس سے خوش ہوتا ہے۔ اور جو بندہ اس آزمائش سے ناراض ہوا اس سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوتا ہے۔

(۶۰) **وہ عادت جس سے بواسیر ہوتی ھے :** حضرت امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے ارشاد فرمایا کہ بیت الخلاء میں زیادہ دیر بیٹھنے سے بواسیر کا مرض پیدا ہوتا ہے۔

(۶۱) **لوھے کی انگوٹھی پہننے سے ھاتھ پاک نہیں ھوتے :** رسول اللہؐ کا ارشاد گرامی ہے جس ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی ہوگی وہ پاک نہیں ہوگا۔

(۶۲) **جو شخص بات کرنے سے پہلے سلام نہ کرے اس کو جواب نہ دو :** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص بات کرنے سے پہلے سلام نہ کرے اس کی بات کا جواب نہ دو۔ اگر سلام نہ کرے تو اس کو کھانا کھانے کے لئے مت بلاؤ۔

(۶۳) **ایک عادت ایسی ھے کہ اگر خود کرے یا اس کی خاطر کی جائے تو وہ دین محمدیؐ سے نکل جاتا ھے :** ابو عبداللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کہانت (غیب کی باتیں، فال گوئی) کرے یا کسی کی خاطر کہانت کرے وہ دین محمدیؐ سے الگ ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ قیافہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ (آپؑ نے) فرمایا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ کوئی ان کی طرف رجوع ہو۔ اگر چہ ان کا کہنا واقعہ کے قریب ہو۔ (مزید) فرمایا قیافہ شناسی نبوت کی فصل سے ہے جو لوگوں میں موجود ہے۔

(شرح: کہانت غیب گوئی کا ایک طریقہ ہے جسے رمالی اور فال نکالنا جو جاہلی عربوں میں رائج تھی وہ لوگ جو خود کو کاہن کہتے تھے ان کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ جنوں سے دوستی رکھتے ہیں اور ان کے ذریعے ان کو غیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے اور اس بہانے وہ لوگ اپنی طرف مائل کرتے تھے اور ان کی مشکلات اور نزاعات میں پر رعب داب قائم کر لیتے تھے۔ پیغمبر اسلام نے اس بات کی سختی سے مخالفت کی اور کاہنوں کی تکذیب کی کیونکہ علم غیب کا انحصار خدا پر ہے۔ اور یہاں تک کہ پیغمبر بھی علم غیب سے کچھ نہ فرماتے سوائے ان آیات کہ جو خدا کی جانب سے ان پر نازل ہوتی تھیں۔

قیافہ شناسی کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی خلقی خصوصیات وعلامات کو دیکھ کر اس کا نسب واخلاق سمجھ لیا جائے۔ یہ علم بھی شریعت اسلام میں معتبر نہیں ہے۔ اور اسلامی مقررات (۱) کے خلاف کسی کے نسب کو اس کے گھوارے میں معین کرنا اور اس پر اعتماد کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس نے جو کچھ کیا وہ محض گمان سے کیا لیکن ایسے گمان سے جو قابل اعتبار نہیں ہے۔

(۱) مقررات: لکھے ہوئے دستور کو کہتے ہیں۔)

(۶۴) **انبیاء علیھم السلام کی مثال میں سے ایک بات باقی رہ گئی :** ابوالحسن اول (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ اسلام) نے فرمایا کہ انبیاء کی مثال میں سے ایک بات باقی رہ گئی ہے اور وہ حیاء ہے۔ اگر حیاء نہیں ہے تو جو مرضی میں آئے کرو۔ (آپؑ نے) فرمایا: یہ بات بنی امیہ میں موجود ہے۔

(۶۵) **اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کے لئے بھلائی چاھتا ھے تو اس کو دنیا میں جلدی سزا دیتا ھے اور اگر برائی چاھتا ھے تو اس کی سزا کو ٹال دیتا ھے :** ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کو دنیا میں جلد سزا دیتا ہے۔ اور اگر برائی چاہتا ہے تو اس کے گناہ کو پیش نظر رکھتا ہے اور قیامت میں اس کو سزا دے گا۔

(شرح: پہلی قسم سے مقصود وہ بندۂ مومن ہے جو عملاً گناہگار ہے اللہ تعالیٰ اس کو فوری سزا دیتا ہے تاکہ وہ متنبہ ہو جائے اور توبہ کرلے اور دوسرے قسم کے بندے سے مراد منافق، بے ایمان شخص ہے کہ جن کو خدا دنیا میں مہلت دیتا ہے اور وہ دھوکہ میں رہتا ہے اور یہ بھی کہ ایک قسم کی سزا ہی ہے جس کا وہ مستحق

ہوتا ہے۔

مترجم شرح:

یعنی خدا چونکہ اسے کوئی فوری عذاب نہیں دیتا تو وہ سمجھتا ہے کہ اس کے سب کام اچھے ہیں اور قابل مواخذہ نہیں ہیں چنانچہ وہ گناہ پر گناہ کرتا چلا جاتا ہے اور آخر میں جہنم رسید ہو جاتا ہے۔)

(۲۶) **حاسدوں کے مقابلے میں صبر سے کام لو وہ خدا کی نعمت کے دشمن ہیں :** ابوعبداللہ امام جعفر صادق ؑ نے ارشاد فرمایا کہ حاسدوں سے صبر سے کام لو۔ وہ خدا کی نعمت کے دشمن ہیں تو اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ بہتر ہے اس میں تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔

(۲۷) **نبی ؐ اور علی ؑ ایک درخت سے پیدا ہوئے ہیں :** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ تمام لوگ مختلف درختوں سے پیدا ہوئے ہیں اور میں اور علیؑ ایک درخت سے پیدا ہوئے ہیں۔ میری جڑ علیؑ اور شاخ جعفرؑ ہیں۔

(۲۸) **ایک عادت جو ہر نعمت کا شکر ادا کرنا ہے :** عمر بن یزید سے روایت ہے کہ ابوعبداللہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا شکر ادا کرو اگر بڑی ہو تو اللہ کی حمد بجا لاؤ۔

(۲۹) **دین محبت اور دوستی کا نام ہے :** سعید بن یسار سے روایت ہے کہ ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا دین کا مطلب محبت ہے۔ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تمہیں دوست رکھے گا۔

(۷۰) **مومن جب مومن سے ہاتھ ملا کر الگ ہوتا ہے تو گناہ سے پاک ہوجاتا ہے :** ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مومن کسی مومن سے مصافحہ کرتا ہے اور جب وہ الگ ہوتے ہیں تو دونوں گناہ سے پاک ہوتے ہیں۔

(۷۱) **وہ عادت جو دلوں کو زندہ کرتی ہے :** ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے فضیل ہماری حدیث دلوں کو زندہ کرتی ہے۔

(۷۲) **وہ عادت جو امر خدا کو زندہ کرتی ہے :** خیثمہ سے روایت ہے کہ ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ (تم لوگ) ایک دوسرے سے گھروں میں ملاقات کیا کرو اس بات سے ہمارے امر زندہ ہوتے ہیں۔ اور پروردگار عالم اس بندے پر رحم کرتا ہے جو ہمارے امر کو زندہ کرتا ہے۔

(۷۳) **پروردگار عالم نے کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جو آنکھ کو زیادہ روشن کرے سوائے ایک عادت کے :** محمد بن مروان سے روایت ہے کہ ابوعبداللہ امام جعفر صادق ؑ نے ارشاد فرمایا کہ اے محمد بن مروان میرے جد امجد (علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے) خوف سے زیادہ کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جو تیرے باپ کی آنکھ کو زیادہ روشن کرے۔

(۷۴) **دین کے نو حصے ایک عادت میں ہیں :** ابوعمر عجمی کا بیان ہے کہ ابوعبداللہ امام جعفر صادق ؑ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوعمر اللہ سے ڈرنے میں دین کے نو (۹) حصے ہیں۔ جو اللہ سے نہیں ڈرتا اس کا کوئی دین نہیں ہوتا۔ شراب پینے اور جرابوں پر مسح کرنے کے علاوہ ہر بات میں اللہ سے ڈرنا چاہئے۔

(شرح تقیہ سے مراد دینی اعمال میں حق کے خلاف عمل کرنا اور مخالف مذاہب کے ساتھ موافقت کرنا ہے۔ اور یہ اس صورت میں ہے کہ اگر وہ ان کی

مخالفت نہ کرے اور اپنے اصلی وظیفہ (یا ذمہ داری) کو انجام دے تو باعثِ ضرر ہے لیکن تقیہ سے نبیذ (شرابِ جو) اور وضو میں موزہ کے اوپر مسح کرنا ان دو کاموں کی اجازت نہیں ہے کیونکہ مذہب مخالفین میں یہ دونوں کام حتمی طور پر نہیں ہیں اور ان دونوں کو ترک کرنے سے نہ عقیدہ کا اظہار ہوتا ہے اور نہ ضرر کا امکان ہے۔)

(۷۵) **جو تقدیر پر راضی هوا اور جو ناراض هوا :** ابوعبداللہ امام جعفر صادق ؑ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کے فیصلے پر راضی ہو اور فیصلہ اس کے خلاف ہو جائے تو اس شخص کو پروردگار عالم اجر عطا فرمائے گا۔ اور جو شخص اللہ کے فیصلے پر راضی نہ ہو گا اس کو اجر نہیں ملے گا۔

(۷۶) **وہ عادت جس کی برابری لال بالوں والا اونٹ نهیں کرسکتا :** علی بن حسین امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ لال اونٹ دے دوں (بلکہ) میں غصے کے اس گھونٹ کو پینا پسند کرتا ہوں جس کے ڈرنے والے سے بدلہ نہ لوں۔

(۷۷) **وہ عادت جو رزق کو بڑھا دیتی هے :** ابوعوف عجلی نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادق ؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد وضو کرنے سے روزی بڑھتی ہے۔

(۷۸) **ایک عادت معاف نهیں کی جائے گی :** ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک عادتِ گناہ معاف نہیں کی جائے گی (اور وہ یہ ہے) کہ کوئی شخص یہ کہے کہ میری صرف اس کام پر پوچھ گچھ ہوگی اور باقی تمام (چھوٹے گناہ) معاف ہو جائیں گے۔

(۷۹) **وہ عادت جس سے نفاق پیدا هوتا هے اور اس کا انجام فقر و فاقه هے :** راوی کا بیان ہے کہ میں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادق ؑ کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ گانے کی وجہ سے نفاق پیدا ہوتا ہے اور اس کا انجام فقر و فاقہ ہے۔

(۸۰) **وہ عادت جس کی وجه سے مومن کو سب سے پهلے تحفه ملے گا :** اسحاق بن عمار نے کہا کہ ابوعبداللہ امام جعفر صادق ؑ سے میں نے دریافت کیا کہ قیامت میں مومن کو سب سے پہلے کیا تحفہ ملے گا؟ (آپؑ نے) فرمایا جو شخص اس کے جنازے کے ساتھ چلا اس کو بخش دیا جائے گا۔

(۸۱) **وہ عادت جس کی وجه سے وہ بخش دیا جائے گا بغیر کسی نیکی کے :** ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا جس کی کوئی نیکی نہیں ہوگی۔ اس سے کہا جائے گا کہ اپنی کوئی نیکی یاد کر وہ عرض کرے گا کہ میری صرف ایک نیکی ہے وہ یہ کہ تیرا ایک بندہ میرے قریب سے گزرا میں نے اس سے پانی طلب کیا اس نے پانی دے دیا۔ میں نے پانی سے وضو کر کے تیری نماز پڑھی۔ پروردگار عالم ارشاد فرمائے گا کہ میں نے تجھے بخش دیا ہے میرے اس بندے کو جنت میں لے جاؤ۔

(۸۲) **وہ عادت جو هر گناہ کی بنیاد هے :** ابوعبداللہ امام جعفر صادق ؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ دنیا کی محبت ہر گناہ کی بنیاد ہے۔

(۸۳) **وہ شخص بهت برا هے جو جنت میں ذلیل هو کر داخل هو گا :** نجم نے کہا ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے نجم تم میں سے ہر شخص جنت میں ہمارے ساتھ ہوگا۔ وہ شخص کتنا برا ہے جو جنت میں بے عزت ہو کر داخل ہوگا۔ پوچھا: کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ (آپؑ نے) فرمایا: ہاں ایسا ہوگا۔ جس نے اپنی شرم گاہ اور پیٹ کو نہیں چھپایا ہوگا۔

(۸۴) **وہ عادت جو الله کی رحمت کی وجه هوتی هے :** جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے عقلمند پروردگار عالم اس بندے پر رحم کرتا ہے جو انسانوں کی محبت اپنی طرف کرے، لوگوں کو وہ بات بتائے جس کو سمجھ سکیں اور اس بات سے کنارہ کشی اختیار

کرے جس کو وہ سمجھ نہ سکیں۔

(۸۵) **وہ عادت جس کی وجہ سے گھر میں برکت زیادہ ہوتی ہے :** امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کے گھر میں برکت زیادہ ہو اسے چاہئے کہ وہ ہمیشہ کھانا کھانے سے پہلے اپنے ہاتھ دھو لے۔

(۸۶) **جو شخص تندرست ہو اور علاج کرائے اور مرجائے :** جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے تندرستی کی حالت میں اپنا علاج کرایا اور مر گیا۔ میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں (صرف بیماری کی حالت میں علاج کرانا چاہئے)۔

(۸۷) **وہ عادت جو مومن میں نہیں ہوتی :** عبدالواحد بن مختار نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے شطرنج کھیلنے کے بارے میں سوال کیا تو (آپؑ نے) فرمایا کہ مومن کا اس کھیل سے کوئی تعلق نہیں۔

(۸۸) **وہ عادت جس کی وجہ سے ایمان ختم ہوجاتا ہے :** رسول اللہؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ کنجوسی سے زیادہ کوئی چیز ایمان کو ختم نہیں کرتی۔ کنجوس چیونٹی کی چال چلتا ہے۔ شرک ایک گھاٹی (کھائی) کی طرح گھائی رکھتا ہے۔

(۸۹) **جو شخص مرنے سے پہلے اپنا جانشین دیکھ لے وہ نیک، خوش نصیب (خوش بخت) ہے :** موسیٰ بن بکر واسطی سے روایت ہے کہ ابوالحسن موسیٰ بن جعفر (امام موسیٰ کاظمؑ) کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے یا بیٹی سے کہے کہ میرے ماں اور باپ تم پر قربان ہوں۔ تو کیا یہ بات ٹھیک ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر والدین حیات ہیں تو درست نہیں اور اگر مر چکے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا وہ شخص نیک بخت ہے جو اپنی حیات میں اپنا جانشین دیکھ لے۔ اللہ کی قسم اللہ نے مجھے اپنا جانشین دکھلا دیا ہے۔

(۹۰) **مومن کا مرتبہ خانہ کعبہ سے بلند ہے :** حضرت ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ مومن کا رتبہ خانہ کعبہ کی حرمت سے بلند ہے۔

(۹۱) **مومن کے لئے اللہ کی مدد یہ ہے کہ وہ اپنے دشمن کو اللہ کی نافرمانی میں مبتلا دیکھتا ہے :** حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اللہ کی طرف سے مومن کی یہ مدد کم نہیں ہے کہ وہ اپنے دشمن کو اللہ کی نافرمانی کرتا ہوا دیکھتا ہے۔

(۹۲) **تحفہ دینا بغض و عناد کو کم کرتا ہے :** حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ اچھی چیز ضرورت سے پہلے تحفہ دینا ہے۔ آپس میں تحفہ دیا کرو تا کہ تم میں اس سے محبت پیدا ہو۔ تحفہ دینے سے بغض وعناد دور ہوتا ہے۔

(۹۳) **گمنام شخص کے لئے خوشخبری ہے :** حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ گمنام شخص کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ وہ لوگوں کو جانتا ہے، جسمانی طور پر ان کے ساتھ ہے، دل سے ان کے کاموں میں شریک نہیں ہے۔ وہ لوگوں کو ظاہری صورت پر جانتا ہے اور لوگ اس کے باطن سے اعلم ہیں۔

(۹۴) **وہ عادت جو انسان کو قیامت میں فقیر بنا دے گی :** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ سلیمانؑ ابن داؤدؑ کی والدہ نے سلیمانؑ سے فرمایا کہ رات کو زیادہ نہیں سونا چاہئے کیونکہ یہ انسان کو قیامت کے روز فقیر کردے گا۔

(۹۵) **قرآن کے اٹھانے والے (جاننے والے) اہل جنت ہیں :** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن اٹھانے والے (جاننے والے) جنت والے ہیں۔

(۹۶) **رسول اللہؐ نے اعضائے وضو کو ایک مرتبہ دھویا :** ابن عمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے اعضائے وضو کو ایک یک مرتبہ دھویا۔

(۹۷) **وہ عادت جو بھتر سے بھتر ھے :** امام حسنؑ کا ارشادگرامی ہے کہ بہترین عادت اچھے اخلاق کا ہونا ہے۔

(۹۸) **ھر نبی کی ایک خاص دعا ھوتی ھے :** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کی ایک خاص دعا ہوتی ہے جس سے وہ پروردگار عالم سے سوال کرتا ہے۔ میں نے اپنے لئے خاص دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی سفارش کے لئے اٹھا رکھا ہے۔

(۹۹) **وہ عادت جو افضلِ عبادت اور افضلِ دین ھے :** رسول اللہؐ کا ارشادگرامی ہے کہ مسئلہ کا جاننا بہترین عبادت ہے اور پرہیزگاری بہترین دینداری ہے۔

(۱۰۰) **وہ چیز جو بھت ھے مگر اس کے کرنے والے کم ھیں :** رسول اللہؐ کا ارشادگرامی ہے کہ نیکی بہت ہے مگر اس کے کرنے والے بہت کم ہیں۔

(۱۰۱) **وہ عادت جو نصف دین ھے :** رسول اللہؐ کا ارشاد ہے اچھا اخلاق نصف (آدھا) دین ہے۔

(۱۰۲) **وہ عادت جو مومنین کو دی گئی :** رسول اللہؐ سے پوچھا گیا کہ مسلمانوں کو بہترین چیز کیا دی گئی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اچھا اخلاق۔

(۱۰۳) **نبیؐ اور علیؑ ایک نور سے پیدا ھوئے :** رسول اللہؐ کا ارشادگرامی ہے کہ میں اور علی ابن ابی طالبؑ ایک ہی نور سے پیدا ہوئے ہیں۔

(۱۰۴) **اصلاحِ جسم آدمی کے لئے ایک عضو کی اصلاح سے ھوتی ھے :** نعمان بن بشیر نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ انسان کے جسم میں گوشت کا لوتھڑا ہے۔ اگر وہ صحیح سالم ہے تو انسان کا تمام جسم صحیح وسالم ہے۔ اگر وہ بیمار ہے تو تمام جسم بیمار اور تباہ ہو جاتا ہے اور وہ دل ہے۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر انسان کا دل پاک ہے تو تمام جسم پاک ہے اور اگر دل ناپاک ہے تو تمام جسم ناپاک ہے۔

(شرح: انسان کے عقیدہ واحساسات کا مرکز دل ہے کیونکہ اس کے تمام حرکات واعمال کا سبب اس کے عقائد واحساسات ہی ہوتے ہیں۔ درست عقائد اور پاک احساسات کے معنی یہ ہیں کہ دل صحت مند ہے۔ اور اس طرح تمام بدن انسانی صحیح اور پاک سمجھا جائے گا۔ یعنی ہر عضو سے جو کام بھی سرانجام پائے گا وہ مفید، معقول اور ہر طرح عادلانہ ہوگا۔ برے عقائد واحساسات اصلاً دل کی بیماری کی دلیل ہیں کہ اس صورت حال میں جو بھی اعمال انسان انجام دے گا وہ شرانگیز، برے اور ظلم پرمبنی ہونگے۔)

(۱۰۵) **وہ عادت جس کی وجہ سے انسان جنت میں داخل نہ ھوگا :** رسول اللہؐ کا ارشادگرامی ہے کہ آدمی ایک کانٹے کی وجہ سے جنت میں داخل نہ ہوگا جو مسلمانوں کے راستے پر پڑا ہوا اور وہ اس کو نہ ہٹائے۔

(۱۰۶) **وہ انسان جس کو دو باتیں پسند ھوں اور وہ ایک پر عمل کرے :** انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص وسعت رزق اور لمبی عمر چاہتا ہے تو اسے صلہ رحمی کرنا چاہئے۔

(۱۰۷) **ایک سلام سے رسول اکرمؐ نماز ختم کرتے تھے :** انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہؐ ایک سلام پڑھ کر نماز کا اختتام کرتے تھے۔

﴿دوسرا باب﴾

(۱) **اللہ تعالیٰ کی معرفت دو باتوں سے ہوتی ھے :** ابوعبداللہ (امام محمد جعفر صادقؑ) نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے والد (امام محمد باقرؑ) کو فرماتے ہوئے سنا جو اپنے والد (امام زین العابدینؑ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امیر المومنین (علی ابن ابی طالبؑ) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ نے پروردگار عالم کو کس طرح پہچانا۔ (آپؑ نے) فرمایا کہ عزم کے ٹوٹنے اور ہمت کے ٹوٹنے سے۔ میں جب ارادہ کرتا ہوں تو میرے اور میرے ارادہ کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا ارادہ قضاء کے مخالف ہے۔ یہی جانتا ہوں کہ تدبیر کرنے والا کوئی اور ہے (اس نے) عرض کیا (آپؑ) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کیوں کرتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ میں مصیبت کو دیکھتا ہوں کہ مجھ سے ٹال کر دوسرے کو مصیبت میں بتلا کر دیا گیا ہے جس پر میں اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (اس نے) عرض کیا اس (خدا) کو کیوں ملنا چاہتے ہیں؟ (آپؑ نے) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے فرشتوں، نبیوں اور رسولوں کا دین پسند کیا اس وجہ سے اس کی ملاقات پسند کرتا ہوں۔

(۲) **رسول اللہؐ نے فرمایا دو باتوں میں کسی کو اپنے ساتھ شامل نہیں کرنا چاھتا :** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں دو باتوں میں کسی شخص کو شامل نہیں کرنا چاہتا۔ ایک وضو جو میری نماز کا حصہ ہے۔ دوسرا صدقہ اس کو میں اپنے ہاتھ سے سائل کو دینا چاہتا ہوں۔ سائل سے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔

(۳) **دو چیزوں کو قبول کرلو :** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ دو عجیب چیزیں ہیں جن کو قبول کر لیا کرو۔ ایک کسی بے وقوف سے عقلمندی کی بات دوسری کسی عقلمند آدمی سے بیوقوفی کی بات کو معاف کر دیا کرو۔

(۴) **وضو دو طرح سے باطل (ٹوٹ) ہو جاتا ھے :** ابوبصیر مرادی سے روایت ہے کہ ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) سے میں نے دریافت کیا کہ کیا حجامت، قے اور خون سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (آپؑ نے) فرمایا نہیں بلکہ نیچے سے نکلنے والی چیزوں سے باطل ہوتا ہے (یعنی پیشاب، پاخانہ، ریح، منی وغیرہ)۔

(۵) **دو باتوں کی وجہ سے کفران نعمت ہوتا ھے :** رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ دو نعمتیں کفران نعمت کی وجوہات ہیں ایک امن اور دوسری سلامتی۔

(۶) **دو باتوں کی وجہ سے فتنہ پیدا ہوتا ھے :** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ دو باتوں کی وجہ سے اکثر لوگ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں۔ ایک تندرستی اور دوسری بے روزگاری۔

(۷) **خاموش رھنا اور خانہ کعبہ کی طرف پیدل جانا تمام عبادات سے افضل ھے :** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کا ارشاد ہے کہ خاموشی اور خانہ کعبہ کی طرف پیدل چلنے سے افضل اللہ تعالیٰ کی کوئی اور عبادت نہیں ہے۔

(۸) **دو اشخاص امر بالمعروف ھوجاتے ھیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کا ارشاد ہے کہ دو اشخاص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ مومن جو نصیحت حاصل کرے یا وہ نادان جو یاد کرے اور عمل کرے۔ تازیانہ اور تلوار رکھنے والا اس حکم میں نہیں ہے۔

(۹) **کفر کے دو بازو :** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کا ارشاد گرامی ہے کہ کفر کے دو بازو ہیں ایک بنو امیہ اور دوسرے آل مہلب (ابولہب

کی اولاد)۔

(۱۰) **اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا :** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ پروردگار عالم نے اہل زمین کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے اچھے حصے میں رکھا پھر اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے اچھے حصے میں رکھا۔ پھر عرب کو چنا۔ عرب سے قریش کو چنا۔ قریش سے بنو ہاشم کو چنا۔ اور بنو ہاشم سے عبدالمطلبؑ کو چنا اور عبدالمطلبؑ کی اولاد میں سے مجھے چنا۔

(شرح: ظاہراً پہلی دو قسمیں جن و انس ہیں کیونکہ کرۂ ارض پر یہ دونوں گروہ عاقل و مکلف (جن پر تکلیف شرعی عائد ہوتی ہے) اور شریف مانے جاتے ہیں۔ اور دوسری قسم سے مراد یہ ہے کہ رنگ کے اعتبار سے انسان گندمی، سیاہ فام یا سفید فام ہوتے ہیں۔ جن میں سے تیسری قسم یعنی سفید رنگت والے بہترین سمجھے جاتے ہیں اور اس میں عرب شامل ہیں۔ یا اس سے مقصود نوحؑ کے بیٹوں سام و حام و یافث ہیں جیسا کہ بعض روایات کے مطابق تمام نوع انسان انہیں تینوں کی اولاد ہے اور اولاد سام جو ان میں شریف ترین ہیں اس میں عرب شامل ہیں۔)

(۱۱) **دو ایسے گروہ ہیں اگر نیک ہیں تو تمام لوگ نیک ہیں اور اگر وہ برے ہیں تو سارے لوگ برے ہیں :** حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد امام محمد باقرؑ نے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں اگر وہ نیک ہیں تو میری امت نیک ہوگی اور اگر وہ برے ہیں تو میری امت بری ہوگی۔ عرض کیا گیا وہ گروہ کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: فقہا اور امراء۔

(۱۲) **دو کمزوروں کے معاملے میں پروردگار عالم سے ڈرو :** جناب ابو عبداللہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ دو کمزوروں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو یعنی یتیم اور عورتوں کے معاملے میں۔

(۱۳) **دو بیٹیوں، دو بہنوں، دو پھوپھیوں اور دو خالائوں کی پرورش کرنے کا ثواب :** جناب ابوجعفرؑ (امام محمد باقرؑ) نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنی دو بیٹیوں، دو بہنوں، دو پھوپھیوں یا دو خالاؤں کی پرورش کی تو وہ اسے دوزخ کی آگ میں نہیں جانے دیں گی۔

(۱۴) **دو اشخاص جنت کی خوشبو نہیں سونگھیں گے :** رسول اللہؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ پانچ سو سال چلنے کی راہ تک جنت کی خوشبو جائے گی مگر اس خوشبو کو دو اشخاص نہیں سونگھ سکیں گے۔ ایک وہ شخص جس کو والدین نے عاق کر دیا ہو دوسرا وہ جس کی بیوی زنا کراتی ہو اور اس کے علم میں ہو۔

(۱۵) **(دو زبانیں رکھنے والے) دوغلے کے بارے میں :** رسول اللہؐ کے ارشاد ہے کہ قیامت کے دن دوغلا شخص اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کی ایک زبان گدی سے نکلی ہوئی ہوگی، دوسری سینے میں پڑی ہوگی جس سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے جو اس کے جسم کو جلا کر راکھ کر دیں گی۔ اعلان کیا جائے گا کہ یہ شخص دنیا میں دوغلا تھا، دو زبانیں رکھتا تھا۔ قیامت میں اسی نام سے مشہور ہوگا۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک قیامت میں بدترین شخص دوغلا ہوگا۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا میں دوغلا ہوگا قیامت میں اس کی دو زبانیں ہوں گی۔

ابن ابی یعفور نے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مومنین سے مل کر ان سے دوستی کا دعویٰ کرے اور پیٹھ پیچھے ان کی برائی بیان کرے ایسا شخص قیامت میں آگ کی دو زبانوں سے مشہور ہوگا۔

ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلامؑ نے ارشاد فرمایا کہ بُرا شخص دوغلا اور دو زبانوں والا ہے جو مومن کے منہ پر اس کی تعریف کرے اور پیٹھ پیچھے اس کی برائی بیان کرے۔ اگر اسے نعمت ملے تو حسد کرے اور اگر مصیبت میں گرفتار ہو تو اسے چھوڑ دے۔

(۱۶) **دو قسم کے انسان :** رسول اللہؐ کا ارشاد پاک ہے کہ انسان دو قسم کے ہیں۔ایک وہ شخص ہے جو آرام پہنچاتا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جو آرام میں ہوتا ہے۔مومن جب مرجاتا ہے تو دنیا اور اس کی مصیبتوں سے آرام پاتا ہے اور جب کافر مرتا ہے تو درخت، جانور اور بہت سے لوگ اس کی تکلیف سے بے خوف ہوجاتے ہیں۔

(۱۷) **انسان دو قسم کے ہیں عالم اور طالب علم :** جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ لوگ دو قسم کے ہیں۔ایک عالم اور دوسرا طالب علم باقی سب بے سہارا ریوڑ ہیں۔وہ سب آگ میں ہوں گے۔

(۱۸) **ایک عادت گناہوں کو بھلا دیتی ہے اور دوسری عادت دلوں کو سخت کر دیتی ہے :** جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادق نے اپنے والد امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی کہ مال کی کثرت سے خوش نہ ہو میرے ذکر کو ہر حال میں یاد رکھو۔مال کی زیادتی گناہوں کو بھلا دیتی ہے۔میری یاد کو چھوڑنے سے دلوں میں سختی پیدا ہوتی ہے۔

(۱۹) **دو عادتیں جو جذام سے پناہ دیتی ہیں :** جناب ابوعبداللہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ناخن کا کاٹنا، شارب لینا، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک جذام سے محفوظ رکھتا ہے۔

(۲۰) **دو عظیم مصروفیات :** ابوذرؓ (اللہ تعالیٰ کے خوف سے) اس قدر روئے کہ ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی (ان سے) کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی شفایابی کی دعا کریں۔(انہوں نے) کہا کہ مجھے ضرورت نہیں، مجھے اس کی کوئی فکر نہیں۔لوگوں نے کہا: کیوں؟ انہوں نے کہا کہ جنت اور دوزخ کی فکر کرنا بڑی مصروفیات ہیں۔

(۲۱) **دنیا دو کلمہ اور دو درہم ہے :** ابوذرؓ خانہ کعبہ کے پاس کھڑے فرما رہے تھے کہ میں جندب ابن سکن ہوں۔ان کو لوگوں نے گھیر لیا۔انہوں نے کہا کہ اگر تم سفر کرتے ہو تو مناسب سامان ساتھ لے جاتے ہو۔آخرت کا سفر پیش ہے اس لئے مناسب سامان تیار کیوں نہیں کرتے؟۔ایک شخص نے قریب جاکر کہا کہ کیا سامان تیار کریں؟ (انہوں نے) کہا کہ قیامت کا ذخیرہ (یہ ہے کہ) سخت گرمی میں روزہ رکھوں، بڑے کاموں کے لئے حج ادا کرو۔اور وحشت قبر کی خاطر دو رکعت نماز شب پڑھو۔اچھی بات کہا کرو، بری بات کہنے سے خاموش رہو۔مسکین کو صدقہ دیا کرو۔ممکن ہے کہ اس سے (قیامت کے) سخت دن سے چھٹکارا حاصل کرو۔دنیا کو درہموں کی مانند تصور کرو۔ایک درہم عیال پر خرچ کرو، دوسرا آخرت کے لئے صرف خرچ کیا کرو۔تیسرا نقصان دے گا فائدہ نہیں دے گا اس کو چھوڑ دو۔اس دن کی فکر نے مجھے مار ڈالا جو ابھی مجھ پر نہیں آیا۔

(۲۲) **دو عادتوں کی وجہ سے انسان فقیہ بن جاتا ہے :** موسیٰ بن اکیل نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی دو باتوں کی وجہ سے فقیہ ہوتا ہے (ایک یہ کہ) جس نے حرص و ہوا کو چھوڑ دیا ہو۔اسے یہ پتہ نہ ہو کہ اس نے کون سا کپڑا پہن رکھا ہے اور کیا کھایا ہوا ہے (یعنی جو مل جائے کھائے اور جو مل جائے پہن لے)۔

(۲۳) **اچھی زندگی نہیں ہے مگر ان دو اشخاص کی :** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ صرف ان دو اشخاص کی زندگی اچھی ہے۔ایک وہ عالم جس کی اطاعت کی جائے اور دوسرا وہ جو عقل کے امور کی اطاعت کرنے والا ہو۔

(۲۴) **دنیا میں بھلائی نہیں ہے مگر ان دو اشخاص کی :** جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں بھلائی نہیں ہے مگر ان دو اشخاص کے لئے۔ایک وہ جو روزانہ اپنی نیکیاں بڑھاتا ہے۔اور دوسرا وہ جو توبہ سے اپنے گناہوں کی تلافی کرتا رہتا ہے۔خدا کی

قسم کی کی توبہ اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک وہ ہم اہل بیت کی ولایت کا اقرار نہیں کرتا اگر چہ سجدہ کرتے کرتے اس کی گردن ہی یوں نہ ختم ہو جائے۔

(۲۵) **علم دو قسم کے ہیں :** سُلیم بن قیس ہلالی نے کہا کہ میں نے سنا کہ حضرت علیؑ نے ابوطفیل عامر بن واثلہ کنانی سے فرمایا کہ علم دو قسم کے ہیں۔ایک وہ ہے جس میں عوام الناس غور وفکر کریں اور وہ دین کا علم ہے۔اور دوسرا علم وہ ہے جس میں عوام الناس غور وفکر نہ کریں وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت (کا علم) ہے۔

(۲۶) **دو عادتیں عجیب ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھانا اور دوسرے خدائی کا دعویٰ کرنا :** جناب ابو عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے ارشاد فرمایا کہ پروردگار عالم نے زمین پر ایک فرشتہ بھیجا جو کافی عرصہ تک زمین پر رہا۔پھر واپس آسمان پر چلا گیا اُس سے دریافت کیا گیا کہ تم نے دنیا میں سب سے عجیب چیز کیا دیکھی؟ (اس نے کہا:) میں نے دیکھا کہ انسان جو تیری ہر قسم کی نعمت سے مالا مال تھا اور اپنی خدائی کا دعوی کرتا تھا مجھے اس کی حرکت پر بڑی حیرت ہوئی اور تیری برداشت پر بڑا حیران ہوا۔اللہ تعالیٰ نے کہا میرے صبر کرنے پر حیران ہو؟ (اس نے) عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: میں نے اس کو چار سو سال اور مہلت دے دی ہے۔اس کی کسی رگ کو تکلیف نہیں ہوگی۔کھانے پینے کی کسی چیز کی اس پر کمی نہیں کروں گا۔

(۲۷) **امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں پروردگار عالم کی خلق کردہ ہیں :** جناب ابوجعفر (امام محمد باقرؑ) کا ارشاد ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں جس نے ان کی مدد کی پروردگار عالم اس کی مدد کرے گا اور جوان کو چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو چھوڑ دے گا۔

(۲۸) **ابو ذرؓ کی عبادت دو چیزیں تھیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ ابوذرؓ کی اکثر عبادت دو تھیں ایک غور وخوض کرنا اور دوسرے عبرت حاصل کرنا۔

(۲۹) **جس عورت کے دو شوہر ہوں اور وہ دونوں جنت میں چلے جائیں تو اسے کون سا شوہر ملے گا:** رسول اللہؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس عورت کے دو شوہر ہوں اور وہ دونوں جنت میں چلے جائیں تو اس کو کون سا شوہر ملے گا (آپؐ نے) فرمایا: اے ام سلمیٰ وہ اس شوہر کو پسند کرے گی جو اچھے اخلاق والا ہوگا اے ام سلمیٰ اچھی دنیا اور اچھی آخرت اچھے اخلاق والے کی ہے۔

(۳۰) **اللہ تعالیٰ کے معاملے میں جھگڑا کرنے کے لئے:** نضر بن مالک نے کہا کہ میں نے امام حسین ابن علی ابن ابی طالب علیہم السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس آیت **ھذان خصمان اختصموا فی ربھم** (یہ دونوں جھگڑا کرنے والے ہیں اپنے پروردگار کے معاملے میں) (سورہ حج۔آیت نمبر ۱۹) میں جھگڑنے والے کون ہیں۔آپؑ نے فرمایا وہ لوگ ہم اور بنو امیہ ہیں۔ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ خدا نے غلط کہا ہے۔ہم لوگ قیامت میں اس بارے میں ایک دوسرے سے جھگڑا کریں گے۔

(۳۱) **سخی کے دو معنیٰ ہیں:** احمد بن سلیمان نے ابوالحسن علیہ السلام سے اس وقت دریافت کیا جب آپؑ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ سخی کون ہے؟ آپؑ نے (جواب میں) فرمایا کہ تیری بات کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔اگر مخلوق کے بارے میں پوچھا ہے تو جس نے اپنے فرائض ادا کیے ہیں وہ سخی ہے اور جس نے نہ ادا کیے ہوں وہ کنجوس ہے اگر اللہ کے بارے میں پوچھتے تو اگر وہ عطا کرے تب بھی سخی اگر نہ دے تب بھی سخی۔اگر

بندے کو دیتا ہے تو اس کا حق نہیں ہے۔ اگر نہیں دیتا تو اس کا کوئی حق نہیں ہے۔

(۳۲) **درھم و دینار ھلاک کرنے والے ھیں:** رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ درہم و دینار ہلاک کرنے والے ہیں تم سے پہلے جو لوگ تھے ان کو ہلاک کیا اور تم کو بھی ہلاک کریں گے۔

(۳۳) **سونا اور چاندی مسخ شدہ پتھر ھیں:** فرمایا سونا اور چاندی مسخ شدہ پتھر ہیں جس شخص نے ان کو دوست رکھا وہ ان کے ساتھ ہوگا۔ کتاب کے مؤلف کا کہنا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے دونوں کو دوست رکھا اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہ کیا۔

(شرح: سونا چاندی تو مستور معدنی دھاتیں ہیں اور یہ جو ان کو مسخ شدہ پتھر قرار دیا گیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ مادۂ سنگ (پتھر ہونے کا خاصہ) ان میں محفوظ ہے۔ اور کان میں مدتوں پڑے رہنے کی وجہ سے ان کی شکل بدل کر دھات میں تبدیل ہوگئی اور چونکہ پتھر جہنم کا ایندھن ہے اور چونکہ ہر شخص کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جن کو وہ دنیا میں محبوب رکھتا تھا تو جو ان سونے چاندی کو عزیز رکھتا ہے وہ انہیں کے ساتھ محشور ہوگا۔ اور جہنم میں جھونک دیا جائے گا اور اپنی محبوب کے ساتھ محشور ہونا ایک فطری بات ہے کیوں کہ عالم آخرت کے موجودات درحقیقت نفوس وارواح کے امور کا ہی منعکس ہونا اور محقق ہونا ہے۔ جو اس کی راحت یا عذاب کا سبب بنتا ہے اور چونکہ محبت روح انسانی کی صفات میں سے ایک صفت ہے یہی اس کی سعادت و بدبختی کی بنیاد اور اساس ہے تو ان دھاتوں کی محبت کا بھی یہی نتیجہ برآمد ہوگا اور اس کے لئے وہ تفسیر و وضاحت پیش کرنی چاہئے جو مؤلف نے کردی ہے کیونکہ کوئی بھی صاحب ایمان بلکہ کوئی بھی عقل ہرگز ہرگز سونے چاندی سے کوئی علاقہ و محبت نہیں رکھتا اور ان سے جو بھی تعلق ہے وہ محض ضرورتا ہوتا ہے اور وہ اس محبت کی وجہ سے نہیں ہوتا جیسے اس حدیث کا موضوع ہے۔)

(۳۴) **دو عادتوں سے پناہ:** ابو سعید خدریؓ نے کہا میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا آپؐ نے فرمایا: میں دو باتوں (یعنی) کفر اور قرض سے پناہ چاہتا ہوں۔ (آپؐ سے) پوچھا گیا کہ کیا قرض اور کفر برابر ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔

(۳۵) **دو عادتیں شیعوں میں ھوتی ھیں:** علی بن حسینؑ (امام زین العابدینؑ) نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں میں دو عادتیں ہوتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کے منہ میں اپنا ہاتھ دے دوں ایک بے صبری اور دوسری راز نہ رکھنا۔

(۳۶) **روزہ رکھنے والوں کے لئے دو خوشیاں ھیں:** حضرت امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ رکھنے والوں کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت ہوتی ہے۔ دوسری اللہ سے ملاقات کے وقت۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آدمی کا ہر عمل اس کی ذات کے لئے ہے۔ اس کا روزہ ڈھال کا کام کرے گا جس طرح تمہارا ہتھیار دنیا میں تمہاری حفاظت کرتا ہے۔ خدا کے نزدیک روزہ دار کے منہ کی بُو مشک کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہے اور روزہ دار دو مرتبہ خوش ہوتا ہے۔ افطار کے وقت جب کھاتا پیتا ہے دوسرے میری ملاقات کے وقت کہ میں اس کو جنت میں لے جاؤں گا۔

(۳۷) **دو تاجروں کے بارے میں سچے اور نیک یا جھوٹے یا خائن:** رسول اللہؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر دو تاجر آپس میں سچ بات کہیں اور نیکی کے ساتھ پیش آئیں تو تجارت میں برکت ہوگی، اگر جھوٹ بولیں اور خیانت کریں تو برکت نہیں ہوگی۔ اگر معاملہ میں اختلاف ہو تو بیچنے والے کی بات کو مانا جائے گا۔

(شرح: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر سامان کا مالک اپنے سامان کے فروخت کرنے کا انکار کر رہا ہے اور کوئی شخص یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ اس نے وہ سامان

خریدا ہے۔تو بھی بات مالک کی ہی مانی جائے گی اس طرح اگر مالک کہہ رہا ہے کہ اس نے قیمت نہیں دی اور دوسرا کہہ رہا ہے کہ میں نے دی دی ہے تو بھی مالک کا قول ہی مقدم رہے گا۔)

(۳۸) **دو چیزیں صبح و شام خیر و برکت لاتی ھیں:** رسول اللہؐ کا ارشادگرامی ہے کہ گوسفند(بھیڑ بکری) لو اور کھیتی باڑی (زراعت) کرو ہر صبح وشام تمہیں خیر و برکت دیں گی۔(لوگوں نے پوچھا) اونٹ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ شیاطین کی مہاریں ہیں۔ان سے خیر خطرناک طریقے سے آتی ہے۔(لوگوں نے عرض کیا): اگر لوگوں نے سنا تو ان کو پالنا چھوڑ دیں گے۔(آپؐ نے) فرمایا: بد بخت اور نابکار ان کو نہیں چھوڑیں گے۔

(۳۹) **دو قسم کی خرید و فروخت مکروہ ھے:** ابوجعفر امام محمد باقرؑ نے ارشادفرمایا کہ دو قسم کی خرید وفروخت کو برا کہتے ہیں۔ایک وہ جس کو پھینک دیا جائے اور جس کا جائزہ نہ لیا جائے۔دوسرے بغیر دیکھے ہوئے کسی چیز کو خریدنا۔

(۴۰) **اچھی چیز میں دو دعائیں، بری چیز میں دو دعائیں:** ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشادفرمایا کہ اچھی چیز کے مالک کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اور اس شخص کو جس نے یہ چیز تیرے ہاتھ فروخت کی ہے برکت دے۔ بری چیز کے مالک کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ خدا تجھے اور تجھے فروخت کرنے والے کو برکت نہ دے۔

(۴۱) **جو شخص اللہ تعالیٰ کا خیال کرے گا اس کو دو باتیں ملیں گی:** معاویہ بن وہب نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمانوں کے حقوق ادا کرے اور اپنا حق طلب کرے اس کو دو چیزیں عطا ہوں گی۔ رزق کشادہ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی جس سے وہ نجات پائے گا۔

(۴۲) **جس شخص میں دو عادتیں ہوں گی وہ مکمل اور سچا مومن ہوگا:** رسول اللہؐ نے ارشادفرمایا کہ جس نے فقیر کے ساتھ ہمدردی (رحمدلی) کی اور لوگوں کے ساتھ انصاف کیا وہ سچا مومن ہے۔ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی نیکی سے خوش اور اپنی بدی سے ناخوش ہو وہ پکا مومن ہے۔

(۴۳) **جس میں یہ دو عادتیں ہوں گی وہ اچھا ھے ورنہ دور ہو دور ہو دور ہو:** جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ جس میں یہ دو عادتیں ہوں گی وہ اچھا ہے ورنہ دور ہو دور ہو دور ہو۔آپؑ سے پوچھا گیا کہ وہ کون سی دو عادتیں ہیں؟ فرمایا کہ نماز کو وقت پر باقاعدہ ادا کرنا محتاجوں اور قیدیوں سے ہمدردی کرنا۔

(۴۴) **مطلقہ مسترابہ میں جو امر پہلے واقع ہوگا وہ عدت سے خارج ہوجائے گی:** جناب ابوجعفر امام محمد باقرؑ نے ارشادفرمایا کہ مطلقہ مسترابہ کے حیض میں شک ہو اس میں جو امر پہلے واقع ہوگا تو وہ عدت سے خارج ہو جائے گی۔تین ماہ گزر گئے اور خون نہ آیا۔تین حیض آئے مگر تین ماہ نہیں ہوئے۔حیض آنے سے جدا ہو جائے گی۔

(شرح: مسترابہ سے مراد وہ عورت ہے جو سن حیض میں ہے اور اس کو حیض ہوتا بھی ہے۔اس کو حالتِ طہارت میں طلاق ہوئی لیکن اپنی عادت کے مطابق حیض نہ ہوا تو یہ عورت مسترابہ ہے کیونکہ اب حمل کا بھی احتمال ہے اور تاخیر حیض کا بھی چنانچہ اس کی عدت ختم ہونے کی مدت دو امر کے بیچ میں ہے جس کا روایت میں ذکر کیا گیا ہے۔)

(۴۵) **دو عادتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے:** جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ احسان کرنا زکوۃ دینے کے علاوہ ہے۔ صلہ رحمی سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو (زکوۃ دینا واجب ہے نہ دینا ظلم)۔ احسان یہ ہے کہ اپنی چیز دوسرے کو بغیر حق دے دو۔ صاحب حق کو اس کا حق دینا احسان نہیں ہے۔

(۴۶) **دو عادتیں جو فقر و فاقہ کو دور، عمر کو طویل اور بری عادتوں کو دور کرتی ہیں:** جناب ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نیکی کرنا اور صدقہ دینا فقر و فاقہ کو دور، عمر کو طویل اور بری اموات کو دور کرتا ہے۔

(۴۷) **سنت دو ہیں:** حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ سنتیں دو ہیں۔ ایک سنت وہ جو فریضہ ہیں۔ ان کا پڑھنا باعث ثواب ہے اور ان کا چھوڑنا گناہ ہے۔ اور دوسرے سنت غیر فریضہ جن کا پڑھنا ثواب ہے اور چھوڑ دینا جائز ہے (سنت سے مراد رسول اللہ کی گفتار کی بات اور پیغمبر اور معصوم کا عمل ہے۔ بعض اوقات ان کی وضاحت امر واجب سے ہے بعض مرتبہ اس کا ادا کرنا مستحب ہے اس کا ترک کرنا جائز ہے)۔

(۴۸) **جس میں یہ دو عادتیں موجود ہوں گی اس سے نیکی کرنا چاہئے:** جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ نیکی کا حقدار شریف یا دین دار آدمی ہے۔

(۴۹) **بھائی دو قسم کے ہیں:** جناب ابوجعفر حضرت امام محمد باقر نے فرمایا کہ ایک شخص نے امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کی خدمت میں عرض کیا کہ بھائیوں کے بارے میں آگاہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: بھائی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مخلص بھائی دوسرا ظاہری بھائی۔ مخلص بھائی قابل بھروسہ دست و بازو اہل و مال ہیں۔ بھائی پر دل و جان فدا کرنے سے دریغ نہ کرنا، بھائی کے دوست کو دوست رکھنا اور دشمن کو دشمن۔ اس کے راز اور عیب کی پردہ پوشی کرنا اس کی نیکی کا اظہار کرنا۔ اے سوال کرنے والے ایسے دوست بہت ہیں۔ ظاہری بھائی کی لذتِ معاشرت کو نہ چھوڑو۔ اس سے زیادہ کی ان سے توقع نہ رکھو۔ جس طرح تمہارے ساتھ خوش روی اور خوش گوئی سے پیش آئیں تم بھی ان سے ایسے ہی پیش آؤ۔

(۵۰) **انسان دو طرح کے ہوتے ہیں:** جناب ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک مرد مومن ہوتا ہے دوسرا جاہل۔ مومن کو تکلیف نہ پہنچاؤ، جاہل سے جہالت نہ کرو ورنہ تم بھی ایسے ہو جاؤ گے۔

(۵۱) **دو اشخاص امیر نہیں:** رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص رسماً امیر نہیں ہے جو جنازے کے ساتھ چلے اور میت کے دفن کرنے سے پہلے واپس ہو جائے۔ یا صاحب جنازہ سے واپسی کی اجازت نہ لے۔ دوسرا شخص وہ جو کسی عورت کے ساتھ حج کو جائے اور وہ عورت کا کفیل ہو جب تک وہ عورت حج نہ کرے وہ کوچ کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

(۵۲) **دو باتوں کی وجہ سے لوگ اپنی نمازوں کو خراب کر لیتے ہیں:** جناب ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ عوام الناس دو باتوں سے اپنی نماز خراب کر لیتے ہیں۔ ایک یہ کہتے ہیں کہ اے اللہ تیرا بخت بلند ہے، جنات نے جہالت کی وجہ سے اس کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں استعمال کیا۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص نماز کے دوران یہ کہے السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصالحین تب بھی نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ یہ جملہ نماز کے آخر میں کہنا چاہئے۔

(۵۳) **پروردگار کے نزدیک دو قدم، دو گھونٹ اور دو قطروں سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہیں:** ابوحمزہ ثمالی نے کہا کہ میں نے علی بن حسین امام زین العابدین کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ دو قدم سے زیادہ اللہ کے نزدیک کوئی قدم پیارا نہیں۔ ایک مومن کا دو

قدم جوراہ جہاد میں اٹھے۔ دوسرا مومن کا وہ قدم جو قطع رحم کرنے والے کے پاس جا کر اس سے دل جوئی کرے۔ ان دو گھونٹ سے زیادہ پروردگار کو کوئی گھونٹ پیارا نہیں ایک وہ گھونٹ جس کو غصہ کے وقت مومن پی جاتا ہے دوسرا وہ گھونٹ جو مومن مصیبت کے وقت صبر سے برداشت کر کے پی جاتا ہے۔ پروردگار عالم کو وہ دو قطرے سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ ایک وہ خون کا قطرہ جو راہ خدا میں گرا ہو اور دوسرا وہ آنسو کا قطرہ جو رات کی تاریکی میں پروردگار کی خاطر آنکھوں سے نکلا ہو۔

(۵۴) **وہ دو عادتیں جن کا ذکر ابلیس نے حضرت نوحؑ سے کیا:** جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حضرت نوحؑ زمین پر کشتی سے اترے تو ابلیس آپؑ کے پاس آیا اور کہا کہ آپؑ نے مجھ پر بڑا احسان فرمایا ہے کہ فاسقین کو اپنی بددعا سے ہلاک کر دیا۔ اور مجھے راحت دی۔ آپؑ دو باتوں سے بچیں۔ ایک حسد سے جس کی وجہ سے مجھے یہ کالے دن دیکھنا پڑے۔ دوسرے حرص سے جس کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے۔

(۵۵) **میں عوام الناس کی دو عادتوں سے ڈرتا ہوں:** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی امت کے لوگوں کی دو عادتوں سے ڈرتا ہوں۔ پہلی عادت یہ کہ طویل خواہش نفس حق کے راستے سے روک دیتی ہے اور طویل خواہشات آخرت کو بھلا دیتی ہیں۔ دنیا پیچھے جارہی ہے آخرت سامنے آرہی ہے۔ دونوں پر عمل کرنے والے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تم آخرت کے چاہنے والے بنو دنیا والے مت بنو۔ آج کل تم عمل کے گھر میں ہو۔ حساب کے گھر میں نہیں جو کچھ کرنا ہے کرلو۔ کل تم حساب کے گھر میں ہو گے جہاں عمل کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

جناب رسول اللہؐ نے فرمایا عالم دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے نجات پانے والا ہے۔ دوسرا وہ ہے جس نے علم کو چھوڑ دیا ہلاک ہونے والا ہے۔ علم کو چھوڑنے والے عالم کو دوزخ والوں کی تکلیف اٹھانی ہوگی۔ سب سے ندامت اور حسرت اس دوزخی کو ہوگی جس نے بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا۔ جس نے اس کی بات قبول کر لی خدا کی اطاعت کی اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ خواہش کی پیروی اور علم کو چھوڑنے والوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ مجھے تم لوگوں سے دو عادتوں کا خوف ہے ایک خواہش کی پیروی اور دوسری طویل آرزوئیں۔ خواہش کی پیروی تم کو سیدھے راستے سے روک دے گی اور طویل آرزوئیں آخرت کو بھلا دیں گی۔

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت کی دو عادتوں سے ڈر ہے۔ پہلی خواہش نفس اور دوسری لمبی امیدیں۔ خواہش نفس سیدھے راستے سے روک دیتی ہے۔ لمبی آرزوئیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں۔ دنیا جارہی ہے اور آخرت آرہی ہے۔ ہر ایک کے ماننے والے ہیں جس قدر ہو سکے آخرت کے چاہنے والے بنو۔ دنیا والے نہ بنو۔ جو کچھ کرنا ہے کرلو۔ اس وقت عمل کا وقت ہے حساب دینے کا نہیں۔ کل حساب دینے کا وقت ہوگا وہاں عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

(۵۶) **دو عادتوں سے منع کرنا:** مفضل بن یزید نے کہا کہ جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ میں تم کو دو عادتوں سے منع کرتا ہوں جس کی وجہ سے لوگ ہلاک ہو گئے۔ ایک یہ کہ تم اللہ کے علاوہ کسی اور دین پر عبادت کرو۔ دوسرے جس بات کا علم نہ ہو اس پر اپنا فتویٰ مت دو۔

ابوحجاج نے کہا کہ جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ میں تمہیں دو باتوں سے منع کرتا ہوں جس کی وجہ سے لوگ ہلاک ہو گئے۔ اس بات کا فتویٰ مت دو جس کو تم نہیں جانتے اور جس بات کو نہیں جانتے اس پر اللہ کی عبادت کرو۔

(۵۷) **دو پانیوں نے حضرت نوح کی بات نہ مانی:** ابوعبداللہ امام جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ طوفان کے وقت نوح نے دنیا کے تمام پانیوں کو کفار کی ہلاکت کے لئے بلایا۔ مگر کڑوے پانی اور گندھک والے پانی کے علاوہ تمام پانیوں نے آپ کی مدد کی۔

(۵۸) **قول اور عمل ایمان کا نام ہے:** محمد بن عبداللہ بن طاہر نے کہا میں اپنے والد کے سامنے کھڑا تھا اور ان کے پاس ابوصلت ہروی، اسحاق بن راہویہ اور احمد بن محمد ابن حنبل موجود تھے۔ میرے والد نے ان سے کہا کہ تم مجھ سے حدیث بیان کرو۔ ابوصلت ہروی نے کہا کہ مجھے علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام نے کہا کہ آپ کا نام اللہ تعالیٰ کی رضا کا مورد ہے۔ انہوں نے اپنے والد موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد محمد بن باقر علیہ السلام انہوں نے اپنے والد علی بن حسین امام زین العابدین سے انہوں نے اپنے والد حسین بن علی امام حسین علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہوئے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ ایمان قول و فعل کا نام ہے۔ جب ہم باہر نکلے تو احمد بن محمد بن حنبل نے کہا یہ کیسا سلسلہ سند ہے؟ میرے والد نے جواب فرمایا کہ یہ پاگل کا علاج ہے۔ جب پاگل پر پڑھ دیا جائے تو وہ ہوش میں آ جاتا ہے (یعنی اگر کسی پاگل پر اسمائے ائمہ طاہرین علیہ السلام پڑھ کر پھونک دیں تو وہ پاگل ٹھیک ہو جائے گا)۔

(۵۹) **دو اشخاص کبھی مطمئن نہیں ہوتے:** جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ دو اشخاص کبھی مطمئن نہیں ہو سکتے۔ ایک طالب علم (علم سے) اور دوسرا طالب مال (مال سے)۔

(۶۰) **وہ دو عادتیں جو ایمان کی حقیقت ہیں:** جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ حق اختیار کرو اگرچہ تم کو نقصان ہو۔ باطل کے مقابل میں اگر تم کو فائدہ ہو تم اپنی گفتگو میں اپنے علم سے آگے نہ بڑھو۔

(۶۱) **جواں مردی دو قسم کی ہے:** امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے فرزند محمد بن حنفیہ کو وصیت فرمائی۔ مسلمان مرد کی جواں مردی دو قسم کی ہے۔ ایک گھر میں دوسری سفر میں۔ گھر میں قرآن شریف کی تلاوت کرنا، علماء کی مجلس میں حاضر ہونا، دین و فقہ کے مسائل میں غور و فکر کرنا، پابندی سے نماز باجماعت ادا کرنا۔ سفر میں اپنا توشہ (کھانے پینے کا سامان) دوستوں پر خرچ کرنا۔ ہم سفر لوگوں کی مخالفت نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنا اوپر چڑھتے وقت اور نیچے اترتے وقت اور بیٹھتے وقت (یعنی ہر وقت)۔

(۶۲) **دو عادتیں اخلاق کے خلاف ہیں:** رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ بغیر کسی وجہ کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا، انسانیت کے اخلاق کے خلاف ہے۔

(۶۳) **دو عادتیں رزق لاتی ہیں:** جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ دو عادتیں رزق لاتی ہیں۔ ایک برتن دھونا اور دوسرا صحن اور گھر میں جھاڑو دینا۔

(۶۴) **اپنے بیوی بچوں پر دو مکروہ کے درمیان خرچ کرنا واجب ہے:** عیاشی کا بیان ہے میں نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ اپنے عیال پر کتنا خرچ کرنا چاہئے؟ آپ نے فرمایا: دو مکروہ کے درمیان۔ میں نے عرض کیا: مجھے دو مکروہ کا علم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اللہ تجھ پر رحمت کرے۔ کیا تجھے علم نہیں کہ پروردگار عالم فضول خرچی اور کنجوسی کو پسند نہیں کرتا۔ جب کنجوسی اور فضول خرچی سے خرچ نہیں کرے گا تو دونوں کے درمیان اعتدال ہوگا۔

(۶۵) **دو عادتوں سے دو باتیں حاصل ہوتی ہیں:** جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اپنے آباء و اجداد سے نیکی۔۔

تمہارے فرزند تم سے نیکی کریں گے۔ دوسرے یہ کہ دوسروں کی عورتوں سے پارسا رہو تا کہ لوگ تمہاری عورتوں سے پارسا رہیں۔

(۲۶) **حیاء دو قسم کی هے:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ حیاء دو قسم کی ہے۔ ایک سستی اور نفس کی کمزوری۔ دوسری قسم قوت ہے جو اسلام اور ایمان ہے۔

(۲۷) **بیٹے کو عاق کرنے سے والدین پر کیا لازم آتا هے:** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ اولاد اپنے والدین سے عاق اس صورت میں ہوتی ہے جب والدین کی نافرمان ہو۔ والدین اولاد کے عاق اس صورت میں ہوتے ہیں جب اولاد نیک ہو (اور اس کا حق ادا نہ کیا جائے)۔

(۲۸) **نبیؐ نے فرمایا که میں دو ذبیحوں کا فرزند هوں:** راوی نے کہا کہ میں نے ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ نبیؐ کے اس کہنے کا کیا مطلب ہے کہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس سے مراد حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام اور دوسرا عبداللہ بن عبدالمطلبؑ ہیں۔ حضرت اسماعیل صابر لڑکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو اس کی بشارت دی کہ جب صحرا میں جانے کے قابل ہوئے تو حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ اے میرے فرزند میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ حضرت اسماعیلؑ نے عرض کیا: اے میرے والد جس طرح آپؑ کو حکم ملا ہے آپؑ اسی طرح کریں۔ یہ نہیں کہا کہ جیسا خواب دیکھا ہے ویسا ہی کرو۔ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ جب ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے بڑی قربانی میں بدل دیا اور مینڈھے کو آپؑ کا فدیہ بنایا جو کبود (آسمانی) رنگ کا تھا۔ عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ چالیس سالوں تک بہشت کے باغوں میں چر چکا تھا۔ شکم مادر سے پیدا نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے پیدا کیا تھا تا کہ حضرت اسماعیلؑ کا فدیہ بن سکے۔ حج کے موقع پر منیٰ میں جو جانور قیامت تک ذبح ہوتے رہیں گے وہ اسماعیل کا فدیہ ہیں۔ ذبیحین کا ایک مطلب یہ ہوا۔ دوسرا یہ کہ حضرت عبدالمطلبؑ نے خانہ کعبہ کی زنجیر پکڑ کر اللہ سے دعا کی کہ اگر تو مجھے دس فرزند عطا کرے گا تو ان میں سے ایک لڑکے کو تیری راہ میں قربان کروں گا۔ دعا قبول ہوئی۔ دس فرزند عطا ہوئے۔ انہوں نے کہا میں اپنی نذر پوری کروں گا۔ تمام فرزندوں کو خانہ کعبہ میں لے گئے، ان پر قرعہ ڈالا۔ قرعہ میں عبداللہ پدر رسول اللہؐ کا نام نکلا۔ وہ تمام فرزندوں میں سب سے زیادہ پیارے تھے۔ قرعہ بار بار ڈالا گیا اور ہر مرتبہ عبداللہ ہی کا نام نکلا۔ عبدالمطلبؑ نے عبداللہ کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہا تو اہل قریش جمع ہو گئے اور آپ کو ذبح کرنے سے منع کر دیا۔ عبدالمطلبؑ کی عورتیں جمع ہو گئیں اور رونا اور فریاد کرنا شروع کر دیا۔ آپ کی دختر عاتکہ جو آپ کو بہت پیاری تھیں انہوں نے عرض کیا کہ بابا جان آپ اپنے اور اللہ کے درمیان اپنے فرزند کے بارے میں کوئی عذر پیش کیجئے۔ آپ نے (فرمایا): کیا بہانہ کروں؟ انہوں نے کہا کہ اونٹوں اور عبداللہ کے درمیان قرعہ ڈالیے۔ عبدالمطلبؑ نے اونٹ منگوا کر دس اونٹوں اور عبداللہ کے درمیان قرعہ ڈالا۔ قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ عبدالمطلبؑ دس اونٹ بڑھاتے گئے۔ جب ایک سو اونٹ اور عبداللہ کے درمیان قرعہ ڈالا گیا تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا۔ قریش نے اللہ اکبر کا زبردست نعرہ لگایا۔ جس کی وجہ سے مکہ کے پہاڑ لرز اٹھے۔ عبدالمطلبؑ نے کہا تین بار قرعہ ڈالوں گا اور تین بار قرعہ ڈالا گیا تینوں بار قرعہ اونٹوں کے نام نکلا۔ تیسری بار آپ کے بھائی زبیر اور ابو طالب علیہ السلام نے عبدالمطلبؑ کے پیروں کے پاس سے عبداللہ کو نکال لیا۔ گالوں کی جلد جو زمین پر پڑی تھی چہرے سے اتر گئی تھی۔ آپ کو اٹھا کر بلند کیا گیا اور بوسے دینے شروع کیے اور آپ کے چہرے سے مٹی صاف کرتے جاتے تھے۔ عبدالمطلبؑ نے حکم دیا کہ اونٹوں کو حزورہ میں نحر کیا جائے۔ اونٹوں کی تعداد ایک سو تھی۔

عبدالمطلبؑ نے پانچ باتوں کی بنیاد رکھی جس کو اسلام نے جاری رکھا۔ (۱) باپ کی عورتوں کو بیٹوں پر حرام قرار دیا۔ (۲) قتل کے دیت ایک سو اونٹ قرار دی۔ (۳) خانہ کعبہ کا طواف سات چکر لگانا مقرر کیا (۴) خزانہ ملے تو اس کا خمس (پانچواں حصہ) نکالا (۵) زمزم کے کنویں کا نام سقایۃ الحاج رکھا۔ اگر عبدالمطلب حجت خدا نہ ہوتے تو یہ باتیں نہ ہوتیں۔ عبداللہ کے ذبح کا عزم ایسا تھا جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے

اسماعیلؑ کے ذبح کا عزم کیا تھا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو رسول اللہؐ دونوں کی نسبت سے ہونے کا فخر نہ کرتے اور نہ کہتے کہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں۔ جو وجہ اسماعیلؑ کے ذبح نہ ہونے کی تھی وہی وجہ عبداللہؑ کے ذبح نہ ہونے کی تھی کہ نبیؐ اور ائمہ طاہرین علیہما السلام کو دونوں کی صلب سے پیدا ہونا تھا۔ نبیؐ اور ائمہؑ کی برکت سے دونوں ذبح ہونے سے بچ گئے۔ اولاد کے قتل ہونے کا طریقہ جاری نہ ہوا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو لوگ اپنی اولاد کو قتل کر کے اللہ کا قرب حاصل کرتے۔ لوگ جو قربانی اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں قیامت تک حضرت اسماعیلؑ کا فدیہ ہے۔

اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ اس بارے میں روایات مختلف ہیں کہ ذبح ہونے والے اسماعیلؑ تھے یا اسحاقؑ۔ دونوں کے بارے میں روایات مستند ہیں جن کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ ذبح ہونے والے اسماعیلؑ تھے۔ لیکن اسحاقؑ جب پیدا ہوئے تو ان کی خواہش ہوئی کہ اُن کو باپ ذبح ہونے کا حکم دیتے اور وہ اللہ کے حکم کو تسلیم کر لیتے۔ جس طرح ان کے بھائی نے صبر کیا اور تسلیم کیا۔ اس طرح بھائی کے درجہ کا ثواب حاصل کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اسحاقؑ کے دل کی خواہش کو جان کر فرشتوں کی موجودگی میں ان کا نام ذبیح رکھا۔

حضرت جعفرؑ بن محمد علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ کا قول ہے کہ میں ذبیحین کا فرزند ہوں اس سے مراد چچا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں چچا کو باپ کہا ہے۔ جب حضرت یعقوبؑ کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے فرزندوں سے کہا: میرے بعد کس کی عبادت کرو گے تو انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے باپ ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کی۔ حضرت اسماعیلؑ حضرت یعقوبؑ کے چچا تھے۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ان کو باپ کہا۔ خود رسول اللہؐ نے فرمایا چچا باپ ہوتا ہے۔ رسول اللہؐ کا فرمان ہے کہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں۔ اسماعیلؑ اور اسحاقؑ دونوں شامل ہیں۔ ایک ذبیح حقیقی ہے اور دوسرا مجازی ہے۔ خواہش اور تمنا کرنے کی وجہ سے نبیؐ دو ذبیح کے فرزند ہیں۔ ذبح عظیم کی وجہ ایک اور بھی ہے۔

فضل بن شاذان بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علی رضاؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اسماعیلؑ کے بجائے بھیجا ہوا دنبہ ذبح کریں تو حضرت ابراہیمؑ نے چاہا کہ اسماعیلؑ کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں۔ دنبہ کو اسماعیلؑ کی جگہ ذبح نہیں کرنا چاہتے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ آپؑ کے دل کو اس قدر تکلیف ہو جس قدر سب سے پیارے بیٹے کو ذبح کرنے سے ہوتی ہے۔ تا کہ مصائب کی وجہ سے ثواب کے اعلیٰ ترین درجات کے حقدار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی طرف وحی کی کہ تیرا سب سے پیارا بندہ کون ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا تیرے حبیب محمدؐ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کہ محمدؐ بہت پیارے ہیں یا تجھے تیری ذات پیاری ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا مجھے میری ذات سے زیادہ پیارے ہیں (اللہ نے فرمایا) محمدؐ کا فرزند تجھے زیادہ پیارا ہے یا تیرا اپنا فرزند؟ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا محمدؐ کا فرزند۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمدؐ کا فرزند اپنے دشمنوں کے ہاتھوں ظلم کے ساتھ ذبح ہوگا۔ یہ بات تجھے تکلیف دے گی یا یہ بات کہ تو میری فرمانبرداری میں اپنے فرزند کو ذبح کرے؟ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ محمدؐ کے فرزند کا تیرے دشمنوں کے ہاتھوں ظلم کی وجہ سے ذبح ہونا مجھے زیادہ تکلیف دہ ہوگا۔ اللہ نے فرمایا: اے ابراہیمؑ لوگوں کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ وہ محمدؐ کی امت میں داخل ہیں۔ عنقریب آپؐ کے فرزند حسینؑ کو ظلم اور دشمنی سے اس طرح قتل کر دیں گے جس طرح بھیڑ بکریوں کو ذبح کرتے ہیں۔ اس سے وہ لوگ میری ناراضگی کے حقدار ہوں گے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیمؑ فریاد کرنے لگے۔ دل کو تکلیف ہوئی، رونا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی طرف وحی کی کہ حسینؑ کی شہادت پر تیرا رونا میں نے تیرے فرزند کا فدیہ قرار دیا ہے۔ جو تم اس کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر کے روتے۔ میں نے تیرے لئے اعلیٰ درجات مقرر کیے ہیں۔ جو مصائب کی وجہ سے اہل ثواب کو مصائب جھیلنے کی وجہ سے ملتے ہیں۔ اس آیت کا مطلب یہی ہے "فَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ٥"

(۶۹) دو چیزیں جو قائم ھیں دو چیزیں جو جاری ھیں دو چیزیں جو ایک دوسرے سے مختلف ھیں دو چیزیں جو آپس میں دشمن ھیں: جناب عبداللہ بن سلیمان کتاب پڑھنے والے بیان کرتے ہیں کہ میں نے بعض کتب میں پڑھا ہے کہ جب ذوالقرنین دیوار بنا چکے تو وہ خود اور ان کا لشکر جا رہا تھا اسے ایک عالم ملا۔ ذوالقرنین سے پوچھا کہ اللہ کی پیدا کردہ دو قائم دو جاری، دو مختلف اور دو آپس میں دشمن کون کون سی اشیاء ہیں؟ ذوالقرنین نے جواب دیا کہ دو قائم آسمان اور زمین ہیں۔ دو جاری سورج اور چاند ہیں، دو مختلف دن اور رات ہیں اور آپس میں دشمن زندگی اور موت ہیں۔ اس عالم نے کہا جاؤ تم عالم ہو۔

حدیث بہت طویل ہے میں نے حسب ضرورت نقل کر دیا۔ میں نے اس کو مکمل کتاب النبوت میں بیان کر دیا ہے۔

(۷۰) دو حج کا ثواب: جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جس نے دو حج کیے وہ مرتے وقت تک خوش رہے گا۔

(۷۱) دو مقامات پر سچ بات کھنا: رسول اللہؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ کی خوشنودگی اور ناراضگی کی وجہ سے سچی بات کہنا پروردگار کے نزدیک مومن کے کسی چیز کے خرچ کرنے سے بہتر ہے۔

(۷۲) دو قسم کا قتل اور دو قسم کی جنگ: جناب جعفر بن محمد امام جعفر صادقؑ اپنے والد امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قتل دو طرح کے ہیں۔ ایک قتل کفارہ میں دوسرا قتل جنگ میں۔ دو جنگیں ہیں۔ ایک کفار سے جنگ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائیں اور دوسری باغی گروہ سے جنگ اس وقت تک ہو جب تک کہ وہ حق پر واپس نہ آ جائیں۔

(۷۳) دو عادتوں کی وجہ سے اللہ آسمان پر اور بندے زمین پر اسے دوست رکھتے ھیں: ایک شخص نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کسی ایسی چیز سے آگاہ کیجئے کہ جس پر عمل کرنے سے میں آسمان پر اللہ اور زمین پر بندوں کا محبوب ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پاس جو چیز ہے اسے مانگ تاکہ وہ تجھے دوست رکھے۔ اور لوگوں کے پاس جو چیز ہے اس سے کنارہ کش ہو جا تاکہ وہ تجھے دوست رکھیں۔

(۷۴) رسول اللہؐ کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں: جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں۔ ایک پر **لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ** اور دوسری پر **صدق اللہ** لکھا ہوا تھا۔

(۷۵) دو چیزیں روزہ دار کا تحفہ ھیں: جناب امام حسن بن علی علیہما السلام نے فرمایا کہ روزہ دار کا تحفہ دو چیزیں ہیں۔ داڑھی پر عطر لگانا، کپڑوں پر خوشبو لگانا، عورت روزہ دار کا تحفہ یہ ہے کہ سر پر کنگھی کرے، کپڑوں پر خوشبو لگائے۔ امام حسین علیہ السلام جب روزہ رکھتے تو عطر سے اپنے آپ کو خوشبو لگاتے اور فرماتے کہ عطر لگانا روزہ دار کا تحفہ ہے۔

(۷۶) قیامت کے آنے کی دو نشانیاں ھیں: رسول اللہؐ سے سوال کیا گیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب لوگ ستاروں کے علم پر ایمان لے آئیں گے اور قضا و قدر کو جھٹلائیں گے۔

(۷۷) دو باتوں کی وجہ سے بنو ھاشم پر صدقہ حلال ھے: حضرت امام جعفر صادقؑ نے اپنے والد امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ بنو ہاشم کے لئے دو مقامات پر صدقہ حلال ہے۔ ایک اس وقت جب وہ پیاسے ہوں اور پانی مل جائے اور پی لیں۔ دوسرے یہ کہ ایک دوسرے کا صدقہ ان پر حلال ہے۔

(۷۸) **دو عادتوں کی وجہ سے انسان پست (گھٹیا) ہو جاتا ہے:** جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ ذلیل شخص کون ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: جو شراب پیتا ہے اور طنبورہ بجاتا ہے۔

(۷۹) **دو گناہ ایک دوسرے سے زیادہ سخت ہیں:** نبی اکرمؐ نے فرمایا: غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ایسا کیوں ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ زانی کی توبہ تو اللہ قبول کر لیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کی توبہ پروردگار اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک وہ معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی گئی ہو۔

(۸۰) **سعد (ایک قسم کا عطر) سے دانتوں کو دھونے سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں:** ابن عثمان نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا (آپؑ نے) فرمایا کہ اپنے دانتوں کو سعد سے دھویا کرو کیونکہ یہ منہ کو خوشبودار بناتا ہے اور قوت جماع پیدا کرتا ہے۔

(۸۱) **اشنان کھانے سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں:** حکم بن مسکین نے کہا میں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ نے فرمایا کہ اشنان (ایک بدبودار / کڑوی سبزی) کھانے سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں ایک یہ کہ زانو کو سست کرتی ہے دوسرے منی کو فاسد کرتی ہے۔

(۸۲) **دو اشخاص نبیؐ کی سفارش نہیں پائیں گے:** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ دو آدمی میری سفارش کے حقدار نہیں ہوں گے۔ ایک ظالم، ستم کرنے والے بے رحم بادشاہ کا دوست۔ دوسرا دین میں غلو رکھنے والا جو دین سے نکل جائے گا۔

(شرح: جیسے کے نہروان کے خوارج تھے کہ کثرتِ سجدہ کی وجہ سے ان کی پیشانیوں پر گٹے پڑے ہوئے تھے اور دوسری طرف بے جا احتیاط اس قدر برتتے تھے کہ امیر المومنینؑ کو کافر قرار دینے لگے۔ ایک طرف تو کھجور کے درخت کے نیچے اگر ایک بوسیدہ کھجور پڑی ہوئی ہوتو اس (کے استعمال) سے پرہیز کیا کرتے تھے (اور دوسری طرف) حباب بن ارت جیسے صحابی پیغمبرؐ کا سر قلم کر دیتے تھے اور حاملہ عورت کا شکم چاک کر ڈالتے تھے۔)

(۸۳) **دو قسم کے خلال جذام کے مرض کی رگ کو حرکت دیتے ہیں:** جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ ریحان کی لکڑی اور انار کی شاخ سے خلال نہ کیا کرو۔ یہ دونوں جذام کے مرض کی رگ کو حرکت میں لاتی ہیں۔

(۸۴) **دنیا اور آخرت دونوں ترازو کے پلڑوں کی طرح ہیں:** زہری نے کہا کہ علی بن حسینؑ امام زین العابدینؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کا دل اللہ تعالیٰ کے وعدوں سے مطمئن نہیں ہوتا وہ دنیا کی حسرتیں لے کر جاتا ہے۔ اللہ کی قسم دنیا ترازو کے پلڑے کی مانند ہے۔ اگر ایک بھاری ہوتا ہے تو دوسرے کو لے جاتا ہے۔ جب قیامت آئے گی، جس کا آنا غلط نہیں ہے، اللہ کے دشمنوں کو دوزخ میں لے جائے گی، اللہ کے دوستوں کو جنت میں لے جائے گی۔

ایک شخص کی طرف رخ کر کے فرمایا: اللہ سے ڈرو۔ دنیا کی طلب میں میانہ روی اختیار کرو۔ وہ چیز مت طلب کرو جو دنیا میں پیدا نہیں ہوئی۔ جو شخص ایسی چیز طلب کرے گا جو دنیا میں پیدا نہیں ہوئی وہ حسرتیں لے کر جائے گا۔ جو تلاش کرے گا اسے نہ پائے گا۔ جو چیز پیدا نہیں ہوئی وہ کیسے پائے گا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ جو چیز پیدا نہیں ہوئی اسے کیسے طلب کرے گا؟ آپؑ نے فرمایا: جس شخص نے دنیا میں تونگری، مال و وسعت طلب کی ان چیزوں سے مقصد راحت طلب کرنا ہے۔ راحت دنیا والوں کے لئے پیدا نہیں ہوئی۔ راحت جنت میں اہل جنت کے لئے پیدا ہوئی۔ رنج اور سختی دنیا والوں کے لئے دنیا میں پیدا کی گئی ہیں۔ اگر کچھ ملا بھی تو لالچ رہ گئی ملی۔ اگر زیادہ مال ملا تو بڑا فقیر ہوا، کیونکہ مال کی حفاظت کے لئے لوگوں کا محتاج ہوا، دنیا

کے تمام اسباب کا محتاج ہوا۔ ثروتِ دنیا میں آرام نہیں۔ اولادِ آدم کے دل میں شیطان وسوسے ڈالتا ہے کہ مال جمع کرنے میں راحت ہے۔ اس کو بختی میں ڈالتا ہے۔ آخرت میں (اس مال کا) حساب دے گا۔ اللہ کے دوست دنیا میں غم نہیں اٹھاتے۔ آخرت کی طلب میں رنج اٹھاتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ روزی کی فکر کرنا گناہ گار ہونا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ دنیا ایک پُل ہے اس کو پار کرو اس پر مکان کی تعمیر نہ کرو۔

(۸۵) **مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ہ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيٰنِ ہ (سورہ الرحمن آیات نمبر ۱۹۔۲۰)** (اس نے دو دریاؤں کو ملا کر چلایا۔ ان دونوں کے درمیان ایک حجاب ہے۔ وہ ایک دوسرے سے زیادتی نہیں کرتے): قطان نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا۔ (آپؑ نے) فرمایا کہ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ہ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيٰنِ ہ حضرت علی ابن ابی طالبؑ اور جناب فاطمہ زہراؑ علیہما السلام علم کے گہرے سمندر ہیں۔ ایک دوسرے پر تجاوز نہیں کرتے ان سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں یعنی امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام۔

(۸۶) **نبیؐ نے اپنی امت میں دو امر چھوڑے ھیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ دونوں ایک دوسرے سے مفید تر ہیں۔ ایک اللہ کی کتاب (قرآن) جس کی رسی آسمان سے لے کر زمین تک ہے۔ دوسری میری عترت (اولاد)۔ یہ دونوں ساتھ رہیں گی اور میرے پاس حوض (کوثر) پر پہنچیں گی۔ میں نے ابوسعید سے دریافت کیا۔ آپ کی عترت کون ہے؟ (اس نے) جواب دیا کہ آپؐ کے اہل بیت۔

(۸۷) **ثقلین کے بارے میں قیامت میں سوال کیا جائے گا:** حذیفہ ابن اسید غفاری نے بیان کیا کہ رسول اللہؐ آخری حج سے واپس ہوئے۔ ہم لوگ آپؐ کے ساتھ تھے۔ جحفہ (مکہ اور مدینہ کے درمیان منزل ہے) پر تشریف لائے۔ سواریوں سے اترنے کا حکم دیا گیا۔ لوگ اترے۔ نماز کا اعلان ہوا۔ اصحاب کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی۔ لوگوں کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ مجھے لطیف و خبیر (اللہ تعالیٰ) نے بتایا ہے کہ میں مرنے والا ہوں اور تم مرنے والے ہو۔ گویا کہ میں نے خدا کی دعوت کو قبول کر لیا ہے۔ امر رسالت، کتاب خدا اور حجت خدا کے بارے میں مجھ سے پوچھا جائے گا اور تم سے بھی پوچھا جائے گا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم کہیں گے کہ آپؐ نے رسالت کی تبلیغ کی، لوگوں کو ہدایت دی، اللہ کے راستے میں کوشش کی، پروردگار عالم ہماری طرف سے آپ کو بہترین بدلہ دے گا۔ پھر (آپؐ نے) فرمایا: کیا تم اس بات پر عقیدہ نہیں رکھتے کہ اللہ ایک ہے اور میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، مرنے کے بعد زندہ ہونا حق ہے۔ تمام لوگوں نے ان باتوں کی گواہی دی۔ (آپؐ نے) فرمایا: اے پروردگار تو ان باتوں پر گواہ رہنا۔ خبردار ہو جاؤ۔ میں تم کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میرا اللہ میرا سردار ہے۔ میں ہر مسلمان کا سردار ہوں۔ میں مومنین کی جان کا مالک ہوں۔ کیا تم میرے لئے اس بات کا اقرار کرتے ہو اور گواہی دیتے ہو؟ پھر (آپؐ نے) فرمایا کہ میں جس کا سردار ہوں علی ابن طالب (علیہ السلام) اس کے سردار ہیں۔ جو یہ ہیں۔ علیؑ ابن طالب علیہ السلام کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اس قدر اوپر اٹھایا کہ بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی۔ (آپؐ نے) فرمایا! اے میرے پروردگار تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے۔ اس کو دشمن رکھ جو اس سے دشمنی کرے۔ اس کی مدد کر جو اس کی مدد کرے۔ اس کو چھوڑ دے جو اس کو چھوڑ دے میں تم سے پہلے جنت میں جاؤں گا۔ کل مجھے تم حوض کوثر پر ملو گے۔ جس کی چوڑائی بصری اور صنعا کے درمیان کا فاصلہ ہے۔ ستاروں کے برابر اس پر چاندی کے پیالے رکھے ہوں گے۔ جس بات پر آج تم پر اللہ کو گواہ کیا گیا ہے اس کے بارے میں کل تم سے دریافت کروں گا کہ تم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جب تم میرے پاس حوض کوثر پر پہنچو گے۔ کہ تم نے اللہ کی کتاب پر اور میری عترت سے کیا سلوک کیا ہے۔ خبردار ہو جاؤ۔ میری ملاقات کے وقت تم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہوگا۔ سب نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ثقلین کیا چیز ہیں۔

(آپؑ نے) فرمایا ثقل اکبر اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ جس کا واسطہ اللہ تعالیٰ اور میری طرف سے تمہارے ہاتھوں کھنچا ہے۔ جو ایک طرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں اور دوسری طرف تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں گذشتہ اور آنے والی تمام باتوں کا علم موجود ہوگا۔ جو قیامت تک واقع ہونگی۔ ثقل اصغر وہ قرآن کا ساتھی ہے۔ وہ علی ابن ابی طالب (علیہما السلام) اور ان کی اولاد ہے۔ جو آپس میں کبھی جدا نہیں ہوں گی۔ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں گے۔ معروف بن خربوذ نے کہا کہ میں نے یہ بات ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) کی خدمت میں عرض کی۔ (آپؑ نے) فرمایا کہ ابو طفیل (رحمتہ اللہ) نے سچ فرمایا یہ بات حضرت علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) کی کتاب میں موجود ہے۔ ہم اس کو جانتے ہیں۔

اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ اس بارے میں احادیث بہت زیادہ ہیں۔ میں نے ان کو اپنی کتاب "المعرفتہ فی الفضائل" میں لکھ دیا ہے۔

(۸۸) **امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے تعویذ:** ابن عمر نے کہا کہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے پاس دو تعویذ تھے جن کے اندر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پروں کے بال تھے۔

(۸۹) **دن اور رات دو سواریاں ہیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ دن اور رات دو سواریاں ہیں۔

(شرح: یعنی ان کے ذریعے انسانی عمر کا خاتمہ ہوتا ہے کہ ہر روز انسان موت سے ایک منزل قریب ہو جاتا ہے)

(۹۰) **دو اشخاص کو پروردگار عالم نے پر عطا کیے ہیں جو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے رہتے ہیں:** علی بن حسین (امام زین العابدینؑ) نے فرمایا کہ پروردگار حضرت عباسؑ پر رحم کرے۔ جنہوں نے اپنے بھائی کو مقدم رکھا۔ اپنی جان ان پر قربان کردی۔ آپؑ کے دونوں بازو کٹ گئے۔ پروردگار عالم نے اس کے بدلے آپ کو دو پر عطا کیے جن کے ذریعے بہشت میں وہ فرشتوں کے ساتھ اڑتے رہتے ہیں جس طرح پروردگار نے حضرت جعفر بن ابو طالبؑ کے لئے پر بنائے ہیں جو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے رہتے ہیں۔ حضرت عباسؑ (علمدار) کی منزلت اللہ کی نظر میں بہت بڑی ہے۔ قیامت کے روز تمام شہداء آپ کی منزلت کی طرف دوڑیں گے۔

حدیث بہت لمبی ہے۔ یہاں حسب ضرورت لکھ دی ہے۔ مکمل حدیث فضائل عباس ابن علی (ابن ابو طالب) علیہم السلام میں مقتل حسین ابن علی علیہما السلام میں بیان کی ہے۔

(۹۱) **دو (چیزوں) نے لوگوں کو ہلاک کیا:** جناب امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) نے فرمایا کہ دو چیزوں نے لوگوں کو ہلاک کیا ایک فقر و فاقہ کا ڈر اور دوسرے طلب فخر۔

(۹۲) **امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ دو قسم کے لوگوں نے میری کمر توڑ دی ہے:** امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) نے فرمایا کہ دو قسم کے دنیادار لوگوں نے میری کمر توڑ دی۔ ایک تیز زبان فاسق اور دوسرا نادان عابد۔ تیز زبان فاسق اپنے گناہوں پر پردہ ڈالتا ہے۔ دوسرا ظاہری باتوں سے اپنی جہالت پر پردہ ڈالتا ہے۔ فاسق عقلمندوں اور جاہل عابدوں سے بچو لوگوں کو دین سے دور کردیں گے۔ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اے علیؑ میری امت منافق اور تیز زبان عقلمندوں کے ہاتھوں برباد ہوگی۔

(۹۳) **لالچی شخص دو عادتوں سے محروم اور دو عادتوں سے قریب ہو جاتا ہے:** جناب ابو عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ لالچی شخص دو عادتوں سے محروم اور دو باتوں کا پابند ہو جاتا ہے۔ وہ قناعت سے محروم اور راحت سے دور ہو جاتا ہے۔ اللہ کی رضا سے محروم اور یقین سے دور ہو جاتا ہے۔

(۹۴) **رسول اللہؐ نے دو نمازیں ترک نہیں کیں:** حضرت عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے دو نمازوں کو ظاہراً اور باطناً نہیں چھوڑا نماز عصر کے بعد دو رکعت اور نماز فجر سے پہلے دو رکعت۔ عبدالواحد بن ایمن نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ سے نماز عصر کے بعد دو رکعت کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہؐ نے اس کو مرتے وقت تک نہیں چھوڑا۔ جب مرض الموت بڑھ گیا اور نماز پڑھنا مشکل ہوئی تو وہ اپنی نمازیں اکثر بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ میں نے کہا کہ جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ان دونوں نمازوں کو پڑھنے سے منع کیا۔ (انہوں نے) کہا کہ تم نے سچ کہا۔ رسول اللہؐ ان نمازوں کو مسجد میں نہیں پڑھتے تھے۔ تا کہ امت پر گراں نہ گزرے۔ آپؐ وہ کام کرتے تھے جس سے لوگوں میں آسانی ہو۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ میرے گھر تشریف فرماتے تھے نماز عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص دو ٹھنڈے وقتوں میں یہ نماز پڑھے گا وہ جنت میں جائے گا یعنی فجر اور عصر کے وقت نماز کے بعد۔

مؤلف کا کہنا ہے کہ میں نے مخالفین کی رد میں لکھا ہے کہ وہ لوگ فریضہ فجر اور عصر کے بعد نماز نافلہ کے قائل نہیں ہیں۔ یہ لوگ رسول اللہؐ کے قول اور فعل کے مخالف ہیں۔

(۹۵) **اسلام میں دو چیزوں کا کوئی حصہ نہیں ہے:** حضرت ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ وہ تھوڑی سی چیز ہے جس سے انسان ایمان سے نکل جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ غالی کی محبت میں بیٹھے اور اس کی بات سن کے تصدیق کرے۔ میرے والد (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد (امام زین العابدینؑ) نے آنجنابؑ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے میرے جدامجد علیہ اسلام نے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میری امت کے دو حصہ ہیں جن کا اسلام سے کوئی رابطہ نہیں ہے وہ غالی اور قدریہ ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میری امت کے دو صنف ایسے ہیں جن کا اسلام میں کوئی نہیں ہے وہ مرجیہ اور قدریہ ہیں۔

(شرح: غالی وہ ہوتے ہیں جو پیغمبرؐ یا امام میں صفات خدا کے قائل ہیں۔ اور ان میں سے کچھ خدا اور امام کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ اور قدریہ وہ لوگ ہیں جو جبر یا تفویض کے قائل ہوتے ہیں۔ مرجئہ معتزلہ کا ایک گروپ ہے جو مومن و کافر کے درمیان ایک اور قسم کے گروہ کو بھی مانتے ہیں جن کی نجات مشیت خدا پر موقوف سمجھتے ہیں اور ان کے حالات کی کیفیت کا انحصار آخرت کے دن پر ہے۔)

(۹۶) **لوگوں سے بغض و کینہ رکھنے سے انسان میں دو عادتیں پیدا ہوتی ہیں:** حضرت امیرالمومنین (علی ابن ابی طالبؑ) نے اپنے فرزندوں سے فرمایا کہ تم لوگوں سے بغض وعناد نہ رکھنا۔ لوگ دو قسم کے ہیں۔ عقلمند وہ تمہارے ساتھ مکاری کرے گا۔ دوسرا جاہل تجھے فوراً جواب دے گا۔ کلام مذکر ہے اس کا جواب مونث ہے۔ جب مونث اور مذکر ملتے ہیں تو کوئی نتیجہ نکلتا ہے۔ پھر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

سلیم العرض من حذرا الجوابا	**ومن داری الرجال فقد اصابا**
آبرومند وہ ہے جو جواب سے ڈرے	اچھا سلوک درست بات ہے
ومن هاب الرجال تهيبوه	**ومن حقر الرجال فلن يهابا**
جس نے لوگوں کی عزت کی انہوں نے اس کی عزت کی	جس نے لوگوں کی بے عزتی کی اس کی عزت نہ ہوئی

(۹۷) **جب آدمی بوڑھا ہوجاتا ہے تو اس میں دو چیزیں جوان ہوجاتی ہیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا جب آدم کی اولاد (آدمی) بوڑھا ہوجاتا ہے۔ تو اس میں دو چیزیں جوان ہوجاتی ہیں۔ مال کی لالچ اور عمر کی حرص۔ انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ آدمی بوڑھا

ہوجاتا ہے یا فرمایا کہ ہلاک ہوجاتا ہے مگر اس میں دو چیزیں باقی رہ جاتی ہیں وہ لالچ اور خواہشات ہیں۔

(۹۸) **دو عادتیں دو باتیں پیدا کرتی ہیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ دنیا کی محبت رنج و غم پیدا کرتی ہے۔ دنیا کی خواہش نہ کرنا دل اور جسم دونوں کو آرام پہنچاتا ہے۔

(۹۹) **آدمی دو باتوں کو پسند نہیں کرتا:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ آدمی دو باتوں کو پسند نہیں کرتا۔ ایک موت کو حالانکہ موت مومن کے لئے آزمائش سے نجات کا باعث ہے دوسرے مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے۔ اگر مال کم ہے تو آخرت میں حساب بھی کم دینا ہوگا۔

(۱۰۰) **رسول اللہؐ دو مرتبہ سکوت فرماتے تھے:** سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین نے آپس میں بات چیت کی۔ سمرہ بن جندب نے کہا کہ (نماز میں) رسول اللہؐ دو مرتبہ رکا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ نماز کی تکبیر کے بعد اور دوسری قرات کے بعد رکوع سے پہلے۔ قتادہ نے کہا کہ دوسرا سکوت سمرہ کی روایت سورۃ الحمد پڑھنے کے بعد ہے۔ **غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین** کے بعد۔ عمران بن حصین سورۃ حمد کے بعد سکوت کا منکر تھا۔ دونوں نے اس بارے میں ابی بن کعب کے پاس خط لکھا۔ اس نے (اس خط کے) جواب میں لکھا کہ سمرہ ٹھیک کہتا ہے۔

اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ قرات کے بعد سکوت فرماتے تھے (تاکہ) تکبیر سے الگ ہوجائے، سورۃ حمد کی قرات اور تکبیر کے درمیان فاصلہ ہوجائے۔ یہ بات اس کی دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہؐ سورہ حمد کے بعد آمین نہیں کہتے تھے۔ نہ آہستہ نہ زور سے۔ کہنے والا آہستہ کہے یا زور سے وہ ساکت نہیں ہوتا۔ شیعوں کے پاس اپنے مخالفوں کے لئے یہ دلیل قوی ہے کہ آنحضرتؐ سورۃ حمد پڑھنے کے بعد آمین نہیں کہتے تھے۔ **ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

(شرح: مخالفین شیعہ کے نزدیک حکم آمین سورہ حمد کے آخر میں کہنا مستحب ہے۔ خواہ نماز جماعت ہو یا فرادیٰ اور خصوصاً نماز جماعت میں امام کے سورہ حمد کی قرأت سے فراغت کے بعد مل کر بیک زبان آمین کہتے ہیں۔ لیکن یہ کام فقہ شیعہ میں حرام و بدعت ہے۔)

(۱۰۱) **ایک مسلمان میں دو عادتیں ایک ساتھ نہیں ہوتیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ایک مسلمان میں دو عادتیں ایک ساتھ نہیں ہوتیں۔ ایک کنجوسی اور دوسرے بداخلاقی۔

(۱۰۲) **اللہ کے بندے میں یہ دو عادتیں ایک ساتھ نہیں ہوتیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ کے بندے میں یہ دو عادتیں ایک ساتھ جمع نہیں ہوتیں ایک بہت کنجوسی اور دوسرے ایمان۔

(۱۰۳) **دو باتوں میں رشک کرنا مناسب ہے:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ دو باتوں میں رشک کیا جاسکتا ہے۔ ایک اس شخص سے جسے اللہ تعالیٰ نے مال سے نوازا ہے اور وہ اس کو دن رات خرچ کرتا ہے۔ دوسرا وہ جسے قرآن دیا جائے اور وہ اسے دن رات تلاوت کرے اور اس پر عمل کرے۔

(۱۰۴) **دو وجوہات کی بناء پر رسول اللہؐ حضرت عقیل بن ابو طالبؑ سے محبت کرتے تھے:** رسول اللہؐ حضرت عقیل بن ابوطالبؑ سے فرمایا کرتے تھے کہ میں تمہیں دو وجوہات کی بناء پر دوست رکھتا ہوں ایک ذاتی پسند کی وجہ سے دوسرے (اس وجہ سے کہ) تمہیں ابوطالبؑ دوست رکھتے تھے۔

(۱۰۵) **دو باتوں کی وجہ سے رسول اللہؐ خوش ہوتے تھے:** حسن بن زید نے کہا کہ میں نے اپنے خاندان کی ایک جماعت کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جعفر بن ابی طالب حبشہ کی ہجرت سے جب واپس آئے تو اسی روز خیبر فتح ہوا تھا۔ رسول اللہؐ نے جعفر بن ابی طالب کی آنکھوں سے

درمیان پیار کیا اور فرمایا کہ مجھے علم نہیں کہ میں کس بات سے زیادہ خوش ہوں جعفر بن ابی طالبؑ کی آمد سے یا خیبر کی فتح کی وجہ سے۔

(۱۰۶) **جناب رسول اللہؐ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ دونوں کو دو باتوں سے نوازا:** جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو لیکر رسول اللہؐ کے پاس تشریف لائیں اس وقت آپؐ مرض الموت میں مبتلا تھے۔(جناب سیدہ زہراؑ نے) کہا: یا رسول اللہؐ یہ دونوں آپؐ کے فرزند ہیں ان کو کوئی چیز میراث میں عطا فرمایئے۔(آپؐ نے) فرمایا: میں نے اپنی ہیبت (رعب، دہشت، خوف) اور سیادت (سرداری، بزرگی، امامت) حسنؑ کو عطا کی ہے اور حسینؑ کو اپنی جرات اور سخاوت دی ہے۔ زینب بنت ابورافع اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں کہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے اپنے والد سے کہا کہ یا رسول اللہؐ یہ دونوں آپؐ کے فرزند ہیں ان کو کوئی چیز بخش دیجئے۔(آپؐ نے) فرمایا کہ حسن کو اپنی ہیبت (رعب، خوف، دہشت) اور سیادت (سرداری، امامت، بزرگی) عطا کی اور حسینؑ کو اپنی سخاوت اور شجاعت بخش دی ہے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں نے حسنؑ کو اپنی ہیبت اور علم عطا کیا۔ اور حسینؑ کو اپنی سخاوت اور رحمت عطا کی۔

(۱۰۷) **نماز عشاء کے بعد جاگنا صرف دو اشخاص کے لئے جائز ہے:** جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ نماز عشاء کے بعد جاگنا صرف دو اشخاص کے لئے جائز ہے۔ ایک وہ جو نماز شب پڑھے اور دوسرا شخص جو سفر کر رہا ہو (مسافر)۔

(۱۰۸) **اکثر لوگ دو باتوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے اور دو باتوں کی وجہ سے جنت میں جائیں گے:** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے میری امت جو دوزخ میں جائے گی وہ اجوفان ہوں گے۔(لوگوں نے) پوچھا: یا رسول اللہؐ اجوفان کیا ہیں؟۔(آپؐ نے) فرمایا کہ شرمگاہ اور منہ۔ جنت میں بہت سے لوگ وہ جائیں گے جو اللہ تعالیٰ سے خوف کھاتے ہونگے اور اچھے اخلاق والے ہوں گے۔

(۱۰۹) **پروردگار عالم اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن ایک ساتھ نہیں رکھے گا:** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر کہا کہ میں اپنے بندوں پر دو خوف اور دو امن ایک ساتھ اکٹھا نہیں کروں گا۔ جو شخص دنیا میں چین اور سکون سے ہوگا تو آخرت میں اسے خوف دوں گا اگر دنیا میں خوف زدہ رہے گا تو قیامت میں اسے آرام دوں گا۔

(۱۱۰) **امت کی اصلاح پہلے دو عادتوں سے اور بعد میں ہلاکت دو عادتوں کی وجہ سے ہوگی:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ پہلے امت کی اصلاح زہد اور یقین کی وجہ سے ہوگی اور بعد میں ہلاکت کنجوسی اور خواہشات کی وجہ سے ہوگی۔

﴿تیسرا باب﴾

(۱) اللہ تعالیٰ تین باتوں کی وجہ سے لوگوں کو بغیر حساب کیے جنت اور دوزخ میں داخل کرے گا: جناب ابو عبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تین اشخاص کو بغیر حساب کتاب کیے جنت میں داخل کرے گا۔ ایک امام عادل دوسرا سچا تاجر اور تیسرا وہ بوڑھا شخص جس نے اپنی ساری عمر پروردگار عالم کی فرمانبرداری میں گزاری ہو اور تین اشخاص کو اللہ تعالیٰ بغیر حساب کے دوزخ میں داخل کرے گا۔ ایک ظالم امام، دوسرا جھوٹا تاجر اور تیسرا بوڑھا زانی۔

(۲) تین باتوں کے بارے میں پروردگار عالم مومن کی پوچھ گچھ نہیں کرے گا: جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ تین چیزوں کا پروردگار عالم مومن سے حساب کتاب نہیں لے گا ایک کھانے پینے کی اشیاء کا، دوسرے لباس کا تیسری نیک بیوی سے تعاون کرنے اور اس کی عزت کی حفاظت کرنے کا۔

(۳) وہ پروردگار عالم کے عرش کے سایہ میں ہوگا جس میں ان تین باتوں میں سے ایک ہوگی: رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی یا ان میں سے (کم از کم) ایک بات ہوگی وہ قیامت کے دن عرش خدا کے سایہ میں ہوگا کہ اس دن کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ لوگوں کو ان کی امید کے مطابق دے۔ کسی بھی کام کے کرنے سے پہلے یہ دیکھ لے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے یا نہیں۔ ایک مومن بھائی کو اس کی برائی سے اس وقت آگاہ کرے جب وہ خود اپنے سے اس عیب کو دور کر لے۔ اپنے آپ سے اس وقت برائی دور کرے جب اس پر دوسرے کا عیب ظاہر ہو۔ آدمی کے لئے کافی ہے کہ وہ اپنے آپ سے سروکار رکھے۔

خضر بن مسلم صیرفی نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین اشخاص اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے جب کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔ ایک وہ شخص جس نے لوگوں اور اپنی ذات سے عدل کیا۔ دوسرا وہ شخص جس نے اپنا قدم اٹھانے سے پہلے خدا کی مرضی اور اس کی ناراضگی دیکھی ہو۔ تیسرا وہ شخص جو اپنے مومن بھائی پر عیب نہ لگائے جب تک وہ خود اس سے پاک نہ ہو جب ایک بدی دور کرے گا تو دوسری ظاہر ہوگی۔ آدمی کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے اور لوگوں کے پیچھے نہ پڑنا چاہئے۔

(۴) قیامت میں تین اشخاص اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوں گے: جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ تین اشخاص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے بہت نزدیک ہوں گے۔ ایک وہ جو غصہ کی حالت میں اپنے ماتحت پر ظلم نہ کرے، دوسرا وہ شخص جو لوگوں کے پاس آنے جانے والا ہو مگر ذرا بھی کسی کی طرف نہ جھکے۔ تیسرا وہ شخص جو اپنے نفع نقصان میں بھی حق (سچ) بات کہے۔

(۵) تین باتوں کی وجہ سے دعا قبول ہوتی ہے: جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ جب تیرا جسم کانپنے لگے، آنسو نکلنے لگیں اور تیرا دل ڈرنے لگے تو اس وقت پروردگار عالم سے رجوع کر تیرا تیر نشانے پر لگے گا (تیری دعا قبول ہو جائے گی)۔

(۶) کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس میں یہ تین عادتیں نہیں ہوتیں: امام علی رضا علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام نے کہا کہ میں نے ابوالحسن (امام علی رضاؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی مومن اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک اس میں تین عادتیں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی سنت، رسول اللہ کی سنت اور امامؑ کی سنت۔ اللہ کی سنت پردہ پوشی ہے۔ اللہ تعالیٰ غیب کی باتوں کو جانتا ہے اور سوائے رسول

اللہ کے کسی اور کو آگاہ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے رسول کی سنت لوگوں سے نیکی کرنا ہے۔ فرماتا ہے کہ لوگوں سے چشم پوشی کرو۔ نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے پرہیز کرو۔ امام کی سنت ہے تنگی اور سختی میں صبر کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ صابر وہ ہے جو سختی اور تنگی میں صبر کرے۔

(۷) **مومن میں یہ تین عادتیں نہیں ہوتیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے اپنے والد (امام محمد باقرؑ) سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ کنجوسی، حسد اور بزدلی کسی مومن میں نہیں ہوتیں۔ مومن بزدل، لالچی اور کنجوس نہیں ہوتا۔

(۸) **نبیؐ نے پروردگار سے تین چیزوں کے سوال کیے جن میں سے دو چیزیں عطا ہوئیں اور ایک کے لئے منع کیا گیا:** نبیؐ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کے لئے سوال کیا۔ (اس نے) دو چیزیں دے دیں اور ایک چیز کے لئے منع کیا۔ میں نے کہا: اے میرے پروردگار میری امت کو بھوک سے ہلاک نہ کرنا۔ (اللہ نے) فرمایا: مجھے منظور ہے۔ (میں نے) عرض کیا کہ دشمن یعنی مشرکین کو ان پر مسلط نہ کرنا جو ان کی جڑیں اکھاڑ دیں۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: منظور ہے۔ (میں نے) عرض کیا ان کے درمیان جنگ وجدل قرار نہ دینا۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے منظور نہ کیا۔

سیمان ابن احمد نے کہا کہ ان راویوں سے یہ حدیث علی علیہ السلام سے منقول ہے۔ منجاب ابن حارث اس میں اکیلا ہے۔

(۹) **تین درجے تین گناہوں کا کفارہ، تین چیزیں ہلاک کرتی ہیں اور تین چیزیں نجات دیتی ہیں:** ابوجعفر محمد بن علی باقر (امام پنجم) نے فرمایا کہ تین چیزیں درجات بلند کرتی ہیں۔ ایک سلام کرنا، دوسرے کھانا کھلانا، تیسرے جب لوگ سوئے ہوئے ہوں نماز شب پڑھنا۔ گناہوں کا کفارہ موسم سرما میں مکمل وضو اور نماز کے لئے دن رات جاگنا۔ نماز باجماعت پابندی سے پڑھنا۔

ہلاک کرنے والی چیزیں۔ کنجوسی کرنا، خواہش نفس کی پیروی کرنا اور اپنے آپ کو بڑا تصور کرنا۔

نجات دینے والی چیزیں اللہ تعالیٰ کا خوف کرنا، ظاہری اور باطنی طریقہ سے قناعت کرنا فقر وفاقہ میں اور خوشنودی اور ناراضگی میں انصاف کی بات کہنا۔

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ سے خوف کرنا، غربت اور دولت مندی میں قناعت کرنا، خوشنودی اور ناراضگی میں انصاف کرنا۔ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ کنجوسی کرنا، خواہش نفس کی پیروی کرنا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔

امام جعفر صادقؑ سے ایک اور روایت ہے کہ کنجوسی کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی ہے۔ میں نے اس روایت کو اسی سند کے ساتھ معانی الاخبار میں بیان کیا ہے۔ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے اپنی وصیت میں فرمایا: اے علیؑ تین چیزیں درجہ بلند کرتی ہیں، تین چیزیں گناہوں کا کفارہ ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرتی ہیں اور تین چیزیں نجات دیتی ہیں۔ درجات بلند کرنے والی چیزیں موسم سرما میں وضو کی تکمیل، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، دن اور رات باجماعت نماز ادا کرنا۔

(جو چیزیں) گناہوں کا کفارہ ہیں: سلام کرنا، لوگوں کو کھانا کھلانا، نماز شب اس وقت ادا کرنا جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

ہلاک کرنے والی چیزیں کنجوسی کرنا، اپنے نفس کی پیروی کرنا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔

نجات دینے والی چیزیں ظاہر اور باطن میں اللہ کا خوف، تونگری اور غربت میں قناعت کرنا، خوشنودی اور ناراضگی میں سچ بات کہنا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہؐ سے معراج کے متعلق سوال کیا گیا کہ اشراف فرشتے کس بات میں بحث کرتے ہیں (آپؐ نے) فرمایا درجات کی

بلندی اور کفارات کے بارے میں۔ مجھے آواز آئی کہ درجات کس کو کہتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ سردی کے موسم میں وضو کرنا، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے جانا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ میرے اور میرے اہل بیتؑ سے مرتے دم تک محبت کرنا۔ یہ حدیث بہت طویل ہے۔ میں نے پوری حدیث سند کے ساتھ اپنی کتاب اثبات معراج میں نقل کی ہے۔

حضرت جعفرؑ بن محمدؑ (امام ششم) اپنے والد گرامی امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ ایک وعدہ خلافی کرنا، دوسری ترک سنت رسولؐ، تیسری مسلمانوں کی جمعیت سے الگ ہونا۔ نجات دینے والی تین چیزیں یہ ہیں۔ پہلے اپنی زبان پر قابو رکھنا، دوسرے اپنے گناہوں پر رونا، تیسرے اپنے گھر میں گوشہ نشین ہونا۔

(۱۰) **جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کی شادی حور العین سے کرے گا:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین چیزیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کی شادی حورالعین سے کرے گا۔ پہلی چیز اپنے غصہ کو پی لینا۔ دوسری اللہ کی راہ میں شمشیر کے نیچے بھی صبر کرنا۔ تیسری حرام مال (ناجائز دولت) ملنے پر چھوڑ دینا۔

(۱۱) **اگر ان تین افراد پر ظلم نہیں کیا گیا تو یہ لوگ تم پر ظلم کریں گے:** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا اگر ان تین لوگوں پر تم دباؤ نہیں ڈالو گے تو یہ لوگ تم پر دباؤ ڈالیں گے۔ ایک ذلیل شخص، دوسری تیری بیوی، تیسرے تیرا غلام۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے حق پر قناعت نہیں کریں گے۔ انصاف پر صبر نہیں کریں گے۔ نرمی کرو مگر جائز حد تک۔ اتنا پیار کرو کہ یہ لوگ تم پر سوار نہ ہو جائیں۔

(۱۲) **تین افراد تین افراد سے اپنا حق دریافت نہیں کرتے:** حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تین افراد تین سے اپنا حق دریافت نہیں کرتے۔ ایک شریف انسان کسی کمینہ سے، دوسرے ایک بردبار شخص کسی بے وقوف سے، تیسرے ایک نیک شخص کسی بدکار سے۔

(۱۳) **انسان ہمیشہ تین عادتوں کے درمیان ہوتا ہے:** ابوحمزہ ثمالی نے کہا: میں نے ابوجعفر (امام محمد باقرؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ انسان تین چیزوں کے درمیان رہتا ہے ایک بلا، دوسری قضاء، تیسری نعمت (اللہ کی طرف سے)۔ بلا نازل ہونے پر صبر کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو تسلیم کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرنا چاہئے (مصیبت پر صبر، قضاء پر تسلیم اور نعمت پر شکر کرنا چاہئے)۔

(۱۴) **تین لوگ رحم کے حق دار ہیں:** جناب عبداللہ بن سنان نے کہا کہ میں نے جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ان تین آدمیوں پر رحم کرتا ہوں وہ رحم کے حق دار ہیں ایک وہ جو عزت دار ہونے کے بعد ذلیل ہو جائے، دوسرے وہ دولتمند جو محتاج ہو جائے، تیسرے وہ عالم جس کے اہل وعیال اور نادان لوگ اس کو ذلیل کریں۔

(۱۵) **پروردگار عالم تین افراد کو دشمن رکھتا ہے:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کو دشمن رکھتا ہے۔ ایک ظلم کرنے والا مالدار، دوسرے فسق وفجور کرنے والا امرد، تیسرے غرور کرنے والا درویش۔ (آپؑ نے) پوچھا: غرور کرنے والا درویش کون ہے؟ (لوگوں نے) عرض کیا: تھوڑے مال والا۔ (آپؑ نے) فرمایا: نہیں بلکہ وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اپنا مال خرچ نہ کرے۔

(۱۶) **تین مقامات پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ تین مقامات پر سچ بولنا برا ہے اور تین افراد کی دوستی دلوں کو مردہ کر دیتی ہے:** نبیؐ نے فرمایا کہ تین مقامات پر جھوٹ بولنا اچھا ہے ایک جنگ میں (دشمن سے) بہانہ کرنا، دوسرے اپنی بیوی سے وعدہ میں، تیسرے

لوگوں کی اصلاح میں۔ تین مقامات پر سچ بولنا برا ہے۔ ایک چغلی میں، دوسرے عورت کی بدکاری میں اس کے شوہر کو خبر دینا، تیسرے کسی آدمی کی بات جھٹلانا۔ ان تین مقامات پر خاموش رہنا بہتر ہے۔ تین آدمیوں کی دوستی دل کو مردہ کر دیتی ہے۔ ایک پست لوگوں کی دوستی، دوسرے عورت کی ہم نشینی، تیسرے دولت مند کی دوستی۔

(۱۷) **تین باتوں سے تین چیزیں ہوتی ہیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ جس کی زبان سچی، اس کا عمل پاک اور جس کی نیت اچھی ہو اللہ اس کو روزی زیادہ کرے گا۔ جو شخص اپنے اہل وعیال کے ساتھ خوش اخلاق ہے اللہ اس کی عمر لمبی کرتا ہے۔

(۱۸) **ایک چیز سے تین چیزیں پیدا ہوتی ہیں:** ابن ابی یعفور نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کا دل دنیا میں لگ گیا وہ بے پایاں اندوہ، بے کار آرزو (خواہش) اور ناامیدی میں گرفتار ہو گا۔

(۱۹) **بڑھاپے کی علامتیں تین ہیں:** امام جعفر صادقؑ کے آزاد کردہ غلام ابوصباح نے کہا کہ میں امام جعفر صادقؑ کے ساتھ تھا جب ہم احد کے پہاڑ سے گزر رہے تھے تو آپؑ نے فرمایا کہ اس پہاڑ کے سوراخ کو دیکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ آپؑ نے فرمایا: میں اس کو نہیں دیکھتا۔ (آپؑ نے) فرمایا کہ بڑھاپے کی نشانیاں تین ہیں۔ ایک نگاہ کی کمی، پیٹھ کا جھکنا، قدم کا باریک (چھوٹا) ہونا۔

(۲۰) **تین عادتیں انبیاء، اولاد انبیاء اور ان کے ماننے والوں کے لئے مخصوص ہیں:** جناب ابوالحسن موسیٰ بن جعفر (امام موسیٰ کاظمؑ) نے فرمایا کہ انبیاء، اولاد انبیاء اور ان کے ماننے والوں کے ساتھ تین چیزیں مخصوص ہیں ایک جسمانی بیماری، دوسرے حاکموں کا خوف اور تیسرے غربت۔

(۲۱) **اللہ تعالیٰ تین باتوں سے ناراض ہوتا ہے:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ پروردگار عالم ان تین باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ پہلی وہ نیند جس میں شب بیداری نہ ہو، دوسری بلاوجہ ہنسنا، تیسری پورا کھانے کے بعد پھر کھانا۔

(۲۲) **ہدیہ کی تین وجوہات ہیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ ہدیہ تین قسم کا ہے۔ پہلا ہدیہ عوض (کسی کام کے بدلے)، دوسرا ہدیہ سازش (کسی سازش کے لئے)، تیسرا ہدیہ برائے خدا (اللہ کی خوشنودی کے لئے)۔

(۲۳) **تین عادتوں سے نبی اور عام آدمی خالی نہیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ تین باتوں سے نبی اور عام آدمی خالی نہیں ہوتا۔ پہلی نحوست، دوسری حسد اور تیسری اندیشہ۔

اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ اس جگہ نحوست سے مراد یہ ہے کہ ہر نبی کی امت نحوست کی قائل تھی، نبی اس بات کے قائل نہیں تھے۔ پروردگار عالم قوم صالحؑ کی طرف سے بیان کرتا ہے "ہم تجھے اور تیرے ساتھیوں کو منحوس سمجھتے ہیں فرمایا تمہاری نحوست اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے"۔ دوسرے لوگوں نے انبیاء سے کہا ہم تم کو منحوس سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے۔

حسد سے مراد یہ ہے کہ نبی سے حسد کیا جاتا ہے نہ کہ نبی حاسد ہوتا ہے جیسا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ "خدا نے اپنے فضل سے ان کو جو کچھ دیا ہے۔ لوگ ان سے حسد کرتے ہیں۔ ہم نے آل ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت عطا کی ہے۔ ان کو بڑا ملک دیا"۔ اندیشہ خلقت سے مراد یہ ہے کہ وہ اہل اندیشہ کے ساتھ گرفتار ہو جاتے ہیں۔ پروردگار عالم ولید بن مغیرہ مخزومی کی حکایت بیان کرتا ہے کہ اس نے اندیشہ کیا، اندازہ لگایا۔ جائے اس نے کیا اندازہ لگایا کہ قرآن محض جادو ہے اور انسان کا کلام ہے!

(۲۴) **کفر کے تین اصول:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ کفر کے تین اصول ہیں۔ حرص، غرور اور حسد۔ حرص کے بارے میں یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کو درخت سے کھانے سے منع کیا گیا مگر حرص نے انہیں کھانے پر مجبور کیا۔ غرور کی بات یہ ہے کہ ابلیس کو سجدہ کرنے کا حکم ہوا لیکن اس نے غرور کی وجہ سے حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کیا۔ حسد یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کے ایک بیٹے نے دوسرے بیٹے کو قتل کیا۔

(۲۵) **قرض کی تین وجوہات ھیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ قرض لینے والے کو مہلت دینی چاہئے جب دینے والا ہوگا اور بغیر حیل وحجت کے وہ ادا کردے تو اس پر نہ کوئی نفع ہوگا اور نہ کوئی نقصان۔ جو شخص اپنے قرض کو طلب کرنا چاہے اپنا قرض طلب کرے۔ نہ اس پر کوئی نفع ہوگا نہ کوئی نقصان۔ جو شخص اپنے قرض کو مانگے اور مقروض ادائیگی میں دیر کرے وہ نقصان میں ہوگا نفع میں نہیں ہوگا۔

(۲۶) **حصول اجازت تین مرتبہ ھے:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ حصول اجازت تین مرتبہ ہے۔ ایک مرتبہ سنیں گے دوسری مرتبہ یاد کریں گے۔ تیسری مرتبہ اجازت دیں گے یا انکار کریں گے۔

(۲۷) **تین لوگوں کو سلام نھیں کرنا چاھئیے:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ تین اشخاص کو سلام نہیں کرنا چاہئے ایک وہ شخص جو جنازے کے ساتھ جا رہا ہو، دوسرا وہ شخص جو نمازِ جمعہ کے لئے جانے والا ہو، تیسرا وہ شخص جو حمام میں ہو۔

(۲۸) **بھترین اشخاص تین ھیں:** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ بہترین اشخاص تین ہیں۔ پہلا وہ شخص جو لوگوں کو کھانا کھلائے۔ دوسرا وہ شخص جو سلام با آواز بلند کرے۔ اور تیسرا وہ شخص جب لوگ سوئے ہوئے ہوں اس وقت نماز پڑھے (نماز شب پڑھنے والا)۔

(۲۹) **تین عادتیں۔ ایک سے دولتمندی کا اظھار، دوسری سے خوبصورتی اور تیسری سے دشمن کی سرکوبی ھوتی ھے:** حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ عطر استعمال کرنے سے دولتمندی کا اظہار ہوتا ہے۔ اچھے لباس پہننے سے خوبصورتی کا اظہار رہتا ہے اور اچھے اخلاق سے دشمن کی سرکوبی ہوتی ہے۔

(۳۰) **تین باتیں انبیاء کی عادت ھیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ تین چیزیں انبیاء کی عادتیں ہیں۔ ایک عطر لگانا، دوسرے بالوں میں کنگھی کرنا، تیسرے کثرت سے جماع کرنا۔

(۳۱) **تین چیزیں آنکھوں کو جلا دیتی ھیں:** ابی الحسن اول (علیہ السلام) نے فرمایا کہ تین چیزیں آنکھوں کو تیز کردیتی ہیں۔ ایک سبزہ دیکھنا، دوسرا جاری پانی دیکھنا، تیسرا خوبصورت چہرہ دیکھنا۔

(۳۲) **تین عادتیں اچھی ھیں:** حلبی نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) سے دریافت کیا کہ ایک اچھے انسان میں کون سی تین عادتیں بہت اچھی ہیں؟ (آپؑ نے) فرمایا کہ ایک وقار بغیر خوف، دوسرے بخشش (کرنا) بغیر مانگے، تیسرے مصروفیت بغیر لالچ دنیا۔

(۳۳) **تین باتوں میں اسراف ھے:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ اسراف ان تین چیزوں میں ہے۔ ایک اپنے لباس میں زیادہ خرچ کرنا۔ دوسرے کھجور کی گٹھلی اِدھر اُدھر پھینکنا۔ تیسرے بچے ہوئے پانی کو پھینکنا۔ (آپؑ نے) فرمایا کہ کھانے میں اسراف نہیں ہوتا۔

(۳۴) **رسول اللہؐ نے تین افراد پر لعنت کی ھے:** ابوالحسن (امام موسیٰ کاظمؑ) نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے تین افراد پر لعنت کی ہے۔ ایک وہ شخص جو زادِ راہ اکیلے کھائے اور اپنے ہم سفر ساتھیوں کو نہ دے۔ دوسرا وہ شخص جو بیابانوں میں اکیلا سفر کرے۔ تیسرے وہ شخص جو گھر میں تنہا سوئے۔

(۳۵) **جنت کا ایک درجہ ھے جس کو صرف تین افراد پائیں گے:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے

فرمایا کہ جنت میں ایک درجہ ہے جس میں سوائے ان تین کے کوئی نہیں جائے گا۔ ایک امام عادل، دوسرا صلہ رحمی کرنے والا، تیسرا صبر کرنے والا عیال دار۔

(٣٦) **تین اشخاص سے سزا موقوف ھے** : ابن ظبیان نے کہا کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک بدکار پاگل عورت لائی گئی۔ انہوں نے رجم کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؑ کے پاس سے گزر ہوا (آپؑ نے) فرمایا: کیا بات ہے؟ (لوگوں نے کہا) کہ پاگل عورت بدکار ہے۔ حضرت عمرؓ نے رجم کا حکم دیا ہے۔ (آپؑ نے) فرمایا جلدی نہ کرو۔ آپؑ حضرت عمرؓ کے پاس تشریف لائے اور کہا۔ کیا تجھے نہیں معلوم کہ تین آدمیوں پر سزا موقوف ہے۔ ایک بچے پر جب تک وہ بالغ نہ ہو دوسرا پاگل پر جب تک وہ اچھا نہ ہو۔ تیسرے سونے والے پر جب تک وہ بیدار نہ ہو۔

(٣٧) **ان تین افراد کی بات جنھوں نے لات و عزی کی قسم کھائی تھی کہ وہ رسول اللہؐ کو قتل کردیں گے** : علیؑ بن حسینؑ (امامِ چہارم) نے فرمایا کہ رسول اللہؐ ایک مرتبہ باہر تشریف لائے فجر کی نماز پڑھی پھر فرمایا: اے لوگو تم میں سے کون ہے جو ان تین اشخاص کے پاس جائے گا جنہوں نے لات و عزی کی قسم کھائی ہے کہ وہ مجھے قتل کریں گے؟ رب کعبہ کی قسم وہ جھوٹے ہیں۔ (یہ سن کر) لوگوں نے اپنے سر نیچے کر لیے۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ (آپؐ نے) فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ علیؑ تم میں موجود نہیں ہیں۔ عامر بن قتادہ نے عرض کیا کہ وہ آج رات بخار میں مبتلا تھے اور نماز پڑھنے نہیں آئے۔ اگر اجازت دیں تو ان کو اس بات سے آگاہ کروں۔ (آپؐ نے) فرمایا: آگاہ کرو۔ عامر بن قتادہ نے آپؑ کو آگاہ کیا۔ آپؑ اس طرح جلدی روانہ ہوئے جس طرح رہا شدہ آدمی جلدی روانہ ہوتا ہے۔ گردن پر کپڑا ڈالا جس کے کناروں پر گرہ دی ہوئی تھی۔ آپؑ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ کیا حکم ہے؟ (آپؐ نے) فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کے ایلچی نے خبر دی ہے کہ تین اشخاص نے میرے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ رب کی قسم یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ (آپؑ نے) عرض کیا کہ میں اپنے کپڑے پہن کر تنہا ان کی خبر لیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: میرے کپڑے اور زرہ موجود ہے۔ (آپؐ نے) اپنے کپڑے پہنائے۔ عمامہ سر پر رکھا اور اپنے گھوڑے پر سوار کیا۔ حضرت علی علیہ السلام روانہ ہوئے تین روز گزر گئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نہ آئے اور نہ حضرت علیؑ کا کہیں سے پتہ لگا۔ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام حسنؑ اور حسینؑ کو گود میں لیکر آنجناب کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا کہ کیا آپؐ نے ان دونوں کو یتیم کر دیا ہے۔ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (آپؐ نے) فرمایا جو علیؑ کی خبر لائے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا۔ لوگ آنحضرتؐ کی شدید فکر دیکھ کر تلاش میں لگ گئے۔ عامر بن قتادہ نے واپس آ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حضرت علیؑ کی واپسی کی خوشخبری سنائی۔ حضرت علی علیہ السلام دو قیدی، ایک سر تین اونٹ اور تین گھوڑے لیکر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت جبرئیلؑ نے نازل ہو کر آنحضرتؐ کو حضرت علی علیہ السلام کی کارگزاری سے مطلع فرمایا۔ (آپؐ نے) فرمایا کہ اے علیؑ کیا میں تمہاری کارگزاری بیان کروں؟ منافقین نے کہا کہ ابھی تک تو حیران تھے اب کہتے ہیں کہ میں تجھے تیری سرگزشت بیان کروں۔ (آپؐ نے) فرمایا: اے ابوالحسنؑ اپنی سرگزشت کو بیان کرو تا کہ یہ لوگ اس بات پر گواہ رہیں۔ (آپؑ نے) عرض کیا: بہت اچھا۔ (آپؑ نے) کہا: جب میں وادی میں داخل ہوا تو یہ لوگ اونٹوں پر سوار تھے۔ مجھے آواز دی کہ تم کون ہو؟ میں نے جواب میں کہا: میں علیؑ ابن ابی طالبؑ ابن عم رسول اللہؐ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہؐ کو نہیں جانتے تیرا اور محمدؐ کا قتل کرنا ہم ایک جیسا تصور کرتے ہیں۔ اس مقتول نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ میرے اور اس کے درمیان چند وار کا تبادلہ ہوا۔ سُرخ آندھی چلی۔ میں نے اس وقت آپ کی آواز سنی کہ تیری خاطر اس کی زرہ کو شانہ سے کاٹ دیا ہے۔ اس کے شانہ پر وار کر میرا وار خطا ہو گیا۔ پھر سیاہ آندھی چلی جس میں آپؐ کی آواز سنی کہ تیری خاطر اس کی زرہ کو شانہ سے کاٹ دیا ہے اس کے شانہ پر وار کر میرا وار خطا ہو گیا۔ پھر سیاہ آندھی چلی اس میں آپ کی آواز سنی کہ میں

نے اس کی زرہ ران سے کاٹ دی ہے وہاں ضرب لگاؤ۔ میں نے وہاں ضرب لگا کر اسے کاٹ دیا۔ اس کو زین پر گرا کر سر قلم کر کے زمین پر ڈال دیا۔ سر کو پکڑا۔ ان دونوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ محمدؐ بہت رفیق اور مہربان ہیں۔ ان کے پاس لے چلیے جلدی نہ کریئے۔ ہمارا ساتھی ہزار پہلوانوں کے برابر تھ۔ نبیؐ نے فرمایا پہلی آواز جو تم نے سنی وہ جبرئیلؑ کی آواز تھی، دوسری آواز میکائیل کی تھی۔ (پھر آپؐ نے) فرمایا کہ ان دو میں سے ایک آدمی کو میرے سامنے لاؤ جب سامنے آیا تو (آپؐ نے) فرمایا: **لا اله الا الله واشهد ان رسول الله** کہو (اس نے) کہا کہ پہاڑ ابوقبیس کا کندھے پر اٹھانا میرے لئے اس کلمے کے کہنے سے زیادہ آسان ہے۔ (آپؐ نے) فرمایا: لے جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو۔ پھر فرمایا: دوسرے شخص کو لاؤ۔ (جب وہ لایا گیا تو) کہا **لا الـه الا الله واشهد ان رسول الله** کہو۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے میرے ساتھی سے ملا دو۔ فرمایا اے ابوالحسنؑ اس کو لے جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام اس کی گردن مارنے والے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر کہا کہ اے محمدؐ اللہ تعالیٰ (آپ کو) سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کو قتل نہ کرو (کیونکہ) یہ اپنی قوم میں اچھے اخلاق والا اور سخی تھا۔ تلوار کے نیچے پڑے ہوئے شخص نے کہا کہ کیا یہ تیرے اللہ کا بھیجا ہوا ہے؟ (آپؐ نے) فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ (اس نے) کہا خدا کی قسم میں اپنے بھائی کے ایک درہم کا بھی مالک نہیں تھا۔ میں نے جنگ سے پیٹھ نہیں دکھائی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، تو اللہ کا رسول ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جس کو اچھے اخلاق اور سخاوت جنت نعیم میں لے گئے۔

(۳۸) **بھائیوں کے ساتھ نیکی کرنا ان کی ضرورت میں کوشش کرنا ھے:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین اشخاص بخشش کرنے والے ہیں اور بدترین اشخاص کنجوس ہیں۔ نیک کام بھائیوں سے نیکی اور ان کی ضرورت میں ان کی مدد کرنا ہے۔ یہ کام شیطان کو ذلیل اور مرد کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور جنت میں داخل کرتا ہے۔ (آپؐ نے) فرمایا: اے جمیل اس حدیث کو اپنے روشن خیال اصحاب سے بیان کرنا (جمیل نے) عرض کیا: میں قربان جاؤں۔ یہ روشن خیال دوست اصحاب کون ہیں؟ (آپؐ نے) فرمایا: جو اپنے بھائیوں سے خوشی اور تنگی میں نیکی کرتے ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے جمیل صاحب ثروت (دولت مند لوگ) کے لئے یہ کام آسان ہے۔ غریب نیکی کرنے والے کی اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے۔ کثیر حاجتوں کے باوجود اپنی ضرورت کو دوسروں کی ضرورت پر مقدم رکھتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو کنجوسی سے بچاتے ہیں وہ کامیاب لوگ ہیں۔

(۳۹) **تین مقامات پر قضائے حاجت نہیں کرنا چاھیئے:** حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے تین مقامات پر قضائے حاجت (پاخانہ) کرنے سے منع کیا ہے۔ پہلا مقام خوشگوار پانی کے کنارے، دوسرا مقام خوشگوار ندی کے کنارے، تیسرا مقام میوہ دار درخت کے نیچے۔

(۴۰) **سورج کا سامنا کرنے سے تین خرابیاں پیدا ھوتی ھیں:** حضرت امیر المومنین (حضرت علیؑ) نے فرمایا کہ سورج کے سامنے نہیں جانا چاہئے کیونکہ سورج سے بخارات اٹھتے ہیں جو چہرے کو سیاہ کر دیتے ہیں۔ کپڑے کو بوسیدہ اور اندرونی درد کو ظاہر کرتے ہیں۔

(۴۱) **اسراف کرنے والے کی تین علامتیں ھیں:** امیر المومنین (حضرت علیؑ) نے فرمایا کہ اسراف کرنے والے کی تین علامات ہیں۔ ایک ضرورت سے زیادہ کھائے، دوسری ضرورت سے زیادہ لباس پہنے، تیسرے ضرورت سے زیادہ سامان خرید لے۔

(۴۲) **ساری آنکھیں قیامت میں روئیں گی سوائے تین آنکھوں کے:** رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ تین آنکھوں کے علاوہ قیامت میں ساری آنکھیں روئیں گی پہلی وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والی ہے۔ دوسری وہ آنکھ جو نامحرم سے پوشیدہ رہی تیسری وہ آنکھ جو [illegible]

میں جہاد کے وقت نہ سونے والی ہو۔

(۴۳) **تمام خوبیاں تین عادتوں میں ھیں:** جناب امیرالمومنین (حضرت علیؑ) نے فرمایا کہ تین خوبیاں تین عادتوں میں ہیں۔ ایک نگاہ، دوسری خاموشی تیسری کلام۔ وہ نگاہ جس میں عبرت نہیں وہ بھول ہے۔ وہ سکوت جس میں اندیشہ نہ ہو وہ غفلت ہے۔ ہر وہ کلام جس میں یاد آوری نہ ہو بے ہودہ ہے۔ خوشخبری ہے اس کے لئے جس کی نگاہ میں عبرت ہے، جس کی خاموشی میں غور وفکر ہے، جس کے کلام میں ذکر ہے، اپنی غلطی پر روتا ہے، لوگ اس کے شر سے محفوظ ہیں۔

(۴۴) **ایک سواری پر تین اشخاص کا سوار ہونا منع ھے:** رسول اللہؐ نے ایک طویل حدیث میں فرمایا کہ تین آدمی ایک جانور پر سوار نہ ہوں۔ ان میں ایک ملعون ہے جو آگے سوار ہے۔

(۴۵) **مسافر کا حق یہ ھے کہ جب وہ بیمار ھوجائے تو اس کے ساتھی اس کے پاس تین دن تک ٹھریں:** مسافر کا حق یہ ہے کہ اگر وہ بیمار ہو تو اس کے ساتھی تین دن اس کے ساتھ ٹھہریں۔

(۴۶) **سیاہ جوتے میں تین باتیں بری ھیں اور زرد رنگ کے جوتے میں تین باتیں اچھی ھیں:** حنان بن سدیر نے کہا کہ میں ایک مرتبہ سیاہ جوتے پہنے ہوئے جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کے پاس گیا۔ (آپ نے) فرمایا کالا جوتا کیوں پہنے ہوئے ہو؟ اس کی تین خرابیاں ہیں۔ (میں نے) عرض کیا: میں قربان جاؤں وہ کون سی ہیں؟ (آپ نے) فرمایا کہ آنکھوں کو کمزور کرتا ہے، دوسرے مردانگی کی طاقت کو کم کرتا ہے، غم کو زیادہ کرتا ہے یہ ظالموں کا پہناوا ہے زرد رنگ کا جوتا پہنا کرو اس میں تین خوبیاں ہیں (میں نے) عرض کیا: وہ کونسی؟ (آپ نے) فرمایا: آنکھوں کو طاقت دیتا ہے۔ مردانگی کو بڑھاتا ہے۔ فکر و پریشانی کو دور کرتا ہے۔ یہ انبیاءؑ کا پہناوا ہے۔

(۴۷) **کوّے سے تین باتیں سیکھو:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کوے سے تین باتیں سیکھو۔ ایک اپنی مادہ کے ساتھ پوشیدہ طور پر جماع کرنا۔ دوسرے صبح سویرے روزی کی تلاش میں نکلنا۔ تیسرے بہت زیادہ چوکس رہنا۔

(۴۸) **تین چیزیں تین چیزوں کے ساتھ ھیں:** ابان بن تغلب نے کہا کہ ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ سلامتی ثابت قدمی میں ہے، جلدی میں ندامت ہے، بے وقت کام کرنے کا نتیجہ بے موقع ہوتا ہے۔

(۴۹) **تین چیزیں منحوس ھیں:** خالد بن نجیح سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ امام جعفر صادقؑ کے سامنے منحوس چیزوں کا تذکرہ ہوا۔ (آپ نے) فرمایا کہ جس عورت کا حق مہر زیادہ ہو اور وہ اپنے شوہر کی نافرمان ہو منحوس ہوتی ہے۔ دوسرے جو جانور عادت کا خراب ہو اور اپنے اوپر کسی کو سوار نہ ہونے دے منحوس ہوتا ہے۔ تیسرے وہ گھر جس کا صحن تنگ ہو اور اس کے پڑوسی خراب ہوں منحوس ہوتا ہے۔

(۵۰) **یاد کی ھوئی باتیں اگر بھول جائیں ان کی تین قسمیں ھیں:** جناب ابوجعفر (امام جعفر صادقؑ) نے اس آیت **فلما نسوا ما ذکروا بہ** (سورہ انعام آیت ۴۴ اور سورۃ اعراف آیت نمبر ۱۶۵) کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جنہوں نے یاد کیا اور دوسروں کو اس کا حکم دیا وہ نجات پا گئے۔ دوسرے وہ لوگ جنہوں نے یاد تو کیا لیکن دوسروں کو حکم نہ دیا وہ لوگ بطخ بن گئے۔ تیسرے وہ لوگ جنہوں نے یاد کیا نہ حکم دیا وہ لوگ ہلاک ہوگئے۔

(۵۱) **تین اشخاص اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے حساب کتاب سے فارغ**

ہو جائے گا: جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ تین افراد پروردگار عالم کی پناہ میں ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کے حساب کتاب سے فارغ ہو جائے گا۔ ایک وہ شخص جس نے کبھی زنا نہیں کیا ہو، دوسرا وہ شخص جس نے اپنے مال میں سود شامل نہ کیا ہو، تیسرا وہ شخص جس نے کبھی ان دونوں (زنا اور سود) میں دلچسپی نہ لی ہو۔

(۵۲) **جو شخص یہ تین کام کرتا ہے وہ ان تین چیزوں سے محروم نہیں ہوتا:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ اے معاویہ تین کام کرنے والا تین چیزوں سے محروم نہیں ہوتا ایک وہ شخص جس کو دعا مانگنے کی توفیق ہوئی ہو اس کی دعا قبول ہوگی، دوسرے وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتا ہے اس کی روزی زیادہ ہوتی ہے، تیسرے وہ شخص جو پروردگار عالم پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔ پروردگار عالم اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے کہ جس نے اللہ پر بھروسہ کیا اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہے (اللہ تعالیٰ) کہتا ہے۔ اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں زیادہ نعمت عطا کروں گا۔ (اللہ تعالیٰ) کہتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔

(۵۳) **تین اشخاص سے مشورہ کرنے سے منع کیا گیا ہے:** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے علی بزدل شخص سے مشورہ نہ کرنا وہ تمہارا باہر جانے کا راستہ بند کر دے گا، کنجوس شخص سے مشورہ نہ کرنا وہ تمہاری ہمت کو پست کر دے گا اور لالچی شخص سے مشورہ نہ کرنا وہ مال جمع کرنے کی خوبیاں بیان کرے گا۔ اے علی تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ بزدل، کنجوس اور لالچی شخص کا ایک منبع ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ سے بدگمانی پیدا کرنا۔

(۵۴) **عقل کے تین حصہ ہیں:** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ عقل کے تین حصہ ہیں جس میں یہ تینوں حصے ہیں اس کی عقل پوری ہے۔ اور جس میں یہ حصے نہ ہوں اس میں عقل نہیں ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی معرفت، دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر سختی سے عمل پیرا ہونا اور اس کے حکم پر صبر کرنا۔

(۵۵) **حضرت آدمؑ کو تین چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کی اجازت دی گئی:** (امیر المومنین) علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہو کر حضرت آدمؑ سے کہا کہ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ آپ ان تین چیزوں میں سے کسی ایک کو اختیار کریں اور دو کو چھوڑ دیں۔ (حضرت آدمؑ نے) پوچھا کہ وہ تین چیزیں کون سی ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ عقل، حیاء اور دین (حضرت آدمؑ نے) کہا: میں نے عقل کو اختیار کیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حیاء اور دین سے کہا: جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں عقل کے ساتھ رہنے کا حکم ہوا ہے جہاں کہیں بھی ہو۔ حضرت جبرئیل نے کہا جیسی تمہاری مرضی اور چلے گئے۔

(۵۶) **انسان کی عقل کا اندازہ ان تین چیزوں سے ہوتا ہے:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ انسان کی عقل کا اندازہ اس کی ڈاڑھی کے طول، انگوٹھی کے نقش اور اس کی کنیت سے ہوتا ہے۔

(۵۷) **شیعہ تین قسم کے ہیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ شیعہ تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو خالصتاً ہمیں دوست رکھتے ہیں وہ لوگ ہم میں سے ہیں، دوسرے لوگ جو ہم سے رابطہ رکھنا باعث عزت سمجھتے ہیں ہم ان کی عزت کا ذریعہ ہیں، تیسرے وہ لوگ جو ہم سے رابطہ رکھنا اپنی روزی کا ذریعہ قرار دیتے ہیں ایسے لوگ فقیر ہیں۔ جو لوگ خالص محبت کرتے ہیں وہ ائمہ کے دوست ہیں۔ جو لوگ اپنی عزت کی خاطر ائمہ سے رابطہ رکھتے ہیں انہیں عزت مل جاتی ہے اور جو لوگ روپے پیسے کی وجہ سے ائمہ کو دوست رکھتے ہیں وہ لوگ فقیر ہیں۔

(۵۸) **شیعوں کا امتحان تین چیزوں سے ہوتا ہے:** جناب جعفر بن محمد (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں کا امتحان تین وقت ہوتا ہے۔ ایک نماز کے وقت کہ اس کی پابندی کیسے کرتے ہیں، دوسرے ہمارے راز ... دشمنوں سے کیسے چھپا کر رکھتے ہیں، تیسرے ...

مال کو اپنے بھائیوں پر کس طرح خرچ کرتے ہیں۔

(۵۹) **تین عادتیں جس شخص میں پائی جائیں وہ کامل مومن ہو گا:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین عادتیں موجود ہوں اس کا ایمان کامل ہے۔ جس پر ظلم ہوا اور وہ صبر کرے، جو اپنے غصہ پر قابو رکھے، اس کو برداشت کرے اور صبر کرے، جو عفو اور درگزر کرے۔ ایسے شخص کو پروردگار عالم بغیر حساب کے جنت میں داخل کرے گا۔ پروردگار عالم اس سے قبیلہ ربیعہ اور مضر کے افراد کی تعداد کے برابر لوگوں کی سفارش قبول کرے گا۔

(۶۰) **جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی اس کا ایمان مکمل ہے ایک خوشحالی میں گناہ نہ کرنا، دوسرے ناراضگی میں حد سے تجاوز نہ کرنا، تیسرے اقتدار میں آنے کے بعد کسی دوسرے کے مال پر ہاتھ نہ ڈالنا:** ہشام بن معاذ نے کہا کہ جب عمر بن عبدالعزیز مدینہ آیا تو میں اس کے ساتھ تھا اس نے اعلان کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ اس بات کا اعلان کرے کہ جو شخص ستم رسیدہ ہو یا کسی بات کا دعوے دار ہو وہ میرے پاس آ کر دعویٰ کرے۔ محمد بن علی (امام محمد باقر ؑ) تشریف لائے تو عمر بن عبدالعزیز کے غلام مزاحم نے جا کر اس سے کہا کہ محمدؐ بن علیؑ (امام محمد باقر ؑ) آئے ہیں۔ اس نے مزاحم سے کہا: انہیں اندر لے آؤ۔ آپؑ اندر تشریف لائے تو عمر بن عبدالعزیز اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھ رہے تھے۔ آپؑ نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ ہشام بن معاذ نے کہا کہ فلاں فلاں وجہ سے رو رہے ہیں آپؑ نے فرمایا: اے عمر بن عبد العزیز دنیا ایک بازار ہے کچھ لوگ اس سے چیزیں لے جاتے ہیں جو ان کو فائدہ دیں گی، بعض لوگ ایسی چیزیں لے جاتے ہیں جو ان کو نقصان دیں گی۔ جس دنیا میں ہم رہتے ہیں اس میں بہت سے لوگوں نے اپنا نقصان کیا۔ آخر کار موت نے ختم کر دیا۔ ڈر گئے دنیا سے غمگین ہو کر گئے کیونکہ مقصد کی چیز کو نہ پا سکے جو آخرت میں کام آتی۔ مال جمع کیا وارثان ناحق شناس نے اس کو بانٹ لیا۔ جب اس ذات کے پاس جائیں گے تو ان کا کوئی عذر نہیں سنے گا۔ ہمیں وہ کام کرنا چاہئے جس میں ہم قابل رشک ہوں اور اس کو سرفہرست قرار دیں۔ خطرناک کاموں سے پرہیز کریں ان پر کڑی نگاہ رکھیں اور انہیں چھوڑ دیں۔ خدا سے ڈرو دل میں دو باتیں رکھو۔ ایسے کام پسند کرو جو کل تمہارے کام آئیں، ایسے کام پسند نہ کرو جو تمہارے کام نہ آئیں اس کے بدلے کوئی اور کام کرو جو آخرت میں تمہارے کام آئے۔ تم سے پہلے جو سامان بے کار ہو چکا ہے اس پر توجہ نہ دو یہی سمجھو کہ تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اے عمر بن عبدالعزیز خدا سے ڈرو۔ اپنے دروازے کھول دو۔ پردے ہٹا دو۔ مظلوم کی مدد کرو، ظالم کے ہاتھ کو چھوٹا کرو۔ (آپؑ نے) فرمایا: جس شخص میں تین صفات ہیں اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنا سر دونوں زانو پر رکھ لیا۔ اور عرض کیا اے خانوادہ پیغمبران کو بیان فرمائیے۔ (آپؑ نے) فرمایا: اپنی رضامندی غلط کام میں استعمال نہ کرنا۔ اپنی ناراضگی میں حد سے تجاوز نہ کرنا۔ اقتدار پانے پر جو چیز تمہاری نہ ہو اس کو نہ لینا۔ عمر بن عبدالعزیز نے قلم دوات منگوا کر لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد بن علیؑ (امام محمد باقر ؑ) کا حق فدک ہے۔ جس کو عمر بن عبدالعزیز نے واپس کر دیا۔

ابوجعفر (امام محمد باقر ؑ) نے فرمایا کہ مومن وہ شخص ہے جو خوشی کے وقت گناہ اور غلط کام نہ کرے۔ ناراضگی میں حق بات سے تجاوز نہ کرے۔ اقتدار میں اس چیز سے دور رہے جو اس کی نہیں ہے۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس میں تین باتیں ہوں گی اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔ ایک خوشحالی میں گناہ اور غلط کام نہ کرنا۔ دوسرے ناراضگی میں حق سے تجاوز نہ کرنا۔ تیسرے اقتدار میں آنے کے بعد کسی دوسرے کے مال پر ہاتھ نہ ڈالنا۔ ابوعبداللہ

(... جعفر ... ق ...) [illegible] مومن ... شخص ہے جو ... ناراضگی میں حق (سچ) کو ہاتھ سے نہ جانے دے، اپنی خوشی میں غلط کام نہ کرے ... اقتدار میں ... [illegible]

آنے کے بعد کسی غیر کا مال نہ کھائے۔

(۶۱) **تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ قیامت میں بات نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا:** ابوبصیر نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین لوگوں سے پروردگار عالم قیامت کے روز بات نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ ایک وہ شخص جو اپنی سفید داڑھی منڈوانے والا ہو، دوسرا شخص مشت زنی کرنے والا، تیسرا وہ شخص جو بدفعلی کرائے۔

ابو مالک جہنی نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا۔ ایک وہ شخص جو امامت کا دعویٰ کرے اور اللہ نے اس کو امام نہ بنایا ہو، دوسرا وہ شخص جو امام حق (سچے امام) کا منکر ہو، تیسرا وہ شخص جو ان دونوں کو مسلم سمجھے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا، نہ ان کو دیکھے گا، نہ ان کو پاک کرے گا۔ وہ لوگ دردناک عذاب میں ہوں گے۔ ایک وہ شخص جس نے دنیا کی خاطر امام کی بیعت کی ہو۔ (یعنی) اگر اس کی طلب کردہ چیز (امام نے) دیدی تو اس سے وفا کی ورنہ چھوڑ دیا، دوسرا وہ شخص جس نے عصر کے بعد کوئی چیز فروخت کی اور اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ فلاں فلاں چیز میں نے تجھے دے دی ہے۔ خریدار نے تصدیق کی۔ اس نے وہ چیز خریدی اور جو چیز کہی تھی وہ نہ دی۔ تیسرا وہ شخص جو بیابان میں کافی پانی کا مالک ہو اور وہ مسافروں کو پینے کے لئے نہ دے۔

(۶۲) **انسانوں کے لئے تین مقامات بہت وحشت ناک ہیں:** یاسر جو ابوالحسن الرضا (امام علی رضاؑ) کا غلام تھا نے کہا کہ میں نے ابوالحسن امام علی رضاؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مخلوق کے لئے وحشت ناک ترین مقامات تین ہیں۔ ایک پیدائش کا دن کہ ماں کے پیٹ سے نکل کر دنیا دیکھتا ہے، دوسرے موت کا دن کہ آخرت اور اس کے رہنے والوں کو دیکھتا ہے، تیسرا اٹھنے کا دن کہ احکام کو دیکھے گا جن کو دنیا میں نہ دیکھا ہوگا۔ حضرت یحییٰ ان تینوں مقامات پر ٹھیک ٹھاک رہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو سلامتی بخشی۔ پروردگار نے کہا یحییٰ پر سلامتی ہو جس روز وہ پیدا ہوئے، جس روز انتقال کیا اور جس روز اٹھائے جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ نے ان تینوں مقامات پر اپنی سلامتی کے بارے میں کہا۔ مجھ پر سلامتی ہو۔ جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں مروں گا اور جس روز میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

(۶۳) **ظلم میں تین افراد شامل ہوتے ہیں:** حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے فرمایا کہ ظلم کرنے والا، اس کا مددگار، اس ظلم پر راضی رہنے والا یہ تینوں ظلم میں شریک ہیں۔

(۶۴) **چغل خور تین آدمیوں کا قاتل ہے:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چغل خور تین آدمیوں کا قاتل ہے۔ ایک اپنی ذات کا، دوسرے جس شخص کی چغلی کی، تیسرے جس شخص کو اس نے بتایا۔

(شرح: اس کا مطلب یہ ہے کہ چغل خوری جو کسی بادشاہ اور برسراقتدار طبقے کے افراد سے کی جائے کسی بے گناہ کے قتل کا باعث ہوتی ہے اور نتیجتاً تین افراد قتل ہوتے ہیں اور چغل خور ان تینوں گناہوں میں ملوث ہوتا ہے۔)

(۶۵) **مومن کے تین ٹھکانے ہیں اور کافر کے تین ٹھکانے ہیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے، قبر اس کا قلعہ ہے اور جنت اس کا ٹھکانہ ہے۔ دنیا کافر کے لئے جنت ہے، قبر قید خانہ ہے اور دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے۔

(۶۶) **اللہ تعالیٰ کے تین دن ھیں:** راوی نے کہا کہ میں نے ابوجعفر (امام محمد باقرؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے تین دن ہیں۔ ایک وہ جس دن جناب حجت خدا (امام عصرؑ) ظہور فرمائیں گے، دوسرا وہ دن جس دن رجعت ہوگی اور تیسرا دن قیامت کا دن۔

(۶۷) **قیامت کے دن تین اشخاص عذاب کیے جائیں گے:** محمد بن مروان سے روایت ہے کہ ابی عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کو میں نے کہتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی حیوان کی صورت (مجسمہ) بنائی وہ اس وقت تک عذاب میں رہے گا جب تک وہ اس میں روح نہیں ڈالے گا اور وہ روح نہیں ڈال سکے گا، دوسرا نیند میں جھوٹ بولنے والا (جھوٹے خواب بیان کرنے والا) اس وقت تک عذاب میں رہے گا جب تک وہ ایک تہائی انچ لمبے دھاگے میں گرہ نہیں لگائے گا اور وہ گرہ نہیں لگا سکے گا۔ تیسرے وہ شخص لوگوں کی بات سننے والا جس کا سننا وہ پسند نہیں کرتے ہیں اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس نے صورت بنائی اس سے کہا جائے گا اس میں جان ڈالو اور وہ جان نہیں ڈال سکے گا، جس نے جھوٹا خواب سنایا اس سے کہا جائے گا کہ وہ ایک تہائی انچ لمبے دھاگے میں گرہ لگاؤ اور وہ ایسا نہیں کر سکے گا اور دوسروں کی باتیں سننے والا جس کو وہ ناپسند کرتے ہیں اس کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ ابوسفیان نے کہا کہ الانک سکہ کو کہتے ہیں۔

(۶۸) **تین عادتین غرور نھیں آنے دیتیں:** ابی عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ اپنے گریبان میں صاف طور پر نکا لگانا، اپنی جوتی کی مرمت کرنا اور خریدے ہوئے سامان کو اپنے کاندھے پر اٹھانا۔ یہ تینوں عادتیں غرور اور تکبر سے دور رکھتی ہیں۔

(۶۹) **نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرے گا وہ شخص جس میں یہ تین عادتیں ہوں گی:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین عادتیں ہوں گی وہ نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرے گا۔ جس نیکی کا حکم دے وہ اس کا علم رکھتا ہو اور جس برائی سے منع کرے وہ خود اسے چھوڑ چکا ہو۔ حکم دینے اور منع کرنے میں خود عادل اور نرمی برتنے والا ہو۔

(شرح: مطلب یہ ہے کہ جو بھی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا چاہتا ہے تو اول تو اسے خود معروف ومنکر کا علم ہونا چاہئے اور خود اس پر عمل پیرا رہنا چاہئے اور اسے چاہئے کہ معروف ومنکر کے بارے میں میانہ روی اور اعتدال کی راہ اختیار کرے۔ اور وسوسہ کا شکار نہ ہو نہ افراط پسند لوگوں میں سے ہو جو بے جا سخت گیری اختیار کرتے ہیں جیسے نہروان کے خارجی تھے۔ اور وہ اپنے امر و نہی میں لطف و مدارات سے کام لے اور تشدد اور سختی ہرگز نہ کرے کہ کہیں لوگ اس سے متنفر نہ ہو جائیں۔)

(۷۰) **تین اشخاص نجیب (نسلاً شریف) نھیں ھوں گے:** جناب ابوجعفرؑ (امام محمد باقرؑ) یا ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگ نجیب (نسلاً شریف) نہیں ہوں گے۔ ایک وہ جو دائیں آنکھ سے کانا ہو۔ دوسرا کبود چشم (نیلی آنکھ والا) جس کی آنکھیں نگینہ کی طرح ہوں۔ تیسرا وہ جو سندی نژاد ہو۔

(شرح: یہ خبر (حدیث) اور اسی طرح کی دوسری احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کسی مخصوص مقام سے تعلق یا طبعی خصوصیات نیکی یا بدی کا سبب ہوتی ہیں۔ اور اس کی دو طرح توجیہ کی جاسکتی ہے۔

اول تو یہ کہ ان تین اقسام کے اشخاص جو اس زمانے میں ہوتے تھے وہ حق کے مخالف ہوا کرتے تھے۔ اور ان کی اولاد اپنے والدین کے اتباع کی وجہ سے ابتداء سے ہی مخالف حق ہو جاتی تھی۔ دوسری یہ کہ ان گروہوں میں دوسرے تمام لوگوں نے مقابلہ میں مخالفت نجابت کی سے یہ صدحت

ہوتی تھی۔ جو نسلی اور آب و ہوا کی تاثیر کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اس معاملے میں اس امر سے کوئی منافات (اختلاف) نہیں ہے کہ تربیت اور جدو جہد کے نتیجے میں ایسے لوگ بھی نجیب اور سلیم الفطرت ہو سکتے ہیں۔)

(۷۱) **انسان کے لئے یہ عیب کیا کم ہے کہ اس میں یہ تین باتیں ہوں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ نیکی کا ثواب بہت جلد ملتا ہے۔ ظلم کا انجام بہت جلد ہوتا ہے۔ انسان کے لئے یہ عیب کیا کم ہے کہ وہ لوگوں کے عیب دیکھتا ہو اور اپنے عیب سے اندھا ہو، جو باتیں اس میں ہوں اس سے لوگوں کو برا بھلا کہے اور ساتھی کو بلاوجہ تکلیف دے۔

(۷۲) **جو شخص نبیؐ کی عترت سے محبت نہیں رکھتا وہ ان تین میں سے ایک ہوگا:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو میری عترت (اہلبیت ائمہ طاہرین علیھم السلام) کو دوست نہ رکھے وہ ان میں سے ایک ہوگا۔ وہ منافق ہوگا، یا ولد الحرام ہوگا یا اس کا نطفہ ایام حیض میں ٹھہرا ہوگا۔

(۷۳) **اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین امور تین ہیں:** جناب علی بن حسینؑ (امام زین العابدینؑ) نے فرمایا کہ موسیٰ بن عمران کو خضرؑ نے آخری وصیت یہ کی کہ گناہ کی وجہ سے کسی کی سرزنش نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کو تین باتیں بہت پسند ہیں۔ تونگری میں قناعت، اختیار میں درگزر، بندوں سے نرمی۔ جس نے دنیا میں بندے پر نرمی کی ہوگی اللہ تعالیٰ اس پر قیامت میں نرمی کرے گا۔ عقلمندی کی بنیاد اللہ کا خوف ہے۔

(۷۴) **دوزخ قیامت کے روز تین افراد سے بات کرے گی:** نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ دوزخ قیامت میں تین افراد سے بات کرے گی۔ ایک بادشاہ سے، دوسرے عالم سے، تیسرے دولتمند سے۔ بادشاہ سے کہے گی کہ خدا نے تجھے بادشاہی دی تھی تو تو نے عدل وانصاف سے کام کیوں نہ لیا۔ اس کو اسی طرح نگل جائے گی جس طرح پرندہ سرسوں کا دانہ نگل جاتا ہے۔ عالم سے کہے گی کہ تم لوگوں سے خود نمائی کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے باز نہیں آتے تھے۔ اس کو نگل جائے گی۔ دولت مند سے کہے گی کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بہت دولت دی تھی سائل نے تھوڑا سا قرض مانگا تھا اور تو نے کنجوسی سے کام لیا اس کو نگل جائے گی۔

(۷۵) **تین چیزیں کمر توڑ دیتی ہیں:** ابوجعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ تین چیزیں کمر توڑتی ہیں ایک وہ شخص جس نے بہت زیادہ عمل کیا اور اپنے گناہ بھول گیا اور اپنی رائے کو بڑا جانا۔ ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ ابلیس ملعون نے اپنے لشکر سے کہا: انسان تین چیزوں میں مبتلا ہو جاتا ہے تو مجھے اس بات کی پروا نہیں کہ وہ کیا عمل کرتا ہے کیونکہ جو بھی عمل کرے گا اس کی بخشش نہیں ہوگی۔ زیادہ عمل کرے، اپنے گناہوں کو بھول جائے، غرور میں مبتلا ہو جائے۔

(۷۶) **پروردگار عالم نے اپنے بندوں پر تین چیزوں کا احسان کیا:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ پروردگار عالم کہتا ہے کہ میں نے اپنے بندوں پر تین چیزوں کا احسان کیا ایک روح نکلنے کے بعد ان میں بدبو کو ڈالا اگر ایسا نہ ہوتا تو لوگ اپنے دوستوں کو دفن نہ کرتے، دوسرے مصیبت کے بعد تسلی دی اگر ایسا نہ ہوتا تو کسی کو زندگی گزارنا پسند نہ ہوتی، میں نے ایسے جانور پیدا کیے اور ان کو گندم اور جو (اناج) پر مسلط کیا اگر ایسا نہ ہوتا تو بادشاہ گندم اور جو (اناج) کو سونے چاندی کی طرح ذخیرہ کر لیتے۔

(۷۷) **تین عادتوں کے لئے رات کو جاگنا جائز ہے:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تین باتوں کے لئے شب بیداری جائز ہے۔ ایک قرآن کے ساتھ عبادت کرنا، دوسرے طالب علم، تیسرے دلہن جو شوہر کے گھر جا رہی ہو۔

(۷۸) **اگر انسان میں یہ تین چیزیں نہ ہوتیں تو وہ کسی کے سامنے نہیں جھکتا:** رسول اللہؐ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اگر انسان میں تین چیزیں نہ ہوتیں تو اس کا سر کسی کے آگے نہ جھکتا وہ یہ ہیں۔ایک مرض، دوسرا فقر، تیسرا موت۔ یہ تمام باتیں انسان میں موجود ہیں (پھر بھی) ان کے ساتھ اتراتا پھرتا ہے۔

(۷۹) **سارے دین کے آداب تین چیزوں میں ھیں:** ابی مالک نے کہا کہ میں نے علی بن حسینؑ (امام زین العابدینؑ) سے کہا کہ سارے دین کے آداب سے آگاہ فرمایئے۔(آپؑ نے) فرمایا کہ حق بات کہنا، عادلانہ فیصلہ کرنا اور اپنے عہد (وعدے) کو پورا کرنا۔

(۸۰) **فتنے تین ھیں:** جناب امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) نے فرمایا کہ فتنے تین ہیں ایک عورت کی دوستی یہ شیطان کی تلوار ہے، دوسری شراب پینا یہ شیطان کی پھونک ہے، تیسری درہم و دینار کی دوستی یہ شیطان کے تیر ہیں۔ جو عورت کو دوست رکھے گا اس کی زندگی آرام سے نہیں گزرے گی۔ شراب کو دوست رکھنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ جو درہم و دینار کو دوست رکھے گا وہ دنیا کا بندہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ نے فرمایا کہ درہم و دینار دین کے لئے بیماری ہے۔ عالم دین کے طبیب ہیں۔ جو بیماری کو اپنے اندر جمع کر لے اسے چھوڑ دو۔ دوسروں کے لئے اچھا نہیں ہے۔

(۸۱) **مسلمانوں کے دوست تین ھیں:** حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے فرمایا کہ مسلمانوں کے تین دوست ہیں۔ ایک دوست کہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ زندگی اور موت میں رہوں گا وہ اس شخص کا عمل ہے، دوسرا دوست کہتا ہے کہ میں تیرا قبر کے دروازے تک ساتھ دوں گا پھر تجھے چھوڑ دوں گا وہ اس شخص کا بیٹا ہے، تیسرا دوست کہتا ہے کہ میں تیرا ساتھ موت تک دوں گا اور وہ اس کا مال ہے۔ جب وہ مر جاتا ہے تو اس کا مال میراث بن جاتا ہے۔

قیس بن عاصم نے کہا کہ میں بنو تمیم کے ایک وفد کے ساتھ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ کے پاس صلصال ابن دلمس بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ ہمیں نصیحت فرمایئے ہم بیابان کے رہنے والے ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ عزت کے ساتھ ذلت، زندگی کے ساتھ موت، اور دنیا کے ساتھ آخرت ہے۔ ہر چیز کا حساب ہوگا۔ ہر چیز پر نگران ہے۔ ہر نیکی پر ثواب اور ہر برائی پر عذاب ہے۔ ہر مدت ختم ہو جاتی ہے۔ اے قیس ایک ساتھی کا تیرے ساتھ ہونا بہت ضروری ہے جو تیرے ساتھ دفن ہو اور زندہ ہو اور تو اس کے ساتھ دفن ہو۔ اگر کریم ہوگا تو تیرے ساتھ نیکی کرے گا اور اگر ذلیل ہوگا تو تیرا ساتھ چھوڑ دے گا۔ وہ تیرے ساتھ محشور ہوگا تو اس کے ساتھ اٹھے گا اس کے بارے میں تجھ سے سوال ہوگا اگر وہ نیک اور اچھا ہے تو تُو اس سے مانوس ہوگا۔ اگر وہ خراب ہے تو تجھے اس سے وحشت ہوگی وہ تیرا عمل ہے۔ (اس نے) عرض کیا: اے اللہ کے نبیؐ میں چاہتا ہوں کہ یہ بات اشعار کے چند مصرعوں میں ہو۔ تاکہ میں اپنے ہمسائے عرب پر فخر کر سکوں اور ان کو یاد اور اکٹھا کر لوں۔ آنحضرتؐ نے حسان بن ثابت کو بلوایا۔ حسان کے آنے سے پہلے میں نے اس نصیحت کو نظم کر کے رسول اللہؐ کی خدمت میں پیش کیا کہ یہ اشعار آپ کی فرمائش کے مطابق ہو گئے میں نے یہ اشعار پڑھے۔

(۱) تخیر خلیطا من فعالک انما	قرین الفتی فی القبر ما کان یفعل
اپنے کام سے اپنا ساتھی چن	قبر میں اس کا ساتھی اکیلا عمل ہے
(۲) ولا بعد الموت من ان تعده	لیوم ینادی المرء فیه فیقبل
موت کے بعد کے لئے جس چیز کو مہیا کیا ہے	جس دن آدمی کو ندا دی جائے وہ آ جائے

(۳) فان کنت مشغولا بشیء فلا تکن | بغیر الذی یرضی به الله تشغل
اگر کسی کام میں مصروف ہے | تو وہ کام کر جس سے اللہ راضی ہو
(۴) فلن یصحب الانسان من بعد موته | ومن قبله الا الذی کان یفعل
موت سے پہلے اور اس کے بعد انسان کا | ساتھی اس کا عمل ہوتا ہے
(۵) الا انما الانسان ضیف لاهله | یقیم قلیلا بینهم ثم یرحل
انسان اپنے اہل کا مہمان ہوتا ہے | تھوڑی دیر رہتا ہے اور پھر چلا جاتا ہے

(۸۲) **پروردگار عالم نے اپنے نبیؐ پر حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب میں معراج پر گیا تو خدا نے مجھے علی ابن ابی طالبؑ کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی کہ وہ متقیوں کے امام ہیں، مومنین کے سردار ہیں اور روشن پیشانی اور ہاتھ والوں کے قائد ہیں۔

(شرح: عربی لغت میں غیر محجلین ان گھوڑوں کو کہتے ہیں جن کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں سفید ہوتے ہیں اور یہاں مراد مسلمانوں سے ہے جو ہمیشہ باوضو رہتے ہیں اور نماز کے باقاعدہ پابند ہوتے ہیں اس وجہ سے ان کے جسم کے مواقع وضو (مقامات وضو) ظاہر و باطن میں پاک و درخشاں ہوتے ہیں۔)

(۸۳) **انسان تین قسم کے ہیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ انسان تین قسم کے ہیں۔ ایک دولت مند، دوسرے عزت والے اور تیسرے علم والے۔ یہ سب سے افضل ہیں۔ جناب امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان تین طرح کے ہیں۔ ایک عقلمند، دوسرا احمق (بیوقوف) اور تیسرا بدکار۔ عقلمند کا دین قانون ہے، بردباری اس کی طبیعت اور رائے اس کی فطرت ہے۔ جب اس سے سوال کیا جائے تو جواب دے اگر بات کرے تو سچ بات کہے اگر سنے تو یاد رکھے۔ بات کرے تو حق کہے۔ اس پر بھروسہ کیا جائے تو وفا کرے۔ احمق اور بے وقوف کو اچھی طرح سمجھایا جائے تو وہ غفلت سے کام لے اگر اچھی چیز سے ہٹایا جائے تو ہٹ جائے جہل کی ترغیب دی جائے تو اسے اپنا لے بات کرے تو جھوٹ بولے اگر سمجھایا جائے تو نہ سمجھے۔ بدکار پر بھروسہ کیا جائے تو خیانت کرے۔ اس سے دوستی کی جائے تو دشمنی کرے اس پر بھروسہ کیا جائے تو دھوکہ دے۔

(۸۴) **جس میں یہ تین باتیں ہوں وہ امامت کا حقدار ہے:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے اپنے والد ماجد (امام محمد باقرؑ) سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں وہ امامت کا حقدار ہے۔ پرہیزگار ہو جو حرام سے بچے، صابر ہو جو غصہ پر قابو پائے، مریدوں کا اچھا پیر ہو کہ باپ کی طرح مہربان ہو۔

بزنطی نے کہا کہ امام ابوالحسن علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک امام کے بعد دوسرا امام کس طرح پہچانا جاتا ہے؟۔ (آپؑ نے) فرمایا کہ امام میں کچھ علامات ہوتی ہیں۔ اپنے باپ کا بڑا بیٹا ہو۔ اس میں فضل موجود ہو۔ جب قافلہ مدینہ میں آئے اور پوچھا جائے فلاں نے کس کے بارے میں وصیت کی تھی؟ تو کہہ دیں فلاں کے بارے میں۔ فرمایا کہ رسول اللہؐ کے ہتھیار ہم میں موجود ہیں۔ یہ ایسے ہیں جیسے بنی اسرائیل کا تابوت ان میں ہوتا تھا۔ ہتھیار وہاں ہوں گے جہاں امام ہوگا۔

عبدالاعلی ابن اعین نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کی خدمت میں عرض کیا کہ جھوٹے امامت کے مدعی کی رد میں کیا دلیل ہے؟ (آپؑ نے) فرمایا کہ تین باتیں جس شخص میں ہوں گی وہ امامت کا حقدار ہوگا۔ پہلے اپنے وقت کے تمام لوگوں سے افضل ہو گا، رسول اللہؐ

کے ہتھیار اس کے پاس موجود ہوں گے، ظاہری وصیت اس کے حق میں ہوگی۔ جب مدینہ میں آئے اور آدمی اور بچے پوچھیں کہ امام سابق نے کس کے بارے میں وصیت کی تھی تو لوگ کہیں گے فلاں کے بارے میں۔

(۸۵) **جس نے تین بار حج کیا ہو:** حریز نے کہا کہ جس شخص نے متواتر تین مرتبہ حج کیا ہو پھر حج کیا ہو یا نہ کیا ہو وہ ہمیشہ حج کرنے والوں کی طرح ہے۔ اس نے فرمایا کہ اس حدیث کے اسناد مشکوک ہیں لیکن میں نے اس میں تبدیلی نہیں کی کیونکہ جو کتاب میرے پاس ہے اس میں اسی طرح تحریر ہے۔ حدیث صحیح ہے۔

ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ جس شخص نے تین حج کیے وہ کبھی فقر و فاقہ میں مبتلا نہیں ہوگا ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ جس شخص نے اونٹ پر سوار ہو کر تین حج کیے ہوں وہ اونٹ جنت کا اونٹ ہوگا ایک روایت میں سات حج لکھے ہوئے ہیں۔

(شرح: یہ حدیث ان داناؤں کے قول کی تائید کرتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ بعض حیوانات روح مجرد اور نفس ناطقہ کے حامل ہوتے ہیں کیونکہ جو انسانی نفوس مرنے کے بعد عالم آخرت میں چلے جاتے ہیں اور وہاں باقی رہتے ہیں وہ تحقیق کے مطابق اپنے جسم کے ساتھ پائے جاتے ہیں اور ترقی پاتے رہتے ہیں حتیٰ کہ ان کی روح مجرد باقی و ابدی بن جاتی ہے اور اگر حیوانات میں عمومی طور پر یہ صلاحیت موجود ہو چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسانوں میں سے بھی کچھ مثل حیوانات کے نفس ناطقہ کے حامل نہیں ہوتے اور ان کی روحانی صلاحیت میں کوئی نشوونما نہیں ہوتی جیسے کافروں کے وہ بچے جو سن بلوغ سے پہلے مر جاتے ہیں یا وہ پاگل و مجنون افراد جو زندگی بھر عاقل نہ بن سکے۔)

(۸۶) **اس شخص کا ثواب جس نے تین مومنوں کو حج کرایا ہو:** امام رضا علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام نے کہا کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے تین مومنین کو حج کروایا ہو اس نے اپنی جان پروردگار عالم سے قیمت دے کر خرید لی۔ اس کے مال کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا کہ اس نے کیسے مال کمایا حرام یا حلال (یعنی تین مرتبہ حج کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا مال حلال ہے اور مال حلال کا حساب نہیں ہوگا۔ شیخ الصدوق)۔

(۸۷) **حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض میں تین آیات تحریر تھیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض پر تین آیات تحریر تھیں۔ (۱) **وجاؤ قمیصہ بدم کذب** (حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی غلط خون لگا کر قمیض لائے) (۲) **ان کان قمیصہ قد من قبل** (اگر قمیض سامنے سے پھٹی ہے) (۳) **اذھبوا بقمیصی ھذا** (میری یہ قمیض لے جاؤ)۔

(۸۸) **ظلم تین ھیں:** ابوجعفرؑ (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ ظلم تین ہیں۔ ایک ظلم کو پروردگار عالم بخش دے گا، دوسرا ظلم (وہ ہے) جس کو اللہ نہیں بخشے گا۔ تیسرا ظلم (وہ ہے) جس کو پروردگار عالم نظر انداز نہیں کرے گا۔ پروردگار عالم جس ظلم کو نہیں بخشے گا وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ جس ظلم کو اللہ تعالیٰ بخش دے گا وہ بندے کا خود کیا ہوا گناہ ہے (جیسے شراب نوشی وغیرہ وغیرہ، ممکن ہے اللہ تعالیٰ بخش دے) جس ظلم کو اللہ تعالیٰ نظر انداز نہیں کرے گا وہ لوگوں کو آپس میں حقوق کا معاملہ ہے۔

(۸۹) **عورت تین طرح حلال ھوتی ھے:** حضرت امیر المومنین (حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ) نے فرمایا کہ عورت (مرد کے لئے) تین طرح سے جائز ہوتی ہے۔ ایک عقد دائمی سے جو میراث کی موجب ہوتی ہے، دوسرا عقد متعہ جس میں میراث نہیں ہوتی، تیسرے آقا کی اپنی کنیز۔

(۹۰) **تین افراد کے سوا امت کے تمام لوگوں کی بخشش کی امید ھے:** جعفر بن محمدؑ (امام صادق ؑ) نے فرمایا کہ مجھے تین افراد

کے علاوہ امت کے تمام افراد کی نجات کی امید ہے جو ہمارے حق کی معرفت رکھتے ہوں۔ایک ظالم بادشاہ، دوسرا خواہشات کا غلام، تیسرے وہ جو کھلے عام بدکاریاں کرتا ہے۔

(۹۱) **سخت وقت انسان پر تین ھیں:** علیؑ بن حسینؑ (امام زین العابدینؑ) نے فرمایا کہ تین اوقات انسان پر بہت سخت ہیں۔ایک وہ وقت جب موت کے فرشتے کو دیکھے گا، دوسرا وہ وقت جب وہ قبر سے اٹھے گا، تیسرا وہ وقت جب پروردگار عالم کے سامنے جائے گا۔پھر فرمایا: اے آدمؑ کی اولاد اگر موت کے وقت نجات پا گیا تو تیرا کیا کہنا ورنہ ہلاک ہو گیا۔اگر قبر میں اتارتے وقت نجات پا گیا تو تیرے نصیب اچھے ہوں گے ورنہ ہلاک ہو گیا۔جب اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کے وقت نجات پا گیا تو خوش قسمتی ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی **ومن ورآئھم برزخ الی یوم یبعثون** (سورۃ مومنون۔آیت نمبر۱۰۰)۔(اوران کے آگے اس دن تک کے لئے جب وہ مبعوث کیے جائیں گے برزخ ہے)۔

(آپؑ نے) فرمایا کہ منزل برزخ قبر ہے۔وہاں نہایت تنگ زندگی بسر کریں گے۔اللہ کی قسم قبر جنت کا باغ ہوگا یا آگ کا گڑھا۔ایک اہل مجلس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ جنت والوں کو جانتا ہے کہ وہ کون ہیں دوزخ والوں کو پہچانتا ہے کہ وہ کون ہیں۔تم کون سے لوگوں میں سے ہو اور کس گھرانے سے تمہارا تعلق ہے۔

(۹۲) **انسان کے تین کام پروردگار کے نزدیک بہت بڑے ھیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ انسان کے تین کام پروردگار کے نزدیک بہت بڑے ہیں۔(۱) اُس نے نبی یا امام کو قتل کیا ہو (۲) خانہ کعبہ کو ڈھایا ہو جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے قبلہ قرار دیا ہے۔(۳) غیر عورت میں اپنا حرام نطفہ گرایا ہو۔

(۹۳) **انسان تین باتوں کی وجہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتا ھے:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ کتاب حکمت آل داؤد میں لکھا ہے کہ انسان تین باتوں کی وجہ سے کوچ کرتا ہے ایک آخرت کے حصول کی خاطر، دوسرے اپنی زندگی کے معاملات کی بہتری کے لئے، تیسرے لذت حاصل کرنے کے لئے۔جس نے زندگی کو دوست رکھا وہ ذلیل وخوار ہوا۔

(شرح: اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص بھی دنیاداری اور مادی اُمور میں لگا رہے گا وہ خدا پرستی وروحانیت کے بلند افکار سے بے بہرہ رہے گا وہ دنیاداری کے پست ناموں میں مشغول رہ کر اپنی عزت نفس کو پامال کر دیتا ہے اور آخر کار دنیا اس کو ذلیل وخوار کر دیتی ہے۔

(۹۴) **بچھونے (بستر) تین ھیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ ایک شخص کے گھر میں بچھونوں (بستروں) کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ایک بچھونا (بستر) خود اپنا۔دوسرا بیوی کا۔تیسرا مہمان کا ہوگا۔چوتھا شیطان کا ہوگا۔جابر ابن عبداللہ انصاریؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ بستر تین ہیں ایک آدمی کا اپنا بستر۔دوسرا بیوی کا۔تیسرا مہمان کا۔اور چوتھا شیطان کا۔

(شرح: اس کا مطلب یہ ہے کہ فضول طور پر شب باشی کے زیادہ ملبوسات نہیں بنانے چاہئیں جو بے مصرف پڑے رہیں۔)

(۹۵) **نشانیاں تین ھیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ ہر چیز کی تین نشانیاں ہوتی ہیں جس سے وہ پہچانی جاتی ہے اور وہ اس پر گواہ ہوتی ہے۔دین کی نشانیاں تین ہیں۔ایک علم، دوسرا ایمان، تیسرا اس پر عمل کرنا۔

ایمان کی نشانیاں تین ہیں۔ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، دوسرے اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا، تیسرے اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا۔

علم کی تین نشانیاں ہیں۔ایک اللہ تعالیٰ کی معرفت، دوسرے اس بات کا علم کہ وہ کیا پسند کرتا ہے، تیسرے اس بات کا علم کہ وہ کیا ناپسند کرتا

ہے۔

عامل کی تین نشانیاں ہیں۔ایک نماز پڑھنا، دوسرا روزہ رکھنا، تیسرا زکوۃ دینا۔

متکلف (تکلیف دینے والا، تکلیف کرنے والا، کوشش کرنے والا) کی تین نشانیاں ہیں۔ایک اپنے سے اوپر والے سے جھگڑا کرے، دوسرے نادانستہ بات کرے، تیسرے جس چیز تک رسائی نہ ہو اس کی تلاش کرے۔

ظالم کی نشانیاں تین ہیں۔ایک بالادست کی نافرمانی کرے، دوسرے زیردست پر ظلم کرے، تیسرے ظالموں کی مدد کرے۔

منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ایک اس کی زبان اس کے دل کی مخالفت کرے، دوسرے اس کا دل اس کے عمل کی مخالفت کرے، تیسرے اس کا ظاہر اس کے باطن کی مخالفت کرے۔

گناہ گار کی تین نشانیاں ہیں۔ایک (امانت) میں خیانت کرے، دوسرے جھوٹ بولے، تیسرے جو کچھ کہے اس کے خلاف عمل کرے۔

ریا کار (مکار) کی تین نشانیاں ہیں۔ایک علیحدگی میں سست ہو، دوسرے لوگوں میں رہے تو خوش رہے، تیسرے ہر اچھے کام پر اعتراض کرے۔

حاسد کی تین نشانیاں ہیں۔ایک پیٹھ پیچھے برائی کرے، دوسرے اس کے سامنے خوشامد کرے، تیسرے مصیبت زدہ کی سرزنش کرے۔

فضول خرچ کی نشانیاں تین ہیں۔ایک جو چیز اس کے کام کی نہ ہو اس کو خرید لے، دوسرے جو چیز اس کی نہ ہو اس کو استعمال کرے، تیسرے جو چیز اس کی نہ ہو اسے کھائے۔

کاہل کی تین نشانیاں ہیں۔ایک جو کام کرتا ہے اس میں کوتاہی کرتا ہے، دوسرے اس قدر کوتاہی کرتا ہے کہ اس کو ضائع کر دیتا ہے، تیسرے ضائع کرنے سے گناہ گار ہوتا ہے۔

غفلت کرنے والے کی تین علامات ہیں۔ایک سہو، دوسری لہو، تیسری نسیان۔حماد بن عیسیٰ نے کہا کہ ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ ان علامات میں ہر ایک کے ہزار باب۔ہزار باب اور ہزار سے زیادہ شاخیں ہیں۔اے حماد دن اور رات علم کا طالب بن اگر اپنی آنکھ کو ٹھنڈا رکھنا چاہتا ہے اور دنیا کی بھلائی اور آخرت کا طالب ہے۔لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس کا لالچ نہ رکھ۔اپنے آپ کو مرے ہوئے لوگوں میں شمار کر۔اپنے آپ کو لوگوں سے اونچا نہ سمجھ۔اپنی زبان کو چھپا کر رکھ جس طرح اپنا مال پوشیدہ رکھتا ہے۔

(۹۶) **پروردگار عالم تین باتوں میں بندے کا کام خود کرتا ہے:** جناب امیرالمومنین (حضرت علی ابن ابی طالب ؑ) نے فرمایا کہ حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو جو وصیت فرمائی اس میں یہ باتیں تھیں کہ جس کا طلب رزق میں یقین کم اور ایمان کمزور ہے اسے عبرت حاصل کرنا چاہئے کہ اللہ تین حالتوں میں بندے کا کام خود کرتا ہے۔اس کو روزی دیتا ہے جبکہ اس کو تین حالتوں میں روزی حاصل کرنے کی طاقت نہیں ہو۔چوتھی حالت میں بھی ضرور پروردگار عالم اس کو روزی عطا کرے گا۔ایک اس وقت جب وہ ماں کے رحم (پیٹ) میں ہوتا ہے۔اس کو گرمی اور سردی سے محفوظ رکھ کر روزی فراہم کرتا ہے جب باہر لاتا ہے تو ماں کا دودھ اس کی روزی قرار دیتا ہے جو اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔اس کی پرورش کرتا ہے جبکہ اس میں طاقت اور قدرت نہیں ہوتی۔جب دودھ چھڑایا جاتا ہے تو والدین کما کر نہایت لطف اور مہربانی سے اس کو خوراک مہیا کرتے ہیں۔خود بھوکے رہ کر بچے کو خوراک کھلاتے ہیں۔جب وہ بڑا اور سمجھدار ہو جاتا ہے تو اس کا کام مشکل میں پڑ جاتا ہے۔پروردگار کے بارے میں طرح طرح کے خیالات میں پڑ جاتا

ہے۔اس کے حقوق کا اپنے مال میں انکار کرتا ہے۔روزی کی کمی کے خوف سے اپنے اور اپنے عیال پر تنگی کرتا ہے۔ایسا بندہ اللہ تعالیٰ سے بدگمانی اور ایمان کی کمزوری کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔ایسا بندہ برا ہے۔

(۹۷) **انسان تین طرح کے ہیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ انسانوں کے تین گروہ ہیں ایک عالم، دوسرے طالب علم اور تیسرے بیل (گھاس کوڑا کرکٹ) کی طرح ہیں۔

ابوالحسن موسیٰ بن جعفرؑ (امام موسیٰ کاظم ؑ) نے فرمایا کہ لوگوں کے تین گروہ ہیں۔ایک عربی، دوسرا موالی، تیسرا گدھا۔عرب ہم ہیں، موالی ہمیں دوست رکھنے والے۔جو ہم سے دشمنی اور بیزاری رکھتے ہیں وہ گدھے ہیں۔رسول اللہؐ نے فرمایا: عالم ہو جا یا طالب علم یا علماء کا دوست ہو جا۔چوتھی چیز نہ بن۔ان حضرات سے دشمنی رکھنے سے ہلاک ہو جائے گا۔

(۹۸) **تین باتوں میں سے کسی کو انکار نہیں:** حسین بن مصعب ہمدانی نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادق) کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین باتیں ایسی ہیں جس کے کرنے میں کسی کو انکار نہیں۔ایک اچھے برے کی امانت ادا کرنے میں، دوسرے اچھے برے سے وعدہ وفا کرنے میں، تیسرے والدین سے نیکی کرنے میں خواہ وہ برے ہوں یا بھلے۔

(۹۹) **جس میں یہ تین عادتیں ہوں گی وہ مرنے سے پہلے ان کا انجام دیکھ لے گا:** جناب ابوجعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ تین باتوں پر عمل کرنے والا اپنی موت سے پہلے ان کا انجام دیکھ لیتا ہے۔ایک ظلم کرنے والا، دوسرا قطع رحم کرنے والا، تیسرا جھوٹی قسم کھانے والا یہ شخص اللہ تعالیٰ سے لڑتا ہے۔جس کا ثواب جلدی ملتا ہے وہ صلہ رحمی ہے۔ایک قوم آپس میں صلہ رحمی کرتی تھی ان کا مال زیادہ ہوتا تھا۔نیکیاں کرتے تھے ان کی عمریں طول ہوتی تھیں۔جھوٹی قسم اور صلہ رحمی نہ کرنے والوں کے گھر برباد ہو جاتے ہیں۔عورتوں کے رحم سخت ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے نسل ختم ہو جاتی ہے۔

(۱۰۰) **مسلمان تین باتوں کی وجہ سے مکمل ہوجاتا ہے:** جناب امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) نے فرمایا کہ مسلمان تین باتوں کی وجہ سے کامل ہو جاتا ہے۔ایک دین میں بصیرت، دوسرے زندگی میں قناعت۔تیسرے مصائب پر صبر۔

(۱۰۱) **جناب امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) کے لئے رسول اللہؐ کی وصیت تین باتوں میں ہے:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کو وصیت فرمائی کہ اے علیؑ میں تجھے تین بری باتوں سے منع کرتا ہوں۔ایک حسد سے، دوسرے حرص سے، تیسرے جھوٹ بولنے سے۔اے علیؑ اعمال کے سردار تین ہیں۔ایک لوگوں اور اپنی ذات سے انصاف کرنا، دوسرے اللہ کی راہ میں اپنے بھائی سے ہمدردی کرنا، تیسرے ہر حالت میں اللہ کو یاد رکھنا۔اے علیؑ مومن کے لئے دنیا میں تین باتیں خوشی کی ہیں۔ایک اپنے دینی بھائی سے اللہ کی خوشنودی کے لئے ملاقات کرنا، دوسرے روزہ افطار کرنا، تیسرے رات کے آخری حصہ میں نماز (شب) پڑھنا۔اے علیؑ تین باتیں ایسی ہیں اگر وہ نہ ہوں تو کام پورا نہیں ہوتا۔ایک پرہیز جو گناہ سے روکے، خوش خلق جو لوگوں سے مدارات کرے، علم جس سے جاہل کی جہالت کو برداشت کرے۔اے علیؑ تین باتیں ایمان کی حقیقت میں داخل ہیں۔ایک اس کو بخش دینا جس نے تجھے محروم کیا ہو، دوسرے اس شخص سے صلہ رحمی کرنا جس نے تیرے ساتھ قطع رحمی کی ہو، تیسرے جس نے تیرے ساتھ ظلم کیا ہو اسے معاف کرنا۔حضرت علیؑ نبی اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں۔آنحضرتؐ نے مجھ سے وصیت میں کہا: اے علیؑ تین باتیں ایسی ہیں کہ تو ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملے تو وہ تمام لوگوں سے افضل ہوگا۔ایک جو اللہ تعالیٰ کے فرائض کو بجا لایا

(۱۲۳) **عطا کرنے والے تین ھاتھ ھیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ عطا کرنے والے تین ہاتھ ہیں۔ایک اللہ تعالیٰ، دوسرا صاحب مال، تیسرا جس کے ذریعے سے مال ملا ہو۔ابوجعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ عطا کرنے والے تین ہیں۔ایک اللہ تعالیٰ، دوسرے مال دینے والا اور تیسرے مال دلانے میں کوشش کرنے والا۔

(۱۲۴) **تین مقامات پر سوال کرنا جائز ھے:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ تین مقامات پر سوال کرنا جائز ہے۔ایک اس وقت جب خوں بہا دینا ہو اور گردن جھکا چکا ہو، دوسرے اس وقت جب بھاری قرض ادا کرنا ہو، تیسرے اس وقت جب سخت حاجت نے انسان کو خاک نشین کر دیا ہو۔

جناب ابوعبداللہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا کہ عثمان بن عفان مسجد کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔وہاں سے ایک شخص کا گزر ہوا۔اس نے سوال کیا، آپ نے پانچ درہم دینے کا حکم دیا۔اس شخص نے کہا کہ مجھے اور لوگوں کی طرف رہنمائی فرمائیے۔عثمان نے مسجد کے کونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ان نوجوانوں کے پاس جاؤ۔وہاں امام حسن ؑ، امام حسین ؑ اور عبداللہ بن جعفرؓ تشریف فرما تھے۔اس شخص نے حاضر ہو کر سلام کیا سوال کیا۔امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ تین مقامات پر سوال کرنا جائز ہے۔اگر خون بہا دینا ہو، دوسرے سنگین قرض دینا ہو، تیسرے پریشانی میں مبتلا ہو جو خاک نشین کر دے۔تم کون سی چیز میں مبتلا ہو۔(اس نے) عرض کیا میں ان میں سے ایک چیز میں مبتلا ہوں۔امام حسن ؑ نے پچاس دینار دینے کا حکم دیا، امام حسین ؑ نے انچاس دینار کا اور عبداللہ بن جعفرؓ نے اڑتالیس دینار دینا کا حکم دیا۔وہ شخص واپس عثمان کے پاس سے گزرا تو انہوں نے اس سے حقیقت دریافت کی۔اس نے کہا: آپ کے پاس سے گزرا، آپ سے سوال کیا آپ نے جو کچھ دیا سو دیا اور یہ نہیں پوچھا کہ کیوں سوال کرتے ہو۔جب میں نے صاحب مال سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کیوں سوال کرتے ہو۔سوال تو تین مقامات پر جائز ہیں۔میں نے سوال کرنے کی حقیقت بیان کی۔تو ایک نے پچاس دوسرے نے انچاس اور تیسرے نے اڑتالیس دینار عطا کیے۔عثمان نے کہا ان نوجوانوں کی مانند کون ہو سکتا ہے؟ انہوں نے دانش کو اپنے لئے ذخیرہ کر لیا ہے اور خیر اور حکمت کو دوسروں سے کاٹ کر اپنے میں جمع کر لیا ہے۔

(۱۲۵) **تین باتوں میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر احسان کیا ھے:** ابی جعفر (امام محمد باقرؑ) نے ارشاد فرمایا کہ پروردگار عالم نے فرمایا کہ اے ابن آدم میں نے تجھ پر تین باتوں میں احسان کیا ہے اور ان کو پوشیدہ رکھا ہے اگر اس کو تیرے گھر والے جانتے تو تجھے دفن نہ کرتے۔تجھے بہت مال دیا، تجھ سے قرض مانگا تو تو نے کچھ نہ دیا اور موت کے وقت مال کا تیسرا حصہ دینے کا تجھے اختیار دیا لیکن تو نے اپنی بھلائی کے لئے آگے کچھ نہ بھیجا۔

(۱۲۶) **انسان اس وقت تک مشرک نہیں ھوتا جب تک تین باتوں میں سے کسی ایک کا ارتکاب نہ کرے:** عباس بن یزید جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ عوام کہتے ہیں کہ شرک تاریک رات میں چیونٹی کی چال سے زیادہ پوشیدہ ہے جو کالی چٹائی پر چل رہی ہو۔(آپؑ نے) فرمایا: آدمی اس وقت مشرک ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا نام لیے بغیر نماز پڑھے، یا اللہ تعالیٰ کے نام کے بغیر ذبح کرے، یا غیر خدا کے آگے دعا مانگے۔

(۱۲۷) **کم از کم تین چیزیں ملیں گی:** رسول اللہؐ کا ارشاد پاک ہے کہ میری امت کے افراد کو کم سے کم تین چیزیں ملیں گی۔ایک خوبصورتی، دوسری اچھی آواز، تیسری قوت حافظہ۔

(۱۲۸) **تین باتیں بہت سخت ھیں:** رسول اکرمؐ کا ارشاد پاک ہے کہ تین باتیں بہت سخت ہیں۔ایک ہاتھ پاؤں باندھ کر آدمی کی گردن اڑا

دی جائے، دوسرے دشمن کی زنجیر میں قید ہو، تیسرے اپنی بیوی پر کسی غیر مرد کو سوار دیکھے۔

(۱۲۹) **میری امت میں تین باتیں نہیں ہونگی:** رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ میری امت میں تین باتیں نہیں ہوں گی۔ ایک رہبانیت، دوسرے جہاں گردی، تیسرے خاموشی۔

(شرح: رہبانیت یہ ہے کہ شادی نہ کی جائے، عورتوں سے کنارہ کشی کی جائے اور گرجاؤں میں سب سے الگ ہو کر عبادت الٰہی کی جائے اور اس کا رواج عیسائیوں میں تھا۔ اور صحرانوردی کا مطلب ہے کہ کسی ایک مقام پر مستقل قیام نہ ہو جیسے خانہ بدوش بدوؤں کا دستور ہے۔ اور سکوت سارے دن خاموش رہنے کا روزہ ہے جس پر یہودی عمل پیرا ہوتے تھے۔ لیکن شریعت اسلام نے ان تمام اعمال کو جو معاشرتی زندگی کے خلاف ہیں ممنوع قرار دیا ہے۔)

(۱۳۰) **اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں تین چیزیں ہوں:** رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم فرشتے اس مکان میں داخل نہیں ہوتے جس میں تین باتوں میں سے ایک بھی ہو۔ ایک جس جگہ کتا ہو، دوسرے کسی جاندار کا مجسمہ (بت) ہو، تیسرے کوئی ایسا برتن جس میں پیشاب کیا جاتا ہو۔

(۱۳۱) **تین اشخاص نیکی اور بدی میں شریک ہیں:** رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نیکی انجام دی یا نیکی کا حکم دیا یا اس کی طرف رہنمائی کی وہ سب اس فعل میں شریک ہیں اور جس نے برائی کا حکم دیا یا برائی کی طرف رہنمائی کی یا اس کی طرف اشارہ کیا وہ سب گناہ میں شریک ہیں۔

(۱۳۲) **اللہ تعالیٰ نے مومن کو تین چیزیں دی ہیں:** جناب ابوجعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کو تین چیزیں عطا کی ہیں۔ ایک دنیا میں عزت، دوسرے آخرت میں نجات، تیسرے لوگوں کے دل میں رعب و دبدبہ۔

(۱۳۳) **دین میں تین آدمیوں سے ڈرنا چاہیئے:** سُلیم بن قیس ہلالی نے کہا کہ میں نے امیر المومنین (حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین آدمیوں سے دین کے بارے میں ڈرو۔ (۱) ایک قرآن پڑھنے والا جب اس کے چہرے سے قرآن کا نور چمکے تو وہ اپنے ہمسائے پر شرک کی تہمت لگا کر اس پر تلوار کھینچے۔ عرض کیا: یا امیر المومنین ان میں مشرک کون ہے؟ (آپؑ نے) فرمایا: تہمت لگانے والا۔ (۲) ایک شخص نے نئی باتیں پیش کیں، ذرا ان کو سنوارا۔ جب جھوٹی بدعت چل پڑی تو اس کو بدعت نے کافی فائدہ پہنچایا۔ (۳) اللہ تعالیٰ ایک شخص کو سلطنت دیتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ اس کی اطاعت خدا کی اطاعت اور اس کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔ یہ شخص جھوٹ بولتا ہے۔ خدا کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت ناجائز ہے۔ کسی کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اطاعت کا حق نہیں۔ معصیت میں اطاعت خدا نہیں ہے۔ گناہ گار حق اطاعت نہیں رکھتا۔ اطاعت اللہ کی اور اس کے رسول کی اور اولوالامر کی ہے کیونکہ یہ لوگ معصوم اور پاک ہیں۔ خدا کی نافرمانی کا حکم نہیں دیتے۔

(۱۳۴) **گرجا نشین (پادری) کا امام سے تین باتیں پوچھنا:** سلمہ کنیز فروش کا بیان ہے کہ میرے ایک ساتھی نے کہا کہ میں اس کے کھیت کی نگرانی کروں۔ کھیت کے پاس ایک گرجا گھر تھا۔ جب زوال کا وقت ہوتا تو میں وضو کرتا اور نماز پڑھتا تھا۔ ایک دن پادری نے مجھے بلایا اور کہا: یہ نماز کیسی ہے اس کو کسی کو پڑھتے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا: فرزند رسول نے اس کی تعلیم دی ہے۔ (اس نے) کہا: کیا وہ عالم ہیں؟ (میں نے) جواب دیا: ہاں وہ عالم ہیں۔ (اس نے) کہا کہ ان سے تین باتیں پوچھو۔ ایک انڈا دوسرے مچھلی اور تیسرے پرندے کی کیا کیا چیزیں حرام ہیں؟

میں نے اس سال حج کیا۔ میں ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ایک آدمی نے مجھ سے خواہش

ہے کہ میں آپ سے تین باتیں پوچھوں۔(آپ نے) فرمایا: وہ کیا ہیں؟ (میں نے) عرض کیا کہ اس نے سوال کیا ہے کہ انڈے مچھلی اور پرندے کی کیا چیزیں حرام ہیں؟ (آپ نے) فرمایا کہ انڈے کا جب تک نیچے سے سر نہ دیکھو اس کو نہ کھاؤ۔ جس مچھلی کا چھلکا نہ ہو اس کو نہ کھاؤ جب تک پرندے کا پوٹا نہ ہو نہ کھاؤ۔ میں حج کر کے واپس جان بوجھ کر پادری کے پاس گیا۔ اس کو امام کی بات سے آگاہ کیا، اس نے قسم کھا کر کہا کہ یہ صاحب نبی ہیں یا نبی کے وصی ہیں۔

اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ پانی والے اس پرندے کو کھانا چاہئے جس کا پوٹا یا خار ہو۔ خشکی کے اس پرندے کا گوشت کھانا چاہئے جو پر مار کر اڑے۔ صرف صف باندھ کر اڑنے کی چال سے پر مارنا زیادہ ہو تو اسے کھانا چاہئے۔ اگر صف باندھنے کی چال پر مارنے سے زیدہ ہے تو اس کو نہیں کھانا چاہئے۔

(۱۳۵) **اللہ تعالیٰ سے زمین تین چیزوں کی وجہ سے فریاد کرتی ھے:** رسول اللہؐ کا ارشاد پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ سے زمین تین چیزوں کے کرنے سے فریاد کرتی ہے۔ ایک خون ناحق کرنے سے، دوسرے زنا کے غسل کے پانی گرنے سے، تیسرے طلوع فجر سے پہلے سونے سے۔

(۱۳۶) **پروردگار عالم تین چیزوں کی حفاظت نہیں کرتا:** رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ ویران گھر میں آدمی کے سونے، دوسرے راستہ میں نماز پڑھنے، اور سواری بغیر باندھے چھوڑ دینے (پر اللہ حفاظت نہیں کرتا)۔

(۱۳۷) **تین اشخاص قیامت میں اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے:** موسیٰ بن جعفر (امام موسیٰ کاظمؑ) نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز تین اشخاص اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے جب کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ایک وہ شخص جو اپنے دینی بھائی کی شادی کرائے، دوسرے وہ جو اپنے دینی بھائی کی خدمت کرے، تیسرے وہ جو اپنے دینی بھائی کے راز کو راز رکھے۔

(۱۳۸) **تین چیزیں اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گی:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ تین چیزیں اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گی۔ ایک ویران مسجد جس کے پاس رہنے والے اس میں نماز نہ پڑھتے ہوں، دوسرے وہ عالم جو جاہلوں کے درمیان موجود ہو، تیسرے قرآن جو ایک کونے میں لٹکا ہوا ہو اور کوئی اس کو پڑھتا نہ ہو۔

(۱۳۹) **قران کے پڑھنے والے تین قسم کے ھیں:** جناب ابوجعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ قرآن کا پڑھنے والا ایک وہ شخص ہے جس نے اس کو پڑھ کر سرمایہ حیات بنالیا۔ اس نے بادشاہوں سے فائدہ اٹھایا، لوگوں کا آقا بنا۔ دوسرا وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اس کے الفاظ کو یاد کیا اس کے احکام پر عمل نہ کیا، اس کو ضائع کر دیا۔ تیسرا پڑھنے والا ایسا ہے جس نے قرآن پڑھا، اس کی تعلیمات کو دل کے درد کا آسرا بنایا رات کو اس سے مناجات کی، دن کو اس نے روزہ میں گزارا۔ مسجد میں اس کے ذریعہ عبادت کی۔ اپنے بستر سے الگ رہا۔ ایسے لوگوں کے ذریعہ پروردگار عالم بلاء اور مصیبت کو دور اور دشمنوں سے بدلہ لیتا ہے۔ ان کی وجہ سے آسمان سے بارش برساتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ قرآن کے عالم تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو قرآن کو اس لئے پڑھتا ہے کہ بادشاہوں اور اہل علم سے فائدہ اٹھائے اور لوگوں کا مالک بن سکے، ایسا شخص دوزخی ہے۔ دوسرا شخص وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اس کے معانی پڑھے لیکن اس پر عمل نہ کیا وہ بھی دوزخی ہے۔ تیسرا شخص جس نے قرآن پڑھا اس کے مطلب میں غور و فکر کیا۔ آیات محکم پر عمل کیا۔ متشابہ پر ایمان لایا، فرائض ادا کیے۔ حلال کو حلال [illegible] شخص جنتی [illegible] شخص [illegible] گا شفاعت کرے گا

(۱۴۰) **تین آدمیوں میں بڑے جرم والا کون ھے:** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی ہیں وہ نہیں جانتے کہ ان میں کون بڑا مجرم ہے۔ ایک وہ شخص جو جنازے کے ساتھ بغیر چادر کے چلے، دوسرا وہ شخص جو کہے کہ اس سے نرمی برتو، تیسرا وہ جو کہے کہ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو اللہ تعالیٰ تم کو بخشش دے گا۔ (دیکھیں حدیث ۲۲۸)۔

(۱۴۱) **تین مساجد کی طرف سفر کرنا چاھئے:** حضرت امیرالمومنین (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) نے فرمایا: مسجد حرام، مسجد نبویؐ اور مسجد کوفہ کی طرف جانا چاہئے۔ جناب علی بن موسیٰ (امام رضا علیہ السلام) نے فرمایا کہ ہماری قبور کی طرف سفر کرنا چاہئے۔ آگاہ ہو جاؤ میں زہر سے شہید کیا جاؤں گا، میں عالم مسافرت میں دفن کیا جاؤں گا۔ جو شخص میری زیارت کو آئے گا اس کی دعا قبول ہوگی اور اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(۱۴۲) **مولی میں تین فائدے ھیں:** حنان بن سدیر نے کہا کہ میں ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کے دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے مولی دیتے ہوئے فرمایا۔ اس کے تین فائدے ہیں۔ ایک اس کے پتے ریح (ہوا) خارج کرتے ہیں، اس کا مغز پیشاب جاری کرتا ہے، اس کی جڑ بلغم دور کرتی ہے۔

(۱۴۳) **تین چیزیں نقصان نھیں کرتیں:** منصور بن یونس نے کہا کہ میں نے ابوالحسن موسیٰ بن جعفر (امام موسیٰ کاظمؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین چیزیں نقصان نہیں کرتیں۔ ایک انگور رازقی، دوسرا گنّا اور تیسرا لبنانی سیب۔

(۱۴۴) **نبیؐ اس کے لئےجنت کے تین گھروں کے ضامن ھیں جس نے تین چیزیں چھوڑ دی ھوں:** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص کے لئے جنت میں تین گھروں کا ضامن ہوں (جن میں) ایک گھر صحن زار بہشت میں، دوسرا مرکز بہشت میں اور تیسرا بالائے بہشت ہوگا (اور یہ اس شخص کے لئے ہوگا) جس نے جنگ وجدل کو چھوڑ دیا اگرچہ وہ حق پر ہو، مذاق کے طور پر بھی جھوٹ نہ بولا ہو اور خوش اخلاق ہو۔

(۱۴۵) **حضرت امیر المومنینؑ کو تین گروھوں سے جنگ کا حکم ھوا:** علقمہ نے کہا کہ میں نے امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے ناکثین، قاسطین اور مارقین سے جنگ کرنے کا حکم ہوا۔ کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں۔ ناکثین جمل والے، قاسطین اہل شام اور معاویہ اور مارقین نہروان والے ہیں۔ میں نے اسے کتاب وصف قتال الشراۃ المارقین میں بیان کیا ہے۔

(شرح: جنگ جمل کے بانی اصلاً طلحہ وزبیر تھے جنہوں نے قتل عثمانؓ کے بعد مدینے میں منصب ومال کے لالچ میں امیرالمومنینؑ کی بیعت کی لیکن جب دیکھا کہ ہماری آرزوئیں بر نہیں رہیں تو عمرہ کے بہانے مدینے سے نکل کر مکہ چلے گئے اور عائشہؓ سے مل کر جمل کا ہنگامہ کھڑا کر دیا اور اس وجہ سے انہیں ناکثین (عہد توڑنے والے) کہا گیا ہے اور مارقین نہروان کے خارجی ہیں جو صفین میں حکمین کے فیصلے کے بعد امیرالمومنینؑ کے خلاف صف آراء ہوئے اور دین اسلام سے خارج ہو گئے اور مارقین قرار پائے یعنی تقدس واحتیاط کی شدت کی بناء پر دائرۂ دین سے نکل گئے بالکل اسی طرح جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔)

(۱۴۶) **جس میں تین باتیں نہ ھوں اس کا اللہ اور رسولؐ سے کوئی تعلق نھیں:** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں تین چیزیں نہ ہوں گی اس کا اللہ اور اس کے رسولؐ سے کوئی تعلق نہیں۔ عرض کیا گیا: وہ کونسی چیزیں ہیں؟ (آپؐ نے) فرمایا کہ ایک علم جس سے جہالت کو دور کیا جا سکے، دوسرے اچھا اخلاق جس سے لوگوں میں زندگی گزارے، تیسرے پرہیزگاری جس سے خدا کے گناہ سے بچے۔

(۱۴۷) **حرمات خدا تین ھیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ حرمات خدا تین ہیں جس نے ان کا خیال رکھا خدا اس شخص کے دین اور دنیا کا خیال رکھے

گا۔ جوان کا خیال نہیں رکھے گا خدا اس کا کسی چیز میں خیال نہیں رکھے گا۔ (وہ ہیں) اسلام کی عزت، میری عزت اور میری عترت کی عزت۔

ابن عباسؓ نے کہا: حرمات خدا تین ہیں ان کے برابر کوئی چیز نہیں۔ ایک کتاب خدا جس میں خدا کا نور اور حکمت ہے، ایک خدا کا گھر جس کو لوگوں کا قبلہ قرار دے دیا ہے، خدا صرف اس کی خاطر نماز روزہ میں توجہ قبول کرتا ہے، تیسرے تمہارے نبی کی عترت۔

(شرح: مقصد یہ ہے کہ حالت نماز و وقت ذبیحہ اور کیفیت احتضار اور ارکان حج کی بجا آوری میں جہاں جہاں بھی قبلہ رو ہونے کی شرط ہے وہاں قبلہ کی طرف رخ کرنا ہے۔)

(۱۴۸) **ایمان کی حقیقت تین ھیں:** جناب ابوجعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) نے فرمایا کہ رسول اکرمؐ سفر میں جا رہے تھے کہ آپؐ کو اونٹ سوار ملے۔ انہوں نے کہا: السلام علیک یا رسولؐ اللہ۔ آپؐ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، تم کون ہو؟۔ (انہوں نے) کہا ہم مومن ہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا: تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ (انہوں نے) عرض کیا: اللہ کے فیصلے پر راضی ہونا، اس کے حکم کو تسلیم کرنا، تمام امور کو اللہ کے سپرد کرنا۔ آپؐ نے فرمایا: تم عالم اور حکیم ہو، قریب ہے کہ دانائی میں انبیاء کے قریب ہو جاؤ اگر تم سچے ہو۔ جس گھر میں نہ رہو اس کو نہ بناؤ، جس مال کو نہ کھاؤ اس کو جمع نہ کرو، اللہ سے ڈرو۔ اس کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔

(شرح: ایمان، اصول دین اور احکامات اسلامی کی پابندی کا نام ہے اور ایمان کے دس درجے ہوتے ہیں۔ اور جس ایمان کا اس حدیث شریف میں ذکر ہوا ہے وہ اس ایمان سے بھی ایک بلند درجہ ہے جو مقام پیمبری سے قریب تر ہے۔)

(۱۴۹) **حج تین وجوھات کی بناء پر واقع ھوتا ھے:** جناب ابوجعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) نے فرمایا کہ آدمی حج کو تین طرح کرتا ہے۔ ایک شخص حج قران کی نیت کرتا ہے اور قربانی کا جانور لے جاتا ہے۔ اس کو حج قران کہتے ہیں۔ ایک شخص حج افراد کی نیت کرتا ہے قربانی کا جانور ساتھ نہیں لے جاتا اس کو حج افراد کہتے ہیں۔ ایک شخص میقات سے حج تمتع کی نیت کرتا ہے کہ مکہ میں جا کر حج کا احرام باندھوں گا۔ اس کو حج تمتع کہتے ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا حاجی تین ہیں۔ ان میں قسمت کا اچھا وہ ہے جس کے گذشتہ آئندہ گناہ بخش دیئے جائیں اور اللہ تعالی اس کو دوزخ کے عذاب سے بچالے، دوسرا وہ ہے جس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں اور آئندہ گناہوں کا ذمہ دار خود ہوگا، تیسرا وہ جس کا حج نہیں (البتہ) اس کا اہل اور مال محفوظ ہوگا (دنیا میں)۔

(۱۵۰) **تین باتوں میں منع کرنا ھے:** جناب امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) نے اپنے بیٹے محمد حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ تجھے تکبر سے، برے اخلاق سے اور بے صبری سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ان تین باتوں کے ہوتے ہوئے تمہارا کوئی دوست نہیں ہوگا ہمیشہ لوگ تم سے دور رہیں گے۔ لوگوں سے محبت سے پیش آؤ، لوگوں کی تکلیف (دہی) پر صبر کرو، سچے دوست پر اپنا مال اور جان خرچ کرو۔ جاننے والوں سے نیکی کرو، انہیں پاس بلاؤ۔ عوام الناس سے محبت اور خندہ پیشانی سے ملو۔ دشمن سے عدل و انصاف کرو۔ اپنے دین اور عزت کو ہر شخص سے بچاؤ۔ اس کی خود دیکھ بھال کرو۔ یہ بات تمہارے دین اور دنیا دونوں کو ٹھیک رکھے گی۔

(۱۵۱) **تین مقام پر کالا رنگ جائز ھے:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کالا رنگ مکروہ ہے مگر تین کالی چیزیں استعمال کی جاسکتی ہیں ایک عمامہ، دوسرے موزہ اور تیسرے ردا (چادر)۔

(۱۵۲) **حج بیت اللہ جانے والے میں یہ تین عادتیں ھونی چاھئیں:** جناب ابوجعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) نے فرمایا کہ حج کرنے والے میں

تین صفات موجود ہونی چاہئیں۔اس میں پرہیز گاری ہو جو اس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے دور رکھے،اس میں بردباری ہو جو اس کو اللہ کی ناراضگی سے باز رکھے،تیسرے اچھا ساتھی ہو۔

(۱۵۳) **ضیافت تین دن کی ھوتی ھے:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مہمانی کا حق تین روز تک ہے۔اس کے بعد صدقہ ہے۔پھر فرمایا اپنے بھائی کے پاس اس وقت تک مہمان رہو کہ اسے گناہ گار (زیر بار) نہ بناؤ۔عرض کیا گیا: کیونکر گناہ گار بنائے گا؟ (آپؐ نے) فرمایا کہ اس کے پاس خرچ کرنے کے لئے کچھ نہ رہ جائے۔

(۱۵۴) **تین باتوں سے مسلمان کے دل میں کھوٹ نہیں ھوتی:** رسول اللہؐ نے آخری حج کے موقع پر منیٰ کے مقام پر مسجد خیف میں خطبہ دیا،اللہ کی تعریف اور ثناء کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی مدد کرے جس نے میری بات سنی اور اسے یاد رکھا۔اس شخص کے پاس پہنچایا جس نے اسے نہیں سنا۔بعض اوقات کوئی ایسا شخص مسئلہ بیان کرتا ہے جسے وہ خود نہیں سمجھتا لیکن سننے والا اس سے استفادہ کرتا ہے اور بعض اوقات خود مسئلہ سمجھتا ہے اور اسے اپنے سے زیادہ فہم رکھنے والے کے سامنے بیان کرتا ہے اور وہ سننے والا اس سے بہتر طور پر استفادہ کرتا ہے۔تین باتوں میں مسلمان کے دل میں کھوٹ نہیں ہوتا۔کام میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص،ائمہ مسلمین کی نصیحت پر عمل،مسلمان معاشرہ کی خدمت اور ان کا ساتھ دینا پس ان کی دعوت تمام مسلمانوں کو شامل کرتی ہے۔ایک دوسرے کے بھائی ہونے میں ان کا خون برابر ہوتا ہے۔اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہیں ان میں کم ترین ان کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے۔تمام مسلمان ایک دوسرے کے مقابل میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

(شرح:اس کا مطلب یہ ہے کہ کم ترین لوگ بھی جو کام سرانجام دیتے ہیں وہ سب کی جانب سے ہوتا ہے مسلمانوں میں سے کسی پست ترین مسلمان نے بھی اگر کسی کافر کو پناہ دیدی ہے اور اس سے امان کا وعدہ کرلیا ہے تو تمام افراد پر لازم ہے کہ اس عہد و پیمان کا احترام کریں اور اس کو قبول کریں کیونکہ حقیقی مسلمان کو اسلام کے معاشرتی مصالح مدِ نظر رکھنا چاہئے اور خود پسندی اور مفاد پرستی سے بالاتر ہونا چاہئے اور جو بھی عہد و پیمان غیر مسلموں کے ساتھ کیا جاتا ہے اسی میں اسلام کا مفاد پوشیدہ ہوتا ہے چنانچہ دوسروں کو بھی اس کے قول کا پاس اور اس کے پیمان کی توثیق کرنی چاہئے اور اسی طریقے سے اسلام کی یگانگت،آزادی اور عام مسلمانوں کی صلاحیت ثابت ہوتی ہے اور اس کے ذریعے اسلامی معاشرہ کا تعارف اس انداز سے ہوتا ہے کہ تمام افراد معاشرہ گویا ایک فرد واحد کی حیثیت رکھتے ہیں اور سود و زیاں میں ایک دوسرے کے ساتھ مشترک ہیں اور ہر ایک میں معاشرہ کی نمائندگی کی صلاحیت ہے بلکہ حقیقتاً وہ ایک دوسرے کے نمائندے ہیں جیسے شاعر عرب نے اپنے بارے میں یہ لکھا ہے:

من تلق منهم نقل لا قيت سيدهم

مثل النجوم التي يسرى بها الساری

کہ تو جس کے پاس بھی جائے تجھے یوں لگے کہ جیسے وہی سب سے بزرگ ہستی ہے۔کہ جیسے شب تاریک میں ستارے درخشاں (روشن) ہوتے ہیں۔

ہم آج کل کے مسلمانوں کے لئے جو صرف ظاہری طور پر اسلام کے نام لیوا ہیں ان اسلامی احکامات کو قبول کرنا بڑا مشکل لگتا ہے لیکن اگر ہم حقیقی مسلمانوں کی ان صفات کو جو پیغمبر اکرمؐ نے درج بالا پانچ فقروں میں بیان فرمائی ہیں بنظر غایت غور کریں تو ہم بہت جلد ان روشن احکام کو قبول کرلیں گے۔)

(۱۵۵) **نبی ؑ نے فرمایا میں قسم کھاتا ہوں کہ تین چیزیں برحق ہیں:** رسول اللہؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تین چیزیں برحق ہیں۔ ایک تم، دوسرے تمہارے بعد ہونے والے اوصیاء، تیسرے اللہ تعالیٰ کی شناخت کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت تمہاری معرفت کے ذریعہ ہوتی ہے۔ جنت میں وہ شخص داخل ہوگا جس کو تم جانتے ہوں گے اور وہ تمہیں جانتا ہوگا۔ دوزخ میں وہ جائے گا جو تمہارا منکر ہو گا اور تم اس کے منکر ہو گے۔

(۱۵۶) **مرنے کے بعد تین چیزیں فائدہ دیں گی:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا کہ مرنے کے بعد انسان کو تین چیزیں فائدہ دیتی ہیں۔ ایک اپنی زندگی میں صدقہ جاریہ کیا ہو جو قیامت تک جاری رہے گا۔ دوسرے خود کوئی چیز وقف کی ہو جو کسی کی میراث نہ ہو۔ تیسرے نیک کام کیا ہو جس پر خود عمل کیا اور اس کے مرنے کے بعد لوگ عمل کرتے ہوں گے اور نیک فرزند چھوڑا ہو جو اس کی بخشش کی دعا کرتا ہو۔

(شرح: وقف ظاہری کے علاوہ صدقہ جاریہ سے مراد وہ نیک امور ہیں جو اس شخص کی ملکیت میں رہے ہوں لیکن بعد میں لوگ اس سے استفادہ کرتے رہیں۔ جیسے پانی کا کنواں، یا پل یا پانی کا حوض جو اس نے اپنے لئے بنایا تھا لیکن اب دوسرے لوگ بھی اس سے بہرہ ور ہو رہے ہوں۔)

(۱۵۷) **اللہ تعالیٰ تین لوگوں کو جنت میں جگہ نہیں دے گا:** ابوہارون مکفوف نے کہا کہ مجھے جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ پروردگار عالم اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اس کا پڑوسی خیانت کرنے والا نہیں ہوگا۔ میں نے عرض کیا: خیانت کرنے والا کون ہوگا؟ (آپؑ نے) فرمایا: جس نے ایک درہم اپنے مومن بھائی سے ذخیرہ کر رکھا یا دنیا کی کوئی چیز اس سے روک رکھی ہو۔ میں نے عرض کیا: میں اللہ تعالیٰ کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ (آپؑ نے) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ تین قسم کے لوگ جنت میں نہیں جائیں گے۔ ایک وہ جس نے اللہ کے حکم کو رد کیا ہو، دوسرے حکم پیشوا اور امام برحق کو رد کیا ہو، تیسرے مرد مومن کا حق روک رکھا ہو۔ میں نے عرض کیا: اپنا بچا ہوا مال روک رکھا ہو؟ (آپؑ نے) فرمایا: اپنی روح اور اپنی جان دینے میں دریغ نہ کرے۔ اگر خود جان دینے میں دریغ کرے تو اس کا دینی بھائی نہیں ہے۔ وہ شیطان کی اولاد ہے۔

اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ روح اور جان دینے کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ اس کی مدد کا محتاج ہو تو اس کی حاجت برآوری میں پوری کوشش کرے۔

(۱۵۸) **باپ تین ہیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا کہ باپ تین ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے مومن کو جنا، جن نے مومن اور کافر کو جنا۔ ابلیس نے کافر کو جنا۔ ان میں جننے کا سلسلہ نہیں ہے وہ انڈے دیتے ہیں اور بچے پیدا کرتے ہیں ان میں مادہ نہیں ہے۔

(۱۵۹) **مومن کو تین عادتیں عطا ہوئی ہیں:** جناب ابوجعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کو تین عادتیں عطا کی ہیں۔ ایک دنیا میں عزت، دوسرے آخرت میں کامیابی، تیسرے ظالموں کے دل میں خوف اور پھر یہ آیت پڑھی **وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین۔ قد افلح المومنون** کو **ھم فیھا خالدون** تک پڑھا۔

(۱۶۰) **لوگ تین چیزوں کی آرزو کرتے ہیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا کہ سزاوار ترین مرد چاہتے ہیں کہ تمام کنجوس دولت مند ہو جائیں کیونکہ جب تمام لوگ دولت مند ہو جائیں گے تو کسی سے لینے کی توقع نہیں رکھیں گے۔ سزاوار ترین مرد چاہتے ہیں کہ عیب دار شخص زیادہ ہو جائیں جب عیب دار مرد زیادہ ہو جائیں گے تو کسی کی عیب جوئی نہیں کریں گے۔ سزاوار ترین مرد چاہتے ہیں کہ تمام عقلمند

حلیم اور با حوصلہ ہو جائیں برخلاف کنجوسوں کے وہ چاہتے ہیں کہ لوگ پریشان ہوں۔ آلودگان چاہتے ہیں کہ لوگ آلودہ اور معتوب ہوں۔ بے عقل لوگ چاہتے ہیں کہ تمام لوگ بے عقل ہوں کیونکہ فقر کی صورت میں کنجوسوں کے محتاج ہوں گے۔ فساد و عیب جوئی عیب والے کا کام ہے۔ بے وقوف اور بے عقل کے گناہ محسوب نہیں ہوتے۔

(۱۶۱) **امور تین ھیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ امور تین ہیں۔ ایک وہ امر جس کی اچھائی تجھے معلوم ہو اس پر عمل کرو۔ دوسرا وہ جس کی گمراہی تم پر ظاہر ہو اور اس کو تم چھوڑ دو۔ تیسرا وہ جس میں اختلاف ہو اس کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دو۔

(۱۶۲) **چور تین ھیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا کہ چور تین ہیں۔ ایک زکوٰۃ نہ دینے والا، دوسرا وہ جو اپنی عورت کا حق مہر کھا گیا، تیسرا وہ شخص جس کا ارادہ قرض لے کر واپس کرنے کا نہ ہو۔

(۱۶۳) **فرشتوں کے گروہ تین ھیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ فرشتوں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کے دو پر ہیں، دوسرے وہ جن کے تین پر ہیں، تیسرے وہ جن کے چار پر ہیں۔

(۱۶۴) **جن اور انسان تین تین قسم کے ھیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے ارشاد فرمایا کہ جنات کے تین حصے ہیں۔ ایک حصہ فرشتوں کے ساتھ رہتا ہے، دوسرا ہوا میں رہتا ہے، تیسرا حصہ کتوں اور سانپوں کی شکل میں موجود ہے۔ انسانوں کے تین حصہ ہیں۔ ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے جب اللہ تعالیٰ کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ دوسرے وہ ہوں گے جن سے حساب ہوگا اور عذاب میں ہوں گے۔ تیسرے وہ ہوں گے جن کی شکلیں انسانوں جیسی ہوں گی ان کے دل شیاطین کے دل ہوں گے۔

(۱۶۵) **تین اشخاص کے پیچھے نماز نھیں پڑھنی چاھیئے:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ تین اشخاص کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ ایک جاہل، دوسرا جھوٹ بولنے والا، تیسرا وہ جو کھلم کھلا بدکاری کرتا ہو اگرچہ خوش عقیدہ ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۶۶) **تین چیزیں کھانے سے جسم موٹا اور تین چیزیں کھانے سے جسم پتلا ھوتا ھے:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ تین چیزیں کھانے سے جسم موٹا ہوتا ہے۔ اور تین چیزیں کھانے سے جسم پتلا ہوتا ہے۔ جن چیزوں سے جسم موٹا ہوتا ہے وہ یہ ہیں۔ ایک ہمیشہ گوشت کھانا، دوسرے خوشبو سونگھنا، تیسرے نرم کپڑے پہننا۔ جن چیزوں سے جسم پتلا ہوتا ہے وہ یہ ہیں۔ ایک انڈا کھانے سے، دوسرے مچھلی کھانے سے، تیسرے گل خرما کھانے سے۔

کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ روزانہ نہانے سے جسم لاغر ہو جاتا ہے اور ایک روز چھوڑ کر نہانا چاہئے۔

(۱۶۷) **مسلمانوں کے تمام احکام تین طریقوں سے جاری ھوتے ھیں:** جناب امیر المومنین (علی ابن ابی طالب علیہ السلام) نے فرمایا کہ مسلمانوں کے تمام احکام تین طریقوں سے جاری ہوتے ہیں۔ ایک شہادت عادلہ سے، دوسرے قطعی قسم سے، تیسرے وہ حکم جو ائمہ طاہرینؑ کی طرف سے پہنچا ہو۔

(۱۶۸) **تین چیزیں تین چیزوں کے ساتھ ھیں:** جناب ابوالحسن الرضا (امام علی رضاؑ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کا حکم دیا جو دوسری تین چیزوں سے ملی ہوئی ہیں۔ نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جو نماز پڑھے اور زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اپنے والدین کا شکر کرنے کا حکم دیا جس نے والدین کا شکر ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔ اللہ سے ڈرنے اور صلہ رحمی کا حکم دیا جس نے صلہ رحمی نہ کی وہ اللہ سے نہیں ڈرتا۔

(۱۶۹) تین چیزیں اللہ سے سفارش کریں گی اور سفارشیں قبول ہوں گی: رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ تین چیزیں اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں گی اوران کی سفارش قبول ہوگی۔ایک انبیاء کی سفارش،دوسرے علماء کی سفارش،تیسرے شہداء کی سفارش۔

(۱۷۰) سب سے پہلے قرعہ اندازی تین کے لئے ہوئی: جناب ابوجعفرؑ(امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس کے لئے قرعہ اندازی کی گئی وہ مریمؑ بنت عمران تھیں۔اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے رسول(آپؐ) تو اس وقت نہیں تھے جب مریمؑ کے لئے لوگوں نے پانی میں قرعے ڈالے کہ اس کی سرپرستی کون کرے گا؟ یہ قرعہ چھ تھے۔

حضرت یونسؑ کے لئے قرعہ اندازی ہوئی۔تین بار حضرت یونسؑ کا نام نکلا۔وہ کشتی کے درمیان آئے۔مچھلی منہ پھیلائے ہوئے تھی۔ حضرت یونسؑ نے اپنے آپ کو اس کے منہ میں دے دیا۔

عبدالمطلبؑ کے نوفرزند تھے انہوں نے نذر مانگی کہ اگر اللہ تعالیٰ ایک اور فرزند عطا کرے گا تو اس کو ذبح کریں گے۔جناب عبداللہؑ پیدا ہوئے۔ان کو ذبح نہیں کر سکتے تھے کیونکہ جناب رسول اللہؐ آپ کی نسل میں تھے۔دس اونٹوں اور عبداللہؑ کے درمیان قرعہ ڈالا تو عبداللہ کے نام نکلا۔دس دس اونٹ زیادہ کرتے گئے قرعہ عبداللہ کے نام نکلتا گیا۔جب سو(۱۰۰)اونٹ ہوگئے تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا۔

عبد نے کہا میں نے اپنے رب کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔تین مرتبہ قرعہ ڈالا گیا۔تینوں مرتبہ اونٹوں کے نام نکلا۔کہا اب میرا رب مجھ سے راضی ہے۔چنانچہ اونٹوں کو نحر کیا۔

(۱۷۱) سفرجل (بِہی) میں تین خوبیاں ھیں: شہاب بن عبدربہ نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ(امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ زبیر رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس کے ہاتھ میں ایک بِہی تھی۔(آپؐ نے) فرمایا:اے زبیر تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟اس نے عرض کیا:بِہی ہے۔(آپؐ نے) فرمایا:بِہی کھاؤ اس میں تین خصوصیات ہیں۔اس نے عرض کیا کونسی؟(آپؐ نے) فرمایا:دل کو گرم،کنجوس کو سخی،اور بزدل کو بہادر بناتی ہے۔

مؤلف کتاب ہذا فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ محمد بن حسن کو فرماتے ہوئے سنا۔وہ حضرت صادق (امام جعفر صادقؑ) سے روایت کرتے ہیں کہ زبیر باقاعدہ،ہم اہل بیت کے ساتھ رہے۔جب ان کا فرزند بدکار ہوا تو اس نے ان کو گمراہ کیا اور انہوں نے پہلا عقیدہ ترک کردیا۔

(۱۷۲) پیاز میں تین خوبیاں ھیں: سیاہ غلام بیچنے والا میسر کہتا ہے کہ میں نے جناب ابوعبداللہ(امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ پیاز کھاؤ اس میں تین خوبیاں ہیں ایک منہ کو خوشبودار کرتی ہے،دوسری دانت سخت کرتی ہے،تیسرے نطفہ اور باہ کو بڑھاتی ہے۔

(۱۷۳) ورد تین چیزوں میں اثر کرتا ھے: رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ(لکھی ہوئی دعاؤں کا)ورد تین چیزوں میں اثر کرتا ہے۔بچھو کا کاٹا ہوا،دوسرے نظربد،تیسرا نہ گرایا ہوا خون۔

(شرح:اس سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ خون کی تاثیر اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ پچھنے لگانے سے بھی اس کو زائل نہیں کیا جا سکتا۔)

(۱۷۴) تین چیزیں دین میں سمجھداری کی علامت ھیں: جناب ابوالحسن(امام علی رضاؑ) نے فرمایا کہ فہم اور بصیرت کی علامت بردباری عقلمندی اور خاموشی ہے۔خاموشی حکمت کا دروازہ ہے۔خاموشی محبت لاتی ہے اور بھلائی کی طرف راستہ دکھاتی ہے۔

(۱۷۵) تین چیزوں میں پھونکنا برا ھے: جناب ابوعبداللہ(امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ لکھی ہوئی دعا،گرم کھانا اور سجدہ کرنے کی جگہ

پھونک مارنا برا ہے۔

(۱۷۶) **جس میں یہ تین عادتیں ہوں گی وہ دوزخ میں ہوگا:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین عادتیں ہوں گی وہ یقیناً دوزخ میں ہوگا۔ ایک جفا کرنے والا، دوسرا بزدل، تیسرا کنجوسی کرنے والا۔ اگر عورت میں یہ تین باتیں ہوں گی تو وہ دوزخ میں ہوگی۔ ایک بے شرمی، دوسرے خودفروشی، تیسرے بدکاری۔

(۱۷۷) **حرام مال کمانے سے تین چیزیں مسلط ہوتی ہیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ جو شخص حرام مال کمائے گا پروردگار عالم اس شخص پر تین چیزیں مسلط کرے گا۔ ایک عمارت، دوسرے پانی، تیسرے مٹی۔

(۱۷۸) **تین باتوں میں مومن کے لئے آرام (راحت) ہے:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ مومن کے لئے تین باتوں میں آرام وراحت ہے۔ ایک وسیع گھر میں جو اس کے عیب کو بری حالت میں چھپائے رکھے گا، دوسرے نیک عورت جو دنیا اور آخرت کے کام میں اس کی مدد کرے گی، تیسرے بیٹی یا بہن جسے موت یا شادی کے بعد گھر سے جدا کرے گا۔

(۱۷۹) **مرد کی سعادت تین چیزوں میں ہے:** جناب علیؑ بن حسینؑ (امام زین العابدینؑ) نے فرمایا کہ آدمی کے لئے سعادت یہ ہے کہ اس کی روزی کا سلسلہ اس کے وطن میں ہو، دوسرے اس کے پاس اٹھنے بیٹھنے والے نیک لوگ ہوں، تیسرے اس کا نیک فرزند اس کا مددگار رہو۔

(۱۸۰) **تین اشخاص کی دعا قبول نہیں ہوتی:** ولید بن صبیح نے کہا کہ میں نے جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) کی خدمت میں حاضر تھا ان کے پاس خرمے کا ایک تھال رکھا ہوا تھا۔ ایک سائل آپؑ کے پاس آیا۔ آپؑ نے اس کو اس میں سے دے دیا۔ دوسرا سائل آیا اس کو دیا۔ تیسرا سائل آیا (آپؑ نے) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے رزق میں وسعت دے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے پاس تیس یا چالیس ہزار کا مال ہو پھر اپنی مرضی سے راہ حق میں تقسیم کردے اور اس کے پاس کچھ نہ رہے وہ ان تین آدمیوں میں سے ہوگا جن کی دعا قبول نہیں ہوگی۔ میں نے عرض کیا: میں قربان جاؤں وہ لوگ کون ہیں؟ (آپؑ نے) فرمایا کہ ایک شخص کو خدا نے مال سے نوازا، اس نے تمام مال راہ خدا میں خرچ کردیا اور کہتا ہے کہ اے اللہ مجھے رزق دے۔ دوسرا وہ شخص جو اپنی بیوی پر ظلم کرتا ہے اور اس سے نفرت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ کیا میں نے اس کے نہ رکھنے کا اختیار تجھے نہیں دیا تھا؟ تیسرے وہ شخص جو گھر میں بیٹھ گیا، دروازہ بند کردیا، روزی کی تلاش میں نہ نکلا۔ اور کہتا ہے کہ اے اللہ مجھے روزی عطا کر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تیری روزی کا راستہ مقرر نہیں کیا تھا؟۔

(۱۸۱) **سالانہ روزے ہر ماہ تین روز کے ہیں:** علی بن ابی حمزہ نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) سے دریافت کیا کہ رسول اکرمؐ سال میں کتنے روزے رکھتے تھے؟ (آپؑ نے) فرمایا کہ ہر ماہ تین روزے رکھتے تھے۔ پہلے عشرہ میں جمعرات کا روزہ۔ دوسرے عشرہ میں بدھ کا روزہ۔ آخری عشرہ میں جمعرات کا روزہ۔ یہ تین روزے پورے ماہ کے روزے کے برابر ہیں۔ پروردگار عالم کا ارشاد ہے کہ جو ایک نیکی لائے گا اس کو دس نیکیاں ملیں گی۔ جو شخص کمزوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے اس کو ایک درہم صدقہ دینا چاہئے۔ ایک درہم کا صدقہ ایک دن کے روزے سے افضل ہے۔

(۱۸۲) **مومن کی سرگرمی تین چیزوں میں ہے:** جناب ابوجعفرؑ (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ مومن کی سرگرمی تین چیزوں میں ہے۔ ایک عورتوں سے متعہ کرنا۔ دوسرے دوستوں سے سچی محبت کرنا۔ تیسرے نماز شب پڑھنا۔

(۱۸۳) **جس شخص کو تین چیزیں مل گئیں گویا اسے تمام چیزیں مل گئیں:** رسول اکرمؐ نے ابودرداؓ سے فرمایا کہ جس شخص نے صبح تندرستی اور امن میں کی کہ اس کی روز کی خوراک بھی اس کے پاس ہو وہ ایسا ہے گویا اس کو تمام دنیا مل گئی ہو۔ اے فرزندِ خثعم تیرے لئے کافی ہے کہ تو سیر ہو کر کھائے۔ جس چیز کا چھپانا ضروری ہے اس کو چھپائے اگر اپنے لئے گھر ہے تو بہت اچھا ہے اگر سواری کے لئے گھوڑا ہے تو بہت اچھا ہے اور اگر پانی کا پیالہ ہے تو اس میں حساب ہوگا یا عذاب ہوگا

(شرح: مال حلال ہے تو حساب اگر حرام ہے تو عذاب ہوگا۔)

(۱۸۴) **رسول اللہؐ نے خندق میں تین مرتبہ کدال ماری اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا:** رسول اللہؐ نے خندق کھودنے کا حکم دیا۔ ایک بہت بڑا اور سخت پتھر خندق میں دریافت ہوا۔ کوئی کدال اس پر اثر نہیں کر رہی تھی۔ رسول اللہؐ خود تشریف لائے اس کو دیکھا اپنے کپڑے کو چڑھا کر کدال کو پکڑا اور بسم اللہ کہہ کر کدال ماری پتھر کا تیسرا حصہ ٹوٹ گیا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ اکبر! ملک شام کی کنجیاں میرے حوالے کر دی گئی ہیں۔ بخدا میں سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔ دوسری مرتبہ زور سے کدال ماری اور بسم اللہ کہا۔ تیسرا حصہ ٹوٹ گیا۔ اللہ اکبر کہا اور کہا: مجھے فارس کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ میں مدائن کے سفید محل دیکھ رہا ہوں۔ تیسری مرتبہ پھر کدال ماری باقی پتھر بھی ٹوٹ گیا اللہ اکبر کہا کہ مجھے یمن کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ میں یہاں سے کھڑے ہو کر صنعا کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔

(۱۸۵) **تین کام پروردگار عالم کو زیادہ پسند ہیں:** عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کون کون سے کام زیادہ پسند ہیں۔ (آپؐ نے) فرمایا: وقت کے اندر نماز پڑھنا، دوسرے والدین کے ساتھ نیکی کرنا، تیسرے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ اتنا مجھ سے کہا اگر میں زیادہ پوچھتا تو زیادہ بتاتے۔

(۱۸۶) **تین چیزیں اس امت پر خوفناک ترین ہیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں اپنی امت سے تین چیزوں میں ڈرتا ہوں۔ ایک عالم کی غلطی سے، دوسرے منافق سے جو اپنے غلط مدعا کا ثبوت قران سے پیش کرے، تیسرے دنیا سے جو تمہاری گردن مار دے اور اس کا الزام (بھی) تمہارے اوپر عائد کرے۔

(۱۸۷) **جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان لائے گا وہ تین کام نہیں کرے گا:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھے گا وہ تین کام نہیں کرے گا۔ ایک برہنہ ہو کر حمام میں نہیں جائے گا، دوسرے جس دسترخوان پر شراب ہوگی وہاں کھانا نہیں کھائے گا، تیسرے اپنی بیوی کو گھر کے باہر حمام میں نہیں جانے دے گا۔

(۱۸۸) **اس امت میں تین باتیں ہونے سے ڈر لگتا ہے:** رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ مجھے اپنے بعد اپنی امت میں تین باتوں کے ہونے سے ڈر لگتا ہے ایک قران کی صحیح اور حقیقی معنوں میں تفسیر نہیں کریں گے، دوسرے عالم کی غلطی پر عمل کریں گے، تیسرے ایسے مال کی زیادتی ہوگی جس سے وہ گمراہ ہو جائیں گے اور اترائیں گے۔ ابھی ان کا علاج بتاتا ہوں۔ قران کی محکم آیات پر عمل کرو، متشابہات پر صرف ایمان لاؤ، عالم کی آزمائش کا انتظار کرو، اس کی لغزش پر عمل نہ کرو۔ مال سے بچنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اللہ کا شکر ادا کرو مال کا حق ادا کرو۔

(شرح: نعمت مال پر شکر کا مطلب یہ ہے کہ اس جگہ خرچ نہ ہو جو خدا کو ناپسند ہے۔ اور اس مال کے حقوق واجب و مستحب ادا کر دیئے گئے ہوں۔)

(۱۸۹) **آنحضرتؐ کو دنیا کی تین چیزیں پسند تھیں:** نبیؐ نے فرمایا کہ میرے لئے دنیا میں عورتیں، خوشبو اور نماز میری آنکھوں کی

ٹھنڈک اور روشنی ہے۔ حضرت انس جناب رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے تمہاری دنیا سے عورتیں، خوشبو اور میری آنکھوں کی روشنی نماز پڑھنے سے ہے۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ منکر خدا کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے دنیا سے عورتیں، خوشبو پسند ہے۔ تیسری چیز کہنے سے شرما گئے اور نماز کا نام لے لیا۔ وہ جھوٹے ہیں۔ اس حدیث میں رسول اللہؐ کی مراد نماز بھی کیونکہ اگر شادی شدہ آدمی دو رکعت نماز پڑھے گا وہ غیر شادی شدہ آدمی کی ستر (۷۰) رکعت نماز سے افضل ہوگی۔ آنحضرتؐ کو عورتیں نماز کی وجہ سے محبوب تھیں۔ اسی طرح فرمایا کہ اگر عطر لگا کر آدمی دو رکعت نماز پڑھے گا تو وہ عطر نہ لگانے والے شخص کی ستر (۷۰) رکعت نماز سے افضل ہوگی۔ عطر نماز کی وجہ سے محبوب تھا۔ پھر فرمایا میری آنکھوں کی روشنی نماز ہے کیونکہ اگر کوئی شخص عطر (خوشبو) لگاتا ہے اور شادی کرتا ہے پھر نماز نہیں پڑھتا ہے تو اس کو شادی کرنے اور خوشبو لگانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

(۱۹۰) **جناب صادقؑ (امام جعفر) تین چیزوں سے فارغ نہیں ہوتے تھے:** مالک بن انس مدینہ کے فقیہ کا بیان ہے کہ میں اکثر جعفر بن محمدؑ (امام صادقؑ) کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا تھا۔ آپؑ مجھے تکیہ پیش کرتے میری منزلت جانتے اور فرماتے کہ اے مالک میں تجھے دوست رکھتا ہوں۔ میں اس سے خوش ہوتا، اللہ کی حمد کرتا۔ آپ کا معمول تھا کہ تین باتوں سے خالی نہیں ہوتے تھے۔ ایک روزہ دار ہوتے یا نماز پڑھتے یا خدا کو یاد کرتے۔ آپؑ بڑے عابد، بڑے زاہد اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے، کثیر الحدیث تھے خوش مجلس اور آپؑ سے بہت فوائد حاصل ہوتے۔ جب فرماتے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کبھی آپؑ کا رنگ سبز کبھی زرد پڑ جاتا، کبھی حالت بگڑ جاتی کہ آپ کو جاننے والا پہچان نہیں سکتا تھا۔ میں نے ایک سال آپؑ کے ساتھ حج کیا۔ احرام کے وقت جب سوار ہوئے تلبیہ کہا تو آواز گلے میں بند ہوگئی۔ سواری سے گرنے کے قریب تھے۔ عرض کیا گیا۔ اے فرزند رسولؐ تلبیہ کہنا تو ضروری ہے۔ (آپؑ نے) فرمایا: اے ابن ابی عامر کے فرزند کہ میں کس طرح **لبیک اللھم لبیک** کی جرات کروں؟ میں تو ڈرتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ **لا لبیک ولا سعدیک** نہ کہہ دے۔

(۱۹۱) **امام رضا علیہ السلام کا زائر تین جگہ فائدہ اٹھائے گا:** حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے دور ہونے کے بعد بھی میری قبر کی زیارت کی میں قیامت کے روز تین مقامات پر جا کر اسے نجات دلاؤں گا۔ (ایک اس وقت) جب اعمال نامہ دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے، دوسرے اس وقت (جب) پل صراط عبور کر رہے ہوں گے، تیسرے اس وقت جب اعمال میزان میں وزن کیے جا رہے ہوں گے۔

(۱۹۲) **اعمال تین قسم کے ہیں:** جناب حسینؑ ابن علیؑ (علیہ السلام) نے کہا کہ میں نے اپنے والد بزرگوار علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اعمال کی تین قسمیں ہیں۔ ایک فرائض، دوسرے فضائل، تیسرے گناہ۔ فرائض کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حکم، مرضی، قضا و قدر، مشیت اور علم سے ہوتا ہے۔ فضائل کا تعلق اللہ کے حکم سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی، قضا و قدر، حیثیت اور علم سے ہوتا ہے۔ گناہ کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حکم سے نہیں ہوتا۔ لیکن قضا و قدر، مشیت اور علم سے ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس پر سزا دے گا۔

کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ گناہوں میں قضائی الٰہی کا مطلب گناہوں سے روکنا ہے۔ خدا کا حکم ان میں منع کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدر کا مطلب ہے کہ اللہ کو ان کے مبلغ اور مقدار کا علم ہے۔ مشیت کا مطلب ہے کہ اللہ نے گناہوں سے روکا۔ قول نہی تحذیر سے منع کیا۔ جبر نہ کیا۔ قوت اور طاقت سے منع نہیں کیا۔

(شرح: فرائض فریضہ کی جمع ہے اور فرائض سے مراد وہ امانت ہے جو ایک مکلف شخص کو انجام دینے چاہئیں۔ اور ان کے بارے میں حکم الٰہی آ چکا ہے۔ ...

فضائل فضیلت کی جمع ہے اور یہ وہ اعمال ہیں جو مصلحت کے تحت انجام پاتے ہیں اور ان میں خوبی ہوتی ہے لیکن یہ واجب اور حتمی نہیں ہیں جیسے کے مستحبات (جو واجب حتمی نہیں ہوتے) اور اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امر واجب کے لئے ہوتا ہے اور مستحبات وہ ہیں جن کے کرنے کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ اور فعل مباح اور مکروہ کا یہاں وجود ہی نہیں ہے ورنہ اعمال پانچ قسم کے قرار پاتے نہ کہ تین قسم کے۔ ممکن ہے یہ کہا جائے کہ مباحات و مکروہات تو فضائل میں شامل ہیں۔ مباحات تو اس طرح کہ مباح فعل تحصیل فضیلت میں مددگار ہوتا ہے اور اگر اس کی ہم کسی رذیلت (اخلاقی برائی) کا مقدمہ قرار دیدیں تو وہ رذیلت سمجھا جائے گا۔ اس وجہ سے کوئی بھی مباح عمل مطلق (آزاد۔ اکیلا) نہیں ہوتا۔ اور مکروہات کو اگر ترک کیا جائے تو وہ بھی فضیلت کے دائرے میں آجائیں گی۔ اسی لئے ان برے کاموں کو ترک کرنا جو مکروہ ہیں حصول فضیلت و کمال نفس کا سبب بنتا ہے اور کیونکہ اس روایت میں گناہوں میں قضاء وقدر کا دخل بھی بتایا گیا ہے تو ممکن ہے کہ ناسمجھ افراد یہ سمجھیں کہ اگر ارتکاب گناہ قضاء وقدر الٰہی سے ہوتا ہے تو جبر لازم آئے گا لہٰذا مصنف کتاب نے قضاء وقدر کی وضاحت کردی ہے اور کہتا ہے کہ اس بات کا مطلب کہ گناہ قضائے الٰہی سے ہوتے ہیں یہ ہے کہ چونکہ گناہوں کے بارے میں خدا کا حکم ان سے بچنا اور ان کو ترک کرنا ہے اور جب مکلف (وہ شخص جس پر احکام شرعی عائد ہوتے ہیں) حکم خدا کی مخالفت کرتا ہے اور اپنے اختیار سے ان گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ گناہگار ثابت ہو جاتا ہے اور اس کا مطلب کہ گناہ تقدیر الٰہی سے ہوتے ہیں یہ ہے کہ خدا کو ان کی مقدار کا علم ہے اور اس کا مطلب کہ گناہ خدا کی مرضی سے ہوتا ہے یہ ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ گناہ گار کو اسی بات، طریقہ، رکاوٹ اور گناہ سے پرہیز کرنے سے دور رکھے لیکن زور وزبردستی سے نہیں ورنہ جبر لازم آئے گا۔ پس قضاء کے معنی حکم تکلیفی کے ہوئے اور قدر بندوں کے کردار کا تفصیلی علم ہوتا ہے اور مشیت سے مراد ان کو اختیار دینا ہے اور ان میں سے کوئی بھی مکلف کو عمل کی ترغیب دینے والی چیز نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے اس کا اختیار سلب ہو جائے اور وہ بے اختیاری کی وجہ سے راحت یا حرام عمل انجام دیدے بلکہ یہ سب تو خود مکلف کی آزادی واختیار کے مقدمات ہیں ہر ایسے عمل کے لئے جن کو وہ انجام دے یا جس کا وہ ارتکاب کرے۔)

(۱۹۳) **امام محمد باقرؑ نے امام جعفر صادقؑ کو تین باتوں کا حکم دیا اور تین باتوں سے منع کیا:** سفیان ثوری کا بیان ہے کہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے فرزند رسولؐ مجھے نصیحت فرمائیے۔ (آپؑ نے) فرمایا: جھوٹ بولنا مردانگی نہیں ہے۔ بادشاہوں کو بھائی نہ سمجھو۔ حاسد کبھی آسودہ حال نہیں ہوتا۔ بداخلاق سردار نہیں بنتا۔ عرض کیا گیا: اے فرزند رسولؐ اور فرمائیے۔ (آپؑ نے) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو مومن ہو جاؤ گے، اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہو غنی ہو جاؤ گے۔ پڑوسی سے اچھا سلوک کرو آرام سے رہو گے۔ فاجر (بدکار) کی صحبت میں نہ رہو اس سے بدکاری کی باتیں سیکھو گے۔ ایسے لوگوں سے مشورہ کرو جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ عرض کیا گیا: اے فرزند رسولؐ اور فرمائیے (آپؑ نے) فرمایا: جو شخص رشتہ داروں کے بغیر عزت، مال کے بغیر تونگری، سلطنت کے بغیر رعب ودبدبہ چاہے اسے گناہ خدا کی ذلت سے خدا کی اطاعت کی طرف آنا چاہیے۔ عرض کیا گیا: اے فرزند رسولؐ اور فرمائیے۔ (آپؑ نے) فرمایا: مجھے میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے تین باتوں کے کرنے اور تین باتوں کے نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک جو شخص بروں کی صحبت میں بیٹھے گا سالم نہیں رہے گا، جو بدنام جگہ پر جائے گا بدنام ہوگا، جو زبان پر قابو نہ رکھے گا شرمسار ہوگا۔ پھر مجھے یہ دو شعر سنائے۔

عود لسانک قول الخیر تحظ به ان اللسان لما عودت یعتاد

زبان کو اچھی باتوں کا عادی بناؤ زبان کو جس بات کا عادی بناؤ گے ویسی ہوگی

موکل بتقاضی ما سننت له فی الخیر والشر فانظر کیف تعتاد
تیری زبان سے تیری بتائی ہوئی بات نکلے گی اچھی بات ہوگی یا بری بات ہوگی دیکھو تم نے اس کو کیا تعلیم دی ہے

(۱۹۴) **قائم آل محمد (امام عصرؑ) ظہور کے وقت تین باتوں کا حکم دیں گے:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) اور ابو الحسن (امام رضاؑ) نے فرمایا کہ جب امام عصرؑ ظہور فرمائیں گے تو تین باتوں کا حکم دیں گے اس سے پہلے کسی نے یہ حکم نہیں دیا ہوگا۔ (۱) بوڑھے زنا کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم (۲) زکوۃ نہ دینے والے کو قتل کرنے حکم (۳) جو چیز سایہ ڈالے گی بھائی اس کو میراث دے گا۔ (شرح: ظاہراً مقصود یہ ہے کہ بھائی کے گھر سے ایک حصہ بھائی کو دے تا کہ اس سے فائدہ اٹھائے)۔

(۱۹۵) **سلمان فارسیؓ سے نبیؐ نے فرمایا کہ تیری بیماری میں تین باتیں ہوں گی:** رسول اللہؐ نے سلمان فارسیؓ سے فرمایا کہ تیری بیماری میں تین باتیں ہوتی ہیں۔ ایک ہمیشہ اللہ کو یاد کرتے ہو، دوسرے تیری دعا قبول ہوتی ہے، تیسرے تیری بیماری کی وجہ سے تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ پروردگار عالم تجھے تمام زندگی خیریت سے رکھے گا۔

(۱۹۶) **حضرت عمرؓ نے کہا میں تین باتوں سے توبہ کرتا ہوں:** حضرت عمرؓ نے موت کے وقت کہا کہ میں تین باتوں سے اللہ تعالی سے توبہ کرتا ہوں ایک یہ کہ میں نے اور ابوبکرؓ نے مل کر خلافت کو غصب کر لیا۔ اس نے مجھے مسلمانوں کا خلیفہ بنایا اور ایک کو دوسرے پر ترجیح دی۔ جابرؓ بن عبداللہ نے کہا کہ میں عمرؓ کی موت کے وقت ان کے پاس موجود تھا۔ عمرؓ نے کہا میں تین باتوں سے اللہ سے توبہ کرتا ہوں اور نادم ہوں۔ ایک یمن کے قیدیوں کو واپس کر دیا، دوسرے رسول اللہؐ نے اسامہ کو ہم پر سردار بنایا اور میں لوٹ کر واپس آ گیا، تیسرے اہل بیتؑ کے خلاف (اس بات پر) جمع ہو گئے کہ جب رسولؐ اللہ فوت ہوں گے تو اہل بیتؑ کے کسی شخص کو خلیفہ نہ ہونے دیں گے۔

زید بن عیسیٰ نے کہا کہ میں نے ابوجعفرؑ (امام محمد باقرؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ عمرؓ نے موت کے وقت کہا کہ میں تین باتوں سے اللہ سے توبہ کرتا ہوں۔ ایک لشکر اسامہ سے واپس آ گیا تھا، یمن کے قیدی چھوڑ دیئے، اس اللہ سے توبہ کرتا ہوں کہ میں اس اندیشہ سے توبہ کرتا ہوں کہ خدا سے چاہتا ہوں کہ اس کے نقصان سے ہمیں محفوظ رکھے۔ ابوبکرؓ کی بیعت اچانک ہوگئی تھی۔ اللہ تعالی اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

(شرح: یہ روایت آج ان تاریخ نویسیوں کی تائید کر رہی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اصحاب پیغمبرؐ میں سے ایک گروہ (یا ایسی پارٹی) کا وجود تھا جو سہ پہلو گروہ (تین رخی پارٹی) کہلاتا تھا۔ جن کے لیڈر عمرؓ، ابوبکرؓ اور ابوعبیدہ تھے۔ اور ان کا مقصد یہ تھا کہ جناب پیغمبرؐ کے بعد ہرگز بھی خاندان رسالت کے رئیس و رہبر علیؑ ابن ابی طالبؑ کو خلافت تک نہ آنے دیں تا کہ حکومت اسلامی عدالت و دستور قرآنی پر گامزن نہ ہو سکے۔

زیاد بن عیسیٰ کہتا ہے کہ میں نے پانچویں امامؑ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا کہ جب عمرؓ کا وقت وفات قریب ہوا تو انہوں نے کہا کہ میں اس بات پر حضور خداوندی میں توبہ کرتا ہوں کہ میں لشکر اسامہ سے لوٹ آیا تھا اور اس بات پر بھی کہ میں نے یمن کے قیدیوں کو آزاد کر دیا تھا۔ اور اس برے خیال سے جو ہم دل میں چھپائے ہوئے تھے بھی توبہ کرتا ہوں۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اس کے ضرر سے سب کو محفوظ رکھے (دراصل) ابوبکرؓ کی بیعت ایک ناگہانی اور بے مشورہ کے روپذیر جانے والا امر تھا۔)

(۱۹۷) **حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ مجھے دنیا کی تین باتوں پر افسوس ہے۔ میں نے ان کو کیا۔ میں پسند کرتا ہوں کہ ان کو ترک کر دیتا۔ تین باتوں کو چھوڑ دیا۔ پسند کرتا ہوں کہ ان کو کرتا۔ پسند کرتا ہوں کہ تین باتیں رسول اللہؐ**

سے پوچھ لیتا: حضرت ابوبکر کا جس روز بیماری میں انتقال ہوا کہا کہ مجھے دنیا کی تین باتوں پر افسوس ہے۔ جن کو پسند کرتا ہوں کہ ان کو نہ کرتا، تین باتیں چھوڑ دی تھیں پسند کرتا ہوں کہ ان کو کرتا، تین باتیں رسول اللہؐ سے پوچھ لیتا جو میں نے کی ہیں، چاہتا ہوں کہ ان کو نہ کرتا۔ ایک یہ کہ کاش میں جناب فاطمۃ الزہراؑ کے گھر کے دروازے کو نہ کھولتا اگر چہ وہ جنگ ہی کے لئے کیوں نہ بند کیا جاتا۔ دوسرے یہ کہ کاش میں فجاۃ کے گھر کو آگ نہ لگاتا۔ یا اس کو فوراً قتل کر دیتا یا اس کو رہا کر دیتا۔ کاش کہ سقیفہ کے روز خلافت عمر یا ابی عبیدہ کے گلے میں ڈالتا۔ وہ خلیفہ ہوتا اور میں وزیر ہوتا۔ جن باتوں کو میں نے چھوڑ دیا پسند کرتا ہوں کہ ان کو کرتا۔ وہ یہ ہیں کہ جس روز اشعث قید ہو کر میرے پاس آیا تھا۔ میں اس کی گردن اڑا دیتا۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس نے صاحب شر کی اعانت کی تھی۔ کاش کہ جس روز میں نے عمر کو مرتدین کے ساتھ جنگ کے لئے بھیجا تھا اس روز خود ایک بستی میں چلا جاتا۔ اگر مسلمان کامیاب ہو جاتے تو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ورنہ خود میدان جنگ میں پہنچ جاتا یا کمک بھیجتا۔ جنگ میں کامیاب ہوتا۔ کاش جب میں خالد بن ولید کو شام بھیجتا تو اس وقت عمر بن خطاب کو جنگ خاور کی طرف روانہ کرتا (عراق وایران) تا کہ دائیں بائیں میرے دونوں ہاتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ میں مصروف ہوتے۔ جن تین باتوں کو رسول اللہؐ سے پوچھنا چاہتا تھا وہ یہ ہیں۔ ایک یہ کہ رسول اللہؐ سے پوچھ لیتا کہ خلافت کا حقدار کون ہے؟ میں اس معاملہ میں کوئی جھگڑا نہیں کرتا۔ دوسرے میں یہ بھی پوچھ لیتا کہ خلافت میں انصار کا بھی حق ہے یا نہیں۔ تیسرے آنحضرتؐ سے بھائی اور چچا کی میراث کے متعلق پوچھ لیتا۔ اس بارے میں میرے دل میں کچھ خلش محسوس ہوتی ہے۔

کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ غدیر خم کے مقام پر جب آنحضرتؐ نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خلافت کا اعلان کیا تھا تو اس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا تھا۔ جب جناب سیدہ فاطمہ زہرؑہ سے باغ فدک چھین لیا تھا تو آپؑ نے انصار کو خطبہ دیا تھا (کہ فدک میرا حق ہے) تو انصار نے جواب میں کہا تھا کہ اے دختر رسول اللہؐ اگر ابوبکر کی بیعت کرنے سے پہلے آپ کی بات سن لیتے تو حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ کسی کی بیعت نہ کرتے۔ (آپؑ نے) فرمایا کہ میرے والد بزرگوار علیہ السلام نے غدیر خم کے مقام پر کسی کا عذر باقی نہ رکھا۔

(شرح: فجاۃ کا واقعہ جس کو زندہ جلا دینے پر ابوبکرؓ نے اظہار پشیمانی کیا، علامہ مجلسی نے بحار الانوار کی آٹھویں جلد میں کامل ابن اثیر سے نقل کیا ہے کہ فجاۃ سلمی، ایاس بن عبد یالیل کے نام سے ابوبکرؓ کے پاس آیا۔ اور کہا کہ مجھے ہتھیار مہیا کر دو تو میں مرتدین اسلام سے جنگ کروں گا۔ ابوبکرؓ نے (نہ صرف) اسلحہ دیا (بلکہ) ایک فرمان بھی جاری کر دیا (تم مرتدین اسلام کے خلاف جنگ کرو) فجاۃ نے اسلحہ لے کر ابوبکر کے فرمان کے خلاف مسلمانوں کو لوٹ لیا اور جواء کو جہاں پانی موجود تھا اپنا مرکز قرار دیا اور نجیہ کو ایک لشکر دے کر بھیجا جس نے مسلمانوں کے قبائل سلیم، عامر اور ہوازن کو لوٹا۔ یہ خبر ابوبکرؓ کو پہنچی تو انہوں نے کہا کہ طریف بن حاشی کو بلا کر اس کو حکم دیا کہ تم ایک جمعیت لے کر جاؤ اور اس فتنہ کا خاتمہ کر دو اور عبداللہ بن قیس حاشی کو اس کی مدد کے لئے اس کے ساتھ روانہ کیا۔ ان لوگوں نے فجاۃ کا تعاقب کیا تو وہ جواء میں قلعہ بند ہو گیا۔ اس سے مقابلہ ہوا حتیٰ کہ نجیہ مارا گیا اور خود فرار اختیار کیا۔ ابوبکرؓ نے حکم دیا کہ مدینے میں عیدگاہ کے مقام پر آگ بھڑکائی جائے اور اس میں ہاتھ پیر باندھ کر اس کو ڈالا جائے اس طرح اس کو زندہ جلا دیا۔

اور اشعث کا معاملہ تو اسی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ وفات پیغمبرؐ کے بعد یمن جا کر قبیلۂ کندہ کے ساتھ مرتد ہو گیا اور جب اسلامی فوجوں نے پیچھا کیا تو ایک قلعہ میں پناہ گزین ہو گئے اور جب مشکلات شدید ہو گئیں تو اشعث نے درخواست کی کہ ستر افراد کو امان دے دی جائے اور وہ ہتھیار ڈال دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے مطابق قرارداد ہتھیار ڈال دیئے اور اشعث نے جب امان دیئے ہوئے ستر افراد کو شمار کیا تو ان میں خود کو شامل نہ کیا۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ اب تو خود قرارداد کے مطابق امان میں نہیں ہے اور ہم تجھے قتل کریں گے تو اس نے جواباً کہا کہ میں تمہیں ایک اور بہتر طریقہ بتاتا

ہوں تم مجھ سے اپنے دشمنوں کو دفع کرنے میں فائدہ اٹھاؤ اور اپنی بہن کی مجھ سے شادی کر دو۔ ابو بکرؓ نے قبول کر لیا اور بہن کا رشتہ اس سے کر دیا اور اس کی توبہ کو قبول کر لیا۔ اور بعد میں اس بات پر بہت پشیمان ہوئے۔

(۱۹۸) **ابن مسعودؓ نے کہا کہ دنیا میں تین عالم ہیں:** ابن مسعودؓ نے کہا کہ دنیا میں تین عالم ہیں۔ ایک شام کے عالم، دوسرے حجاز کے عالم، تیسرے عراق کے عالم۔ ابو درداء شام کے عالم ہیں، دوسرے عراق کے عالم تمہارے کوفہ کا ایک بھائی ہے، تیسرے حجاز کے عالم حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ شام کے عالم اور عراق کے عالم حجاز کے عالم کے محتاج ہیں اور حجاز کا عالم ان دونوں کا محتاج نہیں ہے۔

(۱۹۹) **تین آدمی ایسے ہیں جنہوں نے ایک لمحہ وحی کا انکار نہیں کیا:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں جنہوں نے ایک لحہ وحی کا انکار نہیں کیا۔ ایک مومن آل یٰسین، دوسرے (حضرت) علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) اور تیسری (حضرت) آسیہ زوجہ فرعون۔

(شرح: مومن آل یٰسین تو وہی حبیب نجار ہیں جو وصی عیسیٰ شمعون الصفاء کے بھیجے ہوئے افراد پر پیغمبر تھے اور پہلے پہل ایمان لے کر آئے۔ کاشفی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ حبیب نجار ایک صحرا میں بھیڑیں چرا رہے تھے کہ ان پیغمبروں کی ان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کیسے آئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم گمراہوں کو خدا پرستی کی دعوت دینے آئے ہیں تو انہوں نے اس پر دلیل طلب کی تو انہوں نے ان کے بیمار بیٹے کو شفایاب کر دیا تو وہ ان پر ایمان لے آئے اور لوگ ان کو صاحب یٰسین کہتے ہیں۔)

(۲۰۰) **اس شخص کے لئے ثواب جس کی تین بیٹیاں ہوں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں ان کی سختی، مشقت، تربیت اور نگہبانی پر صبر کرے وہ قیامت کے روز اس شخص کا حجاب ہوں گی۔

(۲۰۱) **تین چیزیں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گی:** حضرت جابرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین چیزیں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گی۔ ایک قرآن، دوسرے مسجد، تیسرے اہلبیت رسولؐ۔ قرآن کہے گا: اے پروردگار لوگوں نے مجھ میں تغیر کیا اور ٹکڑے کیا۔ مسجد کہے گی: اے پالنے والے مجھے بے کار کر دیا اور ضائع کر دیا۔ اہلبیت رسول اللہؐ کہیں گے: اے ہمارے رب لوگوں نے ہمیں قتل کیا، دوڑایا، در بدر کیا۔ رسول اللہ فرمائیں گے کہ میں ان لوگوں سے حساب لینے کے لئے زانو کے بل بیٹھ جاؤں گا۔ پروردگار عالم فرمائے گا۔ میں تم سے زیادہ اس بات کا سزاوار ہوں۔

(شرح: یہاں ظاہری طور پر مسجد سے مراد مسجد نبوی ہے جو حقیقتاً حکومتِ اسلامی کا مرکز تھی۔ اور وہیں سے قرآن کے حقیقی احکام و عدالت ساری دنیا میں شائع ہونے چاہئے تھے اور یہ تین چیزیں اسلامی خلافت کے غاصبین ہیں جنہوں نے قرآن کی تفسیر اپنے مفاد کے مطابق کی اور اس کے ان احکام کو جو عمومی عدالت کے ضامن تھے پارہ پارہ کر دیا اور اس کے تمام فوائد و خصائص کو عربوں اور اشراف قریش و بنی امیہ تک محدود کر دیا اور دوسروں کو اس سے محروم رکھا جب کہ قرآن نے تمام نسل بنی آدمؑ کی برابری کا نظریہ پیش کیا اور اس کی نگاہ میں ہر رنگ و نسل کے لوگ آپس میں برابر ہیں۔ اور فضیلت کا اگر کوئی معیار ہے تو صرف تقویٰ ہے جس کا مقدمہ عقل و دانش ہے یعنی جس میں جتنی عقل ہوگی وہ اتنا ہی خوف خدا رکھنے والا اور متقی و پرہیزگار ہوگا۔ (مترجم شرح)

لیکن بنی امیہ کے سو (۱۰۰) سالہ دور شہنشاہی میں حکومت کا بنیادی پروگرام قرار دیا گیا کہ سب سے بہتر طبقہ عربوں کا ہے اور مسلمانوں کو تمام معاشرتی حقوق سے کنارہ کش کر دیا گیا اور اس بات کی اسقدر اشاعت کی گئی کہ قرآن و اسلام کا نام سوائے بنی امیہ کی ڈکٹیٹرشپ اور مخالفین کی سرکوبی کے

اور کچھ نہ رہا۔ بہرحال صفحاتِ تاریخ پر قرآن کے اوراق کو جلانا اور قرآن میں تحریف کرنا بنی امیہ اور ان کے سرپرستوں کے ناپسندیدہ کاموں میں سے ایک کام قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ بنی امیہ کے ایک بادشاہ ولید کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس نے قرآن کو پارہ پارہ کیا اور اس کے اوراق کو پھاڑ دیا۔ اور کہتے ہیں کہ اس نے قرآن پر تیراندازی کی اور یہ کہا کہ

"جب روزِ محشر پروردگار کے سامنے جانا تو فریاد کرنا کہ مجھے ولید نے پارہ پارہ کردیا"۔

اور رہی مسجد جو حکومتِ اسلامی کا مرکز اور اس کی تعلیمات وتشکیلات کی بنیاد ہے رسول اللہؐ کے بعد معطل کردی گئی اور عادلانہ اسلامی حکومت عربی ڈکٹیٹرشپ میں بدل کر رہ گئی۔ جبکہ پہلے تو یہ ناجائز کام در پردہ انجام دیئے جاتے تھے۔ اور ظاہری طور پر امورِ اسلامی کا تحفظ ہوتا تھا لیکن سن ۳۰ ہجری آنے تک اسلامی احکامات کی کھل کر مخالفت کا آغاز ہوگیا اور چند سال بعد تو معاویہ نے خود اپنی اور اپنے خاندان کی باقاعدہ بادشاہت کا اعلان کردیا اور مسجد نبوی کے معطل ہونے کے ساتھ تمام عالم کی مساجد معطل ہوکر رہ گئیں کیونکہ مسجد کی روح اصلاً حکومتِ اسلامی کی تشکیلات میں مرکزیت کے لئے تھی نہ کہ صرف دعا اور خدا کے حضور نیازمندی کے لئے یہ کام تو ہر عبادت گاہ میں انجام دیا جاسکتا ہے لیکن تاریخ میں عملی طور پر حکم یزید سے مسجد کو تباہ و برباد کیا گیا جب واقعۂ حرہ کی شرمناک جنگ کے بعد شہر مدینہ تین روز کے لئے تباہی و بربادی اور مسلمانوں کی ہتک حرمت کے لئے مباح کردیا گیا اور مسجد نبوی کی حرمت کو باقاعدہ برباد کیا گیا۔

(۲۰۲) **تین اشخاص سے سزا موقوف ہے:** ابوظبیان کہتے ہیں کہ ایک پاگل عورت نے زنا کرایا اور عمرؓ کی خدمت میں لائی گئی۔ انہوں نے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ (سزا کے لئے لے جانے والے) حضرت علی علیہ السلام کے پاس سے گزرے۔ آپؑ نے پوچھا: اس عورت نے کیا کیا ہے؟ عرض کیا گیا: اس نے زنا کرایا ہے عمرؓ نے سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے۔ (آپؑ نے) فرمایا: اس کو سزا نہ دو۔ آپؑ خود عمر کے پاس گئے اور فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تین اشخاص پر سزا موقوف ہے ایک دیوانہ جب تک وہ ہوش میں نہ آئے۔ دوسرے بچہ جب تک وہ بالغ نہ ہو۔ تیسرا سویا ہوا شخص جب تک وہ نیند سے جاگ نہ جائے۔

کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ حدیث اصل اسی طرح ہے۔ لیکن اہل بیت کا فرمان ہے۔ اگر پاگل مرد زنا کرے تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔ کیونکہ مرد یہ فعل کرتا ہے، عورت خود یہ فعل نہیں کرتی۔

(۲۰۳) **کنجوسی کرنے سے تین بری عادتیں پیدا ہوتی ہیں:** نبی کریمؐ نے فرمایا کہ کنجوسی سے بچو۔ کنجوسی کی وجہ سے تم سے پہلی اقوام ہلاک ہوچکی ہیں۔ انہوں نے جھوٹ کا حکم دیا، لوگوں نے جھوٹ کہا۔ ظلم کا حکم دیا، انہوں نے ظلم کیا۔ قطع رحمی کا حکم دیا، انہوں نے قطع رحم کیا۔

رسول اللہؐ نے فرمایا: بے ہودہ باتوں سے بچو، اللہ تعالیٰ بے ہودہ باتوں کو پسند نہیں کرتا۔ ظلم سے بچو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظلم قیامت کے روز تاریکی (کا سبب) ہے۔ کنجوسی سے بچو، اس کی وجہ سے تم سے پہلے لوگوں نے ایک دوسرے کا خون بہایا، قطع رحم کیا، اپنی بے عزتی کی، اپنے محرموں پر ہاتھ ڈالا۔

(۲۰۴) **نبیؐ نے تین باتوں سے آغاز کار کیا:** ابوامامہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؐ نے اپنے کام کا آغاز کس طرح کیا؟۔ آپؐ نے فرمایا کہ دعائے ابراہیمؑ سے بشارت عیسیٰؑ ابن مریمؑ سے اور میری والدہ سوئی ہوئی تھیں ان سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے۔

{شرح دعائے ابراہیم یہ تھی کہ جس وقت وہ اپنے فرزند اسماعیل کے ساتھ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے تو عرض کر رہے تھے کہ خدایا ہم کو اپنا فرمانبردار قرار دے اور ہماری اولاد میں سے ایک گروہ کو اپنا فرمانبردار قرار دے۔ فرزندان اسماعیل میں اسی نسبت سے پیغمبری پہنچے تا کہ احکام دین، آیات کتاب اور حکمت کی باتیں انہیں بتلائیں اور انہیں پاک کریں۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۲۸_۱۲۹) اور بشارتِ عیسیٰ یہ تھی کہ جب حضرت عیسیٰ نے اپنی گرفتاری اور حواریین سے جدائی کی خبر دی تو وہ غمگین ہوئے تو فرمایا: میرے بعد احمدؐ تمہاری تسلی اور دنیا کی رہنمائی کے لئے آئے گا جیسا کہ سورہ صف آیت ۶ میں بتایا گیا ہے}۔

(۲۰۵) **وہ تین عادتیں جن پر جس نے عمل کیا وہ ہماری طرح مسلمان ہے:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس نے ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا اور ہماری طرح نماز پڑھی اور ہماری طرح ذبح کر کے کھایا وہ مسلمان ہے اور ہماری طرح ہے۔

(۲۰۶) **وہ تین چیزیں جن میں ہر ایک میں نبوت کے ۴۵ اجزاء ہیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا نیک ہدایت، اچھی سمت دیکھنا اور میانہ روی ہر ایک میں نبوت کے ۴۵ اجزاء ہیں۔

(۲۰۷) **ایمان تین چیزوں کا نام ہے:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ دل میں یقین ہو، زبان سے اس کا اقرار ہو اور اس کا عمل سے اظہار ہو۔ ابوصلت ھروی کا بیان ہے کہ اس نے امام رضا علیہ السلام سے ایمان کے بارے میں پوچھا۔ (آپ نے) فرمایا: زبان سے اقرار، دل سے یقین اور عمل سے اظہار ایمان۔

رسول اللہؐ نے فرمایا: ایمان معرفت قلب، زبان سے اقرار اور اعضاء یعنی عمل سے اظہار کا نام ہے۔ ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ اس حدیث کو ابوصلت ہروی عبدالسلام بن صالح نے حضرت امام علی بن موسیٰ رضاؑ (امام رضا علیہ السلام) سے انہی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ابوحاتم نے کہا کہ اگر یہی حدیث کسی مجنون پر پڑھی جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے۔

(شرح ان احادیث کی ظاہری شرح یہ ہے کہ ایمان تین چیزوں سے مرکب ہے ایک دل میں، ایک زبان میں اور ایک اعضاء کے ساتھ لیکن ان کا تعلق یہاں واضح نہیں کیا گیا۔ کہ دل کس طرح سے ایمان کا حصہ ہے اور زبانی اقرار کا کیا تعلق ہے اور تحقیق ایمان میں اعضاء کیا کام انجام دیتے ہیں اور ان سب باتوں میں تشریح ابی عمرو زبیری کی مفصل روایت میں کتاب کافی میں کی گئی ہے اور ان احادیث کا مقصود یہ ہے کہ ایمان میں زبانی اقرار اور اسلامی احکامات پر قلبی عقیدہ ہونا قابل اعتبار ہوتا ہے کیونکہ جس شخص کا عقیدہ ہی پختہ نہ ہو وہ منافق محسوب ہوتا ہے۔ اگر چہ ظاہری حالات کی رو سے مسلمان ہے لیکن درحقیقت ایمان جو باعث نجات ہے وہ وہی عقیدہ ہے جو اصول دین و مذہب کے عقیدے کے ساتھ ساتھ اسلامی احکام کی تعمیل بجا آوری اور زبان کے ساتھ اقرار اور اعضاء کے ساتھ ان پر عمل پیرا ہونا اس ایمان کا اظہار ہے اور عقیدہ ایک نور کی طرح کبھی دل میں ضعیف یا قوی ہوتا ہے اور جس قدر انسان زبانی گفتگو اور کردار جتنا مضبوط و محکم ہوگا وہ قوت ایمان کی دلیل ہوگا لہذا کچھ احادیث میں ایمان کے دس درجے بتائے گئے ہیں اور بعض احادیث میں فرمایا ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔

آٹھویں امامؑ نے اپنے آباء کے وسیلے سے قول رسول خداؐ کی روایت کی ہے کہ ایمان زبان سے اقرار، دل کی معرفت اور اعضاء سے عمل کا نام ہے ہمارے بعض اصحاب نے اس حدیث کو ابی صلت ھروی سے امام ہشتم کا قول اپنے آباء سے پیغمبرؐ سے روایت کیا ہے۔ ابوحاتم نے کہا کہ اگر اس سلسلہ سند کو جس میں تمام امام معصوم ہیں کسی مجنون پر پڑھ کر دم کیا جائے تو وہ صحت مند ہو جائے۔)

(۲۰۸) **تین اشخاص جنت میں داخل نہیں ہوں گے:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تین اشخاص جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔(۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) جادو کرنے والا (۳) قطع رحم کرنے والا (یعنی ظالم) ہمیشہ شراب پینے والے کو مرنے کے بعد نہر غوطہ کا پانی پلایا جائے گا۔عرض کیا گیا" نہر غوطہ" کیا ہے؟ تو (آپؐ نے) نے فرمایا: یہ پیپ اور خون کی نہر ہے جو فاحشہ عورتوں کی فروج سے نکلتی ہے تا کہ جہنم والوں کو اس کی بدبو اذیت دے۔

جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا: تین اشخاص جنت میں نہیں جائیں گے۔سفاک خونخوار، عادی شرابی، اور چغل خور۔

(۲۰۹) **جس کے تین فرزند مر جائیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس شخص کے تین فرزند مر جائیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف اس شخص کے لئے جنت واجب ہے۔

(۲۱۰) **ان تین عادتوں کے ثواب: صحیح وضو، بلند آواز سے سلام اور چھپا کر صدقه دینا:** انس ابن مالک نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ وضو کامل کیا کرو پل صراط سے بادل کی طرح گزر جاؤ گے، سلام بلند آواز سے کیا کرو تمہارا گھر خیر و برکت سے بھر جائے گا، صدقہ ہمیشہ چھپا کر دینے سے اللہ کی ناراضگی ختم ہو جاتی ہے۔

(۲۱۱) **ایسے بھائی جن میں دس دس سال کا فرق ھے:** ابن عباسؓ نے کہا کہ جناب طالبؓ، جناب عقیلؓ، جناب جعفر طیارؓ اور حضرت علیؑ کے درمیان دس دس سال کا فرق ہے ان میں حضرت علیؑ سب سے چھوٹے ہیں۔

(شرح: اس روایت کا مقصود یہ ہے کہ عمر میں بڑا ہونا فضیلت اور اولویت کی دلیل نہیں ہے بلکہ فضیلت کا تعلق عقل و پرہیزگاری اور اطاعتِ خداوندی ہے۔علیؑ، عقیلؓ و جعفرؓ سے باوجود اس کے کہ کم سن تھے لیکن سبقت فی الاسلام اور راہ دین میں استقلال کی وجہ سے ان سے آگے بڑھ گئے اور عقل و تقویٰ میں فوقیت پا گئے اور مقام خلافت کے اہل قرار پائے۔اور تین بھائی کا مطلب عقیلؓ و جعفرؓ و علیؑ ہیں اور طالبؓ کا ذکر تذکرتاً کیا ہے یہ تین کا مطلب چاروں بھائیوں کے درمیانی فاصلے کی بناء پر ہے جو سب کے درمیان دس دس سال کا تھا۔

(۲۱۲) **تین باتیں جن کے کرنے والے لوگ ذلیل ھوگئے:** عمر بن بشر ہمدانی نے کہا کہ میں نے ابواسحاق سے سوال کیا کہ لوگ کب ذلیل ہوئے؟ (انہوں نے) کہا: ایک اس وقت جب حسینؑ بن علیؑ (امام حسینؑ) کو شہید کیا گیا، دوسرے اس وقت جب ابوسفیان نے زیاد کو اپنا بیٹا بنایا، تیسرے اس وقت جب حجر بن عدی قتل کیے گئے۔

(شرح: چونکہ حکومت بنی امیہ کھلی ڈکٹیٹرشپ اور اسلام کی روحانی ترقی اور آزادی کی بنیاد کو ملیامیٹ کرنے والی تھی اور ان تین پر اس کا اثر بہت زیادہ رونما ہوا اور اس کے بعد لوگ بنی امیہ کے ہتھے چڑھ کر ذلیل و خوار ہو کر رہ گئے۔اور شہادتِ حسینؑ کا واقعہ دوسرے دو افراد کے بعد کا ہے لیکن اس کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ پہلے شہادتِ حسینؑ کا تذکرہ ہے اور دوسروں کا بعد میں ہے۔)

(۲۱۳) **سوال کرنے کی تین باتیں:** رسول اللہؐ نے ابوذرؓ سے فرمایا تجھے سوال کرنے (ہاتھ پھیلانے) سے بچنا چاہئے جس سے رسوائی ہو، جلدی غربت اور قیامت کے دن لمبا حساب ہو۔اے ابوذر تنہا زندگی گزارو گے، تنہا مرو گے اور تنہا جنت میں جاؤ گے۔عراق کی ایک جماعت تیری وجہ سے نیک بخت ہوگی، تجھے غسل و کفن دے کر دفن کریں گے۔اے ابوذرؓ سوال کے لئے اپنا ہاتھ نہ پھیلانا اگر کوئی چیز دی جائے تو اس کو قبول کر لو۔پھر

صحابہ کی طرف رخ کر کے فرمایا: کیا تم لوگوں کو بدترین آدمی کے متعلق بتاؤں؟ (سب نے) کہا: جی ہاں فرمائیے۔ (رسول اللہؐ نے) فرمایا (۱) چغلی کرنے والا (۲) دوستوں میں جدائی ڈالنے والا (۳) پاک اور بے عیب لوگوں پر عیب لگانے والا۔

(۲۱۴) **تین دن سے زیادہ مومن بھائی سے کنارہ کشی مناسب نہیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی برادر مومن سے ناراض رہے۔ جناب ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ اگر کوئی مومن کسی دوسرے مومن سے تین دن سے زیادہ کنارہ کشی کرے تو میں ان سے بیزار ہوں۔ عرض کیا گیا: اے فرزند رسولؐ ظالم تو قصوروار ہے مظلوم نہیں؟ (آپؑ نے) فرمایا وہ ظالم کے پاس نہیں گیا تا کہ آپس میں صلح کر لیتے اور کہتا میں قصوروار ہوں۔

(۲۱۵) **تین چیزیں مسلمان کی سعادت ھیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا تین چیزیں مسلمان کی سعادت ہیں۔ کشادہ گھر، اچھا ہمسایہ اور عمدہ سواری۔

(۲۱۶) **تین آدمیوں سے اللہ کلام نہیں کرے گا:** رسول اللہؐ نے فرمایا: تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرے گا۔ احسان جتلا کر چیز دینے والا، تکبر سے دامن کھینچنے والا، اور جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنے والا۔

(شرح: اشراف و بزرگانِ عرب لمبے کپڑے پہنتے تھے کہ دامن زمین میں گھسیٹتے تھے اور سرفرازی اور بزرگی کی علامت گردانتے تھے۔ اسی وجہ سے پیغمبر اسلام نے اس کی روک تھام کی اور فرمایا کہ لمبا دامن دوزخ میں ہے۔)

(۲۱۷) **صدیق تین ھیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا: صدیق (سچے دل سے وقت کے نبی کی تصدیق کرنے والے) تین ہیں (۱) حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ (۲) حبیب نجار (حواری عیسیٰ) (۳) مومن آل فرعون (بہ نسبت موسیٰ)۔

(۲۱۸) **اصحاب رقیم تین آدمی تھے:** رسول اللہؐ نے فرمایا: تم سے پہلے تین آدمی کہیں جا رہے تھے کہ اچانک بارش ہوگئی۔ انہوں نے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی تھی کہ اس کا دہانہ بند ہوگیا۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس سے نجات تب ملے گی جب ہم اپنا ایک سچا واقعہ بیان کریں جس میں کسی نیکی کا ذکر ہو اور خدا سے اس نیکی کا واسطہ دے کر فریاد کریں۔

ایک نے کہا: خداوند تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور رکھا تھا جس کی اجرت ایک پیمانہ چاول تھی۔ وہ مزدوری چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے وہ چاول کاشت کیے۔ چاولوں سے گائے خریدی۔ اس کے بعد وہ مزدور آگیا اور اجرت طلب کرنے لگا۔ میں نے کہا: گائے لے جا۔ کہنے لگا: تیری طرف میرا چاول کا ایک پیمانہ ہے۔ میں نے کہا: گائے دیکھو اور اس کو اپنے چاول کے عوض لے جاؤ، یہ چاولوں کے عوض خریدی گئی ہے۔ وہ گائے لے گیا خدایا تو جانتا ہے میں اس معاملے میں سچا ہوں۔ میں نے محض تیرے خوف کی وجہ سے یہ کام کیا، تو ہم سے یہ مصیبت دور فرما۔ پتھر کا تیسرا حصہ شگافتہ ہوگیا۔

دوسرا کہنے لگا: خدایا تو جانتا ہے کہ میرے والدین ضعیف تھے۔ ہر رات میں اپنی بھیڑوں کا دودھ ان کے لئے لے جاتا تھا۔ ایک رات مجھے دیر ہوگئی جب میں آیا تو میرے اہل و عیال بھوک سے چیخ رہے تھے۔ اس وقت والدین سوئے ہوئے تھے۔ ان کو دودھ نہ دیا کیونکہ ان کا جگانا مناسب نہ تھا کہ اچانک وہ بیدار ہو جائیں اور مجھے نہ پائیں اس لئے میں ان کے سرہانے کھڑا رہا کہ صبح کی سپیدی ظاہر ہوگئی۔ خدایا تو جانتا ہے کہ تیرے خوف سے یہ کام کیا۔ تو ہماری تکلیف دور کر دے۔ پتھر اور شگافتہ ہوگیا اور ہم نے آسمان دیکھ لیا۔

تیسرے نے کہا: اے خدا تو جانتا ہے کہ میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جس کو میں بہت چاہتا تھا۔ اس نے کہا: تمہاری بات تب مانوں گی جب تو

مجھے سو دینار دے گا۔کوشش سے سو دینار لایا اور اس نے قبول کر لیے۔جب اس کے پاؤں میں بیٹھا تو وہ کہنے لگی خدا کا خوف کر اور مُہر کو نا جائز نہ توڑ میں اٹھا اور سو دینار اس کے پاس چھوڑ دیئے۔خدایا تو جانتا ہے کہ تیرے خوف سے میں نے یہ کام کیا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے اللہ نے ان کی دعا سن لی اور وہ غار سے باہر نکل آئے۔

(۲۱۹) **الله کو تین کام بهت پسند هیں :** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ کو تین کام بہت پسند ہیں۔(۱) نماز (۲) نیکی (۳) جہاد فی سبیل اللہ۔

(۲۲۰) **انسان تین قسم کے هیں :** کمیل بن زیادؒ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر کوفہ کی ایک ویران جگہ پر بیٹھ گئے اور فرمایا جو بات میں تجھے بتاؤں اسے خوب یاد رکھنا۔لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں۔(۱) عالم ربانی (ائمہ طاہرینؑ) (۲) علم کے طالب (۳) کمزور اور فضول لوگ جو ہر چیخنے والے کے پیچھے ہو جاتے ہیں۔یہ لوگ عقل سے عاری ہیں۔

اے کمیل علم مال و دولت سے بہتر ہے۔علم تمہاری حفاظت کرتا ہے،جبکہ مال کی حفاظت تمہیں کرنی پڑتی ہے۔مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم استعمال کرنے سے بڑھتا ہے۔مالی فائدہ مال کے ختم ہونے سے ختم ہو جاتا ہے۔اے کمیل علم ایک مذہب ہے جس کے پرستار روگ ہیں۔اس کے سہارے انسان زندگی میں عبادت (کا فائدہ) حاصل کرتا ہے اور مرنے کے بعد بھی اسی علم کی وجہ سے دوسروں کے اذہان میں زندہ رہتا ہے۔علم حاکم اور مال محکوم ہے۔اے کمیل مال کے جمع کرنے والے اپنی زندگی میں ہلاک ہو گئے۔اور علماء جب تک زمانہ ہے باقی رہیں گے۔ان کے اجسام اٹھ گئے مگر دلوں میں صورت تصویر زندہ ہیں یاد رکھو (یہاں اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا) بے انتہا علم ہے کاش اس سے فائدہ اٹھانے والے مل جاتے۔ہاں کچھ لوگ اسے حاصل کرنے کے شوقین ہیں۔مگر میں ان سے مطمئن نہیں کیونکہ یہ لوگ دین کو (تحصیل) دنیا کا آلہ بنانے والے ہیں وہ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے بجائے بندوں پر احسان جتانے والے ہیں۔اس کی حجتوں (عقل وعلم) سے اولیاء اللہ پر برتری چاہتے ہیں۔یا پھر ایسے ہیں جو حق کے پرستار تو ہیں مگر ان میں بصیرت نہیں۔پہلا شبہ جوان کے دل میں پیدا ہوا وہ شک کی چنگاریاں بھڑکا دیتا ہے لیکن دونوں صورتوں میں علم کا پرتو نہیں ان کے علاوہ وہ لوگ ہیں جو لذتوں کے بہت شوقین ہیں۔خواہشات کے بہت جلد مطیع ہونے والے یا مال و دولت کے پرستار ہیں۔یہ دونوں (عیاش اور مال جمع کرنے والے) بھی نہ دین کے محافظ ہیں اور نہ کسی کام کے۔یہ تو چرنے والے جانوروں کی مانند ہیں۔یہی وجہ ہے کہ (علم کو صحیح وارث نہ ملنے کی وجہ سے) علماء کے ساتھ ساتھ علم بھی مرجاتا ہے۔لیکن زمین حجت خدا (امام) سے خالی نہیں رہتی یا وہ ظاہر اور معلوم ہو گا یا خوف اعداء یا مصلحت خداوندی سے پردۂ غیب میں ہو گا۔(یہ وجود امام) اس لئے کہ ہے کہ زمین حجت خدا سے خالی نہ ہو جائے۔یہ لوگ (ائمہ طاہرینؑ) کتنے ہیں اور کہاں ہیں۔یہ لوگ بخدا عدد میں کم ہیں مگر اللہ کے نزدیک عزت میں زیادہ ہیں۔جن سے اللہ اپنی حجتوں اور آیتوں کی حفاظت کراتا ہے۔(یہ حفاظت اس وقت تک ہوتی ہے) جب تک کہ وہ (امام اپنے جیسے دوسرے امام کے) دل میں اسے منتقل نہ کر دے۔ان پر بصیرت اور علم ایک ساتھ نازل ہوتے ہیں۔یہ لوگ یقین سے جا ملتے ہیں اور عشرت پسند انسانوں کی سختی کو نرمی میں بدل دیتے ہیں جس سے جاہلوں کو وحشت ہوتی ہے مگر یہ لوگ اس سے مانوس ہوتے ہیں۔دنیا میں یہ لوگ ایسے جسموں کے ساتھ رہتے ہیں جن کی روحیں منزل اعلیٰ میں رہتی ہیں۔یہ زمین پر اللہ کے نائب ہیں اور اس کے دین کے داعی۔افسوس ان سب کے دیکھنے کی تمنا ہے۔میں خدا سے اپنے لئے اور تم سب کے لئے بخشش کا طلبگار ہوں۔

(۲۲۱) **اس نور کا ذکر جو تین حصوں میں تقسیم هو گیا:** رسول اللہؐ نے فرمایا: خدا نے بہشت کو نور عرش سے پیدا کیا پھر اس کو پھیلایا تو ایک حصہ مجھے،دوسرا حصہ فاطمہ (صلواۃ اللہ علیہا) اور تیسرا حصہ علی (علیہ السلام) کو ملا،جس پر اس نور کی چھینٹ پڑی اس نے ولایت آل محمدؐ کو پایا۔

جس پر نہ پڑی وہ گمراہ ہو گیا۔

(۲۲۲) **خدا کی عبادت کرنے والے تین قسم کے لوگ ھیں:** جعفر بن محمدؑ (امام صادقؑ) نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرنے والے تین قسم کے لوگ ہیں۔(۱) کچھ لوگ ثواب کی خاطر، جو طمع اور لالچ کی عبادت ہے (۲) کچھ لوگ دوزخ کے خوف سے، یہ غلاموں کی عبادت ہے جو ڈر کر کی جاتی ہے (۳) میں خدا کو دوست رکھتا ہوں اس لئے اس کی عبادت کرتا ہوں یہ آزاد لوگوں کی عبادت ہے۔ یہ امان ہے۔ اللہ فرماتا ہے اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ جس نے اللہ کو دوست رکھا اسے اللہ نے دوست رکھا۔ جسے اللہ نے دوست رکھا وہ امن پانے والوں میں سے ہوگا۔

(۲۲۳) **امیر المومنین نے دعوت قبول کرنے کی تین شرطیں رکھیں:** کسی شخص نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی دعوت کی تو آپؑ نے اس سے فرمایا: اس (دعوت) کے قبول کرنے کی تین شرطیں ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا: وہ کیا شرائط ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: جو کچھ تیرے گھر میں ہے وہی ہو، باہر سے کوئی چیز نہ لانا، اپنے بیوی بچوں کو کسی سختی میں نہ ڈالنا۔ اس نے عرض کیا: مجھے منظور ہے۔ پھر آپؑ نے اس کی دعوت قبول کر لی۔

(۲۲۴) **تین باتیں جو امیر المومنین میں تھیں:** ایک شخص نے امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپؑ کی ذات میں جو تین چیزیں ہیں کیا میں اس کی وجہ پوچھ سکتا ہوں؟ یعنی (۱) آپ کا قد چھوٹا کیوں ہے؟ (۲) پیٹ کیوں بڑا ہے؟ (۳) آپ کے سر کے بال کم کیوں ہیں؟ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: خداوند تعالیٰ نے مجھے نہ لمبے قد کا اور نہ چھوٹے قد کا بنایا بلکہ مجھے درمیانے قد کا خلق فرمایا۔ پیٹ بڑا اس لئے ہے کہ رسول اللہؐ نے مجھے ایک باب علم و دانش کا تعلیم کیا اس لئے میرے لئے ہزار باب علم کے اور کھل گئے۔ میرے شکم میں علم کی جگہ تنگ ہو گئی تو جسم کا یہ عضو کشادہ ہو گیا۔ اور سر کے بال اس لئے کم ہیں کہ میں لوہے کے خود کو ہمیشہ سر پر رکھتا اور بڑے بڑے پہلوانوں سے جنگ کرتا تھا۔

(شرح: علم روح انسانی کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور علم کا مقام پیش پیش ہوتا ہے لیکن چونکہ علم کا تعلق دل سے ہے اور روحانی صفات بدن پر روحانی صفات ڈالتی ہیں تو اس بات کو صحیح ماننا بعید نہیں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ قیافہ شناس جمالی صفات سے انسان اخلاق وافکار کا پتہ لگا لیتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ خوف کے وقت رنگت زرد ہو جاتی ہے اور پشیمانی و شرمندگی میں چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔)

(۲۲۵) **حضرت عائشہؓ کی آزاد کردہ کنیز بریرۃ سے اسلام کے تین قانون بنے:** جناب ابو عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ بریرہ شوہر دار کنیز تھی جس کو حضرت عائشہ نے خریدا تھا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بریرہ کو اپنے شوہر کے پاس رہنے یا نہ رہنے کا اختیار ہے۔ حضرت عائشہ نے جن لوگوں سے بریرہ کو خریدا تھا، انہوں نے حضرت عائشہ سے شرط لگائی تھی کہ آزاد کرنے کا حق ان کو ہوگا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ آزاد کرنے کا حق اس کو ہے جس نے اس کو خریدا ہے۔ بریرہ کو صدقہ کا گوشت ملا اس نے بطور ہدیہ رسول اللہؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت عائشہ نے اسے لوہے کی کیل میں لٹکا دیا۔ رسول اللہؐ جب تشریف لائے تو فرمایا گوشت کیوں نہیں پکایا؟ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ یہ بریرہ کو صدقہ میں ملا ہے اس نے ہمیں ہدیہ کیا ہے اور آپؐ صدقے کے گوشت تناول نہیں فرماتے۔ (آپؐ نے) فرمایا: بریرہ کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے یہ ہدیہ ہے۔ آپؐ نے اسے پکانے کا حکم دیا اور اس سے اسلام کے تین قانون بنے۔ ایک شوہر دار کنیز کو آزادی کے بعد شوہر کے پاس رہنے یا نہ رہنے کا اختیار ہے، دوسرا یہ کہ آزاد کرنے کا حق اس کو ہے جس نے اسے خریدا ہے، تیسرا یہ کہ اگر فقیر صدقہ لے اور کسی سید کو ہدیہ کرے تو وہ اسے استعمال کر سکتا ہے۔

(۲۲۶) **تین اشخاص نے رسول اللہؐ پر جھوٹ باندھا:** جعفر بن محمد بن عمارہ نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے

جعفر بن محمدؑ (امام صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین اشخاص نے رسول اللہؐ پر جھوٹ باندھا۔ ایک ابو ہریرہ، دوسرے انس بن مالک اور تیسری ایک عورت۔

(۲۲۷) **تین ملعون:** عبداللہ ابن عمر نے کہا کہ ابوسفیان اپنے اونٹ پر سوار تھا، معاویہ اس کو کھینچ رہا تھا۔ یزید (معاویہ کا بڑا بھائی) اسے ہانک رہا تھا۔ رسول اللہؐ نے سوار، سواری کھینچنے والے اور ہانکنے والے پر لعنت کی۔

(۲۲۸) **تین اشخاص میں بڑے جرم والا کون ھے:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ بڑا جرم کرنے والے کون ہے؟ ایک وہ جو جنازے کے پیچھے غیر کی مصیبت میں بغیر چادر کے چلتا ہے، دوسرا وہ جو مصیبت کے وقت اپنی ران پر ہاتھ مارتا ہے، تیسرا وہ ہے جو لوگوں سے کہتا ہے کہ اس سے نرمی برتو اور رحم کی دعا کرو۔

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تین اشخاص کو میں نہیں جانتا کہ ان میں بڑا مجرم کون ہے؟ ایک وہ جو جنازے کے ساتھ بغیر چادر کے چلتا ہے، دوسرا وہ جو کہتا ہے کہ نرمی برتو، تیسرا وہ جو کہتا ہے کہ اس کے لئے بخشش مانگو۔ پروردگار تم لوگوں کو بخش دے۔

(شرح: یہ کہنے کا مطلب کہ میں نہیں جانتا کہ کس کا جرم زیادہ بڑا ہے سب کے جرم کی زیادتی کے اظہار کے لئے ہے نہ کہ واقعی مقدارِ جرم معلوم نہیں اور ان دونوں روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کسی مردہ کے جنازے کے پیچھے یہ کام انجام دینا بہت بُرا ہے۔

(۲۲۹) **براءؓ بن معرور انصاری کی وجہ سے اسلام کے تین عام احکام جاری ہوئے:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا کہ براءؓ بن معرور انصاری کی وجہ سے تین عام احکام جاری ہوئے۔ پہلا یہ کہ لوگوں کا طریقہ تھا کہ پتھروں سے استنجا کیا کرتے تھے براءؓ بن معرور نے کدو کھایا اور انہیں دست لگ گئے تو انہوں نے پانی سے استنجا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا۔ **ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین** (سورۃ بقرہ۔ آیت نمبر۲۲۲) ''اللہ تعالیٰ ان کو دوست رکھتا ہے جو بہت توبہ کرنے والے ہیں اور ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو بہت پاک رہتے ہیں''۔ براء بن معرور انصاری اپنی موت کے وقت مدینہ سے باہر تھے انہوں نے کہا کہ میرا منہ رسول اللہؐ کی طرف کر دیا جائے اور رسول اللہؐ مدینہ میں تھے۔ اور وصیت کی کہ میرے مال کا تیسرا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ وہ دو قانون اسلام میں جاری ہوئے کہ موت کے وقت مرنے والے کا منہ قبلہ کی طرف کیا جائے اور مال کے تیسرے حصہ کی امور خیر میں وصیت کی جاسکتی ہے۔ یہ تین قانون عام ثابت ہوئے۔

(۲۳۰) **صفوان بن امیہ جمحی میں تین قانون عمومی بنے اور جاری ہوئے:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ صفوان بن امیہ جمحی میں تین قانون بنے اور جاری ہوئے۔ رسول اللہؐ نے صفوان سے ستر (۷۰) چادریں عاریتاً لیں۔ صفوان نے کہا کہ یہ زبردستی دیں ہیں؟۔ (آپ نے) فرمایا: عاریتاً لی ہیں، واپس کرنے کا وعدہ کرتا ہوں، مکہ سے مدینہ جانے سے پہلے واپس کریں گے۔ (آپ نے) فرمایا: فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں۔ صفوان مسجد رسول میں سر کے نیچے چادر رکھ کر سوئے ہوئے تھے پیشاب کرنے باہر چلے گئے۔ واپس آئے تو چادر چوری ہو چکی تھی۔ انہوں نے کہا کہ میری چادر کس نے چوری کی ہے؟۔ وہ چور کی تلاش میں نکلے۔ اس کو پکڑ کر رسول اللہ کی خدمت میں پیش کیا۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اگر میری چادر چوری کرنے کی وجہ سے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو میں اس کو چادر ھبہ کرتا ہوں۔ (آپؐ نے) فرمایا کہ میرے سامنے پیش کرنے سے پہلے اس کو ھبہ کرتے۔ غرض چور کا ہاتھ کاٹا گیا۔

(۲۳۱) **سعدؓ بن معاذ اسلام میں تین مقامات کے حامل ھیں: اگر ایک مقام تمام لوگوں کو مل جاتا تو فضیلت کے لئے**

کافی تھا: یہ عنوان مخطوطہ نسخے میں نہیں پایا گیا اور مطبوعہ نسخے میں اس عنوان کے تحت حدیث نہیں تحریر کی گئی۔ بہر حال ہم تکمیل فائدہ کے لئے سعدؓ بن معاذ کے اسلام کے لئے خدمات انجام دینے کے تین بڑے تاریخی واقعات نقل کرتے ہیں ممکن ہے کہ مؤلف کا منشاء ان ہی سے رہا ہو، اگر چہ ظاہر عنوان یہ ہے کہ مذکورہ حدیث معصومؑ سے آئی لیکن ہم تک نہیں پہنچی۔

(۱) جب پیغمبر اسلام نے بنی قریظہ کے یہودیوں کا محاصرہ کیا تو پندرہ روز بعد سعدؓ بن معاذ رئیس اوس کو حکم کیا حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ یہ کام ان پر سخت تھا۔ کیونکہ ایام جاہلیت میں وہ یہودی، اوس کے حلیف اور ہم پیمان تھے اور توقع رکھتے تھے کہ وہ ان کو آزاد کردیں گے۔ جنگ احزاب میں تیر کا زخم کھانے کے بعد ان کی بیوی نے انہیں گدیوں پر لٹایا ہوا تھا اور ان کا علاج کر رہی تھیں۔ پیغمبرؐ کے حکم پر ان کو حاضر کیا گیا۔ خچر کی پشت پر ایک تختہ باندھا گیا اور اس پر ان کو روانہ کیا گیا۔ وہ بنی قریظہ کے قلعے کے نیچے آئے تو اس وقت اوس کے سب افراد یہودیوں کے طرفدار تھے اور اصرار کر رہے تھے کہ سعد ان کے لئے حکم امان جاری کر دیں لیکن سعدؓ نے حکم دیا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کے اموال کو ضبط کر لیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا جائے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا: اے سعد تم نے جو حکم دیا ہے تو خدا نے سات آسمانوں کے اوپر یہی لکھا ہوا تھا۔

(۲) سیرت ابن ہشام میں روایت کی گئی ہے کہ جس رات سعدؓ بن معاذ نے جان دی تو جبرئیل اس حالت میں پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ استبرق کا عمامہ ان کے سر پر بندھا ہوا تھا اور عرض کرنے لگے: اے محمدؐ! آج کس کا انتقال ہوا ہے کہ جس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے گئے ہیں اور عرش لرز رہا ہے۔

رسول خداؐ تیزی سے سعدؓ کے سرہانے پہنچے دیکھا کہ ان کی روح پرواز کر چکی ہے۔

(۳) جنگ بدر میں پیغمبرؐ نے اصحاب کو خبر دی تھی کہ قریش کا لشکر چاہِ بدر کے قریب پہنچ چکا ہے اور وہ ہم سے جنگ کرنا چاہتے ہیں اور خواہش ظاہر کی کہ مہاجر و انصار قریش سے جنگ کے لئے چلیں۔ چند اصحاب نے اس کی مخالفت کی اور چاہا کہ مدینہ واپس ہو جائیں لیکن تب سعدؓ بن معاذ تھے جنہوں نے انصار کی نمائندگی کرتے ہوئے مؤثر گفتگو اور آتش بیانی سے لوگوں کو جنگ پر آمادہ کیا اور اس طرح پیغمبرؐ کو مسرور کیا۔

(۲۳۲) **عِلم کے اٹھانے والے تین قسم کے لوگ ہیں:** حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ علم کا بوجھ اٹھانے والے تین قسم کے لوگ ہیں۔ ان کو علامات اور شخصیات سے پہچانو۔ ایک وہ جو خودنمائی اور جہالت کی وجہ سے علم حاصل کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جو غرور اور دھوکہ دینے کے لئے پڑھتے ہیں۔ تیسرے وہ جو دانشمندی اور حکمت حاصل کرنے کے لئے علم حاصل کرتے ہیں۔ جو لوگ خودنمائی اور جہالت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں ان لوگوں کو دیکھو گے کہ وہ لوگ مجالس میں لوگوں کو تکلیف دیں گے اور جھگڑا کریں گے۔ ظاہر میں خدا ترس اور پرہیزگار دکھائی دیں گے لیکن ان کے دل پرہیزگاری سے خالی ہوں گے۔ پروردگار ان کی کمر توڑ دے گا، ان کی ناک کاٹ دے گا۔

جو لوگ غرور اور دھوکے بازی کے لئے علم حاصل کرتے ہیں، اپنے ہم جیسوں اور ہم عقیدہ لوگوں کے آگے گردن اٹھاتے ہیں، دولت مندوں کے آگے اپنی گردن نیچی کر لیتے ہیں اور اپنے آپ کو چھوٹا دکھلاتے ہیں تاکہ ان کی شیرینی کھا سکیں یا اپنے دین کو فروخت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیتا ہے، عقلمندوں سے ان کی رگ کاٹ دیتا ہے۔ سمجھدار اور عقلمند کی علامت یہ ہے کہ وہ غم اور اندوہ میں مبتلا ہوتا ہے۔ شب کی تاریکی میں اللہ کی عبادت کرتا ہے، شب کی تاریکی میں اٹھتا ہے [illegible]

اور عقلمند سے مانوس ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو مضبوط کرتا ہے اور قیامت میں اس کو امان دے گا۔

(۲۳۳) **تین اشخاص کو دشمن سمجھنے والا ذلیل ہوتا ہے:** جناب ابو عبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا: جس نے اپنے والد، بادشاہ اور اپنے چاہنے والے کو دشمن سمجھا وہ ذلیل ورسوا ہوا۔

(۲۳۴) **قضا اور قدر کے عقیدے میں لوگ تین قسم کے ہیں:** جناب ابو عبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ قضا اور قدر کے عقیدے میں لوگ تین قسم کے ہیں۔ ایک گروہ وہ ہے جو کہتا کہ اللہ تعالیٰ نے گناہ کرنے پر لوگوں کو مجبور کیا ہے۔ ایسے لوگوں نے اللہ تعالیٰ پر ظلم کیا اور وہ لوگ کافر ہیں۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو کہتا ہے کہ پروردگار عالم نے تمام کام انسانوں کے حوالے کر دیئے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ کو احکام میں سست اور ناقص سمجھتے ہیں۔ یہ کافر ہیں۔ تیسرے وہ گروہ ہے جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان کی طاقت کے مطابق تکلیف دی ہے۔ طاقت سے زیدہ تکلیف نہیں دی۔ جب آدمی نیک کام کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی تعریف کرتا ہے جب کوئی برا کام کرتا ہے تو پروردگار عالم سے معافی مانگتا ہے (توبہ کرتا ہے) ایسا شخص صحیح مسلمان ہے۔

﴿چوتھا باب﴾

(۱) **رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں چار اشخاص کی سفارش قیامت کے روز کروں گا:** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں قیامت میں چار اشخاص کی سفارش کروں گا اگر چہ وہ تمام دنیا کے گناہ لے کر کیوں نہ حاضر ہوئے ہوں۔ ایک میرے اہل بیتؑ کی مدد کرنے والا، دوسرے مجبوری کے وقت ان کی حاجت پوری کرنے والا، تیسرے دل اور زبان سے ان کو دوست رکھنے والا، چوتھا اپنے ہاتھ سے ان کا دفاع کرنے والا۔

(۲) **چار باتوں میں عورت کی بات ماننے والے کے لئے سزا:** رسول اللہؐ نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کو وصیت فرمائی کہ جس نے اپنی عورت کی اطاعت کی اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل دوزخ میں پھینک دے گا۔ آپؑ نے عرض کیا: وہ کون سی اطاعت ہے؟ فرمایا کہ حمام میں جانے کی، دوسرے مجلس عروسی، تیسرے مجلس نوحہ گری، چوتھے باریک لباس پہننے کی اجازت دے۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے ان چار باتوں میں اپنی عورت کو اجازت دی اس کو پروردگار عالم منہ کے بل دوزخ میں پھینک دے گا۔ عرض کیا گیا: وہ چار چیزیں کیا ہیں؟ (آپؑ نے) فرمایا ایک باریک کپڑے پہننے کی اجازت جس سے جسم نظر آئے، حمام، مجالس نوحہ گری اور شادی بیاہ کی تقریب میں جانے کی اجازت دینا۔

(۳) **چار اشخاص کی دعا رد نہیں ہوتی:** رسول اللہؐ نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ چار اشخاص کی دعا رد نہیں ہوتی ایک امام عادل، دوسرے ماں باپ کی دعا اولاد کے لئے، تیسرے کسی برادر مومن کے لئے دعا، چوتھے کسی مظلوم کی فریاد۔ پروردگار عالم کہتا ہے کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تیرا بدلہ ضرور لوں گا اگر چہ اسے کچھ وقت ہی کیوں نہ لگ جائے۔

(۴) **چار اشخاص سے دین قائم ہوتا ہے:** جناب امیر المومنینؑ (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) نے فرمایا کہ چار قسم کے اشخاص سے دین قائم ہوتا ہے۔ (۱) ایسا عالم جو باعمل ہو (۲) ایسا مالدار جو اپنے اہل دین پر مال خرچ کرنے میں کنجوسی نہ کرے (۳) ایسا فقیر (تنگ دست) جو دنیا کی خاطر اپنی آخرت نہ بیچے (۴) ایسا شخص جو کسی جاہل سے علم حاصل کرنے میں غرور سے کام نہ لے۔ جب عالم اپنا علم پوشیدہ رکھے اور غنی اپنے مال سے کنجوسی کرے اور فقیر دنیا کے بدلے اپنی آخرت بیچے اور جاہل سے علم حاصل کرنے والا غرور کرے گویا دنیا الٹی چلنے لگے پس تمہیں مسجد کی زیادتی اور نمازیوں کی کثرت دھوکہ نہ دے۔ (حضرت علی علیہ السلام سے) کہا گیا: یا امیر المومنینؑ اس زمانے میں زندگی کیسے گزاریں؟ (آپؑ نے) فرمایا: ظاہر میں لوگوں کے ساتھ میل جول رکھو اور باطن میں کنارہ کشی اختیار کرلو۔ جو کچھ کمائے گا وہی اس کے ساتھ ہوگا۔ مایوس نہ ہو اللہ کی طرف سے کشائش کا انتظار کرو۔

(۵) **اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو بخش دیا جس نے چار مقامات پر سختی سے کام نہ لیا:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا جسے اللہ عزوجل نے بخش دیا اس میں یہ چار صفتیں تھیں (۱) خریدنے میں نرمی (۲) بیچنے میں نرمی (۳) فیصلہ کرنے میں نرمی (۴) اور درگزر سے کام لینا۔

(۶) **اس فانی دنیا میں لوگوں کو چار چیزوں کی ضرورت ہے:** جناب جعفر بن محمدؑ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ لوگوں کو اس

فانی دنیا میں چار چیزوں کی ضرورت ہے(۱) بے نیازی (۲) آسائش (۳) فراغت خاطر (۴) عزت۔ بے نیازی قناعت میں ہے جو شخص اسے کثرت مال میں تلاش کرے گا اسے نہ پائے گا۔ جو بہت زیادہ آسائشات چاہے گا اسے آسائش نہیں ملے گی۔ فراغت خاطر کم اہتمام میں ہے زیادہ میں نہیں۔ اور عزت اللہ کی رضا میں ہے لوگوں کی فرمانبرداری میں نہیں۔

(۷) **جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ ہو کوئی شخص مومن نہیں ہوتا:** رسول اللہؐ نے فرمایا کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ چار چیزوں پر ایمان نہ لائے۔(۱) لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ کی گواہی دے (۲) میں (محمدؐ) اللہ کا رسول ہوں اللہ نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا (۳) موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر یقین رکھتا ہو (۴) اور قضا و قدر پر عقیدہ رکھتا ہو۔

(۸) **امیر المومنین (حضرت علیؑ) کی چار انگوٹھیاں تھیں:** عبداللہ ابن جبر (خیر) نے کہا امیر المومنینؑ (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) کی چار انگوٹھیاں تھیں۔(۱) یاقوت کی انگوٹھی بزرگی کے لئے (۲) فیروزہ کی نصرت کے لئے (۳) حدید چینی کی قوت کے لئے (۴) عقیق کی حفاظت کی خاطر۔ یاقوت پر نقش **لا الہ اللہ الملک الحق المبین**. فیروزہ پر نقش **اللہ الملک الحق**. حدید چینی پر نقش **العزۃ للہ جمیعا** اور عقیق پر نقش **ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ استغفر اللہ** کندہ تھا۔

(۹) **چار سورتوں نے رسول اللہؐ کو بوڑھا کردیا:** حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ آپؐ بہت جلد بوڑھے ہوگئے۔ (آپؐ نے) فرمایا: مجھے سورہ ہود، سورۃ واقعہ، سورۃ مرسلات اور سورۃ عم یتساءلون نے بوڑھا کردیا۔

(۱۰) **نبیؐ ہجرت کے بعد چار عمرے بجا لائے:** ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے چار عمرے ادا کیے۔ ایک عمرہ حدیبیہ، دوسرے عمرہ قضاء دو سال بعد تیسرے عمرہ جعرانہ اور چوتھا عمرہ الوداع۔

(۱۱) **چار عادتوں سے امام پہچانا جاتا ہے:** حارث بن مغیرہ نضری نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) سے دریافت کیا کہ امام کی شناخت کیا ہے؟۔ (آپؐ نے) فرمایا کہ امام چار باتوں سے پہچانا جاتا ہے(۱) اطمینان قلب (۲) وقار (۳) علم و دانش (۴) (جانے والے امام کی) وصیت۔ ابو جارود نے کہا کہ میں نے ابوجعفر (امام محمد باقرؑ) سے پوچھا کہ جب امام اہلبیتؑ فوت ہو جاتا ہے تو آئندہ کے امام کی پہچان کیسے ہوتی ہے؟ (آپؐ نے) فرمایا نیک روش، سنگینی (مضبوطی) آل محمدؐ کا اس کی فضیلت کا اعتراف اور کوئی بات ایسی نہیں جس کا وہ جواب نہ دے سکے۔ (وہ کسی بات میں لاچاری اور مجبوری ظاہر نہیں کرے گا)۔

(۱۲) **نبیؐ کا قول ہے کہ مجھے چار چیزوں کی وجہ سے فضیلت ہے:** ابی امامہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے چار چیزوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے۔ ایک میری امت کے لئے زمین کو سجدہ کرنے کی جگہ اور پاک کرنے والی بنایا ہے۔ میری امت کے اشخاص جب نماز پڑھنے کا ارادہ کریں اور پانی نہ ملے اور زمین مل جائے تو زمین ان کے سجدہ کرنے کی جگہ اور پاک کرنے والی چیز ہے۔ دوسرے رعب کے ذریعے سے میری مدد کی گئی جو ایک ماہ کی مسافت سے میرے آگے چلتی ہے۔ تیسرے میری امت کے لئے مال غنیمت حلال قرار دیا گیا۔ چوتھے تمام انسانوں کے لئے میں نبی بنا کر بھیجا گیا۔

(۱۳) **بہترین سفر کے چار (۴) ساتھی بہترین سرایا چار سو (۴۰۰) اور بہترین لشکر چار ہزار (۴۰۰۰) ہیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا بہترین سفر کے ساتھی چار، بہترین سرایا چار سو (۴۰۰) اور بہترین لشکر چار ہزار (۴۰۰۰) ہے (کہ وہ) قلت تعداد کی وجہ سے بارہ ہزار سے

لشکر سے شکست نہیں کھائیں گے اگر صبر کیا اور ثابت قدم رہے۔

(شرح: اس ترتیب کے ساتھ فوجی طبقہ بندی عرب کے لشکری انداز اور قدیمی اسلحہ کے ساتھ جنگ کے پیش نظر کی گئی ہے۔ قدیمی ہتھیار یعنی تلوار، نیزہ، تیر، کمان، ہیں جبکہ جنگی سوار گھوڑوں اور اونٹوں پر مشتمل ہوتے تھے اور اس کی موجودہ جنگی حالت سے کوئی منافات نہیں ہے کہ جنگی اسلحوں میں بجلی، گیس اور دیگر مصنوعات کا استعمال ہوتا ہے۔ اور دہائی دہائی ہو کر لشکر ہزاروں تک پہنچتا ہے۔ اور وسیع میدان سے جنگ میں سدھا ہزار لشکر جنگی امور میں شرکت کرتا ہے۔)

(۱۴) **جس کو چار چیزیں (توفیقات) دی جاتی ہیں وہ چار (نعمتوں) چیزوں سے محروم نہیں ہوتا:** جناب جعفر بن محمد علیہما السلام نے فرمایا جس کو چار چیزیں دی جاتی ہیں وہ ان چار چیزوں سے محروم نہیں ہوتا۔ (۱) جس کو دعا کرنے کی توفیق ہو وہ قبولیت دعا سے محروم نہیں ہوتا۔ (۲) جس کو استغفار کی توفیق ہو وہ توبہ کی قبولیت سے محروم نہیں ہوتا۔ (۳) جس کو شکر کی توفیق ہو وہ کثرت نعمت سے محروم نہیں ہوتا۔ (۴) جس کو صبر کی توفیق ہو وہ اجر سے محروم نہیں ہوتا۔

(۱۵) **چار مخلوقات تمام اولاد آدمؑ کی باتیں سنتی ہیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چار مخلوق تمام اولاد آدمؑ کی باتیں سنتی ہیں (۱) نبیؐ (۲) حور العین (۳) جنت (۴) دوزخ۔ جو شخص نبیؐ پر درود و سلام بھیجتا ہے وہ آنحضرتؐ تک پہنچتا ہے اور آپؐ اس کو سنتے ہیں۔ جو کوئی شخص کہتا ہے اے پروردگار حور العین سے میری شادی کر دے تو اس بات کو حوریں سنتی ہیں تو کہتی ہیں اے ہمارے رب جس نے ہماری خواہش کی اس سے ہماری شادی کر دے۔ جو شخص کہتا ہے اے میرے اللہ مجھے بہشت میں داخل کر تو بہشت سن کر کہتی ہے اے اللہ اسے مجھ (جنت) میں جگہ عطا فرما۔ جو دوزخ سے پناہ مانگتا ہے تو دوزخ کہتی ہے اے اللہ اس کو مجھ سے پناہ دے۔

(۱۶) **بروز قیامت اللہ چار آدمیوں کی طرف نہیں دیکھے گا:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بروز قیامت اللہ چار آدمیوں کی طرف نہیں دیکھے گا۔ (۱) جس کو والدین نے عاق کیا ہو (۲) احسان جتانے والا (۳) قضاء و قدر کو جھٹلانے والا (۴) عادی شرابی۔

(۱۷) **قیامت میں چار سوار ہوں گے:** رسول اللہؐ نے فرمایا قیامت کے روز چار سوار ہوں گے۔ وہ چار ہم ہوں گے۔ عباسؓ ابن عبدالمطلبؑ نے کہا: وہ کون ہیں یا رسول اللہؐ؟ (آپؐ نے) فرمایا: میں براق پر سوار ہوں گا جس کا چہرہ انسان کے چہرے کی طرح ہوگا۔ اس کے رخسار گھوڑے کے رخسار کی طرح ہوں گے۔ اس کے بال پروئے ہوئے مروارید کی طرح ہوں گے۔ اس کے دونوں کان زبرجد کی طرح ہوں گے۔ آنکھیں زہرہ ستارے کی مانند چمکتی ہوں گی۔ روشن ستاروں کی مانند کان سے نور نکلتا ہوگا۔ سورج کے نور کی طرح۔ جب سورج کی شعاعوں سے اس کے پسینے کے قطرے ٹپکتے ہیں تو وہ مروارید کی طرح چمکتے ہیں۔ وہ فربہ ہے اور اس کے دونوں ہاتھ اور پیر طویل (بڑے) ہیں اور وہ انسان کی طرح جاندار ہے۔ بات کو سنتا اور سمجھتا ہے وہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ہے۔ عباسؓ نے عرض کیا: دوسرا کون ہوگا؟ (آپؐ نے) فرمایا: میرے بھائی صالح اللہ کی دی ہوئی اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ جس کے پیر ان کی قوم نے کاٹ دیئے تھے۔ عباسؓ نے کہا: اور کون ہوگا؟ (آپؐ نے) فرمایا میرے چچا حمزہ بن عبدالمطلبؑ اللہ اور اس کے رسول کے شیر اور سید الشہداء (حضرت حمزہؓ) میرے عضباء اونٹ پر سوار ہوں گے۔ جس کی مہار یاقوت سرخ کی ہوگی۔ عباسؓ نے کہا اور کون ہوگا یا رسول اللہؐ؟ (آپؐ نے) فرمایا میرے بھائی علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) جنت کے اونٹ پر سوار ہوں گے۔ جس کی مہار مروارید کی اور ہودج یاقوت سرخ کی ہوگی۔ ان (علی علیہ السلام) کے سر پر سفید موتیوں کا نورانی تاج ہوگا۔ وہ سبز پوشاک پہنے ہوئے ہوں گے اور ان کے ہاتھ میں لواء حمد

(پرچم حمد) ہوگا۔ آپ ندادیں گے اشھد ان لا الہ اللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمد رسول اللہ پس مخلوق کہے گی: کیا یہ نبی مرسل ہیں یا مقرب فرشتے ہیں؟ شکم عرش سے آواز آئے گی۔ یہ نبی اور مقرب فرشتہ ہیں نہ ہی عرش اٹھانے والے فرشتے ہیں۔ یہ علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) رسول رب العالمین کے وصی ہیں۔ امام المتقین اور قائد الغر المحجلین۔

مؤلف کتاب (شیخ صدوق) کا کہنا ہے کہ ذکر براق اور اس کے اوصاف اور حمزہؑ بن عبدالمطلبؑ کے بیان کی وجہ سے یہ حدیث غریب ہے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہؐ حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا: اے گروہ انصار، اے گروہ بنی ہاشم اور اے اولاد عبدالمطلبؑ میں محمدؐ ہوں۔ میں اللہ کا رسول ہوں میں علی وحمزہ اور جعفر (علیہم السلام) محترم مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔ کسی نے سوال کیا: یا رسول اللہؐ یہ لوگ آپ کے ساتھ قیامت کے دن سوار ہوں گے؟ (آپؐ نے) فرمایا: تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے۔ قیامت کے روز چار اشخاص سوار ہوں گے ایک خود میں، علی، فاطمۃ الزہرا اور (حضرت) صالح نبی خدا (علیہم السلام) ہیں۔ میں براق پر سوار ہوں گا۔ میری بیٹی فاطمہؑ عضباء اونٹنی پر اور (حضرت) صالحؑ اس اونٹنی پر سوار ہوں گے جس کی کونچیں کاٹ دی گئی تھیں۔ علی (علیہ السلام) جنت کی اونٹنی پر سوار ہوں گے جس کی مہار یاقوت کی ہوگی۔ وہ سبز پوشاک پہنے ہوں گے۔ بہشت اور دوزخ کے درمیان کھڑے ہوں گے لوگوں کو ان کے پسینے نے لگام دے رکھی ہوگی عرش سے ہوا چلے گی اور لوگوں کے پسینے کو خشک کردے گی۔ جب فرشتوں، نبیوں اور صدیقوں کی نگاہ حضرت علیؑ پر پڑے گی تو وہ کہیں گے: یہ کیا ہیں؟ فرشتہ مقرب یا نبی مرسل؟ تو اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: نہ یہ کوئی مقرب فرشتہ ہے اور نہ ہی نبی مرسل۔ یہ تو حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں جو دنیا و آخرت میں رسول اللہؐ کے بھائی ہیں۔

(شرح: علمائے رجال کی اصطلاح میں غریب وہ حدیث ہوتی ہے جس میں کوئی غیر مسلم وخلاف باقاعدہ بات کہی گئی ہو۔)

(۱۸) **بنی اسرائیل کی بڑھیا نے موسیٰ علیہ السلام سے چار چیزیں طلب کیں:** جناب ابوالحسن (امام موسیٰ کاظمؑ) نے فرمایا کہ بنو اسرائیل پر چاند نے طلوع ہونا بند کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں مصر سے نکالو جب ہڈیاں باہر آجائیں گی تو چاند طلوع کرے گا۔ جب ہڈیاں نکالنے کا ارادہ کیا تو عرض کیا: (ان کے دفن کی) جگہ کو کون جانتا ہے؟ کہا گیا یہاں ایک بڑھیا رہتی ہے، وہ جانتی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟ چنانچہ اس تک پہنچے تو اسے اندھا اور اپاہج پایا۔ اس سے کہا: کیا تم حضرت یوسفؑ کی قبر کی جگہ جانتی ہو؟ اس نے کہا ہاں جانتی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا بتاؤ کہاں ہے؟ اس نے کہا: جب تک مجھے چار چیزیں نہیں دو گے میں نہیں بتلاؤں گی۔ ایک میرے دونوں پاؤں ٹھیک کردو، دوسرے میری جوانی واپس کردو، تیسرے میری دونوں آنکھیں ٹھیک ہوجائیں، چوتھے اپنے ساتھ جنت میں جگہ دو۔ یہ باتیں حضرت موسیٰؑ پر سخت گزریں۔ پروردگار نے حضرت موسیٰؑ پر وحی کی: جو کچھ وہ چاہتی ہے اس کو دے دو۔ اس کے بعد اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر سے آگاہ کیا۔ حضرت موسیٰؑ نے دریائے نیل کے کنارے مرمریں صندوق میں حضرت یوسفؑ کی لاش برآمد کی تو آسمان پر چاند نکل آیا۔ اس لاش کو شام لے گئے اسی لئے یہودی اپنے مردوں کو شام میں دفن کیا کرتے تھے۔

(۱۹) **جنت کی بہترین عورتیں چار ہیں:** ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے چار لکیریں کھینچ کر فرمایا کہ بہشت کی بہترین عورتیں چار ہیں۔ ایک حضرت خدیجہؑ بنت خویلد، دوسری فاطمہؑ دختر محمدؐ، تیسرے حضرت مریم بنت عمران، چوتھی حضرت آسیہ دختر مزاحم جو فرعون کی بیوی تھیں۔

(۲۰) **چار چیزیں کمر توڑ دیتی ہیں:** حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے علی

(علیہ اسلام) چار چیزیں کمر توڑ دیتی ہیں۔ ایک ایسا امام جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کے حکم کی اطاعت کی جاتی ہے۔ دوسرے وہ عورت جس کی حفاظت اس کا شوہر کرتا ہے مگر وہ خیانت کرتی ہے۔ تیسرے غربت جس کا علاج غریب کے پاس نہیں ہو۔ چوتھے برا پڑوسی جو گھر کے پاس رہتا ہو۔

(۲۱) **پروردگار عالم نے چار مرتبہ دنیا کی طرف نظر کی:** حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے علی (علیہ السلام) پروردگار نے دنیا کی طرف نظر کی اور مجھے عالمین کے مردوں میں سے منتخب کیا۔ دوسری بار نظر کی اور میرے بعد تمام کائنات کے مردوں میں سے تجھے منتخب کیا۔ تیسری مرتبہ نظر ڈالی اور تمام کائنات کے مردوں میں سے تیرے بعد آنے والے ائمہ کو منتخب کیا۔ پھر چوتھی بار نظر ڈالی اور تمام کائنات کی عورتوں میں سے (جناب) فاطمۃ الزہراؑ کو منتخب کیا۔

(۲۲) **نبیؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ میں نے تیرا نام اپنے نام کے ساتھ ملا ہوا چار مقامات پر دیکھا ہے:** حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے وصیت کرتے ہوئے مجھ سے فرمایا کہ اے علیؑ میں نے تیرا نام چار مقامات پر اپنے نام کے ساتھ ملا ہوا دیکھا ہے۔ ایک اس وقت جیسا میں معراج کے موقع پر بیت المقدس پہنچا تو آسمان کی فضاء میں لکھا ہوا تھا **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بو زیرہ و نصرتہ بو زیرہ** ۔ میں نے جبرئیل سے کہا کہ میرا وزیر کون ہے؟ کہا: علی ابن ابی طالبؑ ۔ پھر جب میں سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچا تو میں نے لکھا ہوا دیکھا **انی انا اللہ لا الہ الا انا وحدی محمد صفوتی من خلقی ایدتہ بوزیرہ و نصرتہ بوزیرہ** ۔ میں نے جبرئیل سے کہا: میرا وزیر کون ہے؟ کہا: علی ابن ابی طالبؑ ۔ جب میں سدرۃ المنتہیٰ سے گزر کر عرش رب العالمین کے پاس پہنچا تو لکھا ہوا دیکھا **انا اللہ لا الہ الا انا وحدی محمد حبیبی ایدتہ بوزیرہ و نصرتہ بوزیرہ** ۔ پھر جب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو طاق عرش پر لکھا ہوا تھا: **انا اللہ لا الہ الا انا وحدی محمد عبدی و رسولی ایدتہ بوزیرہ و نصرتہ بوزیرہ.**

(۲۳) **سوائے چار اشخاص کے اہلبیت کی احادیث کوئی نہیں برداشت کر سکتا:** عمرو بن یسع، شعیب حداد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صادق جعفر بن محمدؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہماری حدیث دشوار اور بہت سخت ہے اس کو صرف مقرب فرشتہ، نبی مرسل یا وہ بندہ جس کے قلب کا اللہ نے ایمان کے لئے امتحان لے لیا ہو یا مدینہ حصینہ اٹھا سکتا ہے۔ عمرو نے شعیب سے پوچھا "مدینہ حصینہ" کیا چیز ہے؟ کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے "مدینہ حصینہ" کے بارے میں پوچھا تھا تو آپؑ نے فرمایا تھا: جمع کیے ہوئے دل کا نام مدینہ حصینہ ہے۔

(۲۴) **جس شخص میں تین عادتیں نہیں ہوں گی تو دوسرے لوگوں پر چار چیزیں واجب ہوجائیں گی:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں پر حاکم ہو اور ان پر ظلم نہ کرے، ان سے کچھ بیان کرے تو جھوٹ نہ بولے اور وعدہ خلافی نہ کرے تو ان اشخاص میں ہوگا جن کا ایمان کامل، عدل ظاہر اور اس سے بھائی چارہ واجب اور اس کی غیبت حرام ہے۔ حضرت ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا جو شخص تین چیزیں رکھتا ہوگا لوگوں پر اس کی چار چیزیں واجب ہوجائیں گی۔ (۱) لوگوں سے کچھ بیان کرے تو جھوٹ نہ بولے (۲) ان سے معاشرت میں ظلم نہ کرے (۳) جب ان سے وعدہ کرے تو خلاف ورزی نہ کرے۔ لوگوں پر واجب ہے کہ اس کے عدل کو مانیں۔ اس کی جواں مردی ظاہر ہوگی۔ اس کی غیبت ان پر حرام ہوگی اور اس سے بھائی چارگی لازمی ہوگی۔

(۲۵) **حضرت آدمؑ کے دو اشعار کے جواب میں ابلیس کے چار اشعار:** حضرت علی علیہ السلام مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک شامی نے کہا یا امیر المومنین (علیہ السلام) میں آپ سے چند چیزیں پوچھتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: سمجھنے کے لئے پوچھ محض تکلیف دینے کے لئے نہ

پوچھو۔ عرض کیا۔ سب سے پہلے شعر کس نے کہا؟ (آپ نے) فرمایا: حضرت آدمؑ نے۔ عرض کیا کون سا شعر ہے؟ فرمایا جب حضرت آدمؑ زمین پر اترے زمین کو دیکھا اس کی وسعت اور ہوا کو دیکھا اور قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو دو شعر کہے۔

تغیرت البلاد ومن علیها — فوجه الارض مغبر قبیح
دنیا اور اس پر رہنے والے دگرگوں ہو گئے — اس لئے زمین بدنما اور سیاہ ہے
تغیر کل ذی لون وطعم — و قل بشاشة الوجه الملیح
رنگ اور کھانے تبدیل ہو گئے — اور چہرے کی بشاشت نہ رہی

ابلیس نے جواباً یہ اشعار کہے۔

تنح عن البلاد وساکنیها — فبی فی الخلد ضاق بک الفسیح
دنیا اور اہل دنیا سے دور ہو جا — کیا خلد بریں تم پر تنگ تھی
وکنت بها وزوجک فی قرار — و قلبک من اذی الدنیا مریح
تیرا بیوی کے ساتھ وہاں ٹھکانہ تھا — دنیا کی تکلیف سے تیرا دل الگ تھا
فلم تنفک من کیدی و مکری — الی ان فاتک الثمن الربیح
تو میرے مکر اور چالبازی سے دور نہ ہوگا — فائدہ کا سودا تیرے ہاتھ سے گھاٹے میں بدل گیا
فلو لا رحمة الجبار اضحت — بکفک من جنان الخلد ریح
پس خدا کا رحم شامل نہ رہا — اور تیرے ہاتھ سے جنت نکل گئی

(۲۶) **اللہ نے چار چیزوں کو چار چیزوں میں پوشیدہ رکھا:** امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو چار چیزوں میں پوشیدہ رکھا۔ اپنی اطاعت میں اپنی رضامندی کو پوشیدہ رکھا۔ پس اللہ کی کسی اطاعت کو چھوٹا نہ جانو مبادا اس میں اللہ کی رضا ہو اور تمہیں معلوم نہ ہو۔ اپنی ناراضگی کو گناہوں میں پوشیدہ رکھا۔ پس کسی گناہ کو چھوٹا نہ سمجھو شاید اس گناہ میں اس کی ناراضگی بڑی ہو اور تمہیں اس کا علم نہ ہو۔ اللہ کی قبولیت تمہاری دعا میں پوشیدہ ہے۔ پس کسی دعا کو کمتر نہ سمجھو ممکن ہے اس میں قبولیت مخفی ہو۔ اپنے دوست کو اپنے بندوں پر پوشیدہ رکھا۔ پس خدا کے کسی بندے کو حقیر نہ جانو ممکن ہے اس میں اس (اللہ) کا دوست موجود ہو اور تمہیں اس کا علم نہ ہو۔

(۲۷) **رسول اللہؐ نے فرمایا چار چیزوں کو برا نہ سمجھو وہ چار چیزوں کے لئے امان ہیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ چار چیزوں کو برا نہ سمجھو وہ چار چیزیں چار چیزوں کے لئے امان ہیں۔ ایک زکام کو برا نہ سمجھو۔ یہ جذام کے مرض کے لئے امان ہے۔ دوسرے پھوڑے پھنسی کو برا نہ سمجھو برص کے مرض سے بچاتا ہے۔ آشوب چشم کو برا نہ سمجھو وہ اندھے پن کے لئے امان ہے۔ کھانسی کو برا نہ سمجھو وہ فالج کے مرض سے امان دیتا ہے۔

(۲۸) **امیر المومنین علیہ السلام کی چار فضیلتیں ایسی ہیں جو کسی کو آج تک میسر نہیں ہوئیں:** ابن عباسؓ نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام کو چار فضیلتیں ایسی حاصل ہوئیں جو کسی کو حاصل نہیں ہوئیں۔ ایک یہ کہ سب سے پہلے رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ دوسرے

ہ جنگ میں علم رسولؐ حضرت علیؑ کے پاس رہا۔ تیسرے، بہت سے لوگ احد کی جنگ میں بھاگ گئے مگر حضرت علیؑ ثابت قدم رہے۔ چوتھے آنحضرتؐ کو غسل وکفن دیکر قبر میں اتارا۔

ربیعہ جرشی نے کہا کہ حضرت علیؑ کا ذکر معاویہ سامنے سعد بن ابی وقاص کی موجودگی میں ہوا۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ حضرت علیؑ کے چار ایسے فضائل ہیں اگر مجھے ایک بھی مل جاتا تو میرے لئے فلاں فلاں چیز سے زیادہ فائدہ مند تھا اور سرخ اونٹوں کا ذکر کیا۔ (حضرت علیؑ کے فضائل بیان کرتے ہوئے کہا:) رسول اللہؐ نے کہا کہ میں کل علم اس کو دوں گا (علیؑ کو جنگ خیبر میں علم دینے کی طرف اشارہ ہے)۔ رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ سے کہا کہ تجھے مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں علیؑ اس کے مولا ہیں۔ چوتھی بات سعد بن ابی وقاص بھول گیا۔

(۲۹) معاویہ نے ابن عباس سے کہا کہ چار باتوں کی وجہ سے میں تجھے دوست رکھتا ہوں اور چار باتیں میں نے تجھے معاف کردی ہیں: عبدالملک بن مروان نے کہا کہ میں ایک روز معاویہ کے پاس موجود تھا۔ اس کے پاس قریش کے لوگ جمع تھے۔ جن میں کچھ افراد بنو ہاشم کے بھی تھے۔ معاویہ نے بنو ہاشم سے کہا کہ تم لوگ اپنے آپ کو ہم سے بڑا سمجھتے ہو۔ کیا ہمارے باپ اور ماں ایک نہیں ہیں؟ گھر اور جائے پیدائش ایک نہیں ہے؟ ابن عباسؓ نے کہا کہ جس طرح تم تمام قریش پر فخر کرتے ہو۔ اسی طرح ہم تم پر فخر کرتے ہیں۔ قریش انصار پر فخر کرتے ہیں۔ انصار تمام عرب پر فخر کرتے ہیں، عرب عجم پر فخر کرتے ہیں۔ ہم رسول اللہؐ کی وجہ سے فخر کرتے ہیں۔ جس کا تم انکار نہیں کر سکتے اور نہ اس سے بھاگ سکتے ہو۔ معاویہ نے کہا: اے ابن عباسؓ تم اپنی تیز زبان کے ذریعہ اپنے مخالف کے حق پر حاوی ہونا چاہتے ہو؟ ابن عباسؓ نے کہا: یہ بات نہیں ہے۔ باطل حق پر غالب نہیں آسکتا۔ اپنے حسد کو چھوڑ دو۔ حسد بری چیز ہے۔ معاویہ نے کہا: تم نے سچ کہا۔ اللہ کی قسم میں تم کو چار باتوں کی وجہ سے دوست رکھتا ہوں اور چار باتیں تمہاری معاف کردی ہیں۔ پہلی بات یہ کہ تم رسول اللہؐ کے رشتہ دار ہو۔ دوسری بات یہ کہ تم میرے خاندان اور عبد مناف کی پاک نسل کے آدمی ہو۔ تیسری بات یہ کہ میرا باپ اور تمہارا باپ دوست تھے۔ چوتھی بات یہ کہ تم قریش کی زبان، رئیس اور دانشمند ہو اور وہ چار باتیں جو میں نے معاف کردیں وہ یہ ہیں کہ تم نے جنگ صفین میں ان لوگوں کے ساتھ شرکت کی جن لوگوں نے ہم پر حملہ کیا تھا۔ دوسری یہ کہ عثمان کو چھوڑ دینے کی برائی کی۔ تیسری یہ کہ جن لوگوں نے عائشہ ام المومنین کے لئے کوشش کی تم بھی ان میں تھے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے کہا کہ زیاد میرا بھائی نہیں ہے تم نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملائی۔ اس معاملے کی میں نے خوب چھان بین کی۔ مجھے تمہارا بہانہ قرآن اور اشعار عرب میں مل گیا۔ پروردگار عالم کا ارشاد ہے خلطوا عملاً صالحاً و آخر سیئا کہ نیک کام برے کام سے ملا دیتے ہیں۔ (سورۃ توبہ۔ آیت نمبر ۱۰۲) بنی ذبیان نے (نعمان سے عذر خواہی کرتے ہوئے) یہ شعر کہا:

ولست بمستبق اخا لا تلمه	علی شعث ای الرجال المهذب
دوستی کی امید ہمیشہ مت رکھ	بہت سے ہم ذوق اور لائق موجود ہیں

پہلی چار باتیں مانتا ہوں اور آخری چار باتوں کو درگزر کرتا ہوں میں اس معاملے میں ایسا ہوں جیسے پہلے نے کہا:

ساقبل ممن قد احب جمیله	واغفر ماقد کان من غیر ذالکا
میں اس کی اچھی باتیں مانتا ہوں	اس کے علاوہ جو کچھ ہے میں نے اس کو معاف کیا

یہ کہہ کر معاویہ چپ ہوگیا۔ پھر ابن عباسؓ نے اللہ کی حمد وثناء کے بعد کہا کہ تم نے یہ بات کہی ہے۔ میں تجھے رسول اللہ کی قرابت کی وجہ سے دوست رکھتا ہوں۔ یہ بات تم پر اور ہر اس مسلم جو پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتا ہے واجب ہے۔ یہ وہ اجر ہے جس کا رسول اللہ نے تم سے سوال کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ **قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ** (سورۃ شوریٰ۔ آیت نمبر۲۳) (اے رسول) کہہ دو کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا سوائے اس کے کہ میرے اہلبیت سے محبت کرو۔ جو شخص رسول اللہ کی بات نہ مانے گا وہ نقصان میں رہے گا، رسوا ہوگا، منہ کے بل دوزخ میں جائے گا۔ تم نے کہا کہ میں تیرے رشتہ داروں اور اہل بیت میں سے ہوں۔ یہ ٹھیک ہے۔ مگر اس سے مراد صلہ رحمی ہے۔ مجھے اپنی جان کی قسم پہلے کی نسبت اب زیادہ صلہ رحمی کرتے ہو پہلے والی غلطیوں کے ذمہ دار نہیں ہو؟ کہتے ہو کہ میرا باپ تمہارے باپ کا دوست تھا۔ یہ ٹھیک ہے پہلے شاعر کی بات اس پر گواہ ہے:

ساحفظ ودی من اخی فی حیاته — و احفظه من بعده فی الاقارب

میں محبت اس وقت تک کروں گا جب تک وہ زندہ ہے — اس کے بعد میں اپنے اقارب سے محبت کروں گا

ولست لمن لا یحفظ العهدو اتقا — و لا هو عند النائبات بصاحبی

میں ان میں نہیں جو وثوق سے اپنے وعدے کا خیال رکھے — میں مصیبت کے وقت اپنے ساتھی کا خیال نہیں رکھتا

تمہارا یہ کہنا کہ میں زبان قریش کا زعیم اور فقیہ ہوں۔ یہ باتیں تو تمہیں بھی دی گئی ہیں مگر تم نے اپنے شرف اور بزرگی سے انکار کر دیا اور مجھے فضیلت دے دی ہے۔ اس بارے میں شاعر اول کا قول گزرا ہے:

وکل کریمه للکرام مفضل — یراه له اهلا و ان کان فاضلا

ہر کریم انسان صاحب فضیلت ہے — اگر وہ صاحب فضیلت ہے تو ایسا ہی ہے

تم نے مجھ پر الزام لگایا ہے کہ میں نے صفین میں تمہارے خلاف جنگ کی۔ خدا کی قسم اگر میں یہ کام نہ کرتا تو عالمین کا پست ترین آدمی ہوتا۔ اے معاویہ تمہارے دل میں یہ بات ہے کہ میں اپنے چچازاد امیر المومنین سید اوصیا المرسلین (حضرت علیؑ) کو چھوڑ دیتا جن کے ساتھ مہاجرین وانصار اور تمام اچھے لوگ تھے۔ اے معاویہ میں اپنے دین میں کیوں شک کروں یا میری طبیعت سرگرداں ہو یا راہ خدا میں جان دینے سے گریز کروں۔ تم نے یہ ذکر کیا ہے کہ میں نے (حضرت عثمان) کو کیوں چھوڑ دیا۔ انہیں تو ان لوگوں نے چھوڑ دیا جو ان سے زیادہ قریب تھے۔ ان کو ان کی قوم کے لوگوں اور رشتہ داروں نے چھوڑ دیا اور کوئی مدد نہ کی۔ میں نے قریبی رشتہ داروں اور دور کے عزیزوں کے اسوہ پر عمل کیا۔ میں نے ان پر حملہ کرنے والوں کا ساتھ نہیں دیا۔ مردانگی اور مروت اختیار کرتے ہوئے اس معاملے سے علیحدہ رہا۔ رہی یہ بات کہ میں حضرت عائشہ کے خلاف ہوگیا تھا۔ یہ ٹھیک ہے۔ رسول خداؐ نے حضرت عائشہ کو گھر میں بیٹھنے اور پردے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے پردہ ترک کیا اور رسول اللہ کی بات نہ مانی۔ ہم نے ان کے ساتھ جو سلوک کیا وہ جائز تھا۔ تمہارا یہ کہنا کہ میں نے زیاد کو تمہارا بھائی نہیں جانا۔ رسول اللہؐ کے حکم کے مطابق ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ لڑکا اس کا ہے جس کا نکاح ہو زانی کی سزا کوڑے لگانا ہے۔ اس بات کے بعد میں تم کو دوست رکھتا ہوں وہ بات کہوں گا جو تمہیں خوش رکھے۔ عمرو بن عاص نے کہا: اے امیر المومنین (معاویہ) میں تمہیں ایک لمحے کے لئے بھی دوست نہ رکھوں گا۔ تمہاری زبان تیز ہے۔ بات کو جس طرح چاہتے ہو بنا لیتے ہو اور اس کی مثال شاعر اول کے شعر جیسی ہے جس کا ذکر پہلے کیا گیا ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا: عمرو ایسے کو ہڈی گوشت مغز اور پوست کے درمیان لاتے ہو۔ اب میری بات غور سے

عمرو (بن عاص) خدا کی قسم میں خدا کی خاطر تم کو دشمن رکھتا ہوں تم نے کہا ہے میں حضرت محمدؐ کا دشمن ہوں۔ خدا نے آیت نازل کی کہ اے محمدؐ تیرا دشمن دم بریدہ ہے (ان شانئک هو الابتر) تو دنیا اور آخرت میں دم بریدہ ہے۔ تو جاہلیت اور اسلام دونوں میں حضرت محمدؐ کا دشمن ہے۔ خدا قرآن میں فرماتا ہے **لا تجد قوما یومنون بالله والیوم الاخر یوآدون من حآد الله ورسوله** (سورۃ مجادلہ۔ آیت نمبر ۲۲) "تم ایسی قوم کو نہ پاؤ گے جو اللہ اور روز آخرت (قیامت) پر ایمان لائے اور دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے" تم پہلے اور اب خدا اور اس کے رسول کے دشمن ہو۔ تم رسول خدا کے خلاف کوشش کرتے رہے۔ پیدل ہو یا سوار ہو۔ آخر کار خدا نے تجھے مغلوب کر دیا۔ تیرا مکر تیری گردن میں ڈال دیا۔ تیری چالوں کو جھوٹ کیا۔ تو نے افسوس کے ساتھ ہاتھ اٹھالیا۔ پھر تو نے خانوادہ رسول اور رسول کی دشمنی میں کوشش شروع کر دی۔ تجھے معاویہ اور آل معاویہ سے کوئی محبت نہیں ہے۔ تجھے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ دشمنی ہے اس کے ساتھ ساتھ تجھے اولاد عبد مناف کے ساتھ قدیم بغض اور حسد ہے اور اس معاملے میں تیری مثال ایسی ہے جیسا شاعر نے کہا ہے۔

تعرض من عمرو و عمرو خزاية	**تعرض ضبع القفر لاسد الورد**
عمرو نے مجھے طعنہ دیا عمرو خود خوار ہے	نر شیر کا بجو کیا بگاڑ سکتا ہے
فما هولی ند فاشتم عرضه	**ولا هولی عبد فابطش بالعبد**
نہ وہ میرا ہمسر ہے جو اسکو بے عزت کروں	نہ وہ میرا غلام ہے جو کہوں خاموش ہو جا

عمرو بن عاص کی بات جاری تھی کہ معاویہ نے اس کی بات ختم کرادی اور کہا: بخدا اے عمرو تو ان (ابن عباسؓ) کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بہتر ہے کہ خاموش ہو جا۔ عمرو خاموش ہو گیا۔ ابن عباسؓ نے کہا: اے معاویہ اس کو چھوڑ دو اس کو میسم سے ایسا داغ لگاؤں گا کہ قیامت تک اس کا ننگ و عار باقی رہے گا محافل و مجالس میں لونڈیاں اور غلام اس بات کو گائیں گے۔ پھر ابن عباسؓ نے عمرو سے کہا اے عمرو بات شروع کرو۔ معاویہ نے ابن عباس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا اے ابن عباس میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ خاموش ہو جا اہل شام سنیں گے اور برا محسوس کریں گے۔ اس کی آخری بات عمرو کے لئے یہ تھی: اے بندے تو گم ہو جا تو ذلیل ہے۔ اس کے بعد وہ چلا گیا۔

(۳۰) **گناہ کی چار وجوہات ہیں:** محمد بن ابو عمیر سے روایت ہے کہ میں بڑے عرصہ تک ہشام بن حکم کے پاس رہا۔ میں نے اس سے بہت فائدہ اٹھایا جو عصمت امام کے بارے میں ہے۔ ایک روز میں نے اس سے پوچھا کہ کیا امام معصوم ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں معصوم ہوتا ہے۔ پھر پوچھا کہ عصمت کی کیا علامات ہیں؟ کس چیز کے ذریعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ امام ہیں؟ فرمایا تمام گناہ چار ہیں ان میں پانچواں گناہ نہیں ہے وہ یہ ہیں۔ حرص، حسد، غضب اور شہوت۔ یہ چاروں باتیں امام میں نہیں ہوتیں۔ دنیا اس کے زیر نگیں ہوتی ہے وہ خازن مسلمین ہوتا ہے وہ کیسے حریص ہو۔ وہ حاسد بھی نہیں ہوتا۔ حسد تو اس سے ہوتا ہے جو اس سے بڑا ہو اور اس سے بڑا کوئی بھی نہیں ہوتا۔ اپنے سے چھوٹے سے کون حسد کرتا ہے۔ وہ دنیا کے امور کی کسی چیز پر ناراض نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر ناراض ہوتا ہے۔ اللہ نے حدود جاری کرتے اس پر فرض کیے ہیں۔ اس معاملے میں وہ کسی کی پروا نہیں کرتا اور نہ نرمی برتتا ہے۔ خدا کی حدود قائم کرتا ہے۔ خواہشات کی پیروی نہیں کرتا۔ دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے آخرت محبوب بنائی ہے جس طرح ہمارے لئے دنیا۔ وہ آخرت کی طرف نگاہ کرتا ہے جس طرح ہم دنیا کی طرف دیکھتے ہیں۔ کیا تم نے کسی شخص کو دیکھا ہے کہ کسی اچھی چیز کو چھوڑ کر بری چیز کی طرف جائے؟ یا کیزہ (ذائقہ دار) کھانا چھوڑ کر کروے (بدبودار) کھانے کی طرف جائے۔ نرم کپڑے کو چھوڑ کر سخت (کھردرے)

والے کپڑے کو پسند کرے۔ دائمی نعمت کو چھوڑ کر فنا ہونے والی دنیا کی دولت کو پسند کرے۔

(۳۱) **چار حج کرنے کا ثواب:** منصور بن حازم نے کہا کہ میں نے جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) سے پوچھا کہ چار حج ادا کرنے کا کیا ثواب ہے؟ آپؑ نے فرمایا اے منصور چار حج ادا کرنے سے بندہ فشار قبر سے ہمیشہ بچا رہے گا۔ اس کی موت کے بعد اس کے حج آدمیوں کی شکل میں اس کے سامنے ہوں گے۔ قبر سے محشور ہونے تک نماز پڑھتے رہیں گے اور اس نماز کا ثواب اسکو ملے گا۔ اس نماز کا ثواب آدمیوں کی ہزار رکعت نماز کے برابر ہوگا۔

(۳۲) **چار قسم کا مال فائدہ نہیں دے گا:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چار قسم کا مال فائدہ نہیں دے گا۔ ایک خیانت کا مال، دوسرے مال غنیمت سے چوری کیا ہوا مال، تیسرے چوری کیا ہوا مال، چوتھے سود کا مال، حج، عمرہ اور صدقہ میں فائدہ نہیں دے گا۔

(۳۳) **مکمل خوراک کی چار علامات ہیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس خوراک میں یہ چار باتیں ہوں گی وہ مکمل ہے۔ ایک حلال ہو۔ دوسرے بہت زیادہ کھانے والے ہوں۔ تیسرے اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کیا ہو۔ چوتھے کھانا کھانے کے بعد پروردگار کی حمد و ثناء ادا کی گئی ہو۔

(۳۴) **نطفہ حرام کی چار نشانیاں ہیں:** جناب جعفر بن محمدؑ (امام صادقؑ) نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ ڈر نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور اس کے بارے میں لوگ کیا کہتے ہیں (برا یا بھلا)۔ وہ شیطان کا ساتھی ہے۔ جس کو یہ پرواہ نہ ہو کہ جو گناہ وہ کر رہا ہے اسے لوگ دیکھ رہے ہیں وہ شیطان کا شریک ہے۔ جو بلا کسی سبب کے اپنے مومن بھائی کی برائی بیان کرے شیطان کا شریک ہے۔ جو حرام کی محبت اور شہوت میں ڈوبا ہوا ہو وہ شیطان کا شریک ہے۔ پھر (آپؑ نے) فرمایا کہ حرام زادوں کی چار علامات ہیں۔ ایک ہمارے خانوادہ سے دشمنی رکھتے ہیں۔ دوسرے حرام کی پیدائش والے کو دوست رکھتے ہیں۔ تیسرے دین کو حقیر سمجھتے ہیں۔ چوتھے لوگوں سے بدسلوکی کرتے ہیں۔ کوئی شخص اپنے بھائیوں سے بدسلوکی نہیں کرتا مگر ولد الزنا یا حیض کا نطفہ۔

(۳۵) **اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو چار باتوں کی وصیت کی:** جناب امیر المومنینؑ (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چار باتوں کی وصیت کی۔ ایک یہ کہ جب تیرے گناہ معاف نہ ہوں دوسروں کی عیب جوئی میں مشغول نہ ہونا۔ دوسرے جب تک میرے خزانے ختم نہ ہوں اپنی روزی کی فکر مت کرنا۔ تیسرے میری حاکمیت کے ہوتے ہوئے کسی غیر کی حاکمیت کو تسلیم نہ کرنا۔ چوتھے جب تک شیطان مر نہ جائے اس کے مکر و فریب سے غافل نہ رہنا۔

(۳۶) **حضرت امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) جب کسی جنگ پر روانہ ہوتے تو آپ کے ساتھ چار باتیں ہوتیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب میں علیؑ کو جنگ پر روانہ کرتا تو جبرئیل ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ آپ کی دائیں طرف، میکائیل ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ بائیں طرف، موت کا فرشتہ آگے آگے۔ اور بادل اوپر سایہ کیے ہوتے۔ یہاں تک کہ فتح یاب ہوتے۔

(۳۷) **اس شخص پر حیرت ہو جو چار چیزوں سے ڈرتا ہے اور دوسری چار چیزوں سے پناہ نہیں لیتا:** جناب جعفر بن محمدؑ (امام صادق) علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس شخص پر حیرت ہے کہ وہ چار چیزوں سے ڈرتا ہے لیکن دوسری چار چیزوں سے پناہ نہیں لیتا۔ تعجب ہے کہ ڈرتا تو ہے مگر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے پناہ نہیں لیتا۔ " حسبنا اللہ و نعم الوکیل " کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ اللہ جل جلالہ اس کے فوراً بعد ہی فرماتا ہے " فانقلبوا بنعمة من اللہ و فضل لم یمسسهم سوء (سورہ آل عمران آیات ۱۷۳-۱۷۴) (ترجمہ: اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ

بہتر کارساز ہے۔ پس وہ خدا کی نعمت اور فضل کے ساتھ پلٹ کر آئے اور ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچی)۔ اور میں تعجب کرتا ہوں کہ رنجیدہ ہوتا ہے مگر اللہ کی اس آیت سے پناہ نہیں لیتا۔ **لا الـه الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین**۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے فوراً بعد فرمایا ہے۔ **فاستجبنا له و نجيناه من الغم و كذلك ننجي المومنين** (سورۂ انبیاء آیات ۸۷۔۸۸) (ترجمہ: سوائے تیرے کوئی معبود نہیں ہے میں تو غلطی پر تھا۔ پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اس مصیبت سے نجات دی۔ اور ہم مومنوں کو اسی طرح نجات دے دیا کرتے ہیں)۔ میں حیران ہوں کہ دھوکہ کھاتا ہے لیکن اللہ کی اس امید سے پناہ نہیں لیتا۔ **وافوض امری الی الله ان الله بصير بالعباد**۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد فرمایا ہے **فوقيه الله سيئات مامكروا** (سورۂ مومن آیات ۴۴۔۴۵) (ترجمہ: میں تو اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کیے دیتا ہوں بیشک اللہ سب بندوں کا نگران ہے۔ چنانچہ جو چالیں وہ چلے اللہ نے ان کی چالوں سے اسے بچائے رکھا)۔ تعجب ہے کہ دنیا اور اس کی فضیلت کا دلدادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس آیت پر عمل کیوں نہیں کرتا۔ **ماشاء الله لا قوة الا بالله** کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **ان ترن انا اقل منک مالا و ولداً فعسى ربي ان يؤتين خيراً من جنتک** (سورۂ کہف آیت ۳۹) {ترجمہ: جو کچھ اللہ نے چاہا (سو ہوا) خدا کی قوت کے بغیر کوئی قوت نہیں تو تُو یہ سمجھتا ہے کہ میں مال و اولاد میں تجھ سے کم ہوں}۔ لفظ عسیٰ مثبت معنی دیتا ہے۔

(۳۸) چار اشخاص نے علی علیہ السلام کی ولایت کے سلسلے میں اپنی گواہی کو چھپایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں حضرت علیؑ کی بد دعا قبول کرلی: جابر بن عبداللہؓ انصاری نے کہا کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے خطبہ میں کہا کہ منبر کے سامنے رسول اللہؐ کے چار صحابی ایک انس بن مالک، دوسرے براء ابن عازب، تیسرے اشعث بن قیس کندی اور چوتھے خالد بن یزید بجلی موجود تھے۔ آپؑ نے انس بن مالک کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے (جس کا میں مولا ہوں علیؑ بھی اس کے مولا ہیں) اگر آج ولایت کی گواہی نہ دی تو برص کے مرض میں ہو کر مرو گے۔ عمامہ سے اپنا سر نہ چھپا سکو گے۔ اشعث بن قیس کندی سے فرمایا اگر تم نے **من كنت مولا فهذا على مولا** کی حدیث رسول اللہؐ سے سنی اور آج میری ولایت کی گواہی نہ دی تو دونوں آنکھوں سے اندھے ہو کر مرو گے۔ خالد بن یزید سے فرمایا کہ اگر تم نے رسول اللہؐ سے **من كنت مولا فهذا على مولا اللهم وال من والاه وعادمن عاداه** والی حدیث سنی ہے آج میری ولایت کی گواہی نہ دی تو پروردگار تجھے جاہلیت کی موت مارے گا۔ براء بن عازب سے فرمایا: اگر تم نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ **من كنت مولاه فهذا على مولا اللهم وال من والاه وعادمن عاداه** پر تم نے آج اس ولایت کی گواہی نہ دی تو خدا تمہیں ایسی جگہ موت دے گا جہاں سے تم نے ہجرت کی ہوگی۔ جابرؓ ابن عبداللہ انصاری نے کہا کہ میں نے انس بن مالک کو مبروص دیکھا کہ اس عیب کو اپنے (سر سے) عمامہ سے چھپانا چاہتا تھا اور وہ نہیں چھپتا تھا۔ اشعث بن قیس کندی کو دیکھا وہ اندھا ہو چکا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ علیؑ نے میرے لئے دنیا میں اندھا ہونے کی بد دعا کی مگر خدا کا شکر ہے آخرت میں عذاب ہونے کی بد دعا نہیں دی۔ خالد بن یزید کے گھر والوں نے اس کے گھر میں دفن کرنے کے لئے گڑھا کھودا۔ جب اس کی قوم کندہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے گھوڑے اور اونٹ اس کے دروازے پر لا کر ذبح کیے اس طرح وہ جاہلیت کی موت مرا۔ براء بن عازب کو معاویہ نے یمن کا گورنر بنایا۔ چنانچہ وہ وہیں مرا جہاں سے ہجرت کی تھی۔

(۳۹) چار باتوں سے دنیا میں امان ھے: اور چار کلمے آخرت کے لئے ھیں: ابوہریز نافع بن عبداللہ خراسانی نے کہا کہ میں نے سطح بن ابو۔یاح سے سنا ہے۔ وہ عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قبیصہ بن مخارق الہلالی رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے خوش

آمد کہا پھر قبیصہ بن مخارق سے پوچھا: کیسے آنا ہوا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ بوڑھا ہو گیا ہوں، سست ہو گیا ہوں، اپنی عورت کے قابل نہیں ہوں، کام کرنے سے عاجز ہوں۔ مجھے کچھ ایسے کلمے تعلیم فرمایئے جس سے پروردگار عالم مجھے فائدہ دے مختصر یہ کہ میں فراموش شدہ آدمی ہوں۔ (آپ نے) فرمایا اے قبیصہ کیا کہا؟ اس نے دوبارہ کہا۔ (آپ نے) فرمایا کیا کہا؟ دوبارہ کہو؟ (اس نے) دوبارہ عرض کیا۔ پھر کہا کیا کہا؟ اس نے پھر عرض کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا تیرے اردگرد جتنے درخت، پتھر، ڈھیلے ہیں تیرے غم کی داستان پر گریہ کر رہے ہیں۔ اے قبیصہ بن مخارق نماز فجر کے بعد تین مرتبہ سبحان الله و بحمده سبحان الله العظيم و بحمده و لا حول و لا قوة الا بالله کہو۔ جب ان کو کہو گے تو اندھے ہونے، جذام، برص اور فالج کے مرض سے محفوظ رہو گے۔ اور آخرت کے لئے یہ کلمات کہو۔ اَللّٰهُمَّ اهدنِي مِنْ عِنْدِكَ وافِضْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ وَانْشُرْ عَلَيَّ مِنْ رَحْمَتِكَ وَانْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ . رسول اللہ کہتے تھے اور مخارق ان کو انگلیوں سے گنتے جاتے تھے۔ ابوبکر و عمر نے کہا یا رسول اللہ آپ کے یہ خیال تو ان چار کلمات کو انگلیوں سے مضبوطی سے گن رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اگر ان کلمات کو لے کر قیامت میں پہنچے اور جان بوجھ کر ان کا پڑھنا نہ چھوڑے تو جنت کے چار دروازے اس شخص کے لئے کھل جائیں گے وہ جس دروازے سے چاہے گا داخل ہوگا۔ نافع کا بیان ہے کہ میں نے اس حدیث کو اپنے پڑوسی سے بیان کیا جو حسن بصری کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ اس نے حسن بصری سے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ اسے میرے پاس لاؤ۔ اس نے مجھ سے حدیث پوچھی میں نے حدیث بیان کی۔ اس نے کہا کہ اے خراسانی میری نظر میں یہ حدیث بیش قیمت ہے، تیرے نزدیک غیر اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر مصر پہنچا۔ اس نے اس حدیث کو اس کے راوی سے پوچھا جو اس وقت مصر کا والی تھا اور اس سے کہا میں تم سے کوئی چیز لینے نہیں آیا۔ اس سے حدیث پوچھی اور واپس ہو گیا۔

(۴۰) **وسواس کی وجه سے چار کام هیں:** جناب ابی الحسن اول (امام موسیٰ کاظمؑ) نے فرمایا کہ چار کام وسوسے کی وجہ سے ہیں۔ ایک مٹی کھانا۔ دوسرے ڈھیلے بکھیرنا۔ تیسرے دانتوں سے ناخن کاٹنا۔ چوتھے داڑھی چبانا۔

(۴۱) **چار چیزیں کبھی چار چیزوں سے سیر نهیں هوتیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چار چیزیں کبھی چار چیزوں سے سیر نہیں ہوتیں۔ ایک زمین بارش سے، دوسری آنکھیں دیکھنے سے، تیسری مادہ (اپنے) نر سے، چوتھے عالم علم سے۔ مسجد کوفہ میں ایک شام کے رہنے والے نے حضرت امیرالمومنین (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) سے دریافت کیا کہ کون سی چار چیزیں چار چیزوں سے کبھی سیر نہیں ہوتیں۔ فرمایا زمین بارش سے۔ مادہ نر سے۔ آنکھ دیکھنے سے اور عالم علم سے۔

(۴۲) **جس میں یه چار عادتیں هوں گی وه الله کے نور اعظم میں هو گا:** رسول اللہ نے فرمایا کہ جس میں یہ چار عادتیں ہوں گی وہ اللہ کے نور اعظم میں ہوگا۔ (۱) اللہ تعالیٰ کے یکتا (اکیلا) ہونے اور میرے اللہ کے رسول ہونے کی گواہی دے۔ (۲) جب مصیبت اور تکلیف ہو انا لله وانا اليه راجعون کہے۔ (۳) جب بھلائی ملے تو الحمد لله رب العالمين کہے اور (۴) جب گناہ سرزد ہو تو استغفر الله واتوب اليه کہے۔

(۴۳) **جس شخص میں یه چار چیزیں هوں گی اس کا اسلام مکمل هو گا:** علی بن حسینؑ (امام زین العابدینؑ) نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ چار باتیں ہوں گی اس کا اسلام کامل ہوگا، گناہ مٹ جائیں گے، اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو وہ اس سے راضی ہوگا۔ (۱) اللہ کے لئے جو لوگوں سے وعدہ کرے وہ پورا کرے۔ (۲) لوگوں سے اس کی زبان سچی ہو۔ (۳) برے کام کرنے سے اللہ اور لوگوں سے شرم کرے۔ (۴) اپنے اہل وعیال سے خوش خلقی سے پیش آئے۔

(۴۴) **چار کلمات حکمت کے ھیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ دریا کا کوئی ہمسایہ نہیں۔ بادشاہ کا کوئی دوست نہیں۔ تندرستی کی کوئی قیمت نہیں۔ انسان بہت سی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے جن کا خود اسے علم نہیں۔

(شرح: سمندر میں ہمیشہ مدوجزر واقعہ ہوتا رہتا ہے جو بھی سمندر کے قریب جائے گا اس کی موجوں کا شکار ہو جائے گا۔ بادشاہ ہمیشہ اپنے بارے میں سوچتا ہے اور اپنے تخت و تاج کا تحفظ کرتا ہے۔ وہ کسی دوست کے ساتھ کوئی رعایت نہیں برتتا۔)

(۴۵) **چار عادتوں سے جنت کے چار گھروں میں ھو گا:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ جو شخص میرے ساتھ چار باتوں کا وعدہ کرے میں اس سے جنت کے چار گھروں کا وعدہ کرتا ہوں۔ (۱) خرچ کرے۔ (۲) فقر سے نہ ڈرے۔ (۳) لوگوں سے اپنی ذات سے انصاف کرے اور دنیا میں امن پھیلائے۔ (۴) خود حق پر ہوتے ہوئے بھی کسی سے جھگڑا نہ کرے۔

(۴۶) **جس میں یہ چار عادتیں ھوں گی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا:** جناب ابوجعفر (امام محمد باقر ؑ) نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ چار عادتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔ ایک یتیم کو پناہ دینا۔ دوسرے کمزور پر رحم کرنا۔ تیسرے والدین سے نرمی برتنا۔ چوتھے اپنے غلام پر نرمی کرنا۔

(۴۷) **جو چار باتوں سے کنارہ کش ھو گا وہ بہشت میں جائے گا:** رسول اللہؐ نے فرمایا: میری امت کا جو شخص چار باتوں سے کنارہ کش ہو گا وہ بہشت میں ہو گا۔ (۱) خواہش دنیا سے علیحدگی (۲) خواہش نفس سے علیحدگی (۳) شکم کی پیروی سے علیحدگی (۴) بدکاری سے علیحدگی۔

میری امت کی عورتیں اگر چار باتوں کی پابند ہوں گی ان کے لئے جنت ہے۔ (۱) حفاظت عصمت (۲) اپنے شوہر کی فرمانبرداری (۳) نماز کی پابندی (۴) روزے کی پابندی۔

(۴۸) **اللہ تعالیٰ چار اشخاص پر نظر کرم کرے گا:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا: خدا قیامت کے روز چار اشخاص پر نظر کرم کرے گا۔ (۱) جو نادم ہونے والے کو درگزر کر دے (۲) جو مجبور ولاچار کی مدد کرے (۳) جو غلام کو آزاد کر دے (۴) جو مجرد (جو شادی کے قابل ہو مگر) غربت کی وجہ سے شادی نہ کر سکتا ہو کی شادی کرا دے۔

(۴۹) **شیعہ چار باتوں میں گرفتار نہیں ھوں گے:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا: اللہ ہمارے شیعوں کو چار چیزوں میں گرفتار نہیں کرے گا۔ (۱) وہ زنا زادہ نہیں ہو گا (۲) بھیک مانگنے والا نہیں ہو گا (۳) بدفعلی نہیں کرائے گا (۴) ہری آنکھوں والا نہیں ہو گا۔

(۵۰) **جس میں چار صفات ھوں وہ اللہ کی پناہ میں ھو گا:** رسول اللہؐ نے فرمایا: جس شخص میں چار صفات ہوں گی اللہ اسے اپنی رحمت میں رکھے گا اور جنت میں داخل کرے گا۔ (۱) لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آئے (۲) مصیبت زدہ کا ساتھ دے (۳) والدین کے ساتھ مہربانی سے پیش آئے (۴) غلاموں پر احسان کرے۔

(۵۱) **اللہ تعالیٰ نے ھر ایک میں سے چار کو منتخب کیا:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے چار کو منتخب کیا۔ فرشتوں میں سے چار فرشتے۔ (۱) حضرت جبرئیلؑ (۲) حضرت میکائیلؑ (۳) حضرت اسرافیلؑ (۴) حضرت عزرائیلؑ (ملک الموت)۔ دنیا میں سے چار صاحب تلوار انبیاء مرسلین (۱) حضرت ابراہیمؑ (۲) حضرت داؤدؑ (۳) حضرت موسیٰؑ اور میں (حضرت محمدؐ)۔ گھرانوں میں

سے چار گھرانے (ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحا و آل ابراھیم و آل عمران علی العالمین) (سورۃ آل عمران۔ آیت نمبر ۳۲) یعنی حضرت آدم کا گھرانہ، حضرت نوحؑ کا گھرانہ، آل ابراہیم اور آل عمران۔ شہروں میں سے چار شہر (والتین والزیتون وطور سینین وھذا البلد الامین) والتین سے مراد مدینہ منورہ، زیتون سے بیت المقدس، طور سینین سے مراد کوفہ اور بلد امین سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ عورتوں میں سے چار عورتیں (۱) حضرت مریمؑ (۲) حضرت آسیہؑ (۳) حضرت خدیجہؑ (۴) حضرت فاطمہؑ۔ حج میں سے چار ارکان حج۔ (۱) قربانی کرنا (۲) بلند آواز (فریاد کرنا) (۳) احرام باندھنا (۴) طواف۔ مہینوں میں سے چار مہینے جو محترم ہیں۔ (۱) رجب (۲) شوال (۳) ذیقعد (۴) ذوالحجہ۔ اور ایام میں سے چار یوم (۱) یوم جمعہ (۲) یوم ترویہ (۳) یوم عرفہ (۴) یوم عید قرباں۔

(۵۲) **چار چیزیں باعث غم ھیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ ایک روز امیرالمومنین (حضرت علی علیہ السلام) غمگین ہوئے اور فرمانے لگے۔ میں گھر کی دہلیز پر نہیں بیٹھتا، گوسفند کے ریوڑ کے درمیان سے نہیں گزرا، کھڑے ہو کر کپڑے نہیں پہنے اور عمامہ سے منہ ہاتھ نہیں پونچھے پھر یہ فکر و غم کہاں سے آ گئے؟

(۵۳) **چار باتیں امت محمدؐ میں تاقیامت رھیں گی:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ چار باتیں میری امت میں تاقیامت رہیں گی۔ (۱) خاندانی فخر (۲) نسب میں طعنہ دینا (۳) ستاروں کی مدد سے بارش کی پیش گوئی کرنا (۴) مردوں پر نوحہ کرنا۔

رونے پیٹنے والے اگر اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کریں تو روز قیامت تارکول کا کرتہ پہنے ہوئے اور خارش کے مرض میں مبتلا ہوں گے۔

(شرح: قطران ایک سیاہ بدبودار تیل ہوتا ہے اور جرب ایک جلدی بیماری ہے جیسے کھجلی (گنجاپن) جو اونٹ اور بھیڑ وغیرہ کو ہو جاتی ہے اور اس کا علاج اکثر روغن قطران سے کیا جاتا ہے اور جب یہ بدبودار تیل اس پر ملا جاتا ہے تو جسم بدنما ہو جاتا ہے اور بڑا برا لگتا ہے اور یہ بدروئی روز قیامت اس عورت کے لئے ہوگی جو کسی مردے کی تعزیہ داری و نوحہ خوانی کرے گی۔)

(یہ عام مردوں کے لئے رونے پیٹنے میں حد سے بڑھ جانے کے لئے ہے۔ اس کا تعلق سید الشہداءؑ کی مجلس عزاء سے ہرگز نہیں ہے)

(مترجم شرح)

(۵۴) **جسم چار چیزوں سے بنا ھے:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا جسم چار چیزوں سے بنا ہے۔ (۱) روح (۲) عقل (۳) خون (۴) تنفس۔ جب روح باہر نکلتی ہے تو عقل بھی نکل جاتی ہے۔ اور جب روح کسی چیز (خواب) کو دیکھتی ہے تو عقل اس کو یاد رکھتی ہے اور خون اور تنفس اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں۔

(شرح: ظاہراً یہ ان خوابوں کی بات ہو رہی ہے جو دیکھے جاتے ہیں۔ اور ان کا سبب یہ ہے کہ نیند کی حالت میں روح و عقل تن سے نکل جاتی ہے اور ہر جگہ چکر لگاتی رہتی ہے۔ اور جو کچھ وہ دیکھتی ہے وہی خواب بن جاتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مقصود بیان مطلقاً غور و فکر ہو اور اس روایت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ روح و عقل بھی اجسام ہیں جیسا کہ متکلمین کہا کرتے ہیں۔)

(۵۵) **بقاء انسان چار چیزوں پر منحصر ھے اور آگ کی چار اقسام:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ انسان کی بقاء چار چیزوں پر منحصر ہے۔ آگ، نور، ہوا اور پانی۔ آگ (حرارت) کی وجہ سے انسان کھاتا پیتا ہے۔ نور کی وجہ سے دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے۔ ہوا کی وجہ سے سنتا اور سونگھتا ہے۔ اور پانی کی وجہ سے کھانے پینے کا ذائقہ محسوس کرتا ہے۔ اگر معدے میں آگ (حرارت) نہ ہوتی تو [illegible]

ہوتو دیکھ نہ سکے۔اگر ہوا نہ ہوتو معدے میں آگ (حرارت) نہ قائم رہے۔اگر پانی نہ ہوتو کھانے پینے کی لذت محسوس نہ ہو۔راوی نے کہا کہ میں نے آپ سے آگ کے بارے میں پوچھا تو (آپ نے) فرمایا: آگ کی چار اقسام ہیں۔ایک آگ سے کھایا پیا جاتا ہے۔دوسری آگ سے (صرف) کھایا جاتا ہے پیا نہیں جاتا تیسری آگ سے صرف پیا جاتا ہے کھایا نہیں جاتا۔اور (چوتھی) آگ سے نہ کھایا جاتا ہے نہ پیا جاتا ہے۔وہ آگ جس سے کھایا پیا جاتا ہے وہ ابن آدم اور تمام حیوانوں کی آگ ہے (اس سے مراد غریزہ یعنی خواہشات کی آگ ہے جس کی بناء پر وہ کھاتے اور پیتے ہیں)۔وہ آگ جس سے کھایا جاتا ہے لیکن پیا نہیں جاتا وہ آگ ایندھن (کی) ہے۔وہ آگ جس سے صرف پیا جاتا ہے کھایا نہیں جاتا، وہ آگ درخت کی آگ ہے۔وہ آگ جس سے نہ کھایا جاتا ہے نہ پیا جاتا ہے۔وہ پتھر چقماق اور جگنو کی آگ ہے۔

(شرح: اس روایت کا متن مضطرب ہے (یعنی غیر واضح ہے) کیونکہ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مقصود بیان آیا انسانی بدن کن چیزوں سے مرکب ہے بتانا ہے یا یہ بتانا ہے کہ انسانی زندگی کا دارومدار کن چیزوں پر ہے۔جب پہلے دو فقروں پر غور کرتے ہیں جو آتش و نور کے متعلق ہیں تو آتش و نور سے انسان کی اندرونی کیفیت کا پتہ چلتا ہے کہ دونوں اس کی ترکیب میں شامل ہیں۔اور انہی کی وجہ سے قدرت و عقل اس میں پیدا ہوتی ہے۔اور دوسرے دو فقروں میں ہوا اور پانی کا تذکرہ ہے جو انسان کی بدنی ترکیب سے خارج ہیں جو شرط سماعت ہے۔اور اگر پانی سے مقصد زبان کا لعاب (تھوک) ہے تو پھر تیسرے میں اشکال پیدا ہو جاتا ہے۔اس کے علاوہ حدیث کی ابتداء میں ہوا کو سونگھنے اور سننے کی شرط قرار دیا ہے۔اور اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے اس کو آتش معدہ کے بھڑکنے کی شرط قرار دیا گیا جبکہ اس بات کا اس سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔

بہرحال جسم کے خلیوں کے تقسیم کا عناصر کا بیان جو علم کیمسٹری (**Chemistry**) میں نوے تک بتائے گئے ہیں اور قوت تعقل و بصارت کا بیان اور اس کی شرائط اور خصوصیات اور نظام انہضام کی شرائط بڑی تشریح طلب ہیں جو اس کتاب کی گنجائش سے باہر ہیں بہرحال قابل توجہ نقطہ جو اس حدیث میں ہے وہ یہ ہے کہ اس میں تعقل کو آتش و حرارت کا نتیجہ قرار دیا ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تعقل بھی مادی جسم کے آثار میں سے ایک اثر ہے کیونکہ آتش و حرارت مادی ہوتے ہیں۔اور یہ قدیم حکماء کا رد ہے (یعنی ان کے قول کے مخالف ہے) جو روح کو مجرد سمجھتے ہیں اور تعقل کو اس کی قوتوں میں سے ایک قوت شمار کرتے ہیں۔)

(۵۶) **چار چیزیں دل کو تباہ اور نفاق کی پرورش کرتی ھیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ چار چیزیں دل کو تباہ کرتی ہیں اور اس میں نفاق کی پرورش کرتی ہیں۔جس طرح پانی سے درخت کی نشوونما ہوتی ہے۔(۱) لہو ولعب کا سننا (۲) کسی کو حقیر سمجھ کر کچھ دینا (۳) شاہی دربار میں جانا (۴) شکار کی طلب۔

(۵۷) **رسول اللہؐ چار قبائل کو دوست اور چار قبائل کو دشمن رکھتے تھے:** جناب رضا (امام ہشتم) اپنے والد بزرگوار سے اور آنجنابؑ اپنے جد امجد سے اور اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ چار قبائل کو دوست رکھتے تھے۔(۱) انصار (۲) عبد القیس (۳) اسلم (۴) بنوتمیم۔اور بنوامیہ، حنیف، ثقیف اور بنو ہذیل کو دشمن رکھتے تھے۔(آپؐ نے) فرمایا کہ میری والدہ بنوبکر و ثقیف سے نہیں تھیں۔بنوامیہ کے علاوہ ہر قبیلہ میں شریف لوگ موجود ہیں۔

(شرح: ان چار قبائل سے پیغمبر کی دوستی ان کے اچھے اسلام و حسن اخلاق کی بناء پر ہے۔جیسا کہ انصار یعنی مدینے کے عربوں نے سب سے بڑھ کر پیغمبر اسلام کے بارے میں اپنے اخلاص کا اظہار کیا۔اور ... چار قبائل سے پیغمبر کی دشمنی ان کے نفاق ... مقصد ... تھی ...

امیہ تھے اور تاریخ خود اس کی گواہ ہے۔)

(۵۸) **چار چیزیں دل کو برباد کر دیتی ھیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ چار چیزیں دل کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔(۱) گناہ پر گناہ کرنا (۲) عورتوں سے بہت زیادہ صحبت رکھنا (۳) کسی بے وقوف سے جھگڑا کرنا جو پس پشت باتیں بنائے اور حق بات قبول نہ کرے۔ (۴) مُردوں کی مجالس میں بیٹھنا۔عرض کیا گیا رسول اللہ مُردوں کے پاس بیٹھنے کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اچھی گزر اوقات والا دولت مند مراد ہے۔

(۵۹) **چار مومنین سے دنیا خالی نہیں ہو گی:** ان دونوں میں سے کسی ایک امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا کہ دنیا کبھی چار مومنین سے خالی نہیں ہوگی۔اس سے زیادہ ہو جائیں گے۔مگر کم نہیں ہوں گے جیسے چادر چار طنابوں کے بغیر تانی نہیں جا سکتی درمیان میں ستون ہوتا ہے۔ستون سے مراد امام وقت ہے جو دنیا کی چاروں طنابوں کی حفاظت کرتا ہے۔

(۶۰) **چار عادتوں پر عمل کرنے سے طب (علاج) کی ضرورت نہیں ہوتی:** امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب) نے اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ میں تمہیں چار باتوں سے آگاہ کرتا ہوں اگر تم اُن پر عمل کرو گے تو تم کو طب (علاج) کی ضرورت نہیں رہے گی۔(امام حسنؑ) نے فرمایا: جی فرمائیں اے امیر المومنینؑ۔آپؑ نے فرمایا:(۱) کھانا کھانے اس وقت تک نہ بیٹھو جب تک بھوک نہ لگی ہو (۲) کھانے سے رک جاؤ جبکہ ابھی تمہاری بھوک ختم نہ ہوئی ہو (۳) کھانا اچھی طرح چبا چبا کر کھاؤ (۴) رات کو سونے سے پہلے قضا حاجت کر لو۔اگر ان باتوں پر عمل کرو گے تو تمہیں طب (علاج) کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

(۶۱) **چار چیزیں مومن میں نہیں ھوتیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چار باتیں مومن میں نہیں ہوتیں۔(۱) وہ دیوانہ نہیں ہوتا (۲) لوگوں کے گھروں پر جا کر (دست) سوال (دراز) نہیں کرتا (۳) ولد الزنا نہیں ہوتا (۴) بدفعلی نہیں کراتا۔

(۶۲) **اللہ تعالیٰ نے مومن سے چار چیزوں کا وعدہ لیا ھے:** محمد بن سنان روایت کرتے ہیں کہ جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومن سے چار چیزوں کا وعدہ لیا ہے کہ(۱) اس کی بات نہیں مانی جائے گی، اس کی حدیث پر یقین نہیں کیا جائے گا (۲) وہ اپنے دشمن سے انتقام نہیں لے سکے گا (۳) اپنے غصّے کو ٹھنڈا نہیں کر سکے گا مگر خود کو فضیحت کر کے (۴) ہر مومن کے منہ پر خاموشی کا تالا پڑا ہوگا۔

(۶۳) **چار باتوں سے مومن جدا نہیں ھو گا:** سماعہ نے جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) سے روایت کی کہ آپؑ نے فرمایا کہ مومن چار باتوں سے الگ نہیں ہوتا۔(۱) اس کا ہمسایہ اسے تکلیف دیتا ہے (۲) شیطان اسے گمراہ کرتا ہے (۳) منافق اسے نقصان پہنچانے کی تاک میں ہوتا ہے (۴) مومن اس پر حسد کرتا ہے۔(آپؑ نے) فرمایا: اے سماعہ مومن پر حسد سب سے سخت بات ہے میں نے کہا: یہ کیسے؟ فرمایا: اس کے بارے میں باتیں بنائی جاتی ہیں کہ اور لوگ ان کو مان لیتے ہیں۔

(۶۴) **چار باتوں سے بہت جلد سزا ملتی ھے:** جناب ابوجعفرؑ (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ چار باتوں سے بہت جلد سزا ملتی ہے۔(۱) تو نیکی کرے اور اس کا بدلہ برائی سے ملے (۲) تو ظلم نہ کرے مگر تیرے ساتھ ظلم ہو (۳) تو کسی سے عہد کرے اس پر کاربند ہو اور مقابل بے وفائی کرے (۴) تو صلہ رحمی کرے وہ قطع رحمی کرے۔حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کہا کہ مجھے رسول اللہؐ نے وصیت میں فرمایا کہ چار باتوں سے سزا بہت جلد ملتی ہے۔(۱) تو کسی کے ساتھ نیکی کرتا ہے وہ تیرے ساتھ نیکی کے بدلے برائی کرتا ہے (۲) تو کسی پر ظلم نہیں کرتا مگر وہ تجھ پر ظلم کرتا ہے (۳) تو کسی سے وعدہ کرتا ہے اور اسے پورا کرتا ہے۔مگر دوسرا اسے وفائی کرتا ہے۔(۴) تو لوگوں سے صلہ رحمی کرتا ہے۔وہ تجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں۔

رسول اللہ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ جس پر مسلسل زیادتی ہو اس کا آرام رخصت ہو جاتا ہے۔

(۶۵) **چار باتوں میں سے اگر ایک کسی کے گھر میں داخل ہو تو وہ گھر تباہ و برباد ہو جاتا ھے:** جناب موسیٰ بن قاسم بجلی اپنے اسناد سے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان چار باتوں میں ایک کسی کے گھر میں داخل ہو جائے تو وہ گھر تباہ و برباد ہو جاتا ہے، آباد نہیں ہوتا۔(۱) خیانت (۲) چوری (۳) شراب نوشی (۴) زنا۔

(۶۶) **وہ چیزیں جو چار ستونوں پر قائم ھیں:** امیرالمومنین (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) نے فرمایا کہ ایمان چار ستونوں پر قائم ہے۔ (۱) صبر (۲) یقین (۳) عدل (۴) جہاد۔ صبر کی چار شاخیں ہیں۔(۱) شوق (۲) خوف (۳) زہد (۴) انتظار (موت)۔

جو شخص جنت کا خواہشمند ہوگا اس کا دل شہوت سے خالی ہوگا۔ جو شخص دوزخ سے ڈرتا ہوگا وہ حرام چیزوں (کے کھانے اور کرنے) سے پرہیز کرے گا۔ جو شخص دنیا میں زہد کرے گا مصیبتیں اس پر آسان ہوں گی۔ جو شخص موت کا انتظار کرے گا وہ نیک کام جلدی کرے گا۔

یقین کی چار شاخیں ہیں۔(۱) عقل مندی (۲) عاقبت اندیشی (۳) عبرت خیز آثار سے اثر لینا (۴) گذشتہ لوگوں کی سنت پر چلنا۔ جو شخص عقلمند ہوگا اپنی عاقبت کو درست کرلے گا۔ جو شخص دور اندیش ہوگا وہ آثار عبرت خیز کو جان لے گا۔ جو اس کو جانے گا وہ سنت کو جانے گا۔ جو سنت کو جانے گا وہ ایسا ہے کہ اس نے گذشتہ لوگوں کے ساتھ زندگی گزاری ہے اور ان کے حالات سے نصیحت لی ہے۔

عدالت کی چار شاخیں ہیں۔(۱) فہم عمیق (گہری سوچ) (۲) علم کی مضبوطی (۳) شگوفہ حکمت (۴) گلزار حلم و بردباری۔ جو گہری فکر سے کام لیتا ہے وہ علم کی مشکلات کو حل کرتا ہے۔ جو حکیم ہے وہ عجیب و غریب اور دل پسند باتیں بیان کرے گا۔ جو شخص فرزانہ و دانا و بینا ہے وہ اپنے کام میں کوتاہی نہیں کرے گا، وہ لوگوں میں قابل تعریف زندگی گزارے گا۔

جہاد کی چار شاخیں ہیں۔(۱) امر بالمعروف (۲) نہی عن المنکر (۳) جنگ میں استحکام (۴) فاسقین سے دشمنی۔ جو امر بالمعروف کا حکم دیتا ہے وہ مومن کی پشت کو مضبوط کرتا ہے۔ جو نہی عن المنکر کا حکم دیتا ہے وہ منافق کی ناک کو زمین پر رگڑتا ہے۔ جو جنگ میں استحکام دکھاتا ہے وہ اپنے کام کو انجام دیتا ہے۔ جو فاسقوں کو دشمن رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ناراض ہوتا ہے۔ یہ ایمان کے ستون اور شاخیں ہیں۔

کفر کے چار ستون ہیں۔(۱) فسق (۲) سرکشی (۳) شک (۴) شبہ۔ فسق کی چار شاخیں ہیں۔(۱) جفا کاری (۲) اندھا پن (۳) غفلت (۴) سرکشی۔ جو جفا کار ہے وہ حق کو حقیر سمجھتا ہے، فقہاء کو دشمن رکھتا ہے اور بڑے بڑے گناہوں پر اصرار کرتا ہے۔ جو شخص دل کا اندھا ہوتا ہے وہ خدا کی یاد کو بھول جاتا ہے۔ گمان پر عمل کرتا ہے، شیطان اس پر سوار رہتا ہے۔ جو شخص غافل ہے بڑی امیدیں اس کو دھوکہ دیتی ہیں، جب پردہ اٹھتا ہے تو اس کو حسرت ہوتی ہے۔ جس چیز کو نہیں جانتا وہ خدا کی طرف سے ظاہر ہوتی ہے۔ جس نے اللہ کے فرمان سے سرکشی کی پروردگار اس کو ذلیل کرتا ہے۔ پھر اپنی سلطان (یعنی دلیل) سے ذلیل کرتا ہے، اپنی بزرگی سے اس کو چھوٹا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کوتاہی کرتا ہے اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کرتا ہے۔

سرکشی کی چار شاخیں ہیں۔(۱) تعمق (غور کرنا) (۲) کشمکش (۳) کج روی (۴) تفرقہ جوئی۔ جو شخص زیادہ غور و فکر کرتا ہے وہ حق کو نہیں پا سکتا، فتنوں کی موجوں میں ڈوب جائے گا۔ ایک فتنہ دور نہ ہوگا کہ دوسرا اس کو گھیر لے گا۔ اس کی دیانت ٹھیک نہیں ہوگی۔ اس کا کام درہم برہم اور خود سرگردان ہوگا۔ جو کشمکش پر جیتا ہوگا اور لوگوں سے دشمنی پر تیار ہوگا اس سے کوئی محبت نہیں کرے گا۔ وہ اپنے کاموں کا نتیجہ دیکھے گا۔ برائی اس کے

نزدیک نیکی اور اچھائی اس کے نزدیک برائی ہوگی۔ جو نیکی کو بدی گردانے گا اس پر راستے تنگ ہو جائیں گے۔ وہ دین سے برگشتہ ہو جائے گا اور مومنین کے اصول کی پیروی نہیں کرے گا۔

شک کی چار شاخیں ہیں۔(۱) مجادلہ (لڑائی، مخالفت) (۲) خوف وہراس (۳) بددلی (۴) تردید اور سلامتی چاہنا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ فبای آلاء ربک تتماریٰ (سورہ نجم آیت ۵۵) "اللہ تعالیٰ کی کونسی نعمت میں شک کرتے ہو"۔ جس کے سامنے کوئی چیز حائل ہو جائے وہ پشت کے بل گرے گا۔ جو شک میں سرگرداں ہوا پہلے والے اس سے آگے اور بعد کے آنے والے اس سے مل گئے۔ اور وہ شیطانوں کے پیروں کے نیچے کچلا جائے گا جو دنیا اور آخرت کے آگے جھک گیا وہ دونوں کے درمیان ہلاک ہوا۔ جس نے نجات پائی یقین کے ذریعہ پائی۔

شبہ کی چار شاخیں ہیں۔(۱) خود پسندی، اپنے کو دھوکہ دینا (۲) کشائش (۳) سوچنا (۴) باطل کو حق کا لباس پہنانا۔ خود پسندی حق کا راستہ روک دیتی ہے۔ خود فریبی خواہش کی آگ میں گرا دیتی ہے۔ اندیشہ سرنگوں کر دیتا ہے۔ اور حق کو چھپانا گہری تاریکی ہے۔ یہ کفر اور اس کے ستون اور شاخیں ہیں۔

نفاق چار ستونوں پر قائم ہے۔(۱) خواہش نفس (۲) سست انگاری (۳) کینہ پروری (۴) لالچ۔

خواہش نفس کی چار شاخیں ہیں۔(۱) ستم کاری (۲) دست اندازی، مداخلت کرنا، دخل دینا (۳) شہوت رانی (۴) سرکشی۔ جو شخص ستم کار اور ظالم ہوگا اس کی برائیاں بہت ہوں گی۔ وہ گناہ کے کاموں میں بہت جلد پھنس جائے گا۔ جو بلاوجہ مداخلت کرنے والا ہوگا وہ برائی سے الگ نہیں ہوگا، اس کا دل آسودہ نہیں ہوگا۔ اپنے آپ کو خواہش نفس سے الگ نہ کرنے والا برائی میں ڈوب جائے گا۔ جو شخص سرکشی کرے گا وہ بلاوجہ گمراہ ہوگا۔

سست انگاری کی شاخیں چار ہیں۔(۱) سستی (۲) دھوکا کھانا (۳) ٹالنا (۴) خواہش رکھنا۔ جو سستی کرے گا وہ دین حق سے پھر جائے گا۔ ٹالنے والا موت تک ایسا ہی کرتا رہے گا۔ اگر خواہش نہ ہو تو انسان کو اپنی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ جب حقیقت معلوم ہوگی تو خوف اور ڈر سے مر جائے گا۔

کینہ پروری کی شاخیں چار ہیں۔(۱) غرور کرنا (۲) فخر کرنا (۳) طرف داری کرنا (۴) تعصب کرنا۔ جب غرور کرے گا تو الٹا چلے گا۔ جو فخر کرے گا تو نابکار ہوگا۔ جو طرف داری کرے گا وہ بار بار گناہ کرے گا۔ جو تعصب کرے گا تو ظلم کرے گا۔ وہ کام بہت برا ہے جو تکبر، الٹے جانے، ظلم اور جور کے ساتھ کرے گا۔

طمع کی چار شاخیں ہیں۔(۱) خوشی (۲) سرمستی (۳) گڑگڑانا (۴) زیادہ مانگنا۔ خوش ہونا خدا کے نزدیک برا ہے۔ سرمستی خود فروشی ہے۔ گڑگڑانا اپنے آپ کو گرفتار کراتا ہے کہ گناہوں میں پھنس جائے گا۔ زیادہ مانگنا ایک مشغلہ ہے۔ زیادہ کے مقابلے میں تھوڑی چیز لینا خیر اور نیکی ہے۔ یہ نفاق، اس کے ستون اور شاخیں ہیں۔

(۶۷) **نجدہ خارجی نے ابن عباسؓ سے لکھ کر چار باتیں پوچھیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ نجدہ خارجی نے ابن عباسؓ کو ایک خط لکھا اور چار باتیں پوچھیں۔(۱) کیا رسول اللہ عورتوں کو جنگ میں لے جاتے تھے اور انہیں مال غنیمت دیتے تھے؟ (۲) خمس کا کیا مصرف ہے؟ (۳) یتیم کب یتیم نہیں رہتا؟ (۴) کفار کے بچوں کو قتل کرنے کے بارے میں؟ ابن عباسؓ نے اس کو خط لکھا کہ رسول اللہ عورتوں کو

جنگ میں لے جاتے تھے اور انہیں مال غنیمت میں حصہ نہیں دیتے تھے۔خمس ہمارا ہے۔لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا نہیں ہے ہم نے صبر کیا۔یتیم اس وقت یتیم نہیں رہتا جب اسے احتلام آ جائے۔اگر اس میں عقل نہیں ہے یا وہ پاگل ہے یا ضعیف العقل تو اس کا ولی اس کے مال کی نگرانی کرے گا۔رسول اللہؐ کفار کے بچوں کے قتل نہیں کرتے تھے۔حضرت خضر علیہ السلام کافر کے ان بچوں کو قتل کرتے جو کافر تھے،جو مومن ہو جاتے انہیں چھوڑ دیتے۔اگر تو ان کے انجام کو اس طرح جانتا جس طرح حضرت خضر علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ بڑے ہو کر کافر ہوں گے یا مومن تو بڑے علم والا ہوتا۔

(۶۸) **بڑھاپے کے سفید بال چار جگہ ہوتے ہیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بڑھاپے کے سفید بال چار جگہ ہوتے ہیں۔سر کے اگلے حصہ میں ہوں تو برکت کی علامت ہے۔اگر سر کے دائیں یا بائیں حصہ میں ہوں تو سخاوت کی نشانی ہے۔اگر گیسو میں ہوں تو بہادری کی علامت ہے۔اگر گدی میں ہوں تو سخت نحوست کی نشانی ہے۔

(۶۹) **لوگ چار قسم کے ہیں:** جناب حسنؑ بن علیؑ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ لوگ چار قسم کے ہیں۔(۱) نیک اخلاق ہیں مگر دولت مند نہیں ہیں۔(۲) دولت مند ہیں مگر نیک اخلاق نہیں۔(۳) جو نہ نیک اخلاق ہیں نہ دولت مند یہ تمام آدمیوں سے زیادہ بد بخت ہیں۔(۴) نیک اخلاق بھی ہیں اور دولت مند بھی ہیں یہ لوگ تمام لوگوں سے اچھے ہیں۔

(۷۰) **حق و باطل میں چار انگلیوں کا فاصلہ ہے:** کسی نے امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) سے سوال کیا کہ حق اور باطل کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔آپؑ نے کان اور دونوں آنکھوں کے درمیان ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا: جو کچھ آنکھیں دیکھتی ہیں وہ حق ہے اور جو کچھ کان سنتے ہیں اکثر باطل ہوتا ہے۔

(۷۱) **یتیموں کا خزانہ چار کلمات تھے:** جناب ابو جعفرؑ (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ ان دونوں یتیموں کا خزانہ (جن کی دیوار کو حضرت خضرؑ نے سیدھا کر دیا تھا) سونا چاندی نہیں تھا۔بلکہ (اس دیوار کے نیچے) ایک تختی دفن تھی جس میں چار نصیحت کے کلمے لکھے ہوئے تھے جن کا مطلب ہے کہ صرف میں ہی اللہ ہوں،محمدؐ میرے رسول ہیں۔مجھے اس شخص پر تعجب آتا ہے جسے یقین ہے کہ موت حق ہے پھر اس کا دل کیوں خوش ہوتا ہے۔مجھے اس شخص پر تعجب آتا ہے کہ جس کا اعتقاد ہے کہ قیامت کے دن حساب ہوگا پھر وہ کیوں ہنستا ہے؟ حیران ہوں کہ پہلی مرتبہ پیدا ہونے پر یقین ہے مگر دوسری مرتبہ پیدا ہونے کا منکر ہے۔

(۷۲) **چار آدمیوں پر سلام کرنا جائز نہیں:** امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے چار آدمیوں پر سلام کرنے کو منع کیا ہے۔(۱) مست پر (۲) مجسمہ ساز پر (۳) نرد باز (کوڑیوں کے ساتھ کھیلنے والے) پر (۴) جو چودہ کے ساتھ (کھیلے اور میں پانچویں کا اضافہ کرتا ہوں یعنی شطرنج کھیلنے والے پر بھی سلام کا کرنا۔شیخ صدوق)۔

(شرح: چودہ کا کھیل یہ ہے کہ چودہ گڑھے دو قطاروں میں بنائے جاتے ہیں اور اس میں کوڑیاں ڈال کر کھیلتے ہیں اور جتنی زیادہ کوڑیں جس کے ہاتھ لگیں اس سے کھیل آگے چلتا رہتا ہے اور جو چودہ مرتبہ ہارے وہ ہارا ہوا جانا جاتا ہے۔)

(۷۳) **چار چیزوں سے چہرہ روشن ہوتا ہے:** جناب ابو عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چار چیزوں سے چہرہ روشن ہوتا ہے۔(۱) خوبصورت چہرہ دیکھنا (۲) بہتا ہوا پانی دیکھنا (۳) ہریالی دیکھنا (۴) سوتے وقت سرمہ لگانا۔

(۷۴) **محبوب ترین رفقائے سفر اللہ کے نزدیک چار ہیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ سفر کے بہترین ساتھی اللہ کے نزدیک چار ہیں۔

اگر سات ہو جائیں تو برا نہیں ہے۔ اگر اس سے زیادہ ہو جائیں تو جنجال ہے۔ ان کی باتیں زیادہ ہو جائیں گی۔

(۷۵) **قیامت کے دن چار آدمیوں پر آگ حرام ہو گی:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو آگاہ کیوں کر نہ کروں کہ قیامت کے روز آگ کن لوگوں پر حرام ہوگی۔ لوگوں نے عرض کیا: آگاہ فرمایئے۔ (آپؐ نے) فرمایا: (۱) تواضع کرنے والا (۲) نرم مزاج (۳) موافق (۴) سادہ۔

(شرح: حدیث سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ جس میں بھی یہ بہترین اخلاق ہونگے جو اس کے کامل ایمان کی علامت ہیں اس پر آتش جہنم حرام ہے۔ لیکن مؤلف ظاہراً یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک بھی خوبی ہو گی اس پر آتش دوزخ حرام ہو جائے گی۔)

(۷۶) **چار تھوڑی چیزیں بھی بہت ہیں:** صالح نے اپنے اسناد کے ساتھ بیان کیا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ چار تھوڑی چیزیں بہت ہیں۔ (۱) آگ (۲) نیند (۳) مرض (۴) دشمنی۔ تھوڑی آگ بہت ہے۔ تھوڑی نیند بہت ہے۔ تھوڑی بیماری بہت ہے۔ تھوڑی دشمنی بہت ہے۔

(۷۷) **چار چیزوں کے آنے سے پہلے فائدہ اٹھالو:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ چار چیزوں کے آنے سے پہلے چار چیزوں سے فائدہ اٹھالو۔ (۱) بڑھاپا آنے سے پہلے جوانی سے فائدہ اٹھاؤ (۲) بیماری آنے سے پہلے تندرستی سے فائدہ اٹھاؤ (۳) فقر و فاقہ آنے سے پہلے غنیٰ سے فائدہ اٹھاؤ (۴) موت آنے سے پہلے زندگی سے فائدہ اٹھاؤ۔ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ چار چیزوں کے آنے سے پہلے چار چیزوں سے فائدہ اٹھاؤ۔ (۱) بڑھاپا آنے سے پہلے جوانی سے (۲) بیماری آنے سے پہلے صحت سے (۳) فقر و فاقہ آنے سے پہلے خوشحالی سے (۴) موت آنے سے پہلے زندگی سے۔

(۷۸) **لوگوں کا علم چار کلمات میں ہے:** سفیان بن عیینہ نے کہا کہ میں نے جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ عوام الناس کی دانائی چار جملوں میں پائی جاتی ہے۔ (۱) اپنے رب کی معرفت رکھ (۲) (دیکھ کہ) اس نے تیرے ساتھ کیا کیا (۳) اللہ تعالیٰ تجھ سے کیا چاہتا ہے (۴) یہ دیکھ کہ کون سی بات تجھ کو دین سے نکال دے گی۔

(۷۹) **میری امت کے لئے چار باتوں میں حق لازم ہے:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میری امت کے لئے چار باتوں میں حق لازم ہے۔ (۱) توبہ کرنے والے کو دوست رکھیں (۲) کمزور پر رحم کریں (۳) محسن کی مدد کریں (۴) گناہ گار کی بخشش طلب کریں۔

(۸۰) **جہاد کی چار قسم ہیں:** فضیل بن عیاض سے روایت ہے کہ میں نے جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) سے دریافت کیا کہ جہاد سنت رسول ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے۔ (آپؑ نے) فرمایا کہ جہاد کی چار قسمیں ہیں۔ دو فرض ہیں ایک سنت ہے جو پیغمبر کی طرف سے واجبی امر ہے۔ ایک قسم سنت ہے بطور مطلق۔ دو قسم فرض یہ ہیں۔ پہلا یہ کہ انسان اپنے گناہ چھوڑنے کے لئے جہاد کرے۔ یہ سب سے بڑا جہاد ہے۔ دوسرا جہاد یہ ہے کہ جو ہمسایہ سرحدی کفار کے ساتھ پیش آئے۔ یہ فرض اور لازم ہے۔ جہاد سنت جو فرض کے طور پر انجام پاتا ہے دشمن سے جہاد ہے کہ تمام امت پر فرض ہے۔ اگر اس جہاد کو چھوڑ دیں تو عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ یہ عذاب تمام امت کے لئے ہوگا۔ یہ جہاد امام کے لئے سنت ہے۔ اگر امام موجود ہے اور امت نے اس امام کو چھوڑ دیا ہو۔ امام لوگوں کو لے کر جہاد کرے۔ وہ جہاد جو ہمیشہ سنت ہے (یہ ہے کہ) ہر نیک کام سنت ہے۔ جو شخص نیک کام کی نشر و اشاعت اور ترویج میں کوشش کرے گا، اس پر خود عمل کرے گا۔ یہ بہترین جہاد ہے کیونکہ اس شخص نے ایک سنت کو زندہ کیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک نیک کام کی بنیاد رکھی اس کو اس کا اجر ملے گا۔ اس شخص کو بھی اجر ملے گا جس نے اس پر عمل کیا اور عمل کرنے والوں کے اجر

میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(۸۱) **بندے کی چار آنکھیں ھیں:** جناب علیؑ بن حسینؑ (علیہ السلام) نے ایک لمبی حدیث میں فرمایا کہ بندے کی چار آنکھیں ہیں۔ دو آنکھوں سے امور دین و دنیا کو دیکھتا ہے۔ دوسری دو آنکھوں سے امور آخرت دیکھتا ہے۔ جب پروردگار عالم کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کے دل کی دو آنکھوں کو کھول دیتا ہے۔ جس سے وہ غیب کی باتوں کو دیکھتا ہے۔ اور اگر بھلائی نہیں چاہتا تو اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔

(۸۲) **چار باتیں سب چیزوں سے افضل ھیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) یا جناب ابوجعفرؑ (امام محمد باقرؑ) میں سے کسی ایک نے فرمایا کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا کہ مجھے وہ ملا جو کچھ لوگوں کو ملا۔ جو لوگوں کو نہیں ملا وہ بھی ہم لوگوں کو ملا۔ جو چیزیں لوگ نہیں جانتے وہ ہم جانتے ہیں۔ پوشیدگی اور ظاہر میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے کوئی چیز اچھی نہیں۔ خوش حالی اور غربت میں میانہ روی سے کوئی چیز اچھی نہیں۔ خوشی غمی اور اللہ کے سامنے گریہ وزاری کرنے سے اور کلمہ حق کہنے سے کوئی چیز اچھی نہیں۔

(۸۳) **عورتیں چار قسم کی ھیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ عورتیں چار قسم کی ہیں۔ (۱) جامع مجمع (۲) ربیع مربع (۳) کرب مقمع (۴) غل قمل۔

کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ جامع مجمع اس عورت کو کہتے ہیں جو بہت بھلائی اور فراوانی کرنے والی ہو۔ ربیع مربع اس عورت کو کہتے ہیں جس کی گود میں ایک بچہ ہو اور دوسرا پیٹ میں ہو۔ کرم مقمع اس عورت کو کہتے ہیں جو شوہر کے ساتھ خراب برتاؤ کرے۔ غل قمل اس عورت کو کہتے ہیں جو شوہر کے ساتھ جوؤں کے طوق کی طرح گلے میں ہو۔ طوق چمڑے کا ہو جس میں جوئیں پڑی ہوں کہ پہننے والے کو کاٹتی رہیں اور وہ ان کو دور نہ کر سکے۔ ایسی عورت بری ہے شوہر کے گلے پڑ جائے اس کو تکلیف دے وہ اس کو طوق کی طرح الگ نہ کر سکے۔ غل قمل ضرب المثل ہے۔ عرب کے رہنے والے چمڑے کے طوق بناتے ہیں جس کے نچلے حصے میں چربی لگی ہوئی ہوتی ہے اس سے طوق بنا کر دست بستہ قیدی کے گلے میں ڈال دیتے ہیں جس کو وہ نکال نہیں سکتا۔

(۸۴) **چار باتیں رسولوں کی سنت ھیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ رسولوں کی سنت چار چیزیں ہیں۔ (۱) عطر لگانا (۲) شادی کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) مہندی لگانا۔

(۸۵) **چار آدمیوں کی نماز قبول نہیں ھوتی:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چار آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (۱) ظالم امام (۲) جو شخص لوگوں کی امامت کرے اور لوگ اس سے نفرت کرتے ہوں (۳) بغیر کسی وجہ کے مالک سے بھاگنے والا غلام (۴) اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے چلی جانے والی عورت۔

(۸۶) **جب چار چیزیں عام ھونگی تو چار سزائیں واقع ھوں گی:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ جب چار چیزیں عام ہوں گی تو چار سزائیں بھی عام ہوں گی۔ (۱) جب زنا عام ہوگا تو زلزلے واقع ہوں گے (۲) جب زکوٰۃ ادا نہ کی جائے گی تو جانور ہلاک ہوں گے (۳) جب حاکم فیصلہ کرنے میں ظلم کرے گا تو آسمان سے بارش نہیں ہوگی (۴) جب عہد شکنی عام ہوگی تو مشرکین مسلمانوں پر کامیاب ہوں گے۔

(۸۷) **بدبختی کی نشانیاں چار ھیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بدبختی کی نشانیاں چار ہیں۔ (۱) چشم کی خشکی (۲) دل کی سختی (۳) روزی

کی تلاش میں بہت لالچ (۴) بار بار گناہ۔ رسول اللہؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ بدبختی کی چار نشانیاں ہیں۔ (۱) آنکھوں کی خشکی (۲) دل کی سختی (۳) لمبی لمبی آرزوئیں (۴) دنیا میں باقی رہنے کی خواہش۔

(۸۸) **اللہ تعالیٰ نے تمام کلام کو حضرت آدمؑ کے لئے چار کلمات میں جمع کیا** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو وحی کی کہ میں نے تیری خاطر تمام کلام کو چار کلمات میں جمع کر دیا ہے۔ حضرت آدمؑ نے عرض کیا۔ وہ چار کلمات کون سے ہیں؟۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ (۱) ایک میرے لئے ہے (۲) دوسرا تیرے لئے ہے (۳) تیسرا تیرے اور میرے درمیان ہے (۴) چوتھا تیرے اور لوگوں کے درمیان ہے۔ (حضرت آدمؑ نے) عرض کیا کہ اے پالنے والے بیان فرما کہ میں ان کو یاد کروں۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ جو کلمہ میرے لئے ہے وہ یہ ہے کہ میری عبادت کر اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر۔ وہ کلمہ جو تیرے لئے ہے وہ ہے کہ تو عمل کر میں تجھے صدا دوں گا جس کی تجھے زیادہ ضرورت ہوگی۔ وہ کلمہ جو تیرے اور میرے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تو دعا مانگ میں اسے قبول کروں گا۔ اور وہ بات جو تیرے اور بندوں کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرو ہی لوگوں کے لئے بھی پسند کر۔

رسول اللہؐ نے رب ذوالجلال سے روایت کی ہے کہ چار باتیں ہیں۔ ایک میرے لئے ایک تیرے لئے ہے۔ ایک تیرے درمیرے درمیان ہے۔ ایک وہ ہے جو تیرے اور میرے بندوں کے درمیان ہے۔ جو میرے لئے ہے وہ یہ ہے کہ میری عبادت کر اور کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کر۔ وہ کلمہ جو تیرے لئے ہے وہ یہ ہے کہ تو عمل کرے گا تو تجھے اس سے زیادہ صلہ دوں گا۔ جو تیرے اور میرے بندوں کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرو ہی چیز میرے بندوں کے لئے بھی پسند کر۔ اس روایت میں حضرت آدمؑ کا ذکر نہیں ہے۔

(۸۹) **چار لوگوں سے دوستی کرنا منع ھے:** جناب ابوجعفر (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چار اشخاص کے پاس نہ جاؤ اور ان سے دوستی نہ کرو۔ (۱) احمق (۲) کنجوس (۳) بزدل (۴) جھوٹ بولنے والا۔ احمق دنیا کا فائدہ چاہے گا مگر نقصان پہنچا دے گا۔ کنجوس تم سے کوئی چیز لے گا مگر تمہیں کچھ نہیں دے گا۔ بزدل ضرورت کے وقت تم سے اور اپنے والدین سے بھاگ جائے گا۔ جھوٹا اگر سچ بھی کہے گا تو اس کی بات پر یقین نہیں کیا جائے گا۔

(۹۰) **چار اشخاص علم سے فائدہ اٹھاتے ھیں:** جعفر بن محمدؑ (امام صادقؑ) اپنے والد بزرگوار علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ علم میں خزانے چھپے ہوئے ہیں۔ ان کی چابیاں سوال کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے سوال کیا کرو۔ علم سے چار اشخاص فائدہ اٹھائیں گے۔ (۱) سوال کرنے والا (۲) بات کرنے والا (۳) سننے والا (۴) ان لوگوں کو دوست رکھنے والا۔

(۹۱) **چار چیزوں میں کمی بیشی نہیں کرنی چاھئے:** ابوجعفرؑ (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ چار چیزوں کے خریدتے وقت قیمت میں کمی نہیں کرانا چاہئے۔ فروخت کرنے والا جو قیمت مانگے دے دینا چاہئے۔ (۱) قربانی کے لئے جانور خریدنے میں (۲) میت کے لئے کفن خریدنے میں (۳) غلام یا کنیز خریدنے میں (۴) مکہ برائے حج جانے کے لئے کرایہ میں۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ان چیزوں میں کمی بیشی نہ کرو۔ قربانی کا جانور خریدنے میں، میت کے لئے کفن خریدنے میں، غلام یا کنیز خریدنے میں اور حج کے لئے مکہ مکرمہ جانے کے لئے سفر کے کرایہ میں۔

(۹۲) غلام یا کنیز میں چار چیزوں میں سے کوئی ایک چیز اگر ایک سال کے اندر پیدا ھو جائے تو خریدنے والے

کو سودا ختم کرنے کا اختیار ھے: جناب ابوالحسن ثانی (امام رضا علیہ السلام) نے فرمایا کہ اگر غلام یا کنیز میں ایک سال کے اندران چار چیزوں میں سے ایک پیدا ہو جائے تو خریدار کو سودا ختم کرنے کا اختیار ہے۔ (۱) پاگل ہو جائے (۲) برص کا مرض ہو جائے (۳) جذام کا مرض ہو جائے (۴) قرن پیدا ہو جائے۔ (شرح: قرن عورت کے رحم میں ہڈی جو دخول میں رکاوٹ ڈالتی ہے)۔

(۹۳) **بھترین مال چار چیزیں ھیں:** حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہؐ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا مال بہتر ہے؟ (آپؐ نے) فرمایا کہ کھیتی باڑی جس کو خود کاشت کرے، خود پرورش کرے اور تیار ہونے کے بعد خود کاٹے۔ عرض کیا گیا کہ کھیتی باڑی کے بعد کون سا مال بہتر ہے؟ (آپؐ نے) فرمایا: گوسفند پالنا ہے، ان کو خود چراگاہ میں لے جا کر چرائے، نماز پڑھے اور زکوٰۃ ادا کرے۔ عرض کیا گیا کہ گوسفند کے بعد کون سا مال بہتر ہے؟ (آپؐ نے) فرمایا: گائے بھینس پالنا جو صبح و شام دودھ دیتی ہیں۔ پھر عرض کیا گیا کہ گائے بھینسوں کے بعد کون سا مال بہتر ہے؟ (آپؐ نے) فرمایا کہ درخت لگانا جن کی جڑیں گیلی زمین میں چلی جاتی ہیں۔ قحط کے دنوں میں خوراک مہیا کرتے ہیں۔ کھجور کا درخت بہترین چیز ہے۔ جو شخص اس کو فروخت کرے گا اس کی قیمت راکھ کی طرح ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر پڑی ہے ہوا چلے تو اسے اڑا کر لے جائے۔ اس کی قیمت سے دوسری کھجوریں خریدی جائیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ کھجور کے بعد کون سا مال بہتر ہے؟ آپؐ خاموش ہو گئے۔ اس شخص نے عرض کیا جناب کا اونٹ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ (آپؐ نے) فرمایا کہ اونٹ کے رکھنے میں انسان بدبخت ہوتا ہے، دل سخت ہوتا ہے، تکلیف اٹھانا ہوتا ہے، صبح و شام آبادی سے دور رہتا ہے، بیوپاں میں رہتا ہے، خطرناک ہونے کے علاوہ اس میں کوئی اچھائی نہیں ہے، بدبخت اور نابکار شخص اس کو رکھتے ہیں۔

صالح بن ابی حماد نے کہا کہ مجھے اسماعیل بن مہران نے جناب ابوعبداللہ (ان امام جعفر صادقؑ) سے اپنے آباؤ واجداد کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب گوسفند گھر کی طرف رخ کرے تو آ جاتی ہے۔ جب گھر سے چلی جائے تو آ جاتی ہے۔ گائے جب چلی جاتی ہے تو چلی جاتی ہے۔ اونٹ شیطان کی مہار ہے، جب (گھر) آنا چاہے تو آ جاتا ہے، جب چلا جائے تو چلا ہی جاتا ہے۔ (واپس نہیں آتا)۔ اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ خطرناک ہے۔ عرض کیا گیا: ایسی صورت میں اسے کون رکھے گا؟ (آپؐ نے) فرمایا بدبخت اور نابکار لوگ کیسے معلوم ہوں گے؟

صالح نے کہا کہ اسماعیل بن مہران نے یہ شعر کہا۔

هی المال لولا علة الحفض حولها فمن شاء داراها ومن شاء باعها

اگر اس میں پستی نہ پائی جائے تو یہ مال ہے جو شخص چاہے اسے رکھے جو شخص چاہے اسے بیچ دے۔

(۹۴) **چار نمازیں کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ھیں:** جناب ابوجعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ چار نمازیں ہر وقت پڑھی جا سکتی ہیں۔ (۱) دو رکعت نماز قضاء (۲) دو رکعت نماز طواف واجب (۳) نماز کسوف (۴) نماز میت۔

(۹۵) **قاضی چار قسم کے ھیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ قاضی چار قسم کے ہیں۔ (۱) ایک وہ قاضی جس نے فیصلہ ٹھیک کیا مگر اسے اس کا علم نہیں تھا کہ وہ صحیح ہے وہ دوزخ میں جائے گا (۲) دوسرا قاضی وہ ہے جس نے فیصلہ غلط کیا اور اس غلط فیصلے کا علم اسے نہیں ہے۔ وہ بھی دوزخ میں جائے گا۔ (۳) تیسرا قاضی وہ ہے جس نے غلط فیصلہ کیا اور اس کو غلط فیصلہ ہونے کا علم ہے۔ وہ بھی دوزخ میں جائے گا (۴) چوتھا قاضی وہ ہے جس نے درست فیصلہ کیا اور اسے فیصلہ درست ہونے کا علم ہے وہ جنت میں جائے گا۔

(شرح: مقصد یہ ہے کہ جو شخص بھی قاضی ہو وہ مجتہد و عادل ہو جو حکم کو صحیح طور پر سمجھ سکے اور اس کو لاگو کرے۔ اگر وہ بے جانے بوجھے فیصلے کرے گا تو بھی وہ جوابدہ ہے چاہے فیصلہ ٹھیک ہی کیوں نہ ہو۔)

(۹۶) **چار ہستیوں کا خرچ دینا واجب ھے:** حریز نے جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) سے دریافت کیا کہ کن ہستیوں کا خرچ اٹھانا واجب ہے؟ (آپؑ نے) فرمایا ماں، باپ، اولاد اور تیری بیوی۔

(۹۷) **دنیا میں چار پیغمبر بادشاہ گزرے ھیں:** جناب ابوجعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے بعد چار انبیاء کو بادشاہ بنایا ہے (۱) ذوالقرنین جس کا نام عیاش تھا (۲) حضرت داؤد علیہ السلام (۳) حضرت سلیمان علیہ السلام (۴) حضرت یوسف علیہ السلام۔ عیاش (ذوالقرنین) مشرق اور مغرب کا بادشاہ تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام شامات سے لے کر اصطخر کے بادشاہ تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت بھی اتنی ہی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام مصر اور بیابان مصر کے بادشاہ تھے۔

مؤلف کتاب نے فرمایا کہ حدیث میں اس طرح بیان ہوا ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے جس پر میرا اعتقاد ہے کہ ذوالقرنین نبی نہیں تھا۔ خدا کا نیک بندہ تھا۔ خدا کو دوست رکھتا تھا اور خدا اس کو دوست رکھتا تھا۔ وہ خدا کے کام کرتا اور خدا اس کی مدد کرتا۔ امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) نے فرمایا کہ تمہارے درمیان ذوالقرنین کی مانند ایک شخص موجود ہے۔ اس سے مراد حضرت کی اپنی ذات تھی۔ ذوالقرنین خدا کی جانب سے بادشاہ تھا جس طرح طالوت خدا کی جانب سے بادشاہ تھا۔ خدا نے فرمایا **قال لھم نبیھم ان اللہ قدبعث لکم طالوت ملکا** . (سورۃ بقرہ۔ آیت نمبر ۲۴۷) (ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنایا ہے) ممکن ہے کہ خدا نے طالوت کو انبیاء کے ضمن میں ذکر کیا ہو حالانکہ وہ نبی نہیں تھا جس طرح فرشتوں کے ضمن میں شیطان کا ذکر فرمایا حالانکہ وہ فرشتہ نہیں تھا بلکہ جن تھا۔ **واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن** . (سورہ کہف آیت ۵۰) (اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے شیطان کے وہ جنوں میں سے تھا)۔

(۹۸) **سورج میں چار باتیں ھیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا سورج میں چار باتیں ہیں۔ (۱) رنگ کو بدل دینا (۲) ہوا کو بدل دینا ہے (۳) کپڑوں کو بوسیدہ کر دینا (۴) بیماری لانا۔

(۹۹) **دوا چار چیزیں ھیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا دوا چار چیزیں ہیں۔ (۱) حجامت (پچھنے لگانا، خون نکالنا) (۲) سعوط (ناک میں دوا ڈالنا) (۳) حقنہ (انیما لینا) (۴) قے کرنا۔

(۱۰۰) **چار چیزیں مزاج کو معتدل کرتی ھیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چار چیزیں مزاج کو معتدل کرتی ہیں۔ (۱) انار شامی (۲) پکی کھجور (۳) بنفشہ (۴) کاسنی۔

(۱۰۱) **کراث میں چار خوبیاں ھیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) سے کراث (پیاز اور لہسن جیسی) جو ایک قسم کی سبزی ہے، کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا اس کو کھاؤ اس میں چار خوبیاں ہیں۔ (۱) یہ منہ کو خوشبودار کرتی ہے (۲) ریح خارج کرتی ہے (۳) بواسیر کے لئے مفید ہے (۴) اس کا استعمال کرنے والا جذام سے محفوظ رہتا ہے۔

(۱۰۲) **خرابی خون کی چار علامات ھیں:** ابوالحسن (امام علی رضاؑ) نے فرمایا خرابی خون کی چار علامات ہیں۔ (۱) خارش ہونا (۲)

پھنسیاں نکلنا (۳) جسم میں سستی (۴) سر چکرانا۔

(۱۰۳) **جنت کی چار نهریں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جنت کی نہریں چار ہیں۔(۱) فرات (۲) نیل (۳) سیحان (۴) جیحان۔ فرات کا پانی دنیا اور آخرت میں (خوشگوار) ہے۔نیل آخرت میں شہد کی نہر، سیحان شراب کی نہر اور جیحان دودھ کی نہر ہے۔

(شرح: مطلب یہ ہے کہ جنت کی نہریں بھی ان چار ناموں پر ہونگی لیکن جو چیز ان میں جاری رہتی ہے وہ شیریں وخوشگوار پانی جو فرات میں ہے کے علاوہ شراب، شہد اور دودھ ہے۔)

(۱۰۴) **چار طرح کنیت رکھنا منع ھے:** حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس شخص کا نام محمد ہو اس کو چار طرح کی کنیت رکھنا منع ہے۔(۱) ابوعیسیٰ (۲) ابوحکم (۳) ابومالک (۴) ابوالقاسم۔

(۱۰۵) **بھترین نام چار ھیں اور بدترین نام چار ھیں:** رسول اللہؐ نے منبر سے فرمایا: بہترین نام چار ہیں۔(۱) عبداللہ (۲) عبدالرحمن (۳) حارثہ (۴) ہمام۔اور بدترین نام بھی چار ہیں۔(۱) ضرار (۲) مرۃ (۳) حرب (۴) ظالم۔

(۱۰۶) **چار چیزوں اور چار برتنوں کا استعمال حرام ھے:** ابوربیع شامی نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ حضرتؑ سے شطرنج اور نرد (چوسر) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو (آپؑ نے) فرمایا: ان کے قریب نہ جاؤ میں نے عرض کیا گانا بجانا کیسا ہے؟ (آپؑ نے) فرمایا: اس میں بھلائی نہیں ہے اس کو نہ کرو۔ میں نے عرض کیا کہ خرمے کی شراب کیسی ہے؟ (آپؑ نے) فرمایا کہ نشہ آور ہر چیز کے استعمال سے رسول اللہؐ نے منع کیا ہے، ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔(میں نے) عرض کیا: ان برتنوں کے بارے میں کیا حکم ہے جن میں شراب بنائی جاتی ہو؟ (آپؑ نے) فرمایا کہ رسول اللہؐ نے چار قسم کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ دباء، مزفت، حنتم، نقیر۔ عرض کیا گیا یہ کیا ہیں؟ آپؑ نے فرمایا۔ دباء پوست کدو ہے۔ مزفت شراب کا چھوٹا مٹکا۔ حنتم سبز رنگ کا کوزہ ہے۔ نقیر لکڑی کا برتن ہے۔ زمانہ جاہلیت میں ان کو شراب خرمہ ڈالنے کے لئے بنایا جاتا تھا۔

(شرح: ظاہراً مقصد یہ ہے کہ چونکہ یہ برتن نبیذ بنانے میں استعمال ہوتے تھے اور شراب ان کی درزوں میں داخل ہو جاتی تھی جس کی وجہ سے ان کا پاک کرنا ممکن نہیں تھا اس لئے انہیں دور پھینک دینا چاہئے)۔

(۱۰۷) **چار چیزوں کو دفن کرنے کا حکم ھے:** حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے چار چیزوں کے دفن کرنے کا حکم دیا ہے۔(۱) بال (۲) دانت (۳) ناخن (۴) خون۔

(۱۰۸) **چار عادتیں انبیاء کے اخلاق میں سے ھیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ صبر، نیکی، تحمل اور حسن خلق، اخلاق انبیاء میں سے ہیں۔

(۱۰۹) **چار اشخاص پر پوری نماز پڑھنا واجب ھے، چاھے وہ گھر میں ھوں یا سفر میں:** ابوجعفرؑ (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ چار اشخاص پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے چاہے وہ گھر میں ہوں یا سفر میں (۱) کرایہ پر جانور دینے والا (۲) کرایہ پر جانے والا۔(۳) اشتقان (ڈاک) لے جانے والا (۴) بیابان میں جانور چرانے والا۔ ان کا کام سفر میں رہنا ہے۔

کتاب کے مؤلف نے کہا کہ اشتقان سے مراد ڈاک ہے۔

(۱۱۰) **چار مقامات پر پوری نماز پڑھنا اللہ کی حکمت کا پوشیدہ خزانہ ہے:** ابوجعفر (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چار مقامات پر پوری نماز پڑھنا اللہ کی دانش کا پوشیدہ خزانہ ہے۔ (۱) اللہ تعالیٰ کا حرم مکہ (خانہ کعبہ) (۲) حرم رسول مقبولؐ (مسجد نبوی) (۳) حرم امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام (نجف) (۴) حرم امام حسین علیہ السلام (کربلا)۔

کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان مقامات پر مسافر دس دن ٹھہرنے کا ارادہ کرے تو پوری نماز پڑھے نہ یہ کہ دس روز سے کم ٹھہرنے پر بھی نماز پوری پڑھے۔

(۱۱۱) **سورہ سجدہ چار ہیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ سورہ سجدہ چار ہیں جہاں سجدہ کرنا واجب ہے۔ (۱) سورہ علق (۲) سورہ نجم (۳) سورہ تنزیل سجدہ (۴) حٰم سجدہ۔

(۱۱۲) **قیامت میں قدم بڑھانے سے پہلے چار باتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا:** حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ قیامت میں بندہ کے قدم نہیں بڑھیں گے جب تک اس سے چار باتوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔ (۱) عمر کہاں گزاری؟ (۲) جوانی کہاں صرف کی؟ (۳) مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ (۴) اہلبیتؑ سے محبت رکھتا تھا یا نہیں؟۔

(۱۱۳) **آنحضرتؐ نے چار اشخاص سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے:** ابن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار اشخاص سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہمیں ان کے نام بتائیے۔ (آپؐ نے) فرمایا یہ (۱) علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) (۲) سلمانؓ (فارسی) (۳) ابوذرؓ (غفاری) (۴) مقدادؓ ہیں۔ مجھے ان سے محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مجھے آگاہ کیا گیا ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) بھی ان سے محبت کرتا ہے۔

ابن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بے شک مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں اپنے (ان) چار اصحاب سے محبت کروں اور مجھے خبر دی ہے کہ اللہ بھی ان سب سے محبت کرتا ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ وہ کون سے اصحاب ہیں؟ ہم میں سے ہر شخص چاہتا تھا کہ وہ ان چار اشخاص میں سے ایک ہو۔ فرمایا (رسول اللہؐ نے) تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ علی ان میں سے ایک ہیں۔ پھر آپ چپ ہو گئے۔ کچھ دیر بعد فرمایا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے (حضرت) علی (ابن ابی طالب علیہ السلام) ان میں سے ایک ہیں۔ ابوذرؓ، سلمان فارسیؓ، اور مقدادؓ بن اسود کندی کا شمار بھی ان میں ہے۔

(۱۱۴) **چار اشخاص جنت میں پہلے داخل ہوں گے:** حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے رسول خداؐ سے حاسدین کی شکایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: علی کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم ان چار اشخاص میں سے ہو جو جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔ میں ہوں گا، تم ہوگے، ہماری ذریت ہمارے پیچھے اور ہمارے شیعہ ہمارے دائیں بائیں ہوں گے۔

(۱۱۵) **منافق کی چار علامات:** رسول اللہؐ نے فرمایا: جس میں چار باتیں ہوں گی وہ منافق ہوگا۔ اگر اس میں سے ایک صفت منافقت بھی ہوگی تو گویا ایک پہلو نفاق کا ہوگا۔ جب تک کہ اسے ترک نہ کر دے۔ (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے پورا نہ کرے (۳) جب عہد کرے تو اسے توڑ دے (۴) جب جھگڑا کرے تو ہرزہ گوئی (بے ہودہ بکنا) کرے۔

(۱۱۶) **روئے زمین کے بادشاہ چار ہوئے دو مومن اور دو کافر:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ روئے زمین کے چار

بادشاہ ہوئے دو مومن اور دو کافر۔ مومن بادشاہ سلیمان بن داؤدؑ اور ذوالقرنین جن کا نام عبداللہ بن ضحاک بن معد تھا۔ اور کافر بادشاہ نمرود اور بُخت نصر۔
(شرح۔ ظاہری طور پر یوں لگتا ہے کہ روئے زمین کا مطلب اس زمانے کی سلطنتیں ہیں جو اس وقت شہرت یافتہ تھیں اور یہ عموم تقریبی تھیں (تقریب۔ قریب کرنا اس طرح بات کہنا کہ مطلب کو لازم ہو جائے) اور اس نقطۂ نظر سے ہے کہ ان حکومتوں کا فرمان اس زمانے کے بیشتر ممالک میں نافذ ہوتا تھا۔ ایک روایت میں یہ بھی گزرا ہے کہ ذوالقرنین کا نام عیاش تھا اور ممکن ہے کہ وہ عیاش بھی ہو۔)

(۱۱۷) **لوگوں کے پاس چار قسم کی احادیث نبوی ہیں، پانچویں قسم کی نہیں:** سُلیم بن قیس ہلالی نے کہا کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اے امیر المومنین میں نے سلمانؓ (فارسی) و مقدادؓ سے سنا کہ لوگوں کے پاس چار قسم کی احادیث نبوی ہیں پانچویں قسم کی نہیں اور ابوذرؓ سے تفسیر قرآن اور رسول اللہؐ کی احادیث سے متعلق چند باتیں سنی ہیں۔ پھر آپ سے میں نے ان سنی ہوئی چیزوں کی تصدیق حاصل کی۔ میں نے لوگوں کے ہاں تفسیر قرآن اور احادیث رسولؐ کے بارے میں بہت سی باتیں دیکھی ہیں وہ ان کی مخالف ہیں جو آپ لوگوں سے سنی ہیں۔ آپ حضرات فرماتے ہیں کہ وہ سب باتیں باطل اور جھوٹ ہیں۔ وہ لوگ جان بوجھ کر رسول اللہؐ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق تفسیر قرآن کرتے ہیں۔

سُلیم کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ نے متوجہ ہو کر فرمایا: اے سُلیم تم نے سوال کیا ہے؟ جواب کو سمجھ لو۔ بے شک لوگوں کے درمیان حق، باطل، صدق، کذب، ناسخ، منسوخ، خاص، عام، محکم، متشابہ، حفظ اور وہم موجود ہے۔ رسول اللہؐ پر آپ کی زندگی میں ہی جھوٹ باندھا گیا تھا۔ حتیٰ کہ رسول اللہؐ نے کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! مجھ پر کثرت سے جھوٹ باندھا گیا ہے۔ پس جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ کی نسبت دی ہے اسے چاہئے کہ اپنے ٹھکانہ جہنم میں سمجھے۔ پھر رسول اللہؐ کے انتقال کے بعد آپ پر جھوٹ منسوب کیا گیا (وضعی احادیث کے ذریعہ)۔ تمہارے پاس احادیث بیان کرنے والے (راوی) چار قسم کے لوگ ہیں ان میں پانچویں قسم کا کوئی آدمی موجود نہیں۔ پہلا منافق ہے جو خود کو ایمان والا ظاہر کرتا ہے لیکن اس کا اسلام بناوٹی ہے۔ وہ رسول اللہؐ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھنا گناہ نہیں سمجھتا اور نہ وہ اس بات سے باز آئے گا۔ اگر مسلمانوں کو علم ہوتا کہ وہ منافق ہے، بہت جھوٹا ہے تو اس کی بات کو قبول نہ کرتے۔ انہوں نے یہی خیال کیا کہ یہ رسول اللہؐ کا صحابی ہے، آپ سے حدیث کو سنا ہے، جھوٹ نہیں بولتا، نہ ہی رسول اللہؐ پر بہتان باندھتا ہے حالانکہ منافقین کے متعلق قرآن میں بتا دیا گیا ہے۔ ان کے متعلق اللہ کا فرمان ہے کہ **واذ رایتھم تعجبک اجسامھم وان یقولوا تسمع لقولھم**۔ (سورہ منافقون۔ آیت نمبر ۴) رسول اللہؐ کے بعد بھی منافقین باقی رہے تھے جنہوں نے جھوٹ کذب اور بہتان کے ذریعے ائمہ ضلال کے اعمال (جھوٹی احادیث) کی تصدیق کی اور انہیں لوگوں کی گردن پر مسلط کیا، ان سے مل کر دنیا کھاتے رہے۔ یہ حقیقت ہے کہ لوگ بادشاہوں اور دنیا کا ساتھ دیتے ہیں۔ مگر وہ شخص ان سے الگ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ یہ (منافق) ان چار میں سے پہلی قسم ہے۔

دوسرا وہ شخص ہے جس نے رسول اللہؐ سے حدیث کو سنا لیکن اس کو پوری طرح یاد نہ رکھا، وہ اس حدیث کو یاد کرنے میں وہم کا شکار ہو گیا۔ اس کو اس بات کے جھوٹے ہونے کا یقین نہ ہوا۔ اب وہ حدیث اس کے پاس موجود ہے اور وہ اس کو روایت کرتا رہتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے۔ اگر مسلمانوں کو علم ہوتا کہ وہ شخص شک اور گمان کی وجہ سے ایسا کر رہا ہے تو اس کی حدیث کو قبول نہ کرتے۔ اور اگر خود اس شخص کو علم ہوتا کہ وہ حدیث محض گمان ہی گمان ہے تو وہ خود اس حدیث کو ترک کر دیتا۔

تیسرا وہ شخص ہے جس نے کسی چیز کے متعلق رسول اللہؐ سے حکم تو سنا ہے مگر بعد میں رسول اللہؐ نے اس کے متعلق منع فرمایا۔ اس شخص کو حکم سے

متعلق علم ہے لیکن منع کرنے کے متعلق کوئی علم نہیں ہے۔ یا رسول اللہؐ سے کسی چیز کی ممانعت کے متعلق تو سنا ہے لیکن رسول اللہؐ نے بعد میں اس چیز کے متعلق حکم دے دیا ہے۔ نہ اسے منسوخ کا علم ہے اور نہ ناسخ کا پتہ ہے اگر اس شخص کو معلوم ہوتا کہ یہ حدیث منسوخ ہے تو وہ ضرور اس کو چھوڑ دیتا اور اگر مسلمانوں کو علم ہوتا کہ یہ حدیث منسوخ ہے تو ضرور ترک کر دیتے۔

چوتھا وہ شخص ہے، جو جھوٹ سے نفرت، خوف خدا اور رسول اللہؐ کی تعظیم کی خاطر رسول اللہؐ پر جھوٹ نہیں باندھتا۔ نہ وہ گمان میں مبتلا ہوا بلکہ حدیث کو جیسے سنا ویسے ہی یاد رکھا۔ حدیث کو اس طرح بیان کیا جیسے رسول اللہؐ سے سنا تھا۔ نہ اس حدیث میں زیادتی کی نہ کمی۔ منسوخ (حدیث) کو چھوڑ کر ناسخ کو یاد رکھا۔ یا ناسخ پر عمل کیا منسوخ کو ترک کر دیا۔ یہ حقیقت ہے کہ رسول اللہؐ کا حکم اور منع بھی قران مجید کی مانند ہے۔ اس میں ناسخ، منسوخ، عام، خاص، محکم اور متشابہ موجود ہے۔ رسول اللہؐ کا کلام بھی قران مجید کی طرح دو قسم کا ہوتا ہے۔ خاص کلام اور عام کلام۔ (کسی نے) قران کی آیت کو سنا لیکن اسے معلوم نہ ہوا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے۔ (اسی طرح) رسول اللہؐ کے کلام کو سنا لیکن اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ رسول اللہؐ کا اس سے کیا مقصد ہے۔ رسول اللہؐ کا ہر صحابی ایسا نہ تھا کہ جو کچھ رسول اللہؐ سے پوچھتا اس کو سمجھتا بھی تھا۔ ان میں ایسا آدمی بھی ہوتا تھا جو رسول اللہؐ سے سوال تو کرتا مگر سمجھ نہیں سکتا تھا۔

میں (علیؑ) ہر روز اور ہر رات تخلیہ کے مقامات پر پوشیدہ باتیں کرنے کی خاطر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ آپ مجھے تخلیہ کی جگہ پر بٹھاتے۔ جہاں آپؐ تشریف لے جاتے تھے میں آپؐ کے ساتھ جاتا تھا۔ اصحاب رسولؐ کو علم ہے کہ رسول اللہؐ میرے سوا کسی سے تخلیہ میں باتیں نہیں کرتے تھے۔ کبھی یہ انتظام میرے گھر میں ہوتا اور جب میں آپؐ کے گھر میں حاضر ہوتا تو آپ علیحدہ بات چیت فرماتے اور اپنی عورتوں کو الگ فرما دیتے۔ میرے اور رسول اللہؐ کے علاوہ کوئی آدمی اس مقام پر موجود نہیں ہوتا تھا۔ جب علیحدہ باتوں کی خاطر آپؐ میرے گھر تشریف لاتے تو ہمارے پاس سے فاطمہؑ اور نہ ہی کوئی میرا بیٹا اٹھایا جاتا۔ جب میں رسول اللہؐ سے سوال کرتا تو آپؐ جواب دیتے، جب میں چپ ہو جاتا یا میرے مسائل ختم ہو جاتے تو آپؐ مجھ سے بات چیت شروع کر دیتے۔ قران مجید کی جو آیت بھی آپؐ پر نازل ہوئی وہ آپؐ نے مجھے پڑھائی، بیان فرما کر مجھے لکھوادی اور میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھ لیا۔ آپؐ اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے کہ وہ مجھے اس آیت کو سمجھنے اور یاد کرنے کی قوت عطا کرے۔ میں یاد کرنے کے بعد خدا کی کوئی آیت نہیں بھولا۔ رسول اللہؐ نے حلال و حرام یا امر و نہی اور یا اطاعت یا معصیت، گذشتہ واقعات یا قیامت تک ہونے والے جن کی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تعلیم دی تھی ان سب کی مجھے تعلیم دی۔ میں نے ان سب کو یاد کر لیا۔ ان میں سے ایک حرف بھی نہیں بھولا۔ پھر رسول اللہؐ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا اور خدا سے دعا کی کہ وہ میرے سینے کو علم و فہم و حکمت اور نور سے بھر دے۔ مجھے ایسی تعلیم دے جس کے بعد میں ناواقف نہ رہوں۔ مجھے ایسا حافظہ دے کہ میں بھول نہ جاؤں۔ ایک دن میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ جس دن سے آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں دعا فرمائی ہے، اس کے بعد جو تعلیم بھی آپؐ نے مجھے دی ہے اس میں سے کوئی چیز بھی نہیں بھولا (پھر) آپ کیوں اس کو لکھواتے ہیں اور لکھنے کا حکم دیتے ہیں؟ کیا آپ کو مجھ سے نسیان کا خوف ہے؟ انہوںؐ نے فرمایا: نہیں مجھے تمہارے لئے (کسی) جہل اور نسیان کا خوف نہیں ہے۔

چونکہ یہاں چند احادیث بیان کی گئی ہیں جن کے متن میں چار کی نسبت نہیں ہے اس لئے مؤلف نے مخصوص باب کے تحت ان احادیث کو دیگر احادیث سے جدا کر دیا ہے

(۱۱۸) جناب امیر المومنین (علی ابن ابی طالب علیہ السلام) نے فرمایا کہ جس سے جتنی نیکی کی گئی اس نے اتنی نیکی کر دی تو وہ سبکدوش ہو گیا۔ جس

سے جتنی نیکی کی گئی اس نے دگنی نیکی کی وہ شکر گزار رہا۔ جو شخص شکر گزار رہا ہے وہ کریم ہے۔ جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو نیکی کرتا ہے وہ اپنی ذات کے لئے کرتا ہے۔ اس میں لوگوں کو شامل نہیں کرتا۔ اپنی محبت میں دوسروں کو شریک نہیں کرتا۔ تم کو علم ہونا چاہئے کہ جو شخص تم سے اپنی حاجت کا طلب ہے اس نے تم سے اپنی عزت کا لحاظ نہیں کیا۔ تو تم اپنی عزت کا لحاظ کرو اور اس کا ہاتھ خالی واپس نہ کرو۔

(۱۱۹) ایک شخص نے کہا کہ میں نے ابو جعفر (امام جعفر صادق ؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا گردش میں ہے۔ ہر روز کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہے۔ جو کچھ تجھے اس سے مل جاتا ہے تیری کمزوری اور سستی کے باوجود مل جاتا ہے۔ جو نقصان تجھے ہوتا ہے اس کو اپنی قوت سے پورا نہیں کر سکتا۔ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا: جس شخص نے کسی چیز کو کھویا اس نے اپنے آپ کو آرام دیا۔ جس نے قناعت کی اس نے اپنی آنکھوں کو روشن کیا۔

(۱۲۰) جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا: عربی زبان سیکھو کہ یہ وہ کلام ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ (قران کو عربی زبان میں نازل کیا ہے)۔

محمد بن علی بن حسین اس کتاب کے مؤلف بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث ابو سعید آدمی سے روایت ہے۔ اس نے حدیث کے آخر میں کہا کہ **بلغوا بالخواتیم** کہ انگوٹھیوں کو انگلیوں کے آخر میں جگہ دو اور اطراف میں نہ پہنو کیونکہ یہ کام قوم لوط کا تھا۔

(شرح: مقصود یہ ہے کہ عربی الفاظ تجوید کے ساتھ کامل طور پر ادا کرو اور الفاظ کے آخری حروف بالکل واضح کر کے پڑھو۔)

(۱۲۱) **چار باتیں ایسی ھیں جن سے ماہ صیام میں چھٹکارہ نہیں ھے:** جناب ابو جعفرؑ (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے ماہ شعبان کے آخری خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو! ایک ماہ ایسا آ رہا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے۔ وہ ماہ رمضان ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں روزہ واجب کیا ہے۔ جس شخص نے ایک رات نماز پڑھنے میں اس کو زندہ رکھا وہ ایسا ہے جس نے ستر (۷۰) راتوں کو دوسرے ماہ میں زندہ رکھا ہو۔ جس نے اس ماہ میں بھلائی اور نیکی کی ہو وہ ایسا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کا فرض ادا کیا ہو۔ جس نے اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کا فرض ادا کیا ہو وہ ایسا ہے جس نے دوسرے ماہ میں ستر (۷۰) فرائض ادا کیے ہوں۔ صبر کا مہینہ ہے۔ صبر کی اجرت جنت ہے۔ یہ ہمدردی کا مہینہ ہے۔ پروردگار اس مہینے میں مومنین کا رزق بڑھاتا ہے۔ جس مومن نے روزہ دار ہو کر اس میں افطار کرایا وہ اللہ کے نزدیک ایسا ہے جس نے ایک غلام آزاد کیا ہو اور اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے ہوں۔ کہا گیا: یا رسول اللہؐ ہم میں ہر آدمی تو اس میں افطار نہیں کرا سکتا۔ (آپؐ نے) فرمایا: اللہ تعالیٰ کریم ہے جو شخص روزہ دار کو روزہ افطار کرائے گا اللہ تعالیٰ اس کو ثواب دے گا۔ یا ایک گھونٹ میٹھے پانی کا پلائے گا یا چند کھجوروں سے افطار کرائے گا اگر اس سے زیادہ اہتمام نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی شخص اپنے غلام کے کام میں کمی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے حساب میں کمی کرے گا۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کے اول میں رحمت ہے۔ درمیانی حصہ میں بخشش ہے اور آخری حصہ میں دعا کا قبول ہونا ہے۔ اور دوزخ سے آزادی ہے۔ اس میں چار باتوں سے بے نیازی نہیں ہے۔ دو باتوں سے اللہ تعالیٰ کو خوش کرو گے اور دو باتوں سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ جن باتوں سے اللہ کو راضی کرو وہ کلمہ شہادت ہے **لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ** (اللہ کے علاوہ کوئی اللہ نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں) کا کہنا ہے۔ وہ دو باتیں جن سے چھٹکارہ نہیں ہے۔ وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی ضروریات اور جنت کی طلب کرو۔ پروردگار عالم سے اپنی عافیت مانگو اور اس میں دوزخ سے پناہ مانگو۔

(۱۲۲) **چار باتوں سے جانور واقف ھیں:** علی بن حسینؑ (امام زین العابدینؑ) نے فرمایا کہ زبان بند جانور چار چیزوں سے واقف ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی معرفت (۲) موت سے آگاہی (۳) نر اور مونث کی تمیز (۴) چراگاہ کی ہریالی۔

(۱۲۳) **اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں کو چار چیزوں سے پیدا کیا:** حسین بن زید نے کہا کہ مجھے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں کو چار چیزوں سے پیدا کیا ہے (۱) دریائے اعظم سے جو دنیا کے چاروں طرف ہے (۲) آگ سے (۳) ابراہیم نامی فرشتہ کے آنسوؤں سے (۴) پاکیزہ کنویں سے۔ حدیث بہت لمبی ہے ضرورت کے مطابق یہاں لے لی ہے۔

(۱۲۴) **ہوائیں چار طرح کی ہیں:** ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) سے چار ہواؤں کے (۱) شمال (۲) جنوب (۳) دبور (۴) صبا کے بارے میں عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ شمال جنت کی ہوا ہے، جنوب دوزخ کی ہوا ہے۔ فرمایا پروردگار عالم کا ہوا کا لشکر ہے۔ جو اس کی نافرمانی کرتا ہے اسے ہوا کے ذریعہ عذاب دیتا ہے۔ ہر ہوا پر ایک فرشتہ نگراں مقرر ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو کسی قسم کا عذاب دینا چاہتا ہے تو ہوا کے فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ وہ غضبناک شیر کی طرح گرجے۔ ہر ہوا کا ایک نام ہے۔ کیا تم نے پروردگار کا قول نہیں سنا **کذبت عاد فکیف کان عذابی ونذر** (سورہ قمر آیت ۱۴) عذاب میں ہوا کا ذکر کیا۔ پھر حضرت نے ہوائے شمال، ہوا صبا، ہوا جنوب اور ہوا دبور کا ذکر کیا۔ نیز ان کو فرشتوں سے منسوب کرتے ہیں جو ان پر نگراں ہیں۔

(شرح. بادِ شمال، قطب شمالی کی طرف سے چلتی ہے، اور بادِ جنوبی، قطب جنوبی کی سمت سے، اور بادِ صبا مشرق سے اور بادِ دبور (پچھوا ہوا) مغرب کی جانب سے اور یہ دونوں برابر کی ہوتی ہیں۔)

(۱۲۵) **انسان چار قسم کے ہیں:** جناب جعفر بن محمدؑ (امام صادقؑ) نے فرمایا کہ لوگ چار قسم کے ہیں۔ (۱) جاہل ہلاک شدہ خواہشات نفسانی کا غلام (۲) طاقت ور عبادت گزار جس قدر زیادہ عبادت کرتا ہے اس قدر زیادہ متکبر ہوتا ہے (۳) ایسا عالم جو اپنی عاقبت کی پرواہ کیے بغیر لوگوں کی تعریف پسند کرتا ہے (۴) ایسا انسان جو معرفت کے ساتھ راہ حق پر چل رہا ہو اور حق پر قائم رہنے کو پسند کرتا ہے لیکن کمزور اور مغلوب ہے۔ یہ شخص تیرے زمانے کا بہترین شخص ہے۔ اور اس کی عقل سب سے بہتر ہے۔

(۱۲۶) **لوگ چار طرح سے سوتے ہیں:** حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے۔ شام کے ایک شخص نے سوال کیا کہ کتنے طریقوں سے سویا جاتا ہے؟ (آپؑ نے) فرمایا: سونے کے چار طریقے ہیں۔ (۱) انبیاء پشت کے بل (چت) سوتے ہیں اور ان کی آنکھیں نہیں سوتیں (وہ) خدا کی وحی کی منتظر رہتی ہیں (۲) مومن داہنے پہلو سوتا ہے، منہ قبلہ کی طرف ہوتا ہے (۳) بادشاہ اور شہزادگان بائیں پہلو سوتے ہیں تا کہ کھائی ہوئی چیزوں کو برداشت کر سکیں (۴) شیطان اور اس کے بھائی اور تمام دیوانے منہ کے بل اوندھے سوتے ہیں اور اپنے پیٹ زمین پر چسپاں رکھتے ہیں۔

(۱۲۷) **ابلیس نے چار مرتبہ فریاد کی:** جناب ابو عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا: ابلیس نے چار مرتبہ فریاد کی۔ (۱) جب اس پر لعنت کی گئی (۲) جب وہ زمین پر اتارا گیا (۳) جب رسول اللہؐ کو مبعوث کیا گیا (۴) جب سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔ اور دو مرتبہ اس نے خوشی کا اظہار کیا۔

(۱) جب آدمؑ نے جنت میں شجر ممنوعہ سے کھایا (۲) جب (حضرت آدمؑ) کو جنت سے نکالا گیا۔

(۱۲۸) **چار چیزیں ضائع ہو جاتی ہیں:** جناب ابو عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چار چیزیں ضائع ہو جاتی ہیں (۱) شوریدہ زمین میں تخم ڈالنا (۲) چاندنی رات میں چراغ جلانا (۳) سیر ہونے (پیٹ بھر اہونے) کے باوجود کھانا (۴) نااہل سے نیکی کرنا۔

رسول اللہؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے وصیت کی کہ چار چیزیں بے کار جاتی ہے۔ شکم سیر ہونے کے باوجود کھانا، چاند کے ہوتے ہوئے چراغ جلانا، شوریدہ زمین میں تخم ڈالنا اور نااہل سے نیکی کرنا۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ چار چیزیں بے کار جاتی ہیں۔(۱) بے وفا سے دوستی (۲) ناشکرے سے نیکی (۳) اس کو نصیحت کرنا جو اس کو اہمیت نہ دے (۴) کوئی راز اس کے سپرد کرنا جو راز نہ رکھ سکتا ہو۔

(۱۲۹) **مسلمانوں کی چار عیدیں ھیں:** مفضل بن عمر نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) سے عرض کیا کہ مسلمانوں کی کتنی عیدیں ہیں؟ (آپؑ نے) فرمایا: چار عیدیں۔ میں نے عرض کیا: دو عیدیں میں جانتا ہوں (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) اور جمعہ کو بھی۔ (آپؑ نے) فرمایا سب سے بڑی اور اشرف عید ۱۸ ذوالحجہ کی عید ہے۔ اس روز رسول اللہؐ نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو پاؤں کے بل کھڑا کر کے اپنا جانشین بنایا تھا۔ عرض کیا: ہم اس روز کیا کام کریں؟ (آپؑ نے) فرمایا: اس روز اللہ تعالیٰ کے شکرانے کا روزہ رکھو۔ اس کی حمد وثناء کرو۔ اللہ تعالیٰ اس بات کا حقدار ہے کہ اس کا ہر وقت شکر کرو۔ انبیاءؑ نے اپنے اوصیاءؑ کو کہا تھا کہ جس روز وصی کو جانشین بنایا گیا اس روز روزہ رکھیں، اس دن کو عید کا دن قرار دیں۔ اس دن کا روزہ ساٹھ سال کے عمل سے بہتر ہے۔

(۱۳۰) **پروردگار عالم نے کہا کہ چار پرندے پکڑو اور ان کو خود ذبح کرو :** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے اس آیت **"فخذاربعة من الطير فصر هن اليک ثم اجعل علی کل جبل منهن جزء۔،،** (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۶۰) چار پرندے پکڑو۔ خود ذبح کر کے ہر پہاڑ پر ان کا ایک جزو رکھو (آپؑ نے) فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے ہدہد۔ الو۔ مور اور کوے کو پکڑ کر ذبح کیا پھر ان کے سر الگ کر دیئے۔ ان کے پر، گوشت اور ہڈیوں کو ھاون دستے میں ڈال کر خوب کوٹا پھر اچھی طرح ملا دیا۔ اس کے دس حصے کر کے پہاڑوں پر رکھ دیا۔ اپنے پاس پانی اور دانہ رکھ لیے۔ ان سب کی چونچیں اپنی انگلیوں میں لے کر بیٹھے۔ پھر ان کو آواز دی کہ جلدی آؤ۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے گوشت، پر اور ہڈیاں ادھر ادھر اڑنے لگیں۔ پہلے کی طرح ان کے جسم ہو گئے۔ ان کے جسم ان کی گردن سے مل گئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان کی چونچیں چھوڑ دیں۔ انہوں نے پانی پینا اور دانہ چگنا شروع کر دیا۔ پھر کہنے لگے: اے اللہ کے نبی آپ نے ہمیں زندہ کیا اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ رکھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا: نہیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندہ کیا ہے اور وہی تمہیں مارے گا۔ امامؑ نے فرمایا: یہ اس آیت کی ظاہری تفسیر ہے۔ باطنی تفسیر یہ ہے کہ چار اشخاص کہ جو کلام کو برداشت کر سکیں ان میں اپنا علم ودیعت کر دو۔ پھر دنیا میں چاروں طرف ان لوگوں کو عوام الناس پر حجت خدا بنا کر بھیج دو۔ جب ان کو بلانا چاہو اسم اعظم کے ساتھ بلاؤ۔ اللہ کے حکم سے وہ دوڑتے ہوئے تیرے پاس چلے آئیں گے۔ کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ بات ہے کہ دونوں باتوں میں ایک درمیانی راہ ہے۔ روایت ہے کہ جن پرندوں کو پکڑنے کا حکم دیا گیا تھا وہ پرندے مور، گدھ، مرغ اور بطخ تھے۔ میں نے محمد بن عبداللہ بن طیفور سے ابراہیمؑ کے قول کے بارے میں کہتے ہوئے سنا کہ اے پالنے والے تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ میرے ایک نیک بندے سے جا کر ملو آپؑ اس سے ملے۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا دنیا میں ایک بندہ ہے جس کا نام ابراہیم ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے دوست بنایا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ اس کی کیا علامات ہیں۔ اس نے کہا کہ اس کے لئے مردے زندہ ہوں گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے سمجھا اس سے مراد وہ خود ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ کیا میرے لئے مُردے زندہ کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تجھ پر ایمان نہیں ہے (حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ) ایمان تو ہے مگر اپنے دل کا اطمینان چاہتا ہوں۔ یعنی یہ اطمینان کہ میں ہی خلیل ہوں جس کے لئے مردے زندہ کیے جائیں گے۔ [illegible]

انبیاء کی طرح معجزہ مانگنا چاہتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالی سے سوال کیا کہ ان کے لئے مُردہ کیسے زندہ کیا جائے گا۔ اللہ تعالی نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ اس کام کے لئے ایک زندہ کو مارو تا کہ کام برابر ہو جائے۔ حضرت اسماعیل کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالی نے حضرت ابرہیمؑ کو حکم دیا کہ چار پرندے مور، گدھ، مرغ اور بطخ کو ذبح کریں۔ مور سے مراد زینت دنیا۔ گدھ سے مراد لمبی لمبی آرزوئیں۔ بطخ سے مراد لالچ اور مرغ سے مراد شہوت ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا اگر تو پسند کرتا ہے کہ دل زندہ رہے اور میرے ساتھ مطمئن رہے تو چار چیزوں سے کنارہ کش رہو۔ اگر یہ چار چیزیں تجھ میں موجود رہیں تو تیرا دل مجھ سے مطمئن نہیں ہوگا۔ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالی حضرت ابراہیمؑ کے دل سے واقف تھا (آنجنابؑ نے) فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ مجھے دکھلا تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ ظاہراً اس بات سے حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے کہ اُن کو یقین نہیں تھا۔ اللہ تعالی نے اُن سے پوچھا تھا کہ کیا تو ایمان نہیں لایا۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا۔ ہاں ایمان لایا ہوں۔ اس جواب سے حضرت ابراہیمؑ سے تہمت دور اور شک کی نفی ہوگئی۔

(۱۳۱) **اللہ تعالی اس کو دشمن رکھتا ہے جس میں یہ چار باتیں ہیں:** رسول نے فرمایا کہ اللہ تعالی ایسے شخص کو دشمن رکھتا ہے جس میں یہ چار باتیں ہوں (۱) بے ہودہ (۲) بدزبان (۳) سائل (ہر ایک سے سوال کرنے والا) (۴) قسم کھانے والا۔

﴿پانچواں باب﴾

(۱) **پانچ چیزیں میزان عمل میں بہت بھاری ھیں:** ابوسالم راعی نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ کوفرماتے ہوئے سنا کہ پانچ چیزیں میزان عمل میں بہت بھاری ہیں۔ **سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر** ۔ مسلمان کا نیک لڑکا مرجائے وہ صبر کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا طالب ہو۔

(۲) **اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء میں سے ایک نبی کو پانچ مختلف چیزوں میں سے ایک چیز کے لئے حکم دیا:** ابوصلت عبدالسلام ہروی نے کہا کہ میں نے علیؑ بن موسیٰ رضا (علیہ السلام) کوفرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نبی کو وحی کی کہ جب تجھے پہلی چیز ملے تو اس کو کھالینا۔ دوسری چیز کو چھپا دینا۔ تیسری چیز کو قبول کرلینا۔ چوتھی چیز کو مایوس نہ کرنا۔ اور پانچویں چیز سے بھاگ جانا۔ فرمایا جب صبح کو چلے تو سب سے پہلے ایک بہت بڑا کالا پہاڑ ملا۔ وہ ٹھہر گئے اور دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے کھانے کا حکم دیا ہے۔ حیران وپریشان تھے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا تھا کہ جس کی طاقت ہو اس کو کھانا۔ پہاڑ کی طرف اس کو کھانے کے لئے چلے۔ جب اس کے قریب پہنچے تو وہ چھوٹا ہو گیا اور ایک لقمہ بن گیا۔ اس کو پاکیزہ چیز پایا۔ اس کو کھا گئے اور آگے چلے تو ایک سونے کا تھال ملا۔ دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو چھپانے کا حکم دیا ہے۔ گڑھا کھود کر اس پر مٹی ڈال کر چھپا دیا۔ پھر چلے اور مڑ کر دیکھا تو تھال باہر پڑا ہوا تھا۔ کہا میں نے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔ آگے چلے تو دیکھا کہ ایک پرندے کے پیچھے باز لگا ہوا ہے۔ پرندہ اُن کے چاروں طرف چکر لگانے لگا۔ کہا: اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول کرنے کا حکم دیا ہے۔ اپنی آستین کھول دی اور پرندہ آستین کے اندر چلا گیا۔ باز نے کہا: تم نے میرا شکار لے لیا ہے۔ میں کئی روز سے اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کو مایوس نہ کرو چنانچہ اپنی ران سے گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹ کر باز کے سامنے ڈال دیا۔ پھر چلے تو اُن کو بدبودار گوشت ملا۔ جس میں کیڑے پڑے ہوئے تھے۔ (اُنہوں نے دل میں) کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھاگ جانے کا حکم دیا تھا۔ پس واپس آئے۔ خواب میں دیکھا کہ اُن سے کہا جا رہا ہے کہ جو کچھ میں نے تجھے حکم دیا تھا تو نے اس کی تعمیل کی۔ کیا تجھے اس کی حقیقت کا علم ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا: نہیں۔ اُنہیں بتایا گیا کہ پہاڑ سے مراد غیض وغضب ہے۔ جب انسان ناراض ہوتا ہے تو اپنے آپ سے باہر ہو جاتا ہے۔ اور غضب کی زیادتی سے وہ اپنی منزلت بھول جاتا ہے۔ جب اپنے کو قابو کرتا ہے تو اس کی اپنی قدر ومنزلت معلوم ہوتی ہے اس کا غصہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس کا اختتام پاکیزہ لقمہ کی طرح ہوتا ہے جس کو تم نے کھایا تھا۔ تھال سے مراد نیک عمل ہے جب بندہ اسے چھپاتا ہے تو اللہ اسے ظاہر کرتا ہے اور اس سے بندے کو مزین کرتا ہے۔ پرندے سے مراد آدمی تھا جو نصیحت لے کر تیرے پاس آیا تھا تاکہ تو اس کی نصیحت قبول کرے۔ باز سے مراد آدمی تھا وہ حاجت لے کر آیا تھا۔ تو نے اسے مایوس نہیں کیا۔ بدبودار گوشت غیبت تھی اس سے بھاگنا چاہئے۔

(۳) **کنگھی میں پانچ خصوصیات ھیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفرصادقؑ) نے اللہ تعالیٰ کے اس قول **خذوا زینتکم عند کل مسجد** (سورۃ اعراف آیت ۳۱) ہر نماز کے وقت زینت کرو کی تفسیر میں فرمایا اس سے مراد کنگھی کرنا ہے۔ کنگھی کرنے سے (۱) روزی ملتی ہے (۲) بالوں کو خوبصورت بناتی ہے (۳) حاجت پوری ہوتی ہے (۴) مادہ تولید زیادہ کرتی ہے (۵) بلغم کو ختم کرتی ہے۔ رسول اللہؐ کی عادت تھی کہ

داڑھی کے نیچے چالیس بار اوراوپر سات مرتبہ کنگھی کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ کنگھی کرنے سے عقل بڑھتی ہے۔اور بلغم ختم ہوتا ہے۔

(۴) **مومن کی پانچ علامات ھیں:** طاؤس بن یمان نے کہا کہ میں نے علی بن حسینؑ (امام زین العابدینؑ) کوفرماتے ہوئے سنا کہ مومن کی پانچ علامات ہیں۔عرض کیا کہ وہ کون سی ہیں اے فرزند رسولؐ؟۔(آپؑ نے) فرمایا کہ (۱) لوگوں سے پرہیز کرنا (۲) تنگی میں صدقہ دینا (۳) مصیبت میں صبر کرنا (۴) غصہ کے وقت برداشت سے کام لینا (۵) ڈر اور خوف کے وقت سچ بولنا۔

(۵) **پانچ باتیں محال ھیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ پانچ باتیں آدمیوں میں محال ہیں (۱) حسد کرنے والے کا نصیحت کرنا (۲) دشمن کی مہربانی (۳) بدکار کا احترام (۴) عورت کا وفا کرنا (۵) فقیر کا رعب اور دبدبہ۔

(۶) **پانچ نمازیں پچاس شمار ھوں گی:** انس کا بیان ہے کہ جب رسول اللہؐ معراج پر تشریف لے گئے تو دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔کم ہوکر پانچ رہ گئیں۔اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ پر وحی کی کہ پانچ نمازیں پچاس نمازوں کے برابر ہوں گی۔

(۷) **اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پانچ کلمات القاء کیے:** ابن عباسؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا کہ حضرت آدمؑ نے اللہ تعالیٰ سے کون سے کلمات یاد کیے جن کی وجہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔(آپؐ نے) فرمایا کہ حضرت آدمؑ نے (۱) محمدؐ (۲) علیؑ (۳) فاطمہؑ (۴) حسنؑ (۵) حسینؑ کا واسطہ دے کر سوال کیا تو پروردگار نے ان کی توبہ قبول کی۔

(۸) **پانچ عادتوں کی وجہ سے برص کا مرض پیدا ھوتا ھے:** ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ پانچ باتوں سے برص کا مرض پیدا ہوتا ہے۔(۱) روز جمعہ اور چہارشنبہ نورہ لگانا (۲) سورج کی شعاعوں سے گرم کیے ہوئے پانی سے نہانا یا وضو کرنا (۳) جنابت کی حالت میں کھانا کھانا (۴) ایام حیض میں عورت سے جماع کرنا (۵) سیر ہوکر کھانا کھانے کے بعد پھر کھانا۔

(۹) **حضرت امام جعفر صادقؑ کا قول ھے کہ پانچ چیزیں ایسی ھیں جیسا کہ میں کھتا ھوں:** جناب صادق (امام جعفرؑ) نے فرمایا کہ پانچ باتیں ایسی ہیں جیسا کہ میں کہتا ہوں۔(۱) کنجوس کو آرام نہیں (۲) حسد کرنے والے کو خوشی نہیں (۳) بادشاہوں میں وفا نہیں (۴) جھوٹا بہادر نہیں ہوتا (۵) بے وقوف آقا نہیں ہوتا۔

(۱۰) **سر کی پانچ اور جسم کی پانچ سنتیں ھیں:** جناب ابوالحسن موسیٰؑ بن جعفرؑ (امام کاظمؑ) نے فرمایا کہ پانچ سنتیں سر کی ہیں اور پانچ جسم کی ہیں۔سر کی سنتیں یہ ہیں۔(۱) مسواک کرنا (۲) شارب (مونچھ مونڈنا) (۳) بالوں کو اکٹھا کرنا (۴) کلی کرنا (۵) ناک میں پانی ڈالنا۔جسم کی پانچ سنتیں یہ ہیں۔(۱) ختنہ کرنا (۲) گندے بال اتارنا (۳) بغل کے بال مونڈنا (۴) پیشاب کرکے دھونا (۵) پائخانہ کرکے دھونا۔

(۱۱) **نبیؐ کا قول کہ میں پانچ باتوں کو مرتے دم تک نھیں چھوڑوں گا:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں پانچ باتوں کو مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا۔(۱) زمین پر بیٹھ کر غلاموں کے ساتھ کھانا کھانا (۲) ننگے (بغیر زین کے) خچر پر سوار ہونا (۳) بکری کا دودھ اپنے ہاتھ سے دھونا (۴) اونی لباس پہننا (۵) بچوں کو سلام کرنا تاکہ میرے بعد سنت قرار پائے۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں پانچ باتوں کو مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا۔(۱) اونی لباس پہننا (۲) ننگے (بغیر زین کے) خچر پر سوار ہونا (۳) غلاموں کے ساتھ کھانا کھانا (۴) اپنے ہاتھ سے اپنی جوتی ٹھیک کرنا (۵) بچوں کو سلام کرنا تاکہ میرے بعد

سنت قرار پائے۔

(۱۲) **پانچ چیزیں مسافروں کے لئے منحوس ھیں:** سلمان جعفری نے کہا کہ ابوالحسن (امام موسیٰ کاظمؑ) نے فرمایا کہ مسافر کے لئے پانچ چیزیں منحوس ہیں۔ کہ سرراہ آجائیں (۱) کوے کا دائیں طرف آکر آواز دینا (۲) کتے کا دُم مارنا (۳) بھیڑیا مسافر کے سامنے دم کے بل بیٹھ اس کے سامنے چیخ رہا ہو اور تین مرتبہ اپنی آواز کو کم اور زیادہ کیا ہو (۴) ہرن دائیں طرف سے آئے اور بائیں طرف چلا جائے (۵) الو بول رہا ہو (۶) گوری عورت برہنہ حالت میں سامنے آجائے اور دم کٹی گدھی سامنے آجائے۔ جو شخص ان چیزوں سے ڈرے اسے یہ کہنا چاہئے اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس شر سے جو اپنے نفس میں محسوس کرتا ہوں اس سے پناہ دے۔

(شرح: مقصود یہ ہے کہ بدفالی لینا نادانی، فکر کی پستی اور عقیدہ توحید کی کمزوری کے سبب ہے اور اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے اور اس لئے کہ یہ بددلی زائل ہو جائے یاد خدا کرنا چاہئے اور اس کی پناہ لینی چاہئے۔ اس نقطہ کی وضاحت کے لئے فرمایا: خدایا جو شر اپنے نفس میں محسوس کرتا ہوں اس سے پناہ دے۔ تاکہ سمجھ لیا جائے کہ مذکورہ بالا امور زندگی میں کوئی اثر نہیں رکھتے)۔

(۱۳) **رونے والے پانچ ھیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے ارشاد فرمایا کہ رونے والے پانچ ہیں۔ (۱) حضرت آدمؑ (۲) حضرت یعقوبؑ (۳) حضرت یوسفؑ (۴) فاطمہؑ بنت محمدؐ (۵) علیؑ بن حسینؑ (امام زین العابدینؑ)۔

حضرت آدمؑ جنت کی خاطر اس قدر روئے کہ گالوں پر وادی کی طرح نشان پڑ گئے۔ حضرت یعقوبؑ فراق حضرت یوسفؑ میں اس قدر روئے کہ آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ حضرت یعقوبؑ سے ان کے بیٹوں نے کہا اللہ کی قسم آپ ہمیشہ یوسفؑ کی یاد میں اس طرح روتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ بیمار ہو جائیں گے یا ہلاک ہو جائیں گے۔ حضرت یوسفؑ حضرت یعقوبؑ کے فراق میں اس قدر روئے کہ قیدیوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ قیدیوں نے کہا یا تو رات کو روئیں دن کو خاموش رہیں یا دن میں روئیں اور رات کو خاموش رہیں۔ جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام بنت رسول اللہؐ جناب رسول اللہؐ کے فراق میں اس قدر روئیں کہ مدینہ والوں کو اذیت ہوتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ آپؑ کے زیادہ رونے سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ چنانچہ آپؑ دن کے وقت قبرستان شہداء میں تشریف لے جاتیں اور دل کھول کر روتیں۔ پھر واپس آجاتیں۔ علیؑ بن حسینؑ (امام زین العابدینؑ) اپنے والد بزرگوار امام حسین علیہ السلام کے غم میں بیس (۲۰) یا چالیس (۴۰) سال تک روتے رہے۔ جب کھانا آپؑ کے سامنے پیش کیا جاتا تو آپؑ رو پڑتے۔ آپ کے غلام نے عرض کیا آقا مجھے ڈر لگتا ہے کہ آپ ختم ہو جائیں گے۔ (آپؑ نے) فرمایا کہ میں اپنے غم و اندوہ کا اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرتا ہوں۔ میں وہ چیز جانتا ہوں جس کو تم نہیں جانتے۔ جب مجھے فرزندان فاطمہؑ کی قتل گاہ کا خیال آتا ہے تو رونے کی وجہ سے میرے گلے میں اچھو لگ جاتا ہے۔

(۱۴) **پانچ گناھان کبیرہ ھیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی کتاب میں دیکھا ہے کہ گناہان کبیرہ پانچ ہیں۔ (۱) کسی کو اللہ کا شریک قرار دینا (۲) والدین کی نافرمانی کرنا (۳) سوچتے سمجھتے کے بعد سود کھانا (۴) جہاد (جنگ دینی) سے بھاگ جانا (۵) اسلامی مملکت سے کوچ کر کے کسی کفرستان میں رہائش پذیر ہونا۔

عبید بن زیاد نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے گناہان کبیرہ سے آگاہ فرمایئے۔ (آپؑ نے) فرمایا کہ وہ پانچ ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کو دوزخ میں ڈالے گا۔ اللہ بتاتا ہے (۱) یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ آگ کھاتے ہیں۔

عنقریب وہ دوزخ میں جلیں گے (سورۂ النساء آیت ۱۰) (۲) اے ایمان والو جب کافروں سے لڑو تو پشت نہ دکھاؤ (سورۂ انفال آیت ۵) (۳) ایمان والو اللہ سے ڈرو سود کھانا چھوڑ دو (سورۂ بقرہ آیت ۲۷۸) (۴) پاک دامن مومن شوہر دار عورتوں پر زنا کاری کا الزام لگانا (سورۂ نور آیت ۲۳) (۵) کسی دین دار مومن کو جان بوجھ کر قتل کرنا (سورۂ نساء آیت ۹۳)۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کو پانچ تلواریں دے کر بھیجا: حفص بن غیاث نے کہا کہ ایک شخص نے جو ہم میں سے تھا حضرت ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) سے امیرالمومنین (علی ابن ابی طالبؑ) کی جنگوں کے بارے میں دریافت کیا۔ جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو پانچ تلواریں دے کر بھیجا۔ تین تلواریں نیام سے باہر آئیں وہ اس وقت نیام میں جائیں گی جب جنگ ختم ہو جائے گی۔ جنگ اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک سورج مغرب سے نہیں نکلے گا۔ جب سورج مغرب سے نکلے گا تو اس دن تمام لوگ امن میں ہوں گے۔ اگر اس سے پہلے کوئی ایمان نہیں لایا ہوگا، ایمان کے دوران کوئی نیکی نہیں کی ہوگی تو اس وقت ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ ان تین تلواروں میں ایک پیچیدہ ہوگی، دوسری غلاف میں ہوگی اور دوسرے لوگوں پر نکلے گی اس کا حکم بھی ہوگا۔ تین کشیدہ تلواروں میں ایک وہ ہے جو مشرکین عرب پر کشیدہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کردو، ان کو پکڑو اور محاصرہ کرو۔ ان کے لئے ہر کمین گاہ میں بیٹھو۔ اگر وہ توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ ان کو قتل کر دیا جائے گا یا اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ اگر ان کو قتل کیا جائے تو ان کا مال مال غنیمت کے طور پر لے لیا جائے گا۔ ان کے بچے قید کر لیے جائیں گے۔ رسول اللہؐ نے ان کو قید کر لیا تھا۔ آنحضرتؐ کبھی قیدیوں کو معاف کر دیتے تھے کبھی رقم لے کر ان کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔

دوسری تلوار اہل ذمہ پر کھلی (یہ وہ کافر ہیں جو اپنی کتاب رکھتے ہیں مثلاً یہودی، نصاریٰ اور مجوسی) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **قولوا للناس حسنا** (سورہ بقرہ آیت ۸۳) "لوگوں سے اچھی بات کہو" یہ آیت اہل ذمہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ پھر اس آیت کے ذریعہ منسوخ ہوگئی **قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ما حرم اللہ و رسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید و ھم صاغرون** (سورہ توبہ آیت ۲۹) "ان لوگوں سے لڑو جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں لاتے ہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی حرام چیزوں کو حرام نہیں جانتے۔ دین حق اختیار نہیں کرتے ان سے جن کو کتاب دی گئی ہے یہاں تک کہ ذلت کے ساتھ جزیہ دیں"۔ جو لوگ ان میں دار السلام میں رہتے ہیں ان سے جزیہ وصول کیا جائے گا یا قتل کر دیئے جائیں گے۔ جب جزیہ قبول کرلیں گے تو ہمارے لئے انہیں قید کرنا حرام ہوگا۔ ان کا مال ہمارے لئے حرام ہوگا۔ ہمارے لئے ان کی عورتوں سے نکاح کرنا حلال ہوگا۔ اگر وہ لوگ دار الحرب میں مقیم ہیں تو ان کا قید کرنا اور مال لینا ہمارے لئے حلال ہے۔ ان کی عورتوں سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے۔ اگر اسلام قبول کرلیں تو ٹھیک ورنہ ان کو قتل کر دیا جائے گا۔

تیسری تلوار مشرکین عجم پر کھلی۔ وہ ترک، دیلم اور خزر ہیں۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورہ محمدؐ میں فرماتا ہے **فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء** (آیت ۴) "جب کافروں سے مڈبھیڑ ہو تو ان کی گردنیں اڑا دو۔ جب ان کو بے بس کر دو تو سخت باندھ دو۔ اس کے بعد منت پذیر ہوں یا فدیہ دیں اور آزاد ہو جائیں۔ اگر یہ بات ان کے اور اہل اسلام کے مفاد میں ہو جن سے فدیہ قبول نہ کیا جائے ان کو قتل کر دیا جائے"۔ جب تک دار الحرب میں ہیں ان کو قتل کر دیا جائے یا وہ اسلام قبول کرلیں اور جب تک دار الحرب میں رہیں ان کی عورتوں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

اور وہ تلوار جو نیام میں تھی یہ وہ تلوار ہے جو اہل بغاوت و تاویل کے لئے کھلی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینهما فان بغت احد هما علی الا خری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیء الی امر الله (سورہ حجرات آیت ۹) ''اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کی صلح کراؤ۔ اگر ایک دوسرے پر ظلم کریں تو اس سے لڑو جو ظلم کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ کے حکم پر آ جائیں''۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہؐ نے فرمایا: تم میں ایک شخص موجود ہے جو تاویل (قرآن) میرے بعد اس طرح کرے گا جس طرح میں قرآن کی تنزیل پر لڑا ہوں۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ وہ کون شخص ہے؟ (آپؐ نے) فرمایا: خاصف النعل (جوتا سینے والا) یعنی علیؑ (ابن ابی طالبؑ)۔

عمار یاسرؓ نے (جنگ صفین) کے موقع پر کہا کہ میں اس جھنڈے کے نیچے رسول اللہؐ اور آپ کے اہلبیتؑ کے ساتھ تین بار لڑا ہوں۔ اللہ کی قسم اب چوتھی بار لڑ رہا ہوں۔ اللہ کی قسم اگر ہمارے پیچھے سے وار کر کے ہمیں ہجر (یمن کا ایک شہر) تک پہنچا دیں تو بھی ہمیں یقین ہے کہ امیر المومنین (علیؑ ابن ابی طالبؑ) حق پر ہیں اور آپؑ کے مخالف باطل پر قائم ہیں۔ جن لوگوں نے جنگ جمل اور جنگ صفین میں امیر المومنین (علیؑ ابن ابی طالبؑ) سے لڑائی کی تھی آپؑ نے ان کے ساتھ وہی سلوک کیا تھا جو آنحضرتؐ نے فتح مکہ کے موقع پر کفار کے ساتھ کیا تھا۔ رسول اللہؐ نے ان کے بچوں کو قید نہیں کیا تھا۔ فرمایا تھا: جو شخص اپنا دروازہ بند کر دے یا ہتھیار اتار دے یا ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہوگا۔ اسی طرح امیر المومنین (علی ابن ابی طالبؑ) نے جنگ بصرہ کے وقت فرمایا کہ ان کے بچوں کو قید نہ کرو۔ زخمی کو قتل نہ کرو۔ بھاگنے والے کے پیچھے نہ جاؤ۔ جو اپنا دروازہ بند کر دے اور اپنے ہتھیار رکھ دے وہ امن میں ہے۔

غلاف میں رکھی ہوئی وہ تلوار ہے جس سے بدلہ لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے النفس بالنفس (سورہ مائدہ آیت ۴۵) ''جان کے بدلے جان''۔ یہ تلواریں مقتول کے وارثوں کے حوالے کی جائیں۔ اس کا حکم ہماری طرف ہے۔ یہ وہ تلواریں ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نبی کو بھیجتا ہے۔ جو اس سے انکار کرے یا اس کے کسی جز کا انکار کرے تو اس نے اس چیز سے انکار کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے محمدؐ پر نازل کیا۔

(١٦) **دوستی کی پانچ شرائط ھیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ دوستی کے لئے پانچ شرائط ہیں۔ جس میں وہ شرطیں نہیں ہوں گی وہ کمال شرائط دوستی پر پورا نہیں اترے گا۔ (١) ظاہر اور باطن میں تیرا ہو (٢) تیری آراستگی کو اپنی آراستگی سمجھے، تیرے عیب کو اپنا عیب سمجھے (٣) مال اور منصب اس کو منحرف نہ کر دے (۴) جو کچھ تجھے دے سکتا ہے اس سے دریغ نہ کرے (۵) تیری تکلیف میں تجھے نہ چھوڑے۔

(١٧) **نور کی پانچ موجوں میں مومن رھتا ھے:** علیؑ (ابن ابی طالبؑ) نے فرمایا کہ مومن نور کی پانچ موجوں میں رہتا ہے۔ (١) مومن کا آنا نور ہے (٢) اس کا جانا نور ہے (٣) اس کی دانش نور ہے (۴) اس کا کلام نور ہے (۵) قیامت میں اس کا نظارہ نور ہے۔

(١٨) **اسلام کے پانچ بنیادی ستون ھیں:** ابوجعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ اسلام کے پانچ بنیادی ستون ہیں (١) نماز پڑھنا (٢) زکوٰۃ ادا کرنا (٣) حج ادا کرنا (۴) ماہ رمضان میں روزے رکھنا (۵) ہم اہل بیت سے محبت رکھنا۔ چار چیزوں میں کمی ہے مگر اہلبیت کی محبت میں کمی نہیں ہے۔ جس کے پاس مال نہیں ہے اس پر زکوٰۃ نہیں۔ جس کے پاس مال نہ ہو حج نہیں۔ جو بیمار ہو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ ماہ رمضان کے روزے کو افطار کر سکتا۔ ہم اہلبیت کی محبت رکھنا ہر حال میں لازم ہے۔

(١٩) **مکہ کے پانچ نام ھیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ مکہ کے پانچ نام ہیں (١) ام القریٰ (٢) مکہ

(۳) بکہ (۴) بساسہ یعنی جب لوگ مکہ میں رہ کر ظلم کرتے ہیں تو ان کو نکال کر ہلاک کر دیتا ہے، جب اس میں رہتے ہیں تو ان پر رحم کیا جاتا ہے۔
(اصل کتاب میں پانچواں نام درج نہیں کیا گیا)۔

(۲۰) **اللہ تعالیٰ نے بندوں پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ھیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر افضل اوقات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ نماز کے بعد دعا مانگنا واجب ہے۔

(۲۱) **نبی ؐ کا مذاق اڑانے والے پانچ آدمی:** ابان بن احمر اس حدیث کو آگے لے جا کر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ؐ کا مذاق اڑانے والے پانچ افراد تھے۔ (۱) ولید بن مغیرہ مخزومی (۲) عاص بن وائل سہمی (۳) اسود ابن عبد یغوث زہری (۴) اسود ابن مطلب (۵) حرث بن طلاطلہ ثقفی۔

شام کے ایک دانشمند یہودی نے امیر المومنین (حضرت علی علیہ السلام) سے (چند) مسائل پوچھے۔ حضرت نے ان کے جوابات دیئے۔ ایک جواب یہ تھا کہ رسول اللہ کے مذاق اڑانے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا کفیناک المستھزئین (سورہ حجرات آیت ۹۵) ''ہم مذاق اڑانے والوں کے شر سے تم کو دور رکھیں گے''۔ اللہ نے (ان) سب کو ایک دن میں بغیر قاتل کے قتل کر دیا۔ ولید بن مغیرہ ایک راستے پر جا رہا تھا کہ بنوخزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے گزرا جو راستے کے درمیان تیر تانے ہوئے بیٹھا تھا کہ اس نے تیر چھوڑ دیا۔ تیر اس (ولید بن مغیرہ) کی رگ پر لگا اور لہولہان کر دیا۔ خون بند نہ ہو سکا اور وہ اسی حالت میں مر گیا۔ وہ فریاد کرتا تھا کہ مجھے محمدؐ کے رب نے قتل کر دیا۔

عاص ابن وائل سہمی کا قصہ یوں ہے کہ کام کے لئے جا رہا تھا۔ زمین سخت (پتھریلی) تھی۔ کہ اوپر سے پتھر اس پر گرا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور وہ مر گیا۔ وہ کہتا تھا: مجھے محمدؐ کے رب نے قتل کر دیا۔

اسود بن عبد یغوث کا حشر یہ ہوا کہ وہ اپنے بیٹے زمعہ کے استقبال کے لئے جا رہا تھا۔ اس کا غلام اس کے ساتھ تھا۔ (وہ) ایک درخت کے سایہ میں آرام کر رہا تھا جو پہاڑ کے دامن میں تھا۔ کہ جبرئیلؑ اس کا سر درخت سے ٹکرانے لگے۔ اس نے نوکر سے کہا: مجھے بچاؤ۔ اس نے کہا: مجھے تیرے سوا کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ تم خود اپنے سر کو درخت سے ٹکرا رہے ہو اور اس طرح جبرئیلؑ نے اسے قتل کر دیا۔ مؤلف کتاب نے کہا کہ ایک اور خبر (حدیث) میں آیا ہے کہ اسود کے بارے میں ایک اور قول ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نبی اکرمؐ نے اس کے بارے میں بددعا کی تھی کہ وہ اندھا ہو جائے اور اس کو داغ فرزند ملے۔ ایک روز وہ (اسود) جا رہا تھا کہ جبرئیلؑ نے سبز پتہ اس کی آنکھ پر مارا اور اللہ نے اس کی آنکھ کو بے نور کر دیا۔ اسی حالت میں جنگ بدر کا دن آیا۔ اس میں اس کے بیٹے (کی موت کا) داغ دل میں لے کر مر گیا۔

حرث بن طلاطلہ گرم ہوا میں گھر سے نکلا اس گرمی نے اس کی شکل کو حبشی کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ جب گھر آیا اور کہا میں حرث ہوں تو گھر والے اس پر غضبناک ہوئے اور اسے قتل کر دیا۔ اس نے (بھی) کہا: مجھے محمدؐ کے رب نے قتل کر دیا۔

اسود ابن مطلب کا قصہ کچھ یوں ہے کہ اس نے نمکین مچھلی کھائی۔ اس سے سخت پیاس میں مبتلا ہوا۔ بار بار پانی پیتا تھا لیکن پیاس نہیں بجھتی تھی۔ حتیٰ کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔ وہ کہتا تھا کہ مجھے محمدؐ کے رب نے قتل کیا ہے۔ یہ سب ایک ہی وقت کے واقعات ہیں۔ اس واقعہ کی بناء پر (مشرکین مکہ) رسول اللہؐ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے: اگر ظہر تک تم اپنے (اس) عمل سے باز آ گئے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم تم کو قتل کر دیں گے۔ رسول اللہ اپنے گھر تشریف لائے۔ دروازہ بند کیا اور بہت مغموم حالت میں بیٹھ گئے۔ اسی وقت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور کہا اے محمدؐ

خدا آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ اپنا کام مکمل کر کریں اور کوئی خوف نہ کریں۔ اپنا مقصد اہل مکہ کے سامنے پیش کریں۔ ان کو دعوت اسلام دیں۔ اور مشرکین سے منہ موڑ لیں۔ آنحضرتؐ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میں مشرکین مکہ کے ساتھ کیا کروں؟ اس وقت وہ میرے پاس آئے تھے اور مجھے دھمکاتے تھے کہ تجھے قتل کر دیں گے۔ جبرئیل نے کہا: ہم آپ کی حفاظت کریں گے۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے کھلم کھلا دعوت اسلام دی۔ حدیث طویل ہے۔ ضرورت کے مطابق اس کو نقل کیا ہے۔ پوری حدیث کو کتاب نبوت کے جز چہارم میں نقل کیا ہے۔

(۲۲) **نماز میت میں پانچ تکبیریں ہیں:** ابوبکر حضرمی حضرت ابوجعفر (امام محمد باقرؑ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے مجھ سے فرمایا نماز میت میں کتنی تکبیریں ہیں؟ (میں نے) عرض کیا: مجھے علم نہیں۔ (آپ نے) فرمایا: پانچ تکبیریں ہیں۔ (پھر پوچھا) پانچ کا علم کہاں سے ہوا؟ عرض کیا: مجھے علم نہیں۔ (تو آپ نے) فرمایا: پانچ نمازوں سے ایک ایک تکبیر لی گئی ہے۔

سفیان ابن سمط نے کہا کہ ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا: آدمؑ بیمار ہو گئے، میوے کی خواہش کی ہبۃ اللہ میوے کی تلاش میں گئے انہیں جبرئیل ملے اور پوچھنے لگے: ہبۃ اللہ کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا: (میرے والد) آدمؑ بیمار ہو گئے ہیں اور انہوں نے میوے کی خواہش کی ہے۔ جبرئیل نے کہا: واپس جاؤ، خدا نے آدمؑ کی روح قبض کر لی ہے، فرشتے غسل دے رہے تھے۔ پھر ہبۃ اللہ کو حکم ہوا کہ آگے بڑھو اور آدمؑ کی نماز جنازہ پڑھو۔ ہبۃ اللہ آگے ہوئے۔ فرشتے پیچھے کھڑے ہوئے۔ خدا نے وحی کی کہ پانچ تکبیریں نماز جنازہ میں پڑھاؤ۔ تلقین پڑھ کر قبر میں دفن کرو۔ قبر کو برابر کرو اور فرمایا اس طرح اپنے مردوں کے ساتھ کرو۔

(۲۳) **خوف کی پانچ اقسام ہیں:** خوف، خشیت، وجل، رہبت اور ہیبت۔ خوف گناہ گار کو ہوتا ہے۔ خشیت دانش مند کو ہوتی ہے۔ وجل وابستگان حق کو ہوتا ہے۔ رہبت عابدین کو ہوتی ہے۔ ہیبت عارفوں کو ہوتی ہے۔

خوف گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ خدا فرماتا ہے **ولمن خاف مقام ربہ جنتان** (سورہ یٰسین آیت ۴۶) کہ ''جو شخص پروردگار کے آگے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے (اور گناہ نہیں کرتا) اس کے لئے دو بہشت ہیں''۔ خشیت یہ ہے کہ خود کو قصوروار قرار دے۔ خدا فرماتا ہے **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء** (سورہ فاطر آیت ۲۸) کہ ''وہ بڑے دانش مند ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں''۔ وجل خدمت کے ترک کرنے کی وجہ سے ہے۔ خدا فرماتا ہے **الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم** (سورہ حج آیت ۳۵) ''جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل (خوف سے) کانپ اٹھتے ہیں''۔ رہبت قصور کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اللہ فرماتا ہے **یدعوننا رغبا و رھبا** (سورہ انبیا آیت ۹۰) ''مجھے شوق و بیم سے بلاتے ہیں''۔ ہیبت شہود حق کی وجہ سے ہوتی ہے جب اللہ کے اسرار عارفوں کے دل پر ظاہر ہوتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے **یحذر کم اللہ نفسہ** (سورہ آل عمران آیت ۳۰) ''خدا تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے''۔ اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ رسول اللہ نماز پڑھتے تو آپؐ کا سینہ دیگ کے جوش کی طرح ہیبت سے جوش مارتا تھا۔

(۲۴) **ایسی پانچ باتیں جنھیں اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں:** جناب ابوجعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ رسول اللہؐ کی خدمت میں قیدی پیش ہوئے اور آپؐ نے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا ان میں سے ایک کو چھوڑ دیا، اس نے عرض کیا: مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جبرئیل نے اللہ کی طرف سے آگاہ کیا ہے تم میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جن کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہے۔ (۱) اپنی عورت کے لئے غیرت (۲) سخاوت (۳) حسن خلق (۴) صدق زبان (۵) بہادری۔ یہ سن کر وہ شخص اسلام لے آیا۔ رسول اللہؐ کے ساتھ [illegible]

شہید ہو گیا۔

(۲۵) **پانچ باتوں سے مال جمع ہوتا ھے:** محمد بن اسماعیل بن بزیع نے کہا کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ مال پانچ باتوں (وجوہات) سے جمع ہوتا ہے۔(۱) بخل شدید (۲) آرزوئے طویل (۳) حرص غالب (۴) قطع رحم اور (۵) دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا۔

(۲۶) **پانچ حج کا ثواب:** ابوبکر حضرمی نے کہا کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) سے پوچھا کہ پانچ بار حج کرنے کا ثواب کیا ہے؟ (آپ نے) فرمایا خدا اس کو ہرگز عذاب نہیں دے گا۔

(۲۷) **پروردگار عالم سے پانچ افراد قیامت کے روز حجت طلب کریں گے:** جناب ابی جعفر (امام محمد باقر ؑ) نے فرمایا کہ قیامت کے دن پروردگار عالم سے پانچ اشخاص حجت طلب کریں گے۔ایک وہ لڑکا جو دو نبیوں کے زمانے کے درمیان مر گیا اور اس پر اتمام حجت نہیں ہوئی تھی۔ وہ جس نے نبی کا زمانہ تو پایا لیکن عاقل (بالغ) نہیں تھا۔ گناہ گار اور بے بہرہ لوگ قیامت کے روز خدا سے حجت طلب کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پاس نبی بھیجے گا۔ نبی ان کے لئے آگ جلائے گا اور کہے گا کہ تمہارا رب حکم دیتا ہے کہ آگ میں کود جاؤ۔ جو کود جائے گا آگ اس پر ٹھنڈی اور سلامت ہو جائے گی۔ جو نہیں کودے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔

کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ بعض اصحاب کلام اس حدیث کی صحت سے انکار کرتے ہیں کہ دار الجزا میں تکلیف نہیں ہے۔ دار الجزا میں مومنین کے لئے جنت اور کافروں کے لئے دوزخ ہے، یہ تکلیف ہے جو پروردگار عالم دے رہا ہے جنت اور دوزخ میں نہیں ہے۔ اس لئے ان لوگوں کو دار الجزا میں مکلف نہیں کیا۔ تکلیف کے بعد ان کو اس جگہ لے جائے گا جس کے وہ حق دار ہیں اس لئے اس حدیث کے انکار کو کوئی جواز نہیں ہے۔ ولا قوة الا بالله.

(۲۸) **گوسفند کی پانچ چیزیں کھانا مکروہ ھیں:** حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے جناب رسول خدا ؐ نے فرمایا کہ گوسفند کی پانچ چیزیں کھانا ٹھیک نہیں ہے۔(۱) تلی (۲) قضیب (آلۂ تناسل) (۳) خصیے (۴) فرج (۵) دل کے دونوں گوشے۔

(۲۹) **جس شخص میں پانچ باتوں میں سے ایک بھی نہ ھو اس کی باتیں قابل توجہ نہیں ھوتیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ جس شخص میں پانچ باتوں میں سے کوئی بھی نہ تو اس میں زیادہ باتوں کا فائدہ نہیں۔(۱) وفاداری (۲) تدبیر (۳) شرم وحیا (۴) خوش خلقی (۵) آزادی جو ان سب کی جامع ہے۔(آپ نے) فرمایا پانچ باتیں ہیں۔ اگر ان میں سے ایک بھی نہ ہو تو اس شخص کی زندگی ہمیشہ ناقص رہے گی، عقل نابود اور دل پریشان رہے گا۔(۱) تندرستی (۲) امن (۳) وسعت رزق (۴) موافق دوست۔ پوچھا موافق دوست کون ہے؟ فرمایا: نیک عورت، نیک اولاد اور اچھا معاشرہ اور (۵) تمام صفات کی جامع آسودگی۔

(شرح: ان دونوں روایات میں چھٹے امام نے اس مختصر سی عبارت میں تمام اخلاقی احکام وقوانین اور اجتماعی وخاندانی سیاست (سیاست بمعنی احکامات) کا خلاصہ پیش کر دیا ہے اور انسانی دنیا کی وہ گمشدہ شے جس کی تلاش میں ہزار ہا سال سے بنی نوع انسان سرگرداں ہے اور اپنی پوری قوتوں کو اس کی تلاش میں استعمال کر رہی ہے لیکن اس تلاش کا سلسلہ ہنوز جاری ہے وہ گمشدہ شے کیا ہے؟

آزادی وآسائش (سکون وچین)

اگر آج آپ ساری دنیا کا چکر لگا لیں اور تمام بڑی بڑی انجمنوں تک رسائی کر لیں اور ان مفکرین کی آرزوؤں اور تمناؤں کو ڈھونڈیں تو یقین

مانئے کہ سب کے سب انہی دوچیزوں کے لئے تگ ودو کر رہے ہیں اور ان ہی دو چیزوں کے پیاسے ہیں۔

آزادی وآسائش

آج عالم انسانیت میں طرح طرح کے ادارے، بڑے دھوم دھڑکوں اور شور وغوغا اور بلند وبانگ دعووں کے ساتھ وجود میں آرہے ہیں جیسے سائیکوجی، روحانی سائیکوجی، اخلاقیات، علم سیاست، بین الاقوامی قوانین کا علم، حفظان صحت وتندرستی کا علم، وغیرہ وغیرہ اگر پوچھو کہ ممی اداروں، کالجوں، یونیورسٹیوں کی یہ ریل پیل بھلا کس لئے ہے کیوں اپنے آپ جنجال میں ڈالا ہوا ہے اور آخر تمہیں تلاش کس کی ہے۔ تو جو صحیح ترین جواب ملے گا وہ یہ ہے کہ سب دھندے دو چیزوں کی خاطر ہیں۔

آزادی وآسائش

یہ ساری پارٹیاں، انجمنیں جو دنیا میں پیدا ہو رہی ہیں اور جن میں سے ہر ایک میں ہزاروں کارکن، وزیر، سیکریٹری منتظم افراد برسر کار ہیں اور مٹھی بھر عوام کے سر پر سوار ہیں اگر ان سے کہو کہ جناب بس بھی کریں آپ کو حیا نہیں آتی۔ آپ کیوں لوگوں کو تنگ کر رہے ہیں جاؤ اپنا راستہ لو۔ تو بڑے غضبناک انداز میں وہ آپ سے کہیں گے کہ ہم عوام کی بھلائی کی خاطر کام کر رہے ہیں تاکہ یہ دو گوہر نایاب میسر آجائیں۔

آزادی وآسائش

اب ہم حضرت صادق آل محمد علیہ السلام امام ششم کی زبان میں ساری دنیا سے یہ کہتے ہیں کہ اے بیچارے، بدعقل سیاستدانو! تم سب غافل ہو وہ آزادی وآسائش جو تم ڈھونڈ رہے ہو وہ تو ان مختصر سے سنہرے فقروں میں پوشیدہ ہے۔ آؤ یہ چند مختصر کلمے گوش گزار کرو۔ آزادی یہ ہے۔

آپس میں ایک دوسرے سے وفا کرو، جو تمہاری ذمہ داری ہے اس میں حسن تدبیر سے کام لیکر اس کو بخوبی انجام دو اور جو تمہاری باطنی آواز ہے اس سے حیا کرو کہ جو تمہارے قلب کی پکار ہے وہ تمہاری رہنمائی کر رہی ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کو ترک نہ کرو اور دوسروں کو بھی اپنے جیسا ہی سمجھو۔ اپنی صحت وتندرستی کا خیال رکھو۔ امن وامان قائم کرو۔ کسی کو ستاؤ نہیں۔ اور کسی کے ساتھ ارادہ بد نہ کرو تا کہ سکون وچین برقرار رہے۔ عام اقتصادی وسائل سے کام لو تا کہ تمام دنیا میں فراخی وآسودگی وارزانی (سستا ہونا) کا دور دورہ ہو۔ اور سب کو وسعت رزق حاصل ہو اپنے گھروں اور تعلیم کی اصلاح کرو تا کہ لڑکیاں اور بچے نیک وصالح تربیت پائیں اور بڑے ہو کر تمہارے ساتھ امور زندگی اور محافل وغیرہ میں شرکت کریں اور کارآمد انسان ثابت ہوں۔ یہ ہیں فرد ومعاشرہ کے لئے وسائل آزادی وآسائش۔ اگر یہ چیزیں انسانی زندگی کی بنیاد نہ قرار پائیں گی تو تم ہوگز آزادی وآسائش کی صورت نہ دیکھ سکو گے۔

(۳۰) **پانچ باتوں کے نقص سے نماز کا اعادہ ہوتا ہے:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ پانچ باتوں کی وجہ سے نماز کا اعادہ ہوتا ہے۔ (۱) طہارت میں نقص (۲) وقت میں نقص (۳) قبلہ میں نقص (۴) رکوع میں نقص (۵) سجود میں نقص۔ (آپ نے) فرمایا قراءت سنت ہے۔ تشہد سنت ہے، تکبیر سنت ہے۔ رسول اللہؐ کی سنت فریضہ کو نہیں توڑتی۔

(شرح: یہ روایت نماز میں خلل یا کمی واقع ہو جانے کے موضوع پر ایک بڑا شاہکار ہے اور فقہاء اس سے بہت سے قواعد نکالتے ہیں جن کو ہم مختصراً بیان کر رہے ہیں۔)

۱۔ شرائط ومقدمات نماز جو کل چھ ہیں نماز میں داخلی اجزاء کے ساتھ جو ہیں دو قسم کے بنتے ہیں۔ ان کی ایک قسم تو وہ ہے جو قرآن مجید میں

بیان ہوئی ہے ان کو تو فریضہ کہتے ہیں اور دوسری قسم وہ جس کا پیغمبرؐ نے حکم دیا اور ان کو سنت کہتے ہیں یعنی پیغمبر اسلامؐ کا طریقہ کار۔

۲۔ جو قرآنی فریضہ ہیں وہ تو عمارت نماز کی گویا بنیاد ہیں اور وہ کسی عذر کی بناء پر بھی نظرانداز نہیں کی جاسکتیں۔ اور اگر بھول یا لاعلمی کی وجہ سے سنت کا خیال نہ رکھا گیا تو جونہی انسان اس کی طرف متوجہ ہو تو چاہئے کہ اس کی تلافی کرے اور نماز کو نئے سرے سے پڑھے لیکن جن کو پیغمبرؐ نے لازمی قرار دیا ہے وہ عمارت نماز کا رکن اور جز نہیں ہیں بلکہ آداب نماز میں شمار ہوتا ہے اور وہ جب یاد آجائیں تو اس کی رعایت کرنی چاہئے اور ان کو عملاً ترک نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر غفلت یا نادانی کی وجہ سے ترک ہو جائیں تو نماز کو باطل نہیں کرتیں۔

۳۔ نماز کی تین عدد شرائط اور مقدمات نماز کہ جن کا مطلب طہارت (غسل، وضو، تیمم) اور پانچوں نماز کے اوقات اور قبلہ ہیں اور دو عدد نماز کے داخلی اجزاء جو رکوع و سجود ہیں ان کا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے اور وہ فریضہ ہیں لیکن قرأت حمد و سورہ، تشہد، تکبیر یہ سنت اور حکم پیغمبرؐ ہیں اور رکن نماز نہیں ہیں۔

۴۔ اگر قرأت فراموش ہوگئی اور نماز پڑھنے والا رکوع میں چلا گیا اور پھر اس کو یاد آیا یا تشہد فراموش کر دی اور رکعت سوئم (۳) کے رکوع کے بعد یاد آیا تو تشہد کا وقت گزر چکا ہے نماز کو تمام کرنا چاہئے، اور یہ نہیں ہو سکتا کہ رکوع یا سجدہ کو توڑ کر اس (تشہد) کا تدارک کیا جائے۔

۵۔ یہاں پر طہور سے مراد وضو، اور غسل و تیمم ہیں نہ کہ نجاست سے طہارت جو نماز کی غیر رکنی شرائط سے ہے۔ اس حدیث کی یہ مختصر تشریح ہے اور اس کی بہت سی فروعات و تفصیلات ہیں جو ہم نے فارسی فقہ کی کتاب میں ان کے مدارک[۱] کے ساتھ ذکر کی ہیں۔

۱۔ مدارک جہاں سے وہ لی گئی ہیں۔

(۳۱) **بندوں میں پانچ باتوں سے کم تقسیم نہیں ہوئی:** ابو عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ بندوں میں پانچ باتوں سے کم تقسیم نہیں ہوئی۔ (۱) یقین (۲) قناعت (۳) صبر (۴) شکر (۵) عقل جو سب کی بات کی تکمیل کرتی ہے۔

(۳۲) **پانچ اشخاص تک شیطان کی رسائی نہیں:** جناب ابو عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ ابلیس نے دعویٰ کیا کہ تمام لوگ میرے قبضہ میں ہیں سوائے ان پانچ آدمیوں کے جنہوں نے (۱) سچے دل سے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا، تمام امور میں اس پر اعتماد کیا (۲) دن اور رات میں جس نے بہت زیادہ اللہ کی تسبیح کی (۳) جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے مومن بھائی کے لئے پسند کرتا ہے (۴) مصیبت کے وقت صبر سے کام لیتا ہے (۵) اللہ تعالیٰ نے جو کچھ دیا ہے اس پر راضی رہتا ہے۔ روزی کا غم نہیں کرتا۔

(۳۳) **تجارت کرنے والا پانچ باتوں سے پرہیز کرے:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ خرید و فروخت کرنے والا۔ پانچ باتوں سے پرہیز کرے ورنہ کاروبار نہ کرے (۱) سود (۲) عیب چھپانا (۳) فروخت کے وقت اپنی چیز کی (بے جا) تعریف کرنا (۵) خریدتے وقت چیز کی برائی کرنا۔

(۳۴) **پانچ چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ھے:** حضرت ابی عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ پانچ باتوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے (۱) کھانے سے (۲) پینے سے (۳) جماع کرنے سے (۴) پانی میں غوطہ لگانے سے (۵) اللہ، رسول اللہؐ اور ائمہ طاہرین سے جھوٹی باتیں منسوب کرنے سے۔

(۳۵) **پانچ چیزیں ھم سے مخصوص ھیں:** حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا پانچ چیزیں ہمارے ساتھ مخصوص ہیں۔ (۱) فصاحت (۲)

زیبائی (۳) بخشش (۴) بزرگواری (۵) عورتوں سے بہرہ وری۔

(۳۶) **پانچ آدمی ایسے ہیں جنہیں آگ کے لئے پیدا کیا گیا:** حضرت ابی عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ پانچ آدمی ایسے ہیں جن کو آگ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔(۱) بے انداز دبلند قامت (۲) کوتاہ قد (۳) ازرق چشم سبزی مائل (۴) زائد الخلقت (۵) ناقص الخلقت۔

(۳۷) **پانچ قسم کے افراد سے ہر حال میں بچنا چاہئیے:** جناب ابوابراہیم (امام موسیٰ کاظمؑ) نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ پانچ قسم کے افراد سے ہر حال میں بچنا چاہئے۔(۱) مجذوم (۲) مبروص (۳) مجنون (پاگل) (۴) ولدالزناء (۵) گنوار (اعرابی)۔

(۳۸) **علم کے پانچ درجات:** جناب جعفر ابن محمدؑ (امام صادقؑ) اپنے پدر بزرگوار امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ جابرؓ نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ علم کیا ہے؟ (حضورؐ نے) فرمایا: ''معلم کے سامنے خاموش بیٹھنا''۔ عرض کیا: اور کیا ہے؟ فرمایا: ''توجہ سے سننا''۔ عرض کیا: اور کیا ہے؟ فرمایا: ''اس کو یاد کر لینا''۔ عرض کیا: اور کیا ہے؟ فرمایا: ''(علم پر) عمل کرنا''۔ عرض کیا: اور کیا ہے؟ فرمایا: ''(اپنے علم کو) دوسروں کو سکھانا'' (نشر و اشاعت کرنا)۔

(۳۹) **پانچ پیشے مکروہ ہیں:** حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفرؑ (امام کاظمؑ) نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہؐ میں نے اپنے فرزند کو کتاب کی تعلیم دی ہے اب اس کو کس کام پر لگاؤں؟ فرمایا: جس کام پر چاہو لگاؤ تمہاری مرضی ہے مگر پانچ کاموں میں نہ لگاؤ۔(۱) کفن فروشی (۲) زرگری (۳) قصابی (۴) گندم فروشی (۵) بندہ فروشی۔ کفن فروش میری امت کی موت چاہتا ہے۔ اور میرے نزدیک میری امت کا ایک نومولود بچہ بھی مجھے اس روئے زمین پر سب سے زیادہ عزیز ہے۔ زرگر میری امت کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ اور قصاب (جانور) ذبح کرتے کرتے بے رحم ہو جاتا ہے۔ اور گندم فروش (گندم کی) ذخیرہ اندوزی کر کے اسے امت کے لئے روک لیتا ہے۔ میرے نزدیک ایک چور کا خدا سے ملاقات کرنا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت ایک ذخیرہ اندوز کے جس نے چالیس روز تک گندم کا ذخیرہ رکھا ہو۔ بندہ فروش (انسانی تاجر) کے بارے میں جبرئیلؑ نے مجھے آگاہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ اے محمدؐ آپ کی امت کے بدترین آدمی وہ ہیں جو انسانوں کو فروخت کرتے ہیں۔

(۴۰) **پانچ آدمی زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ پانچ اشخاص زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہیں۔(۱) اولاد (۲) والدین (۳) بیوی (۴) کنیز یا غلام (۵) زیر کفالت شخص۔

(۴۱) **نماز باجماعت کے لئے کم سے کم پانچ افراد ضروری ہیں:** جناب ابی عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ پانچ آدمیوں سے کم ہونے پر نماز باجماعت نہیں ہوتی۔

(شرح: یہاں مقصود نماز جمعہ ہے جس میں جماعت شرط ہے اور پانچ لوگوں سے کم تعداد میں جس میں سے ایک پیش نماز ہو نماز جمعہ قائم نہیں کی جاسکتی۔ اور ایک اور قول یہ ہے کہ نماز جمعہ میں کم از کم تعداد سات ہے۔)

(۴۲) **دنیا کے پانچ میوے جنت کے میوے ہیں:** جناب ابی عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ دنیا کے پانچ میوے جنت کے میوے ہیں۔(۱) انار املیسی (۲) سیب (۳) بہی (۴) انگور (۵) مشان کی کھجور۔

(۴۳) **رسول اللہؐ نے پانچ چیزوں سے منع فرمایا:** حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہؐ نے مجھے پانچ چیزوں سے منع فرمایا، میں یہ نہیں کہتا کہ تم لوگوں کو بھی منع ہے۔(۱) سونے کی انگوٹھی (۲) جامہ قسی (ریشمی لباس) (۳) جامہ ارغوانی (۴) گہرے سرخ رنگ کا لحاف۔

وزھنا (۵) رکوع کی حالت میں قرآن پڑھنا۔

مؤلف کتاب نے فرمایا جامہ قسی وہ ہے جو مصر سے آتا ہے اس میں ریشم ہوتا ہے۔

(۴۴) **الله تعالی نے پانچ چیزوں سے کسی کو مطلع نہیں کیا:** ابواسامہ نے کہا مجھے حضرت ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا مجھ سے میرے پدر گرامی نے فرمایا کہ تمہیں ان پانچ چیزوں سے آگاہ کروں جن کو اللہ تعالی نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو مطلع نہیں کیا؟ عرض کیا: کیوں نہیں؟ (آپ نے) فرمایا: (۱) قیامت کا علم خدا کے پاس ہے (۲) بارش کہاں ہوگی (۳) وہی جانتا ہے کہ شکم مادر میں کیا ہے؟ (۴) انسان کو معلوم نہیں کہ کل وہ کیا کرے گا (۵) کوئی نہیں جانتا کہ اس کی موت کہاں ہوگی۔ بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

(۴۵) **پانچ باتوں سے مسلمان کے دین کا کمال معلوم ہوتا ہے:** امام علی ابن الحسین (امام زین العابدین) نے فرمایا کہ مسلمان کے دین کا کمال پانچ باتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ (۱) بے ہودہ بات نہ کرنے سے (۲) مجادلہ کم کرنے سے (۳) حلیم (بردبار) ہونے سے (۴) صابر ہونے سے (۵) خوش خلق (صاحب اخلاق) ہونے سے۔

(۴۶) **پانچ چیزوں پر خمس دینا واجب ہے:** عمار بن مروان نے کہا کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ کان اور سمندر سے جو چیزیں نکلیں وہ مال غنیمت ہیں۔ وہ مال جو حرام مال سے مل جائے اور مالک کو حلال وحرام کی شناخت نہ ہو۔ اور خزانوں سے خمس نکالنا واجب ہے۔ عیسیٰ بن عبداللہ علوی اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے اور وہ جعفر بن محمد بن علی (امام جعفر صادق ؑ) سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالی نے ہم پر صدقہ حرام کیا تو خمس ہمارے لئے مقرر کیا۔ صدقہ ہمارے لئے حرام اور خمس ہمارے لئے واجب ہے۔ ہدیہ ہمارے لئے حلال ہے۔ محمد بن ابوعمیر کئی لوگوں سے روایت کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ خمس پانچ چیزوں میں واجب (۱) کان سے (۲) خزانوں سے (۳) دریا سے نکالی ہوئی چیز میں (۴) مال غنیمت میں۔ ابن ابوعمیر پانچویں چیز بھول گیا۔ وہ یہ ہے کہ ایک شخص کو میراث کا مال ملا جس میں مال حرام ملا ہوا تھا۔ مال حرام والوں کو نہیں جانتا اور نہ مال حرام کی مقدار معلوم ہے ایسے مال کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

(۴۷) **پانچ دریائوں کو حضرت جبرئیل ؑ نے اپنے پیروں سے کھودا:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پانچ دریاؤں کو اپنے پیروں سے کھودا۔ پانی کی دھار آپ کے ساتھ چلی گئی۔ (۱) دریائے فرات (۲) دریائے دجلہ (۳) دریائے نیل (۴) دریائے مہران (۵) نہر بلخ۔ جہاں کہیں یہ سیراب کرتے ہیں یا ان سے پانی لیا جاتا ہے۔ دریائے بزرگ جو دنیا کو گھیرے ہوئے ہے۔ وہ ان کے آگے ہے۔

(۴۸) **ایک گائے کی قربانی پانچ افراد کے لئے کافی ہے: بنی اسرائیل کے جن لوگوں کو اللہ نے گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا وہ پانچ تھے:** حسین بن خالد نے کہا کہ میں نے ابوالحسن (امام موسیٰ کاظم ؑ) سے پوچھا کہ اونٹ کی قربانی کتنے لوگوں کے لئے ہوسکتی ہے؟ (آپ نے) فرمایا کہ ایک شخص کے لئے کافی ہے۔ عرض کیا گیا: گائے کتنے لوگوں کے لئے ہوسکتی ہے؟ (آپ نے) فرمایا کہ پانچ آدمیوں کے لئے کافی ہے جو ایک دسترخوان پر اکٹھے کھانا کھاتے ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ اونٹ صرف ایک آدمی کے لئے ہے اور گائے پانچ آدمیوں کے لئے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ (آپ نے) فرمایا کہ اونٹ میں کوئی علت موجود نہیں۔ اور گائے میں علت موجود ہے۔ حضرت موسیٰ ؑ کی قوم میں جن آدمیوں کو گئو سالہ کی پوجا کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ وہ پانچ آدمی تھے۔ ایک گھر کے آدمی تھے اور ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے۔ وہ یہ پانچ آدمی ہیں۔ (۱) اذینوہ

(۲) اس کا بھائی میذ ویہ (۳) اس کا بھتیجا (۴) اس کی دختر (۵) اس کی بیوی۔ یہ لوگ وہ ہیں جن کو گائے ذبح کرنے کا حکم اللہ نے دیا۔ اور انہوں نے گائے کو ذبح کیا۔

کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اسی طرح پہنچی ہے میں نے مضمون پانچ کی وجہ سے اس کو نقل کیا۔ ورنہ اونٹ کی قربانی میں میرا فتوی یہ ہے کہ وہ سات (۷) آدمیوں کے لئے کافی ہے۔ اور گائے بھی سات آدمیوں کے لئے کافی ہے۔ اگر چہ ایک گھرانے سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔ ان احادیث میں اختلاف نہیں ہے۔ جو چیز سات آدمیوں کے لئے کافی ہے وہ ایک کیلئے بھی کافی ہے۔ اور پانچ کے لئے بھی۔ میرا اس حدیث سے یہ مطلب نہیں ہے کہ اونٹ صرف ایک آدمی کے لئے کافی ہے اور گائے صرف پانچ آدمیوں کے لئے۔

(شرح: مقصد یہ ہے کہ یہ روایات نص اور ظاہر ہیں۔ وہ روایت جو یہ کہتی ہے کہ ایک شخص کے لئے ایک اونٹ کی قربانی کافی ہے اس سے ظاہر یہ ہورہا ہے کہ ایک سے زیادہ کے لئے کافی نہیں ہے لیکن سات کے لئے کافی والی روایت نص ہے اور اس ظاہر کے اوپر مقدم ہے جیسا کہ روایت جو کہ کہہ رہی ہے کہ گائے پانچ افراد کی طرف سے کافی ہے اس سے ظاہر ہے کہ ان سے زیادہ کے لئے کافی نہیں۔ اور سات والی روایت نص ہے یا یہ مقصد ہے کہ اس روایت کا زائد کے لئے کافی نہ ہونا کی دلالت عدم کے مفہوم سے ہے اور وہ کوئی حجت نہیں ہے اور اس میں منافات نہیں زائد کے لئے کافی ہونے والی روایت ہے لیکن انصاف یہ ہے کہ قربانی کے اونٹ کے ایک فرد سے زیادہ کے لئے کافی نہ ہونا اس وجہ سے ہے جس کا ذکر ہو چکا اور راوی نے جو پوچھا تھا وہ بہت قوی ہے اور بہتر یہ ہے کہ ان مختلف روایات کو مراتب فضیلت پر محمول کیا جائے کیونکہ اس حکم کا موضوع مستحب قربانی ہے نہ کہ واجب قربانی جو صاحب حیثیت حاجی پر حج تمتع میں واجب ہوتی ہے۔ اور مستحب قربانی میں کئی شریک ہونا صحیح ہے اور سات افراد تک ایک اونٹ کی قربانی میں شامل ہو سکتے ہیں یا پانچ افراد ایک گائے کی قربانی کر سکتے ہیں اور ہاں یہ اگر ایک ہی خاندان کے افراد ہوں تو بہتر ہے اور سب سے اچھی بات تو یہ ہے کہ ہر شخص علیحدہ قربانی کرے۔

(۴۹) **نبی کریم ؐ کو پانچ چیزیں ایسی ملی ھیں جو کسی کو آپ ؐ سے پھلے نھیں ملیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا ہوئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملیں۔ (۱) ساری زمین میرے لئے پاک سجد بنائی گئی۔ (۲) دبدبہ سے دشمن پر غالب ہوا (۳) میرے لئے مال غنیمت حلال ہوا (۴) مجھے جوامع الکلم عطا ہوا (یعنی پُر معنی کلمات) (۵) مجھے سفارش کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

(۵۰) **پروردگار نے محمدؐ اور علیؑ کو پانچ پانچ چیزیں عطا کی ھیں:** ابن عباسؓ نے کہا کہ میں نے نبیؐ سے سنا ہے کہ پروردگار عالم نے مجھے پانچ چیزیں دیں اور علیؑ کو بھی پانچ چیزیں دیں۔ (۱) مجھے جوامع الکلم عطا ہوا۔ علیؑ کو بھی جوامع الکلم عطا ہوا (۲) مجھے نبی بنایا گیا اور علیؑ کو وصی بنایا گیا (۳) مجھے کوثر ملا اور علیؑ کو سلسبیل عطا کیا (۴) مجھے وحی اور علیؑ کو الہام عطا کیا (۵) مجھے معراج کرائی گئی، علیؑ کے لئے آسمانوں کے دروازے اور پردے کھول دیئے گئے۔ جو کچھ میں نے دیکھا وہ علیؑ نے دیکھا۔

حدیث بہت لمبی ہے میں نے ضرورت کے مطابق نقل کیا ہے۔ پوری حدیث کو میں نے کتاب المعراج میں بیان کیا ہے۔

(۵۱) **اللہ تعالیٰ کے لئے حق حیا پانچ عادتوں میں ھے:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے پوری طرح حیا کرو۔ عرض کیا: گیا یا رسول اللہ ہم کیا کریں؟ (آپؐ نے) فرمایا: اگر تم اس پر عمل کرنا چاہتے ہو تو (۱) سوتے وقت موت کو آنکھوں کے سامنے رکھو (۲) اپنے سر کی حفاظت کرو اور جو کچھ اس میں ہے (۳) پیٹ کی حفاظت کرو اور جو کچھ اس میں ڈالا ہے (۴) قبر اور اس کے بوسیدہ ہونے کو یاد رکھو (۵) اور جو آخرت کا

مددگار ہے اس کو دنیا کی زینت چھوڑ دینی چاہئے۔

(۵۲) **پروردگار عالم پانچ افراد کے حق میں رسول اللہؐ کی سفارش قبول کرے گا:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ حضرت جبرئیلؑ نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ پانچ آدمیوں کے حق میں آپؐ کی سفارش منظور کرے گا۔ (۱) اس پیٹ کی جس نے آپؐ کو اٹھایا ہے وہ جناب آمنہ بنت وہب بنت عبدمناف ہیں (۲) آپؐ کے والد کی جو آپؐ کو دنیا میں لائے وہ عبداللہؑ بن عبدالمطلبؑ ہیں (۳) اس دامن کی جس نے آپؐ کی پرورش کی وہ عبدالمطلبؑ بن ہاشم ہیں (۴) اور اس گھر کی جو عبدمنافؑ کے بیٹے

ا۔(صاحب حیثیت حاجی کا مطلب یہ ہے کہ جو معاشی طور پر خوشحال ہو وہ چھوٹے جانور کے بجائے اونٹ جیسے بڑے جانور کی قربانی کرے۔)

عبدالمطلبؑ جن کی کنیت ابوطالبؑ تھی۔ (۵) میرے اس بھائی کے بارے میں جو جاہلیت میں میرا بھائی تھا (آپؐ سے) دریافت کیا گیا کہ رسول اللہؐ یہ کون سا بھائی تھا؟ (آپؐ نے) فرمایا: میں اس سے اور وہ مجھ سے مانوس تھا۔ سخی تھا، لوگوں کو کھانا کھلاتا تھا۔

مؤلف کتاب نے کہا کہ رسول اللہؐ کے اس بھائی اور دوست کا نام جلاس بن علقمہ تھا۔

(۵۳) **رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے پانچ باتوں کی ضمانت دے گا میں اسے جنت کی ضمانت دوں گا:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے پانچ باتوں کی ضمانت دے گا میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ وہ کیا چیزیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اخلاص برائے خدا، خیر خواہی برائے رسول، ترویج قرآن، ترویج دین خدا اور خیر خواہی تمام مسلمانوں کے لئے۔

(۵۴) **قول رسول اللہؐ مجھے علیؑ سے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مجھے علیؑ (ابن ابی طالبؑ) سے پانچ چیزیں دے گئیں۔ (۱) مجھے خاک میں دفن کریں گے (۲) میرا قرض ادا کریں گے (۳) قیامت میں میرا سہارا ہوں گے یہاں تک کہ طویل موقف سے گزر جاؤں گا (۴) میرے حوض پر میرے مددگار ہوں گے (۵) اس بات کا خوف نہیں کہ ایمان کے بعد کافر ہو جائیں یا شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کریں۔

(۵۵) **اس شخص کے لئے طوبیٰ (خوشخبری) ہے جس میں پانچ عادتیں ہیں:** حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ نے فرمایا کہ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس میں یہ پانچ چیزیں ہوں (۱) خاموشی میں فکر ہو (۲) نگاہ میں عبرت ہو (۳) گھر میں بیٹھا ہو (۴) اپنے گناہوں کے سبب روتا ہو (۵) لوگ اس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ ہوں۔

(۵۶) **حضرت جعفرؑ بن محمدؑ کے شیعوں میں پانچ باتیں خاص طور پر ہوں گی:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ میرے شیعوں میں پانچ عادتیں خاص طور پر ہوں گی (۱) جنہوں نے اپنے پیٹ اور (۲) فرج کو حرام سے بچانے کی بہت کوشش کی ہو (۳) اللہ تعالیٰ کے لئے کام کرتا ہو (۴) اس کے ثواب کی امید رکھتا ہو (۵) اس کے عذاب سے ڈرتا ہو۔ جب ایسے لوگوں کو دیکھو تو سمجھو کہ یہ امام جعفر صادقؑ کے شیعہ ہیں۔

ہم نے اس معنی کو کتاب صفات شیعہ میں بیان کیا ہے۔

(۵۷) **پانچ افراد نہیں سوتے:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ پانچ آدمی نہیں سوتے (۱) جو شخص خون بہانے کی فکر میں رہتا ہو (۲) بہت مال و دولت رکھنے والا ہو (۳) جس کے پاس نہ امن ہو نہ کوئی امین ہو (۴) لوگوں میں بیٹھ کر جھوٹ اور بہتان کا تذکرہ کرتا ہو

مال اور دنیا ہاتھ میں آئیں، کافی قرض دار ہو مگر اس کے پاس مال نہ ہو (۵) ایک شخص کو دوست رکھتا ہو اور اس کی جدائی کی توقع ہو۔

(۵۸) **دوزخ کی چکی پانچ افراد کو پیسے گی:** حضرت امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) نے فرمایا کہ دوزخ میں ایک چکی ہے جو پیسے گی۔ کیا تم مجھ سے نہیں دریافت کرو گے کہ کس چیز کو پیسے گی؟ (لوگوں نے) عرض کیا کہ کس چیز کو پیسے گی؟ (آپؑ نے) فرمایا۔ بدکار عالموں کو۔ قرآن کی سمجھ رکھنے والے فاسقوں کو۔ جابر ظلم کرنے والے کو، خیانت کرنے والے وزیروں کو، جھوٹ بولنے والوں کو۔

دوزخ میں ایک شہر ہے جسے حصینہ کہتے ہیں۔ تم نہیں پوچھو گے حصینہ میں کیا ہے؟ (لوگوں نے) عرض کیا اس میں کیا ہے؟ (آپؑ نے) فرمایا: اس میں عہد توڑنے والوں کے ہاتھ ہیں۔

(۵۹) **پانچ کے قتل کرنے اور پانچ کے قتل نہ کرنے کا حکم:** رسول اللہؐ نے پانچ جانوروں (۱) ویرانوں میں رہنے والا الو (۲) ھُدھُد (۳) زنبور (شہد کی مکھی) (۴) چیونٹی (۵) مینڈک کے قتل کرنے سے منع فرمایا۔ مندرجہ ذیل پانچ جانوروں کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ (۱) کوا (۲) حداء (شکاری پرندہ) (۳) سانپ (۴) بچھو (۵) پاگل کتا۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ بعد میں ذکر ہونے والے جانوروں کو قتل کرنے کی اجازت ہے ان کو قتل کرنا واجب نہیں ہے۔

(۶۰) **پانچ آدمی ملعون ہیں:** نصر بن قابوس نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ نجومی معون ہیں۔ کاہن ملعون ہیں۔ جادوگر معون ہیں۔ گانے والی عورت ملعون ہے جو شخص اس کو پناہ دے اور اس کی کمائی کھائے وہ ملعون ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ نجومی کاہن کی طرح ہے۔ کاہن جادوگر کی طرح ہے۔ جادوگر کافر کی طرح ہے۔ کافر دوزخ میں جائے گا۔

کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ نجومی ملعون ہے جو آسمان کی قدرت کا قائل ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کا قائل نہ ہو۔

(شرح: کاہن وہ ہوتا ہے جو غیب گوئی کرتا ہے اور خود کو جنوں سے مربوط گردانتا ہے اور بعید نہیں ہے کہ رمل، فال بینی، بکری کے شانے پر لکھ کر فال نکالنا، ہاتھ دیکھنا بھی جو غیب جاننے کے وسیلے سمجھے جاتے ہیں اسی قبیل سے ہوں)۔

(۶۱) **عید کے دن پانچ کاموں سے بہتر کوئی کام نہیں ہے:** جناب محمدؐ بن علیؑ (امام محمد تقیؑ) نے فرمایا کہ عید قربان کے روز پانچ کاموں سے افضل کوئی کام نہیں۔ (۱) قربانی کرنا (۲) والدین کی زیارت کو جانا (۳) قطع رحم کرنے والے رشتہ دار کی مال سے دل جوئی کرنا، اس پر سلام کرنا (۴) جو اپنے کھانے پینے سے قربانی سے بچ جائے اس سے اپنے ہمسایہ، یتیم، بے چارہ، غلام کی مہمانی کرے (۵) قیدیوں کی خبر گیری۔

(۶۲) **جس میں یہ پانچ باتیں نہیں ہوں گی وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھائے گا:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ جس میں یہ پانچ باتیں نہیں ہوں گی وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھائے گا۔ (۱) دین (۲) عقل (۳) ادب (۴) حریت (۵) حسن خلق۔

(۶۳) **سفید مرغ میں پانچ باتیں پائی جاتی ہیں:** جناب رضاؑ (امام ہشتم) نے فرمایا کہ سفید مرغ میں انبیاء جیسی پانچ باتیں ہیں۔ (۱) نماز کے اوقات جاننا (۲) غیرت (۳) سخاوت (۴) شجاعت (۵) جماع کثرت سے کرنا۔

(۶۴) **پانچ افراد کی دعا قبول نہیں ہوتی:** رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (۱) عورت کی طلاق کا حق مرد کے ہاتھ میں ہے وہ اس کو تکلیف دیتی ہے مگر وہ اس کو طلاق نہیں دیتا (۲) تین مرتبہ غلام بھاگ جاتا ہے اس کو وہ فروخت نہیں کرتا (۳) دیوار گر رہی ہے وہ اس سے [illegible] (۴) کسی کو قرض [illegible] (۵) [illegible]

کہتا ہے اللہ مجھے رزق دے، رزق کی تلاش میں نہیں جاتا۔

(۶۵) **اللہ تعالیٰ کی بزرگی پانچ جملوں میں ادا کرنے کا حکم :** ابوحمزہ ثمالی نے کہا کہ میں نے علیؑ بن حسینؑ (امام زین العابدینؑ) کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی پانچ جملوں میں ادا کرو۔ وہ بزرگی کے پانچ جملے کون سے ہیں؟ (آپؑ نے) فرمایا جب کہا "**سبحان اللہ وبحمدہ**" اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کے ناشناس جو کہتے ہیں اس سے بلند و بالا کردیا۔ جب تم نے **لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ** کہا تو یہ کلمہ اخلاص ہے۔ جو بندہ اس کلمے کو کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے آزاد کردیتا ہے۔ متکبر اور جبار اس میں شامل نہیں ہے۔ جس نے **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** کہا اس نے اپنا کام اللہ تعالیٰ کے حوالے کردیا۔ جس نے **استغفر اللہ واتوب الیہ** کہا وہ متکبر نہیں ہے نہ جبار ہے۔ متکبر وہ ہے جو بار بار گناہ کرتا ہو، خواہش اس پر سوار ہو، آخرت پر دنیا کو ترجیح دی ہو۔ جس نے **الحمد للہ** کہا اس نے اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا شکر ادا کیا۔

(۶۶) **رسولوں میں پانچ رسول اولو العزم ہیں:** ابوجعفرؑ (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ اولوالعزم رسول پانچ ہیں۔ (۱) حضرت نوحؑ (۲) حضرت ابراہیمؑ (۳) حضرت موسیٰؑ (۴) حضرت عیسیٰؑ (۵) حضرت محمد مصطفیٰؐ۔

(شرح: پیغمبران الوالعزم سے مراد ہے وہ بڑی اور عمومی شریعت کے حامل افراد جن کا دین تمام افرادِ بشر پر فرض ہو اور اپنے سے پہلے پیغمبروں کے دین کو منسوخ کرتا ہو۔ اور جنہوں نے دین پھیلانے میں بہت پائیداری دکھائی ہو اور مصائب برداشت کیے ہوں اور مسلسل اپنی امت سے تکالیف اٹھائی ہوں لیکن صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا ہو۔ اور تمام پیغمبران کی شریعت کی پیروی کرتے ہوں)۔

(۶۷) **پانچ افراد کا انتظار کیا جائے جب تک ان کی حالت بگڑ نہ جائے :** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ پانچ افراد کو اس وقت تک دفن نہ کیا جائے جب تک ان کی حالت بگڑ نہ جائے (مر نہ جائیں)۔ (۱) غرق شدہ (۲) مدہوش (۳) اسہالی (جس کو بہت دست آرہے ہوں) (۴) کسی چیز کے نیچے آیا ہو (۵) دھواں زدہ۔

(شرح: چونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ صدمہ کی وجہ سے ان افراد کا سانس رک جاتا ہے اور نبض ساکت ہوجاتی ہے اور مردہ معلوم ہونے لگتے ہیں لیکن ممکن ہے کہ ان میں ابھی جان باقی ہو اور ان کا دل کام کرنے لگے۔ اور چاہیئے کہ ان کو نگرانی میں رکھا جائے حتیٰ کہ ان کی قطعی موت کا یقین ہوجائے اور حالت بگڑنے سے مراد یہ ہے کہ ان کا جسم پھولنے لگے یا اس میں سے بدبو آنے لگے)۔

(۶۸) **کوفہ کی پانچ مساجد ملعون ہیں اور پانچ مساجد مبارکہ ہیں:** ابوجعفرؑ (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ کوفہ میں پانچ مساجد ملعون ہیں اور پانچ مساجد مبارکہ ہیں۔ مساجد مبارکہ میں مسجد غنی ہے خدا کی قسم اس کا قبلہ درست ہے۔ اس کی خاک پاکیزہ ہے۔ اس کو ایک مردِ مومن نے بنایا ہے۔ دنیا کو ویران ہونے سے پہلے وہاں سے دو چشمے جاری ہوں گے۔ ان سے دو باغ سیراب ہوں گے۔ وہاں کے رہنے والے ملعون ہیں۔ مسجد ان لوگوں سے بیزار ہوگی۔ اور مسجد بنوظفر، مسجد سہلہ، مسجد حمرہ اور مسجد جعفی۔ آج کل یہ مساجد مٹ چکی ہیں۔ ملعون مساجد یہ ہیں۔ مسجد ثقیف، مسجد اشعث، مسجد جریر بجلی، مسجد سماک اور مسجد بالحمرا جو ایک ظالم فرعون خصلت کی قبر پر بنی ہوئی ہے۔

(شرح: یہ تمام لعنت شدہ مساجد کوفہ کی ہیں کہ جنہیں لوگوں کو امیر المومنینؑ سے دور رکھنے یا بعد شہادتِ امام حسینؑ لشکر کوفہ کے سردار ابن زیاد کے حکم سے بنایا گیا تھا تاکہ امام حسینؑ کے قتل کرنے کی رسوائی کو چھپائے اور اظہارِ بنداری کے لئے ان سے فائدہ اٹھایا جائے۔ چنانچہ بہت سی

روایت میں ذکر کیا گیا ہے شہادت امام حسین کی وجہ سے یہ مساجد کوفہ میں بنائی گئی تھیں)۔

(۶۹) **کوفہ کی پانچ مساجد میں نماز پڑھنا منع ہے** ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب ؑ) نے کوفہ کی پانچ مساجد میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔(۱) مسجد اشعث ابن قیس کندی (۲) مسجد جریر ابن عبداللہ بجلی (۳) مسجد سماک ابن مخرمہ (۴) مسجد شبث ابن ربعی (۵) مسجد تیم ۔(آپ نے) فرمایا کہ جناب امیر المومنین (علی ابن ابی طالب ؑ) ان مساجد کو صرف دیکھتے تو فرماتے تھے کہ یہ بقعہ تیم ہیں۔ معنی یہ ہیں کہ ان لوگوں نے حضرت کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ عداوت اور بغض کی وجہ سے حضرت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اللہ ان پر لعنت کرے۔

(۷۰) **پانچ افراد کو سفر میں نماز پوری پڑھنا چاہئے:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ پانچ افراد کو پوری نماز پڑھنا چاہئے، خواہ وہ گھر میں ہوں یا سفر میں۔(۱) کرایوں پر سواری دینے والا (۲) کرایہ کش (۳) ڈاک والا (۴) چرواہا (۵) ملاح۔ کیونکہ ان سب کا کام ہی سفر میں رہنا ہے۔

(۷۱) **نامحرم عورت کے پانچ مقامات آدمی دیکھ سکتا ہے:** ہمارے ایک صحابی نے جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) سے دریافت کیا کہ نامحرم عورت کے کون سے مقامات کوئی شخص دیکھ سکتا ہے؟ (آپ نے) فرمایا چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پیر۔

(۷۲) **آسمان کے دروازے پانچ وقت کھلتے ہیں:** جناب امیر المومنین (علی ابن ابی طالب ؑ) نے فرمایا کہ پانچ اوقات آسمان کے دروازے کھلتے ہیں۔(۱) تیز بارش کے وقت (۲) گھمسان کی جنگ کے وقت (۳) تمام نمازوں کی اذان کے وقت (۴) قرآن پڑھتے وقت (۵) زوال آفتاب اور طلوع فجر کے وقت۔

(شرح: مطلب یہ ہے کہ یہ اوقات قبولیت دعا کے ہیں)

(۷۳) **جنت پانچ افراد کی مشتاق ہے:** حضرت علی ابن ابی طالب ؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ ؐ نے (مجھ سے) فرمایا کہ جنت پانچ اشخاص کی مشتاق ہے۔تمہاری، عمارؓ (یاسر)، سلمانؓ (فارسی)، ابوذرؓ (غفاری) اور مقدادؓ کی۔

(۷۴) **پانچ عورتوں کو ہر حالت میں طلاق ہوسکتی ہے:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ پانچ عورتوں کو ہر حالت میں طلاق ہوسکتی ہے۔(۱) حاملہ (۲) زن یائسہ (۳) وہ عورت جس کے شوہر نے دخول نہ کیا ہو (۴) وہ عورت جس کا شوہر غائب ہو (۵) وہ عورت جو بالغہ نہ ہو (جس پر حیض نہ آیا ہو)۔

(شرح: چونکہ عورت کی طلاق اُس طہر میں ہونی چاہئے جس میں اس کے شوہر نے دخول نہ کیا ہو اس لئے اس پانچویں قسم میں یہ شرط لازم نہیں ہے)۔

(۷۵) **ظہور قائم آل محمدؐ کی پانچ نشانیاں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ قائم آل محمدؐ (امام عصر) کے ظہور سے پہلے یہ نشانیاں ہوں گی۔(۱) خروج یمانی (۲) خروج سفیانی (۳) خروج منادی (جو آسمان سے آواز آئے گی) (۴) جو بیداء کی زمین میں دھنس جائیں گے (۵) نفس ذکیہ کا قتل ہوگا۔

(۷۶) **پانچ عورتوں اور ان کے شوہروں میں ملاعنہ نہیں ہے:** حضرت علی (ابن ابی طالب ؑ) نے فرمایا کہ پانچ عورتوں اور ان کے ...

شوہروں میں ملاعنہ نہیں ہے۔(۱) یہودیہ جو کسی مسلمان کی بیوی ہو،(۲) نصرانیہ اور کنیز جو آزاد اشخاص کی بیویاں ہوں اور وہ ان پر زنا کاری کی تہمت لگاتے ہوں،(۳) آزاد عورت جو غلام کی بیوی ہو، وہ اس پر زنا کی تہمت لگاتا ہو،(۴) وہ شوہر جس پر تہمت زنا کی حد لگائی جا چکی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو (۵) گونگی عورت اور اس کے شوہر کے درمیان لعان نہیں ہے۔ لعان زبان سے ہوتا ہے۔

(شرح: موضوع لعان یہ ہے کہ شوہر یہ دعویٰ کرے کہ اس کی بیوی نے زنا کیا ہے یا یہ کہ وہ کسی غیر سے حاملہ ہے اور اس دعوے کے ثبوت میں چار گواہ نہ رکھتا ہو۔ اس صورت میں وہ حاکم شرع کے سامنے چار بار قسم کھاتا ہے تا کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے اور پانچویں مرتبہ اقرار کرتا ہے کہ اگر وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے تو اس پر خدا کی لعنت ہو اور عورت اپنے دفاع میں چار بار قسم کھائے گی کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں بار اقرار کرے گی کہ اگر اس کا شوہر سچا ہے تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ اس طرح دفاع کرنے سے اس پر سے حد ساقط ہو جائے گی اور یہ دونوں ایک دوسرے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائیں گے۔ روایت کا مضمون یہ ہے کہ لعان کا دعویٰ ان پانچ حالات میں واقع نہیں ہوتا)۔

(۷۷) **وہ کلمات جن سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کا امتحان لیا پانچ تھے:** مفضل بن عمر نے کہا کہ میں نے حضرت صادق بن محمد (امام جعفر صادقؑ) سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کن کلمات سے حضرت ابراہیمؑ کا امتحان لیا تھا؟ (آپؑ نے) فرمایا وہی کلمات ہیں جن کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو دی تھی جن سے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ حضرت آدمؑ نے کہا تھا کہ اے میرے پروردگار میں تجھ سے محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ میری توبہ قبول فرما۔ اس نے توبہ قبول کی۔ وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ اللہ تعالیٰ کا **فاتمھن** سے کیا مقصد ہے؟ (آپؑ نے) فرمایا: **فاتمھن** یعنی قائم آل محمدؐ (امام عصرؑ) تک بارہ ائمہ کا نام لیا جن میں نو امام حسینؑ کی اولاد سے ہوں گے۔ مفضل نے کہا کہ میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں آگاہ فرمایئے **وجعلها کلمة باقیة فی عقبه** (سورہ زخرف آیت ۲۸) "اس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد باقی رہنے والا کلمہ قرار دیا" (آپؑ نے) فرمایا: اس سے مراد امامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اس کو امام حسینؑ کے بعد میں قرار دیا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ اولاد حسینؑ میں امامت کیوں چلی گئی؟ اور امام حسنؑ کی اولاد اس سے محروم کیوں رہی؟ حالانکہ دونوں فرزند رسول اللہؐ، سبط رسول، جوانان جنت کے سردار ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ دونوں ہی نبی، رسول اور دونوں آپس میں بھائی تھے۔ خدا نے نبوت کو ہارونؑ کے صلب میں رکھا اور صلب موسیٰؑ اس سے محروم رہی۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ کہے کہ امام حسینؑ کے صلب کو کیوں قرار دیا اور صلب امام حسنؑ کو چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے افعال میں حکیم ہے۔ جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا بلکہ لوگوں سے پوچھا جاتا ہے۔ **اذبتلیٰ ابراھیم ربه بکلمات فاتمھن** (سورہ براۃ آیت ۱۲۴) "جب حضرت ابراہیمؑ کا اللہ تعالیٰ نے امتحان لیا تو وہ امتحان میں پورے اترے" اللہ تعالیٰ کے اس قول کی دوسری وجہ ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ حقیقی مطلب یہی ہے۔ امتحان دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے منسوب کرنا ٹھیک نہیں اور دوسرا جائز ہے۔ جو جائز نہیں ہے وہ یہ ہے کہ کسی چیز کا امتحان لے اور اس سے نتیجہ اخذ کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے محال ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ اس کی ذات کے لئے جو بات جائز ہے وہ یہ ہے کہ وہ بندے کا امتحان لے، بندہ امتحان میں صبر کرے۔ اس سے منصب کا حقدار قرار پائے۔ دوسرے لوگ اس کو دیکھیں اور اس کی پیروی کریں اور جائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے از خود امامت عطا نہیں کرتا مگر اس شخص کو جو اس کا اہل اور ثابت قدم رہنے والا ہو اور اس آئندہ لیاقت کو ظاہر کرے یہ کلمات کی تفسیر ہے۔ اس کی دوسری تفسیر یقینی ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے **کذلک نری**

ابراهیم ملکوت السمٰوٰت والارض ولیکون من الموقنین (سورہ انعام آیت ۷۵) ''اس طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمان اور زمین کے ملکوت دکھائے تا کہ صاحبان یقین میں سے ہو جائے''۔ تفسیر اس کی اللہ کی معرفت ہے کہ وہ ازل سے ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ وہ تشبیہ سے پاک ہے۔ جب ستاروں، چاند اور سورج کو دیکھا ان کے غائب ہونے اور ان کے حادث ہونے پر استدلال کیا کہ جب یہ حادث ہیں تو ان کا کوئی محدث ہونا ضروری ہے۔ پروردگار عالم نے حضرت ابراہیمؑ کو بتایا کہ ستاروں سے حکم کرنا غلطی ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ **فنظر نظرة فی النجوم ○ فقال انی سقیم** (سورہ صافات آیات ۸۸۔۸۹) ''ابراہیمؑ نے ایک نگاہ ستاروں کی طرف کی پس کہا کہ میں بیمار ہوں''۔ اللہ کے نزدیک پہلی نگاہ غلطی میں شمار نہیں ہوتی۔ خطا دوبارہ نظر کرنے سے ہوتی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہؐ نے حضرت امیر المومنین (علی ابن ابی طالبؑ) سے فرمایا: اے علیؑ پہلی نظر تیری ہے۔ دوسری نظر (تیرے لئے) ضرر ہے۔ ایک اور تفسیر شجاعت ہے کہ بتوں کی سرگزشت نے حضرت ابراہیمؑ پر ظاہر کر دیا۔ اس کی دلیل یہ ہے اذ **قال لا بیہ و قو مہ ما ھذا التماثیل التی ا نتم لھا عٰکفون ○ قالو ا وجد نا اٰبآ ءَ نا لھا عٰبدین ○ قال لقد کنتم و ا بآ ؤ کم فی ضلٰل مبین ○ قالو ا اجئتنا بالحق ا م انت من اللّٰعبین ○ قال بل رّبکم ربّ السمٰوٰت و ا لارض الذی فطر ھن و انا علی ذٰلکم من الشّٰھدین ○ وتا للہ لا کیدن اصنا مکم بعد ان تو لّو امد برین ○ فجعلھم جذ ذاً الّا کبیراً لھم لعلھم الیہ یرجعون ○** (سورہ انبیاء آیات ۵۴۔۵۸) ''جب انہوں نے اپنے چچا اور قوم سے کہا کہ یہ بت کیا ہیں جن کی تم پرستش کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ان کی پرستش اس لئے کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباء و اجداد کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ تم اور تمہارے آباء و اجداد کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے حق بات کی ہے یا ہمارے ساتھ گستاخی کی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: تمہارا رب تو وہ ہے جو زمین و آسمان کا رب ہے۔ جس نے ان سب کو پیدا کیا۔ میں اس بات کے گواہوں میں سے ہوں۔ بخدا جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے بتوں کے ساتھ (کوئی نہ کوئی) چال ضرور چلوں گا۔ چنانچہ ان کے بڑے کو چھوڑ کر اور سب ہی کو چکنا چور کر دیا تا کہ وہ اس کی طرف لوٹ کر آئیں''۔ ایک فرد کا ہزاروں دشمنان خدا سے مقابلہ بہادری کی انتہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو جو حکم دیا ہے اس کے بارے میں فرمایا **فان ابراھیم لحلیم اواہ منیب** (سورہ ہود آیت ۷۵) ''بے شک ابراہیمؑ حلیم، خدا ترس اور خدا کی طرف رجوع کرنے والے ہیں (جزا اور سزا پر ایمان رکھنے والا) اس کے بعد سخاوت ہے۔ اس کی سرگزشت ابراہیمؑ کے مہمانان گرامی میں مذکور ہے (سورہ ذاریات آیت ۲۴)۔ اس کے بعد خاندان اور گھر والوں سے علیحدگی ہے۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **واعتز لکم وما تدعون من دون اللہ** (سورہ مریم آیت ۴۸) ''اور میں تم سے اور جن جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو ان سے الگ ہوتا ہوں''۔ اس ضمن میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ اس کا بیان اس آیت میں ہے **یا ابت لم تعبدو مالا یسمع ولا یبصرو ولا یغنی عنک شیئاً ○ یا ابت لا تعبد الشیطٰن ان الشیطٰن کان للرحمٰن عصیاً ○ یٰاَبت انی اخاف ان یمسّک عذاب من الرحمٰن فتکون للشیطٰن ولیّاً ○** (سورہ مریم آیات ۴۳ تا ۴۵) ''اے باپ اس کی پوجا کیوں کرتے ہو جو نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ فائدہ دیتا ہے۔ اے باپ میرے پاس علم آ چکا ہے جو تمہیں نہیں ملا۔ میری بات مانو میں سیدھے راستے پر تمہاری رہنمائی کروں گا۔ اے باپ شیطان کی پوجا کیوں کرتے ہو۔ شیطان خدا کا نافرمان ہے۔ اے باپ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم پر خدا کا عذاب نازل نہ ہو۔ کہ تم شیطان کے دوست بن جاؤ۔ بدی کو نیکی سے دفع کیا، اس بارے میں یہ آیت ہے کہ ابراہیمؑ کے چچا نے کہا **اراغب انت عن آلھتی یاابراھیم لئن لم تنتہِ لارجمنک واھجرونی ملیا** (سورہ مریم آیت ۴۶) ''اے ابراہیم ہمارے خداؤں سے (تم) روگرداں ہو۔ اگر تم اس بات سے باز نہ آئے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے۔ مجھ سے دور ہو جاؤ''۔ ابراہیمؑ نے چچا

کی بت کے جواب میں **سا ستغفر لک ربی انه کان بی حفیاً** (سورہ مریم آیت ۴۷) ''کہا میں اپنے رب سے تمہاری بخشش طلب کروں گا (وہ مجھ پر مہربان ہے)''۔

دوسری بات توکل ہے۔ اس کے بارے میں یہ آیات ہیں **الذی خلقنی فهو یهدین o والذی هو یطعمنی ولسقین o واذا مرضت فهو یشفین o والذی یمیتنی ثم یحیین o والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین** (سورہ شعراء آیات ۷۸ تا ۸۲) ''اللہ وہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ اس نے مجھے ہدایت دی۔ وہی ہے جو مجھے کھانا کھلاتا ہے اور پانی پلاتا ہے۔ اور جب بیمار ہوتا ہوں تو شفاء دیتا ہے۔ وہ وہی ہے جو مجھے مارے گا اور پھر زندہ کرے گا۔ وہ وہی ہے جس سے مجھے امید ہے کہ روز قیامت میری خطا معاف کردے گا''۔

پھر منصب حکومت اور نیک لوگوں سے ملانے کی خواہش۔ اس سلسلے میں یہ آیت ہے **رب هب لی حکماً والحقنی بالصالحین** (سورہ شعراء آیت ۸۳) ''پالنے والے منصب حکومت عطا فرما، نیک لوگوں سے ملحق کردے''۔ جو خدا کے حکم کے سوا کوئی حکم نہیں کرتے۔ اپنی رائے اور قیاس کا حکم نہیں کرتے تاکہ بعد میں آنے والے کے لئے سچے دلائل موجود ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **واجعل لی لسان صدق فی الاخرین** (سورہ شعراء آیت ۸۴) ''مجھے آخری لوگوں میں زبان صدق قرار دے''۔ اس سے مراد یہ امت فاضلہ ہے۔ خدا نے جواب دیا اور دیگر انبیاء کے لئے آخری لوگوں میں سچائی کی زبان مقرر کیا۔ وہ علی ابن ابی طالبؑ کی ذات ہے۔ اس میں اللہ کی آیت ہے **وجعلنا لهم لسان صدق علیا** (سورہ مریم آیت ۵۰) ''ہم نے ان کے لئے زبان سچائی علیؑ کو مقرر کیا''۔ ایک امتحان جان کا ہے۔ حتیٰ کہ ان کو منجنیق میں ڈال کر آگ میں پھینک دیا۔ ایک امتحان یہ تھا کہ اللہ نے حکم دیا کہ اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ذبح کرو۔ ایک امتحان ابراہیمؑ کے خانوادہ کا ہے۔ اللہ نے آپ کی عورت کو عزازہ قبطی کے ہاتھ سے نجات دلائی۔ سرگزشت اس قصہ میں مذکور ہے پھر آپ نے سارہ کی بداخلاقی پر صبر کیا۔ اپنی اطاعت کو کم سمجھنا اس بارے میں یہ آیت ہے **ولا تخزنی یوم یبعثون** (سورہ شعراء آیت ۸۷) ''جب لوگ اٹھائے جائیں تو مجھے رسوانہ کرنا''۔

پاکی از عقائد کلمات شرک (مشرکین کے عقائد سے نجات) آیت یہ ہے **ما کان ابراهیم یهودیاً ولا نصرانیاً ولکن کان حنیفاً مسلماً وما کان من المشرکین** (سورہ آل عمران آیت ۶۷) ''ابراہیمؑ یہودی اور نصرانی نہیں تھا۔ بلکہ حنیف اور مسلم تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا''۔ پھر تمام شرائط و اقسام اطاعت کو جمع کردیا۔ ایک ذرہ بھی اس سے الگ نہیں اور ایک لحہ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کیا ہے **ان الصلوتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین لا شریک له وبذالک امرت وانا اول المسلمین** (سورہ انعام آیات ۱۶۲۔ ۱۶۳)۔ ابراہیمؑ نے کہا: ''میری نماز، میری قربانی، میری حیات، میری موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور اس کا یہ حکم ہوا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں''۔ میری موت اور زندگی رب العالمین کے لئے ہے کہہ کر اقسام اطاعت کی تمام شرائط عبادت کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ پھر خدا نے ان کی دعا قبول کی۔ پھر آپ نے کہا۔ **رب ارنی کیف تحیی الموتیٰ** (سورہ بقرہ آیت ۲۶۰) ''پالنے والے مجھے دکھلا تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے''۔ یہ آیت متشابہ ہے اس کے معنی ہیں کہ انہوں نے کیفیت کی تبدیلی کا سوال کیا تھا۔ کیفیت اللہ کا فعل ہے۔ جب کوئی کیفیت کو نہیں جانتا اس پر نقص منسوب نہیں ہوتا۔ ابراہیمؑ کی توحید میں کوئی نقص و کمی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کیا تو ایمان نہیں لایا؟ عرض کی: ''ہاں لایا''۔ یہ شرط عام ہے۔ جو بھی اللہ پر ایمان لایا۔ جب عام آدمیوں سے کوئی سوال کرے کیا وہ ایمان نہیں لایا؟ تو واجب ہے کہ یہ کہے ''ہاں''۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔ جب خداوند تعالیٰ نے تمام ارواح سے کہا کہ ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' انہوں نے کہا: ہاں۔ سب سے پہلے ''ہاں'' کہنے والے حضرت محمدؐ تھے۔ سب

سے پہلے ہاں کہنے کی وجہ سے سیدالاولین، سیدالآخرین اور افضل النبیین ہوئے۔ جس کسی نے بھی اس مسئلے میں حضرت ابراہیمؑ جیسا جواب نہ دیا تو وہ ملت ابراہیمی سے روگردان ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا **من رغب عن ملة ابراهيم الا من سفه نفسه** (سورہ بقرہ آیت ۱۳۰) کہ ''جو ابراہیمؑ کی مت سے روگردان ہو وہ بے وقوف ہے''۔ پھر خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو دنیا میں برگزیدہ کیا پھر ان کے صالحین میں سے ہونے کی اللہ نے گواہی دی۔ اور کہا **ولقد اصطفيناه فى الدنيا وانه فى الا خرة لمن الصالحين** (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر ۱۳۰) صالحون نبی اور ائمہ ہیں جو امر اور نہی کو خدا سے لیتے ہیں، خدا سے اصلاح کی استدعا کرتے ہیں، دین کے سلسلے میں قیاس اور رائے سے دور رہتے ہیں۔ **اذقال لـه ربـه اسـلـم قال اسلمت لرب العـالـمين** (سورہ بقرہ آیت ۱۳۱) ''جب اللہ نے ابراہیمؑ سے کہا اسلام لے آؤ۔ تو انہوں نے کہا میں رب العالمین پر اسلام لے آیا ہوں''۔ حضرت ابراہیمؑ کے بعد انبیاء نے اس کی پیروی کی۔ خدا نے فرمایا **و وصّى بها ابراهيم بنيه و يعقوب يبنيّ ان الله اصطفىٰ لكم الدين فلا تموتن الا وانتـم مسـلـمـون** (سورہ بقرہ آیت ۱۳۲) ''ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں اور یعقوبؑ کو وصیت کی کہ اے بیٹے خدا نے تمہارے لئے دین منتخب کیا ہے۔ جو تمہارا انتقال ہو تو مسلمان ہو کر مرنا''۔ خدا نے اپنے نبی محمد مصطفیٰؐ سے کہا۔ **ثم او حينا اليك ان اتبع ملة ابراهيم حنيفا وما كان من المشـركين** (سورہ نحل آیت ۱۲۳) ''پھر میں نے تجھے وحی کی کہ ابراہیمؑ حنیف کی ملت کی پیروی کرو جو مشرک نہیں تھا''۔ اور ایک مقام پر فرمایا **ملة ابيكم هو سمكم المسلمين** (سورہ حج آیت ۷۸) ''اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت کی پیروی کرو جس نے اس سے پہلے تمہارا نام مسلمان رکھا''۔

شرائط امامت میں یہ ہے کہ امام امت کی دنیا اور آخرت کی ضروریات کو خدا سے معلوم کرے۔ ابراہیمؑ نے کہا **من ذريتى** میری بعض اولاد میں سے امام بنائے گا۔ ''من'' کا لفظ کہہ کر معلوم کرنا چاہا کہ اولاد میں سے بعض مستحق امامت ہیں اور بعض نہیں ہیں۔ یہ بات محال ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کافر یا مسلمان کی امامت کی دعا کرتے جو معلوم نہیں ہیں۔ ''من'' کے لفظ نے بعض مومنین کی تخصیص کر دی جو خواص بلکہ اخص خواص ہوئے جو کفر سے دور رہے پھر کبیرہ گناہوں سے کنارہ کش ہوئے۔ خواص اخص ہوئے پھر معصوم جو خالص اور اخص ہے۔ خدا نے عیسیٰؑ کو حضرت ابراہیمؑ کی اولاد قرار دیا جو ابراہیمؑ کی بیٹی کا فرزند تھا جو بعد میں پیدا ہوا۔ جب یہ بات درست ہے کہ بیٹی کا بیٹا ذریت میں شامل ہے تو ابراہیمؑ نے ذریت (اولاد) کے لئے امامت کی دعا کی۔

حضرت محمدؐ پر حضرت ابراہیمؑ کی پیروی واجب تھی کہ امامت کو اپنی اولاد میں قرار دیں بعد میں خدا نے آنحضرتؐ پر وحی کی اور آپؐ کو حکم دیا۔ ''**ثم او حينا اليك**'' پھر ہم نے تم پر وحی کی '' **ان اتبع ملة ابراهيم حنيفا** '' (سورہ نحل آیت ۱۲۳) کہ ملت ابراہیمؑ حنیف کی پیروی کرو۔ جو شخص اس بات کی مخالفت کرے وہ خدا کے اس قول میں داخل ہوگا اور ابراہیم علیہ السلام کے قول سے روگردانی وہی کرے گا جو اپنے کو بیوقوف قرار دے۔ اللہ کے نبی کی ذات اس سے بلند ہے۔ خدا نے کہا ابراہیمؑ سے وابستہ ترین وہ اشخاص ہیں جنہوں نے اُن کی پیروی کی اور یہ نبی اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور امیر المومنینؑ ہیں جو نبی کی اولاد کے باپ ہیں۔ خدا نے امامت کو امیر المومنین (حضرت علی) علیہ السلام میں قرار دیا۔ پھر ان کی معصوم اولاد میں رکھا۔ اللہ کا قول ہے **لا ينال عهدى الظالمين** (سورہ بقرہ آیت ۱۲۴) کہ ''ظالم امام نہیں ہوگا''۔ اس عہد سے مراد امامت ہے۔ جس شخص نے بتوں کی پوجا کی ہو وہ امامت کے لائق نہیں ہے، یا ایک لحہ بھی خدا سے شرک کیا ہو، اگرچہ بعد میں مسلمان ہو گیا ہو۔ ظلم کے معنی کسی چیز کو غیر محل میں رکھنا ہے۔ سب سے بڑا ظلم خدا کے ساتھ کسی کی شریک کرنا ہے۔ خدا فرماتا ہے **ان الشـرک لـظلم عظيم** (سورہ لقمان آیت ۱۳) ''شرک بہت بڑا ظلم ہے''۔ اس طرح امامت کا مستحق وہ شخص بھی نہیں ہے جس نے محارم کا ارتکاب کیا ہو، خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں۔ اگرچہ بعد میں توبہ کیوں نہ کر لی ہو۔ جس

پر خود' حد' واجب ہو وہ دوسرے پر حد قائم نہیں کر سکتا۔ اس لئے امام کا معصوم ہونا ضروری ہے۔ امام کا معصوم ہونا خدا کی نص سے معلوم ہوتا ہے۔ جو نبی کی زبان سے جاری ہو۔ عصمت ظاہری چیز نہیں ہے جو لوگوں کو دکھائی دے سکے۔ جیسے سیاہی اور سفیدی یا اس کے مشابہہ کوئی چیز پوشیدہ ہو۔ یہ خدا کے معلوم کرانے سے معلوم ہوتی ہے جو غیب کو جانتا ہے۔

(۷۸) **امیر المومنین (علیؑ) نے اپنے عمّال (گورنروں) کو پانچ باتوں کا حکم دیا:** امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) نے اپنے عمّال کو حکم دیا کہ (۱) قلم باریک بناؤ (۲) سطریں نزدیک نزدیک لکھو (۳) زائد جملے نہ لکھو (۴) اصل موضوع کو پیش نظر رکھو (۵) عبادت مختصر لکھو، زیادہ مت لکھو کیونکہ مسلمانوں کا مال نقصان برداشت نہیں کر سکتا۔

(شرح: مقصد یہ ہے کہ کاغذ اور روشنائی بھی کیونکہ مال ملت ہیں اس لئے ان کے استعمال میں کفایت شعاری سے کام لینا چاہئے اور انصاف یہ ہے کہ ایسی کفایت شعاری علیؑ کی اقتصادیات پر کنٹرول اور امانت داری کا ایک اعلیٰ شاہکار ہے۔ چنانچہ حکومت کے اہلکاروں کو بدرجہ اتم امانت داری کا خیال رکھنا چاہئے۔ یہ علیؑ کی طرح ایک مذہبی اور عادلانہ حکومت کا نمونہ ہوگا کہ ہمیشہ اپنے کارکنوں کا کام اور وقت میں کفایت شعاری کی اس حد تک نگرانی کی جائے اور روک تھام رکھی جائے جو انہیں مشکل اور بڑے کاموں کی ادائیگی کی طرف متوجہ کر سکے)۔

(۷۹) **پانچ چیزیں فطرت کے موافق ھیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت کے موافق ہیں۔(۱) ناخن کاٹنا (۲) لب کے بال چھوٹے کرنا (۳) بغل کے بال صاف کرنا (۴) استرا کرنا (غیر ضروری بال صاف کرنا) (۵) ختنہ کرنا۔

(۸۰) **حضرت علیؑ کے پانچ بڑے فضائل:** حارث بن ثعلبہ نے کہا کہ میں نے سعد سے کہا کہ کیا تم نے خود حضرت علیؑ (ابن ابی طالبؑ) کے فضائل ملاحظہ کیے ہیں۔(اس نے) کہا کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے چار فضائل دیکھے ہیں۔ پانچویں کا مشاہدہ کیا ہے۔ اگر ان میں سے ایک فضیلت مجھے حاصل ہوتی تو میرے لئے دنیا کے مال سے بہتر ہوتی۔(۱) رسول اللہؐ نے ابوبکرؓ کو سورہ برأت کی چند آیات دے کر روانہ کیا پھر حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو روانہ کیا۔ آپؑ نے ابوبکرؓ سے آیات لے لیں اور ابوبکرؓ واپس آ گئے۔ عرض کیا: یا رسول اللہؐ میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا ہے؟ (آپؐ نے) فرمایا کہ ایسا حکم آیا ہے کہ ان آیات کی تبلیغ یا تو میں خود کروں یا وہ آدمی کرے جو مجھ سے ہو۔

(۲) مسجد نبوی کی طرف دروازے کھلے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے دروازے کے سوا سب دروازے بند کرادیئے۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپ نے تمام دروازے بند کرادیئے اور علیؑ کے دروازے کو کھلا رہنے دیا ہے۔(آپؐ نے) فرمایا: میں نے اپنی طرف سے لوگوں کے دروازے بند نہیں کیے ہیں اور نہ علی کے دروازے کو کھلا چھوڑا ہے۔(یہ کام اللہ کی مرضی سے ہوا ہے)۔

(۳) رسول اللہؐ نے عمرؓ اور ایک شخص کو خیبر کا قلعہ فتح کرنے کے لئے بھیجا دونوں شکست کھا کر واپس آ گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں کل علم اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا، اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتے ہوں گے۔ اس بات کی بہت سے لوگوں نے خواہش کی مگر رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کو بلا کر علم ان کے حوالے کر دیا۔ آپؑ نے خیبر کا قلعہ فتح کیا اور واپس آئے۔

(۴) چوتھا واقعہ غدیر خم کا ہے رسول اللہؐ نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر اتنا بلند کیا کہ دونوں کی بغلوں کی سفیدی دکھلائی دیتی تھی۔

(آپؐ نے لوگوں) فرمایا: کیا میں تمہاری جان کا مالک ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں ایسا ہے۔(آپؐ نے) فرمایا: جس کا میں حاکم ہوں حق اس

کے حاکم ہیں۔(۵) رسول اللہؐ نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اپنے اہل میں اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ پھر علی جا کر ملے تو فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہ منزلت اور مرتبہ حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔

(۸۱) **ایسی پانچ باتیں قاضی پر واجب ہیں کہ ظاہر پر حکم لگائے**: امیرالمومنین (علی ابن ابی طالبؑ) نے فرمایا کہ پانچ باتیں قاضی پر ایسی ہیں کہ ظاہر پر حکم لگائے (۱) امر ولایت (۲) ازواج (۳) وراثت (۴) ذبائح (۵) شہادت۔ جب گواہان ظاہر میں ٹھیک ہوں ان کی گواہی قبول ہو باطن کی پوچھ نہیں ہوگی۔

(۸۲) **پہل کرنے والے پانچ اشخاص**: حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ پہل کرنے والے پانچ ہیں۔(۱) میں عرب میں سبقت کرنے والا ہوں (۲) فارس سے سلمان فارسیؓ (۳) روم سے صہیبؓ (۴) حبش سے بلالؓ (۵) نبط (قبط) سے خبابؓ۔

(شرح: نبط ایک خانہ بدوش قبیلہ تھا جو عراق اور نجد کے گردونواح میں رہائش رکھتے تھے اور ان کا نسب چند قبیلوں کے اختلاط سے وجود میں آیا تھا)۔

(۸۳) **جناب عبد المطلبؑ نے زمانہ جاھلیت میں پانچ باتوں کی بنیاد رکھی اور اللہ تعالیٰ نے انھیں اسلام میں باقی رکھا**: رسول اللہؐ نے اپنی وصیت میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے فرمایا کہ (جناب) عبدالمطلبؑ نے زمانہ جاہلیت میں پانچ چیزوں (سنن) کی بنیاد رکھی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام میں باقی رکھا۔(۱) باپ کی عورتوں کو بیٹوں کے لئے حرام قرار دیا۔ اللہ نے اس آیت کو نازل کیا **ولا تنکحوا ما نکح اباؤ کم من النساء** (سورۃ النساء۔ آیت نمبر۲۲) (۲) خزانہ ملا تو اس کا خمس نکال کر صدقہ دیا۔ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی **واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ** (سورہ انفال۔ آیت نمبر۴۱) (۳) جب زمزم کو نکالا تو اس کا نام سقایۃ الحاج رکھا۔ اللہ نے یہ آیت نازل کی **اجعلتم سقایۃ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام کمن آمن باللہ والیوم الاخر** (سورہ توبہ۔ آیت نمبر۱۹) (۴) قتل کی دیت (خون بہا) سو اونٹ قرار دی اللہ نے اس کو اسلام میں باقی رکھا۔ (۵) قریش نے طواف کعبہ کی گنتی مقرر نہیں کی تھی۔ عبدالمطلبؑ نے سات مرتبہ چکر لگانا مقرر کیا۔ اللہ نے اس کو اسلام میں باقی رکھا۔ اے علیؑ عبدالمطلبؑ بتوں کے وسیلے سے قرعہ اندازی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی بتوں کی پوجا کرتے تھے اور نہ ان (بتوں) کی قربانی کھاتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں دین ابراہیمؑ پر قائم ہوں۔

(۸۴) **ولیمہ صرف پانچ باتوں میں ھے**: جناب ابوالحسن (امام موسیٰ کاظمؑ) نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ولیمہ صرف پانچ باتوں میں ہے۔ (۱) عرس کے وقت (۲) خرس کے وقت (۳) عذار کے وقت (۴) دکار کے وقت (۵) رکاز کے وقت۔ عرس شادی کرنے کو، خرس لڑکے کی ولادت کو، عذار ختنہ کرنے کو، دکار گھر خریدنے کو، اور رکاز مکہ سے واپس آنے کو کہتے ہیں۔

نبی کریمؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علیؑ! ولیمہ پانچ باتوں میں ہے (۱) شادی کرتے وقت (۲) لڑکے کی پیدائش کے وقت (۳) ختنہ کرتے وقت (۴) مکان خریدتے وقت (۵) مکہ سے واپسی کے وقت۔

کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ گھر بناتے وقت یا خریدتے وقت لوگوں کو کھلانے کے لئے جس کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے اس کو وکیرہ کہتے ہیں۔ دکار اسی سے ہے۔ سفر سے واپس آنے کے وقت جس کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے اس کو نقیعہ کہتے ہیں۔ رکاز لغت میں غنیمت کو کہتے ہیں۔ سفر مکہ حج سے واپسی پر جو کھانا کھلایا جاتا ہے اس کو بڑے ثواب کی وجہ سے غنیمت کہتے ہیں۔ جیسے نبی اکرمؐ کا فرمان ہے کہ گرمی میں روزہ رکھنا ٹھنڈی غنیمت ہے۔

(۸۵) **نبی اکرمؐ کا اللہ سے علیؑ کے بارے میں پانچ باتوں کا سوال کرنا:** رسول اللہؐ نے (حضرت) علیؑ سے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تیرے بارے میں پانچ باتوں کا سوال کیا اور اللہ نے اسے منظور فرمایا اللہ تعالیٰ سے پہلا سوال کیا کہ سب سے پہلے میری قبر شگافتہ ہو۔ میں اپنے سر سے مٹی جھاڑوں اور تو میرے ساتھ ہو۔ اللہ نے میری اس دعا کو قبول فرمایا۔ اللہ سے دوسرا سوال یہ کیا کہ تو مجھے میزان کے پاس کھڑا کرے اور تو میرے ساتھ ہو۔ اس نے یہ عطا کر دیا۔ اللہ سے میرا تیسرا سوال یہ تھا کہ قیامت کے دن تو میرا پرچم اٹھانے والا ہو۔ اس نے قبول فرمایا۔ اور میرا چوتھا سوال یہ تھا کہ اے میرے رب میری امت کو میرے حوض سے تو (اے علیؑ) اپنے ہاتھ سے سیراب کرے اللہ نے قبول فرمالیا۔ اور اللہ سے میرا پانچواں سوال یہ تھا کہ قیامت کے دن جنت میں جاتے وقت تو میری امت کا قائد بنے اور اس نے منظور فرمایا۔ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ پر یہ احسان کیا۔

رسول اللہؐ نے فرمایا: یا علیؑ! بے شک میں نے تیرے بارے میں پانچ باتوں کا سوال کیا اور اس نے قبول فرمایا۔ پہلی بات یہ ہے کہ میں نے اس (اللہ) سے سوال کیا کہ جب میری قبر شگافتہ ہو میں اپنے سر سے مٹی جھاڑوں تو تم میرے ساتھ ہو۔ اس نے قبول کیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے اس (اللہ) سے سوال کیا کہ تو مجھے میزان کے قریب ٹھہرا اور تم میرے ساتھ ہو اس نے قبول کیا۔ تیسری بات یہ ہے کہ اے میرے رب تو علیؑ کو میرے علم (پرچم) کا اٹھانے والا بنا، جو اللہ کا علم اکبر ہے اور جس پر لکھا ہوا ہے کہ فلاح پانے والے جنت میں جائیں گے۔ اس نے قبول کیا۔ چوتھی بات یہ ہے کہ میں نے اس سے سوال کیا کہ تم میری امت کو حوض (کوثر) سے اپنے ہاتھ سے پلاؤ۔ اس نے قبول کیا۔ پانچویں بات یہ ہے کہ جنت میں لے جانے کے لئے قائد بنائے۔ اس نے قبول کیا۔ اللہ کا شکر ہے اس بات کا کہ اس نے یہ احسان کیا۔

(۸۶) **پانچ بے مثال نصیحتیں:** حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا پانچ نصیحتیں ایسی ہیں کہ اگر ان کو تمام دنیا میں تلاش کرو تو ان کی مانند نہ پاسکو گے۔ (۱) بندے کو اپنے گناہ سے ڈرنا چاہئے اور (۲) اپنے رب سے امید رکھنا چاہئے۔ (۳) اگر کسی سے سوال کیا جائے اور وہ لاعلم ہو تو اس کو اس کے معلوم کرنے میں شرم نہیں کرنی چاہئے۔ (۴) اور سمجھے کہ خدا بہتر جانتا ہے۔ (۵) صبر کا ایمان سے ایسا تعلق ہے جیسا جسم سے سر کا۔ جس میں صبر نہیں اس میں ایمان نہیں ہے۔ شعبی نے کہا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مجھ سے پانچ کلمات جان لو۔ اگر سواری پر سوار ہو کر ان کو تلاش کرو تب بھی نہ پا سکو گے۔ (۱) ہر ایک کو اللہ سے امید رکھنی چاہئے (۲) اپنے گناہوں سے ڈرنا چاہئے (۳) اگر کسی چیز کا علم نہ ہو تو اس کے معلوم کرنے میں شرم نہیں کرنی چاہئے (۴) بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے تمہیں معلوم ہونا چاہئے (۵) صبر کا تعلق ایمان سے ایسا ہے جیسے سر کا تعلق جسم سے اگر جسم اچھا ہے تو اس کا سر بھی اچھا ہے۔

(۸۷) **یوم جمعہ میں پانچ باتیں ہیں:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے بہتر ہے۔ یوم جمعہ میں اللہ نے پانچ باتیں رکھی ہیں۔ (۱) اللہ نے آدمؑ کو جمعہ کے دن پیدا کیا (۲) جمعہ کے دن انہیں زمین پر اتارا گیا (۳) جمعہ کے دن ان کو موت دی (۴) اس روز اللہ سے بندہ جو سوال کرے گا قبول ہوگا مگر یہ کہ سوال حرام سے متعلق نہ ہو (۵) تمام مقرب فرشتے، آسمان، زمین، ہوا، پہاڑ، سمندر اور خشکی چاہتے ہیں کہ قیامت جمعہ کے روز واقع ہو۔

(۸۸) **پانچ عورتوں سے نکاح بُرا ہے:** زید بن ثابت سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اے زید تو نے شادی کی ہے؟ زید نے کہا: ''نہیں''۔ آپؐ نے فرمایا: اپنی عفت کی پاسداری کرتے ہوئے شادی کرو۔ مگر پانچ عورتوں سے شادی نہ کرنا۔ زید نے عرض کیا: یارسول اللہ کون سی عورتیں ہیں؟ رسول اللہؐ نے فرمایا: (۱) شہبرہ (۲) لہبرہ (۳) نہبرہ (۴) ہیدرہ (۵) لفوت سے شادی نہ کرنا۔ زید نے کہا:

اللہؐ میں ان عورتوں کو نہیں جانتا۔ ان عورتوں کے متعلق مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: کیا تم عرب نہیں ہو۔ شہبرہ ٹیڑھی بے شرم عورت کو کہتے ہیں۔ لہبرہ بلند قامت لاغر کو کہتے ہیں۔ نہبرہ کوتاہ بدطینت کو کہتے ہیں۔ ہیدرہ بوڑھی مکار عورت کو کہتے ہیں۔ لفوت وہ ہے جس نے غیر مرد سے زنا کرا کر بچہ جنا ہو۔

(۸۹) **اچھے بندے پانچ اچھے کام کرتے ھیں:** ابوجعفر محمد بن علی الباقر (علیہما السلام) نے فرمایا کہ رسول اللہؐ سے اچھے بندوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اچھے بندے وہ ہیں جو (۱) نیکی کر کے خوش ہوتے ہیں (۲) جب غلطی کرتے ہیں تو استغفار کرتے ہیں (۳) جب انہیں عطا کیا جاتا ہے تو شکر ادا کرتے ہیں (۴) جب مصیبت میں مبتلا ہوں تو صبر کرتے ہیں (۵) اور جب ناراض ہوں تو معاف کر دیتے ہیں۔

(۹۰) **اچھی بات میں پانچ باتیں ھیں:** جناب علیؑ بن حسینؑ (امام زین العابدینؑ) نے فرمایا کہ اچھی بات مال کو زیادہ، روزی کو کشادہ، موت کو ٹالتی ہے، انسان کو خاندان میں محبوب بناتی ہے اور بہشت میں لے جاتی ہے۔

(۹۱) **نبی (محمدؐ) کی امت کو رمضان میں پانچ ایسی باتیں ملی ھیں جو اس سے پہلے کسی نبی کی امت کو نہیں ملیں:** نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ میری امت کو ماہ رمضان میں پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں جو پہلے کسی امت کو نہیں دی گئیں۔ (۱) رمضان کی پہلی رات کو اللہ تعالی امت محمدی پر نظر ڈالتا ہے اور جس کو دیکھتا ہے اس پر کبھی عذاب نہیں کرتا (۲) شام کے وقت ان کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی بو سے زیادہ پاکیزہ ہے (۳) فرشتے دن رات ان کی بخشش طلب کرتے ہیں (۴) اللہ تعالی جنت کو حکم دیتا ہے کہ ان کی بخشش طلب کرے ان کے لئے اپنے آپ کو مزین کرے تا کہ ان سے غم اور رنج دور ہو اور میری جنت اور کرامت میں آئیں (۵) رمضان کی آخری شب میں ان کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ایک شخص نے کہا کہ رسول اللہؐ شب قدر میں کیا ہوتا ہے؟ (آپؐ نے) فرمایا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب مزدور اپنا کام ختم کر دیتا ہے تو مزدوری مانگتا ہے تو اسے مزدوری دی جاتی ہے۔

(۹۲) **قیامت کے دن پانچ اشخاص پانچ آدمیوں سے بھاگیں گے:** حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام مسجد کوفہ میں تھے کہ ایک شام کے رہنے والے نے دریافت کیا کہ اس آیت **یوم یفر المرء من اخیه و امه و ابیه و صاحبه و بنیه** (سورہ عبس آیات ۳۴ تا ۳۶) کی تفسیر کیا ہے؟ اس روز مرد بھائی سے، ماں سے، باپ سے، بیوی سے، بچوں سے بھاگے گا یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: قابیل، ہابیل سے بھاگے گا، موسیؑ اپنی ماں سے بھاگے گا۔ باپ سے ابراہیمؑ بھاگے گا۔ بیوی سے لوطؑ بھاگے گا۔ اپنے بیٹے سے نوحؑ بھاگے گا۔ وہ اپنے بیٹے کنعان سے بھاگے گا۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ موسیؑ اپنی ماں سے اس لئے بھاگے گا کہ اس سے ماں کے حق میں کوئی کوتاہی نہ ہو جائے۔ ابراہیمؑ اپنے مشرک مربی باپ (آزر) سے بھاگے گا، اپنے حقیقی باپ تارخ سے نہیں بھاگے گا۔

(۹۳) **پانچ انبیاء نے عربی میں گفتگو کی:** حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کوفہ کی جامع مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شامی نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ وہ پانچ نبی کون ہیں جنہوں نے عربی میں کلام کیا؟ فرمایا: ہودؑ، صالحؑ، شعیبؑ، اسماعیلؑ اور محمد صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(۹۴) **اللہ کی بدترین مخلوق پانچ ھیں:** ایک شامی نے کہا کہ میں نے نبی اکرمؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی بدترین مخلوق پانچ ہیں۔ (۱) ابلیس (۲) ابن آدم (قابیل) جس نے اپنے بھائی (ہابیل) کو قتل کیا (۳) فرعون ذوالاوتاد (میخوں والا فرعون) (۴) بنی اسرائیل کا ایک مرد جس نے اپنی قوم کو ان کے دین سے منحرف کر دیا تھا (۵) امت کا وہ شخص جس نے کفر کی بنیاد پر باب لد کے پاس لوگوں سے بیعت لی۔ شامی نے

کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ معاویہ کی بیعت باب لد کے پاس کی جارہی ہے تو مجھے رسول اللہؐ کا فرمان یاد آیا اور میں نے معاویہ کی بیعت چھوڑ دی اور حضرت علیؑ کے ساتھ ہوگیا اور آپؑ کے ساتھ رہا۔

﴿چھٹا باب﴾

(۱) **اس امت کی چھ باتیں:** زر بن حبیش نے کہا کہ میں نے محمدؒ بن حنفیہ کوفرماتے ہوئے سنا کہ ہم میں چھ شخصیات ایسی ہیں جو نہ ہم سے پہلے اور نہ آئندہ آنے والے لوگوں میں ہوں گی۔(۱) سید المرسلین محمدؐ (۲) سید الوصیین حضرت علیؑ (ابن ابی طالبؑ) (۳) سید الشہداء حمزہؑ (۴) سید الشباب اہل الجنتہ حضرت حسنؑ اور حسینؑ (۵) زینت شدہ پروں والے حضرت جعفر طیار (ابن ابی طالبؑ) جو جنت میں جہاں چاہیں اڑتے ہیں (۶) اور امت کے مہدیؑ جن کے پیچھے عیسیٰؑ بن مریمؑ نماز پڑھیں گے۔

(۲) **زنا کی وجہ سے چھ باتیں ہوتی ھیں:** رسول اللہؐ نے لوگوں سے کہا تمہیں زنا سے بچنا چاہئے اس سے دنیا میں تین باتیں ہوتی ہیں اور تین باتیں آخرت میں ہوں گی۔(۱) خوشی نہیں ملے گی (۲) فقر اور تنگ دستی ہوگی (۳) عمر کم ہوگی۔آخرت میں یہ باتیں ہوں گی (۱) خدا کی ناراضگی (۲) براحسب (۳) ہمیشہ دوزخ میں رہنا۔پھر نبی اکرمؐ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا **لبئس ما قدمت لھم انفسھم ان سخط اللہ علیھم وفی العذاب ھم خالدون.** (سورہ مائدہ آیت ۸۰) ''جو باتیں ان کے نفسوں نے ان کے سامنے پیش کی ہیں وہ ضرور بری ہیں کہ خدا ان سے ناراض ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے''۔

حضرت علیؑ سے نبی اکرمؐ نے وصیت فرمائی کہ زنا کرنے سے چھ باتیں ہوں گی۔تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔دنیا میں خوشی نہیں ہوگی، جلد موت آئے گی اور رزق ختم ہوگا۔آخرت میں براحساب، اللہ کی ناراضگی اور ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہوگا۔

ابی عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا زانی چھ باتوں میں گرفتار ہوگا تین باتیں دنیا میں ہوں گی اور تین آخرت میں۔دنیا میں چہرے کا نور جاتا رہے گا۔تنگدستی ہوگی اور جلد موت آئے گی۔اور آخرت میں اللہ ناراض ہوگا، براحساب ہوگا اور ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

(۳) **نبی اکرمؐ نے فرمایا مجھ سے چھ باتوں کا وعدہ کرو میں تمہیں جنت دلانے کا وعدہ کرتا ہوں:** رسول اللہؐ نے فرمایا: مجھ سے چھ باتوں کا وعدہ کرو میں تمہیں جنت دلانے کا وعدہ کرتا ہوں (۱) جھوٹ نہ بولو (۲) وعدہ خلافی نہ کرو (۳) خیانت نہ کرو (۴) نگاہ کو حرام سے بچاؤ (۵) شرمگاہ کی حفاظت کرو (۶) اپنے ہاتھ اور زبان سے دوسروں کو نقصان نہ پہنچاؤ۔

(۴) **جنت میں لے جانے والی چھ باتیں ھیں:** ابوامامہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ کوفرماتے ہوئے سنا کہ (۱) میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہوگی (۲) خدا کی عبادت کرو۔پانچ نمازیں پڑھو (۳) ماہ صیام کے روزے رکھو (۴) اللہ کے گھر کا حج کرو (۵) اپنے مال کی زکوٰۃ دو تاکہ وہ پاک ہوجائے (۶) اور اپنے ائمہؑ کی فرمانبرداری کرو۔اور جنت میں داخل ہوجاؤ۔

(۵) **چھ ایسے انبیاء ھیں جن کے دو دو نام ھیں:** حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نے مسجد کوفہ میں اس وقت فرمایا جب ایک شامی نے آپ سے پوچھا کہ انبیاء کون سے ہیں جن کے دو دو نام ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: وہ (۱) یوشعؑ بن نون یا ذوالکفل (۲) یعقوبؑ یا اسرائیل (۳) خضرؑ یا ملیق (۴) یونسؑ یا ذوالنون (۵) عیسیٰؑ یا مسیح (۶) اور حضرت محمدؐ یا احمد صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(۶) **چھ ایسی چیزیں جو رحم مادر میں نھیں رھیں:** حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک شامی نے پوچھا کہ وہ چھ چیزیں کون سی ہیں جنہوں نے ماں کی رحم نہیں دیکھی؟ آپؑ نے فرمایا (۱) آدمؑ (۲) حواؑ

(۳) ابراہیمؑ کا مینڈھا (۴) عصاء موسیٰؑ (۵) ناقہ صالحؑ (۶) چمگادڑ جس کو حضرت عیسیٰؑ نے مٹی سے بنایا اور وہ اللہ کے حکم سے اڑنے لگی۔

(۷) **مرنے کے بعد چھ چیزیں مومن کے لئے فائدہ مند ھیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ مومن مرنے کے بعد چھ چیزوں سے فائدہ اٹھاتا ہے (۱) نیک فرزند سے جو اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتا رہے (۲) ایسے قران سے جب کوئی اس کی تلاوت کرتا ہے (۳) وقف کردہ پانی سے کاشت کاری میں (۴) درختوں سے (۵) صدقہ جاریہ سے (۶) ایسے نیک کام کی وجہ سے جس پر لوگ عمل کریں۔

(۸) **جنت کے دروازے پر لکھے ھوئے چھ کلمات:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا اس کے دروازے پر چھ کلمات سونے کے پانی سے لکھے ہوئے تھے۔(۱) **لا الہ الا اللہ** (۲) **محمد حبیب اللہ** (۳) **علی ولی اللہ** (۴) **فاطمۃ امۃ اللہ** (۵) **الحسن والحسین صفوۃ اللہ** (۶) **علیٰ مبغضیھم لعنۃ اللہ۔**

(۹) **مروت کی چھ اقسام:** رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مروت کی چھ اقسام ہیں تین حضر میں اور تین سفر میں۔ جو حضر میں ہیں یہ ہیں (۱) قران شریف کی تلاوت کرنا (۲) مساجد کی تعمیر کرنا (۳) مومنوں سے دوستی کرنا۔ جو باتیں سفر میں ہیں وہ یہ ہیں (۱) زاد راہ خرچ کرنا (۲) اچھا خلق (۳) گناہ کے بغیر مزاح۔

(۱۰) **خمس چھ سھم پر تقسیم:** زکریا بن مالک جعفی ابوعبداللہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے اس آیت " **واعلموا انما غنمتم من شیءٍ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل** " کی تفسیر میں فرمایا: تمہیں علم ہونا چاہئے اگر تمہیں مال غنیمت ملے تو اس کا خمس اللہ، رسول، ذوی القربیٰ، مساکین اور ابن سبیل (مسافر) کے لئے ہے۔ سہم خدا کے مالک رسول اللہؐ ہیں۔ جہاں چاہیں خرچ کریں۔ سہم رسول اللہؐ کے حق داران کے اقارب ہیں۔ یتیموں سے مراد یتامیٰ اہلبیت رسولؐ ہیں یہ چار حصے (سہم) مذکورہ چار حضرات کا حق ہیں۔ مساکین اور ابن سبیل کے متعلق تجھے معلوم ہے کہ ہم صدقے کا مال نہیں کھاتے وہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے یہ مساکین اور ابن سبیل کا حق ہے۔

(شرح: مقصد یہ ہے کہ سہم مساکین وابن سبیل سادات سے متعلق ہے۔ چونکہ فقیر اور ابن سبیل کی رعایت کرنا بھی ایک لازمی امر ہے اور چاہئے کہ ان کی حاجت براری کے لئے ایک اعتباری رقم ان کو دی جائے اور چونکہ یہ طے شدہ ہے کہ صدقہ سادات پر حرام ہے اس لئے اس کے بجائے خمس کا ایک سہم ایسے لوگوں کو دینا چاہیے)۔

(۱۱) **چھ چیزوں میں بندوں کو دخل نھیں ھے:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چھ چیزوں میں بندوں کو دخل نہیں ہے (۱) معرفت (۲) جہالت (۳) خوشی (۴) ناراضگی (۵) نیند (۶) بیداری۔

(شرح: بندوں کو اختیار نہیں کا مطلب یہ ہے کہ ان امور میں مخصوص اسباب ہوتے ہیں، جس وقت وہ اسباب مہیا ہو جائیں تو امور انجام پا جاتے ہیں لیکن ان اسباب کی غیر موجودگی میں کوئی ایسا نہیں کر سکتا کہ خود انہیں بنالے یا اپنے اوپر طاری کرلے۔ یا مقصد یہ ہے کہ ان امور میں خدا کی طرف سے کچھ باتیں طے کر دی گئی ہیں چنانچہ انسان کے معمولات میں ہے کہ ان امور کو اللہ تعالیٰ کے طے کردہ اُصولوں کے تحت انجام دے مثلاً یہ کہ معرفت کا حصول اس طریقہ سے کرے جو خدا نے معین کر دیا ہے اور وہ تعلیمات انبیاء ہیں اور جن چیزوں کو خدا چاہتا ہے ان سے خوش اور راضی رہے اور جن چیزوں کو خدا نے منع کر دیا ہے ان کو ناپسند کرے اور ان سے راضی نہ ہو)۔

(۱۲) **اللہ تعالیٰ چھ آدمیوں کو چھ باتوں کی وجہ سے عذاب دے گا:** امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چھ آدمیوں کو چھ باتوں کی وجہ سے عذاب دے گا۔ عرب کو تعصب اور نسل پرستی کی وجہ سے۔ دہقان کو تکبر کی وجہ سے۔ امراء کو ظلم کی وجہ سے۔ فقہا کو حسد کی وجہ سے۔ تاجروں کو خیانت کی وجہ سے اور دیہاتیوں کو نادانی کی وجہ سے۔

(۱۳) **مومن میں چھ باتیں نہیں ہوں گی:** حارث بن مغیرہ نضری سے روایت ہے کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ مومن میں چھ باتیں نہیں پائی جائیں گی۔ (۱) تنگی (۲) ناشناسی (۳) لجاجت (۴) جھوٹ (۵) حسد (۶) ظلم۔

(شرح: تنگی اور ناشناسی سے مطلب یہ ہے کہ اپنے دینی بھائیوں کے روبرو مفلس اور بخیل بن جائے اور ان کی مدد اور ساتھ دینے کے لئے آمادہ نہ ہو اور اس کے پاس آنے والوں اور حاجت مندوں سے اظہار آشنائی اور پذیرائی کی بجائے اپنے آپ میں اینٹھا رہے)۔

(۱۴) **چھ آدمی سلام کے لائق نہیں:** جعفر بن محمدؑ (امام صادق ؑ) نے اپنے آباءواجداد علیہم السلام سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ چھ اشخاص پر سلام نہیں کرنا چاہئے۔ (۱) یہودی (۲) مجوسی (۳) نصرانی (۴) رفع حاجت کرنے والا (۵) شراب کے دسترخوان پر بیٹھا ہوا شخص (۶) اس شاعر پر جو عفیفہ (نیک عورتوں) پر گناہ کی تہمت لگا رہا ہو اور ماؤں کو گالیاں دینے سے خوش ہونے والے پر۔

(۱۵) **چھ چیزیں عجیب ہیں:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ سلمان فارسیؓ نے کہا کہ مجھے چھ چیزوں سے تعجب ہوا، تین نے مجھے رلا دیا، تین نے مجھے ہنسا دیا۔ جن تین نے مجھے رلایا وہ یہ ہیں۔ (۱) دو دوستوں کا بچھڑنا۔ میرے دوست محمدؐ ہیں اور آپؐ کے طرف دار (۲) موت اور قیامت کا خوف (۳) حساب کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا۔ جن تین باتوں نے مجھے ہنسایا وہ یہ ہیں۔ (۱) اس طالب دنیا پر جس کو موت تلاش کر رہی ہے۔ وہ غافل ہے موت غافل نہیں ہے (۲) زور زور سے ہنسنے والے پر (۳) جس کو یہ علم نہیں کہ اللہ اس سے راضی ہے یا ناراض۔

(۱۶) **چھ جانوروں کو قتل کرنا منع ہے:** داؤد بن کثیر رقی کا بیان ہے کہ ہم ابی عبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص کا ادھر سے گزر ہوا جس کے ہاتھ میں ذبح شدہ ابابیل تھی۔ جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے اٹھ کر اس کے ہاتھ سے لے لی اور زمین پر پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ تمہارے فقیہ نے تمہیں اس بات کا حکم دیا ہے؟ میرے والد بزرگوار نے میرے آباءواجداد کے حوالے سے مجھے آگاہ کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے چھ جانوروں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ (۱) شہد کی مکھی (۲) چیونٹی (۳) مینڈک (۴) چغد (الو) (۵) ھدھد (۶) ابابیل۔

شہد کی مکھی پاکیزہ خوشبودار گھاس کھا کر عمدہ شہد بناتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی کی ہے۔ نہ وہ جنات سے ہے نہ انسانوں میں سے ہے۔

چیونٹی کے بارے میں یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں قحط پڑا، بارش کے لئے دعا کرنے کی خاطر صحرا کی طرف روانہ ہوئے۔ اچانک دیکھا کہ ایک چیونٹی اپنے پیروں پر کھڑی ہو کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے کہہ رہی ہے: اے ہمارے پروردگار ہم تیری مخلوق ہیں تیرے فضل کے محتاج ہیں، اولاد آدم کے احمق لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے تو ہمارا مواخذہ نہ کر۔ حضرت سلیمانؑ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلو۔ پروردگار عالم اور لوگوں کی دعا کرنے کی وجہ سے تمہیں بارش سے سیراب کرے گا۔

مینڈک کے بارے میں یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کے لئے کافروں نے آگ جلائی تمام جانوروں نے آگ بجھانے کی اجازت چاہی صرف مینڈک کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی۔ پانی ڈالنے کے دوران دو تہائی مینڈک جل کر مر گئے صرف ایک تہائی مینڈک بچے۔

ھدھد نے بلقیس کے ملک کی طرف سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی رہنمائی کی اور حضرت آدمؑ کو سراندیپ سے لے کر جدہ تک لانے کے لئے ایک ماہ تک رہنمائی کرتا رہا۔

ابابیل کے بارے میں یہ ہے کہ لوگوں نے اہل بیت علیہم السلام پر ظلم کیا۔ غم اہل بیت محمدؐ میں ابابیل ہمیشہ آسمان پر پرواز کرتی رہتی ہے۔ اس کی تسبیح اور قراءت **الحمد لله رب العالمين** ہے۔ آخر میں **ولا الضالين** کہتی ہے۔

(۱۷) **اللہ نے چھ باتوں کو اپنے رسول ان کے اوصیاء اور ان کے ماننے والوں کے لئے ناپسند کیا:** جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ جناب رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے چھ چیزیں ناپسند کی ہیں کہ وہ میری اولاد سے ہونے والے اوصیاء جو میرے بعد ہوں گے کے لئے اور ان کے ماننے والوں کے لئے بھی ناپسند کی ہیں۔ (۱) نماز میں عبث حرکات (۲) روزہ کی حالت میں جماع کرنا (۳) کچھ دینے کے بعد احسان جتانا (۴) جنابت کی حالت میں مسجد میں آنا جانا (۵) غیروں کے گھروں میں اوپر سے جھانکنا (۶) قبرستان میں ہنسنا۔

(۱۸) **دین محمدی کی چھ آسان باتیں ھیں:** یونس نے کہا کہ جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ (میں نے) عرض کیا کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں۔ (آپؑ نے) فرمایا کہ دین محمدی کی چھ آسان باتیں ہیں۔ (۱) نماز پڑھنا (۲) زکوٰۃ ادا کرنا (۳) ماہ رمضان میں روزے رکھنا (۴) بیت اللہ (خانہ کعبہ) کا حج کرنا (۵) امامؑ کی اطاعت کرنا (۶) حقوق مومن ادا کرنا۔ جو شخص مومن کا حق ادا نہیں کرے گا اسے اللہ قیامت کے روز پانچ سو سال پیروں کے بل کھڑا رکھے گا۔ اس کے پسینہ سے وادیاں بہہ نکلیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک آواز دینے والا ندا دے گا کہ یہ وہ ظالم شخص ہے جس نے مومن کا حق ادا نہیں کیا تھا۔ چالیس سال تک ملامت کی جائے گی پھر حکم ہوگا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ۔

(۱۹) **چھ آدمی نجیب نھیں ھیں:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چھ آدمی نجیب نہیں ہیں۔ سندی، زنجی، ترک، کُردی، خوزی اور رے کا اصلی باشندہ۔

(شرح: یہ لوگ صدور حدیث کے وقت مسلمانوں کے قیدی تھے اور ان کی عورتوں کو کنیز بنا لیا گیا تھا فرمایا کہ ان سے بچے نہ پیدا کراؤ کہ وہ اچھے نہیں ہوں گے)۔

(۲۰) **عزل چھ مقامات پر جائز ھے:** یعقوب جعفری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالحسن (امام موسیٰ کاظمؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ چھ وجوہ (مقامات) پر عورت کی رحم سے باہر نطفہ (منی) ڈالنا جائز ہے۔ (۱) وہ (بانجھ) عورت جس کو بچے کی پیدائش کا یقین نہ ہو (۲) بوڑھی عورت (۳) سلیطہ (زبان دراز عورت) (۴) بے شرم بے آبرو (۵) جو اپنے بچے کو ضائع کردے، دودھ نہ دے، ٹھیک پرورش نہ کرے (۶) کنیز۔

(۲۱) **ناجائز ذخیرہ اندوزی چھ چیزوں میں ھے:** رسول اللہؐ نے فرمایا احتکار (ناجائز ذخیرہ اندوزی) چھ چیزوں میں ہوتی ہے۔ گندم، جو، کھجور، کشمش، گھی، اور زیت (زیتون کا تیل)۔

(شرح: ان اجناس کا جمع کرنا اس ارادہ سے کہ مہنگی کر کے فروخت کی جائیں احتکار کہلاتا ہے کیونکہ یہ وہ اشیائے خوردنی ہیں کہ زندہ رہنے کے لئے لوگ ان کے محتاج ہیں۔ احتکار کا اطلاق ارزانی کے دنوں میں چالیس دن اور گرانی کے موقع پر تین دن تک ان اشیاء کے روکنے پر ہے)۔

(۲۲) **چھ چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگنا چاہئیے:** حضرت ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ رسول اللہؐ ہر روز چھ چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے تھے۔(۱) شر (برائی) (۲) شرک (۳) بے جا تعصب (۴) غضب (۵) ستم (۶) حسد۔

(۲۳) **چھ چیزوں کی کمائی حرام میں داخل ہے:** حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کی کمائی ناجائز ہے۔(۱) لاش کی قیمت لینا (۲) کتے کا کاروبار (۳) شراب کا کاروبار (۴) زانیہ عورت کی کمائی (۵) حاکم کی رشوت (۶) کاہن کی اجرت۔

عمار ابن مروان نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ سحت (حرام کی کمائی) کی کئی قسمیں ہیں۔ فیصلہ کرنے کی اجرت۔ ظالم حکام کے کارندوں سے ملا ہوا مال۔ بدکاروں کے زنا کی اجرت۔ شراب اور نشہ آور نبیذ کی قیمت اور سود کی رقم جبکہ اس کی حرمت کا علم ہو چکا ہو۔ اے عمار فیصلے کی اجرت لینا خدائے بزرگ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر ہے۔

(شرح: سحت مال حرام ہے۔ کاہن وہ ہے جو غیب گوئی کرتا ہے اور اس کی اجرت لیتا ہے جیسے فال دیکھنے والا، ہاتھ دیکھنے والا، رمّال اور انہی کی مثل دوسرے۔)

(۲۴) **چھ چیزوں کی محبت اللہ کے نزدیک گناہ کا پہلا موجب ہے:** حضرت ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ رسول اللہؐ کا ارشاد پاک ہے کہ اللہ کے نزدیک چھ چیزوں کی محبت گناہ کا پہلا موجب ہے۔(۱) دنیا کی محبت (۲) ریاست کی محبت (۳) کھانے کی محبت (۴) عورتوں کی محبت (۵) نیند کی محبت (۶) آرام کی محبت۔

(۲۵) **مالک پر جانور کے چھ حقوق:** رسول اللہؐ نے فرمایا: جانور اپنے مالک پر چھ حقوق رکھتا ہے۔(۱) جب منزل پر پہنچے تو اس کو خوراک دے (۲) جب پانی دیکھے تو اس کو پانی کے پاس لے جائے (۳) اس کے منہ پر کوئی چیز نہ مارے کیونکہ وہ اپنے رب کی تسبیح کرتا ہے (۴) صرف راہ خدا میں اس پر سوار ہو (۵) طاقت سے زیادہ وزن نہ لادے (۶) طاقت کے مطابق چلائے (ہانکے)۔

(۲۶) **چھ آدمی سلام اور چھ آدمی پیش امامت کے قابل نہیں ہیں اور چھ آدمیوں میں قوم لوطؑ کی چھ باتیں ہیں:** اصبغ بن نباتہ نے کہا کہ میں نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ چھ آدمی سلام اور چھ آدمی پیش نمازی کے قابل نہیں ہیں۔ چھ آدمیوں میں قوم لوطؑ کی عادتیں پائی جاتی ہیں۔ جن کو سلام کرنا جائز نہیں وہ یہ ہیں (۱) یہودی (۲) نصاریٰ (۳) نرد باز (چوسر کھیلنے والے) اور شطرنج کھیلنے والے (۴) شراب پینے والے (۵) بربط اور طنبورہ بجانے والے (۶) ایک دوسرے کو ماں کی گالیاں دے کر خوش ہونے والے اور شاعر۔

وہ لوگ جو پیش نماز ہونے کے لائق نہیں ہیں وہ یہ ہیں۔(۱) ولد الزنا (نطفہ حرام کی پیدائش) (۲) مرتد (۳) وہ بدو جو اسلامی شہر سے جا کر دوبارہ بیابان گردی میں مصروف ہو گیا ہو (۴) شرابی (۵) جس پر خلاف شرع فعل انجام دینے کی وجہ سے حد جاری ہو چکی ہو (۶) جس کی ختنہ نہ ہوئی ہو۔ قوم لوطؑ کے کام یہ تھے۔(۱) شعبدہ بازی (۲) دف بجانا (۳) گوند چبانا (۴) تکبر سے زمین پر دامن کھینچنا (۵) قبا کے بٹن کھول دینا (۶) قمیض کے بٹن کھول دینا۔

(۲۷) **تفسیر کلمات جو اصل ہجا ہیں:** حضرت امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) نے فرمایا کہ عثمان بن عفان نے

رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ حروف ابجد کی کیا تفسیر ہے؟ (آپؐ نے) فرمایا کہ ابجد کی تفسیر سیکھو۔ اس میں عجیب وغریب چیزیں پوشیدہ ہیں۔ جو عالم اس کی تفسیر نہیں جانتا اس کے لئے ہلاکت ہے۔ عرض کیا گیا کہ کیا تفسیر ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ الف سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نام کا ایک حرف۔ با (ب) سے مراد بہجت (خوشی) اور نشاط خدا ہے۔ ج سے جنت خدا اور جمال خدا مراد ہے۔ دال سے دین خدا مراد ہے۔ ہوز کی ہا سے مراد ھاویہ، یہ قرارگاہ دوزخ ہے۔ جو دوزخ میں آ گیا اس کے لئے ہلاکت ہے۔ واؤ سے مراد دوزخ والوں کے لئے ہلاکت ہے۔ زاء سے دوزخ کا کونہ مراد ہے میں اس سے پناہ مانگتا ہوں۔ "حطی" کی "حا" سے مراد شب قدر میں گناہگاروں کے بخشش مانگنے سے گناہوں کا گرنا ہے، شب قدر میں صبح تک حضرت جبرئیل علیہ السلام بہت سے فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔ "طا" سے مراد طوبیٰ اور اچھا انجام ہے۔ طوبیٰ ایک درخت ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بویا ہے، جس میں اپنی روح پھونکی ہے، جنت کی دیواروں کے باہر سے اس کی شاخیں دکھائی دیتی ہیں۔ جن سے زیور اور پوشاک پیدا ہوتی ہیں، پھل پیدا ہوتے ہیں جو جنت والوں کے منہ کے سامنے آتے ہیں اور پختہ ہوتے ہیں۔ "یاء" سے مراد اللہ تعالیٰ کا ید (ہاتھ) ہے جو ساری مخلوق کے اوپر ہے۔ مشرکوں کے قول سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ "کلمن" کا "کاف" اللہ کا کلام ہے۔ " **لا تبدیل لکلمات الله و لن تجد من دونه ملتحدا** " (سورہ کہف آیت ۲۷) "اس کے کلمات کو بدلنے والا کوئی نہیں اور تم ہرگز اس کے سوا کسی کو جائے پناہ نہیں پاؤ گے"۔ "لام" سے مراد جنت والوں کا آنا جانا ہے دیکھنے کے لئے ایک دوسرے کو خوش آمدید اور سلام کہنے کے لئے اور دوزخ والوں کو ملامت کرنے کے لئے۔ "میم" سے مراد اللہ تعالیٰ کی سلطنت ہے جس کو زوال اور فنا نہیں ہے۔ نون (ن) سے مراد نون وقلم جس سے لکھتے ہیں۔ قلم نور کا ہے، کتاب نور کی ہے جو "لوح محفوظ" میں ہے۔ "سعفص" میں "ص" (صاد) یعنی جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ "قرشت" اللہ تعالیٰ بندوں کو جمع کرے گا۔ قیامت کے روز زندہ کرے گا اور حق فیصلہ کرے گا اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ (میں نے کتاب "معانی الاخبار" میں حروف ابجد کی تفسیر بیان کی ہے، شیخ صدوق)۔

(۲۸) **دیوانے میں چھ باتیں پائی جاتی ھیں:** حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ ایک مجمع کے قریب سے گزرے تو فرمایا: (تم لوگ) کیوں جمع ہو؟ عرض کیا گیا: یہ شخص دیوانہ ہے جو بے ہوش ہے۔ فرمایا: دیوانہ نہیں بلکہ بیمار ہے۔ تمہیں حقیقی دیوانے سے آگاہ کروں؟ عرض کیا گیا: کیوں نہیں۔ فرمایا: دیوانہ وہ ہے جو اکڑ کر راہ چلتا ہو، ترچھی آنکھ سے دیکھتا ہو، اپنے کندھوں کو حرکت دیتا ہو، جنت کی امید کرتا ہو حالانکہ گناہ کرتا ہو، اس کے شر سے کوئی محفوظ نہ ہو اور اس سے بھلائی کی توقع نہ ہو اور یہ شخص تو بیمار ہے۔

(۲۹) **چھ نمازوں میں توجه سنت ھے:** شیخ صدوق نے کہا کہ میرے والد نے اپنے رسالے میں لکھا ہے کہ چھ نمازوں میں توجہ سنت ہے۔ پہلی رکعت نماز شب، نماز وتر، نماز ظہر کی پہلی رکعت، نماز مغرب کی پہلی رکعت اور نوافل مغرب کی پہلی رکعت۔

(شرح: توجہ سے مقصود یہ ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے سات تکبیریں پڑھے اور جو دعائیں ان سے پہلے ان کے بعد اور ان کے درمیان وارد ہوئی ہیں انہیں پڑھے خاص طور پر دعائے توجہ یعنی **اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالْبَعثَةَ مُقَاماً مَحْمُودَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.** اور ساتویں تکبیر کے بعد ان آیات کو: **وجهت وجهی للذی فطر السمٰوٰت ولارض......** (سورہ انعام آیت ۷۹) تا **بذلک امرت وانا اول المسلمین** (آیت ۱۶۳) ہم ان دعاؤں کو فروع دین کی دوسری جلد اور نصوص احکام فقہ فارسی میں اسناد کے ساتھ کیفیت نماز کے باب میں تفصیل کے ساتھ نقل کر چکے ہیں جو چاہتا ہو اس کی طرف رجوع

کرے۔ باقر کمرہ ای)۔

(۳۰) **شہید کی چھ چیزیں اتار کر باقی کے ساتھ دفنا دینا چاھئیے:** حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ شہید سے پوستین، موزہ، عمامہ، کمر بند اور شلوار اتارنی چاہئے۔ اگر یہ چیزیں خون آلود ہوں تو چھوڑ دینی چاہئیں اور کمر کو کھول دینا چاہئے۔

(۳۱) **لوگ چھ قسم کے ھیں:** حضرت ابی عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ لوگ چھ قسم کے ہیں۔ (۱) مُستضعَف (۲) مُؤلَّف (۳) مرجی (۴) اپنے گناہ کا اقرار کرنے والا (۵) ناصبی (دشمن اہل بیتؑ) (۶) مومن۔

(شرح: مُستضعَف وہ ہے جس کی عقل کمزور ہے اور وہ اصول دین اور عقائد کو منطق اور برہان سے سمجھنے کے قابل نہ ہو اور اس کی دینداری ماحول کے زیر اثر اور عادت کے تحت ہوتی ہے۔

مُؤلَّف: وہ ہے جو دنیاوی اور مدنی فوائد حاصل کرنے کے لئے دین کو اختیار کرے۔

مرجی: وہ ہے جو دین میں ثبات واستقامت نہ رکھتا ہو۔ اس کا دینی مزاج رنگ برنگ کا ہو۔ خدا ہی جانے کہ اس کی عاقبت کیسی ہوگی۔

ناصبی: وہ ہے جو ائمہؑ اور خاندان پیغمبرؐ سے اظہار دشمنی کرتا ہو)۔

(۳۲) **جو علیؑ کو دوست رکھتا ھو اس کو چھ باتوں سے پرھیز کرنا چاھئیے:** حضرت ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ حارث اعور نے حضرت امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) سے کہا کہ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ فرمایا: جب تو مجھے دوست رکھتا ہے تو مجھ سے (۱) جھگڑا نہ کرنا (۲) مجھ سے فریب نہ کرنا (۳) مجھ سے سبقت نہ کرنا (۴) مجھ سے شوخی نہ کرنا (۵) مجھے خوار کرنے کا نہ سوچنا (۶) میرے ساتھ مرافعہ نہ کرنا (مقام ومنزلت میں میرے اوپر ہونے کی کوشش نہ کرنا)۔

(شرح: مقصد یہ ہے کہ دوستوں کے ساتھ یہ کام نہیں کرنے چاہئیں۔ ان میں بعض کام تو دعوائے دوستی کے موافق نہیں ہوتے۔ اور بعض دوستی کو ڈھو ڈالتے ہیں انہی بعض کاموں کی وجہ سے دوستی ختم ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ دوستی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔)

(۳۳) **اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراھیمؑ کے پاس انگوٹھی بھیجی جس پر چھ کلمات تھے جس کی وجہ سے آگ ٹھنڈی ھو گئی:** حسین ابن خالد نے کہا کہ میں نے امام ابی الحسن موسیٰ کاظمؑ سے عرض کیا کہ آدم علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش کیا تھا؟ فرمایا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہؐ۔ وہ اس انگوٹھی کو بہشت سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ جب حضرت نوحؑ کشتی میں سوار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اگر تمہیں غرق ہونے کا خوف ہو تو مجھے ہزار بار اکیلا (لا الہ الا اللہ) کہہ کر یاد کرو، تم اور تمہارے ساتھ جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ غرق نہیں ہوں گے۔ فرمایا: جب نوحؑ اور ان کے ساتھی کشتی میں سوار ہوئے تو تیز ہوا چلی اور نوحؑ کو ہلاکت کا خوف ہوا۔ نوحؑ کو اتنی فرصت نہ تھی کہ ہزار بار لا الہ الا اللہ کہتے۔ سریانی (زبان) میں ہزار بار "**ھلو لیا ھزار ھزار یا ھاریا ماریاً اتقن**" کہا کہ مجھے نجات دے۔ کشتی کا اضطراب ختم ہوا۔ اور سفینہ چل پڑا۔ نوحؑ نے کہا کہ اللہ نے جس کلام سے غرق ہونے سے نجات دی میں اس کو اپنے سے جدا نہیں کروں گا۔ ہزار بار لا الہ الا اللہ اپنی انگوٹھی پر کندہ کیا اور کہا: پالنے والے میری اصلاح کر۔ حضرت سلیمان بن داؤدؑ کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے کلمات سے جنوں پر قابو دیا۔ جب ابراہیمؑ کو (آگ میں پھینکنے) کے لئے منجنیق میں رکھا گیا تو حضرت جبرئیل سخت ناراض ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ناراضگی کی وجہ پوچھی تو عرض کیا: اے پروردگار زمین پر صرف ایک ہی بندہ تو عبادت گزار ہے جس پر تو نے اپنے اور اس کے دشمن کو مسلط کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ چپ رہو۔ تم جیسے بندہ جلدی

کرتا ہے جس کو فوت ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، ابراہیمؑ میرا بندہ ہے جب میں چاہوں گا اسے بچالوں گا۔ حضرت جبرئیلؑ خوش ہو گئے۔ پھر ابراہیمؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا مجھ سے کوئی حاجت ہے۔ (حضرت ابراہیمؑ نے) فرمایا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے پاس ایک انگوٹھی بھیجی جس میں یہ چھ کلمات تھے۔ (۱) لا الہ الا اللہ (۲) محمد رسول اللہؐ (۳) لاحول ولا قوۃ الا باللہ (۴) فوضت امری الی اللہ (۵) اسندت ظھری الی اللہ (میں نے خدا پر بھروسہ کیا) (۶) حسبی اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی طرف وحی کی کہ اس انگوٹھی کو پہن لو میں آگ کو تم پر گلزار کر دوں گا۔

(۳۴) **اللہ تعالیٰ نے چھ باتوں سے شیعوں کو محفوظ کیا ھے:** ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیعوں کو چھ باتوں سے محفوظ کیا ہے (۱) جنون (۲) جذام کی بیماری (۳) برص کی بیماری (۴) بدفعلی کرانے والا نہ ہوگا (۵) اس سے ولدزنا پیدا نہیں ہوگا (۶) لوگوں کے آگے ہاتھ نہیں پھیلائے گا۔

مفضل بن عمر نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ نے ہمارے شیعوں کو چھ باتوں سے محفوظ رکھا ہے (۱) کوے کی طرح لالچی نہ ہوگا (۲) کتے جیسی روزی نہ ہوگی (۳) بدفعلی کرانے والا نہ ہوگا (۴) زنا زادہ نہ ہوگا (۵) کسی زنا زادے کی اولاد نہ ہوگا (۶) لوگوں کے دروازے پر جا کر سوال کرنے والا نہ ہوگا۔

(۳۵) **امیر المومنین (علی ابن ابی طالبؑ) چھ باتوں میں سب سے سبقت لے گئے:** علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ، سعیدؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور دیگر اصحاب رسول اللہؐ کی تلاش میں ام سلمیٰؓ کے گھر تشریف لے گئے تو انہوں نے مجھے وہاں دروازے پر کھڑے پایا تو مجھ سے آپؐ کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے کہا: ابھی باہر تشریف لے گئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد آپؐ تشریف لے آئے۔ میری پشت پر ہاتھ رکھا اور کہا: اے ابوطالبؑ کے بیٹے تم میرے بعد لوگوں سے چھ باتوں میں مسابقت کرو گے۔ قریش ان باتوں سے محروم ہیں۔ (۱) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا (۲) سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے پابند ہونا (۳) رعایا پر سب سے زیادہ مہربان ہونا (۴) فیصلہ کرنے میں سب سے زیادہ بصیرت والے ہونا (۵) سب سے اچھے برابر تقسیم کرنے والے ہونا (۶) اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے زیادہ افضل ہونا۔ ابواحمد جعفر بن محمد بن عبداللہ بن موسیٰ نے کہا کہ ابوموسیٰ نے اپنے والد جعفرؒ بن محمدؒ کی روایت سے یہ حدیث ہمیں اپنے اسناد سے بیان کی۔

(۳۶) **چھ افراد کی دعا قبول نہیں ہو گی:** نوف کا بیان ہے کہ میں ایک رات حضرت امیرالمومنین (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) کے پاس رہا۔ آپؑ تمام رات نماز پڑھتے رہے۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد باہر تشریف لاتے آسمان کی طرف نگاہ کرتے اور قرآن شریف پڑھتے۔ آدھی رات گزرنے کے بعد آپؑ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا: اے نوف! سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: جاگ رہا ہوں، اپنی نگاہ سے آپؑ کو دیکھ رہا ہوں۔ (آپؑ نے) فرمایا کہ اے نوف وہ لوگ خوش بخت ہیں جنہوں نے دنیا کو چھوڑ دیا ہے اور آخرت پر دل لگا دیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے زمین کو بچھونا اور اس کی مٹی کو خواب گاہ بنا کر رکھا ہے۔ اس کے پانی کو بجائے عطر کے کام لاتے ہیں۔ قرآن ان کا ورد ہے۔ دعا کرنا ان کا شیوہ ہے۔ عیسیٰؑ ابن مریمؑ کی روش پر دنیا سے قطع تعلق کر لیا ہے۔

پروردگار عالم نے عیسیٰؑ ابن مریمؑ پر وحی کی کہ بنو اسرائیل کے بزرگوں سے کہو کہ میرے گھر میں صرف وہ شخص آئے گا جس کا دل پاک ہوگا، اس کی آنکھیں ڈرتی ہوں گی اور ہاتھ تابناک ہوگا۔ ان سے کہہ دو کہ میں تم سے اس شخص کی دعا قبول نہیں کروں گا۔ (۱) جسے مخلوقات کا کچھ دینا ہوگا۔

اے نوف تجھے حکومت کی طرف سے۔(۲) دسواں حصہ وصول کرنے والا (۳) شاعر (۴) ظالم حکومت کا سپاہی (۵) عریف،طنبورہ بجانے والا (۶) طبل بجانے والا نہیں ہونا چاہئے۔

اللہ کے رسولؐ ایک رات گھر سے باہر تشریف لائے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا یہ وہ وقت ہے جس میں کسی کی دعا رد نہیں ہوگی لیکن (۱) شاعر (۲) چنگی وصول کرنے والے (۳) دسویں حصہ وصول کرنے والے (۴) ظالم حکومت کے سپاہی (۵) طنبورہ بجانے والے (۶) طبل بجانے والے کی دعا رد ہوگی۔

(۳۷) **چھ آدمی ملعون ھیں:** حضرت علیؑ ابن الحسینؑ (امام زین العابدینؑ) نے فرمایا کہ رسول اللہ کا ارشاد پاک ہے کہ چھ اشخاص معلون ہیں، میں ان پر لعنت کرتا ہوں، خدا ان پر لعنت کرتا ہے اور ہر مستجاب الدعوت نبی ان پر لعنت کرتا ہے۔(۱) کتاب خدا میں زیادتی کرنے والا (۲) میری سنت کو چھوڑ دینے والا (۳) قضاوقدر کو جھٹلانے والا (۴) میری عترت جنہیں اللہ نے عزت دی ان کی توہین کرنے والا (۵) بالجبر حاکم بن کر اللہ کے پیاروں کو ذلیل کرنے والا، اور جو لوگ اللہ کی نظر میں ذلیل ہوں ان کی عزت کرنے والا (۶) مسلمانوں کے بیت المال کو اپنے لئے جائز قرار دینے والا۔

(۳۸) **آدمی کا کمال چھ باتوں میں ھے:** ابوالفضل محمد بن احمد کاتب نیشاپوری اپنی سند سے کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کا کمال چھ باتوں میں ہے۔دو چھوٹی ہیں، دو بڑی ہیں۔دو چھوٹی اس کا دل اور زبان ہیں۔دل سے لڑتا ہے اور زبان سے مقصد بیون کرتا ہے۔اور دو بڑی باتیں اس کی عقل اور ہمت ہیں۔اور رعب کی باتیں اس کا مال اور اس کا جمال (حسن) ہیں۔

(۳۹) **لوگوں کے چھ طبقے ھیں:** بیان کیا ہم سے جعفر بن محمد بن سرور نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن جعفر بطہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے احمد بن ابی عبداللہ برقی نے ان سے ان کے والد نے، انہوں نے روایت کی زرارہ ابن اوفی سے، اور انہوں نے کہا کہ میں حضرت علیؑ ابن الحسینؑ (امام زین العابدینؑ) کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا کہ اے زرارہ، ہمارے زمانے کے لوگ چھ قسم کے ہیں شیر، بھیڑیا، لومڑ، کتا، خنزیر اور بکری۔(۱) شیر وہ بادشاہ ہیں کہ جسے چاہتے ہیں اسے قابو میں کر لیتے ہیں۔خود غالب ہوتے ہیں مغلوب نہیں ہوتے (۲) بھیڑیئے تمہارے تاجر ہیں جب چیز خریدتے ہیں تو اس کی برائی کرتے ہیں اور جب فروخت کرتے ہیں تو اس کی تعریف بیان کرتے ہیں (۳) لومڑ وہ ہیں جو دین کے نام سے روٹی کھاتے ہیں اور اس کو شریعت کا نام دیتے ہیں۔جو کچھ کہتے ہیں ان کے دل میں نہیں ہوتا (۴) کتے وہ ہیں جو بدزبان ہیں اور کتے کی طرح لوگوں کو زبان سے کاٹتے ہیں۔لوگ ان کے شر کی وجہ سے ان کی عزت کرتے ہیں (۵) خنزیر وہ ہیں جو ہیجڑے ہیں اور ان سے مشابہ ہیں ان کو بدی کی دعوت دی جائے تو وہ قبول کرتے ہیں (۶) بکری سے مراد مومن ہیں جن کے بال نوچے جاتے ہیں، ان کا گوشت کھایا جاتا ہے اور ان کی ہڈیاں توڑ دی جاتی ہیں۔پس بکری شیر، بھیڑیئے، لومڑ، کتے اور خنزیر کے درمیان رہ کر کیا کر سکتی ہے؟

جلد دوئم

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

الحمد للہ رب العالمین و صلّی اللہ علیٰ محمد و اھلبیتہ الطاھرین

﴿ساتواں باب﴾

﴿۱﴾ **سات چیزوں کو دفن کرنے کا حکم:** حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے انسانی بدن کی سات چیزوں کو دفن کرنے کا حکم فرمایا: بال، ناخن، خون، حیض، غلاف نوزائیدہ، دانت اور علقہ۔

﴿۲﴾ **سات چیزوں کا حُکم اور سات چیزوں کی ممانعت:** براء بن عازب سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے سات چیزوں سے منع فرمایا اور سات چیزوں کا حکم دیا: ہمیں سونے کی انگوٹھی پہننے اور سونے چاندی کے برتن میں کچھ پینے سے منع فرمایا حتیٰ کہ فرمایا کہ جو شخص دنیا میں ان میں نوش کرے گا روزِ قیامت وہ ان میں کچھ پینے سے محروم رہے گا نیز ریشمی زین پر سوار ہونے، ریشم پہننے، دیبا اور اطلس کے پہننے سے منع فرمایا۔ آپؐ نے ہمیں جنازہ میں شرکت، مریض کی عیادت، چھینکنے والے کے لئے دعا کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، سلام کو عام کرنے، پکارنے والے کو جواب دینے اور قسم کے پورا کرنے کا حکم دیا۔

﴿۳﴾ **بکرے کی سات چیزوں کا حرام قرار پانا:** حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ نے انہیں وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے علیؑ، بکرے کی سات چیزیں حرام ہیں: خون، شرمگاہ، مثانہ، حرام مغز، غدود، تلی اور پتا۔ امیر المومنینؑ کا گذر قصابوں کے ہاں سے ہوا تو آپؑ نے انہیں سات چیزوں کو فروخت کرنے سے منع فرمایا: خون، غدود، دل کے کان، تلی، حرام مغز، فوطے اور عضوِ تناسل۔

اس پر ایک قصاب نے کہا: یا امیر المومنینؑ، جگر اور تلی ایک ہی چیز ہیں تو آپؑ نے فرمایا کہ اے بے وقوف! تم جھوٹ کہہ رہے ہو، دو پانی بھرے برتن لے آؤ تو میں ان دونوں کا فرق بیان کردوں۔ لہٰذا جب وہ جگر، تلی اور پانی بھرے دو جام لے آیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ان دونوں کو الگ الگ برتن میں ڈال کر ان کو دباؤ تو اُس نے ایسا ہی کیا۔ لہٰذا جگر کو دبانے پر وہ پارہ پارہ ہو گیا اور اس کے اندر سے کچھ نہ نکلا جبکہ تلی اپنی جگہ پر قائم رہی اور اس میں جو خون تھا وہ سب نکل گیا اور اس کے اندر کا پانی اور اس کی رگیں بھی باقی رہ گئیں تو آپؑ نے فرمایا: یہ فرق ہے ان دونوں میں کہ یہ گوشت ہے جبکہ وہ خون!

﴿۴﴾ **رسولِ خداؐ کو حضرت علیؑ کے متعلق سات خاصیتیں عطا کی گئیں:** حضرت علیؑ نے رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے اُن (حضرت علیؑ) کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علیؑ، خداوند عالم نے مجھے تمہارے بارے میں سات خاصیتوں سے نوازا ہے: تم وہ پہلے شخص ہوگے جو قبر سے میرے ساتھ محشور ہوگے، تم وہ پہلے شخص ہوگے جو صراط پر میرے ساتھ کھڑے ہوگے، تم وہ پہلے شخص ہوگے جسے اُس وقت پوشاک پہنائی جائے گی کہ جب مجھے پہنائی جائے گی اور تمہیں دوبارہ حیات بخشی جائے گی کہ جب مجھے دوبارہ حیات ملے گی، تم وہ

پہلے شخص ہو گے جسے میرے ساتھ علیین میں ٹھہرایا جائے گا، تم وہ پہلے شخص ہو گے جو میرے ساتھ رحیق مختوم نوش کرو گے کہ جس پر مُشک کی مُہر ہو گی۔

﴿۵﴾ **نبیؐ کا سات دفعہ خوشانصیب کہنا اُس شخص کے لئے کہ جس نے انہیں دیکھا نہیں پَر اُن پر ایمان لے آیا:** ابی امامہؒ سے منقول ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا: خوشانصیب اس شخص کے لئے کہ جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لے آیا، اس کے بعد سات دفعہ خوشانصیب کہا اُس شخص کے لئے کہ جس نے مجھے دیکھا نہیں پر مجھ پر ایمان لے آیا۔

﴿۶﴾ **سات افراد جو روزِقیامت عرشِ الٰہی کے سایہ میں ہوں گے:** رسول خداؐ نے فرمایا کہ سات افراد ایسے ہیں جن پر خداوند عزوجل اُس دن سایہ کرے گا کہ جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا! عادل امام، وہ نوجوان جس کی نشوونما اللہ عزوجل کی عبادت کرتے ہوئے ہوئی ہو، وہ شخص کہ مسجد سے نکلتے ہوئے جس کا دل اُسی میں لگا ہو یہاں تک کہ وہ مسجد میں لوٹ آئے، وہ دو افراد جو اللہ عزوجل کی اطاعت کے لئے جمع ہوئے اور (اُسی حالت میں) الگ ہو گئے، وہ شخص جو تنہائی میں اللہ عزوجل کو یاد کرتا ہے تو اللہ عزوجل کے خوف سے اس کی آنکھ بہنے لگتی ہے، وہ مرد جسے کوئی حسین وجمیل عورت اپنی طرف بُلائے تو وہ کہے بلاشبہ میں اللہ عزوجل سے ڈرتا ہوں اور وہ شخص جو کوئی چیز صدقہ دیتا ہے تو اسقدر مخفی طور پر کہ اس کے بائیں ہاتھ تک کو پتا نہیں لگتا کہ اس کے داہنے ہاتھ نے کیا صدقہ کیا۔

رسول خداؐ نے فرمایا: سات افراد اس دن عرشِ خدا کے سایہ میں ہوں گے کہ جب کوئی سایہ نہیں ہوگا: عادل امام، وہ نوجوان جس کی نشوونما اللہ عزوجل کی عبادت میں ہوئی ہو، وہ شخص جو داہنے ہاتھ سے صدقہ دیتا ہے تو بائیں سے بھی پوشیدہ رکھتا ہے، وہ شخص جو تنہائی میں اللہ عزوجل کو یاد کرتا ہے تو وہ اُس کے خوف سے رونے لگتا ہے، وہ شخص جو اپنے مومن بھائی سے ملاقات کرتا ہے تو کہتا ہے میں خدا کی خاطر تم کو دوست رکھتا ہوں، وہ شخص کہ مسجد سے باہر نکلتے ہوئے اُس کی نیت یہ ہوتی ہے کہ پھر سے اس میں آؤں گا اور وہ مرد جسے کوئی خوبصورت عورت ورغلائے تو وہ کہے: بے شک میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

﴿۷﴾ **کِشمش میں سات خوبیاں پائی جاتی ہیں:** رسول خداؐ نے فرمایا کہ تم پر کشمش کا کھانا لازم ہے کہ یہ صفرا کا زور توڑتی ہے، بلغم کو ختم کر دیتی ہے، رگ کو مضبوط کرتی ہے، خستگی دُور کرتی ہے، حسن اخلاق کا سبب بنتی ہے، نفس کو پاکیزہ بناتی ہے اور غم دُور کر دیتی ہے۔

﴿۸﴾ **یومِ موسیٰ پر سات پہاڑ اُڑے تھے:** نبیؐ سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ "یومِ موسیٰ" پر اُڑنے والے پہاڑوں کی تعداد سات ہے: یہ پہاڑ حجاز اور یمن سے ملحق ہیں کہ جن میں سے مدینہ میں اُحد اور ورقان ہیں، مکہ میں ثور، ثبیر اور حراء ہیں جبکہ یمن میں صبر وحصور۔

(شرح: ظاہر یہ ہے کہ اس سے وہ تاریخی دن مراد ہے جس روز حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل سے ستر افراد کو کوہِ طور پر لے گئے تھے تا کہ وہ خدا کی آواز کو سنیں اور اپنی آنکھوں سے اسے دیکھیں اور اللہ نے پہاڑ پر اپنی تجلی دکھلائی جس سے وہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور وہ ستر افراد مر گئے بہتر یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس حادثہ کے سبب سے پہاڑوں پر سخت لرزش طاری ہوئی اور ان سات بڑے اور نامور پہاڑوں میں یہ اثر ظاہر ہوا۔ اگر چہ ظاہر روایت سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یہ پہاڑ حجاز اور یمن میں نہیں تھے بلکہ حضرت موسیٰؑ کے مشہور دن اڑے اور اس جگہ انہوں نے قرار پکڑا۔ لیکن چونکہ یہ موضوع سطحِ زمین میں ایک سخت انقلاب کے تحت ہو سکتا تھا جس کے بارے میں تاریخ میں کچھ نہیں ملتا اس لئے اس سے مراد وہی شدید لرزش لی جائے۔ بہر حال اس حدیث کے راوی مخالف مذہب کے محدثین تھے)۔

﴿۹﴾ **سات آسمانوں کے نام اور ان کے رنگ:** امام حسینؑ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کوفہ کی جامع مسجد میں تھے کہ ایک شامی نے کھڑے ہو کر کچھ سوالات کیے کہ جن میں سے ایک سوال یہ تھا کہ اے امیر المومنینؑ مجھے آسمانوں کے رنگ اور اُن کے ناموں سے آگاہ کیجئے تو آپؑ نے اس سے فرمایا کہ پہلے آسمان کا نام رفیع ہے اور یہ پانی اور دھوئیں سے بنا ہے، دوسرے آسمان کا نام فیذوم (ایک نسخہ کے مطابق قیذوم) ہے اور اس کا رنگ تانبے کا ہے، تیسرے آسمان کا نام ماروم ہے اور اس کا رنگ سرخی مائل خاکی ہے، چوتھے آسمان کا نام ارفلون ہے اور اس کا رنگ چاندی جیسا ہے، پانچویں آسمان کا نام ہیفصمون ہے اور یہ سنہرے رنگ کا ہے، چھٹے آسمان کا نام عروس ہے اور اس کا رنگ سبز یاقوت کی مانند ہے اور ساتویں آسمان کا نام ہے عجماء جبکہ اس کا رنگ موتی کی مانند سفید ہے۔ (روایت کا متن بہت طویل ہے لہٰذا مؤلفؒ کتاب نے بقدرِ ضرورت کو نقل کیا ہے)

﴿۱۰﴾ **رسول خداؐ نے ابوذرؓ کو سات نصیحتیں کیں:** حضرت ابوذرؓ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے مجھے سات چیزوں کی نصیحت کی: میں اس کی طرف دیکھوں جو مجھ سے (بھی) کمتر ہو اور اپنے سے برتر کی طرف نہ دیکھوں، مجھے نصیحت کی کہ میں مسکینوں سے محبت کروں اور اُن سے قریب رہوں، مجھے حق بات کہنے کی نصیحت کی چاہے وہ تلخ ہی کیوں نہ ہو، مجھے صلۂ رحمی کی نصیحت کی چاہے وہ (میرے رشتہ دار) منہ پھیرلیں، خدا کی راہ میں ملامت کی پروا نہ کرنے کی نصیحت کی اور مجھے یہ (بھی) نصیحت کی کہ میں زیادہ سے زیادہ **لاحول ولا قوۃ الّا باللہ العلیّ العظیم** کا ورد کروں کہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ہے۔

عبداللہ ابن صامت نے ابوذرؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے مجھے سات چیزوں کی نصیحت کی... اور مذکورہ بالا روایت کو بعینہ بیان کیا۔

﴿۱۱﴾ **سات خصلتیں جس شخص میں پائی جائیں اس کا حقیقی ایمان مکمّل ہو گیا:** حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ سے منقول ہے کہ نبیؐ نے مجھے وصیت فرمائی کہ اے علیؑ، سات خصلتیں جس شخص میں پائی جائیں اُس کا حقیقی ایمان تکمیل پا گیا اور اُس پر جنت کے دروازے کھل گئے: جو شخص وضوئے کامل کرے، اپنی نماز کو احسن طریقے سے انجام دے، اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے، اپنے غصے پر قابو پائے، اپنی زبان کو قید کرلے، اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے اور اہلبیتِ نبیؐ سے مخلص رہے۔

﴿۱۲﴾ **ماہِ رمضان کے روزے رکھنے والے کو سات خوبیاں بالضرور حاصل ہوں گی:** حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ سے ایک طویل روایت میں منقول ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: کوئی مومن جب اللہ کی خاطر ماہِ رمضان کے روزے رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سات خوبیاں عطا کرتا ہے: اول اس کے جسم سے حرام پگھل جاتا ہے، دوسرے وہ اللہ عزوجل کی رحمت سے قریب ہو جاتا ہے، تیسرے اس نے اپنے جد حضرت آدمؑ کی خطا کا کفارہ ادا کردیا، چوتھے خدا اس پر سکرات کا مرحلہ آسان کردے گا، پانچویں روزِ قیامت اسے بھوک و پیاس سے امان حاصل ہوگی، چھٹے خدا اُسے جنت کی پاکیزہ غذاؤں سے سیر کرے گا اور ساتویں خدا اسے جہنم کی آگ سے نجات بخشے گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ نے بالکل بجا فرمایا۔

﴿۱۳﴾ **سات افراد کو روزقیامت سخت ترین عذاب ہو گا:** امام جعفر صادقؑ کے ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں نے امامؑ کو یہ کہتے سُنا کہ روزِ قیامت سات افراد کو سخت ترین عذاب دیا جائے گا کہ جن میں پہلا شخص ابن آدمؑ ہے کہ جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا، نمرود کہ جس نے حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ خدا کے معاملے میں لجاجت سے کام [illegible]

دیا، فرعون جو کہتا تھا کہ میں تمہارا اعلیٰ پروردگار ہوں، اور دو اس اُمت میں سے ہیں۔

﴿۱۴﴾ **تکبیرات الأفتتاح سات هیں:** ابو علی حسن بن راشد سے منقول ہے کہ اس نے امام رضاؑ سے تکبیرات افتتاح کے متعلق سوال کیا تو امام نے ارشاد فرمایا: سات ہیں۔ میں نے کہا کہ منقول ہے کہ نبیؐ ایک تکبیر کہا کرتے تھے تو امام نے فرمایا کہ آپؐ ایک تکبیر بلند آواز سے کہا کرتے تھے جبکہ چھ تکبیریں آہستہ آواز میں ادا فرماتے تھے۔

زُرارہ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کو دیکھا اور یہ کہتے بھی سنا کہ نماز کی ابتدا پے در پے سات تکبیروں سے کرو!

امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر تم امامِ جماعت ہو تو ایک تکبیر کو بلند آواز سے کہنا کافی ہے جبکہ چھ کو آہستہ آواز سے کہہ لو۔

امام محمد باقر سے منقول ہے کہ نماز پڑھتے وقت کم از کم ایک تکبیر یا تین یا پانچ مرتبہ جبکہ سات مرتبہ سب سے افضل ہے۔ نیز مؤلف کتاب نے کتاب علل الشرائع میں سات تکبیرات کی وجہ بیان کردی ہے۔

﴿۱۵﴾ **سورۂ قل هو الله احد اور سورۂ قل یا ایها الکافرون کو سات موقعوں پر پڑھنا چاهئیے:** امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ قل ھو اللہ احد اور قل یا ایہا الکافرون کو سات مقامات پر ترک مت کرو: فجر سے پہلے دو رکعتوں میں، زوال سے پہلے نافلہ کی دو رکعتوں میں، مغرب کے بعد دو نافلہ رکعتوں میں، نماز شب کی پہلی دو رکعتوں میں، احرام کی دو رکعتوں میں، فجر کی دو رکعتوں میں کہ تمہاری صبح کا آغاز اسی نماز سے ہو اور طواف کی دو رکعتوں میں۔

مؤلفؒ کتاب فرماتے ہیں: مذکورہ دونوں سورتوں کا مذکورہ بالا سات مقامات پر پڑھنا مستحب ہے، واجب نہیں!

﴿۱۶﴾ **سات کلمات کے لئے ایک دانشمند نے دوسرے دانشمند کا سات سو فرسخ تک تعاقب کیا:**
امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ ایک دانا شخص نے ایک دوسرے دانا کا سات سو فرسخ تک تعاقب کیا تا کہ سات کلمے حاصل ہو جائیں اور جب اس دانا سے ملاقات ہوئی تو سوال کیا کہ آسمان سے بلند تر، زمین سے وسیع تر، سمندر سے غنی تر، پتھر سے سخت تر، آگ کی تپش سے شدید تر، زمہریر سے سرد تر اور اونچے پہاڑوں سے ثقیل تر کیا چیزیں ہیں؟ اُس دانشمند نے جواب دیا اے شخص، حق آسمان سے بلند تر، عدل و انصاف زمین سے وسیع تر، نفس کی بے نیازی (خودداری) سمندر سے غنی تر، کافر کا دل پتھر سے سخت تر، لالچی و حریص شخص آگ کی حرارت سے شدید تر، خدا سے نا اُمیدی زمہریر سے سرد تر اور کسی بے گناہ پر تہمت لگانا اونچے پہاڑوں سے (بھی) ثقیل تر ہے۔

﴿۱۷﴾ **سات چیزیں انسان کے اعمال کو ضائع کردیتی هیں:** یحییٰ ابن عمران حلبی سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو یہ کہتے سُنا کہ سات افراد ایسے ہیں جن کے اعمال کو ضائع کر دیا جاتا ہے: وہ بُردبار شخص جو بے انتہا صاحب علم ہے مگر وہ اپنے علم کی وجہ سے لوگوں میں معروف ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں اس کا ذکر کیا جاتا ہے، وہ دانشمند شخص جو اپنی حکمت اپنے پاس آنے والے ہر نا اہل کو دیتا پھرتا ہے، وہ شخص جو خیانت اور دھوکہ کرنے والے کے پاس امانت رکھوائے، وہ سردار جو تُند خُو ہے اور اس کے دل میں رحم نام کی چیز نہیں، وہ ماں جو اپنی اولاد کے راز نہیں چھپاتی اور انہیں فاش کر دیتی ہے، وہ شخص جو اپنے بھائیوں کو سرزنش کرنے میں جلد بازی سے کام لیتا ہے اور وہ شخص جو اپنے بھائی سے دشمنی

کی بناء پر جھگڑتا رہتا ہے۔

﴿۱۸﴾ **سات اعضاء (ایک نسخہ میں لفظ "ھڈیوں"ھے) پر سجدہ کرنا:** امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ سجدہ سات اعضاء سے ہوتا ہے۔ پیشانی، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں (پیروں کے) انگوٹھوں سے۔ نیز ناک کے سرے کو خاک پر رکھو۔ البتہ واجب تو ان سات اعضاء کے ذریعے ادا ہو جاتا ہے لہٰذا ناک کا سرا (خاک پر رکھنا) سنّت ہے۔

﴿۱۹﴾ **رسول خداؐ نے سات افراد پر لعنت کی:** رسول اللہؐ نے فرمایا: میں سات افراد پر لعنت کرتا ہوں اور خدا اور مجھ سے پہلے ہر مستجاب الدعوات نبی نے بھی ان پر لعنت کی ہے۔ پس آپؐ سے پوچھا گیا کہ وہ لوگ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: کتابِ خدا میں اضافہ کرنے والا، خدا کی تقدیر کو جھٹلانے والا، میری سنت کی مخالفت کرنے والا، میری عترت کی بے حرمتی کرنے والا، طاقت کے ذریعے مسلط ہونے والا تاکہ وہ اُسے معزز کرے کہ جسے خدا نے ذلیل کر دیا اور اُسے ذلیل کرے کہ جسے خدا نے عزت بخشی، مسلمانوں کے مال غنیمت کو اپنے لئے حلال سمجھنے والا اور خدا کی حلال کردہ شے کو حرام قرار دینے والا۔

نبیؐ نے فرمایا کہ سات افراد پر خدا اور ہر مستجاب الدعوات نبیؐ نے لعنت کی ہے: کتابِ خدا میں تبدیلی لانے والے پر، اللہ عزوجل کی تقدیر کو جھٹلانے والے پر، سُنت رسول خداؐ میں تبدیلی پیدا کرنے والے پر، میری عترت کی بے حرمتی کرنے والے پر، اپنی سلطنت میں مسلط ہونے والے پر تاکہ خدا کے ذلیل کردہ کو معزز اور خدا کے معزز کیے ہوؤں کو ذلیل کر سکے، خدا کے حرام کردہ کو حلال سمجھنے والے پر اور خدا کی عبادت سے منہ پھیرنے والے پر۔

﴿۲۰﴾ **ایک مومن کے لئے دوسرے مومن پر سات حقوق ھیں:** معلیٰ ابن خنیس سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ ایک مومن کے دوسرے مومن پر کیا حقوق ہیں تو آپؑ نے فرمایا: سات حقوق واجب ہیں اور ان میں کوئی رخصت نہیں حتیٰ کہ اگر ان میں سے کسی (ایک) کی مخالفت کرے تو ولایتِ الٰہی سے خارج ہو جاتا ہے کہ اس نے اطاعت الٰہی کو ترک کر دیا اور اللہ عزوجل کا اس میں کوئی حصہ نہیں! راوی کہتا ہے تو میں نے عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، مجھے بتایئے کہ وہ حقوق کون سے ہیں؟ آپؑ نے ارشاد فرمایا: خدا تجھ پر رحمت کرے اے معلیٰ، میری شفقت تمہارے ساتھ ہے: مجھے ڈر ہے کہ مبادا تم ان حقوق کو ضائع کر دو، ان کی حفاظت نہ کرو اور جانتے ہوئے بھی ان پر عمل نہ کرو! میں نے عرض کی: **لا قوۃ الا باللہ** تو آپؑ نے فرمایا کہ ان میں سے ادنیٰ ترین حق یہ ہے کہ جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو اُسی کو اس کے لئے بھی پسند کرو اور جس بات کو تم اپنے لئے مکروہ جانتے ہو اُسے اس کے لئے بھی مکروہ جانو۔ دوسرا حق یہ ہے کہ تم اس کی خواہش کی تکمیل کے لئے اقدام کرو اور اس کی رضا طلب کرو حتیٰ کہ اس کی کسی بات کی مخالفت نہ کرو۔ تیسرا حق یہ ہے کہ تم اپنی جان، مال، ہاتھ پیر اور زبان (تک) سے اس سے تعلق برقرار رکھو۔ چوتھا حق یہ ہے کہ تم اُس کی آنکھ، اس کے رہنما، اس کے لئے آئینہ اور اس کا پیراہن بن جاؤ۔ پانچواں حق یہ ہے کہ مبادا تم سیر ہو جاؤ اور وہ بھوکا رہ جائے، تم پوشاک پہن لو اور وہ برہنہ رہ جائے اور تم سیراب ہو جاؤ اور وہ پیاسا رہ جائے۔ چھٹا حق یہ ہے کہ اگر تمہاری عورت اور خادم تو ہوں مگر اس کی عورت اور خادم نہ ہوں تو تم کو چاہیئے کہ اپنے خادم کو اس کے پاس بھیجو تاکہ وہ اس کے کپڑے دھودے، اس کے لئے کھانا بنا دے اور اس کا بچھونا بچھا دے۔ یہ سب صرف تمہارے اور اس کے درمیان کی بات ہے۔ اور ساتواں حق یہ ہے کہ اس کی قسم کو پورا

کوشش کرو اور نوبت یہاں تک نہ آنے دو کہ وہ خود تم سے کسی چیز کا سوال کرے، بلکہ تمہیں چاہئے کہ تم اس کی خواہشات کو پورا کرنے میں پہل کرو۔ پس، اگر تم نے ایسا کیا تو تم نے اپنی دوستی کو اس کی دوستی سے پیوستہ کر لیا، اور اس کی دوستی کو اللہ عزوجل کی دوستی سے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا کی طرف سے ایک مومن کے دوسرے مومن پر سات حقوق واجب ہیں اور خدا ان کے بارے میں باز پُرس بھی کرے گا۔ آنکھوں میں اس کی عظمت ہو، سینہ میں اس کی محبت ہو، اپنے مال میں اس کے ساتھ برابری کا برتاؤ رکھے، اس کے لئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے کرتا ہے، اس کی غیبت حرام جانے، اگر وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے، اس کے جنازے میں شریک ہو اور اس کے مرنے کے بعد خیر کے علاوہ اس کے بارے میں کچھ نہ کہے۔ یہ روایت ہم سے محمد ابن حسن ابن ولیدؒ نے بیان کی۔

﴿۲۱﴾ **کافر سات آنتوں میں کھاتا ھے:** رسول خداؐ نے فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں میں۔

(شرح: کھانے سے مراد صرف خوراک کا نگل لینا نہیں ہے بلکہ لوٹ کھسوٹ کر کے دنیا جمع کرنا اور اس سے محبت کرنا ہے جبکہ مومن عقیدہ رکھتا ہے کہ دنیا گزرگاہ ہے اور کھانا زندگی بسر کرنے، توشۂ آخرت کے حصول اور تکمیل اخلاق اور پرورش روح کے لئے ہے اور اس مقدار میں کھاتا ہے کہ اپنی تندرستی کی حفاظت کرے اور صرف حسب ضرورت دنیا کو طلب کرتا ہے لیکن کافر اپنی ہستی کا ہدف اسی دنیا کو سمجھتا ہے۔ علاوہ ان گنجان آنتوں کے جو اس کے پیٹ میں ہیں وہ طمع، حرص، شہوت، تجمل، خودنمائی اور گوناگوں آنتوں سے بھی دنیا کو کھاتا ہے اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں آتا ہے اور جہاں تک اس سے ممکن ہوتا ہے اپنے پیٹ کو بھرتا رہتا ہے)۔

﴿۲۲﴾ **مومن وہ ھے جس میں سات خصلتیں جمع ہوں:** امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: مومن وہ ہے جس کی کمائی حلال ہو، اخلاق نیک ہوں، باطن اچھا ہو، اضافی مال کو خرچ کرے، بے معنی باتوں سے پرہیز کرے، لوگ اس کے شر سے محفوظ ہوں اور لوگوں کے ساتھ انصاف سے پیش آئے خواہ فیصلہ اس کے حق میں نہ ہو۔

﴿۲۳﴾ **مومن کے سات درجے ھیں:** امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: مومنین کے سات درجے ہیں اور ان میں سے کسی درجہ پر بھی فائز ہونے والا خدا کی مزید عنایتوں کا مستحق قرار پاتا ہے نیز یہ ترقی اسے اپنے درجے سے خارج کر کے کسی دوسرے کے درجے پر نہیں لے آتی: خدا کی مخلوق پر گواہ افراد، نجباء، ممتحنہ، نجداء (صاحبانِ شجاعت)، اہل صبر، اہل تقویٰ اور اہل مغفرت ہیں۔

(شرح: **گواہانِ خدا** سے مراد پیغمبران اور ان کے اوصیاء ہیں کہ جو تبلیغ احکام اور حساب اور شفاعت کا وسیلہ ہیں۔

نجباء وہ افراد ہیں کہ تربیت دینی میں اتنے کامل ہو گئے کہ مقام عصمت کے قریب پہنچ گئے اور معاشرہ کی اصلاح اور تربیت کرنے والے ہو گئے جیسے سلمانؓ و ابوذرؓ۔ نجابت پرورش اولاد کے معنی رکھتا ہے گھوڑے کو نجیب کہتے ہیں یعنی اس کی اصل پاک ہے اور عورتوں میں بھی نجابت اسی معنی میں ہے۔

ممتحنہ وہ افراد ہیں کہ ان کی اسلامی تربیت اس حد تک ہو گئی ہے کہ امتحان دے سکتے ہیں اور اس سے اچھی طرح عہدہ برآء ہو سکتے ہیں۔ یہ تیسرے درجے میں ہیں۔

نجداء مجاہدین راہِ حق ہیں کہ دین کی حقیقی فہم رکھتے ہیں اور اس راہ میں قتل کرتے ہیں اور قتل ہو جاتے ہیں اگرچہ ہنوز ان کی دینی تربیت حد ... نہ پہنچ ...

اہل صبر وہ لوگ ہیں کہ تحصیل دین اور اسکی تربیت میں کوشش کرتے ہیں اور بردباری دکھاتے ہیں۔یعنی دوران شاگردی۔
اہل تقویٰ افراد محتاط ہوتے ہیں خود کو شبہ کے مقامات سے بچاتے ہیں اور لغزشوں سے دوچار نہیں ہوتے۔
اہل مغفرت وہ لوگ ہیں جن کی دینی تربیت مکمل نہیں ہوتی اور کبھی کبھی گناہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں لیکن خدا ان سے درگزر کرتا ہے۔
ظاہر حدیث کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں استعداد ایمان مختلف ہے اور اس کے سات درجے ہیں اور صاحب استعداد نچلے درجے سے اوپر کے درجے پر نہیں جاتا بلکہ اپنے درجہ میں مقامات کو طے کرتا ہے نہ کہ یہ مطلب ہے کہ مراتب ایمان ایک دفعہ ہی حاصل ہو جاتے ہیں اور تدریجی نہیں ہوتے)۔

﴿۲۴﴾ **سات افراد کے دل میں ایمان کی چاشنی داخل نہیں ہوتی:** امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: سندھی، زنجی، خوزستانی، کُردی، بربری، رے کے صحرا میں رہنے والے اور اُس شخص کے دل میں کہ جس کا نطفہ زنا سے ٹھہرا ہو ایمان کی چاشنی داخل نہیں ہوتی۔

﴿۲۵﴾ **سات قسم کے علماء جھنمی ھیں:** امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: کچھ علماء ایسے ہوتے ہیں جو اپنے علم کو ذخیرہ کرنے میں خوش ہیں اور یہ علم ان سے آگے نہیں بڑھتا تو ایسے علماء جہنم کے پہلے درجے میں ہوں گے، کچھ علماء ایسے ہوتے ہیں کہ جب اُنہیں وعظ کیا جاتا ہے تو منہ پھیر لیتے ہیں اور جب وہ خود وعظ کرتے ہیں تو سخت گیری سے کام لیتے ہیں تو ایسے علماء جہنم کے دوسرے درجے میں ہوں گے۔ان میں سے کچھ علماء اپنے علم کو امراء اور اشراف میں تقسیم کرتے پھرتے ہیں اور غریبوں، مسکینوں کے یہاں اس کے لئے کوئی جگہ نہیں پاتے تو ایسے لوگ جہنم کے تیسرے درجے میں ہوں گے، اور کچھ علماء ایسے ہوتے ہیں جو اپنے علم کے راستے میں سلاطین و جابر حکمرانوں کی روش پر چلتے ہیں یعنی اگر ان کی بات کو رد کر دیا جاتا ہے یا اُن کے حق میں کوئی کوتاہی ہو جاتی ہے تو وہ غضبناک ہو جاتے ہیں تو ایسے علماء جہنم کے چوتھے درجے میں ہوں گے، کچھ علماء ایسے ہوتے ہیں جو یہود و نصاریٰ کی احادیث کی چھان پھٹک کرتے رہتے ہیں تا کہ انکا علمی معیار بلند ہو جائے اور ان کی احادیث (کی معلومات) زیادہ ہو جائیں تو ایسے علماء جہنم کے پانچویں درجے میں ہوں گے، کچھ علماء ایسے ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو فتویٰ دینے کا اہل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں مجھ سے پوچھو جبکہ اُن کا تو ایک حرف بھی صحیح ثابت نہیں ہوتا، خدا تصنع سے کام لینے والوں کو پسند نہیں کرتا لہٰذا ایسے علماء جہنم کے چھٹے درجے میں ہوں گے اور کچھ علماء ایسے ہوتے ہیں جو اپنے علم کو اپنی مردانہ وجاہت اور عقل کی نمائش کے طور پر پیش کرتے ہیں تو ایسے علماء جہنم کے ساتویں درجے میں ہوں گے۔
(شرح: ساتویں قسم کے علماء سے وہ لوگ مراد ہیں جو علم اور دین کو ظواہر اور لوگوں کی عقلوں کے مطابق بیان کرتے ہیں اس طرح احکام خداوندی میں تغیر اور تبدیلی کرتے ہیں)۔

﴿۲۶﴾ **سات چیزیں ایسی ھیں جنھیں اللہ (عزو جلّ) نے پیدا کیا مگر وہ رحم مادر سے نھیں نکلیں:** امام حسنؑ سے منقول ہے کہ شاہِ روم نے ایک طویل گفتگو کے دوران آپؑ سے اُن سات چیزوں کے بارے میں دریافت کیا جنہیں اللہ عزوجل نے پیدا کیا مگر وہ رحمِ مادر سے نہیں نکلیں تو آپ نے فرمایا: حضرت آدمؑ، حضرت حواءؑ، گوسفندِ حضرت ابراہیمؑ، ناقۂ حضرت صالحؑ، جنت کا سانپ، وہ کوا جسے اللہ نے بھیجا تا کہ وہ زمین کھودے اور ابلیس لعنۃ اللہ۔

﴿۲۷﴾ **اللہ نے اسلام کو سات حصوں میں قرار دیا:** عمار ابن ابی الاحوص سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے

سوال کیا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو امیر المومنینؑ کے عقیدتمند ہیں اور انہیں تمام لوگوں سے افضل قرار دیتے ہیں لیکن (اس کے باوجود بھی) ان کی فضیلات اس قدر بیان نہیں کرتے جتنی کہ ہم آپ حضراتؑ کی فضیلت بیان کرتے ہیں تو کیا ہم ان سے دوستی رکھیں تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا ہاں، فی انفسہ ان سے دوستی رکھو کیا اللہ عزوجل کا مرتبہ رسول خداؐ سے بڑھ کر نہیں ہے؟ کیا رسول خداؐ کا مرتبہ ہم سے بڑھ کر نہیں ہے؟ کیا ہمارا مرتبہ تم لوگوں سے بڑھ کر نہیں ہے؟ اور کیا تم لوگوں کا مرتبہ ان لوگوں سے بڑھ کر نہیں ہے جو تم سے الگ ہیں؟ یاد رکھو اللہ عزوجل نے اسلام کو سات حصوں میں قرار دیا ہے۔ صبر، سچائی، یقین، خوشنودی، وفا، علم اور حلم۔ اس کے بعد ان کو لوگوں میں تقسیم کیا، لہٰذا جس کسی میں یہ سات صفتیں پائی جائیں اس کا ایمان کامل ہے اور متحمل بھی! پھر کچھ لوگوں کو ایک حصہ سے نوازا، کچھ کو دو حصوں سے، کچھ کو تین حصوں سے، کچھ کو چار حصوں سے، کچھ کو پانچ حصوں سے، کچھ کو چھ حصوں سے اور کچھ کو سات حصوں سے نوازا۔ لہٰذا جس کے پاس ایک حصہ ہے اسے دو پر محمول مت کرو، نہ دو حصوں کے مالک کو تین پر، نہ تین حصوں کے مالک کو چار پر، نہ چار حصوں کے مالک کو پانچ پر، نہ پانچ حصوں کے مالک کو چھ پر، اور نہ ہی چھ حصوں کے مالک کو سات پر، کیونکہ تمہارا اسطرح کرنا اُن پر گراں گذرے گا اور تم ان کو متنفر کر دوگے، بلکہ ان سے نرمی سے پیش آؤ اور ان کے لئے عمل کرنے میں آسانی پیدا کرو۔

میں تم کو ایک مثال دیتا ہوں تاکہ تم اس کے ذریعے میری بات کو سمجھ جاؤ۔ ایک مسلمان شخص تھا کہ جس کا ہمسایہ کافر تھا اور اس کا دوست بھی، لہٰذا اس مومن نے چاہا کہ اس کا دوست بھی مسلمان ہو جائے تو اس نے اس کافر دوست کے سامنے اسلام کی خوبیاں بیان کر کے اس کے سامنے اسلام کو ایک پسندیدہ مذہب بنا کر پیش کیا، یہاں تک کہ وہ اسلام لے آیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ مومن اس نومسلم دوست کو اس کے گھر سے مسجد کی طرف لے گیا تاکہ اس کے ساتھ وہ بھی نمازِ فجر کو باجماعت پڑھ لے۔ جب وہ نماز پڑھ چکا تو اس سے کہا کیا ہی اچھا ہو اگر ہم طلوع آفتاب تک ذکر الٰہی میں مشغول رہیں تو وہ مان گیا، پھر اس نے کہا تم ظہر کا وقت آنے تک قرآن سیکھ لیتے تو بہتر تھا اور اس طرح آج روزہ بھی رکھ لیتے تو یہ سونے پہ سہاگہ ہوگا تو اس نے یہ بات مانتے ہوئے روزہ رکھ لیا اور نماز ظہر و عصر پڑھ لیں تو اس نے کہا اگر تھوڑا اور صبر کر لیتے اور مغربین بھی پڑھ لیتے تو زیادہ اچھا ہوتا تو اس نے اس پر بھی عمل کیا اور نماز مغربین پڑھی اور پھر وہ دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس طرح اس نومسلم کو ناقابل برداشت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا! جب اگلا دن آیا تو اُس نے گذشتہ کل والے پروگرام کو پھر عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کیا اور اس کے گھر کے دروازے پر دستک دے کر کہنے لگا: چلو مسجد چلتے ہیں تو اس نے جواب دیا: مجھ سے دُور ہو جاؤ کہ یہ بہت سخت دین ہے مجھ میں اتنی برداشت نہیں۔

لہٰذا لوگوں کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش مت آؤ! کیا تم کو نہیں معلوم کہ بنی اُمیہ کی حکومت کی بنیاد تلوار، زبردستی اور ظلم پر رکھی گئی تھی جبکہ ہماری حکومت نرمی، دل جوئی، وقار، تقیہ، حسنِ معاشرت، پرہیزگاری اور اجتہاد پر قائم ہے، پس لوگوں کو اپنے دین کی طرف رغبت دلاؤ اور اپنے مسلک میں شامل کر لو۔

﴿۲۸﴾ **اللہ نے نبیؐ کو سات خوبیاں عطا کیں:** ایک طویل روایت میں امام حسنؑ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی رسول خداؐ کے پاس حاضر ہوا اور اُن سے کچھ چیزوں سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے سوالات کیے۔ اُن میں سے ایک سوال یہ تھا کہ مجھے اُن سات خصوصیات سے آگاہ کیجئے جو انبیاء میں سے صرف آپ کو عطا کی گئیں اور امتوں میں سے صرف آپ کی امت کو عطا ہوئیں۔ نبیؐ اللہ نے فرمایا اللہ عزوجل نے مجھے سورۂ حمد، اذان، مسجد میں نماز جماعت، روز جمعہ، نمازِ جنازہ اور تین نمازوں (فجر، مغرب اور عشاء) میں بلند آواز سے قرأت عطا کیں اور میری [illegible]

یہودی کہنے لگا اے محمدؐ بالکل درست فرمایا، پس سورۂ حمد کے قاری کا اجر کیا ہے؟ رسول خداؐ نے فرمایا: سورۂ حمد پڑھنے والے کے لئے ہر اُس آیت کی تلاوت کا ثواب ہے جو آسمان سے نازل ہوئی، البتہ جہاں تک اذان کا تعلق ہے تو میری اُمت کے مؤذن نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کے ساتھ محشور ہوں گے، زمین پر میری امت کی جماعت کی صفیں ایسی ہیں جیسے آسمان میں فرشتوں کی صفیں نیز جماعت کی ایک رکعت کا ثواب فرادیٰ نماز کی چوبیس رکعتوں جتنا ہے اور ہر رکعت خدا کے نزدیک چالیس سالہ عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہے، روزِ جمعہ (ایک نسخہ میں روزِ قیامت) کو خدا اولین و آخرین کو جمع کرے گا تو جو مومن نماز جماعت کے لئے گیا ہوگا خدا اس سے قیامت کی ہولناکیوں کو دور رکھے گا اور پھر بطور جزا اُسے جنت عطا کرے گا، بلند آواز سے قرأت سے جہاں تک اس کی آواز گئی ہوگی جہنم کی آگ کے شعلے اس سے اتنے ہی دور رہیں گے، وہ پُلِ صراط سے گذر جائے گا اور اسے سرور بخشا جائے گا یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے، چھٹی خصوصیت کے متعلق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت سے روزِ قیامت کی ہولناکیوں کو دور رکھے گا جس طرح کہ قرآن میں بھی ہے، جو مومن بھی نماز جنازہ میں شریک ہوتا ہے خدا اُس کے لئے جنت واجب کر دیتا ہے سوائے اس کے کہ وہ منافق ہو، عاق ہو یا بدبخت۔ اور گناہانِ کبیرہ سے آلودہ لوگوں کے لئے میری شفاعت ہے سوائے شرک اور ظلم کرنے والوں کے (کہ اُن کے لئے میری شفاعت نہیں ہوگی)۔

یہودی نے کہا اے محمدؐ، آپؐ نے بالکل بجا فرمایا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور بلاشبہ آپؐ اس کے بندہ اور رسول خاتم النبیین، امام المتقین اور رسولِ رب العالمین ہیں۔ لہٰذا جب وہ اسلام لے آیا اور اس کا ایمان مضبوط ہو گیا تو اس نے ایک سفید ورق نکالا کہ جس میں ہر وہ بات لکھی ہوئی تھی جو رسول خداؐ نے کہی، پھر اُس نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ، اُس ذات کی قسم کہ جس نے آپ کو مبعوث کیا میں نے ان باتوں کو کہیں اور سے نہیں بلکہ اُن الواح میں سے نقل کیا ہے جنہیں اللہ نے حضرت موسیٰؑ کے لئے تحریر کیا تھا اور میں نے توریت میں آپ کی فضیلت کا مطالعہ کیا تھا مگر میں اس کے متعلق شک میں پڑ گیا تھا تو اے محمدؐ، یقین کیجئے میں چالیس سال سے آپ کا نام توریت میں سے مٹاتا آ رہا ہوں مگر جب بھی مٹاتا تھا پھر سے ثبت ہو جاتا تھا نیز میں نے توریت میں یہ بھی پڑھا تھا کہ آپؐ کے علاوہ یہ مسائل کوئی نہیں بتائے گا اور جب آپؐ جواب دے رہے ہوں گے تو حضرت جبرئیلؑ آپ کی داہنی جانب، حضرت میکائیلؑ آپ کی بائیں جانب اور آپؐ کے جانشین آپؐ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو رسول خداؐ نے فرمایا: تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو؛ یہ جبرئیل میری داہنی جانب، میکائیل میری بائیں جانب اور میرے وصی علی ابن ابی طالبؑ میرے سامنے کھڑے ہیں تو یہودی ایمان لے آیا اور اس کا اسلام پُرخلوص تھا۔

﴿۲۹﴾ **گائے اور اونٹ سات افراد کی قربانی کے لئے کافی ہیں:** یونس ابن یعقوب کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے اس گائے کے بارے میں سوال کیا جسے بطور قربانی ذبح کیا جاتا ہے تو آپؑ نے فرمایا یہ سات افراد کے لئے کافی ہے؛ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب سات افراد مل کر قربانی کریں تو ایک گائے اور ایک اونٹ کافی ہیں خواہ ایک ہی گھر کے افراد ہوں یا مختلف گھروں کے۔

(شرح: یہ مستحب قربانی کے بارے میں ہے)۔

﴿۳۰﴾ **سورج کے سات پرت ہیں اور چاند کے بھی:** محمد ابن مسلم سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے عرض کی کہ میں آپ پر قربان، سورج میں چاند سے زیادہ حرارت کیوں پائی جاتی ہے؟ تو امامؑ نے فرمایا: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورج کو آگ کے نور اور صاف پانی سے پیدا کیا ہے، ایک پرت اس کی اور ایک پرت اُس کی، یہاں تک کہ جب سات پرت ہو گئے تو اُسے آگ کا لباس پہنایا اور

اسی وجہ سے سورج میں چاند سے زیادہ حرارت پائی جاتی ہے۔

راوی نے عرض کی میں آپ پر قربان، پھر چاند کا کیا معاملہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاند کو آگ کے نور سے پیدا کیا اور صاف پانی سے ایک پرت اس کی اور ایک پرت اُس کی، یہاں تک کہ جب سات پرتیں ہوگئیں تو اُسے پانی کا لباس پہنا دیا اور اسی وجہ سے چاند سورج سے سردتر ہے۔

(شرح: جدید ہیئت دانوں کی نظر میں سورج مادہ کا ایک بہت بڑا ڈھیر ہے جو زمین سے لاکھوں گنا بڑا ہے اور تیزی سے حرکت اور خود چکر کھانے کے باعث اس کا مادہ ہمیشہ پگھلا رہتا ہے اور روشنی اور حرارت سے اس میں طوفان اٹھتے رہتے ہیں۔ اب تک یہ سمجھا گیا ہے کہ اس کے چند پرت ہیں۔ مرکزی پرت اور گیسی پرت جو مرکزی پرت کو حلقہ میں لیے ہوئے ہے اور سیال مادہ کی پرت اور زمین کے پتھروں کی طرح سخت پتھریلے پر اور آتشیں شعلوں کی پرت کہ جس میں عظیم طوفان اس کی سطح پر پیدا ہوتے رہتے ہیں اور فاسفورس کی پرت کہ گیس کی مانند ہے جس سے شعاعیں پھوٹتی ہیں لیکن مواد کے ملے رہنے سے ایک ہی جسم نظر آتا ہے۔ اب تک آفتاب کے جو عناصر دریافت ہو چکے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ کیلشیم کہ سورج کے چمکدار حصوں میں چکراتی ہے یا جو اس کی فضا میں متمرکز رہتی ہے۔

۲۔ ہائیڈروجن جو زریں شعاعوں کے دامن میں نمایاں ہوتی ہیں۔

۳۔ آکسیجن جو سورج کی تاریک تکیہ میں اوپر نمایاں ہوتی ہے۔

۴۔ سوڈیم کہ جو تجربہ اور مطالعہ کی رو سے سب سے پہلا عنصر ہے جو اس میں دریافت ہوا۔

اس طرح سورج کی تہوں کو سات شمار کیا گیا ہے۔ ایک تہہ آب خالص کی کہ ظاہراً تمام ہائیڈروجن ہے اور ایک تہہ نور آتش کہ جس میں دیگر عناصر شامل ہیں علاوہ نور کے کہ طبعی طور پر ایک سیالی عنصر ہے۔ کالوریک کے مانند کہ جس کی حرارت بغیر بیان کیے یا جسم کی کمی کے روشنی دے رہی ہے اور اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ ہر سیکنڈ چالیس لاکھ ٹن اس عظیم کرہ کے حجم اور وزن سے کم ہو جاتے ہیں اور بتدریج اس کی قوت کم ہو رہی ہے اور نتیجہ میں ہزاروں بلکہ لاکھوں سال بعد ایک بجھے ہوئے کوئلے کی طرح ہوگا کہ آگ لیے ہوگا لیکن بہت کم جلتا ہوگا یہاں تک کہ بالکل ختم ہو جائے اور نتیجہ میں بالکل منتشر ہو جائے گا چنانچہ قرآن کا ارشاد **اذا الشمس كورت** (جب سورج کی روشنی لپیٹ دی جائیگی) پورا ہو جائے گا بہرحال حاصل یہ ہے کہ سورج کا تمام مادہ ہائیڈروجن گیس پر مشتمل ہے اور دیگر عناصر سے مل کر اس سے ایک نوری طبقہ پیدا ہوتا ہے جس کو نور آتش سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ شعلہ پورے کا پورا گیس ہے کہ حرارت کا منبع ہے اور مادہ اور دیگر عناصر سے مخلوط ہوتا ہے اور پھر گیس کی تبدیلی سے ہائیڈروجن پیدا ہوتی ہے اور دوبارہ روشنی پیدا ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ساتویں بار کہ اس کی روشنی ہائیڈروجن میں تبدیل نہیں ہوتی بلکہ فضا کی تشکیل کرتی ہے اور شعاؤں کو منتشر کرتی ہے۔ جدید نظریہ کے مطابق چاند ہماری زمین کا ٹکڑا تھا جو سورج سے جدا ہوئی تھی اسی طرح اس سے پہلے کہ زمین ٹھنڈی ہوتی چاند اس سے چنگاری کی صورت میں جدا ہو گیا اور زمین کے گرد مدار میں چکر لگانے لگا۔

اسی وجہ سے چاند کے تمام مادوں اور پرتوں کا منبع سورج ہے لیکن چھوٹا ہونے کے سبب اس کے اوپر کی پرت جو ہائیڈروجن کی ہے اس کے مادوں نے جلنے والا عمل چھوڑ دیا اور تھوڑا تھوڑا سرد اور سخت ہو گئے اور سخت پتھریلی چٹانوں اور پہاڑوں کی صورت نکل آئی کیونکہ ان میں سے کچھ کی تبدیلی کہ ہائیڈروجن گیس کا مرکب ہے پتھروں سے محسوس کی جا سکتی ہے اور علمی فارمولے بھی اس کو ثابت کرتے ہیں اور شاید سورج کی پتھریلی

پرت بھی اسی قبیل سے ہو کیونکہ اس کی قدامت کے حوالے سے یہ ممکن ہے۔اس کرہ بزرگ کے نور میں ایک ٹکڑا سرد ہوا اور چٹانوں کی تشکیل ہوئی اور اس روایت میں خالص پانی ہائیڈروجن کے لئے ہی کہا گیا ہے کہ چاند کے گولے کے اوپر چٹانوں کی تشکیل کا سبب بنا)۔

﴿۲۱﴾ **دنیا هفت اقلیم پر مشتمل هے:** امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ دنیا ہفت اقلیم پر مشتمل ہے: یاجوج، ماجوج، روم، چین، زنج، قوم موسیٰ اور بابل کے ممالک۔

(شرح: اقلیم سریانی لفظ ہے اور زمین کی تقسیم سات حصوں میں اصول کلدہ اور آشور کے تحت کی گئی ہے اس کا پہلا مبدا سات ستاروں کے قطعات کے الوہیت اور انتظام چلانے کے عقیدے سے ہے۔اس عقیدہ کی رو سے بمناسبتِ گردش وتناسب مدار ہر ایک حصہ زمین کا انتظام کرنے والا اور دیکھ بھال کرنے والا ایک ستارہ سمجھا جاتا ہے چنانچہ علمائے ہیئت یونانی اور بالخصوص بطلیموس نے اس تقسیم سے زمین کی جغرافیائی تنظیم میں فائدہ اٹھایا ہے اور چونکہ زمین کی (زیادہ) آبادی ربع شمال میں پائی جاتی ہے اس لئے خطِ استواء کو عرضِ بلد کی ابتداء قرار دیا اور شمالی سمت بڑھے اور جزائر کناری جو آبادی کے آخری نقطہ پر مغربی سمت میں ہیں اور بحر اطلانتک میں ہیں کو طول البلد کی ابتداء قرار دیا گیا اور وہاں سے مشرق کے آخری مقام تک پہنچے۔ان دو ملاحظات کے ذریعے آباد زمین کے عرض تک چھیاسٹھ درجہ کے سات حصے کیے گئے کہ جن میں ہر ایک کا طول مغرب سے مشرق تک ہے لیکن ان کا عرض اختلاف کے ساتھ آٹھ سے بارہ درجے تک ہے اور ان کے نام اقلیم ایک، دو اور سات تک کیے جاتے ہیں۔

یہ اصطلاح چند ہزار سال تک ہیئت دانوں اور جغرافیہ دانوں کے درمیان عام معمول رہی لیکن آخر میں بڑے جغرافیہ دانوں نے آباد زمین کو منطقوں اور آب وہوا اور پیدائشی مناسبات اور پرورش طبعی کے مطابق تقسیم کیا اور اس طرز فکر سے زمین کی اقلیم تقسیم کی تعبیر اب یوں کی گئی۔

منطقہ حارہ، منطقہ معتدلہ، منطقہ باردہ، منطقہ مدیترانئی (Mediterranean)۔

اس روایت میں امام ششم نے اقلیمی تقسیم کو اسی نظریہ کے مطابق اپنایا ہے لیکن دقیق تر اور جامع تر نظریہ سے دیکھا جائے تو یہ ہے کہ چونکہ انسان ہر نقطہ زمین میں پیدا ہوتا ہے تو جہاں کا بھی باشندہ ہے اس سرزمین کے اثرات، قدرتی آثار اور مقتضیات کا خلاصہ اس کی ذات میں نظر آتا ہے اور وہ وہاں کے نہ صرف طبعی جغرافیہ اور صنائع کی بہتر نشاندہی کرتا ہے بلکہ اس کا سیاسی جغرافیہ بھی انسان کی روش کی وجہ سے تشکیل پاتا ہے۔اس جہت سے امامؑ نے اقالیم کا انسانوں کے مختلف انساب کے ذریعے تعارف کرادیا ہے۔

۱۔ زرد جلد والے وحشیوں کا اقلیم جو یاجوج ماجوج کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

۲۔ سفید جلد والے متمدن اور شہروں میں آباد لوگوں کا اقلیم جو رومی ہیں۔

۳۔ زرد جلد والے، شہروں میں آباد لوگوں کا اقلیم جیسے چینی ہیں۔

۴۔ سیاہ جلد والوں کا اقلیم جیسے حبشی ہیں۔

۵۔ صحرا گرد سامیوں کا اقلیم جیسے عرب ویہود ہیں۔

۶۔ آریا نژاد افراد کا اقلیم جو ایران، ہند اور یورپ میں آباد ہیں۔

چونکہ اس حدیث کے اجراء کا وقت آٹھویں صدی عیسوی ہے اس وقت تک روم میں بیزانس کی حکومت تھی اور یوروپ کے صحرائی قبائل کا ان سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔امام نے روم کو اسی لئے مستقل منطقہ اور جدا اقلیم محسوب کیا ہے)۔

﴿۳۲﴾ **سات مقامات پر کوئی مخصوص دعا نہیں پڑھی جاتی:** امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ سات مقامات پر کوئی مخصوص دعا نہیں ہے: نماز جنازہ، قنوت، مستجار (کعبہ کے پاس ایک مقام)، صفا، مروہ، عرفات میں وقوف کے دوران اور طواف کی دو رکعتوں میں۔

(شرح: مقصد یہ ہے کہ ان مقامات پر شخص مومن جن الفاظ میں دعا مانگے کافی ہے۔ اگر چہ بہتر یہ ہے کہ وہ دعائیں جو پیغمبر اکرمؐ اور ائمہ علیہم السلام سے مروی ہیں پڑھی جائیں)۔

﴿۳۳﴾ **سات افراد کو قرآن نہیں پڑھنا چاهیئے:** حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ سات افراد کو قرآن نہیں پڑھنا چاہیئے: رکوع کرنے والے کو، سجدہ کرنے والے کو، بیت الخلاء میں، حمام میں، جُنب، نفاس اور حیض کی حالت میں۔

مؤلفِ کتاب فرماتے ہیں کہ ایسا کرنا مکروہ ہے اور اس سے منع نہیں کیا جا رہا، کیونکہ جُنب، نفاس اور حیض کی حالت میں تلاوت قرآن جائز ہے سوائے چار آیات سجدہ کے اور وہ سورۂ سجدہ، حٰم السجدہ، سورۂ والنجم اور اقرأ باسم ربک ہیں؛ اس کے علاوہ مرد کے لئے حمام میں قرأتِ قرآن کا جواز وارد ہوا ہے بشرطیکہ مقصد گنگنانا نہ ہو اور اس نے لنگ پہن رکھی ہو، البتہ رکوع اور سجدہ میں قرآن نہیں پڑھا جائے گا کیونکہ اس میں تسبیح کا وظیفہ ہے سوائے نماز حاجت کے کہ اس کے جواز میں روایت ہے؛ بیت الخلاء کا مسئلہ یہ ہے کہ قرآن کو اس میں تلاوت کیے جانے سے محفوظ رکھنا ضروری ہے اور رہی بات نفاس کی تو اس کا مسئلہ حیض کی مانند ہے۔

﴿۳۴﴾ **قرآن سات حروف پر نازل ہوا:** حماد ابن عثمان سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کی کہ آپ حضراتؑ کی روایتیں ایک دوسرے سے مختلف کیوں ہوتی ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے اور کم سے کم جو رعایت ایک امام کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ وہ سات طریقوں سے فتویٰ دے۔ اس کے بعد فرمایا: یہ ہماری بخشش ہے چاہے تو اس سے فائدہ اُٹھاؤ اور چاہے تو اس سے باز رہو۔

رسول خداؐ نے فرمایا: اللہ عزوجل کی جانب سے میرے پاس ایک آنے والا آیا اور کہنے لگا: اللہ آپؐ کو حکم دیتا ہے کہ آپؐ قرآن ایک حرف پر پڑھا کریں، پس میں نے کہا: اے پروردگار! میری اُمت کو وسعت عطا فرما تو ارشاد ہوا: اللہ عزوجل آپؐ کو سات حروف پر قرآن پڑھنے کا حکم کرتا ہے۔

(شرح: حروف الف سے آخر تک ۲۸ حروف ہجا کو کہتے ہیں اور جہت و سمت میں بھی استعمال کیا جاتا ہے فرمانِ خداوندی ہے **ومن یو لهم یو منذ دبره الا متحرفاً لقتال** (سورہ انفال آیت ۱۶) ''اور جو معرکہ جنگ میں پیٹھ پھیرے مگر یہ کہ کسی اور سمت لڑنا چاہتا ہو''۔

یہ حدیث عام علمائے اسلام میں معروف ہے اس کا پہلا مفاد یہ ہے کہ آیات قرآنی معانی کی خزینہ دار اور سات جہات رکھتی ہیں۔ اگر چہ لوگوں کا عام معمول یہ ہے کہ تمام ظاہر و واضح معنی کو استفادہ اور عمل کا مورد قرار دیتے ہیں لیکن امام کہ ہر جہت کے معنی کا عالم ہوتا ہے مصلحتِ وقت کے مطابق اور سائل کی حالت کو دیکھتے ہوئے ہر ایک کے طریق پر ان معنی و جہات سے فتویٰ دیتا ہے اور ائمہؑ سے بیان کردہ احادیث میں اختلاف کی ایک وجہ یہی ہے کہ آیاتِ قرآنی کے ضمن میں جو مندرجہ مختلف معانی بیان کیے جاتے ہیں وہ سب صحیح ہیں چنانچہ ممکن ہے کہ عام بول چال کا ایک جملہ یا ایک شعر بھی متعدد توجیہات کا حامل ہو۔ جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ صحیح ہو۔ اس طرح کے تمام استعمالات کنایہ ہوتے ہیں کہ چند ایک معانی

ایک دوسرے کے پیچھے ایک ہی جملہ سے مراد ہوتے ہیں۔

لیکن روایت کا دوسرا مفاد یہ ہے کہ قرآن مجید سات تلفظ میں نازل ہوا ہے کہ سات لغت سے عبارت ہے کیونکہ فصیح عرب جو قرآن کے نزول کے وقت حجاز اور عربستان کے نواح میں رہتے تھے گو کہ تمام کی زبان فصیح و بلیغ عربی تھی لیکن لہجے اور تلفظ مختلف رکھتے تھے۔

پہلا طریقہ یہ تھا کہ تمام قرآن کو ایک لہجہ اور ایک تلفظ سے اپنایا گیا کہ قرآن میں ہر وجہ سے حتی کہ قرأت کی جہت سے بھی اختلاف پیدا نہ ہو لیکن چونکہ پیغمبر اکرمؐ نے ملاحظہ کیا کہ عرب نادان ہیں اور پڑھے لکھے نہیں ہیں اور ممکن نہیں ہے کہ انہیں آسانی سے اس پر آمادہ کیا جائے کہ وہ قرآن کی نسبت سے ایک لہجہ اور ایک مخصوص زبان کی رعایت کریں اس وجہ سے خواہش کی کہ قرآن کو عربستان کی سات معروف زبانوں میں پڑھا جائے۔ یہیں سے قرآن کی متعدد قراءتیں وجود میں آئیں اور قرأت کے سات طریقے معروف ہوئے جن میں ہر طریقہ نامور اسناد اور معروف راویان رکھتا ہے اور اس حدیث کے مطابق قرآن کی یہ تمام مختلف قراءتیں حقیقی ہیں اور پیغمبر اکرمؐ پر نازل ہوئی ہیں اور یہ دو وجہ سے ممکن ہے۔ اول یہ کہ جو آیات فرشتہ کے توسط سے آنحضرتؐ کے لئے آئیں یا آپ کے قلب مبارک پر نازل ہوئیں تمام قراءتوں کو شامل رکھتی تھیں اور پیغمبر اکرمؐ بھی اصحاب کے سامنے، جو مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے، ان سب کو تلاوت کرتے تھے اور ہر کوئی اپنے لہجے اور مخصوص قراءت کے مطابق اسے یاد کر لیتا تھا۔

دوسرے یہ کہ قرآن ایک لغت کے ساتھ پیغمبرؐ پر نازل ہوا لیکن چونکہ پیغمبرؐ نے خدا سے اجازت لے لی تھی اس لئے بہت سے لہجوں اور مختلف قراءتوں کے ساتھ امت کو یاد کرایا اور جیسا کہ نماز حکم خدا اور حکم رسول کے تحت پڑھی جاتی ہے قرآن بھی مختلف قراءتوں سے حکم خدا اور حکم رسول کے تحت پڑھا جاتا ہے اور حکم نبی بھی چونکہ خدا کی اجازت سے ہے قرآن اصلی ہے اسی بناء پر میرا اعتقاد ہے کہ ثبوت و یقین کے بعد تمام مختلف قراءتیں حتی قرأت شاذہ[1] قرآن بھی قرآن کے ثبوت اور یقین کے مطابق ہے اور اگر مختلف احکام کے موارد میں بھی مختلف قراءتوں سے استفادہ کیا جائے تو کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ اس کو اختیار یا نسخ (منسوخ کرنا) پر محمول کیا جا سکتا ہے۔

﴿۳۵﴾ اللہ عز و جلّ کی وہ مخلوق جسے اس نے سات عالمین کو خلق کرتے وقت پیدا کیا تھا: محمد ابن مسلم سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے سنا کہ اللہ عزوجل نے سات عالمین کو خلق کرتے وقت روئے زمین میں کچھ مخلوقات پیدا کی تھیں جو اولادِ آدمؑ نہیں تھیں اور پھر یکے بعد دیگرے انہیں اپنے اپنے عالَم کے ساتھ رکھا، پھر اللہ عزوجل نے ابوالبشر حضرت آدمؑ کو خلق کیا اور اس کے بعد اُن کی ذریت کو انہی میں سے خلق کیا۔ خدا کی قسم، جب سے خدا نے جنت کو خلق کیا ہے تب سے وہ مومنین کی ارواح سے پُر ہے اور جب سے خدا نے جہنم کو خلق کیا ہے تب سے وہ نافرمان کافروں کی ارواح سے پُر ہے۔ شاید تمہارا نظریہ یہ ہو کہ جب قیامت کا دن آئے گا تو خدا اہل بہشت کو اُن کی ارواح کے ساتھ بہشت میں اور اہل دوزخ کو اُن کی ارواح کے ساتھ جہنم میں رکھے گا اور اللہ عزوجل کی روئے زمین پر اور کوئی مخلوق نہیں ہوگی جو اس کی پرستش کرے، اس کی وحدانیت کا اقرار کرے اور اس کی عظمت کو بیان کرے، ہاں، خدا کی قسم، خدا نر اور مادّہ کے بغیر ایک مخلوق پیدا کرے گا جو اس کی عبادت کرے گی اور اس کو وحدہ لاشریک قرار دے گی نیز اس کے لئے ایک زمین بنائی جائے گی جو ان کی متحمل ہوگی اور ایک آسمان جو ان پر سایہ فگن ہوگا۔ کیا اللہ عزوجل نے نہیں فرمایا: **یوم تبدل الأرض غیر الأرض و السماوات** کہ اس دن یہ زمین دوسری زمین میں تبدیل ہو جائے گی اور آسمان (بھی بدل جائیں گے) (سورۂ ابراہیم۔ آیت ۴۸) اور اللہ عزوجل فرماتا ہے: **أفعیینا بالخلق الأوّل بل هم فی لبس من خلق**

[1] شاذ جو بہت کم واقع ہو

جـــدیـــد کیاہم پہلی بار تخلیق کر کے تھک چکے ہیں؟ (ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ از سرِ نو پیدا کرنے کی نسبت شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ (سورۂ ق۔ آیت ۱۵)

﴿۳۶﴾ **سوائے سات چیزوں کے آسمانوں اور زمین میں کوئی شے نہ ہو گی:** امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں: آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز نہ ہوگی سوائے سات کے: قضاء وقدر، ارادہ، مشیت، کتاب، موت اور اذن۔ پس جو شخص اس سے ہٹ کر کچھ کہتا ہے تو وہ خدا پر جھوٹ باندھ رہا ہے اور خدا کی بات کا انکار کر رہا ہے۔

(شرح: قضا: ہر چیز کے متعلق اس کی حقیقت کا اجمالی علم ہے اور وہ عین علم حق ہے خدا کا اپنی ذات کے متعلق جو تمام موجوداتِ عالم کا پیدا کرنے والا ہے۔

قدر: حق کا تفصیلی علم ہر چیز کے متعلق کہ یہ بھی اس کی ذات ہے جو کشف اشیاء کے لحاظ سے بھی عالم ہے۔

ارادہ: ہر چیز کے وجود کی بہبودی کے لحاظ سے علم ہونا۔

مشیت: ہر موجود کے متعلق خدا جو کچھ کرنا چاہتا ہے جسے کلمہ کن سے تعبیر کیا ہے۔

کتاب: ہر چیز جیسی وہ ہے اس کے مطابق اس کا نقشہ وقالب ہے کہ جو امکان میں ہو اور اسی کو ماہیت سے تعبیر کرتے ہیں۔

اجل: ہر مولود کا وقت پیدائش ہے جو موجودات کے نسبی تدریج وتسلسل کے لحاظ سے اس وجود کے مقدمات سے اس کے مستقبل کے بارے میں اندازہ معین کرتا ہے۔ اور سارے وہ علوم جن کا لوگوں میں شور وغوغا (یا دھوم دھڑکا) ہے جو حقیقتاً بالکل ناقص ہے اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ پرانے زمانے کے فلسفیانہ، علوم اور خصوصاً نجوم، رمل، جفر اور دورِ جدید کے تمام علوم اور حیرت انگیز انکشافات وایجادات جو آج تک ہو رہی ہیں یا آئندہ ہونگی اسی بنیاد پر ہونگی۔ یہ سب باتیں گناہوں میں بھی آسکتی ہیں لیکن اس کی وجہ سے قدرت کا جبر لازم نہیں آتا۔ کیونکہ گناہ بندوں کے کامل ارادہ واختیار سے ہوتا ہے اور قضا وقدر اور مشیت ایزدی اس پر پابندی عائد کرتی ہے۔ یہ بات تو خود ہی جبر کو باطل قرار دیتی ہے نہ یہ کہ جبر کو لازم قرار دے۔ بالکل ایسے کہ جیسے کوئی آقا کچھ مال یا کوئی حسین کنیز اپنے غلام کے حوالے کر دے اور اسے حکم دیدے کہ اس کی حفاظت کرنا مکمل نگہداری کرنا اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دے کہ اگر تم نے کوئی خیانت کی تو سو کوڑوں کی سزا تمہیں دونگا اور پھر اعلان کر دے کہ میں فلاں دن سفر پر روانہ ہو رہا ہوں اور اس صورتحال میں تو بہت زیادہ دیکھ بھال کرتے رہنا اور اس کے پاس ایسے وسائل ہیں کہ چاہے تو وہ ہر طرح کی خیانت کاری کی روک تھام کر سکتا تھا لیکن پھر بھی اس غلام کو آزاد چھوڑا ہوا ہے۔ اور مکمل اختیار دیا ہوا ہے لیکن غلام خیانت کا مرتکب ہوتا ہے۔ سو اس صورتحال میں یہ تو بندہ (غلام) خیانت کرنے پر مجبور تھا اور نہ آقا اس کو سزا دینے میں ظالم قرار پائے گا اور نہ اس کے لئے عذر ہے کہ جب آقا کو روک تھام کی قدرت تھی تو کیوں نہ روک دیا۔

﴿۳۷﴾ **نجاشی کی وفات پر نبیؐ نے سات تکبیریں کہیں:** حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ جب جبرئیلؑ نے رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر نجاشی (حبشہ کے بادشاہ) کی موت کی خبر دی تو آپؐ غمگین ہو کر گریہ کرنے لگے اور فرمایا کہ تم لوگوں کا بھائی اصحمہ، (یہ نجاشی کا نام تھا نجاشی حبشہ کے ہر بادشاہ کا لقب ہوتا تھا جیسے فرعون ہر بادشاہِ مصر کو کہتے تھے) انتقال کر گیا، پھر آپؐ ایک میدان کی جانب تشریف لے گئے اور نجاشی پر نماز پڑھی اور سات تکبیریں ادا کیں تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے سارے حجابات دور کر دیئے اور آپؐ نے حبشہ میں رکھے ہوئے جنازہ کا

مشاہدہ کیا۔

(شرح: نمازِ میت میں لازم ہے کہ نماز گزار جنازہ کے برابر سمتِ قبلہ میں مخصوص وضع کے ساتھ نماز ادا کرے اور یہ اہتمام نجاشی کی نسبت، پیغمبر اکرمؐ کے لئے قدرتِ خداوندی سے کیا گیا ہے یہ ظاہر ہے کہ تمام اصحاب اس نماز میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ یہ اہتمام ان کے لئے نہیں تھا۔

نمازِ میت میں پانچ تکبیریں ہوتی ہیں اور یہ دو اضافی تکبیریں خاص نجاشی کے لئے اور جنگِ احد میں حضرت حمزہ ابن عبدالمطلبؑ کے لئے پڑھی گئیں۔ اس نماز میں ہر تکبیر کے بعد دعا لازم ہے لیکن ان دو اضافی تکبیروں کے بعد کوئی چیز بیان نہیں کی گئی)۔

﴿۳۸﴾ **جب خدا کسی قوم پر غضبناک ہوجائے مگر اُن پر عذاب نازل نہ کرے تو اُنہیں سات مصیبتوں میں مبتلا کردیتا ہے:** رسول خداؐ نے فرمایا: جب خدا کسی قوم پر غضبناک ہوجاتا ہے اور اُن پر عذاب نازل نہیں کرتا تو ان پر مہنگائی کو مسلط کرتا ہے، ان کی عمریں کم ہوجاتی ہیں، ان کے تاجروں کو نفع نہیں ہوتا، اُن کے پھل پاکیزہ نہیں ہوتے، اُن کی نہریں شاداب نہیں رہتیں، اُن سے بارش کو روک لیتا ہے اور اُن پر شریر لوگوں کو مسلط کردیتا ہے۔

﴿۳۹﴾ **نبیؐ اور اھلبیتؑ کی محبت سات مقامات پر فائدہ دیتی ھے:** رسول خداؐ نے فرمایا کہ میری اور میرے اہلبیتؑ کی محبت سات ایسے مقامات پر مفید ثابت ہوتی ہے جن کی ہولناکیاں عظیم ہیں: مرتے وقت، قبر میں، قبر سے اُٹھائے جانے پر، حساب کے وقت، کتاب کے وقت، اعمال کے تولے جاتے وقت اور پُلِ صراط سے گذرتے وقت۔

﴿۴۰﴾ **اھلسنت حضرات سے مروی روایت کہ زمین سات افراد کے لئے خلق کی گئی:** حضرت علیؑ فرماتے ہیں: زمین لسبعۃ (سات افراد کے لئے) خلق کی گئی اور انکی وجہ سے ہی رزق تقسیم ہوتا ہے، مینہ برستا ہے اور ان کی وجہ سے ہی لوگوں کی مدد ہوتی ہے: حضرات ابوذرؓ، سلمانؓ، مقدادؓ، عمارؓ بن یاسرؓ، حذیفہؓ اور عبداللہؓ ابن مسعود۔ نیز فرمایا: میں ان کا امام ہوں اور یہی وہ افراد ہیں جو حضرت فاطمہؑ کی نماز جنازہ میں حاضر ہوئے تھے۔

مؤلفِ کتاب فرماتے ہیں: حضرت علیؑ کا یہ کہنا کہ "زمین سات افراد کے لئے خلق کی گئی" اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ابتدا سے انتہا تک، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس دور میں زمین پر جو فوائد حاصل تھے وہ اُن افراد کی وجہ سے تھے کہ جنہوں نے حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی نماز جنازہ میں شرکت کی تھی، یہ تخلیق تقدیری ہے نہ کہ تکوینی۔

(شرح: مقصد یہ ہے کہ "لَسَبْعَة" کالام کسی چیز کے پیدا کرنے کی غرض اور فائدہ کے ظاہر کرنے کے لئے نہیں ہے اور گفتگو کا حاصل یہ نہیں ہے کہ خلقتِ زمین کی غرض یہ سات افراد تھے یا یہ کہ رزق، بارش اور مدد کا باعث یہی چند افراد ہیں، لام فائدے کے اظہار کے لئے ہے اور مقصد یہ ہے کہ اس دنیا کا ہمیشہ رہنے والا اور بنیادی فائدہ معرفت حاصل کرنا اور ایمان ہے اور بے ایمان افراد جانوروں اور جمادات کی مانند ہیں کہ جو ہر ہستی سے عاری ہوتے ہیں اور مادہ کی تاریک گہرائی اور دوزخ کے نچلے درجے کی طرف جارہے ہیں اور اس دنیا سے حصہ اور اس کی نعمتیں کہ رزق، بارش اور دولت ہیں انہیں میسر نہیں۔ وفات حضرت صدیقہ کبریٰؑ کے وقت ہی اسلام میں تبدیلی کا آغاز ہوگیا تھا اور کفر و ارتداد ظاہر ہونے لگا تھا۔ صحیح ایمان صرف ان سات افراد میں رہ گیا تھا اور باقی مسلمان یا منافق یا مرتد یا حالتِ شک میں تھے البتہ حسنینؑ اور امامؑ کے دیگر فرزند اور وابستگان اس زمرہ میں داخل تھے۔

ظاہراً ان سات افراد سے سات خاندان یا مومنوں کے سات گروہ مراد ہیں کہ جن میں سے ہر ایک ،ایک خاندان یا ایک گروہ سمجھا جاتا تھا اور اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے کہ پہلے اسلام اور ایمان کو سات حصوں پر تقسیم کیا اور مومنوں کے ہر طبقہ کے لئے مختلف حصے قرار دئے۔

اس روایت میں ایک مشکل یہ ہے کہ عبداللہ ابن مسعود کو ان سات افراد میں شامل کیا گیا ہے حالانکہ شیعہ علمائے رجال ان کی نسبت روشن فکر نہیں رکھتے اور تاریخ میں ان کو مخالفین میں شمار کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس کا یوں جواب دیا جائے کہ اس دور میں مخلصین میں شامل تھے اور بعد میں منحرف ہوگئے لیکن بہتر ہے کہ ان کے انحراف کے ذکر کو خطا کی طرف نسبت دی جائے اور کہا جائے کہ وہ مخلصین میں تھے نیز ان کی اہانت اور عثمانؓ کا جمع قرآن ترتیب کے دوران ان سے سخت گیری کرنا اس کے ثبوت میں پیش کیا جاسکتا ہے اور دوسرا ثبوت یہ ہے کہ ابوبکرؓ کے قرآن کے جمع کرنے کے وقت ان کو شریک نہیں کیا گیا تھا حالانکہ علم و دانش میں وہ زیدؓ بن ثابت اور دوسروں سے بہت بہتر تھے)۔

﴿۴۱﴾ **جہنم کے سات دروازے ہیں:** محمد ابن فضیل رزقی نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے جد سے نقل کیا ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں: ایک دروازہ وہ ہے جس سے فرعون، ہامان اور قارون داخل ہوں گے، ایک دروازہ سے مشرکین اور کفار داخل ہوں گے یعنی وہ افراد جو ایک پل بھی اللہ پر ایمان نہیں لائے، ایک دروازہ سے بنوامیہ داخل ہونگے اور یہ دروازہ ان ہی کے لئے مخصوص ہے تاکہ کوئی اُن کے لئے رکاوٹ کا سبب نہ بنے؛ یہ باب شعلہ ہے اور باب سقر اور یہی باب ہاویہ ہے کہ ستر خریفیں (ایک خریف کی مدت اَسّی سال ہے) اُن کو دوزخ کی اتھاہ گہرائی میں دھکیل دیں گی اور جب بھی انہیں اندر دھکیلا جائے گا دوزخ ایک جوش مارے گی اور ان کو ستر خریفیں اوپر کی جانب پھینک دیا جائے گا اور دوبارہ ستر خریفوں تک اس کی گہرائی میں دھکیل دیا جائے گا اور یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسی حالت میں رہیں گے۔ ایک دروازہ ہے ہم سے بغض رکھنے والے، ہم سے لڑنے والے اور ہم سے منہ پھیرنے والے داخل ہوں گے؛ یہ سب سے بڑا دروازہ ہے اور اس کی آگ بھی سب سے زیادہ ہوگی۔

محمد ابن فضیل رزقی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے کہا: جس دروازہ کا تذکرہ آپؑ نے اپنے والدؑ اور اپنے جدؑ کے حوالے سے کیا ہے کہ اُس میں سے بنوامیہ داخل ہونگے تو اُن میں سے کون کون داخل ہوگا: شرک پر مرنے والا یا جس نے اسلام قبول کیا تھا؟ امامؑ نے فرمایا: تو بن ماں ہوجائے، کیا تو نے میری بات نہیں سُنی کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک دروازہ ایسا ہے جس میں سے مشرکین اور کُفار داخل ہوں گے؟ یہی وہ دروازہ ہے کہ جس میں سے ہر مشرک اور ہر کافر داخل ہوگا جو روزِ قیامت پر ایمان نہیں لایا اور اس دوسرے دروازہ سے بنوامیہ داخل ہونگے، اس لئے کہ یہ ابوسفیان، معاویہ اور آلِ مروان کے لئے مخصوص ہے تاکہ یہ لوگ اس دروازہ سے داخل ہوں۔ نیز آگ انہیں اس طرح سے درہم برہم کردے گی کہ ان کی چیخ و پکار تک سُنائی نہ دے گی اور یہ لوگ اس میں زندہ رہیں گے اور نہ ہی انہیں موت آئے گی!

(شرح: آغازِ حدیث میں سات در بیان کیے گئے ہیں لیکن صرف چار دروازوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے باوجود یکہ ظاہری اندازہ سے تمام دوزخی ان چار عنوانات میں جو بیان کیے گئے داخل ہیں۔

۱۔ خدائی کے مدعی اور زر پرست اور ان کے مددگار، فرعون، ہامان اور قارون ان کے نمائندے ہیں۔ ان کی یاددہانی کرائی گئی ہے۔

۲۔ مشرکین اور کفار۔

۳۔ حکومت اہل بیت کی مخالف سمت کی حکومتیں اور ان کے حمایتی جیسا کہ بنوامیہ اس کی مثال ہیں۔

۴۔ ائمہ حق کے دشمن جبکہ یہ رہبران الٰہی لائق پیشوا، عادل اور دنیا کی اصلاح کرنے اور اس کی خیر خواہی کرنے والے تھے۔

۵۔ وہ لوگ جنہوں نے حقیقی پیشواؤں اور عادل رہبروں سے جنگ کی اور ان کے مقاصد کی راہ میں رکاوٹ بنے۔

۶۔ وہ لوگ جو صرف دنیاوی فائدے کے لئے مسلمان یا شیعہ کا نام اختیار کر لیتے ہیں لیکن عقیدے کی کمزوری اور دنیا کی محبت میں اللہ کی راہ میں کوشش نہیں کرتے اور امامان برحق کے دینی مقاصد کی پیش رفت اور خدا کی عادلانہ حکومت کے قیام کے لئے مدد نہیں کرتے جس طرح مدینہ کے لوگوں نے امام اول اور کوفہ کے لوگوں نے امام دوم اور سوم کے ساتھ کیا اور بیشتر نام کے مسلمانوں اور ظاہری شیعوں نے دوسرے اماموں کے ساتھ کیا۔ اسی لئے سات دروازوں میں سے تین کا ذکر نہیں کیا گیا شائد مقصد یہ تھا کہ بنی امیہ کے لئے تین دروازے ہیں جن کے نام لظی، سقر اور ہاویہ اور ساتواں دروازہ چوتھے دروازے کے ضمن میں آتا ہے جو ان لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو دستر خوان کے ساتھی اور جنگ کے وقت منہ موڑنے والے ہیں یعنی اچھے وقت کے ساتھی اور بُرے وقت کنارہ کشی کرنے والے)۔

﴿۴۲﴾ روزِ قیامت حضرت علیؑ سات صفتوں کے ذریعے لوگوں پر حجت قائم کریں گے: رسول خداؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: میں روزِ قیامت تم پر حجت قائم کروں گا اور میری نبوت میری حجت ہوگی اور تم لوگوں پر سات صفتوں کے ذریعے حجت قائم کرو گے: قیام نماز، ادائے زکوۃ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، رعایا میں عدل، برابر کی تقسیم اور امر الٰہی کی پابندی۔

اے علیؑ، کیا تم کو نہیں معلوم کہ حضرت ابراہیم روزِ قیامت ہمارے روبرو ہوں گے، اُن کو بلا کر عرش کی داہنی جانب کھڑا کیا جائے گا اور پھر انہیں بہشتی لباس اور بہشتی زیور سے آراستہ کیا جائے گا اور ان کے لئے ایک بہشتی سونے کی نہر بہائی جائے گی اور انہیں جنت کا وہ پانی (ایک نسخہ میں "جنت کی وہ چیز" ہے) دیا جائے گا جو شہد سے بھی میٹھا، دودھ سے سفید تر اور برف سے سرد تر ہوگا۔ نیز مجھے پکارا جائے گا تو میں عرش کی بائیں جانب کھڑے ہو جاؤں گا اور میرے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک روا رکھا جائے گا اور اس کے بعد اے علیؑ، تمہیں بلایا جائے گا اور تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک روا رکھیں گے۔ اے علیؑ، کیا تم راضی نہیں ہو اس بات پر کہ جب مجھے پکارا جائے تو تمہیں بھی بلایا جائے، جب مجھے پوشاک پہنائی جائے تو تمہیں بھی پوشاک پہنائی جائے اور جب مجھے بہشتی زیورات سے آراستہ کیا جائے تو تمہیں بھی بہشتی زیورات سے آراستہ کیا جائے۔ بلاشبہ اللہ عزو جل نے مجھے حکم کیا ہے کہ میں تم کو اپنے سے قریب رکھوں اور دُور نہ کروں اور میں تم کو تعلیم دُوں اور تم پر جفا نہ کروں، لہٰذا تم پر لازم ہے کہ میری بات یاد رکھو اور مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنے پروردگار تبارک وتعالیٰ کی اطاعت کروں۔

حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نے فرمایا: میں روزِ قیامت سات صفتوں کے ذریعے حجت قائم کروں گا: قیام نماز، ادائے زکوۃ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، برابر کی تقسیم، رعایا میں عدل اور حدود کو قائم کرکے۔

معاذ ابن جبلؓ سے منقول ہے کہ نبیؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: میں تم کو اپنی نبوت کا ذمہ دار ٹھہراتا ہوں جبکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور تم لوگوں سے سات چیزوں کے متعلق محاکمہ کرو گے اور قریش میں سے کوئی شخص بھی اُن کے مقابلے میں تم پر کوئی حجت نہیں رکھتا: تم اُن میں سب سے پہلے ایمان لائے ہو، اُن میں سب سے باوفا شخص تم ہو، اُن میں سب سے زیادہ امر الٰہی کی تکمیل کے لئے تم قیام کرتے ہو، اُن میں سب سے زیادہ برابر تقسیم تم کرتے ہو، عوام کے ساتھ اُن میں سب سے زیادہ عدل تم کرتے ہو، ان میں سے قضاوت کی بصیرت سب سے زیادہ تم میں ہے اور

[illegible] عظیم تر ہے۔

﴿۴۳﴾ **جنت میں سات عورتیں ایک دوسرے کی بہنیں ھیں:** ابوبصیرؒ سے منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ کو میں نے یہ کہتے سُنا کہ خدا جنت کی بہنوں پر رحمت نازل کرے اور پھر آپ نے اُن کے نام لیے: اسماء بنت عمیس خثعمیہ: ان کا نکاح حضرت جعفر ابن ابی طالبؑ سے ہوا تھا، سلمیٰ بنت عمیس خثعمیہ: ان کا نکاح حضرت حمزہؑ سے ہوا تھا اور دیگر پانچ خواتین بنی ہلال کی ہیں: میمونہ بنت حارث: ان کا نکاح نبیؐ سے ہوا تھا، اُم الفضل: ان کا نکاح جناب عباسؑ (رسول خداؐ کے چچا) سے ہوا تھا اور ان کا نام ہند تھا، عمیصا اُم خالد بن الولید، عزہ جو قبیلہ ثقیف میں تھیں اور حجاج ابن غلاط کے نکاح میں تھیں، اور حمیدہ کہ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

﴿۴۴﴾ **گناھانِ کبیرہ سات ھیں:** امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: گناہان کبیرہ سات ہیں جو ہمارے متعلق نازل ہوئے اور وہ ہماری حق تلفی اور مخالفت کے ذریعے انجام پاتے ہیں: شرکِ خدائے بزرگ، ناحق خون کرنا، مال یتیم کھانا، والدین کی نافرمانی، پاکدامن خواتین پر تہمت لگانا، محاذِ جنگ سے فرار ہونا اور ہم اہلبیت کے حق کا منکر ہونا۔

خدائے بزرگ کے ساتھ شرک کرنا: اس کے متعلق خدا نے ہمارے بارے میں آیتیں بھی نازل کی ہیں اور رسول خداؐ نے بھی اس سلسلے میں بہت کچھ فرمایا ہے مگر لوگوں نے اللہ کو جھٹلایا اور اس کے رسولؐ کو بھی جھٹلایا تو اس طرح ان لوگوں نے خدا کے ساتھ شرک کیا۔

ناحق خون کرنا: لوگوں نے حسینؑ ابن علیؑ کو قتل کردیا اور ان کے اصحابؓ کو بھی۔

والدین کی نافرمانی: اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے: نبیؐ مومنین کی جان سے بھی بڑھ کر حق رکھتے ہیں اور ان کی بیویاں لوگوں کی مائیں ہیں، پس لوگوں نے آپؐ کی آل کے بارے میں رسول خداؐ کی نافرمانی کی اور اسی طرح حضرت خدیجہؑ کی آل کے متعلق بھی ان کی نافرمانی کی۔

پاکدامن عورت پر تہمت لگانا: پس لوگوں نے اپنے منبروں سے حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیھا) پر تہمت لگائی۔

میدان جنگ سے فرار اختیار کرنا: لوگوں نے حضرت علیؑ کی بڑھ چڑھ کر بیعت کرلی اور بعد میں فرار ہوگئے اور ان کو تنہا چھوڑ دیا۔

ہمارے حق کا انکار کردینا: یہ تو امر مسلّم ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔

ابوہریرہ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: سات مہلک گناہوں سے بچو! کہا گیا: یا رسول اللہؐ، وہ کون کون سے ہیں؟ فرمایا: خدا کے ساتھ شرک کرنا، جادو، ناحق خون کرنا، البتہ اگر قتل کرنا برحق ہو تو اور بات ہے، سود خوری، مال یتیم کھانا، میدان جنگ سے فرار اختیار کرنا اور بے خبر پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا۔

(شرح: مطلب یہ ہے کہ یہ سات گناہ قدرتی طور پر تمام گناہوں سے بڑھ کر اور بدتر ہیں اور اگر وہ اس طرح انجام دیئے جائیں کہ ان گناہوں کا تعلق رسول خداؐ اور ان کے اہل خاندان سے ہوجائے تو اور بھی زیادہ بُرے اور بدتر قرار پائیں گے اور یہ سارے کے سارے گناہ جیسا کہ آپ نے تشریح فرمائی ان کے بارے میں وقوع پذیر ہوئے۔ منبروں پر حضرت فاطمہ زہراؑ پر تہمت لگانے سے مراد یہ ہے کہ کہتے تھے کہ حسنؑ و حسینؑ فرزندِ رسول خداؐ نہیں تھے تاکہ ان حضرات کے استحقاق امامت سلب کیا جاسکے۔ اسی طرح کا پروپیگنڈہ شہادت امام حسنؑ کے بعد حکومت بنوامیہ کے پروگرام کا حصہ تھا چنانچہ نماز جمعہ اور عیدین کے خطبوں کے شروع میں اس کو دہرایا جاتا تھا اور یہ جمعہ فی جمعہ زہراؑ پر تہمت لگانے کے لوازم میں سے ہے)۔

بات معاویہ نے پھیلائی تھی کہ بیٹی سے نسل نہیں چلتی)۔مگر یہ کہ کوئی صریحاًان معصومہ کو کوئی ناروانسبت دے ایسا نہیں ہے کیونکہ ان مخدرہ کی طہارت وعفت ایسی ہے کہ دشمن بھی تصدیق کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔

ابو ہریرہ کی روایت میں (کہ حدیثیں گھڑنے والوں میں ہے) قول پیغمبرؐ سے گناہان کبیرہ کو اسی ترتیب سے سات شمار کیا گیا ہے لیکن خاندان پیغمبرؐ کے حق کے انکار کا ذکر نہیں کیا گیا)

﴿۴۵﴾ خدا کی جانب سے انبیاء کی حیات میں اوران کی وفات کے بعد سات مقامات پراُن کے جانشینوں کاامتحان: امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ جب امیر المومنینؑ جنگ نہروان سے واپسی پر مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے تو ایک یہودی سردار آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا: اے امیر المومنینؑ، میں آپ سے چند ایسے سوالات کرنا چاہتا ہوں کہ اُن کا جواب سوائے کسی نبی یا اس کے وصی کسی کو نہیں معلوم، لہٰذا اگر آپ چاہیں تو پوچھوں اور اگر آپ چاہیں تو درگذر کروں۔حضرت علیؑ نے فرمایا: جو چاہے سوال کروا ے برادر یہود! تو اس نے کہا: ہم نے اپنی کتاب میں پڑھا ہے کہ اللہ عزوجل نے کسی نبیؑ کو مبعوث کیا تو اُن کو یہ وحی کی کہ وہ اپنے اہلبیت میں سے کسی ایسے شخص کا انتخاب کریں جو اُن کے بعد ان کی امت کی باگ ڈور سنبھالے اوراس سلسلہ میں اس امت کے لئے ایک ایسا فرمان جاری کرے جس کی پیروی کی جائے اوران کے بعد بھی اس پر عمل کیا جاتا رہے نیز یہ کہ اللہ عزوجلّ انبیاءؑ کی حیات میں اوراُن کی وفات کے بعد بھی اُن کے جانشینوں کا امتحان لیتا ہے۔لہٰذا آپ مجھے بتلائیں کہ انبیاءؑ کی حیات میں اللہ اُن کے جانشینوں کو کتنی بار آزماتا ہے اوراُن کی وفات کے بعد ان کو کتنی بار آزماتا ہے اور یہ کہ جب وہ آزمائش پر پورے اُترتے ہیں تو ان کا کیا انجام ہوتا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم کہ جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا میں راستہ بنایا تھا، توریت اورانجیل کو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ پر نازل کیا اگر میں تمہارے سوالات کے بالکل صحیح جوابات دے دوں تو کیا تم قبول کرلو گے؟ اس نے کہا: بالکل! امامؑ نے فرمایا: اس ذات کی قسم کہ جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا میں شگاف ڈالا تھا اور حضرت موسیٰؑ پر توریت نازل کی تھی اگر میں تم کو جواب دے دوں تو کیا تم اسلام لے آؤ گے؟ اس نے کہا: ہاں! تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ عزوجل انبیاءؑ کی حیات میں سات مقامات پران کے جانشینوں کا امتحان لیتا ہے تا کہ ان کی اطاعت کی آزمائش ہوجائے اور جب وہ ان کی اطاعت سے راضی ہوجاتا ہے اور وہ آزمائش میں پورا اُترتے ہیں تو وہ انبیاءؑ کو حکم دیتا ہے کہ انہیں اپنی حیات میں اپنا جانشین مقرر کریں اوران کی وفات کے بعد بھی، اس طرح اوصیاء کی اطاعت اُن کی امتوں کی گردن میں بندھ جاتی ہے کہ جو انبیاءؑ کی اطاعت کا دم بھرتی تھیں اور پھر انبیاءؑ کی وفات کے بعد بھی اُن کے اوصیاء کی سات مقامات پر آزمائش ہوتی ہے تا کہ (اب کی بار) ان کے صبر کو پرکھا جاسکے، پس جب یہ آزمائش پر پورا اُترتے ہیں تو خدا اُن پر سعادتمندی کی مُہر لگا دیتا ہے تا کہ انہیں انبیاء سے ملحق کردے درحالیکہ ان کی سعادت کامل ہو چکی ہو۔

اس یہودی سردار نے کہا: اے امیر المومنینؑ آپ نے بالکل بجا فرمایا، اب مجھے یہ بتلائیں کہ اللہ نے حضرت محمدؐ کی حیات میں آپ کو کتنی مرتبہ آزمائش میں مبتلا کیا اوران کی وفات کے بعد کتنی مرتبہ نیز آخر میں نتیجہ کیا نکلا؟ اس پر حضرت علیؑ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے برادر یہود! یہاں سے اُٹھو تو میں تم کو جواب دوں تو کچھ دیگر لوگ بھی اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے امیر المومنینؑ ہمیں بھی بتلائیں تو امامؑ نے فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ تمہارا دل اس کی تاب نہ لا سکے گا۔ تو اُن لوگوں نے کہا: اے امیر المومنینؑ ایسا کیوں؟ آپ نے فرمایا: جو سلوک تم نے ماضی میں میرے ساتھ

کہ روئے زمین پر سوائے آپ کے نبیؐ کا کوئی جانشین نہیں ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے نبیؐ کے بعد ان کے سوا کوئی اور نبی نہیں آئے گا لہٰذا حضرت محمدؐ کی اطاعت کے بعد اب آپ کی اطاعت ہم پر فرض ہو چکی ہے۔ تو حضرت علیؑ بیٹھ گئے اور یہودی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ اے برادر یہود! اللہ عزوجل نے بلا شبہ ہمارے نبی حضرت محمدؐ کی حیات میں سات مقامات پر میرا امتحان لیا اور بفضل خدا اُن سب میں مجھے فرمانبردار پایا۔ اس یہودی نے پوچھا: کون کون سے مقامات پر اے امیر المومنینؑ؟ آپ نے فرمایا:

پہلا مقام حیاتِ نبیؐ میں یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول خداؐ کو پیغامِ رسالت کا بار اُٹھانے کو کہا تو اگرچہ میں اس وقت اپنے خاندان میں سب سے کم سن تھا، ان کی خدمت میں لگا رہتا تھا اور جو وہ حکم بھی دیتے اس کو بجا لانے کی پوری پوری کوشش کرتا اور اس وقت آپ نے بنو عبد المطلب کے ہر چھوٹے بڑے شخص کو لا إلــه إلا الله محمد رسول الله کی شہادت دینے کو کہا مگر اُن لوگوں نے بات نہ مانی اور انکار کرتے ہوئے ان سے رُوگردانی کی، ان کے مقابلے میں آ کھڑے ہوئے حتیٰ کہ ان سے کنارہ کشی کر لی، ان سے دور رہنے لگے، تمام لوگوں کو ان سے دور کر دیا، ان کا مخالف بنا دیا اور جو باتیں رسول خداؐ نے ان کے سامنے پیش کیں انہیں ان کے دل برداشت نہ کر سکے اور نہ ہی ان کی عقل نے درک کی لہٰذا یہ سب باتیں ان پر گراں گزریں، لیکن صرف میں نے ان کو لبیک کہا اور جس چیز کی انہوں نے مجھے دعوت دی میں نے اس پر یقین کرتے ہوئے ان کی اطاعت میں فوراً ہی اسے قبول کر لیا اور مجھے ان باتوں میں ذرہ بھر شک نہ گزرا اور اسی حالت میں ہم نے تین سال گزار دیئے سوائے میرے اور حضرت خدیجہؑ بنت خویلد رحمها الله کے کسی اور نے نماز پڑھی اور نہ ہی رسول خداؐ کے لئے گواہی دی، اس بیان کے بعد آپ نے اپنے اصحاب کی جانب رُخ کیا اور ان سے کہا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے کہا: اے امیر المومنینؑ، ہاں، بالکل ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود!

دوسرا مقام حیاتِ نبیؐ میں یہ تھا کہ قریش مسلسل نبیؐ کے قتل کی سازشیں اور باہمی مشورے کرتے رہے یہاں تک ایک وقت وہ بھی آیا کہ جب یہ لوگ اپنی مشورہ گاہ "دارالندوہ" میں جمع ہوئے درحالیکہ ابلیس ملعون بھی وہاں بنی ثقیف کے ایک کانے کی صورت میں موجود تھا اور اپنی رائے کے اظہار میں کسی سے پیچھے نہیں تھا اور وہ سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ قریش کے ہر قبیلہ سے کوئی نہ کوئی شریک ہو گا اور سب مل کر تلوار سے وار کریں گے گویا ایک ہی انسان نے وار کیا ہو اور اس طرح انہیں قتل کر دیں گے، پھر جب قتل میں کامیاب ہو جائیں گے تو ناچار ہر قبیلہ اپنے نمائندہ کی حمایت میں قیام کرے گا، اس (قاتل) کی وکالت کرے گا اور قصاص کو بہرصورت تسلیم نہ کرے گا اور اس طرح یہ خون رائیگاں جائے گا۔ چنانچہ حضرت جبرئیلؑ پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں اس بات سے اور حتیٰ اس رات اور اس مقررہ گھڑی سے بھی آگاہ کر دیا کہ جب وہ مجتمع ہو کر آپ کے بستر پر حملہ کرنے والے تھے، اور انہیں وہاں سے مقررہ وقت پر غار کی جانب چلے جانے کو کہا۔ رسول خداؐ نے یہ خبر مجھے دے دی اور مجھ سے کہا کہ میں ان کے بستر پر لیٹ جاؤں تا کہ اپنے نفس کے بدلہ میں اُن کی حفاظت کروں تو میں نے فوراً ہی لبیک کہا اور مجھے بہت مسرت ہوئی کہ آپؐ کی بجائے میں قتل ہو جاؤں گا اور اس طرح میں اُن کے بستر پر لیٹ گیا۔ جب قریش کے لوگ آئے تو انہیں یہ یقین تھا کہ وہ نبیؐ کو قتل کر دیں گے مگر جب وہ لوگ اس مکان میں میرے روبرو آئے تو میں نے اپنی تلوار سونت لی اور اُن سے اپنا دفاع کیا جس سے خدا اور عوام الناس سب واقف ہیں اور اس کے بعد حضرت علیؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب حاضرین نے کہا ہاں اے امیر المومنینؑ،

تیسرا مقام حیاتِ نبیؐ میں یہ تھا کہ ربیعہ کے دونوں بیٹے اور ابن عتبہ قریش کے سورما تھے اور جنگ بدر کے دن انہوں نے لڑنے کے لئے للکارا مگر قریش میں سے کوئی بھی ان کے مقابل نہ گیا تو اس وقت رسول خداؐ نے مجھے میرے دو ساتھیوں کے ساتھ اُن کے مقابے میں بھیجا درحالیکہ میں تینوں میں سب سے کم سن تھا نیز اُن کا جنگی تجربہ بھی مجھ سے زیادہ تھا مگر خداوند عالم نے میرے ہاتھوں ولید اور شیبہ کو قتل کروایا۔علاوہ ازیں قریش کے بہتیرے سورماؤں کو میں نے موت کے گھاٹ اُتارا اور کئی افراد کو اسیر کیا جبکہ وہ لوگ تعداد میں بھی ہم سے زیادہ تھے،البتہ اس روز میرے چچیرے بھائی شہید ہو گئے خدا اُن پر رحمت کرے۔اس کے بعد حضرت علیؑ اپنے اصحاب کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب حاضرین نے جواباً کہا: اے امیر المومنینؑ، یقیناً ایسا ہی ہوا تھا۔پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود!

چوتھا مقام حیاتِ نبیؐ میں یہ تھا کہ مکہ میں مقیم تمام عرب قبائل میں سے جو لوگ بچ گئے تھے وہ سب کے سب ہمارے خلاف نکل پڑے تاکہ وہ ہم سے جنگ بدر کے مقتولین کے خون کا بدلہ لے سکیں جو مشرکین قریش تھے۔لہٰذا حضرت جبرئیلؑ نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں اس بات سے مطلع کر دیا اور اس طرح نبیؐ اور ان کے عسکری اصحاب نے میدان اُحد کو اپنی لشکر گاہ بنالیا۔جب مشرکین ہم تک پہنچے تو انہوں نے ہم پر دھاوا بول دیا اور سب مل کر ٹوٹ پڑے اور اس وجہ سے کچھ مسلمان شہید ہو گئے اور باقی سب بھاگ کھڑے ہوئے مگر میں رسول خداؐ کے ساتھ وہیں موجود رہا نیز مدینہ کے مہاجرین و انصار بھی اپنے اپنے گھر کو لوٹ گئے : ہر کوئی کہہ رہا تھا نبیؐ اور ان کے اصحاب قتل کر دیئے گئے۔اس کے بعد اللہ عزوجل نے مشرکین کو رُوسیاہ کر دیا مگر رسول خداؐ کے سامنے مجھے ستر سے بھی زائد زخم آئے جن میں سے کچھ یہ ہیں،یہ کہہ کر آپ نے اپنی چادر گرائی اور اس (یہودی) کا ہاتھ اپنے زخموں پر رکھ کر فرمایا: میں نے اُس دن جو کام کیا ہے اس کا ثواب مجھے خدا دے گا۔ان شاءاللہ۔

اس کے بعد حضرت علیؑ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے کہا: اے امیر المومنین، بے شک ایسا ہی ہوا تھا۔پھر حضرت علیؑ نے فرمایا:اے برادر یہود!

پانچواں مقام حیاتِ نبیؐ میں یہ تھا کہ قریش اور عرب نے اٹوٹ عہد و پیمان کر رکھا تھا کہ چاہے کچھ ہو جائے وہ رسول خداؐ کو قتل کر کے رہیں گے اور ان کے ساتھ ساتھ بنی عبدالمطلب میں سے جو لوگ آپؐ کے ساتھ میل جول رکھتے تھے ان کو بھی قتل کر دیں گے اور اس کے بعد انہوں نے پوری تیاری کر لی اور اس غرض سے انہوں نے مدینہ میں پڑاؤ تک ڈال دیا،کیونکہ ان کو یہ اطمینان تھا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔ مگر حضرت جبرئیلؑ رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں اس بات کی اطلاع پہنچا دی،لہٰذا آپؐ نے بنفس نفیس اور آپ کے ہمراہ مہاجرین و انصار نے خندقیں کھودیں۔جب قریش نے دھاوا بولا تو انہوں نے خندق کے اردگرد ہمارا محاصرہ کر لیا،اس طرح انہوں نے اپنے آپ کو طاقتور اور ہمیں کمزور سمجھ لیا اور خوشی کے مارے شور و غوغا کرنے لگے درحالیکہ رسول خداؐ انہیں خدا کی طرف دعوت دے رہے تھے اور انہیں صلہ رحمی اور قرابتداری کی قسم دے رہے تھے مگر اُن کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی، بلکہ یہ نصیحت محض اُن کی سرکشی میں اضافے کا سبب بنی اور ان کے سورماؤں میں عمرو بن عبدود بھی موجود تھا جو ایک مست اونٹ کی طرح منہ زوری کر رہا تھا اور للکار رہا تھا کہ مجھ سا ہو تو سامنے آئے اور رجز پڑھتا جاتا تھا؛ کبھی اپنے نیزہ کو جنبش دیتا تھا تو کبھی اپنی تلوار کو۔کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ اس کے مقابل جاتا،حتیٰ کہ کسی کو اس میں کوئی دلچسپی تھی اور نہ ہی غیرت نام کی کوئی چیز! بصیرت کے وجود کا تو کوئی اظہار بھی نہیں کر رہا تھا۔رسول خداؐ نے مجھے اپنی جگہ سے کھڑا کیا اور اپنے مبارک ہاتھوں سے میرے سر پر عمامہ باندھا اور

بن عبدود کے خوف سے مجھ پر ترس کھاتا تھی مگر خدا نے اُسے میرے ہاتھوں قتل کیا اور اس کے بعد اب عرب کے پاس ایسا کوئی پہلوان نہیں ہے نیز اس نے مجھے یہ ضربت لگائی۔ اور آپ نے اپنے سر کی طرف اشارہ کیا جہاں زخم لگا تھا۔ پس اللہ نے اسی ضربت اور اس کے سبب سے اُن میں پیدا ہونے والی کھلبلی سے انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

اس کے بعد حضرت علیؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے کہا: اے امیر المومنین، یقیناً ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود!

چھٹا مقام حیاتِ نبیؐ میں یہ تھا کہ ہم رسول خداؐ کے ساتھ مدینہ میں تمہارے یہودی ساتھیوں سے خیبر میں مقابل ہوئے نیز ان کے قریشی سورماؤں اور دیگر لوگوں سے بھی ہمارا سامنا ہوا اور ان کے سوار اور پیدل ساتھی اور ان کا اسلحہ ہمارے سامنے پہاڑ کی مانند آ گئے؛ ان کے مکانات مضبوط تر اور ان کی افرادی قوت بھی ہم سے زیادہ تھی اور ان میں سے ہر کوئی للکار رہا تھا اور برملا مقابلے کی دعوت دے رہا تھا۔ ہمارا جو ساتھی بھی ان سے مقابلہ کرتا مارا جاتا۔ بتدریج للکاروں کا شور بڑھتا گیا، آنکھیں خون سے بھرے پیالے کی مانند ہو گئیں اور ہر کوئی اپنی فکر میں پڑ گیا تو ہمراہیوں نے ایک دوسرے کو دیکھنا شروع کر دیا اور کہنے لگے، اے ابوالحسنؑ، اے ابوالحسن اُٹھو! رسول خداؐ نے مجھے اپنی جگہ سے کھڑا کیا اور ان کے مکانوں کے سامنے بھیج دیا لہٰذا جو کوئی باہر آتا تھا میں اسے قتل کر دیتا تھا اور میرے مقابل جو سورما بھی آیا میں نے اُسے مسل کر رکھ دیا اور پھر میں نے ان پر ایسے حملہ کیا جیسے شیر اپنے شکار پر جھپٹتا ہے یہاں تک کہ میں شدید حملہ کرتے ہوئے اُن کے شہر میں داخل ہو گیا اور میں نے اُن کے قلعہ کے دروازہ کو اپنے ہاتھوں سے اُکھاڑ پھینکا اور تنہا ان پر حملہ آور ہوا (ایک نسخہ میں ہے "اُن کے شہر میں داخل ہو گیا") حتیٰ کہ اُن کا جو مرد میرے سامنے آیا میں نے اسے قتل کر دیا اور جو عورت سامنے آئی اسے اسیر بنا لیا یہاں تک کہ پورا قلعہ فتح کر لیا۔ اس کے بعد حضرت علیؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رُخ کیا اور ان سے فرمایا کہ کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے جواب دیا کہ اے امیر المومنینؑ، بالکل ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود!

ساتواں مقام حیاتِ نبیؐ میں یہ تھا کہ جب رسول خداؐ فتح مکہ کی جانب متوجہ ہوئے تو میں نے چاہا کہ مکہ والوں سے درگزر کیا جائے اور انہیں ایک مرتبہ پھر خدا کی طرف دعوت دی جائے جس طرح کہ پہلے انہیں دعوت دی گئی تھی، پس رسول خداؐ نے اُن کو ایک خط تحریر کیا کہ جس میں انہیں تنبیہ کی گئی تھی اور عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا تھا نیز ان سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ان سے درگزر سے کام لیا جائے گا اور انہیں مغفرت کی امید دلائی گئی جبکہ اس خط کے آخر میں رسول خداؐ نے سورۂ توبہ تحریر کیا تا کہ ان کے سامنے اس کی بھی تلاوت کی جائے۔ جب یہ نامہ مکمل ہو گیا تو رسول خداؐ نے ہر صحابی کے سامنے پیش کیا تا کہ وہ اس خط کو پہنچا دے مگر سب پیچھے ہٹ گئے یہاں تک کہ اُن میں ایک شخص کو یہ نامہ دیا اور اسے روانہ کر دیا لیکن فوراً ہی حضرت جبرئیلؑ حاضر ہو کر کہنے لگے: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ خط یا تو آپ خود پہنچائیں گے یا آپ کی نمائندگی میں آپ ہی کے خاندان میں سے کوئی جائے گا، لہٰذا رسول خداؐ نے مجھے اس بات کی اطلاع دیتے ہوئے وہ خط میرے سپرد کیا تا کہ میں انہیں مکہ کے باسیوں تک پہنچا دوں۔ میں مکہ کے لوگوں تک پہنچا جیسا کہ تم لوگ بھی انہیں اچھی طرح جانتے ہو کہ ان میں سے ہر شخص اس بات پر آمادہ تھا کہ اگر وہ میرا گوشت کسی پہاڑ کی چوٹی پر آویزاں کر سکتا تو ضرور ایسا کر جاتا چاہے اُسے اس کے عوض اپنی جان، اہل خانہ، اولاد اور مال سے ہاتھ دھونا پڑتا۔ لہٰذا میں نے رسول خداؐ کا

گئے لیکن جس طرح کہ تم لوگوں نے دیکھا میں اپنے ارادہ پر جما رہا۔ اس کے بعد حضرت علیؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رُخ کیا اور ان سے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے کہا: اے امیر المومنینؑ، بالکل ایسا ہی ہوا تھا۔

پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود! یہ وہ مقامات تھے جن میں میری آزمائش اس وقت ہوئی جب رسول خداؐ ہمارے درمیان میں تھے اور بفضل خدا اس ذات نے مجھے اپنا اطاعت گزار پایا اور اس خصوصیت میں میرا کوئی شریک نہیں ہے جبکہ اگر میں چاہتا تو خود سے بیان کرتا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو سراہنے سے منع فرمایا ہے؛ اس پر سب کہنے لگے: اے امیر المومنینؑ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے رسول خداؐ کی قرابت جیسی فضیلت عطا کی، آپؑ کو ان کا بھائی قرار دیا جیسا کہ حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ کے لئے اور آپؑ کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ آپؑ ان تمام خطرناک مقامات پر ثابت قدم رہے اور تکلیفیں برداشت کیں، بلکہ جتنا تذکرہ آپؑ نے کیا ہے اس سے زیادہ فضیلت والے کارنامے تو وہ ہیں جن کا آپؑ نے تذکرہ تک نہیں کیا۔ نیز ہم مسلمانوں میں تو آپؑ کی ذات بے مثال ہے اور ہر کوئی یہی کہتا ہے چاہے اس نے آپؑ کو رسول خداؐ کی حیات کے وقت دیکھا ہو یا ان کی وفات کے بعد۔ پس اے امیر المومنینؑ اب آپؑ ہمیں ان واقعات سے آگاہ کیجئے جو پیغمبرؐ کی وفات کے بعد آپؑ کے ساتھ پیش آئے اور آپؑ نے اس میں بھی بردباری کا مظاہرہ کیا اور صبر سے کام لیا؛ اگر ہم چاہیں تو ہم بھی یہ بیان کر سکتے ہیں کہ ہم آپؑ کی ذات سے واقف ہیں اور ہم نے یہ سب دیکھا بھی ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ یہ سب باتیں آپؑ سے سنیں جس طرح کہ ہم نے آپؑ سے اُن آزمائشوں کے بارے میں سُنا جس میں آپؑ کو رسول خداؐ کی حیات میں مبتلا کیا گیا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود! اللہ عزوجل نے اپنے نبیؐ کی وفات کے بعد بھی میری سات مقامات پر آزمائش کی اور ان میں بھی مجھے اس نے اپنی منت ونعمت کے ذریعے پورا اُترتے دیکھا اور یہ بھی کہ میں نے اس میں اپنے آپ کو نہیں سراہا۔

پہلا مقام نبیؐ کی وفات کے بعد: اے برادر یہود! عامۃ المسلمین میں سے سوائے رسول خداؐ کے میں نے کسی کو ایسا نہ پایا کہ جس سے میں اُنس پیدا کروں، اس پر اعتماد کروں، اس کو اپنا ہمراز بناؤں یا اس کے نزدیک ہو جاؤں۔ میری تربیت رسول خداؐ نے فرمائی، انہوں نے ہی مجھے پال پوس کر بڑا کیا، میری یتیمی کا جبران کیا، میری ضرورتوں سے مجھے بے نیاز کر دیا، مجھے کام کرنے سے محفوظ رکھا اور میری اور میرے بیوی بچوں کے اخراجات برداشت کیے۔ یہ تو دنیوی مقامات تھے لیکن اس کے علاوہ اُن کی وفات کے بعد آزمائشوں پر پورا اُترنے پر مجھے بلند درجات حاصل ہوئے اور وہ آزمائشیں ایسی تھیں کہ اگر پہاڑ پر بھی نازل ہوتیں تو میں نہیں سمجھتا کہ ان میں برداشت کی اس قدر تاب ہوتی! میں نے اپنے عزیز و اقارب میں سے بھی پریشان لوگوں کو دیکھا ہے جو جزع فزع کرنے لگے، صبر کر پائے اور نہ ہی ان میں مصیبت کا سامنا کرنے کی ہمت تھی، کیونکہ بے چینی صبر چھین لیتی ہے، عقل ضائع کر دیتی ہے اور اس طرح افہام وتفہیم اور کہنے سُننے کی گنجائش ہی نہیں رہتی، بلکہ بنی عبد المطلب سے ہٹ کر جتنے لوگ بھی تھے وہ صبر کی تلقین کرتے تھے اور ان کے ساتھ وہ بھی بے چینی کا مظاہرہ کرتے تھے مگر تنہا میں نے آپؐ کی وفات پر اپنے نفس کو صبر پر مجبور کیا اور ان اُمور کو انجام دیا جن کا رسول خداؐ نے مجھے حکم دیا تھا، یعنی ان کی تجہیز، انہیں غسل دینے، حنوط کرنے، انہیں کفن پہنانے، ان پر نماز پڑھنے اور انہیں قبر میں اُتارنے کے بندوبست میں لگ گیا۔ نیز کتاب الٰہی کی جمع آوری اور ان کی وصیت کو لوگوں تک پہنچانے میں مصروف رہا۔ جانسوز نالہ و فریاد، سوزش دل اور اسقدر عظیم مصیبت مجھے ان امور کی انجام دہی سے نہ روک سکیں، بلکہ میں نے اپنا واجب حق ادا کیا جو مجھ پر خدا اور اس کے رسولؐ

اصحاب کی طرف رُخ کر کے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے جواب دیا: اے امیر المومنینؑ، یقیناً ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود!

دوسرا مقام نبیؐ کی وفات کے بعد یہ تھا کہ رسول خداؐ نے اپنی حیات میں ہی مجھے اپنی امت کا امیر منتخب کر دیا تھا اور سب حاضرین سے بیعت، قول و قرار لے کر میرے حکم کی اطاعت کا دم بھروالیا تھا، بلکہ انہیں یہ حکم بھی دے دیا تھا کہ ہر حاضر شخص غائب تک یہ پیغام پہنچا دے۔ پس یہ میں ہی تھا کہ رسول خداؐ کی حیات میں لوگوں تک پیغام پہنچایا، جب میں سفر کرتا تھا تو میں اپنے ہمراہیوں کا امیر ہوتا تھا؛ پیغمبرؐ کی حیات میں اور نہ ہی ان کی وفات کے بعد بھی میں نے کسی کو اپنی مانند پایا۔ جس بیماری میں رسول خداؐ اس دنیا سے رخصت ہوئے اس میں رسول خداؐ نے اُسامہؓ بن زید کی سرداری میں ایک لشکر تشکیل دیا تھا اور اس لشکر میں قبیلہ اوس و خزرج اور دیگر اُن تمام لوگوں کو شامل کر لیا تھا جن سے آپؐ کو خوف تھا کہ وہ میری بیعت توڑ دیں گے یا میری مخالفت پر اُتر آئیں گے، یا جن کے بارے میں آپؐ کو علم تھا کہ ان کے دل میں میرے لئے عداوت ہے یا میں نے ان کے باپ، بیٹے یا کسی اور قریبی رشتہ دار کو قتل کیا تھا۔ لہٰذا سب مہاجرین، انصار، ضعیف العقیدہ مسلمان اور منافقین کو اس لشکر میں شامل کر لیا گیا تھا تا کہ آپؐ کے پاس صرف ایک ایسا گروہ رہ جائے جو پاک دل اور باایمان ہو اور کوئی بھی آپؐ کے سامنے نفرت آمیز گفتگو کرے اور نہ مجھے پیغمبرؐ کے بعد ولایت اور لوگوں کی ہدایت کے لئے قیام کرنے سے روک سکے۔ اپنی امت کی ہدایت کے لئے پیغمبرؐ کا آخری کلام یہی تھا کہ لشکر اُسامہ کا روانہ ہونا ضروری ہے اور کوئی اس سے منہ نہ پھیرے۔ نیز آپؐ نے اس سلسلے میں بہت تاکید کی گویا ہر طرح سے اُنہیں سمجھا دیا مگر پیغمبرؐ کی وفات کے فوراً بعد میں نے دیکھا کہ سب نے اس لشکر سے روگردانی کر لی اور اپنے اپنے مراکز و مقامات کو چھوڑ دیا اور اس طرح انہوں نے رسول خداؐ کے اُس حکم کی خلاف ورزی کی جس کی انہیں بے حد تاکید کی گئی تھی اور ان پر لازم قرار دیا تھا کہ وہ اپنے سالارِ لشکر کو اکیلا نہ چھوڑ دیں بلکہ اس کے ساتھ اسی کے پرچم تلے روانگی ضرور اختیار کریں یہاں تک کہ وہ اپنے اس مقصد کو پہنچ جائیں جس کے لئے آپؐ نے انہیں مقرر کیا تھا لیکن لوگوں نے تو لشکر میں رہتے ہوئے اپنے سالار کی مخالفت کی اور اسے تنہا چھوڑ دیا اور بتدریج مدینہ آ کر اس پیمان کو بھی توڑ دیا کہ جس کا ان لوگوں نے رسول اللہؐ کے ساتھ وعدہ کیا تھا اور خدا اور اس کے رسول کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کو توڑ دیا؛ شور مچا کر اپنے لئے رہبر کا انتخاب کر لیا جبکہ ہم بنو عبدالمطلب میں سے کسی کو شامل کیا اور نہ کسی کی رائے لی؛ اُن کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ میری بیعت کو رد کر دیں۔ یہ لوگ اس کام میں مگن تھے جبکہ میں پیغمبرؐ کی تجہیز و تکفین میں مصروف تھا اور میں کسی اور کام میں مشغول ہی نہیں ہو سکتا تھا، اس لئے کہ آپؐ کا جنازہ اُٹھانا ہر کام پر ترجیح رکھتا تھا بلکہ یہی وہ کام تھا جس کو اس وقت کرنا چاہئے تھا۔ اے برادر یہود! لوگوں کی یہ کنارہ کشی میرے لئے سب سے زیادہ جاں سوز واقع ہوئی باوجودیکہ میں پیغمبرؐ کے ناگوار اور بزرگ ترین سوگ میں گرفتار تھا اور میں نے اس شخصیت کو کھو دیا تھا کہ خدا کے بعد اُن کے علاوہ میں کسی پر اعتماد نہیں کرتا تھا۔ اس بلا فاصلہ مصیبت میں بھی میں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

اس کے بعد حضرت علیؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رُخ کر کے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے جواب دیا: اے امیر المومنینؑ، یقیناً ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود!

تیسرا مقام نبیؐ کی وفات کے بعد یہ تھا کہ پیغمبرؐ کی جگہ لینے والا اسقدر نرم دل اور منصف مزاج تھا کہ وہ روزانہ میرے پاس حاضر ہوتا تھا اور

میں اس کو معاف کردوں۔ اس سلسلے میں میں اپنے آپ سے کہتا تھا کہ اس شخص کے بعد جو حق خدا نے میرے لئے مقرر کیا تھا وہ مجھے بآسانی مل جائے گا لہٰذا میں نے سوچا کہ اس نو اسلامی معاشرہ میں کہ جہاں اب بھی بوئے جہالت اور لوگوں کے مرتد ہونے کے امکانات موجود تھے مجھے اپنے حق کے لئے جنگ نہیں چھیڑنی چاہئے، لہٰذا مجھے مخالفت کی فضا برپا کرنے سے گریز کرنا چاہئے کہ مبادا کوئی میرے ساتھ ہو اور کوئی مخالفت پر اتر آئے اور اس طرح بات گفتگو سے کردار تک پہنچ جائے۔ جتنے بھی خواص پیغمبرؐ تھے کہ جنہیں میں بخوبی جانتا تھا کہ وہ لوگ راہ خدا، رسولؐ و قرآن سے مخلص ہیں اور خیر اندیش بھی۔ میرے پاس ان کا آنا جانا لگا رہتا تھا اور آشکار و نہاں مجھے اپنا حق حاصل کرنے کی طرف اکساتے رہتے تھے اور میری محبت میں جان تک دینے کو تیار تھے تاکہ میرا حق مجھے واپس مل جائے مگر میں کہتا تھا کہ ذرا صبر و سکون سے کام لو شاید خدا میرا حق مجھے بآسانی اور بغیر کسی کشمکش اور خون ریزی کے لوٹا دے۔ پیغمبرؐ کی وفات کے بعد بے شمار لوگ دین کے بارے میں شک میں مبتلا ہوگئے تھے جبکہ نالائق افراد کی طمع خلافت میں تھی۔ ہر قبیلہ فریادی تھا کہ رہبری اور خلافت کے لئے ان میں سے کسی کا انتخاب ہو اور ان سب کی ایک مشترکہ غرض یہ تھی کہ یہ خلافت میرے علاوہ کسی اور کے ہاتھ لگ جائے۔ لہٰذا جب پہلے فرماں روا کی موت ہوئی اور اس کی زندگی کے دن پورے ہوئے تو اس نے یہ مقام اپنے دوست کے سپرد کردیا اور یہ ایک دوسری مصیبت تھی جو پہلی کے ساتھ ساتھ میرے سر پر منڈلانے لگی اور دوسری مرتبہ بھی جو خلافت خدا نے میرے لئے مقرر کی تھی اسے مجھ سے چھین لیا گیا۔ اس بار بھی پیغمبرؐ کے اصحاب کہ جن میں سے اب بعض فوت ہوچکے اور بعض باحیات تھے میرے پاس آکر میری خلافت کے حق میں باتیں کرنے لگے مگر اس بار بھی میں نے انہیں صبر و تحمل، ثابت قدمی اور سکون کی نصیحت کی تاکہ اسلامی معاشرہ محفوظ رہے اور جس معاشرے کی تشکیل میں پیغمبرؐ نے ہزاروں مصیبتیں جھیلی تھیں وہ برہم نہ ہو جائے؛ پیغمبرؐ نے بڑے سیاسی فہم کے ساتھ اس معاشرے کو تشکیل دیا تھا یعنی کبھی نرمی اور کبھی سختی سے کام لیا تھا، کبھی معاف کیا تو کبھی تلوار اٹھالی۔ (بالفاظ دیگر) آپؐ نے لوگوں کو دین کی طرف اس طرح مائل کیا تھا کہ ایک ہم سے لوگوں نے اسلام سے نزدیکی اختیار کرلی تھی مگر فرار ہونے کے درپے بھی تھے آپؐ نے انہیں مطمئن اور خوش کیا اور انہیں لباس، بچھونا اور کمبل فراہم کیے درصورتیکہ ہم اہل بیت نبیؐ بغیر چھت کے مکانوں میں زندگی بسر کرتے تھے، ہمارے گھروں کی دیواریں کھجور کی شاخوں اور درخت کی تھیں، ہمارے پاس بچھونا تھا اور نہ ہی کوئی کمبل، کئی افراد ایک ہی چادر میں سوتے تھے اور باری باری اسی میں نماز بھی پڑھتے تھے اور دن رات بھوکے رہتے تھے۔ پیغمبرؐ وہ خمس بھی جسے خدا نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا دوسرے لوگوں کو دے دیتے تھے اور ثروتمندوں اور عرب کے دنیا طلب افراد کو مائل کرتے تھے۔ لہٰذا جس معاشرے کی تشکیل پیغمبرؐ نے خون جگر سے کی تھی مجھے اس کی پاسبانی کرنی تھی تاکہ اس میں تفرقہ واختلاف پیدا نہ کرنا تھا۔ اب اگر میں قیام کرتا اور لوگوں کو اپنی مدد کے لئے پکارتا تو اس کا دو میں سے کوئی ایک نتیجہ برآمد ہوتا: یا وہ میری پیروی کرتے اور میری خاطر مخالفین سے جنگ کرتے اور مارے جاتے یا وہ لوگ مجھ سے کنارہ کشی کرلیتے اور میری اطاعت میں تقصیر کرتے اور میری نصرت کو ترک کرکے کافر ہوجاتے، اس لئے کہ تقصیر کرنے والے کو علم ہوتا کہ اس کی حالت میری نسبت ایسی ہے جیسی حضرت موسیٰؑ کی قوم کی حالت حضرت ہارونؑ کی مخالفت کے وقت تھی نیز وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضرت ہارونؑ کی مخالفت پر جو عذاب قوم موسیٰؑ پر آیا تھا میری مخالفت پر انہیں بھی اسی کا سامنا کرنا پڑے گا، لہٰذا جب تک خدا راہ ہموار نہ کرے اور اپنا حکم جاری نہ کرے افسوس کرنے، آہ سرد بھرنے اور بردباری کو وطیرہ بنانا میرے اجر میں اضافہ کرے گا اور اسلامی معاشرے کے لئے آسانی پیدا ہوگی، یہی معاشرہ کہ جس کی تعریف میں نے ابھی بیان کی خدا کی قضائے حتمی ہے۔ البتہ اگر میں

تمہارے سامنے ہیں، جانتے ہیں کہ میری طاقت زیادہ تھی، میرا خاندان معزز ترین تھا، میرے لوگ زیادہ طاقتور اور اطاعت گزار تھے نیز ان کے پاس میرے حق میں جو دلیلیں تھیں وہ روشن تر تھیں اور ان کی دینی سیرت اور کردار دوسروں سے بہتر تھے، اس لئے کہ میرا ماضی نیک ترین تھا اور رسول خداؐ کی قرابت و وراثت بھی میرے ساتھ تھی۔ واضح وصیت اور مخالفین کی گردن میں میرے نام کی جو بیعت بندھی تھی ان کی بناء پر خلافت میرا حق تھی کیونکہ جب رسول خداؐ اس دنیا سے رخصت ہوئے تھے تو ولایت اُن کے ہاتھ میں تھی اور اُن کے خاندان میں نہ کہ اُن ہاتھوں میں جنہوں نے اسے غصب کیا تھا اور نہ ہی ان لوگوں کے خاندان میں۔ نیز آپؐ کے اہلبیت کہ جن سے خدا نے پلیدی کو دور کیا اور انہیں ایسا پاکیزہ رکھا جیسے حق طہارت کا تقاضا تھا آپؐ کے بعد بہ اعتبار اس خلافت کے دوسروں سے زیادہ سزاوار تھے۔

اس کے بعد حضرت علیؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ کیا ایسا نہیں تھا؟ سب نے جواب میں کہا: اے امیر المومنینؑ، یقیناً ایسا ہی تھا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود!

چوتھا مقام نبیؐ کی وفات کے بعد یہ تھا کہ پہلے خلیفہ کے بعد ان کی جانشینی اختیار کرنے والا اپنے ہر کام میں مجھ سے مشورہ طلب کرتا تھا اور انہیں میری رائے کے مطابق انجام دیتا تھا۔ مشکل کاموں میں میرا نظریہ معلوم کرتا تھا اور اس پر عمل بھی کرتا تھا۔ میری اور میرے اصحاب کی نظر میں میرے علاوہ اس سے برابری کرنے والا کوئی نہیں تھا جس کو خلافت میں کوئی دلچسپی ہو۔ لہٰذا جب اچانک حاکم وقت کی موت قریب آئی جبکہ اسے کوئی بیماری لاحق تھی اور نہ ہی ماضی میں اسے کوئی جسمانی تکلیف رہی تھی تو مجھے یقین ہو گیا کہ اب ان شاء اللہ جس طرح میں چاہتا تھا سب کچھ احسن و افضل طریقے سے سلجھ جائے گا۔ آخرکار خلافت کے لئے چھ افراد کو نامزد کیا گیا اور میں اُن میں چھٹا تھا مگر میرے مساوی اُن میں سے کوئی بھی نہیں تھا، لیکن انہوں نے رسول خداؐ سے میرے وراثت پانے، ان سے قرابت داری، حسب نسب اور میری دامادی کے رشتے کو فراموش کر دیا، حتیٰ کہ اُن میں سے کسی کے پاس ماضی کا مجھ سے بہتر کردار تھا اور نہ ہی خدمت اسلام میں وہ مجھ سے بڑھ کر تھے۔ انہوں نے شوریٰ بٹھائی تا کہ ہم چھ افراد میں سے جس کے ساتھ اکثریت ہو اسے خلیفہ مقرر کیا جائے، اس طرح انہوں نے اس کے بیٹے کو حاکم بنا دیا اور اسے یہ حکم دیا کہ ہم چھ میں سے جو کوئی بھی اس کی خلافت کو تسلیم نہ کرے یا اس کی بات نہ مانے تو وہ اس کی گردن مار دے۔ اے برادر یہود! یہاں صبر کی انتہا ہو گئی، ان دنوں قوم کا ہر شخص اپنے نفع اندوزی میں لگا ہوا تھا جبکہ میں خاموش تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے مجھ سے میری رائے پوچھی تو میں نے اپنے اور ان کے ماضی کو ان کے سامنے رکھا اور ان کی اور میری خدمت اسلام کا نقشہ بھی واضح طور پر کھینچ دیا اور یہ بھی واضح کر دیا کہ جس مقام کا میں حقدار ہوں اس مقام کے وہ لوگ حقدار نہیں ہیں اور پھر میں نے انہیں عہد رسولؐ کی یاد دلائی اور آپؐ کی تاکید بھی جو آپؐ میری بیعت کے لئے کیا کرتے تھے لیکن ریاست کی محبت، امر و نہی میں دست اندازی اور دنیا کی طرف میلان نے انہیں اپنی طرف کھینچ لیا اور اُن سے پہلے والے لوگوں کی پیروی نے انہیں وہ حاصل کرنے پر اکسایا جسے خدا نے اُن کے لئے مقرر نہیں کیا تھا۔ پس جب میری اُن میں سے ایک کے ساتھ خلوت میں ملاقات ہوئی تو میں نے اسے خدا کی یاد دلائی اور اس کے انجام سے اُسے ڈرایا اور ناحق کسی مقام پر فائز ہونے سے ڈرایا تو اس نے میری حمایت کی حامی بھری مگر اس شرط کے ساتھ کہ اپنے بعد اُسے خلیفہ مقرر کروں اور چونکہ میں دستورِ قرآن اور ارشاداتِ پیغمبرؐ کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا تھا لہٰذا انہیں اس بات کا علم تھا کہ ان کے ہاتھ اس سے زیادہ کچھ نہیں آئے گا جسے خدا نے ان کے لئے مقرر کیا ہے اور یہ کہ جسے خدا نے ان کو دینے سے دریغ کیا ہے اس کو دینے سے میں بھی

خلافت ابن عفان کو دے دی باوجود اس کے کہ ابن عفان ایک شخصیت پسند اور اشراف پسند شخص تھا اور وہ تو شوریٰ میں حاضر ہونے والوں تک کو اپنے برابر کا نہیں سمجھتا تھا تو ان سے چھوٹے رتبوں والوں کا کیا کہنا وہ ان کی یادگیری یا ابتدا اور باتقویٰ افراد کی فضیلت کا سرے سے قائل ہی نہیں تھا اور جن معنوی خوبیوں سے خدا نے اپنے رسولؐ اور ان کے اہلبیتؑ کو نوازا تھا اسے تو وہ خاطر ہی میں نہیں لاتا تھا۔ ابھی دن بھی نہیں ڈھلا تھا کہ انہیں اپنے کیے پر شرمندہ ہونا پڑا اور وہ ایک دوسرے کے مخالف ہو گئے اور پیٹھ دکھادی حتیٰ کہ ایک دوسرے کی جان کے درپے ہو گئے اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور ابھی زیادہ وقت بھی نہیں گزرا تھا کہ اس جابر شخص کے طرفدار اس کے خلاف ہو گئے اور اس سے کنارہ کشی کر لی۔

ابن عفان اپنے خاص دوستوں، اپنے سارے طرفداروں اور تمام اصحابِ رسولؐ کے پاس گیا اور استعفیٰ کی درخواست کی اور اس نے جو خرابیاں پیدا کی تھیں ان پر پشیمانی کا اظہار کیا اور ان سے توبہ کر لی۔ اے برادر یہود! یہ پریشانی گذشتہ تمام پریشانیوں سے سخت تر تھی جس نے بنیاد کو ہلا دیا۔ اے کاش، ایسا نہ ہوتا! اس نے مجھے اس قدر پریشان کر دیا کہ بیان سے باہر ہے اور اس کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا مگر صبر و تحمل کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں تھا۔

اسی روز اصحاب شوریٰ نے مجھ سے رجوع کیا اور میری مخالفت پر عذر خواہی کی اور مجھ سے درخواست کی کہ ابن عفان کو برطرف کر کے میرے ساتھ مل کر اس کے خلاف قیام کریں تاکہ مجھے اپنا حق مل جائے لیکن جب کبھی وہ مجھ سے رابطہ کرتے تھے میں ان کی آزمائش کرتا تھا اور ایک مرتبہ تو میں نے ان سے کہہ دیا کہ جاؤ اور اپنے سر مُنڈوا کر آؤ تاکہ ہم انقلاب لے آئیں، کبھی میں کہتا ایک خفیہ محفل بٹھاتے ہیں اور کبھی کہتا کہ ہر کوئی فلاں کے گھر میں جمع ہو جائے اور اس طرح سے میں ان کو طیش میں لا کر ان کے راز فاش کر دیتا تھا!

اے برادر یہود! یہ تمام باتیں اور دور اندیشی میرے قیام میں حائل ہوئیں اور میں نے دیکھا کہ گوشہ نشینی اور صبر ہی زیادہ بہتر راستہ ہے اور اس طرح دل پُر سکون رہے گا، میرے طرفدار بھی محفوظ رہیں گے اور اظہارِ حق کے لئے بھی یہی بہتر ہے نہ کہ انقلاب برپا کرنا چاہئے ورنہ اس طرح تو یہ لوگ فنا ہو جائیں گے باوجودیکہ یہاں پر موجود ہر جانباز، میں خود اور پیغمبرؐ کے اصحاب میں سے موجود اور غائب بھی جانتے ہیں کہ موت کی جانب قدم بڑھانا میرے لئے انتہائی گرم دن میں سرد پانی کی طرح ہے جو ایک جگر سوختہ کی پیاس بجھانے کے لئے شیریں اور گوارا ترین ثابت ہوتا ہے؛ میں، میرے چچا حضرت حمزہؓ، میرے بھائی حضرت جعفرؓ اور میرے چچازاد بھائی حضرت عبیدہؓ نے خدا اور اس کے رسولؐ کے ساتھ عہد کیا تھا کہ وہ ان سے بے وفائی نہیں کریں گے۔

میرے ساتھیوں نے پیش قدمی کر دی اور اس کی راہ میں جان دے دی جبکہ میں خدا کی مرضی کے مطابق پیچھے رہ گیا کہ ہمارے بارے میں یہ آیت نازل کی ہے: **من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه فمنهم من قضی نحبه و منهم من ینتظر و ما بدلوا تبدیلا**۔ (سورۂ احزاب۔ آیت ۲۳)۔ وہ مرد جنہوں نے خدا کے ساتھ وعدہ وفائی کی ان میں سے کچھ چل بسے اور کچھ ان میں سے اب بھی منتظر ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی یعنی وہ میں ہوں جو انتظار کر رہا ہوں۔

اے برادر یہود! میں اپنے عہد سے نہیں پھرا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن عفان کے مقابلہ میں خاموشی اختیار کر لی اور اپنے ہاتھوں کو روک لیا جبکہ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ میرے لئے اس کی اخلاقی پستی آزمودہ تھی اور یہ کہ میں جانتا تھا کہ لوگ اسے سزا دیں گے اور دور یا نزدیک کے لوگوں کو اس کے قتل پر اکسائیں گے: میں نے کنارہ کشی اختیار کر لی اور صبر سے کام لیا یہاں تک کہ بالکل ویسا ہی ہوا، میں نے "نہیں" کہا اور نہ ہی "

بن" کہا۔ اس کے بعد قوم میرے پاس چل کر آئی مگر خدا جانتا ہے کہ میں نے ان سے صرف اس لئے دوری اختیار کی کہ مجھے پتا تھا کہ یہ لوگ مال کی جمع آوری اور عیش وعشرت کے خوگر ہو چکے ہیں جبکہ انہیں یہ بھی علم تھا کہ میں ان کی خواہشات کو پورا نہیں ہونے دوں گا اور (اس سلسلے میں) ان کے ساتھ سخت گیری سے کام لوں گا، لیکن عادت ہو جانے کی وجہ سے انہوں نے جلد بازی سے کام لیا اور اطمینان سے نہ بیٹھ سکے، اصرار وجلد بازی میں مجھے منتخب کر لیا مگر جب دیکھا کہ میرے ہاں سے اُن کا کوئی دنیوی (ناجائز) مفاد پورا نہیں ہوگا تو انہوں نے میری مخالفت شروع کر دی۔

اس کے بعد حضرت علیؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے جواب میں کہا، اے امیر المومنینؑ، یقیناً ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود!

پانچواں مقام نبیؐ کی وفات کے بعد یہ تھا کہ جب مجھے منتخب کرنے والوں نے یہ دیکھا کہ ان کے مفاد میرے ہاں سے پورے نہیں ہو پائیں گے تو انہوں نے اس عورت کے ذریعہ میرے خلاف بغاوت کی اور باوجود اس کے کہ میں پیغمبرؐ کی جانب سے اس عورت پر ولی ووصی مقرر تھا اسے اُونٹ پر سوار کیا گیا اور اس کا سامان اپنی سواریوں پر باندھ کر خوفناک بیابان اور وسیع وعریض دشت میں پھرایا گیا۔ حوئب (مکہ سے بصرہ جاتے ہوئے ایک مقام) کے کُتوں نے اس عورت پر بھونکا۔ ہر وقت اور ہر موقع پر پشیمانی کی علامتیں واضح تھیں، اس طرح سب لوگوں کے کہنے پر میری مخالفت کو جاری رکھا جبکہ پیغمبرؐ کے زمانے میں دوسری مرتبہ بھی میری بیعت کر چکے تھے یہاں تک کہ وہ بصرہ میں وارد ہوئے کہ جن کے باسیوں کے دست کوتاہ، ڈاڑھیاں بڑی بڑی، عقل کم اور رائے فاسد تھی۔ یہ ہمسایہ لوگ صحرا نشین اور طوفان کے میزبان تھے۔ (کنایۃً کم عقل لوگ تھے) اس عورت نے ان بے عقل مردوں کی زمام اپنے ہاتھ میں لے لی تھی جو بغیر علم کے تلوار اُٹھا لیتے تھے اور بے سوچے تیر چلا دیتے تھے؛ ان کے درمیان بھی میں دو مصیبتوں میں گرفتار ہوا: اگر ہاتھ کھینچ لیتا تو اپنی شورش وفساد سے نہ پلٹتے اور عقل کے حکم کی طرف بالکل بھی متوجہ نہ ہوتے جبکہ اگر ان کے خلاف جنگ کرتا تو ایک خونی جنگ جنم لیتی جس کو میں ہرگز نہیں چاہتا تھا۔ ایک مرتبہ پھر میں نے ان پر عذر وتہدید کی حجت تمام کر دی اور اس عورت کو متنبہ کر دیا کہ وہ اپنے گھر کو لوٹ جائے اور اس کے ساتھ جو لوگ جمع تھے انہیں بھی متنبہ کر دی کہ جو بیعت میرے ساتھ کی ہے اس میں بے وفائی نہ کریں اور نہ ہی خدا کے عہد کو توڑیں۔

میں نے اپنی جانب سے پوری کوشش کر لی کہ ان کو نقصان نہ ہو، یہاں تک کہ ان میں سے ایک کے ساتھ تو میں نے مناظرہ کیا اور اسے حق یاد دلایا اور وہ لوٹ گیا، دیگر تمام لوگوں کو بھی میں نے اس روش سے سمجھایا مگر ان کی نادانی، سرکشی اور گمراہی عروج پر تھی اور چونکہ وہ لوگ بہر صورت جنگ کرنا چاہتے تھے لہٰذا میں بھی ہر طرف سے ان پر وارد ہوا اور اس طرح جنگ چھڑ گئی، ان کو شکست ہوئی، حسرت اٹھانی پڑی اور انہیں سنگین بربادی کا سامنا کرنا پڑا نیز اس میدان جنگ میں بہت سے لوگ مارے گئے۔ میں تو مجبوراً جنگ کرنے پر آمادہ ہوا تھا اور ان لوگوں کا فائدہ مقصود تھا کیونکہ اگر میں اس جنگ کو قبول نہ کرتا تو انہیں وہ رعایت کیسے ملتی جو جنگ کے بعد میں نے ان کے ساتھ برتی؟! اگر میں ان کے مقابلے میں نہ آتا تو یہ اپنے اور اپنی امت کے ساتھ خیانت ہوتی اس لئے کہ دوسری صورت میں میں بھی ان کے ان جرائم میں شریک ہو جاتا جنہیں وہ انجام دینا چاہتے تھے کہ اُن دنوں جو جو اسلامی مملکتیں تھیں وہاں تک اس بغاوت کو لے جائیں اور فساد کی آگ کو جہاں تک گنجائش ہو بھڑکا دیں، رعایا کا قتل عام کیا جائے، اسلامی حکومت اور قوانین عدالت کم عقل وکم نصیب عورتوں کے نظریہ پر قائم ہو جائے اور اس طرح روم ویمن کے بادشاہوں اور دیگر معدوم حکومتوں کی روش پر چلا [illegible] سے کام لیتا تب بھی آخرکار جنگ تو ہو کر رہتی اور جن سے جرائم [illegible] صورت [illegible] کے ساتھ مرتکب ہوتے تھے

ان کی بناء پر جنگ و عار بھی، پھر بھی میں نے جلد بازی سے کام لیتے ہوئے بغیر سوچے سمجھے جنگ کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ پہلے میں نے اتمامِ حجت سے کام لیا، جس قدر ممکن تھا جنگ سے پرہیز کیا، طمانیت کا اظہار کیا، ان سے رابطہ کیا اور ثالثوں کو بھی ان کی طرف بھیجا، لہٰذا اپنے مفاد کی خاطر انہوں نے جو چاہا میں نے اس کا خیال رکھا، بلکہ کچھ چیزیں جو ان کے مفاد میں تو تھیں لیکن ان کے ذہنوں میں بھی نہ تھیں ان کی طرف بھی میں نے انہیں متوجہ کیا لیکن اس کے باوجود انہوں نے مخالفت کی اور مجھے مجبور کر دیا کہ میں ان سے جنگ کروں۔ چنانچہ خدا کی مرضی سے ہمارا امر انتہا کو پہنچا جبکہ جن مقدموں کا میں نے بھی تذکرہ کیا ان کے حساب سے میں ان پر حجت قائم کر چکا تھا اور اب وہ میرے سامنے محکوم تھے۔

اس کے بعد حضرت علیؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے جواب دیا: اے امیر المومنینؑ، یقیناً ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود!

چھٹا مقام نبیؐ کی وفات کے بعد حکمین کے انتخاب اور فرزند جگر خوارہ طلیق (ابن طلیق) سے مبارزہ کرنا تھا۔ جب سے رسول خداؐ مبعوث ہوئے تھے یہ شخص خدا، اس کے رسول اور مومنین سے جنگ کرتا رہا تھا یہاں تک کہ مسلمانوں نے اپنی شمشیروں سے مکہ فتح کیا۔

اسی روز اور دیگر تین موقعوں پر خود اس سے اور اس کے باپ سے میری بیعت طلب کی گئی جبکہ گذشتہ کل جس نے سب سے پہلے مجھے امیر المومنینؑ کہہ کر سلام کیا تھا وہ اس کا باپ تھا اور یہ وہی شخص تھا جس نے گذشتہ خلفاء سے مجھے اپنا حق وصول کرنے کی ترغیب دلائی تھی یہاں تک کہ جب بھی میرے پاس حاضر ہوتا میری بیعت کی تجدید کرتا۔ عجیب ترین بات تو یہ ہے کہ جب اس نے دیکھا کہ خدا نے مجھے میرا حق دلا دیا ہے اور مجھے اپنے مقام پر کھڑا کر دیا ہے تو اس کو یہ طمع ہوئی کہ وہ چوتھا خلیفہ بن جائے اور ہماری نگرانی میں حکومت کرے، لہٰذا اس نے عاصی (نام کی جگہ نافرمان کی لفظ استعمال ہوئی ہے) ابن عاص سے رُجوع کر کے اسے راغب کر لیا اور اس نے دعوت قبول کر لی، چونکہ اسے حکومت مصر کی لالچ دی لہٰذا وہ اسی کا طرفدار ہو گیا درصورتیکہ خراج مصر کی تقسیم سے پہلے اس کے لئے اس میں تصرف کرنا حرام تھا اور اسی طرح حاکم وقت پر بھی حرام تھا کہ اس کے حصے سے زیادہ اس کو ایک درہم بھی عطا کرے۔ اس کے بعد تو حکومت اسلامی ظلم و سرکشی کا شکار ہو گئی، لہٰذا جس نے اس کی بیعت کی اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور جس نے اس کی مخالفت کی اس کو اپنے سے دور کر دیا؛ اس عہد کو توڑ کر میری جانب متوجہ ہوا اور حکومت اسلامی کی غارت گری کی طرف اقدام کیا، مشرق، مغرب، شمال اور جنوب ہر جانب غارت گری پھیلا دی۔ یہ خبریں مجھ تک پہنچیں اور قبیلہ ثقیف کا ایک کانا میرے پاس آیا اور مجھے مشورہ دیا کہ میں اس کو ان شہروں کا والی مقرر کر دوں جو اب اس کے قبضے میں ہیں اور اس سے مصالحت کر لوں جو کہ دنیوی نقطۂ نگاہ سے تو بہترین تھا بشرطیکہ خدا کے سامنے کوئی عذر پیش کر سکوں اور اس کے مظالم کا جواب دے سکوں؛ اس سلسلے میں مَیں نے بہت غور و فکر سے کام لیا اور میرے لئے جو قابل اعتماد لوگ تھے یعنی جو خدا، اس کے رسولؐ، میرے اور مومنین کے خیر اندیش تھے ان سے بھی مشورہ لیا اور فرزند جگر خوارہ کے بارے میں ان کی رائے بھی وہی تھی جو میری تھی۔ خدا مجھے اس حالت میں نہ پائے کہ میں گمراہ کُن افراد کو اپنا بازو بنا لوں۔

ایک مرتبہ میں نے جریر بجلی کو اور ایک مرتبہ ابوموسیٰ اشعری کو اس کے پاس بھیجا لیکن دونوں نے دنیا پر تکیہ کر لیا اور ہوا پرستی کا شکار ہو گئے: لہٰذا وہ بھی اس سے راضی ہو گئے اور میرے ساتھ خیانت سے کام لیا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ ہر روز زیادہ سے زیادہ احکام الٰہی کو پاؤں تلے روندا جا رہا ہے اور ان کی سرکشی بڑھتی جا رہی ہے لہٰذا میں نے بدر میں شریک ہونے والے اصحاب پیغمبرؐ اور خدا کے پسندیدہ لوگ جنہوں نے بیعت رضوان میں شرکت کی تھی اور دیگر تمام نیکوکار مسلمانوں سے مشورہ لیا تو ہر کسی کی وہی رائے تھی جو میری تھی کہ ان سے جنگ کی جائے اور انہیں احکام الٰہی میں دست

اندازی کرنے سے روکا جائے۔ اسی بناء پر میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ قیام کیا تا کہ انہیں ان برائیوں سے روکا جائے، ہر مقام سے میں نے انہیں خطوط تحریر کیے اور ان کی طرف اپنے نمائندے بھیجے تا کہ انہیں باطل پرستی سے دور رہنے کی دعوت دیں اور وہ میرے اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ ہو جائیں مگر جواباً انہوں نے مجھے تحکم آمیز خطوط لکھے، بے جا آرزوئیں کیں اور ایسی شرائط رکھیں جو خدا، اس کے رسولؐ اور مسلمانوں کے لئے قابل تسلیم نہ تھیں۔

اپنے ایک خط میں تو انہوں نے یہ شرط عائد کی تھی کہ پیغمبرؐ کے چند نیکوکار اصحاب کو کہ جن میں حضرت عمار بن یاسرؓ بھی شامل تھے ان کے حوالے کر دوں تا کہ وہ انہیں عثمان کے قصاص کے طور پر جان سے مار دیں۔ عمارؓ جیسے عظیم انسان کہاں پائے جاتے ہیں؟! خدا کی قسم، جب بھی ہم پانچ افراد پیغمبرؐ کے ارد گرد ہوتے تھے تو چھٹے عمارؓ ہوا کرتے تھے اور جب چار ہوتے تھے تو آپؐ پانچویں ہوا کرتے تھے۔ وہ لوگ عثمان کے قصاص کی باتیں کرتے تھے جبکہ خود اس نے، اس کے ہمراہیوں نے اور اس کے خاندان نے جو شجر ملعونہ کی شاخیں تھیں لوگوں کو اس کے قتل کی طرف بھڑکایا تھا، نتیجتاً جب میں نے ان کی ان ناروا شرائط کو نامنظور کیا تو انہوں نے مجھ پر دھاوا بول دیا، میرے خلاف سرکشی کو اپنے لئے فخر سمجھنے لگے اور قبیلہ حمیر کے تمام لوگوں کو جن کے پاس عقل تھی اور نہ بصیرت اپنے باطل دین پر یکجا کر دیا اور انہیں اشتباہ میں ڈال دیا، یہاں تک کہ انہوں نے اس کی پیروی کی: اس نے ان لوگوں کو مال دنیا کے ذریعے فریفتہ کیا اور اپنا طرفدار کر لیا۔ ہم لوگوں نے انہیں ان کرتوتوں سے باز رکھنے کے لئے محاذ کا رُخ کیا اور خدا کو اپنا حَکَم قرار دیا نیز انہیں نصیحت کرنے اور ان پر اتمام حجت کے بعد ان سے جنگ کی اور خداوند نے ہمیشہ کی طرح ہمیں اپنے دشمنوں پر غالب کیا۔ وہ پرچم رسولؐ جس کے ذریعہ خدا نے حزب شیطان کو قتل کیا ہمارے ہاتھ میں تھا جبکہ اس نے تو اپنے باپ کا وہ پرچم اپنے ہاتھ میں لیا ہوا تھا جس کے تحت اس نے رسول خداؐ کے ساتھ جنگ کی تھی، موت کے منہ میں جا گرا اور فرار کے علاوہ اس کے پاس نجات کا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا، اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنا پرچم سرنگوں دیکھا تو اپنے آپ کو عاجز پایا۔ اس نے ابن عاص سے مشورہ طلب کیا تو اس نے مشورہ دیا کہ قران کو باہر نکالو اور نیزوں پر بلند کر دو اور اس کو حَکَم بنا کر لوگوں کو اپنی طرف بلایا جائے اور کہنے لگا کہ ابن ابی طالبؑ، اس کے دیندار پیروکار اور دیگر خاندان نبوت کے افراد نے آغاز میں قران کی حاکمیت کی دعوت دی تھی اور آخر جنگ میں بھی وہ تمہاری اس حاکمیت قران کی دعوت کو قبول کرنے پر آمادہ ہوں گے۔

اس نے ابن عاص کی اس رائے کو قبول کر لیا اور ناچار اس پر عمل پیرا ہوا اس لئے کہ اس کے پاس اس سے ہٹ کر کوئی راہ فرار نہ تھی جس کو اختیار کر کے وہ قتل ہونے یا عقب نشینی سے محفوظ رہتا۔ اس نے قران کو بلند کیا اور اس طرح وہ اپنے منصوبہ پر عمل کرنے لگے۔ میں اپنے نیک اور مخلص ساتھیوں کو کھو چکا تھا اور باقی ماندگان نے قران کو حَکَم تسلیم کر لیا اور جنگ بندی پر رضامند ہو گئے یہ گمان کرتے ہوئے کہ پسر جگر خوارہ، قران کے احکامات کا پابند ہے اور ان پر عمل کرے گا لہٰذا اس کی دعوت پر لبیک کہہ دیا اور اس کی ہر شرط کو مان لیا جبکہ میں نے انہیں خبردار بھی کیا کہ یہ دھوکہ و فریب ہے اور یہ ایک ایسی سازش ہے جسے اس نے ابن عاص کے ساتھ مل کر رچایا ہے اور یہ ہرگز اس پر عمل نہیں کرے گا مگر کہنے لگے: ہمیں یقین نہیں آتا۔ اس طرح انہوں نے میرے حکم کو رد کر دیا اور مُصر ہوئے کہ اس کی شرائط کو تسلیم کر لیا جائے خواہ مجھے پسند ہوں یا ناپسند، میں خواستہ نا خواستہ انہیں قبول کر لوں، نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ان میں سے کچھ تو کہنے لگے کہ اگر علیؑ ان شرائط کو تسلیم نہیں کرتے تو انہیں بھی ابن عفان کی مانند قتل کر دیا جائے ورنہ وہ اپنے آپؑ کو اور اپنے خاندان والوں کو پسر ہند کے حوالے کر دیں۔

خدا جانتا ہے کہ جس قدر ممکن تھا میں نے کوئی راہ نکالنے کی کوشش کی تا کہ کوئی تدبیر کام کر جائے لیکن ایسا نہ ہوا۔ میں نے ان سے کہا کہ

مجھے ایک اونٹنی کے دوہنے یا گھوڑے کی ایک دوڑ جتنی تو مہلت دے دو تا کہ میں اپنے امور کو انجام دے لوں مگر ان لوگوں نے میری بات نہ مانی سوائے ان بزرگوار -- یہ کہتے ہوئے آپؑ نے حضرت مالک اشترؒ کی جانب اشارہ کیا-- ان کے پیروکاروں اور میرے اپنے خاندان والوں کے کہ انہوں نے میری آواز پر لبیک کہا۔ بخدا جس چیز نے مجھے اپنی روشن فکر کے درپے ہونے سے روک رکھا تھا وہ ان دوتن --اپنے ہاتھ سے امام حسنؑ و امام حسینؑ کی طرف اشارہ کیا -- کے قتل ہو جانے کا خوف تھا کہ مبادا نسل رسول خداؐ منقطع ہو جائے اور پھر ان دوتن -- حضرت عبداللہ ابن جعفرؓ اور حضرت محمدؒ ابن حنفیہ کی جانب اشارہ کیا-- کے قتل کا بھی خوف تھا۔ اس لئے کہ مجھے پتا تھا کہ اگر یہ میری خاطر یہاں نہ آتے تو ان کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہوتا لہٰذا مجبوراً مجھے قضائے الٰہی اور اُمت کے فیصلے کو تسلیم کرنا پڑا۔

بہرحال جنگ بندی کے بعد دشمنوں کے سر سے تلوار ہٹالی گئی اور انہوں نے اپنے آپ کو حکم بنالیا اور خدا کو اپنے تحت اختیار قرار دیا اور اس طرح انہوں نے قرآن اور اس کے اَحکامات کو بالائے طاق رکھ دیا۔ بذات خود میں کسی کو دین خدا میں حکم تسلیم نہیں کرتا اس لئے کہ دین خدا میں بشر کی حکمیت بغیر کسی شبہ و تردد کے خطا ہے لیکن یہ اُمت حکمیت کی تقرری کے علاوہ کسی بات پر راضی نہ ہوئی۔

ایسی صورت میں مَیں نے یہ ارادہ کرلیا کہ اپنے خاندان میں سے یا دیگر اتباع کرنے والے قبیلوں میں سے کسی عقلمند، قابل اطمینان اور دیندار شخص کو حَکم مقرر کروں مگر میں جس کو بھی نامزد کرتا تھا پسر ہندا سے قبول کرنے پر آمادہ نہیں تھا، میں جو بھی حق بات کہتا تھا وہ اس سے سرکشی کرتا تھا اور چوبِ ستم سے مجھے اپنے ساتھیوں کی مدد پر مجبور کیا اس لئے کہ ان کا اصرار اس بات پر تھا کہ میں دو افراد کو حکم مان لوں -- تسلیم حَکَمَین -- بخدا، میں نے ان سے بیزاری کا اظہار کیا اور یہ فیصلہ ان کے ہی سپرد کر دیا تو انہوں نے ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا جسے ابن عاص نے فریب میں مبتلا کر دیا اور شرق و غرب اس کی رُسوائی سے پُر ہو گئے اور وہ لوگ خود اس حَکم کی تقرری پر پشیمان ہوئے۔

اس کے بعد حضرت علیؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ تو سب نے جواب میں کہا: اے امیرالمومنینؑ، یقیناً ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود!

ساتواں مقام نبیؐ کی وفات کے بعد یہ تھا کہ رسول خداؐ نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں اپنی آخر عمر میں اپنے ایسے ساتھیوں سے جنگ کروں گا جو دن کو روزہ رکھیں گے، راتوں کو عبادت میں بسر کریں گے اور قرآن کی تلاوت کرتے ہوں گے مگر میری مخالفت اور مجھ سے جنگ کرنے کی بناء پر وہ دین سے اس طرح خارج کر دیئے جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، ذوالثدیہ بھی ان کے درمیان ہے، ان کے قتل کے بعد انجام کار سعادت میرے ساتھ ہوگی۔ پس حکمین والی کارروائی کے بعد اسی جگہ پر واپس ہوا تو دیکھا کہ ان میں سے کچھ لوگ آپس میں مخالف ہو گئے ہیں اور ایک دوسرے کو سرزنش کررہے ہیں کہ آخر جنگ صفین حکمین پر ختم ہوگئی لہٰذا اپنے پیشوا سے انتقام لینے کے علاوہ ان کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا؛ کہنے لگے کہ امام کو ہماری ناقص رائے کی پیروی نہیں کرنی چاہئے تھی اور چونکہ اُن پر ہماری غلطی ثابت ہو چکی تھی لہٰذا ان پر لازم تھا کہ اپنے آپ کو یا خطا کاروں کو قتل کر دیتے لیکن چونکہ انہوں نے کاہلی سے کام لیا اور ہماری پیروی کرلی لہٰذا وہ کافر ہو گئے اور اب اُن کو قتل کر دینا ہمارے لئے جائز ہے اور وہ سب اس رائے پر متفق ہو گئے نیز فوراً ہی میرے لشکر سے خارج ہو کر لاحُکْمَ اِلاَّ لِلّٰہ کا نعرہ لگانے لگے۔ ان کا ایک دستہ نخیلہ میں تو دوسرا حروراء میں جاگزین ہوا جبکہ ایک دستہ نے مشرق کی سمت پیش رفت کی۔ وہ لوگ دجلہ کے پار جس مسلمان کے بھی رُوبرو ہوتے اس کو میرے متعلق آزماتے اور اگر وہ مجھے کافر تسلیم کر لیتا تو اسے زندہ چھوڑ دیتے ورنہ اسے موت کے گھاٹ اُتار دیتے۔ میں پہلے اور دوسرے دستہ کے پاس گیا اور

انہیں خدا اور حق کی پیروی اور اسی کی جانب لوٹ جانے کی دعوت دی مگر وہ تلوار کے علاوہ کوئی شے قبول کرنے کو تیار نہ تھے اور کوئی شرط بھی انہیں مطمئن نہ کر سکی، لہٰذا جب میں ان سے مایوس ہوگیا تو پہلے دو دستوں کو بحکمِ خدا مغلوب کرلیا اور اس دستۂ نخیلہ اور اس دستۂ حروراء کو نابود کر دیا۔

اے برادر یہود! مجھے بے حد افسوس ہے کہ اگر یہ لوگ اس بنیادیں ہلا دینے والی راہ پر نہ چلے ہوتے اور اس طرح فنا نہ ہوئے ہوتے تو اسلام کے لئے میرے پاس کس قدر مضبوط مدد ہوتی مگر خدا کو ان کے لئے اس ناگوار انجام کے علاوہ کچھ اور منظور ہی نہ تھا۔ اس کے بعد میں نے تیسرے دستہ کی جانب ایک خط تحریر کر کے بھیجا اور یکے بعد دیگرے نمائندے ارسال کئے جبکہ میرے نمائندے برگزیدہ، خدا پرست اور زاہد تھے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اور اس طرح یہ دستہ بھی پہلے دو دستوں کی طرح ان ہی کی روش پر گامزن رہا اور انہوں نے بھی جلد بازی سے کام لیتے ہوئے اپنے مخالف مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور نیکوکاروں کو لگاتار نابود کر دیا۔ میں بھی اُن کے سروں پر سوار ہوگیا اور دجلہ کا راستہ اُن پر بند کر دیا نیز ایک بار پھر میں نے اپنے نمائندے اور مخلص لوگوں کو ان کے پاس بھیجا اور جان توڑ کوشش کے ساتھ کبھی ان حضرت اور کبھی ان حضرت کو (کس کے ساتھ آپ نے اپنے ہاتھ سے مالک اشترؒ، احنفؒ بن قیس، سعیدؒ بن قیس ارحبی اور اشعثؒ بن قیس کندی کی طرف اشارہ کیا) عذر پذیری کے لئے بھیجا لیکن چونکہ وہ جنگ کے علاوہ کسی اور بات پر آمادہ نہ ہوئے لہٰذا ان کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ اے برادر یہود! وہ تمام کے تمام افراد کہ جن کی تعداد چار ہزار سے بھی زائد تھی مارے گئے اور ان میں سے ایک بھی خبر دینے والا باقی نہ رہا۔

اس کے بعد ان مقتولین میں سے ذوالثدیہ کو الگ کیا اور ان حاضرین کے سامنے کہ جنہیں تم اس وقت دیکھ رہے ہو باہر لے آیا اور اس کے پستان عورت کے پستان کی مانند تھے۔

اس کے بعد حضرت علیؑ نے اپنے اصحاب کی جانب رُخ کیا اور فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے کہا: اے امیر المومنینؑ، یقیناً ایسا ہی ہوا تھا۔

فرمایا: اے برادر یہود! ان چودہ مقامات پر میں آزمائش پر پورا اُترا اور پھر صرف ایک مقام باقی رہ گیا اور وہ بھی نزدیک ہی ہے تو اصحاب حضرت علیؑ اور راس الجالوت گریہ کرتے ہوئے کہنے لگے: آقا، اب اس آخری واقعہ سے بھی باخبر کر دیجئے کہ وہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ آخری واقعہ یہ ہے کہ یہ (اپنے ہاتھ سے اپنی ریش مبارک کی طرف اشارہ کیا) اس (اپنے ہاتھ سے اپنے سر کی مانگ کی جانب اشارہ کیا) کے خون سے رنگین ہو جائے گی۔

یکا یک لوگوں کے نالہ و فریاد کی آوازیں بلند ہوئیں اور کوفہ کی وسیع حدود میں ہر گھر کے رہنے والے جزع فزع کرتے ہوئے باہر نکل آئے اور راس الجالوت نے حضرت علیؑ کے ہاتھوں اسی وقت اسلام قبول کرلیا اور وہ امیر المومنینؑ کی شہادت تک وہیں مقیم رہا اور جب ابن ملجم کو گرفتار کرلیا گیا تو راس الجالوت بھی امام حسنؑ کی خدمت میں آیا درحالیکہ لوگ امامؑ کے اردگرد تھے اور ابن ملجم آپ کے سامنے، تو راس الجالوت نے کہا: اے ابو محمد (کنیت امام حسنؑ) اسے قتل کر دیجئے، خدا اسے غارت کرے، کہ میں نے حضرت موسیٰؑ پر نازل ہونے والی کتابوں میں پڑھا ہے کہ خدا کے نزدیک یہ ابن آدم کے اپنے بھائی کو قتل کرنے اور اس غدار کے جرم سے بھی عظیم ہے جس نے ناقۂ ثمود کو ایذا پہنچائی تھی۔

﴿۴۶﴾ سات دنوں، اتوار، پیر، منگل، بدھ، جمعرات، جمعہ اور هفته کے متعلق کچھ باتیں: رسول خداؐ نے فرمایا: جمعہ کا دن عبادت کا دن ہے لہٰذا تم لوگ اس میں اللہ عزوجل کی عبادت کیا کرو، ہفتہ آل محمدؑ کے لئے مخصوص ہے، اتوار اُن کے شیعوں کے لئے، پیر بنوامیہ کا دن ہے، منگل نرمی کا دن ہے، بدھ [illegible]

﴿۴۷﴾ **اتوار اور اس کے بعد سے متعلق وارد ہونے والی خصوصیات:** امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کا گذر کچھ لوگوں کے پاس سے ہوا جو فصد کھلوا رہے تھے تو آپ نے فرمایا: اتوار کی رات تک اسے ملتوی کیوں نہیں کرتے کہ ایسے کرنا بیماری سے شفا کا سبب بنے گا۔

ایک مرفوع روایت میں منقول ہے کہ امام جعفر صادقؑ کے ایک چاہنے والے سے آپ نے فرمایا: کیا بات ہے تم اپنے کام کو روانہ کیوں نہیں ہوئے؟ جواباً عرض کیا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں، آج اتوار کا دن جو ہے تو امام نے فرمایا: تو اتوار کے ہونے سے کیا ہوتا ہے؟! اس شخص نے نبیؐ سے منسوب ایک روایت سُنا دی کہ جس میں آپؐ سے منقول ہے کہ اتوار کے دن کی شدت سے پرہیز کرو کہ اس کی تاثیر تلوار کی دھار جیسی ہے، اس پر امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جھوٹ کہتے ہیں لوگ، جھوٹ کہتے ہیں لوگ، رسول خداؐ نے ایسا کچھ نہیں کہا، بلکہ الْاَحَـد (عربی میں اتوار کو کہتے ہیں) خدا کے اسمائے حسنٰی میں سے ایک اسم ہے۔ اُس شخص نے کہا: میں آپ پر فدا، تو پھر پیر کا دن کیسا ہے؟ فرمایا: اُن دونوں کے نام پر رکھا گیا ہے۔ اُس شخص نے کہا کہ اُن دونوں کے نام پہ رکھا گیا جبکہ وہ دونوں تو پیدا ہی نہیں ہوئے تھے؟! تو آپ نے فرمایا: جب تم سے کوئی بات کہہ دی گئی ہے تو اُسے سمجھو (بھی) کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس دن کا علم تھا کہ جس دن اس کے نبیؐ کی روح قبض کی جائے گی اور اُسے اس دن کا بھی علم تھا کہ جس دن اس کے نبیؐ کے وصیؑ پر ظلم ہوگا، لہٰذا اُس نے اُن دونوں کے نام پر اس دن کا نام رکھ دیا۔ اُس شخص نے کہا: تو پھر منگل کا کیا؟ آپ نے فرمایا: منگل کے روز آگ کی تخلیق ہوئی اور یہی اس ارشاد الٰہی کا مطلب ہے: **انطلقوا إلى ما كنتم به تكذبون. انطلقوا إلى ظل ذى ثلاث شعب. لاظليل ولا يغنى من اللهب** (سورۂ مرسلات۔ آیت ۲۹ تا ۳۱) تو اُس شخص نے کہا: تو پھر بدھ کا روز؟ فرمایا: جہنم کے چار ستونوں کی بنیاد بدھ کے روز رکھی گئی۔ اس نے کہا: جمعرات کا دن؟ فرمایا: جمعرات کے روز اللہ تعالیٰ نے جنت کو خلق کیا۔ اس شخص نے پوچھا: جمعہ کا روز؟ آپ نے فرمایا: جمعہ کے روز اللہ عزوجل نے تمام مخلوق کو ہماری ولایت کے لئے جمع کیا۔ اُس شخص نے پوچھا: ہفتہ کا دن؟ آپ نے فرمایا: ہفتہ کے روز خدا نے اپنے فرشتوں کو اپنی جانب متوجہ کیا تو انہوں نے اسے واحد پایا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا: ہفتہ کا دن مکر وفریب کا دن ہے، اتوار کا دن شادی وتعمیر کا دن ہے، پیر سفر وتلاش کے لئے مخصوص ہے، منگل کا دن جنگ وخون کا دن ہے، بدھ منحوس دن ہے کہ اس میں لوگ فال لیتے ہیں، جمعرات کا دن اُمراء کے پاس حاضر ہونے اور قضائے حاجات کا دن ہے جبکہ جمعہ کا دن خطبہ اور نکاح کا دن ہے۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: پیر کا روز استسقاء وبارش کی دعا کرنے کے مقامات کی جانب سفر کرنے کا دن ہے۔

﴿۴۸﴾ **پیر کے دن کے متعلق جو باتیں وارد ہوئیں:** یونس ابن یعقوب کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سُنا کہ رسول خداؐ بروز پیر فصد کھلواتے تھے اور فصد کھولنے والے کو گندم عطا کرتے تھے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: رسول خداؐ بروز پیر عصر کے بعد فصد کھلواتے تھے۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: بروز پیر دن کے آخری حصہ میں فصد کھلواؤ کہ یہ یکسر درد کو بدن سے نکال پھینکتا ہے۔ عقبہ ابن بشیر کہتا ہے کہ میں بروز پیر امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے کچھ باتیں کہیں جس پر میں نے آپ سے کہا کہ میں تو روزہ سے ہوں تو آپ نے فرمایا کہ آج کس سلسلے میں روزہ رکھا ہے؟ میں نے کہا: اس لئے کہ آج کے دن رسول خداؐ پیدا ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ آج کیا پیدا کیا گیا

[illegible]

سفر کیا کرو۔

علی ابن جعفرؑ کہتے ہیں: ایک شخص میرے بھائی موسیٰؑ ابن جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہوکر اُن سے کہنے لگا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں، میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں لہٰذا میرے حق میں دعا کریں تو آپ نے دریافت کیا: سفر پر کب جا رہے ہو؟ اس نے کہا: پیر کے روز تو آپ نے اس سے فرمایا: پیر کے دن سفر کیوں کر رہے ہو؟ اس نے کہا: برکت کی خاطر کہ رسول خداؐ بروز پیر پیدا ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: لوگ جھوٹ کہتے ہیں، رسول خداؐ جمعہ کے روز پیدا ہوئے تھے حالانکہ پیر کا دن تو منحوس ترین دن ہے کہ اس دن رسول خداؐ نے انتقال فرمایا تھا، آسمان سے وحی آنے کا سلسلہ منقطع ہوا تھا اور اس دن ہمارا حق چھینا گیا تھا۔ کیا میں تم کو ایسے دن سے آگاہ نہ کروں جو آسان ہے کہ اس دن اللہ نے حضرت داؤدؑ کے لئے لوہے کو نرم کیا تھا؟ وہ شخص کہنے لگا کہ ہاں بتلائیے کہ میں آپ پر فدا۔ آپ نے فرمایا: منگل کا دن۔

﴿۴۹﴾ **منگل کے دن کے متعلق جو باتیں وارد ہوئیں:** رسول خداؐ نے فرمایا: جو منگل کے روز فصد کھلوائے گا جبکہ مہینہ کی سترہ، اُنیس یا اکیس تاریخ ہو تو سال بھر کے لئے اس کو بیماریوں سے شفا ملے گی اور علاوہ ازیں اسے درد سر، دانتوں کے درد، جنون، برص اور جذام سے شفا ملے گی۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: جو مسافر ہو اُسے چاہئے کہ ہفتہ کے روز سفر کرے، کیونکہ اگر کوئی پتھر ہفتہ کے دن پہاڑ سے کھسک جائے تو خدا اُسے بھی اپنی جگہ پر واپس لے آتا ہے نیز جس کے لئے اپنی حاجات کا بر لانا مشکل ہو رہا ہو اسے ان کی طلب میں منگل کے روز جانا چاہئے اس لئے کہ یہ وہ دن ہے کہ جب اللہ نے حضرت داؤدؑ کے لئے لوہے کو نرم کیا تھا۔

﴿۵۰﴾ **روز بدھ کے متعلق جو باتیں وارد ہوئیں:** یعقوب ابن یزید ہمارے کسی ساتھی سے نقل کرتا ہے کہ میں بدھ کے روز امام محمد تقیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا در حالیکہ آپ فصد کھلوا رہے تھے تو میں نے آنجنابؑ سے کہا: اہل حرمین (مکہ و مدینہ کے رہنے والے) روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بھی بدھ کے روز فصد کھلوائے اور اُسے کوڑھ لگ جائے تو وہ اپنے سوا کسی کو ملامت نہ کرے تو آپ نے فرمایا: جھوٹ کہتے ہیں، بلکہ یہ مرض تو اُسے لاحق ہوتا ہے جس کی ماں حیض کے دوران حاملہ ہوئی ہو۔

عبدالرحمٰن ابن عُمر و ابن اسلم کہتا ہے: میں نے امام موسیٰ کاظمؑ کو بدھ کے روز فصد کھلواتے دیکھا جبکہ آپ تپ میں مبتلا تھے اور تپ ٹوٹنے کا نام ہی نہ لیتا تھا، لہٰذا آپ نے جمعہ کے دن فصد کھلوایا تو تپ ٹوٹ گئی۔

محمد ابن احمد دقاق بغدادی سے منقول ہے کہ میں نے ابوالحسنؑ ثانی (امام رضاؑ) کی خدمت میں ایک خط لکھا اور آپ سے دریافت کیا کہ مہینہ کے آخری بدھ کے روز سفر کرنا کیسا ہے؟ آپ نے تحریر کیا: جو شخص فال بد لینے والوں کی مخالفت میں مہینہ کے آخری بدھ کو سفر کرے تو وہ ہر آفت، بیماری اور جسمانی عیب سے محفوظ رہے گا نیز خدا اس کی حاجت بر لائے گا۔ (راوی کہتا ہے) ایک مرتبہ پھر میں نے آپ کی خدمت میں تحریراً یہ دریافت کیا کہ اگر کوئی مہینہ کے آخری بدھ کے روز فصد کھلوائے؟ آپ نے جواباً رقم کیا: جو شخص فال بد لینے والوں کی مخالفت میں مہینہ کے آخری بدھ کو فصد کھلوائے گا تو اُسے ہر بیماری سے شفا ملے گی، وہ ہر جسمانی عیب سے محفوظ رہے گا اور اس کے فصد کھلوانے کا مقام کبھی ہرا نہ ہوگا۔

رسول خداؐ سے منقول ہے کہ مہینہ کا آخری بدھ نحس مُستمر ہے۔ (اس دن بمطابق قرآن قوم عاد پر عذاب نازل ہوا تھا اور انہیں ہلاک کر دیا گیا تھا: یہ قرآنی اصطلاح ہے)

بشار ابن بشار سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے کہا: بدھ کے روز کس وجہ سے روزہ رکھا جاتا ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ آگ کی تخلیق بدھ کے روز ہوئی تھی۔

حذیفہ ابن منصور سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو بدھ کے روز بعد عصر فصد کھلواتے دیکھا۔

امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ بدھ کے روز فصد کھلوانے اور نورہ لگانے سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ دن نحس مستمر ہے اور اسی روز جہنم کی تخلیق ہوئی تھی۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا: کسی شخص کے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ بدھ کے روز نورہ لگانے سے پرہیز کرے کہ یہ دن نحس مستمر ہے۔

ایک شخص کوفہ کی جامع مسجد میں کھڑے ہوکر امیر المومنینؑ سے پوچھنے لگا: آپ مجھے بدھ کے روز کے متعلق باتیں بتلائیں کہ اس دن فال بد کیوں لی جاتی ہے، اسے نامبارک سمجھتے ہیں اور یہ کونسا بدھ ہے؟ آپ نے فرمایا: مہینہ کا آخری بدھ جبکہ محاق کی راتیں ہوں۔ چاند کی ۲۷، ۲۸ اور ۲۹ ویں تاریخ۔ بدھ کے روز قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا، بدھ کے روز حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکا گیا تھا، بدھ کے روز منجنیق کی تخلیق ہوئی تھی، بدھ کے روز اللہ نے فرعون کو غرق کیا تھا، بدھ کے روز اللہ نے قوم لوط کی زمین کو پلٹا تھا، بدھ کے روز اللہ عزوجل نے قوم عاد پر جلادینے والی ہوا بھیجی تھی، بدھ کے روز اس قوم کے باغات گھڑسواروں کے ذریعے سیاہ ہوئے تھے اور زمین پر گرادیئے گئے تھے، بدھ کے روز اللہ نے نمرود پر مچھر کو مسلط کیا تھا، بدھ کے روز فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو طلب کیا تھا تاکہ انہیں قتل کردے، بدھ کے روز ان کے اوپر چھت گری تھی، بدھ کے روز فرعون نے بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کرنے کا حکم صادر کیا تھا، بدھ کے روز بیت المقدس کو ویران کیا گیا تھا، بدھ کے روز فارس کے علاقہ اصطخر میں مسجد سلیمان بن داؤدؑ کو جلایا گیا تھا، بدھ کے روز حضرت یحییٰ ابن زکریاؑ کو قتل کیا گیا تھا، بدھ کے روز فرعون کی قوم پر پہلا عذاب نازل ہوا تھا، بدھ کے روز خدا نے قارون کو زمین میں دھنسا دیا تھا، بدھ کے روز اللہ نے حضرت ایوبؑ سے اُن کے مال اور اولاد کو لے کر ان کی آزمائش کی تھی، بدھ کے روز حضرت یوسفؑ کو قیدخانے میں ڈالا گیا تھا، بدھ کے روز اللہ عزوجل نے فرمایا: **إِنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ** (سورۂ نمل۔ آیت ۵۱) ''ہم نے ان کو اور ان کی قوم سب ہی کو ہلاک کردیا'' بدھ کے روز انہیں صیحہ نے آلیا، بدھ کے روز انہوں نے اونٹنی کو ذبح کیا، بدھ کے روز اُن پر سجّیل سے پتھروں کی بارش ہوئی، بدھ کے روز پیغمبرؐ زخمی ہوئے اور ان کے آگے کے چار دندان مبارک شہید ہوگئے اور بدھ کے روز ہی عمالقہ نے بنی اسرائیل سے تابوت چھینے تھے۔

مؤلفِ کتاب فرماتے ہیں: اگر کسی کو مجبوراً بدھ کے روز سفر کرنا پڑ جائے یا کسی کا خون بدھ کے روز جوش مارے تو اس کے لئے سفر کرنا یا فصد کھلوانا جائز ہے اور اس کی نحوست ظاہر نہیں ہوگی بالخصوص جب وہ فال بد لینے والوں کی مخالفت میں ایسا کرے، البتہ اگر کوئی شخص اس دن سفر کرنے اور فصد کھلوانے پر مجبور نہ ہو تو اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ پرہیز کرے لہٰذا نہ سفر کرے اور نہ ہی فصد کھلوائے۔

﴿۵۱﴾ **جمعرات کے متعلق وارد باتیں:** مسقب ابن مبارک سے منقول ہے کہ میں جمعرات کے روز امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا درحالیکہ آپ فصد کھلوا رہے تھے، میں نے کہا: اے فرزند رسولؐ، آپ جمعرات کے دن فصد کھلوا رہے ہیں؟! آپ نے فرمایا ہاں، اور تم میں سے بھی جو کوئی فصد کھلوانا چاہتا ہے اُسے چاہئے کہ جمعرات کے دن فصد کھلوائے کہ جمعہ کی شام قیامت کے خوف سے خون جوش مارتا ہے اور جمعرات کی صبح تک اپنے اصلی مقام پر واپس نہیں آتا۔ اس کے بعد آپ اپنے غلام زنیج کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا اے زنیج، فصد کی

شاخ کو اچھی طرح چسپاں کرو، نرمی کے ساتھ چوسو اور نشتر جلدی چلاؤ۔
نیز امام جعفر صادق نے فرمایا: جو شخص مہینہ کی آخری جمعرات کو دن کی ابتدا میں فصد کھلوائے گا تو بیماری یکسر اس سے دور ہو جائے گی۔
امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: رسول خداؐ وہ پہلے مبعوث تھے جنہوں نے پے در پے اتنے روزے رکھے کہ لوگ سمجھے اب یہ کبھی بغیر روزہ کے نہیں ہوں گے اور جب آپؐ نے روزہ رکھنا ترک کیا تو لوگ سمجھتے تھے کہ اب آپؐ کبھی روزہ نہیں رکھیں گے، اس کے بعد رسول خداؐ نے ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن بغیر روزہ سے رہنا شروع کر دیا اور یہی حضرت داؤدؑ کے روزہ رکھنے کی روش تھی، اس کے بعد آپؐ نے تا وفات ایسا کیا کہ ہر ماہ دو جمعرات روزے رکھتے کہ جن کے بیچ ایک بدھ بھی شامل ہوتا۔
امام صادقؑ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ سے دو جمعرات اور ان کے درمیان ایک بدھ کو روزہ رکھنے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: جہاں تک جمعرات کا تعلق ہے تو اس روز خدا کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور بدھ کو جہنم خلق کی گئی، جبکہ روزہ ڈھال ہے۔
امام جعفر صادق نے فرمایا: جو شخص جمعرات کے روز اپنے ناخن تراشے اور ایک ناخن کو جمعہ کے لئے چھوڑ دے تو خدا اس سے تنگ دستی کو دُور کر دیتا ہے۔

﴿۵۲﴾ **جمعہ کے متعلق وارد ہونے والی باتیں:** محمد ابن رباح قلا سے منقول ہے کہ میں نے ابوابراہیم (امام کاظمؑ) کو جمعہ کے روز فصد کھلواتے دیکھا تو میں نے کہا: میں آپ پر قربان، آپ جمعہ کو فصد کھلوا رہے ہیں؟! آپ نے فرمایا: میں آیت الکرسی پڑھ رہا ہوں۔ جب کبھی تمہارا خون ہیجان میں آئے، خواہ دن ہو خواہ رات، تو آیت الکرسی پڑھو اور فصد کھلواؤ۔
رسول خداؐ سے منقول ہے کہ قیامت جمعہ کے روز ظہر اور عصر کے درمیان واقع ہوگی۔
رسول خداؐ نے فرمایا: ہر جمعہ کی شب اپنے اہل خانہ کے لئے پھل اور گوشت لے جاؤ تا کہ وہ لوگ جمعہ کا روز بخوشی گزاریں نیز رسول خداؐ گرمی میں جب اپنے گھر سے باہر تشریف لے جاتے تھے تو وہ جمعرات کے روز جاتے تھے اور سردی میں جب سردی سے حفاظت کے لئے اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے تو جمعہ کے روز داخل ہوتے تھے جبکہ یہ بھی منقول ہے کہ رسول خداؐ کی آمد و رفت جمعہ کے روز ہی ہوتی تھی۔
ابوکہمس سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے کہا: مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم کریں جس کے ذریعے میں اپنا رزق نازل کرواؤں تو آپ نے فرمایا: اپنی مونچھیں اور ناخن کو تراشو اور یہ عمل جمعہ کے روز انجام پانا چاہیے۔
امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جمعہ کے روز ناخن تراشنا جذام، برص اور اندھے پن سے امان میں رکھتا ہے، اور اگر تراشنے کی نوبت نہ آئی ہو تو انہیں گھس لیا کرو۔
نیز امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو شخص ہر جمعہ کو اپنے ناخن تراشے اور اپنی مونچھوں کو کاٹے اور پھر یہ کہے: بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ عَلٰى سُنَّةِ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ تو اسے ہر ناخن اور بال کے عوض اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام کو آزاد کرنے کا ثواب عطا ہوگا۔
رسول خداؐ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے روز اپنے ناخن تراشے تو اس کی انگلیوں کے پوروں سے بیماری نکل جاتی ہے اور شفا داخل ہو جاتی ہے۔ نیز منقول ہے کہ نہ اسے جنون لگتا ہے، نہ جذام ہوتا ہے اور نہ برص۔
جعفری سے منقول ہے کہ میں نے امام کاظمؑ کو یہ کہتے سنا کہ اپنے ناخنوں کو منگل کے روز تراشو، بدھ کے روز حمام جاؤ، ضرورت ہو تو

جمعرات کے روز فصد کھلواؤ اور جمعہ کے روز بہترین قسم کی خوشبو لگاؤ۔

امام رضا سے منقول ہے کہ کسی شخص کو یہ زیبا نہیں کہ وہ کسی دن بھی خوشبو کا ناغہ کرے، اگر اس کے لئے یہ ممکن نہیں تو اُسے چاہئے کہ ایک دن چھوڑ کر خوشبو لگایا کرے نیز اگر یہ بھی اس کے لئے ممکن نہیں تو ہر جمعہ کو خوشبو لگایا کرے اور اسے ترک نہ کرے۔

سلمٰن خزاز سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق کو یہ کہتے سُنا کہ جمعہ کے روز اللہ کے لئے ہر مسلمان پر ایک فرض عائد ہے مونچھوں اور ناخنوں کو تراشے اور کوئی خوشبو لگائے۔

انس سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: شب جمعہ میں اللہ کے لئے چوبیس گھڑیاں ہوتی ہیں اور ہر گھڑی میں اللہ چھ سو افراد کو جہنم سے آزادی دیتا ہے۔

ہشام ابن حکم نے امام جعفر صادق سے اس شخص کے بارے میں روایت کی ہے جو صدقہ اور روزہ وغیرہ... جیسی نیکی بجالانا چاہتا ہو: مستحب ہے کہ ایسا جمعہ کے روز کیا جائے اس لئے کہ جمعہ کے روز عمل دُگنا کردیا جاتا ہے۔

امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن کوئی شعر کہے تو اس دن اس کا بس یہی حصہ ہوگا! (یعنی جمعہ کے دن شعر نہ پڑھا جائے)۔

رسول خداؐ نے فرمایا: جب تم کسی بوڑھے کو دیکھو جو جمعہ کے روز احادیثِ جاہلیت بیان کررہا ہو تو اس کے سر پر مارو چاہے کنکر ہی سہی!

امام جعفر صادق فرماتے ہیں: جو شخص مندرجہ ذیل دعا کو شب جمعہ مغرب کی نافلہ کے آخری سجدہ میں سات مرتبہ پڑھے، اور اگر روزانہ رات کو پڑھے تو بہتر ہے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ وَ اسْمِكَ الْعَظِيمِ أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ أَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذَنْبِيَ الْعَظِيمِ تو اس دعا سے فارغ ہوتے ہی اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

نیز راوی کہتا ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جب جمعرات کی شام اور جمعہ کی شب ہوتی ہے تو آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ جن کے ہمراہ سونے کے قلم اور چاندی کے صحیفے ہوتے ہیں اور وہ لوگ جمعرات کی شام، جمعہ کی شب اور جمعہ کے دن غروب آفتاب تک سوائے نبیؐ اور اُن کی آلؑ پر درود کے کچھ تحریر نہیں کرتے۔ نیز جمعہ کے روز نماز کی وجہ سے صبح کے وقت سفر کرنا اور اپنی حاجات براری کے لئے کوششیں کرنا مکروہ ہے البتہ بعداز نماز جائز ہے اور بابرکت بھی۔

ابوایوب ابراہیم ابن عثمان خزاز سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں پوچھا: **فـــــإذا قـضـيـت الـصـلـوة فانتشروا فى الأرض وابتغوا من فضل الله** (سورۂ جمعہ-آیت ۱۰) تو آپ نے فرمایا: جمعہ کے دن نماز اور ہفتہ کے روز انتشار (روزی کے لئے نکلنا)۔

نیز امام جعفر صادق نے فرمایا: افسوس اس مسلمان شخص پر جو ہفتہ میں جمعہ کے دن اپنے آپ کو امور دینی کے لئے فارغ نہیں رکھتا تا کہ وہ ان کے بارے میں سوالات کر سکے۔

﴿۵۳﴾ **روزِ ہفتہ کے متعلق وارد ہونے والی باتیں:** امام جعفر صادق نے فرمایا: اگر کوئی سفر کرنا چاہے تو اُسے چاہئے کہ ہفتہ کے روز سفر کرے اس لئے کہ اگر اس دن کوئی پتھر اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو اللہ اسے اس کی جگہ پر لوٹا دیتا ہے۔

رسول خداؐ فرماتے ہیں: اے میرے اللہ، میری امت کے لئے ہفتہ اور جمعرات کی صبحیں مبارک کردے۔
نیز انہی اسناد سے منقول ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: علی الصبح اپنی ضروریات کے لئے نکل پڑو اور جب خط لکھو تو اس پر مٹی چھڑکو کہ اس سے حاجت بہتر طور پر روا ہوتی ہے اور نیکی کو خوبرووں کے پاس تلاش کیا کرو۔
رسول خداؐ نے فرمایا: جو شخص ہفتہ اور جمعرات کے روز اپنے ناخن تراشے اور اپنی مونچھیں کتروائے تو اسے دانتوں اور آنکھ کی بیماری سے عافیت نصیب ہوتی ہے۔
امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: ہفتہ کا دن ہمارے لئے مخصوص ہے، اتوار کا دن ہمارے شیعوں کے لئے، پیر ہمارے دشمنوں کے لئے اور منگل کا دن بنو اُمیہ کے لئے مخصوص ہے، جبکہ بدھ دوا پینے کا دن ہے، جمعرات قضائے حاجات کا دن ہے اور جمعہ صفائی اور خوشبو لگانے کا دن ہے اور یہی مسلمانوں کے لئے عید ہے۔ نیز یہ عید الفطر اور عید قربان سے بھی افضل ہے، جبکہ عید غدیر خم تمام عیدوں سے افضل ہے، اس کا دن اٹھارہ ذی الحج ہے اور ہم اہلبیتؑ کا قائم (عجل اللہ فرجہ) جمعہ کے روز خروج کرے گا، جمعہ کے روز قیامت برپا ہوگی اور جمعہ کے روز محمدؐ اور اُن کی آلؑ پر درود سے بہتر کوئی عمل نہیں۔

﴿۵۴﴾ نبیؐ کی اس روایت کے معنٰی کہ دنوں سے دشمنی نہ کرو کہ یہ تم سے دشمنی پر اُتر آئیں گے: محمد ابن موسیٰ متوکلؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن احمد موصلی نے صقر ابن ابی دلف کوفی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی کہ جب متوکل نے ابوالحسن عسکریؑ (امام علی نقیؑ) کو گرفتار کیا تو میں اُن کی خیریت معلوم کرنے آیا۔ پھر راوی کہتا ہے کہ میں نے رازقی کی طرف نگاہ کی جو متوکل کا دربان تھا تو اس نے مجھے اندر آنے کو کہا اور جب میں اندر گیا تو اس نے کہا: اے صقر تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا: بہتر ہے اے استاد، اس نے کہا: بیٹھ جاؤ! تو میں نے خود سے کہا: مجھ سے سب کچھ چھین لیا اور کہا کہ میں نے یہاں آکر غلطی کی تو وہ کہنے لگا کہ لوگوں کو اُن سے دور ہٹا دیا گیا اور پھر مجھ سے کہا: تمہارا کیا حال ہے اور تم یہاں کیوں آئے ہو؟ میں نے جواب دیا: کارِ خیر کے لئے تو اُس نے کہا: شاید تم اپنے مولاؑ کی خبر گیری کے لئے آئے ہو تو میں نے کہا: کون ہے میرا مولا؟ میرا مولا تو امیر المومنین ہے، تو وہ کہنے لگا: چپ رہو کہ تمہارے مولاؑ ہی برحق ہیں لہٰذا مجھ سے مرعوب مت ہو جاؤ کہ بے شک میں تمہارا ہم مذہب ہوں تو میں نے کہا: الحمد للہ! اُس نے کہا: کیا تم انہیں دیکھنا پسند کرو گے تو میں نے جواب دیا: ہاں، اس نے کہا: بیٹھ جاؤ تا کہ قاصد اُن کے پاس سے باہر نکل آئے۔
راوی کہتا ہے کہ میں بیٹھا رہا اور جب وہ باہر نکلا تو اپنے ایک غلام سے کہا: صقر کا ہاتھ پکڑ کر اسے اُس حجرہ میں لے جاؤ جہاں وہ علوی محبوس ہے اور ان دونوں کو خلوت میں چھوڑ دو، لہٰذا وہ مجھے حجرہ کے اندر لے گیا کہ جس میں وہ علویؑ تھے اور ایک کمرہ کی جانب اشارہ کیا اور جب میں اُس میں داخل ہوا تو میرے سامنے امامؑ ایک چٹائی پر تشریف فرما تھے اور آپؑ کے قریب ایک قبر کھدی ہوئی تھی۔ راوی کہتا ہے: میں نے سلام کیا تو آپؑ نے مجھے بیٹھنے کو کہا اور پھر فرمایا: اے صقر، تم یہاں کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا: اے میرے آقا، میں یہاں آپؑ کی خبر گیری کے لئے آیا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد میں نے قبر کی جانب دیکھا اور گریہ کرنے لگا تو آپؑ نے میری جانب نگاہ کی اور فرمایا: اے صقر، پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ فی الحال ہمارے ساتھ کوئی بُرا سلوک نہ کر پائیں گے، میں نے کہا: الحمد للہ، اس کے بعد میں نے کہا: اے آقا، لوگ نبیؐ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ جسے میں سمجھنے سے قاصر ہوں تو آپؑ نے فرمایا: وہ کون سی روایت ہے؟ میں نے کہا: آپؐ کا یہ ارشاد "دنوں سے

دشمنی مت کرو کہ یہ تمہارے دشمن ہو جائیں گے، اس کے معنی کیا ہیں؟ فرمایا: ہاں، جب تک یہ زمین اور تمام آسمان باقی ہیں یہ دن ہم لوگ ہیں۔ ہفتہ رسول خداؐ سے اور اتوار امیر المومنینؑ سے کنایہ ہے، پیر امام حسنؑ و امام حسینؑ، منگل امام زین العابدینؑ، امام محمد باقرؑ، امام جعفر صادقؑ۔ بدھ امام موسیٰ کاظمؑ، امام علی رضاؑ، امام محمد تقیؑ اور مجھ سے کنایہ ہے، جمعرات میرے فرزند امام حسن عسکریؑ سے اور جمعہ کا روز میرے پوتے --امام منتظر عجل اللہ فرجہ الشریف-- سے کنایہ ہے اور حق پرستوں کا لشکر وہی جمع کریں گے اور یہی وہ ہیں جو زمین کو اس طرح عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح سے یہ ظلم و جور سے بھر دی گئی ہے، بس یہی ایام کے معنی ہیں لہذا دنیا میں ان سے دشمنی نہ کرو کہ یہ آخرت میں تمہارے دشمن ہوں گے۔

اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: اب یہ مقام چھوڑ دو اور یہاں سے چلے جاؤ کہ مجھے تمہارے لئے یہاں امن نظر نہیں آ رہا۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: ایام ائمہ علیہم السلام نہیں ہیں مگر ان کے ذریعے کنایۃً انہیں یاد کیا گیا ہے تاکہ جو اس کا اہل نہ ہو اس کو یہ معنی سمجھ میں نہ آئیں جس طرح کہ کنایۃً اللہ عزوجل کو التین، الزیتون اور طور سینین کہا گیا اور ھذا البلد الامین سے کنایۃً نبیؐ، حضرت علیؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی ذوات مبارکہ مراد ہیں اور جس طرح کہ منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ اور فریقین کے قصہ میں نعاج سے اللہ عزوجل نے کنایۃً عورتیں مراد لی ہیں جس طرح کہ **سیروا فی الأرض** کنایہ ہے قران پہ نظر کرنے سے۔

امام جعفر صادقؑ سے اللہ عزوجل کے اس قول کے متعلق سوال کیا گیا: **اولم یسیروا فی الأرض** تو امامؑ نے فرمایا: اس کے معنی یہ ہیں کیا ان لوگوں نے قران پہ نظر نہیں ڈالی اور اسی طرح جیسے اس آیت: **ولکن لا تواعدوھن سرا** میں کنایۃً سر سے مراد نکاح ہے اور اسی طرح **اکل الطعام** کنایہ ہے پاخانہ پھرنے سے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے: **کانا یأکلان الطعام** یعنی وہ لوگ بھی پے خانہ پھرتے تھے اور اسی طرح اس آیت: **واوحی ربک إلی النحل** میں اللہ عزوجل نے کنایہ کیا ہے رسول خداؐ کا۔ نیز اس جیسی بے شمار مثالیں پائی جاتی ہیں۔

(شرح: علم بیان میں کنایہ یہ ہوتا ہے کہ لفظ کے ذاتی معنی کے علاوہ کوئی اور معنی مراد لے لئے جائیں اور ان مرادی معنی کا قرینہ کلام میں موجود ہو۔ اور کنایہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ لفظ صریح سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے اور نفظ سے بہتر انداز میں مقصود وضاحت کردیتا ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ کنایہ تفریح سے زیادہ بلیغ تر ہے لیکن یہ موارد جن کو شیخ صدوق نے کنایہ قرار دیا ہے اس قسم کے نہیں ہیں۔ اس لئے کہ الفاظ کے معنی اگر ان مقاصد کے لحاظ سے مان بھی لی جائیں لیکن کوئی ظاہری قرینہ جو ان مقصود معانی کے لئے دلیل ہو درمیان میں ہے ہی نہیں ورنہ ہر ایک اس مقصود کو پہچان لیتا اور مقصود کو صرف اہل حق کے سمجھنے پر منحصر نہ کیا جاتا جیسا کہ ایام کے موضوع پر امامؑ نے ذکر کیا۔ لہذا اس نکتہ نظر سے مؤلف کا مقصود وہ اصطلاحی کنایہ نہیں ہے جو فنون بلاغت اور رسوم خطاب و محاورات سے تعلق رکھتا ہے اور عربی نثر و نظم میں بکثرت پایا جاتا ہے بلکہ کنایہ سے مقصود اس کے لغوی معنی ہیں جو بات کو پس پردہ کہنے کے ہیں اور مراد تاویلی مقاصد ہیں اور اس قسم کے مقاصد تمام مفاد اور اسی محاورات سے خارج ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان ہی سے کچھ عام بول چال اور لغت میں لغز، معمی اور احجیہ کے نام سے موجود ہیں اور لوگوں میں مقاصد خصوصی کے لئے ہمیشہ سے رمز کا وجود رہا ہے اور قران واحادیث میں جو تاویلی معانی پائے جاتے ہیں وہ اسی اعتبار سے ہوتے ہیں۔ اور ان کا اثبات صرف اسی صورت میں ہوتا ہے جب کوئی معصوم ہستی یا قابل اعتماد شخصیت ان کا اظہار کرے لیکن ان نمونوں میں جن کا ذکر کیا گیا ہے (یعنی قران وحدیث معصوم میں) اصلاحی کنایہ بھی موجود ہے۔

جیسا کہ لا تـواعدوھن سرأ (ان سے خفیہ وعدے نہ لو) میں نکاح سے متعلق ہےاور اسی طرح یا کـلان الطعام (دونوں کھانا کھاتے تھے) میں تغوط (رفع حاجت) کی مناسبت سے ہے۔ اور قرائن کلام سے یہ بات بعید نہیں ہے کہ کنایہ عربی ہو خصوصا لغت مصر میں اور نزول قران کے زمانہ کے خطابات کی اصطلاح میں اس جملے سے یہی مقصود ہوتا تھا۔ بہر حال اس مقام پر مؤلف کا کلام شک وشبہ سے خالی نہیں ہے۔

شرح دیگر (ایک اور طرح سے تشریح)

وہ تمام احادیث مخصوص ایام میں مخصوص کام انجام دینے کے بارے میں اس کتاب میں یا تمام دوسری کتب احادیث میں وارد ہوئی ہیں ان کی بھی توجیہ ہونی چاہئے کیونکہ یہ تو معلوم ہے کہ ہفتہ کی اصطلاح جو احد (اتوار) اثنین (پیر) سے لے کر سبت (سنیچر) تک کے وہ عربی لغت میں عبرانی سے ماخوذ ہیں اور ان کی بنیاد تورات ہے۔ اور یہ تمام لغات میں ایک وضعی، اصطلاحی امر ہے اور کسی طبعی ومعنوی حقیقت پر مبنی نہیں ہے اور اصطلاح اور وضع کہنے سے مطلب یہ ہے کہ اگر ہم اس کے خلاف کریں تو متن میں کوئی حقیقی اختلاف لازم نہیں آئے گا یعنی اگر ہم ہفتہ کے بجائے ہشتہ یا دھہ کی اصطلاح بنالیں اور پنجشنبہ (جمعرات) کے بعد ششِ شنبہ یا ہفت شنبہ پھر ہشت شنبہ اور جمعہ کہنے نہیں تو سوائے اس کے کہ عام وضع میں اصطلاح کی مخالفت ہوگی حقائق ثابتہ (جو باتیں حقیقتاً دنیا میں ثابت ہیں یعنی **Eternal Truth** ہیں ان میں کوئی فرق نہ پڑے گا اس لحاظ سے آپ دیکھیں کہ زبان کی اصطلاحات، خط، وضع لباس وغیرہ لوگوں میں کتنے مختلف ہوتے ہیں اور صد ہا رنگوں کے ہوتے ہیں لیکن طبعی امور کے لحاظ سے سب کو جب پیاس لگتی ہے تو پانی طلب کرتے ہیں اور جب پانی پی لیتے ہیں تو ان کی پیاس بجھ جاتی ہے۔ سب کو ہی بھوک لگتی ہے اور جو بھی غذائی مواد مل جاتا ہے اس سے اپنی بھوک مٹاتے ہیں سب ہی کام کر کے تھک جاتے ہیں تو سو جاتے ہیں ان تمام امور میں سوائے برائے نام فرق کے جو عادت کی وجہ سے ہوتا ہے یا جس خطہ زمین پر زندگی بسر کر رہے ہیں اس کی بناء پر ہوتا ہے اور کوئی فرق واقع نہیں ہوتا اور پھر عادت اور خطہ زمین کے باقاعدہ فارمولے ہیں۔

اس قسم کی احادیث کو سمجھنے کے لئے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ انسانی زندگی پر ایام وزندگی کی تاخیر کا عقیدہ ایک قدیمی اور عمومی ہے۔ اس قدر قدیم کہ آشوری اور کلدی اقوام سے یہ عقیدہ پھیلا اور اور اس نے پوچ اور باطل خداؤں اور سات سیاروں کے اثرات کے عقیدے کو پھیلایا سبت یا ممکن ہے کہ ہفتہ کے سات دنوں کی بنیاد بھی اس پر قائم ہو۔ اس کے علاوہ ستاروں کے طلوع وغروب سے سعد ونحس کی فال لینا خانہ بدوش عربوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی چیز تھی۔ اور اس لئے یہ خیمہ نشین صحرائی عرب موسموں کی تبدیلی کو بھی ستاروں کے طلوع وغروب سے متعلق سمجھتے تھے۔ اور بہت سے حوادث کا واقع ہونا صرف اسی کی بناء پر سمجھتے تھے۔ جاہل لوگ جب کسی مصیبت کا شکار ہوتے ہیں تو فوراً وقت وساعت (گھڑی) کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور اس پر لعنت بھیجتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب کوئی خوشی ومسرت نصیب ہوتی ہے تو قدرتی طور پر کہہ دیتے ہیں کیا بھلا وقت تھا یا کوئی اچھی گھڑی تھی یا کہ ہمیں یہ خوشی نصیب ہوئی۔

اسی سے یہ پتہ چلتا ہے کہ دن اور گھڑی اور اس کے اثرات کا یہ لغو عقیدہ انسانی زندگی میں کس قدر اثر انداز اور عوام کے ذہنوں میں کس قدر رچا بسا ہوا تھا خصوصاً ان اوقات میں جب ایرانی ماہرین ستارہ شناس اور نجومی جو آسوری وکلدی عوام سیکھے ہوئے تھے خلافت اسلامی کے علمی اداروں میں حاضر ہوئے اور اس وقت کے جاہل اور جائر (ظالم) خلفاء کے منظور نظر بنے تو اس وجہ سے عوام بھی ان کی گرویدہ ہو گئے اور ان دنوں اور ہفتوں کے مسائل نے عوام کی توجہات کو اپنی طرف مبذول کر کے عوام کو خرافات کی ایک عجیب وادی میں دھکیل دیا۔ یقیناً ایسی تمام احادیث جو اس بارے

میں ہم تک پہنچتی ہیں ان کو قطعی اور صحیح نہیں سمجھا جا سکتا۔

لیکن اس ضمن میں صحیح احادیث بھی بہت ہیں۔ اور احادیث کے مجموعے میں یہ موضوع ہمارے ہاتھ آتا ہے کہ اس اندرونی مرض اور خرافاتی عقیدے کے علاج کے لئے معصوم ائمہ نے اس مقام پر تین راستے ہمارے لئے متعین کیے ہیں:

۱۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ معاشرتی زندگی میں نظم وضبط اور افکار وامور میں ڈسپلن، اوقات میں قدرتی اختلاف جو شب وروز وماہ وسال کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس سب کے نتیجے میں انسان کی ذہنیت ونظام زندگی میں حساب کتاب پیدا ہوا اور قرآن میں جس کی فائدے کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ اور یہ ایک ہی فائدہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اور کام کی نوعیت اور انداز زندگی کے مطابق انسان کی زندگی جس قدر منظم اور منضبط ہوگی اتنی ہی خوش بخت، کامیاب اور پرسکون ہوگا۔ اس موضوع پر بیشتر احادیث میں اس نکتہ کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ تمہیں چاہئے کہ اپنے کاموں کو ہفتہ بھر میں تمام دنوں پر تقسیم کرو جیسے کہ ساتویں امام سے جعفری نے روایت میں ہے کہ فرمایا منگل کو ناخن کاٹو (عجیب روایت ہے ورنہ دوسری روایات میں ناخنوں کے کاٹنے کے لئے جمعرات وجمعہ کا دن قرار دیا گیا ہے۔ مترجم شرح) بدھ کو حمام جاؤ۔ اور بوقت ضرورت جمعرات کو حجامت بنواؤ۔ اور روز جمعہ عطر لگاؤ۔

۲۔ روح شناسی، صحت عقیدہ اور آغاز انسانی کو نظر میں رکھتے ہوئے ان امور کی طرف متوجہ کیا گیا ہے جو ان دنوں میں وقوع پذیر ہوئے اور جو عبرت کا سبب، پروردگار کی طرف رجوع کرنے اور گناہوں سے توبہ کی طرف مائل ہونے کا ذریعہ بنے جیسے امیر المومنینؑ کی جامع کوفہ کی مفصل روایت جو بدھ کے دن کے متعلق ہے اور دوسری ساری احادیث جو یہ کہتی ہیں کہ فلاں دن فلاں واقعہ رونما ہوا، یا فلاں دعا فلاں دن پڑھو ان پر متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں کہ کسی دن کی خصوصیت کی وجہ سے یہ امور ظاہر ہوئے بلکہ اصل مقصد اس قصہ اور اس سے عبرت حاصل کرنے کی ہے ورایسے کاموں سے بچنے کی ضرورت ہے۔

۳۔ وہ احادیث جو اس لغو عقیدہ کو خطا پر محمول کرتی ہیں اور اس کی کاٹ کرنے کے لئے خصوصیت سے اس کی مخالفت کرنا۔ جیسے محمد بن احمد دقاق بغدادی کے جواب میں امام ہشتم علیہ السلام کی روایت جس میں آپ نے خاص طور پر فرمایا کہ آخر ماہ کے بدھ کے دن اہل طیرہ یعنی اس لغو عقیدہ کے حامیوں کی رد میں ضرور سفر کرو اور حجامت بنواؤ تا کہ خدا تمہیں برکت وعافیت سے نوازے اور اس باب میں وارد احادیث کو ائمہ علیہم السلام کی تعلیمات عالیہ کا شاہکار قرار دینا چاہئے بلکہ دوسری تمام احادیث کی بھی انہی سے مطابقت پیدا کرانی چاہئے اور ان کی تصحیح کرنی چاہئے۔)

﴿۵۵﴾ **حضرت آدمؑ و حواؑ نے جنت سے نکلنے سے پہلے اس میں سات گھڑی قیام کیا تھا:** رسول خداؐ نے فرمایا: حضرت آدمؑ وحوا کا جنت میں دنیا کے مطابق سات گھڑی قیام تھا اور اس کے بعد وہ جنت سے نکال دئے گئے یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے انہیں اسی دن (زمین پر) اُتار دیا۔

﴿۵۶﴾ **شیعوں میں سات خصوصیات پائی جاتی ہیں:** امام محمد تقیؑ فرماتے ہیں: شیعان علیؑ ہماری محبت میں ایک دوسرے کی جان تک بخش دیتے ہیں، ہماری محبت میں ایک دوسرے سے دوستی کرتے ہیں، ہمارے امور کو حیات بخشنے کے لئے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں، جب غصہ آتا ہے تو ظلم نہیں کرتے، خوش ہوتے ہیں تو حد سے تجاوز نہیں کرتے، اپنے پڑوسیوں کے لئے برکت کا باعث ہوتے ہیں اور اپنے سے میل جول رکھنے والوں سے جھگڑا نہیں کرتے۔

مؤلفِ کتاب فرماتے ہیں: اسی مضمون کی ایک روایت میں نے کتاب صفات الشیعہ میں نقل کی ہے۔

﴿۵۷﴾ **رسول خداؐ نے سات مقامات پر ابوسُفیان پر لعنت کی ہے:** ابوطفیل عامر ابن واثلہ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے سات مقامات پر ابوسفیان پر لعنت کی ہے اوران تمام مقامات پر سوائے اس پر لعنت کرنے کے آپؐ نے کوئی اور کام نہیں کیا

پہلا مقام وہ ہے جس دن اللہ اوراس کے رسولؐ نے مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت کرتے وقت اس پر لعنت کی جبکہ ابوسفیان شام سے آرہا تھا اور راستہ میں آنحضرتؐ سے ملاقات ہوگئی تو اس نے چاہا کہ رسول خداؐ پر دشنام طرازی کرے، انہیں دھمکائے اوران سے سختی سے پیش آئے تو خدا نے اس کے شر سے آپؐ کو محفوظ رکھا۔

دوسرا مقام یوم بدر تھا کہ اس دن اُس نے رسول خداؐ کو بدر کے کنویں سے دُور رکھا تو اللہ اوراس کے رسول نے اس پر لعنت کی۔

تیسرا مقام جنگ اُحد کا تھا کہ ابوسفیان نے نعرہ لگایا: "ھبل عظیم ہے"۔ رسول خداؐ نے فرمایا: "اللہ عظیم ہے"۔ ابوسفیان نے کہا: "ہمارے لئے عزت ہے اور تمہارے لئے عزت نہیں ہے" تو رسولؐ نے اُسے جواب دیا کہ "اللہ ہمارا سرپرست ہے جبکہ وہ تمہارا سرپرست نہیں ہے"

چوتھا مقام یوم خندق تھا کہ جب ابوسفیان قریش کے لشکر کے ساتھ آیا تو اللہ نے اپنے غیظ وغضب سے اُنہیں دور کردیا اوراس طرح انہیں کوئی بھلائی نصیب نہ ہوئی۔ اللہ عزوجل نے سورۂ احزاب کی دو آیتیں نازل کیں اور ابوسفیان اوراس کے ساتھیوں کو کافر گردانا اور معاویہ کو مشرک اور اللہ اوراس کے رسول کا دشمن۔

پانچواں مقام یوم حدیبیہ تھا کہ اس دن قربانیوں کے آگے رکاوٹ ڈال دی گئی اور منیٰ تک رسائی نہ ہونے دی اور قریش کے مشرکوں نے رسول خداؐ کا راستہ روک لیا اورانہیں کعبہ کا طواف کرنے دیا اور نہ ہی ان کے مناسک مکمل ہوئے لہٰذا اللہ اوراس کے رسولؐ نے لعنت کی۔

چھٹا مقام جنگ احزاب کا دن تھا کہ اس دن ابوسفیان لشکر قریش کے ساتھ آیا تھا، عامر ابن طفیل لشکر ہوازن کے ساتھ اور عیینہ ابن حصین غطفان کے لشکر کے ساتھ اور بنوقریظہ اور بنونضیر نے ان کا ساتھ دینے کا معاہدہ کیا تو رسول خداؐ نے پیشواؤں اور پیروکاروں پر لعنت کی اور فرمایا: جہاں تک پیروکاروں کا تعلق ہے تو ان میں مومنین پر لعنت نہیں ہوگی، البتہ پیشواؤں میں کوئی مومن وشریف ہے اور نہ ہی کوئی اہل نجات۔

ساتواں مقام وہ دن تھا کہ جب رسول خداؐ پر عقبہ کی گھاٹی میں حملہ کیا گیا تھا اوران میں بنوامیہ کے بارہ اور دیگر پانچ افراد شامل تھے تو رسول خداؐ نے پوری گھاٹی پر لعنت کی تھی سوائے نبیؐ، آپ کی اونٹنی، اونٹنی کو ہانکنے والے اوراس کے آگے چلنے والے کے۔

مؤلفِ کتاب فرماتے ہیں: یہ روایت اسی طرح وارد ہوئی ہے جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ اصحاب عقبہ کی تعداد چودہ تھی۔

(شرح: جو کچھ حدیث، تاریخ اور سیاق آیات سورہ احزاب سے معلوم ہے وہ یہ ہے کہ تاریخ اسلام میں خندق واحزاب ایک ہی واقعہ تھا اور یہی واقعہ تھا جس میں ابوسفیان نے قبائل عرب کو اسلام کی مخالفت میں متحد کیا تھا اور دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کی تھی نیز یہودی قبائل کو بھی اپنے ساتھ ملالیا تھا جنہوں نے پیغمبرؐ اور مسلمانوں کے ساتھ اپنے معاہدے کو توڑ دیا اور مدینہ کے جنوب سے مقابلہ کے لئے ہجوم کیا۔ اس طرح درحقیقت مسلمان، مشرکین اور یہودیوں کے نرغے میں تھے اور آیاتِ سورۂ احزاب سے بھی یہی صورت حال واضح ہوئی ہے لیکن اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ واقعہ خندق اور ہجوم مشرکین، واقعہ احزاب کے علاوہ تھا خاص طور پر اس لئے کہ حدیبیہ کے واقعہ کو ان کے درمیان میں بیان کیا گیا

ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ واقعہ احزاب میں لعنت کا بکثرت ہونا محاصرہ کی طوالت کے باعث ہو اور پیغمبرؐ نے واقعہ احزاب کے دوران جس نے تیرہ دن تک طول پکڑا تھا دو بار ابوسفیان پر لعنت کی ہو)۔

﴿۵۸﴾ ان سات صندوقوں کے متعلق روایت جو دوزخ میں ہیں: ایک طویل روایت میں امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا: اے اسحٰق، جہنم میں ایک وادی ہے جس کو سقر کہتے ہیں اور جب سے خدا نے اسے خلق کیا ہے اس نے دم نہیں مارا اور اگر خدا اسے ایک سوئی برابر بھی دم مارنے کا حکم کردے تو وہ روئے زمین پر موجود تمام چیزوں کو جلا دے گی۔ اہل دوزخ اس وادی کی سوزش، اس کی بدبو، اس کی پلیدی اور اس میں رہنے والوں کے لئے اللہ نے جو عذاب تیار کر رکھا ہے اس سے پناہ مانگتے ہیں۔

اسی طرح اس وادی میں ایک پہاڑ ہے کہ اس وادی میں رہنے والے اس پہاڑ کی سوزش، اس کی بدبو، اس کی پلیدی اور اس میں رہنے والوں کے لئے اللہ نے جو عذاب تیار کر رکھا ہے اس سے پناہ مانگتے ہیں، اس پہاڑ میں ایک گھاٹی ہے کہ اس پہاڑ میں رہنے والے اس گھاٹی کی سوزش، اس کی بدبو، اس کی پلیدی اور اس میں رہنے والوں کے لئے اللہ نے جو عذاب تیار کر رکھا ہے اس سے پناہ مانگتے ہیں، اس گھاٹی میں ایک کنواں ہے کہ اس گھاٹی میں رہنے والے اس کنویں کی سوزش، اس کی بدبو، اس کی پلیدی اور اس میں رہنے والوں کے لئے اللہ نے جو عذاب تیار کر رکھا ہے اس سے پناہ مانگتے ہیں، اس کنویں میں ایک سانپ ہے کہ اس کنویں میں رہنے والے اس سانپ کی خباثت، اس کی بدبو، اس کی پلیدی اور اس کے دانتوں میں اللہ نے جو زہر رکھا ہے اس سے پناہ مانگتے ہیں اور اس سانپ کے اندر سات صندوق ہیں کہ اُن میں گذشتہ امتوں میں سے پانچ اور اس امت میں سے دو افراد جاگزین ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا: میں آپ پر قربان، وہ پانچ اور یہ دو کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: پانچ تو یہ ہیں: قابیل کہ جس نے ہابیل کو قتل کیا، نمرود جس نے حضرت ابراہیمؑ سے اپنے پالنے والے کے متعلق جدال کیا اور کہنے لگا: میں زندہ کرتا ہوں اور میں ہی موت دیتا ہوں، فرعون کہ جس نے کہا: میں تم لوگوں کا ربّ اعلیٰ ہوں، وہ یہودی جس نے یہودی قوم کو یہودی بنایا اور بولس جس نے عیسائیوں کو عیسائی بنایا جبکہ اس اُمت کے دو بدّو عرب ہیں۔

﴿۵۹﴾ حضرت ایوبؑ کو سات سال تک مصیبتوں میں مبتلا رکھا گیا جبکہ ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا تھا: امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: حضرت ایوبؑ کو مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا جبکہ آپ نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا اور انبیاءؑ کسی گناہ کے مرتکب نہیں ہوتے اس لئے کہ وہ معصوم اور پاکیزہ ہوتے ہیں؛ وہ کسی گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور نہ ہی کجروی اختیار کرتے ہیں حتیٰ کہ آپ حضراتؑ کسی گناہِ صغیرہ کو انجام دیتے ہیں اور نہ کسی کبیرہ کو۔

نیز فرمایا: ان تمام آزمائشوں کے باوجود حضرت ایوبؑ کے جسم سے کوئی بدبو آتی تھی اور نہ ہی ان کی صورت میں کوئی قباحت آئی تھی بلکہ کبھی خون نکلا تھا اور نہ ہی کوئی پیپ۔ یہاں تک کہ نہ کسی دیکھنے والے نے آپؑ کو ناپسند کیا اور نہ کسی مشاہدہ کرنے والے کو آپؑ سے وحشت ہوئی، آپؑ کے جسم پر کیڑے نہیں تھے اور یہی وہ روش ہے جس پر اللہ عزوجل نے اپنے تمام انبیاءؑ اور اولیائے مکرّمین کو آزمایا۔ جہاں تک تعلق لوگوں کا حضرت ایوبؑ سے پرہیز کرنے کا ہے تو اس کی (اصل) وجہ ان کی ظاہری تنگدستی اور ناتوانی تھی۔ اس لئے کہ لوگ خدا کے نزدیک ان کے مرتبے سے واقف نہ تھے کہ خدا ان کی تائید کرے گا [illegible]

افراد انبیاء ہیں، ان کے بعد ان کی مانند اور ان کے بعد ان کی مانند۔ مزید برآں خدا نے جو حضرت ایوب کو اس طرح سے مصیبت میں مبتلا کیا کہ لوگ اُن کو کمتر سمجھنے لگے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ جب لوگ انہیں دیکھیں تو اپنا رب نہ سمجھ بیٹھیں اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اللہ نے ان کو عظیم نعمتوں سے نوازنے کا ارادہ کیوں فرمایا تو یہ اس لئے کہ لوگ اس بات سے یہ دلیل قائم کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے جو ثواب عطا ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں: اختصاص (فضلِ الٰہی) اور استحقاق (کوشش وعبادت کا اجر) تاکہ لوگ ناتوانوں کی ناتوانی کی بناء پر فقیر کو اس کی تنگدستی کی بناء پر اور مریض کو اس کی بیماری کی بناء پر حقیر نہ جانیں اور تاکہ لوگ یہ بھی جان لیں کہ جسے، جب اور جیسے خدا چاہتا ہے بیمار کر دیتا ہے اور اسی طرح خدا جسے، جب اور جس طرح چاہتا ہے شفا دیتا ہے، کسی بھی سبب سے، اور اس بات کو جس کے لئے چاہتا ہے باعث عبرت قرار دیتا ہے، جس کے لئے چاہتا ہے بدبختی کا سبب بنا دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے اس کی سعادت کا باعث بنا دیتا ہے کہ ان تمام باتوں میں اللہ اپنے فیصلوں میں عدل سے کام لیتا ہے اور وہ اپنے افعال میں کوئی حکمت پوشیدہ رکھتا ہے لہٰذا وہ صرف لوگوں کی اصلاح والے افعال انجام دیتا ہے اور لوگوں کی قوت بھی اسی کے ذریعے ہے۔

﴿۲۰﴾ **فرشتوں کی سات قسمیں ہیں اور حجاب بھی سات ہیں:** ابومنصور زید ابن وہب کہتے ہیں کہ امیر المومنین سے اللہ عزوجل کی قدرت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ خطبہ دینے کے لئے آمادہ ہو گئے اور خدا کی حمد وثناء بجالانے کے بعد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے کچھ ایسے فرشتے ہیں کہ اگر وہ زمین پر اتر آئیں تو ان کے عظیم الجثہ ہونے اور ان کے پروں کی کثرت کی وجہ سے زمین بھی ان کے لئے چھوٹی پڑ جائے، اُن میں سے کچھ فرشتے اتنے تنومند اور زیبا ہیں کہ اگر جن وانس کو اس بات پر مامور کیا جائے کہ ان کا وصف بیان کریں تب بھی وہ ایسا نہ کر سکیں گے کیونکہ ان کے دونوں کاندھوں اور ان کے کانوں کے پردے کے درمیان کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت ہے، ان میں سے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو اپنے پروں کے ذریعے اُفق کا راستہ روک لیتے ہیں اور اس کام میں اپنے بڑے بڑے بدنوں سے مدد نہیں لیتے، ان میں سے کچھ فرشتے ایسے بلند قامت ہیں کہ آسمان ان کی ناف تک آتا ہے، ان میں سے کچھ ایسے فرشتے ہیں جن کے قدم کسی چیز پر نہیں ٹھہرے مگر وہ زیر زمین اس کی گہری فضا میں معلق ہیں اور زمین اُن کے زانو تک آتی ہے، ان میں سے کچھ فرشتے ایسے ہیں کہ اگر تمام دریاؤں کو ان کے ناخن کی پشت پر گرا دیا جائے تب بھی وہ ان کے ناخن کو پوری طرح نہ گھیر سکیں گے اور اُن میں سے کچھ فرشتے ایسے ہیں کہ اگر ان کی آنکھوں میں موجود آنسوؤں میں کشتیاں چلا دی جائیں تو وہ زندگی بھر اُس میں چلتی رہیں، پس بڑا بابرکت ہے وہ خدا جو احسن طریقے سے تخلیق کرتا ہے۔

نیز آپ سے حجابوں کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: حجاب سات ہیں اور ان میں سے ہر کوئی اتنا دبیز ہے کہ ان کی دبازت (موٹائی) پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ہر دو حجابوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے، دوسرا حجاب ستر حجاب ہیں اور ہر دو حجابوں کا درمیانی فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ہے، اس کا طول پانچ سو سال کی مسافت ہے اور حجاب پر مامور دربان ستر ہزار فرشتے ہیں کہ جن میں سے ہر فرشتہ کی قوت تمام جن وانس کی قوت جتنی ہے، ان میں سے کچھ اندھیرا ہیں اور کچھ روشنی، انہی میں سے کچھ آگ ہیں اور کچھ دھواں، ان میں سے کچھ بادل، کچھ برق ورعد ہیں اور ان میں سے کچھ چمک، ریت اور پہاڑ ہیں اور کچھ غبار نیز ان میں سے کچھ پانی اور نہریں ہیں۔ ان حجابوں میں دبیز ہونے کے لحاظ سے کافی فرق پایا جاتا ہے؛ ہر حجاب ستر ہزار سال کی مسافت جتنا ہے۔

[illegible]

درمیانی فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ہے، اس کے بعد عزت کے سراپردے ہیں، پھر کبریائی کے سراپردے، پھر عظمت کے سراپردے، پھر قدس کے سراپردے، پھر فخر کے سراپردے، پھر سفید نور کے سراپردے اور بعدازیں وحدانیت کے سراپردے ہیں اور ان کی مسافت ستر ہزار سال میں ستر ہزار سال کی ہے اور اس کے بعد حجاب اعلیٰ ہے۔ یہاں آپ کا کلام ختم ہوا اور آپ چپ ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے آپ سے کہا اے ابوالحسن تمہارے بعد خدا کرے میں ایک دن بھی زندہ نہ رہوں۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں۔ یہ حجاب اللہ عزوجل کے اوپر نہیں ہیں کہ خدا ان سب باتوں سے برتر ہے اور اس کی توصیف کسی جگہ کے ذریعے نہیں ہو سکتی، البتہ یہ حجاب اس کی عظیم مخلوق کے اوپر ہیں جس کی قدرت اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں۔

(شرح: اس روایت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ فرشتے لطیف نورانی اجسام رکھتے ہیں اور شکل وصورت کے لحاظ سے بہت حسین ہوتے ہیں۔ برخلاف فلاسفہ کے اس تصور سے کہ وہ صرف مجرد قویٰ (قوتیں) اور لامکان موجودات ہیں اور لامحدود ہیں۔

اور حجابات کے متعلق اس روایت سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ حجابات بھی گویا مادی منازل ومقامات ہیں جیسے فضاء میں مادی تودے ہوتے ہیں جو جدید سائنسی ورصدی تحقیقات کے مطابق مختلف اشکال میں ظاہر ہوتے ہیں اور مادہ حجاب سے بھی یہی معنی سمجھ میں آرہے ہیں کیونکہ حجاب پردہ ہوتا ہے اور بزرگوں کی نسبت سے حجاب اس پردے کو کہا جاتا ہے جو ان کی درگاہ پر لٹکا ہوتا ہے تاکہ لوگ بے دریغ، بے اجازت اندر داخل نہ ہو جائیں۔ اور فضائے عمیق میں قدرتِ الٰہی سے جو طبقات وقسم قسم کے مواد پیدا کیے گئے ہیں جن کا اس روایت میں تیرہ (۱۳) قسموں کا نام لیا گیا ہے وہ درگاہِ احدیت کے پردے ہیں اور حقیقتاً انہی کا مادہ اور ان کے ہی مظاہر حق وخلق کے درمیان حجاب ہیں۔ اس کی ذات کا پرتو (عکس) پر مانع شہوت مادہ ہے (یعنی انسانی مادیات کے حائل ہونے کی وجہ سے لقائے الٰہی کا جلوہ نہیں دیکھ سکتا۔ مترجم شرح) اور اس پرتوِ ذات کو وجہ اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور وہی مادی اور مظاہر قدرت ہیں کہ جن پر غور وفکر کرنے سے جلوۂ حق دیکھا جا سکتا ہے۔ اور جو اپنے صانع (بنانے والا) کو ظاہر کرتے ہیں۔

سرادق جس کا فارسی لفظ سراپردہ ہے شیخ بزرگوار صدوق کے کلام میں اس کی ظاہری کیفیت کے معنوں میں لیا گیا ہے لہٰذا انہیں توجیہ کرنی پڑی کہ یہ ذات حق پر نہیں پڑا ہوا ہے ورنہ مکان کا ہونا لازم آئے گا اور خدا کے لئے کوئی مکان (مقام) نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ لفظ سرادق کی حضرت حق کی صفات جلالی وجمالی کے ساتھ تفسیر کی جائے تو اس صورت میں جن توجیہ کو مؤلف نے پیش کیا اس کی ضرورت نہ رہتی جیسے عرش وکرسی کی تعبیر ان الفاظ سے کی جاتی ہے تاکہ حقائق معنوی کو سمجھانے کے لئے مثل واستفادہ کے طور پر الفاظ استعمال ہوں۔)

﴿۲۱﴾ **امیرالمومنینؑ نے لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھی:** عباد ابن عبداللہ سے منقول ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول خداؐ کا بھائی اور میں ہی صدیق اکبر ہوں۔ میرے بعد جو شخص ایسا دعویٰ کرے گا وہ بڑا جھوٹا ہوگا کہ میں نے لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھی۔

(شرح: جو کچھ تاریخ سے برآمد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جب پیغمبرؐ نے اظہار رسالت کیا تو پہلے خدیجہ کبریٰؑ اور حضرت علیؑ آنجنابؐ پر ایمان لائے اور ان دونوں نے تین سال تک رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھی، اور ممکن ہے کہ اظہار رسالت کے چار سال پہلے سے حضرت علیؑ رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھتے رہے ہوں کیونکہ رسول اللہؐ کو قبل بعثت بھی ان [illegible] حضرت علیؑ آنجنابؐ کی خدمت میں [illegible]

بسر کر رہے تھے اور اسرارِ نبوت میں ان کے محرم راز تھے)۔

﴿۶۲﴾ **سات غلو کرنے والوں پر شیاطین نازل ہوئے:** اللہ عزوجل کے اس قول ھل أنبئک علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل أفاک أثیم (کیا میں تمہیں بتادوں کہ شیاطین کن لوگوں پر نازل ہوا کرتے ہیں؟ یہ تمام جھوٹے بدکرداروں پر نازل ہوا کرتے ہیں)۔ (سورۂ شعراء آیت ۲۲۱-۲۲۲) کے بارے میں امام جعفر صادق سے منقول ہے: یہ سات افراد ہیں مغیرہ، بنان، صاید حمزہ ابن عمارہ بربری، حارث شامی، عبداللہ ابن الحارث، ابوالحارث اور ابوالخطاب۔ (یہ آٹھ نام ہیں نہ کہ سات لیکن اصل کتاب میں ایسا ہی مذکور ہے)۔

﴿۶۳﴾ **حضرت جبرئیلؑ نے اللہ جلّ جلالہٗ کی جانب سے خبر دی کہ اس نے شیعانِ علیؑ کو سات خوبیاں عطا کی ہیں:** جابر ابن عبداللہ انصاریؓ سے منقول ہے کہ ایک روز میں نبی کی خدمت میں حاضر تھا کہ یکا یک آپؐ نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی جانب رُخ کر کے فرمایا: اے ابوالحسنؑ کیا میں تم کو خوشخبری سناؤں؟ حضرت علیؑ نے فرمایا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! تو رسول خداؐ نے فرمایا: یہ جبرئیلؑ مجھے اللہ کی جانب سے خبر دے رہے ہیں کہ اللہ نے تمہارے شیعوں اور چاہنے والوں کو سات خوبیاں عطا کی ہیں: موت کے وقت آسانی، وحشت کے وقت اُنس، ظلمت کے موقع پر نور، خوف کے مقام پر اَمن، میزانِ عمل کے موقع پر انصاف، پل صراط پر سے گزر جانا اور دیگر لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہونا اس حالت میں کہ ان کے نور اُن کے سامنے اور داہنی جانب سعی کر رہے ہوں گے۔

﴿۶۴﴾ **وہ شخص کہ جس نے یہ روایت نقل کی کہ جن اہل بیتؑ کے متعلق آیتِ تطہیر نازل ہوئی ان کی تعداد سات ہے:** عمرۃ بنت افعی سے منقول ہے کہ میں نے حضرت اُم سلمیٰؓ کو کہتے سُنا کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی ہے: **انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس أھل البیت و یطھر کم تطھیراً** آپؐ نے فرمایا: اس گھر میں سات افراد موجود تھے: حضرات رسول خداؐ، جبرئیل، میکائیل، علی، فاطمہ، حسن اور حسین صلوات اللہ علیہم اجمعین۔ نیز فرمایا کہ میں دروازہ پر موجود تھی تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ، کیا میرا شمار اہلبیتؑ میں سے نہیں ہوتا؟ تو آپؐ نے فرمایا: تم نبی کی بیویوں میں سے ہو اور آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم اہلبیت میں سے ہو۔

مؤلفِ کتاب فرماتے ہیں: یہ روایت غریب (روایت کی ایک قسم) ہے اور ہم اسے صرف اسی سلسلہ سند سے جانتے ہیں جبکہ مشہور تو یہ ہے کہ جن اہلبیتؑ کے بارے میں مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی وہ پانچ ہیں اور ان میں چھٹے حضرت جبرئیلؑ ہیں۔

﴿۶۵﴾ **سات افراد کی نماز قصر نہیں ہوتی:** امام جعفر صادقؑ اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ سات افراد اپنی نماز کو قصر ادا نہیں کریں گے (حالانکہ یہ لوگ بھی مسافر ہیں): خراج جمع کرنے والا جو اس سلسلے میں سفر کرے، حاکم جو اپنی حکومت کی حدود میں سفر کرے، تاجر جو تجارت کے سلسلے میں ایک بازار سے دوسرے بازار کا سفر طے کرے، چرواہا، خانہ بدوش جو بارش برسنے اور سبزہ اُگنے والے مقامات کی تلاش میں سفر کرے، وہ شخص جو تفریحاً شکار پر جائے اور وہ شخص جو قزاقی کے لئے سفر کرے۔

﴿۶۶﴾ **ذکر سات اعضاء پر تقسیم کیا گیا ہے:** زبان، رُوح، نفس، عقل، معرفت، سِرّ اور قلب۔ ان میں سے ہر ایک کو استقامت درکار ہے۔ لہٰذا زبان کی استقامت صدقِ اقرار ہے، رُوح کی استقامت صدقِ استغفار ہے، نفس کی استقامت سچی عذرخواہی ہے، عقل کی استقامت صدقِ اعتبار ہے، معرفت کی استقامت صدقِ افتخار ہے، سِرّ کی استقامت عالمِ اسرار میں سرور ہے اور قلب کی استقامت صدقِ یقین اور معرفتِ جبّار ہے۔

زبان کا ذکر حمد وثناء ہے، نفس کا ذکر جدو جہد اور بے نیازی ہے، رُوح کا ذکر خوف واُمید ہے، قلب کا ذکر صدق وصفا ہے، عقل کا ذکر تعظیم و حیا ہے، معرفت کا ذکر تسلیم ورضا ہے اور سرّ کا ذکر رویت حق الٰہی ہے۔اس روایت کو ہم سے ابو محمد عبداللہ ابن حامد نے بعض صالح افراد سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔

﴿۶۷﴾ **رسول خداؐ کی سات اولاد تھیں:** امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: حضرت خدیجہؑ سے رسول خداؐ کی چھ اولاد تھیں قاسم، طاہر کہ ان کا نام عبداللہ تھا، اُم کلثوم، رُقیہ، زینب اور فاطمہ (علیہم السلام)۔

حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہؑ سے شادی کی، ابوالعاص ابن ربیع نے جو بنوامیہ میں سے تھا حضرت زینبؑ سے شادی کی، عثمان ابن عفان نے حضرت اُم کلثومؑ سے شادی کی مگر وہ رُخصتی سے پہلے انتقال کر گئیں، لہٰذا جب مسلمانوں نے بدر کی جانب رُخ کیا تو رسول خداؐ نے رقیہ سے اس کی شادی کردی۔

نیز جناب ماریہ قبطیہ سے رسول خداؐ کے ہاں ابراہیمؑ پیدا ہوئے اور یہی خاتون اُمّ ابراہیم اور اُمّ ولد ہیں۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: رسول خداؐ اپنے گھر میں داخل ہوئے تو آپؐ نے مشاہدہ کیا کہ حضرت عائشہ حضرت فاطمہؑ پر چلّا رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں: خدا کی قسم، اے بنت خدیجہ تم یہ سمجھتی ہو کہ تمہاری ماں ہم سے افضل تھی تو وہ ہم سے کس لحاظ سے افضل تھی؟ وہ بھی ہماری مانند پیغمبر کی ایک بیوی تھی، بس! جب حضرت فاطمہؑ نے یہ باتیں سنیں اور رسول خداؐ کو دیکھا تو گریہ کرنے لگیں اس وقت آپؐ نے فرمایا: اے بنت محمدؐ تم کیوں رو رہی ہو تو حضرت فاطمہؑ نے فرمایا: انہوں نے میری ماں کو بُرا بھلا کہا تو میں رو پڑی، لہٰذا رسول خداؐ غضبناک ہوئے اور فرمایا: اے حمیرا، خاموش ہو جاؤ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جننے والی مہربان عورت کو مبارک قرار دیا اور خدیجہؑ، خدا اُن پر رحمت کرے، نے میرے طاہر کو جنم دیا کہ اُس کا نام عبداللہ ہے اور مطہر بھی اور خدیجہؑ نے میرے لئے قاسمؑ، فاطمہؑ، رقیہؑ، ام کلثومؑ اور زینبؑ کو جنم دیا جبکہ تم ان میں سے ہو جسے خدا نے بانجھ رکھا اور تم نے میرے لئے کسی اولاد کو جنم نہیں دیا۔

﴿آٹھواں باب﴾

﴿۱﴾ **مومن کو آٹھ خوبیاں زیب دیتی ھیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن محبوب سے، اس نے جمیل ابن صالح سے، اس نے عبداللہ ابن غالب سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: مومن کے لئے زیبا ہے کہ وہ آٹھ صفتوں سے آراستہ ہو: سخت ولرزاں خیز پریشانیوں میں باوقار رہے، مصیبتوں کے وقت صبر سے کام لے، آسودہ حال ہو تو شکر بجالائے، جو اللہ تعالیٰ نے اُسے عنایت کیا ہے اس پر قناعت کرے، دشمنوں پر ظلم نہ کرے، دوستوں پر بوجھ نہ بنے اور خواہ اس کا بدن چُور رہو مگر لوگ اس سے راحت میں ہوں۔

بے شک علم مومن کا ساتھی، حلم و بردباری اس کا وزیر اور صبر اس کے لشکر کا سالار ہوتا ہے جبکہ نرمی برتنا اس کا بھائی اور خوش پذیرائی اس کا باپ ہے۔

ابوالحسین محمد ابن علی ابن شاہ فقیہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مجھ سے ابوحامد احمد ابن محمد ابن احمد ابن حسین نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے ابویزید احمد ابن خالد خالدی نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے احمد ابن صالح تمیمی نے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حاتم قطان نے جہاد ابن عمرو کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادقؑ سے، آپؑ نے اپنے والد بزرگوار امام باقرؑ سے، انہوں نے اپنے جدؑ سے اور انہوں نے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ سے روایت نقل کی ہے کہ نبیؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علیؑ، مومن کے لئے سزاوار یہ ہے کہ اس میں آٹھ صفتیں پائی جائیں: لرزاں خیز پریشانیوں کے وقت باوقار ہو، مصیبتوں کے وقت صبر کا دامن نہ چھوڑے، آسودہ حالی کے موقع پر شکر ادا کرے، جو کچھ اسے اللہ نے روزی دی ہے اس پر قناعت اختیار کرے، دشمنوں پر ظلم نہ کرے، دوستوں کے کاندھوں کا بار نہ ہو اور اس کا جسم رنج میں ہو پر لوگ اس سے راحت میں ہوں۔

(شرح: دوستوں کے کاندھوں کا بار نہ ہو اور اس کا جسم رنج میں ہو لیکن لوگ اس سے راحت میں ہوں کا مطلب یہ ہے کہ تحصیل معاش اور زندگی گزارنے کے لئے خود کام کرے، کمائے اور سخت محنت کرے تاکہ اپنے اخراجات خود برداشت کرسکے اور دوستوں کا دست نگر نہ ہو۔ یہی نہیں بلکہ اس کوشش میں جو اپنی ضرورت سے زیادہ ہاتھ آئے اس سے ناچار اور بے چارے لوگوں کی مدد کرے تاکہ لوگ اس کی جانب سے راحت میں رہیں)۔

﴿۲﴾ **آٹھ افراد کی نماز قبول نھیں ھوتی:** احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری نے احمد ابن خالد کے ذریعہ اُس کی اسناد کے ساتھ ہم سے امام جعفر صادقؑ سے روایت نقل کی کہ رسول خداؐ نے فرمایا: آٹھ افراد کی نماز قبول نہیں ہوتی: بھاگے ہوئے غلام کی یہاں تک کہ وہ اپنے آقا کے پاس لوٹ آئے، شوہر کی حق تلفی کرنے والی بیوی کی درحالیکہ شوہر اس سے ناراض ہو، زکوٰۃ نہ دینے والے کی، وضو کو ترک کرنے والے کی، اس بلوغت کے قریب لڑکی کی جو سَر چھپائے بغیر نماز پڑھے، اُس امام جماعت کی جس کے ماموین اس کو ناپسند کرتے ہوں اور زبین شخص کی۔ لوگوں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسولؐ یہ زبین کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جس نے پیشاب و پاخانہ روک رکھا ہو اور مست ہو۔ پس یہ وہ آٹھ افراد ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

﴿۳﴾ **حاملینِ عرش آٹھ ھیں:** ہم سے محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے سعد ابن عبداللہ نے قاسم ابن محمد اصفہانی سے، اس نے سلیمان ابن داؤد منقری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حفص ابن غیاث نخعی سے نقل کیا کہ میں نے

امام جعفر صادقؑ کو یہ کہتے سنا: بلاشبہ حاملینِ عرش آٹھ ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی آٹھ آنکھیں ہیں اور ہر آنکھ دنیا کے برابر ہے۔ ہم سے بیان کیا محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے کہ محمد ابن حسن صفار نے مُرسَل روایت بیان کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: حاملینِ عرش چار ہیں کہ جن میں سے ایک کی صورت بنی آدم کی مانند ہے جو اللہ سے اولادِ آدم کے لئے رزق طلب کرتا ہے، دوسرے کی صورت مرغے کی مانند ہے جو اللہ سے پرندوں کے لئے رزق طلب کرتا ہے، تیسرا شیر کی صورت کا حامل ہے جو اللہ سے درندوں کے لئے رزق طلب کرتا ہے اور چوتھے کی صورت گائے جیسی ہے جو اللہ سے چوپایوں کے لئے رزق طلب کرتا ہے اور جب سے بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پرستش کی ہے گائے نے اپنا سر اوندھا کر لیا ہے۔ جب قیامت ہوگی تو ان کی تعداد آٹھ ہو جائے گی۔

(شرح: قرآن مجید میں سورۃ الحاقہ آیت ۱۷ میں جیسا کہ فرمایا گیا ہے **و یحمل عرش ربک فوقهم یومئذ ثمانیه**" اصل حاملین عرش کی تعداد آٹھ ہے۔ (ترجمہ آیت: ایسے دن یعنی روز قیامت پروردگار کے عرش کو آٹھ اپنے اوپر اٹھائے ہوں گے) یعنی اگر ہندوستانی بادشاہوں کی طرح کسی رواں تخت پر بیٹھے جسے کاندھوں سے اٹھایا جائے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے اور یہ پروردگار کے تخت کی عظمت و بڑائی کی طرف ایک کنایہ ہے۔ کہ جیسے تخت کو عموماً ایک دو اشخاص ہی اٹھالیتے ہیں لیکن تختِ خدا اس قدر بڑا ہے کہ اس کو اٹھانے کے لئے آٹھ لوگ درکار ہیں۔ لیکن سوائے فرقۂ مجسمہ کے جو انتہائی قلیل تعداد میں ہیں بلکہ شاید اب ان کا خاتمہ ہی ہو چکا ہے تمام علمائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہاں یہ معنی ہرگز مراد نہیں ہیں بلکہ یہ ان مقامات میں سے ہیں جیسا قرآن نے کنایہ سے کام لیا ہے اور اس کی بہترین توجیہ یہ ہے کہ ہم یہ کہیں کہ یہ روز قیامت خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کے اظہار کے لئے کنایہ ہے۔ اس لحاظ سے مفاد کلام یہ ہے کہ روز قیامت تیرا پروردگار عظیم عظمت و جلال کا مظاہرہ کرے گا اور اس اظہارِ عظمت و جلال کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی عرش، یا تخت، یا اس کے اٹھانے والوں کا ہونا لازم ہو کیونکہ کنایہ میں بلاغت و صحت کلام ہونا لازمی ہے اُور وہ وہی ہے جو مقصودِ متکلم ہوتا ہے۔ اور تحت اللفظی مفہوم محض اس مقصودِ متکلم کو سمجھانے کے لئے ہوتا ہے۔

بالفاظ دیگر مفاد تحت اللفظی عام استعمال ہونے والی چیز سے ہو نہ کہ جدی (موروثی) معنی مراد ہوں اور وہ معانی مراد جدی کے ہی ہوں۔ اور وہی مرادِ جدی حقیقتاً کلام کی درستگی و نادرستگی اور سچ یا جھوٹ کی میزان ہے۔ نہ کہ مرادِ استعمال بلکہ کنایہ کے بارے میں تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ مفادِ تحت اللفظی سے بھی مراد استعمال نہیں ہے اور اور حقیقتاً متکلم وہی مجازی معنی لینا چاہتا ہے جیسا کہ علماء بیان کرتے ہیں کہ اپنے اصل معنوں کے بجائے لفظ کا استعمال مجاز و کنایہ دونوں میں ہو سکتا ہے اور ان میں فرق یہ ہے کہ مجاز میں حقیقی معنی کے ساتھ کوئی قرینہ ایسا ہونا چاہئے جو اس کی نفی کرے لیکن کنایہ میں نفی کا قرینہ ضروری نہیں اور وہاں حقیقی معانی پر محمول کرنا بھی درست ہے۔ اور معنی حقیقی پر محموم کرنے کے معنی ہیں کہ ممکن ہے کہ حقیقی معنی ہی اس میں موجود ہوں یا ممکن ہے کہ موجود نہ ہوں۔ مثلاً ہم کہیں کہ زید کثیر الرماد ہے (رماد راکھ کو کہتے ہیں یعنی بہت راکھ کر دیتا ہے) ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم اسے سخی کہہ رہے ہیں یعنی بیان کا مقصود زید کی سخاوت ہے نہ کہ دونوں معنی، کیونکہ ممکن ہے کہ ظاہری طور پر اس کے ارد گرد خاک ہو یا ممکن ہے کہ وہ بجلی کے آلات سے اپنی تمام ضروریات انجام دیتا ہو اور اس کے کارخانے میں راکھ کا نشان نہ ہو۔

چنانچہ ممکن ہے کہ جملہ میں قطعی کمی و زیادتی کے بغیر اس جملے سے حقیقی معنی ہی لیے جائیں اور اس وقت کنایہ ہونے کا موقع ساقط ہو جائے گا اور یہ مجاز کے بالکل خلاف ہے۔ جس میں قرینہ لازم ہونے کی صورت میں معنیٔ حقیقی کے بالمقابل اس کی ضدِ حقیقی سے مطابقت پیدا نہیں کی جا سکتی ہے۔ بہر حال جب ہم نے اس کو قیامت میں جلالِ حق کے اظہار کی عظمت کا کنایہ تسلیم کر لیا ہے تو پھر عرش اور اس کے حاملین کا ہونا شرط نہیں

ہے مثلاً کسی کی شجاعت کے لئے ہم طویل النجاد (تلوار کا طویل پرتلہ) کے الفاظ استعمال کریں تو ضروری نہیں ہے کہ اس کے پاس تلوار بھی ہو وراس کو حمائل کیے ہوئے بھی ہو بلکہ کلام کی بلاغت وصدق وصحت اسی صفت شجاعت کے وجود کی وجہ سے قائم رہے گی۔ لیکن سمائے اسلام نے اس کلام کی سادگی وصفائی کے ساتھ تفسیر نہیں کی بلکہ اس کو واقعی عرش اور حقیقتاً حاملان عرش کے معنوں میں سمجھا ہے اور چونکہ اس کے لفظی معنی پروردگار کیلئے جسم وجسمانیت بھی لازم قرار دیتے ہیں اور یہ امر محال تھا چنانچہ تاویلات کا سہارا لیا اور دو طبقوں میں بٹ گئے۔

۱۔ پہلا طبقہ متکلمین، اہل حدیث فقہاء کا ہے یعنی وہ مسلمان دانش مند جو حتی الامکان قرآن وسنت کی ظاہری وسطی تعبیرات تک خود کو محدود رکھتے ہیں انہوں نے عرش الٰہی کو ایک آسمانی انداز کی مخلوق اور بہت بڑا جسم تصور کیا ہے۔ جو تمام جسم انسانی کے موجودات پر محیط ہے۔ اس کے بہت سارے پائے ہیں اور اس ہی بے شمار حجرے، برآمدے اور ستون موجود ہیں۔ اور عرش کی عظمت کے متعلق اور اس کے ارکان اور ستونوں کی تعداد اور بزرگی کی تفصیل جو بیان کی ہے اس لحاظ سے عرش کے حاملین کو بھی جسمانی موجودات سے قیاس کیا ہے البتہ وہ بہت بڑے اور طاقتور ہیں کہ جن میں چار یا آٹھ ہی باوجود عرش کی اس بزرگی اور بڑائی کے اس کو اٹھا سکتے ہیں۔ اور اس آخری روایت میں یہ تعبیر جو حاملین عرش کے متعلق کی گئی ہے اسی طبقے سے مطابقت رکھتی ہے اور یہ ہر چیز کی جسمانی حقیقت رکھنے کا تصور رکھنے والے صاحبان کے قول کی شبیہ ہیں کہ جو ابتدائی فلکیاتی تصورات کلدہ وآثور کی اقوام میں پائے جاتے ہیں۔ اور جو مجسمے انہوں نے اپنے مختلف خداؤں کے لئے تراشے وہ گائے، بیل، گھوڑے یا شیر یا دوسری شکلوں کے ہوتے تھے جو بابل کے کھنڈرات یا ایران وعراق میں مختلف مقامات پر کھدائی کے دوران برآمد ہوئے۔ یا اس سرزمین پر جو قدیم انسانی تمدن کا مرکز تھی کے نقاشی کے نمونے، مجسمے اور دوسری بہت سے اشکال جو مختلف النوع خداؤں کی نشاندہی کرتی ہیں ہمارے اس دعوے کی دلیں ہیں۔

اب جیسا ہم نے گذشتہ آیت کو ذوق توحیدی وادبی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا ایک بلیغ اور معجزاتی کنایہ قرار دیا اور عرش اور اس کے اٹھانے والوں کی ظاہری صورت کا خیال پیدا کرنے سے محفوظ ہو گئے تو اب اس قسم کی احادیث کے بارے میں مباحثہ کا دروازہ کھل جاتا ہے خصوصاً اس خبر کے بارے میں کہ ہم ان کی تردید کرنے پر مجبور ہیں اور ممکن ہے کہ وہ ان مسلمانوں کے نت نئے افکار کا نتیجہ ہو جن کے سروں میں ایران وعراق کے قدیم علوم کے فلسفے ومبادیات کا سودا سمایا ہوا اور انہوں نے اپنے عقیدے کو اس طریقے سے شیعہ مذہب کا جز بنا دیا ہو۔

۲۔ قرآن وسنت کی تعبیرات کے لحاظ سے مسلمان علماء وعرفا قطعی ظاہر پرست یا لفظ پرست نہیں ہیں۔ بلکہ یونانی فلسفے کی مبادیت کی رو سے مشائیین یا یونانی فلسفے سے ارتباط رکھنے والے عرفانی ذوقیات کی رو سے اشراقیین نے عالم وجود اور اس کی سیر وشہود کے لئے ایک بنیاد مہیا کی ہے۔ اور بزعم خود وہ برہانی اور شہودی طور پر اپنے وجدان کی وجہ سے اس کے عقیدت مند ہوئے ہیں۔ اور وہ شریعت اسلام کی تعلیمات کو جو قرآن وسنت کے ذریعے پھیلائی ہیں اس پر منطبق کرتے ہیں اور آیات واحادیث کی ظاہری صورت کو اس کے ذریعے تاویل کرتے ہیں۔ یہ گروہ عرش کی جسمانی وروحانی دونوں لحاظ سے تفسیر کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک عرش جسمانی نواں آسمان ہے جو ان کے گمان میں محدد جہت ہے۔ ایک عام جسمانی روز وشب کی گردش کو پیدا کرنے والا اور ہر قسم کے ستاروں اور نقش ونگار سے عاری (خالی) ہے۔

انہوں نے عرش روحانی کو حضرت حق کی وحدانیت سے تفسیر کیا ہے کہ وہ اس کا مقام صفات اور ظہور ذات ہے۔ مبدائے آفرینش، کثرات کی نمائش اور ممکنات وماہیت کی ایک تجلی ہے۔

جو احادیث عرش کی تفسیر علم کو حق کرتی ہیں وہ اس نظریئے کی تائید کرتی ہیں کیونکہ علم صفات حق کا مرکز ممکنات کا پیدا ہونے کا مبدء ہو

دستورات واحکام اسلامی کی تشریح ہے اس صورت میں ارکان وحاملین عرش کے ایک اور معنی ہوجاتے ہیں کہ جوحق کی صفات کی مظہریت یا مقام صفات کے مناسب ہوں اور حاملین عرش کی یہاں علم وقدرت کی قوتوں اور دوسری صفات سے توجیہ کرنا بہتر ہوگا۔ اور شاید چار قسم کے فرشتے جو توراۃ وقرآن میں مشہور ہیں جیسے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل یہ وہی چار معنوی قوتیں ہوں گی کہ جن کوممکن ہے حاملین عرش یا ارکان عرش کا نام دیا گیا ہو۔

اس لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ قیامت کے دن حاملین عرش چار کے بجائے آٹھ ہوجائیں گے یہ مظاہر امکانی کے ظہور حق کی وحدت ثانیہ ہوگی کیونکہ اس موقع پر وجود کی قوتیں صعود کی انتہاء کو پہنچ کر انا الیہ راجعون کا مصداق بن جائیں گی۔ چنانچہ قافلہ زندگانی جو چار حاملین عرش کے اوپر بڑھا ہوا چلا جا رہا تھا اور سلطنت امکان میں رواں دواں تھا اب اس ترقی کی انتہاء کو پہنچ چکا ہوگا جو اس کا ہدف تھا اور ذات حق کے لئے ایک نئی تجلی ظاہر ہوگی گویا فیض ہستی دوچند ہوجائے گا۔)

(قوس صعود یعنی دائرۂ حیات انسانی روز افزوں ترقی کررہا ہے حتیٰ کہ روز قیامت کہ جب ہر شے اللہ کی طرف رجوع کرنے والی ہوگی۔ دائرۂ حیات کی بھی تکمیل ہوجائے گی۔ مترجم شرح)

﴿۴﴾ **جنّت کے آٹھ دروازے ھیں:** ہم سے احمد ابن حسن قطان نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے احمد ابن یحیٰی ابن زکریا قطان نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے محمد ابن عبداللہ نے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حکم ابن ابان نے عثمان کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن فضیل رزقی سے، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام باقر سے، انہوں نے اپنے جد (ایک نسخہ میں حضرت علی ہے) سے روایت نقل کی ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں: ایک دروازہ وہ ہے جس میں سے انبیاء اور صدیقین داخل ہوں گے، ایک دروازہ وہ ہے جس میں سے شہداء اور نیکوکار بندے داخل ہوں گے اور پانچ دروازے ایسے ہیں جن میں سے ہمارے شیعہ اور ہم سے محبت کرنے والے داخل ہوں گے، پس میں صراط پر کھڑا رہوں گا اور دعا کرتے ہوئے کہوں گا: اے میرے پالنے والے، میرے شیعوں، محبوں، مددگاروں اور دنیا میں جنہوں نے ہم سے دوستی رکھی ان سب کو سلامت رکھ تو یکا یک باطن عرش سے ایک ندا آئے گی کہ یقیناً ہم نے تمہاری دعا سن لی ہے اور تمہارے شیعوں کو میں نے شفیع قرار دیا ہے۔ (اس کے بعد) میرا ہر شیعہ، مجھ سے دوستی رکھنے والا، میرا مددگار اور مجھ سے جنگ کرنے والوں کے ساتھ برسر پیکار ہونے والا اپنے فعل اور قول سے اپنے پڑوسیوں اور اقرباء میں سے ستر ہزار افراد کی شفاعت کرے گا۔ اور ایک دروازہ ایسا ہے کہ جس میں سے وہ دیگر تمام مسلمان داخل ہوں گے جنہوں نے یہ گواہی دی کہ 'نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ' اور ان کے دلوں میں ہم اہلبیت سے ذرہ برابر بھی بغض نہیں تھا۔

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہم سے سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن ابوعبداللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے احمد ابن نصر خزاز سے، اس نے عمرو ابن شمر سے، اس نے جابر جعفیؒ سے، انہوں نے امام محمد باقرؑ سے کہ اللہ سے حسن ظن رکھو اور باعمل بنو کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں کہ جن میں سے ہر دروازہ کا عرض چالیس (ایک نسخہ میں چار سو) سال کی مسافت ہے۔

﴿۵﴾ **یہ روا نہیں کہ گھر کی چھت آٹھ ھاتھ سے اُونچی ھو:** ہم سے محمد ابن ماجیلویہؒ نے روایت بیان کی، کہا: محمد بن یحیٰی عطار نے محمد ابن احمد ابن یحیٰی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عمران اشعری سے، اس نے محمد ابن عیسیٰ سے، اس نے ابومحمد

انصاری سے، اس نے ابان ابن عثمان سے نقل کیا اس نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا کہ جب ایک شخص نے یہ شکایت کی کہ اس کے اہل خانہ اور اس کے بال بچوں کو لوگ تنگ کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: تمہارے گھر کی چھت کتنی اونچی ہے؟ اس نے کہا: دس ہاتھ تو امامؑ نے فرمایا اسے ناپ کر آٹھ ہاتھ کی کر دو اور اس پر آیت الکرسی لکھ لو اس لئے کہ جب کسی گھر کی چھت آٹھ ہاتھ سے زیادہ ہوتی ہے تو محتضر بن جاتی ہے کہ جہاں جن آتے ہیں اور اسے اپنا مسکن بنا لیتے ہیں۔ (ہاتھ = کہنی سے انگلیوں کے سرے تک لمبائی)۔

﴿۶﴾ **آٹھ جوڑے:** داؤد رقیؒ کہتے ہیں کہ بعض خارجیوں نے مجھ سے کتاب اللہ عزوجل کی اس آیت **ثمانية ازواج من الضأن اثنين قل آلذكرين حرّم ام الأنثيين . . . ومن الأبل اثنين و من البقر اثنين** (سورۂ انعام۔ آیت ۱۴۳ اور ۱۴۴) کے متعلق سوال کیا کہ ان میں سے خدا نے کیا حلال قرار دیا ہے اور کیا حرام؟ چونکہ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا لہٰذا سفر حج کے دوران میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، پس جب میں نے اس خارجی کی خبر ان کو دی تو آپ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے منیٰ کی قربانی کے لئے پالتو (جو جنگلی نہ ہوں) مینڈھے اور بکری کو حلال کیا ہے جبکہ ان میں جنگلی قسم کو حرام قرار دیا ہے۔ اب رہا اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا کہ اونٹ میں سے دو اور گائے میں سے دو تو اس میں اللہ عزوجل نے منیٰ میں عربی اونٹوں کی قربانی کو حلال کیا ہے جبکہ بختی[1] اونٹوں کی قربانی کو حرام قرار دیا ہے اور گائے میں سے بھی پالتو کو حلال قرار دیا ہے جبکہ جنگلی کو حرام۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد میں نے یہ جواب خارجی کو جا کر سنایا تو اس نے کہا: یہ وہ چیز (جواب) ہے جسے اونٹ حجاز سے لایا ہے۔

﴿۷﴾ **آٹھ قسم کے لوگ انسانوں میں شمار نہیں ہوتے:** میرے والدؒ اور محمد ابن حسنؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہم سے محمد ابن یحییٰ عطار اور احمد ابن ادریس دونوں نے روایت بیان کی اور دونوں کہتے ہیں: ہم سے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے ہمارے بعض اصحاب یعنی جعفر ابن محمد ابن عبداللہ (ایک نسخہ میں عبیداللہ ہے) نے ابو یحییٰ واسطی سے اور انہوں نے اُس سے جس نے ان سے بیان کیا ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے کہا گیا کہ کیا یہ سارے لوگ انسانوں میں شمار ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ان میں سے آٹھ قسم کے لوگوں کو نکال دو: وہ جو مسواک نہیں کرتے، تنگ جگہوں پر چار زانو بیٹھنے والے، بے معنی افعال انجام دینے والے، بغیر علم کے بحث کرنے والے، اپنے آپ کو بلا وجہ بیمار سمجھنے والے، بغیر کسی مصیبت کے پریشان ہونے والے، حق بات میں اپنے ساتھیوں کی مخالفت کرنے والے جبکہ باقی سب متفق ہوں اور اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنے والے جبکہ وہ نیک کاموں سے بے بہرہ رہے ہوں؛ ایسے شخص کی مثال اخلیج نامی گھاس کی ہے کہ اس کی چھال اُتاری جائے تاکہ اس کے گودے تک رسائی ہو اور یہ ایسے ہیں کہ ان کے متعلق اللہ عزوجل نے فرمایا: **إن هم إلّا كالأنعام بل هم أضلُّ سبيلاً.** وہ نہیں ہیں مگر چوپایوں کی مانند بلکہ وہ اپنی راہ پر گمراہ تر ہیں۔ (سورہ فرقان۔ آیت ۴۴)

﴿۸﴾ **جو مسجد میں آمد ورفت کرتا ہے اس میں آٹھ خوبیاں پائی جاتی ہیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہم سے سعد ابن عبداللہ نے یعقوب ابن یزید سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیرؒ سے، اس نے ابراہیم ابن عبدالحمید سے، اس نے سعد الاسکاف سے، اس نے زیاد ابن عیسیٰ ابن ابی جارود سے، اس نے اصبغ ابن نباتہ سے کہ امیر المومنینؑ کہا کرتے تھے: جس کا مسجد میں آنا جانا لگا رہتا ہے اسے آٹھ میں سے کوئی ایک خوبی ضرور حاصل ہوتی ہے: خداداد بھائی، نیا علم، محکم آیت، ایک رحمت جس کا

[1] بختی [illegible] رنگ کا [illegible] عربی مادہ اور عجمی نر سے پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ یہ نسل پہلے پہل بخت نصر بادشاہ نے [illegible]

انتظار کیا جا رہا ہو، ایسی نصیحت آموز بات جو اسے ہلاکت سے نجات دیتی ہے، ایسی بات سنتا ہے جو اس کی ہدایت کا سبب بن جاتی ہے یا پھر خوف یا حیا کی بناء پر کوئی گناہ ترک کر دیتا ہے۔

ابراہیم ابن محمد ابن حمزہ ابن عمارہ حافظ نے اپنے مکتوبات کے ذریعے ہم سے ایک روایت بیان کی، وہ کہتا ہے: حسین ابن عبداللہ نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: موسیٰ ابن سروان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مروان ابن معاویہ نے سعید ابن طریف کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے عمیر ابن مامون سے نقل کیا کہ میں نے امام حسنؑ کو یہ کہتے سُنا کہ میں نے رسول خدا کو یہ کہتے سُنا کہ جو شخص ہمیشہ مسجد میں آتا جاتا رہے اسے آٹھ میں سے کوئی ایک خوبی حاصل ہوتی ہے: خداداد بھائی، تازہ علم، ایسا کلمہ جو اس کی ہدایت کا سبب بنے، ایسا کلمہ جو اسے ہدکت سے دور رکھے، رحمت منتظرہ یا پھر وہ خوف یا حیا کے باعث کوئی گناہ ترک کر دیتا ہے۔

﴿۹﴾ **آٹھ افراد کی اگر توھین کی جائے تو انھیں اپنے آپ کو ملامت کرنی چاھئے:** ابوالحسن محمد ابن علی ابن شاہ فقیہ نے مروالرود میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو حامد احمد ابن محمد ابن احمد ابن حسین نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو یزید احمد ابن خالد خالدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن صالح تمیمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے مجھے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حاتم قطان نے ہم سے حماد ابن عمرو کے ذریعہ روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوارؑ سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ سے اور انہوں نے نبی اللہؐ سے کہ آپؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علیؑ، اگر آٹھ افراد کی توہین کی جائے تو انہیں اپنے آپ ہی کو ملامت کرنی چاہئے: بن بلایا مہمان، وہ مہمان جو میزبان پر حکم چلائے، اپنے دشمن سے نیکی کا طالب، لئیم افراد سے فضل کی امید رکھنے والا، کسی دو آدمیوں کے آپس کے معاملہ میں دخل دینے والا جبکہ اُن دونوں نے اُسے اپنا ہمراز بھی نہ بنایا ہو، بادشاہ کی اہانت کرنے والا، نااہل افراد کی محفل میں بیٹھنے والا اور اس شخص کو کوئی بات سُنانے والا جو اس کی بات سننے پر آمادہ نہ ہو۔

﴿۱۰﴾ **مساجد کو آٹھ چیزوں سے دُور رکھنا چاھئے:** ہم سے محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے محمد ابن حسن صفار نے حسن ابن موسیٰ خشاب سے روایت بیان کی، اس نے علی ابن اسباط سے روایت بیان کی، اس نے اپنے سلسلۂ اسناد کے کسی راوی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اپنی مساجد کو خرید و فروخت، مجنون افراد، بچوں، تلاش گمشدہ، قضاوت، اجرائے حدود اور آواز کے بلند کرنے سے محفوظ رکھو۔

﴿۱۱﴾ **ایمان آٹھ خصلتوں کا نام ھے:** میرے والدؒ نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: ہم سے سعد ابن عبداللہ نے ابراہیم ابن ہاشم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عُمیر سے، اس نے جعفر ابن عثمان سے اور اس نے ابوبصیرؒ سے کہ میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں تھا کہ ایک شخص نے ان سے کہا: أصلحک الله، کوفہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کچھ باتیں آپ سے منسوب کرتے ہیں، امام نے فرمایا: وہ کون سی باتیں ہیں؟ تو اس شخص نے کہا: ایمان اور اسلام میں فرق ہے، تو امام محمد باقرؑ نے فرمایا: ہاں فرق ہے۔ اس شخص نے کہا: آپ مجھے تفصیل سے سمجھائیں تو امام نے فرمایا: جو شخص یہ گواہی دے کہ 'نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں خدا کی جانب سے آنے والی چیزوں کا اقرار کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور حج پر جائے تو وہ مسلمان ہوا۔ میں نے کہا: پھر ایمان کیا ہے؟ امام نے فرمایا: جو یہ گواہی دے کہ 'نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں' اور جب خدا کے حضور میں جائے تو کسی ایسے گناہ کے ساتھ نہ

جائے جس پر خدا نے وعید سُنائی ہے تو ایسا شخص مومن ہے۔

ابو بصیرؒ نے کہا: میں آپ پر قربان، ہم میں بھلا ایسا شخص کہاں ہے جو کسی ایسے گناہ کا مرتکب نہ ہوا ہو کہ جس پر خدا نے دوزخ کا وعدہ کیا ہے تو امامؑ نے فرمایا: میرا مطلب یہ نہیں تھا جو تم سمجھے ہو، بلکہ اس سے میری مراد یہ ہے کہ جب وہ خدا کے حضور میں پیش ہو تو کسی ایسے گناہ کا مرتکب نہ ہوا ہو جس پر خدا نے وعید سنائی ہو اور توبہ بھی نہ کی ہو۔

﴿۱۲﴾ **گناہانِ کبیرہ آٹھ ہیں:** ہم سے محمد ابن حسن اور میرے والدؒ، دونوں نے کہا: ہم سے سعد ابن عبداللہ نے محمد ابن حسین ابن ابی الخطاب سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن مسکین ثقفی سے، اس نے سلیمان ابن طریف سے، اس نے محمد ابن مسلم سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے کہا: میں آپ پر قربان، ہم اپنی مخالفت کرنے والے کے لئے کفر اور جہنم کی گواہی کیوں دیتے ہیں جبکہ ہم اپنے آپ اور اپنے ساتھیوں کے لئے جنت کی گواہی نہیں دیتے؟ امامؑ نے فرمایا: یہ تمہارے ایمان کی کمزوری ہے، اگر تم گناہانِ کبیرہ کے مرتکب نہیں ہوئے ہو تو یہ گواہی بھی دے دو کہ تم لوگ جنتی ہو۔ میں نے کہا: گناہانِ کبیرہ کون سے ہیں، میں آپ پر قربان؟ آپ نے فرمایا: اکبرالکبائر اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، ایسی جگہ ہجرت کرنا جہاں دین پر عمل نہ ہو سکے، پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا، میدان جنگ سے فرار ہو جانا، ناحق مالِ یتیم کھالینا، ثابت ہونے کے باوجود سود خوری اور کسی مومن کو قتل کرنا۔ پس میں (راوی) نے کہا: زنا اور چوری کا کیا حکم ہے؟ تو امامؑ نے فرمایا: یہ اکبرالکبائر نہیں ہیں۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: گناہانِ کبیرہ کے متعلق وارد ہونے والی روایتیں فی الواقع ایک دوسرے سے متضاد نہیں ہیں اگرچہ بظاہر بعض میں وارد ہوا ہے کہ گناہانِ کبیرہ پانچ ہیں، بعض میں سات، بعض میں آٹھ اور بعض میں اس سے بھی زیادہ... اس لئے کہ شرک کے بعد ہر گناہ بڑا ہے اس گناہ کی نسبت جو اس سے چھوٹا ہے اور ہر چھوٹا گناہ بھی بجائے خود کبیرہ ہے اس سے بھی چھوٹے گناہ کی نسبت اور شرک کے ساتھ تو ہر چھوٹا گناہ بھی کبیرہ ہی ہے۔

(شرح: احادیث اور فتاویٰ کی رُو سے گناہانِ کبیرہ کی تعداد میں بہت اختلاف ہے کہ پانچ سے ستر تک بیان کیے گئے ہیں۔ نسبت کا جو نظریہ شیخ صدوق نے اختیار کیا ہے اور بزرگوں کی ایک جماعت نے ان کی پیروی کی ہے وہ احادیث کے اختلاف کو رفع کرنے کا ایک طریقہ ہے لیکن کئی لحاظ سے دشواری کا باعث ہے۔

۱۔ اس نسبت کے ہونے سے گناہِ صغیرہ یا گناہِ کبیرہ یا دونوں کے انکار کا پہلو نکل رہا ہے اور اس کو قبول کرنا ان تین وجوہات سے قابل اعتراض ہے لہٰذا صغیرہ و کبیرہ کی تقسیم قابل انکار نہیں ہے۔

۲۔ یہ کہ احادیث اور فقہ میں گناہِ کبیرہ کے لئے مخصوص احکام و آثار ثابت ہیں۔ مثلاً صرف کبیرہ کا ارتکاب کرنا منافی عدالت ہے لیکن صغیرہ کا دہرانا اور بار بار کرنا منافی عدالت ہے نہ یہ کہ اسے صرف ایک ہی بار کیا جائے اور اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے **ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم** (سورۂ نساء آیت ۳۱) "اگر تم بڑے گناہوں سے رکو جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہوں کو معاف کر دیں گے"۔ اسی لئے اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ گناہانِ کبیرہ سے بچنے والے شیعہ مستحق بہشت ہیں، بشرطِ توبہ۔

... گناہانِ کبیرہ و صغیرہ جداگانہ آثار و احکام رکھتے ہیں اور ... ترتیب و آثار و احکام تشخیص موضوع کا محتاج ہے جبکہ نسبت کا

نظریہ موضوع کی تشخیص نہیں کرتا بلکہ موضوع کو مبہم اور گھمبیر بنا دیتا ہے۔

۳۔ پھر یہ کہ نسبتی نظریہ کا اجراء خود محتاج ہے کہ گناہوں میں صغیرہ اور کبیرہ کی تخصیص کی جائے یہاں تک کہ ہم فیصلہ کریں کہ اس اصغر کی نسبت یہ صغیر ہے اور وہ کبیرہ اس اکبر کی نسبت چھوٹا ہے اور ہم پوچھتے ہیں کہ کہاں سے سمجھا گیا کہ وہ اکبر ہے اور وہ کبیر ہے اور وہ صغیر ہے کہ نسبتی نظریہ کی تحقیق کر سکیں اور اگر ان مراتب کی تشخیص کے لئے میزان اور دلیل ہوں کہ جن کے ذریعے گناہوں کے مراتب کا تعین ہو جائے تو بھی نسبتی نظریہ کے دیگر مطلب ہمارے پاس نہیں ہیں اور صحیح یہ ہے کہ کبیرہ گناہ ہونے کا اثبات تین مضبوط دلیلوں سے لازم آتا ہے۔

۱۔ یہ کہ قرآن یا سنت میں معتبر طریقہ سے صراحت کی گئی ہے کہ فلاں گناہ کبیرہ ہے۔

۲۔ یہ کہ قرآن میں گناہ کی نسبت صراحت سے اس کی سزا بیان کی گئی ہو جیسے فرمایا کہ عمداً مومن کو قتل کرنے والے کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

۳۔ یہ کہ جس گناہ کا کبیرہ ہونا ثابت ہے اس کے برابر یا اس سے بڑا گناہ شمار کیا گیا ہو جیسے فرمایا کہ غیبت زنا سے سخت تر ہے یا یہ کہ کاہن چونکہ جادوگر کی مانند ہوتا ہے۔ اس صورت میں کہ دلیل موجود ہے کہ زنا گناہ کبیرہ ہے یا جادو گناہ کبیرہ ہے چنانچہ غیبت اور کہانت کا کبیرہ ہونا بھی ثابت ہو جاتا ہے۔

لیکن کبائر کے شمار میں احادیث کے اختلاف کی طرف رجوع کرتے ہوئے چاہئے کہ ان کو مراتب پر حمل کریں کیونکہ گناہان کبیرہ بھی البتہ درکات (درجات) رکھتے ہیں اور بعض احادیث کا اس بارے میں کفایت کرنا اس حوالے سے ہے کہ وہ زیادہ اہمیت رکھتے ہیں یا اس کے مخصوص اثر کے حوالے سے ہے جو اس گروہ پر مرتب ہوتا ہے۔ چنانچہ ممکن ہے کہ کہا جائے کہ شیعہ سے بہشت کے استحقاق کا ختم ہو جانا ان آٹھ مخصوص گناہوں کے ارتکاب پر منحصر ہے حتیٰ کہ یہ اثر چوری اور زنا کے مثل گناہ نہیں ہے کیونکہ ان کا کبیرہ ہونا عدالت کی نفی کرنے کی رو سے ظاہراً محل تردید و مخالفت نہیں ہوتا)۔

﴿۱۳﴾ **حضرت علیؑ کی آٹھ خوبیاں:** محمد ابن ابراہیم ابن اسحٰق طالقانیؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوسعید حسن ابن علی عدوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہم سے عمرو ابن مختار نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے حسین حنائی نے روایت بیان کی، کہا: قیس ابن ربیع نے اعمش سے روایت کی ہے، اس نے عبایہ ابن ربعی اسدی سے روایت بیان کی، اس نے ابوایوب انصاری سے نقل کیا کہ ایک مرتبہ رسول خدا بیمار ہوئے تو حضرت فاطمہؑ آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائیں درحالیکہ آپ میں کافی نقاہت آ چکی تھی، پس جب حضرت فاطمہؑ نے آپ کو اس سختی اور کمزوری کے عالم میں دیکھا تو آپ کو گریہ گلوگیر ہوا یہاں تک کہ آپ کے آنسو رخسار پر جاری ہو گئے تو نبیؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ، اللہ جل جلالہ نے روئے زمین پر ایک نظر ڈالی اور اس میں تمہارے بابا کو منتخب کر لیا، دوسری نظر ڈالی تو تمہارے شوہر کو منتخب کیا اور میری جانب وحی کی تاکہ میں تمہیں اس کے نکاح میں دے دوں۔ اے فاطمہؑ، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ نے تم کو جو شوہر عنایت کیا ہے وہ سب سے پہلے اسلام لایا، سب سے زیادہ بردبار ہے اور علم میں سب سے بڑھ کر ہے۔

راوی کہتا ہے کہ رسول خداؐ کی باتیں سن کر حضرت فاطمہؑ مسرور و خوش ہوئیں، پس رسول خداؐ نے مزید برآں ان باتوں کو بیان کرنے کا ارادہ کیا جسے خدا نے محمدؐ و آل محمد کا حصہ قرار دیا ہے، لہٰذا رسول خداؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ، علیؑ میں آٹھ خوبیاں پائی جاتی ہیں اللہ، اس کے رسول، اس کے علم، اس کی حکمت، اس کی زوجہ، اس کے دونواسوں حسنؑ و حسینؑ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور کتاب اللہ سے قضاوت پر اس کا ایمان ہے۔

اے فاطمہ ! ہم اہلبیت کو سات ایسی خوبیاں عطا کی گئی ہیں جو گذشتہ لوگوں میں سے کسی کو عطا نہیں ہوئیں اور نہ ہمارے بعد آنے والوں میں سے کسی کو عطا ہوں گی ہمارا نبی تمام انبیاء سے بہتر ہے اور وہ تمہارے والد ہیں، ہمارا وصی تمام اوصیاء سے بہتر ہے اور وہ تمہارا شوہر ہے، ہمارا شہید تمام شہیدوں کا سردار ہے اور وہ تمہارے والد کے چچا حضرت حمزہؑ ہیں، ہم ہی میں سے ایسا شخص بھی ہے جس کے دو پر ہیں کہ جن کے ذریعے وہ جنت میں پرواز کرتا ہے اور وہ (حضرت) جعفرؑ (طیار) ہیں اور ہم میں سے ہی اس امت کے دو نواسے ہیں اور وہ تمہارے دونوں بیٹے ہیں۔

﴿نواں باب﴾

﴿۱﴾ **نو خوبیاں جو اللہ عزّ وجلّ نے اپنے نبی حضرت محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کو عطا کیں:**

اسماعیل ابن منصور قصار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوعبداللہ محمد ابن قاسم بن محمد ابن عبداللہ ابن حسن ابن جعفر ابن حسن (ایک نسخہ میں ابن حسن ہے) ابن علی ابن ابی طالبؑ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سلیمان ابن عبداللہ دمشقی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ابان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالعزیز ابن محمد ابن موسیٰ ابن عبیدہ نے عبداللہ ابن دینار کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے ام ہانیؑ بنت ابی طالبؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے ہاتھوں اسلام کو ظاہر کیا، قرآن مجھ پر نازل کیا، فتح کعبہ میرے ہاتھوں سے سرانجام پائی، اس نے مجھے اپنی تمام مخلوقات پر فضیلت بخشی، اس نے دنیا میں مجھے اولاد آدمؑ کا پیشوا بنایا جبکہ آخرت میں قیامت کی زینت قرار دیا، جب تک میں جنت میں داخل نہ ہو جاؤں اس نے دیگر انبیاءؑ پر اس میں داخل ہونے پر پابندی لگا دی اور اسی طرح دیگر انبیاءؑ کی امتوں پر جنت میں داخل ہونے پر اس وقت تک پابندی لگا دی جب تک میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے، میرے بعد خلافت کو میرے اہل بیت کے لئے مقرر کیا یہاں تک کہ صور پھونکا جائے، پس جو شخص میری بات کا انکار کرے اس نے خدائے بزرگ کے ساتھ کفر کیا۔

﴿۲﴾ **حضرت علیؑ اور ان کے چاہنے والوں کو نو خوبیاں عطا کی گئیں:** عمار ابن حسین اسروشیؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن محمد ابن عصمۃ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد طبری نے مکہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن سیث رازی نے سنان ابن فرخ ابلی کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے ہمام ابن یحییٰ سے، اس نے قاسم ابن عبداللہ سے، اس نے عبداللہ ابن محمد ابن عقیل سے، اس نے جابر ابن عبداللہ انصاریؒ سے نقل کیا کہ ایک روز میں نبیؐ کی خدمت میں موجود تھا کہ آپؐ نے یکایک حضرت علیؑ کی جانب اپنا رُخ کیا اور فرمایا: اے ابوالحسنؑ، کیا میں تمہیں کوئی خوشخبری سُناؤں؟ امامؑ نے فرمایا: جی ہاں، اے اللہ کے رسولؐ، تو رسولؐ نے فرمایا: یہ جبرئیلؑ اللہ جل جلالہ کی جانب سے مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اس نے تمہارے شیعوں اور چاہنے والوں کو نو خوبیوں سے نوازا ہے: موت کے وقت آسانی، وحشت کے وقت اُنس، تاریکی کے موقع پر نُور، جزع فزع کے وقت امن، میزان اعمال کے موقع پر انصاف، پُل صراط پر سے گزرنا اور تمام لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہونا؛ ان کے نور ان کے آگے اور ان کی داہنی جانب حرکت کر رہے ہوں گے۔

﴿۳﴾ **حضرت فاطمہؑ بنت محمدؐ کے خدا کے ہاں نو نام ہیں:** محمد ابن موسیٰ ابن متوکلؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسین سعد آبادی نے احمد ابن ابی عبداللہ برقی کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالعظیم ابن عبداللہ حسنی نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن عبداللہ ابن یونس نے یونس ابن ظبیان سے روایت بیان کی کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: حضرت فاطمہؑ کے اللہ عزّ وجلّ کے ہاں نو نام ہیں: فاطمہؑ، صدیقہؑ، مبارکہؑ، طاہرہؑ، زکیہؑ، راضیہؑ، مرضیہؑ، محدثہؑ اور زہراءؑ۔ اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ فاطمہؑ نام کی کیا تفسیر ہے؟ میں نے کہا: اے میرے آقا، مجھے بتلائیں، امامؑ نے فرمایا: یعنی شرّ سے محفوظ، بعد ازیں امامؑ نے فرمایا: اگر حضرت علیؑ اُن سے شادی نہ کرتے تو تا قیامت آدمؑ سے لے کر آخری انسان تک رُوئے زمین پر اُنؑ کا کوئی کفو (ہم پلہ) نہ ہوتا!

﴿۴﴾ **اللہ عز و جلّ نے امیر المومنینؑ کو ایسی نو خوبیاں عطا کیں جو سوائے حضرت محمد صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے اور کسی کو عطا نہ کیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا احمد ابن حسین ابن سعید نے کہا: مجھ سے احمد ابن ابراہیم اور احمد ابن زکریا نے محمد ابن نعیم کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے یزید ابن ابراہیم اور احمد ابن زکریا سے انہوں نے محمد ابن قسم سے اور اس نے ہمارے اصحاب میں سے کسی سے نقل کیا کہ اس نے امام جعفر صادقؑ کو یہ کہتے سنا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا: خدا کی قسم، مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے نو خصوصیات عطا کیں جو سوائے نبیؐ کے اور کسی کو عطا نہ ہوئیں میرے لئے راہیں کھول دی گئیں اور میں نے حسب نسب جان لیے، میرے لئے بادلوں کو روانہ کیا گیا اور میں نے موت اور بلاؤں میں فرق رکھا اور فصل الخطاب کو جان لیا، میں نے اپنے پروردگار کے اذن سے ملکوت پہ نظر ڈالی تو مجھ سے قبل اور میرے بعد کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہ رہی، میری ولایت کے ذریعے اللہ نے اس امت کے لئے ان کا دین کامل کردیا، ان پر نعمتیں تمام کردیں اور ان کے اسلام قبول کرنے پر راضی ہوگیا اس لئے کہ جس روز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر امر ولایت نازل ہوا فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان لوگوں کو بتادو کہ آج کے دن میں نے ان کے لئے ان کے دین کو مکمل کردیا اور بطور دین میں نے ان کے اسلام لانے کو پسند کرلیا اور میں نے ان پر اپنی نعمت تمام کردی، یہ سب اللہ کے مجھ پر احسان کرنے کی وجہ سے ہے اور ساری تعریفیں اسی کے لئے مخصوص ہیں۔

﴿۵﴾ **نبیؐ کو حضرت علیؑ کے متعلق نو خوبیاں عطا کی گئیں:** میرے والدؒ نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے یعقوب ابن یزید کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے ابراہیم کرخی سے، اس نے محمد ابن مسلم سے، اس نے ابوحمزہ ثمالیؒ سے، اس نے حسن ابن عطیہ سے، اس نے عطیہ سے، اس نے زید ابن ارقم سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: اے علیؑ، مجھے تمہارے متعلق نو خصوصیات عطا ہوئی ہیں: تین دنیا میں، تین آخرت میں اور دو ان میں سے تمہارے لئے مخصوص ہیں جبکہ باقی ایک خصوصیت کے متعلق میں تمہارے لئے فکرمند ہوں۔ دنیا میں عطا کی گئیں تین خصوصیات یہ ہیں: تم میرے وصی ہو اور میرے خاندان میں میرے جانشین ہو اور میرے قرضوں کو ادا کرنے والے ہو۔ آخرت میں عطا کی گئیں تین خصوصیات یہ ہیں: مجھے پرچم حمد عطا کیا جائے گا اور میں اُسے تمہارے سپرد کردوں گا درحالیکہ حضرت آدمؑ اور ان کی ذریت میرے پرچم تلے ہوں گے، تم بہشتی کنجیوں میں میری اعانت کروگے اور میں تمہیں جس کے بارے میں تم چاہو گے اپنی شفاعت کا اختیار دوں گا۔ پس تمہارے لئے مخصوص دو خصوصیات یہ ہیں: تم میرے بعد نہ کبھی کفر اختیار کروگے اور نہ ہی گمراہ ہوگے اور تمہاری جس خصوصیت کے بارے میں فکرمند ہوں وہ یہ ہے کہ اے علیؑ! میرے بعد قریش تم سے بے وفائی کریں گے۔

ہم سے حسین ابن یحییٰ بجلی نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے میرے والد نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے ابوزرعہ نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے احمد ابن قاسم نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے قطن ابن بشیر نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے جعفر نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے یعقوب ابن فضل نے شریک ابن عبداللہ ابن عبداللہ ابن عبدالرحمن مزنی سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: مجھے علیؑ کے متعلق نو خصوصیات عطا کی گئیں: تین دنیا میں، تین آخرت میں، دو کے بارے میں مجھے اُمید یہ ہے کہ وہ اسی سے مخصوص ہیں جبکہ ایک کے بارے میں مجھے ڈر ہے۔ دنیوی تین خصوصیت یہ ہیں وہ میری شرمگاہ کو پوشیدہ رکھے گا، وہ میرے خاندان والوں کے امور چلانے

گا اور میرے خاندان میں میراوصی ہے، البتہ اخروی تین خصوصیات یہ ہیں: مجھے پرچم حمد عطا ہوگا تو میں اسے اُٹھانے کے لئے دوں گا، شفاعت کے موقع پر میں اس پر تکیہ کروں گا اور مفاتیح الجنت (بہشتی کنجیوں) میں وہ میری اعانت کرے گا۔ وہ دو خصوصیات جس کے بارے میں مجھے اُمید ہے کہ وہ اسی سے مخصوص ہیں وہ یہ ہیں کہ میرے بعد نہ کفر اختیار کرے گا اور نہ ہی گمراہ ہوگا البتہ وہ خصوصیت جس کے بارے میں مجھے ڈر ہے وہ یہ ہے کہ قریش میرے بعد اس کی بیعت کو توڑ دیں گے۔

﴿۶﴾ **نو چیزوں کے لئے نو آفتیں ھیں:** میرے والدؒ نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ اور عبداللہ ابن جعفر حمیری دونوں نے ہم سے ہارون ابن مسلم سے روایت بیان کی، اس نے مسعدہ ابن صدقہ ربعی سے، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے، انہوں نے اپنے اجداد سے اور انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب **علیہم السلام** سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: بات چیت کی آفت جھوٹ ہے، علم کی آفت فراموشی ہے، بُردباری کی آفت بے وقوفی ہے، عبادت کی آفت سُستی و کاہلی ہے، بذلہ سنجی کی آفت ڈینگ مارنا ہے، شجاعت کی آفت ستم کرنا ہے، سخاوت کی آفت احسان جتانا ہے، زیبائی کی آفت اترانا ہے اور حسب نسب کی آفت فخر کرنا ہے۔

﴿۷﴾ **بَرنی کھجوروں میں نَو خصوصیات پائی جاتی ھیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحیٰی عطار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوسعید ادمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن زیات نے ہم سے عبیداللہ ابن عبداللہ سے روایت بیان کی، اس نے کسی دوسرے شخص سے نقل کیا اور اس نے امام جعفر صادق سے نقل کیا کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا: اک مرتبہ ہم رسول خداؐ کی خدمت میں تھے یکا یک عبدالقیس کا ایک وفد آپؐ سے ملاقات کے لئے آیا اور سلام کیا، اس کے بعد انہوں نے آپؐ کے حضور میں کھجوریں پیش کیں تو آپؐ نے دریافت کیا: صدقہ ہے یا ہدیہ؟ انہوں نے کہا: نہیں، بلکہ یہ ہدیہ ہے اے اللہ کے رسولؐ۔ آپؐ نے فرمایا: یہ کس قسم کی کھجوریں ہیں؟ ان لوگوں نے جواب دیا: برنی کھجوریں ہیں تو آپؐ نے فرمایا: تمہاری ان کھجوروں میں نَو خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ یہ جبرئیلؑ مجھے خبر دیتے ہیں کہ اس کھجور میں نَو خصوصیت پائی جاتی ہیں: منہ کو خوشبودار بناتی ہے، معدہ کو پاک کرتی ہے، کھانا ہضم کرتی ہے، قوت سماعت و قوت بصارت میں اضافہ کرتی ہے، پشت مضبوط کرتی ہے، شیطان کو دیوانہ و پریشان کر دیتی ہے، اللہ عزوجل سے قریب کرتی ہے اور شیطان سے دُور کرتی ہے۔

﴿۸﴾ **اِس اُمّت سے نَو چیزوں کی باز پُرس نھیں ھو گی:** محمد ابن احمد ابن یحیٰی عطار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے یعقوب ابن یزید کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے حماد ابن عیسیٰ سے، اس نے حریز ابن عبداللہ سے، اس نے امام جعفر صادق سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میری اُمت سے نَو چیزوں میں باز پُرس نہیں ہوگی: خطا، بھول، جب اُن پر زبردستی کی جائے، جس بات کو نہیں جانتے، جو ان کے بس کی نہیں، جس کو کرنے پر مجبور ہیں، حسد، فال بد، مخلوقات کے بارے میں وسوسے پر غور و فکر کرنے پر بشرطیکہ ہونٹوں سے کوئی بات نہ کرے۔

(شرح: مطلب یہ ہے کہ وہ افعال جن میں مواخذہ اور جواب دہی ہوتی ہے اگر ان کا ارتکاب کیا جائے تو اس میں مواخذہ اور باز پرس کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ مثلاً شراب حرام ہے اور اس کے پینے پر حد شرعی کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن اگر خطا سے یا بھول کر یا کسی دوسرے کی زبردستی یا اضطرار کی حالت میں مانند تشنگی اور پانی کے نہ ہونے یا نہ جانتے ہوئے پی لی جائے تو سزا اور حد نہیں جاری کی جائے گی۔

۔ حسد اور بدشگونی کہ جو دل میں ہوتے ہیں اور ان کا اظہار نہ کیا جائے تو کوئی گناہ نہیں ہے

۔ مخلوق کے بارے میں وسوسہ سے مقصود فاسد خیالات ہیں جو بھی ذہن میں آتے ہیں جیسے خدا کو کس نے پیدا کیا یا کب پیدا ہوا، یہ شیطانی خیالات ہیں اور جب تک زبان پر نہ آئیں گناہ یا باز پرس کا باعث نہیں ہوتے)۔

﴿۹﴾ **نو چیزوں کی ممانعت:** ابو اسحٰق ابراہیم ابن محمد ابن حمزہ ابن عمارہ حافظ نے اپنے مکتوب میں مجھے خبر دی کہ سالم ابن سالم اور ابو عدویہ کہتے ہیں کہ ابو خطاب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہارون ابن مسلم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: قاسم ابن عبدالرحمن انصاری نے امام محمد تقیؑ کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام علی رضاؑ سے، انہوں نے امام حسینؑ سے روایت نقل کی کہ جس وقت رسول خداؐ نے خیبر کو فتح کیا تو آپؐ نے اپنی کمان منگوائی اور اس کے دستہ پر تکیہ دے کر اللہ کی حمد وثناء بیان کی، خدا کی جانب سے اپنی فتح اور اس کی نصرت کا ذکر کیا اور نو چیزوں کی ممانعت فرمائی: فاحشہ کی اُجرت، نَر چوپائے سے مادہ کو بچہ ٹھہرانے کی کمائی (عَسِیبُ الْفَحلِ)، سونے کی انگوٹھی، کتے کی فروخت، اُرغوانی زِینیں؛ ابو عدویہ کہتا ہے سُرخ زینیں؛ قَسی لباس پہننا (یہ وہ لباس ہیں جو شام میں بُنے جاتے ہیں)، درندوں کا گوشت کھانا، سونے کو سونے اور چاندی کو چاندی کے عوض فروخت کرنا جبکہ ان میں سے کسی ایک کی مقدار زیادہ ہو اور نجوم کا مطالعہ۔

(شرح: کیونکہ قلعہ خیبر میں عورتوں کی حرام کمائی کھانے کا دستور تھا اور مال و دولت بھی موجود تھا چنانچہ مسلمانوں کے ہاتھوں اس کی فتح کے بعد ممکن تھا کہ یہ برے افعال مسلمانوں میں بھی سرایت کر جاتے اس لئے پیغمبر اسلام نے یہ احکام ان کے گوش زد کیے اور ان کو ان امور کے ارتکاب سے منع کیا جو یہودیوں کے درمیان اور خیبر کے قلعوں کے فتح ہونے سے قبل وہاں رائج تھے۔ ان امور میں سے کئی، جیسے سونے کی انگوٹھی ہاتھ میں پہننا اور زنا کی اجرت اور درندوں کا گوشت کھانا فقہ اسلامی میں حرام قرار دیا گیا ہے اور ان میں سے بعض جیسے جانور کی جفتی کی اجرت اور سرخ زین کے استعمال کو مکروہ شمار کیا گیا ہے)۔

﴿۱۰﴾ **گنہگار کو نو گھنٹوں کی مہلت دی جاتی ہے:** حسن ابن محمد ابن سعید ہاشمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: فُرات ابن ابراہیم ابن فرات کوفی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مجھ سے محمد ابن ظہیر نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے حسن ابن علی عبدی عُرف ابن قاری نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے سہل ابن عبدالوہاب نے روایت بیان کی، کہا: عبدالقدوس نے سلیمان ابن مہران کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر اس نیکی کو بجالائے تو دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں؛ جبکہ اگر کوئی شخص کسی بُرائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں کچھ نہیں لکھا جاتا اور اگر اس بُرائی کو انجام دیتا ہے تو اُسے نو گھنٹوں کی مہلت ملتی ہے، پس اگر وہ اس پر نادم ہو کر مغفرت طلب کرکے (حقیقی) توبہ کر لیتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں کچھ نہیں لکھا جاتا، لیکن اگر وہ نادم ہوا اور نہ ہی توبہ کرے تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک بُرائی لکھ دی جاتی ہے۔

﴿۱۱﴾ **امام حسینؑ ابن علیؑ کی نو اولاد ائمہؑ ہیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہم سے علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے سعد ابن غزوان سے، اس نے ابو بصیرؒ سے اور انہوں نے امام محمد باقرؑ سے کہ حضرت حسینؑ ابن علیؑ کے بعد نو ائمہ ہوں گے اور ان کے نویں ان کے قائمؑ ہیں (عجّل اللہ فرجہ الشریف)۔

﴿۱۲﴾ **نبیؐ کی وفات کے موقع پر آپؐ کی نو بیویاں حیات تھیں:** محمد ابن ابراہیم ابن اسحٰق طالقانیؒ نے ہم سے [illegible] حسن ابن علی [illegible] سکری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن [illegible] جوہری نے جعفر ابن محمد ابن عمارہ [illegible]

سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے نقل کیا کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق نے فرمایا: رسول خداؐ نے پندرہ عورتوں کے ساتھ شادیاں کیں کہ جن میں سے دو کا انتقال آپ کی حیات میں ہوا اور ان میں سے تیرہ کے ساتھ رخصتی ہوئی درحالیکہ آپ کی وفات کے وقت نو باحیات تھیں۔ لہٰذا جن دو کے ساتھ رخصتی نہیں ہوئی وہ عمرۃ اور سینا (ایک نسخہ میں شباء ہے) ہیں جبکہ جن تیرہ کے ساتھ رخصتی ہوئی ان میں پہلی حضرت خدیجہؑ بنت خویلد ہیں، اُن کے بعد سودہؓ بنت زمعہ، اُن کے بعد ام سلمہؓ اور ان کا اسم گرامی ہند بنت ابی امیہ تھا، ان کے بعد ام عبداللہ عائشہؓ بنت ابوبکرؓ، بعدازیں حفصہؓ بنت عمرؓ، بعدازیں زینبؓ بنت خزیمہ بنت حارث ام المساکین، ان کے بعد زینبؓ بنت جحش، ان کے بعد ام حبیب رملہؓ بنت ابی سفیان، ان کے بعد میمونہؓ بنت حارث، ان کے بعد زینبؓ بنت عمیس، ان کے بعد جویریہؓ بنت حارث، ان کے بعد صفیہؓ بنت حی ابن اخطب۔ نیز جنہوں نے اپنے آپ کو از خود رسول خداؐ کو بخش دیا تھا وہ تھیں خولہؓ بنت حکیم سلمی۔ آپؐ کی دو کنیزیں بھی تھیں جنہیں آپؐ نے اپنی ازواج کے ساتھ تقسیم کیا ہوا تھا: ماریہؓ قبطیہ اور ریحانہؓ خندقیہ۔

نبیؐ کی وفات کے وقت جو نو ازواج باحیات تھیں وہ ہیں: عائشہؓ، حفصہؓ، ام سلمہؓ، زینبؓ بنت جحش، میمونہؓ بنت حارث، ام حبیبؓ بنت ابی سفیان، صفیہؓ بنت حی ابن اخطب، جویریہؓ بنت حارث اور سودہؓ بنت زمعہ۔ ان میں بھی سب سے افضل حضرت خدیجہؑ بنت خویلد اور ام سلمہؓ بنت ابی امیہ اور ان کے بعد میمونہؓ بنت حارث ہیں۔

﴿۱۳﴾ **امیرالمومنینؑ نے نو کلمے ارشاد فرمائے:** ابومحمد حسن بن حمزہ علویؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یوسف ابن محمد طبری نے مجھ سے سہل ابن بحرۃ سے روایت بیان کی، کہا: ہم سے وکیع نے زکریا ابن ابی زائدہ سے روایت بیان کی، اس نے عامر شعبی سے نقل کیا کہ امیرالمومنینؑ نے فی البدیہہ نو ایسے کلمے ارشاد کیے جنہوں نے بلاغت کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا، دُرہائے حکمت سُفتہ ہوگئے اور بالعموم اربابِ بلاغت اس قسم کے جملے ادا کرنے سے قاصر رہے حتیٰ کہ ان میں سے کسی ایک کی مثال پیش کرنا بھی ممکن نہیں: تین کلمے مناجات ہیں، تین حکمت آمیز اور تین ادب کے متعلق۔

مناجاتی کلمے: الٰهی کفی بی عزاً أن أکون لک عبداً: اے پروردگار، میرے لئے یہی عزت کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں؛ **و کفی بی فخراً أن تکون لی رباً:** اور میرے لئے یہی فخر کافی ہے کہ تو میرا پالنے والا ہے؛ **أنت کما أحب فاجعلنی کما تحب:** تُو بالکل ویسا ہے جیسا میں چاہتا ہوں، لہٰذا مجھے بھی ویسا بنا دے جیسا تو چاہتا ہے۔

حکمت آمیز کلمے: قیمة کل امرء ما یحسنه: ہر انسان کی قیمت اس کی نیکیاں ہیں؛ **و ما هلک امرء عرف قدره:** اور وہ شخص ہلاک نہیں ہوتا جو اپنی قدر جانتا ہے؛ **والمرء مخبوء تحت لسانه:** نیز انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔

ادبی کلمات: امنن علی من شئت تکن امیرهٗ: جس پر چاہے احسان کرو کہ تم اس کے امیر بن جاؤ گے؛ **واحتج إلی من شئت تکن أسیرهٗ:** جس سے چاہے اپنی ضرورت پوری کروالو کہ تم اس کے اسیر بن جاؤ گے؛ **واستغنِ عمّن شئت تکن نظیرهٗ:** جس سے چاہے بے نیاز ہو جاؤ کہ تم اس کی نظیر ہو جاؤ گے۔

﴿۱۴﴾ **لڑکی کا سِنِ بلوغت نو سال ھے:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے ہم سے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے صفوان ابن یحییٰ سے، اس نے موسیٰ ابن بکر سے، اس نے زرارہ سے نقل کیا

کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: لڑکی کے ساتھ ہمبستری نہ کرو یہاں تک کہ وہ نو یا دس سال کی ہو جائے اور راوی کہتا ہے: میں نے آپ کو یہ کہتے سنا کہ نو یا دس۔

(شرح: یہ رکاوٹ لڑکی کی استعداد کی رُو سے ہے کہ کبھی نو سال کی بالغ ہو جاتی ہے اور توانائی رکھتی ہے اور کبھی دس سال میں بالغ ہوتی ہے اور پھر اس میں توانائی پیدا ہوتی ہے۔ امام ہشتمؑ نے فرمایا کہ جو کوئی کسی لڑکی سے جو ابھی نو سال کی نہ ہوگی ہو دخول کرے اور اس لڑکی میں عیب پید ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہوگا)۔

محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے یعقوب ابن یزید کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے حماد ابن عثمان سے، اس نے عبداللہ ابن علی حلبی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو شخص نو سال سے کم سن لڑکی کے ساتھ ہمبستری کرے اور اس لڑکی میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو وہ ضامن ہے۔

میرے والدؒ نے کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے ایک سے زائد افراد سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: عورت نو سال کی عُمر میں بالغ ہوتی ہے۔

(شرح: امام ہشتمؑ نے فرمایا: نو سال کی عمر میں عبادات کی انجام دہی اس پر واجب ہو جاتی ہے لیکن معاملات اور نکاح میں احکام کی رُو سے اس کی ذمہ داری مختلف ہے)۔

﴿۱۵﴾ عدت میں بیٹھی ہوئی طلاق یافتہ عورت نو طلاقوں کے بعد اس کے شوہر کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ھے: محمد ابن حسن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن خالد برقی سے، اس نے قاسم ابن محمد جوہری سے، اس نے علی ابن ابی حمزہ سے، اس نے ابوبصیر سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے اس عورت کے متعلق سوال کیا جس کو طلاق دی گئی ہو، پھر رجوع کیا گیا ہو، پھر طلاق دی گئی ہو، پھر رجوع کیا گیا ہو اور پھر طلاق دی گئی ہو تو امامؑ نے فرمایا: اس کے شوہر کے لئے حلال نہیں رہی یہاں تک کہ کسی اور سے شادی کرے؛ نیز وہ عورت جسے اس کا شوہر تین طلاقیں دے دے اور ایک دوسرا مرد اس سے شادی کر لے اور پھر اسے سنت رسولؐ کے مطابق طلاق دے دے اور پھر وہ عورت اپنے پہلے شوہر کی طرف رجوع کرے اور وہ اُسے تین مرتبہ طلاق دے دے اور کوئی اور اس سے شادی کرے اور پھر اسے طلاق دے دی جائے اور پھر سے وہ عورت اپنے پہلے شوہر کی طرف رجوع کرلے اور وہ اسے تین مرتبہ سنت رسولؐ کے مطابق طلاق دے دے اور پھر وہ عورت نکاح کرلے تو یہ ایسی عورت ہوگی جو اپنے پہلے شوہر کے لئے ہرگز حلال نہیں ہوگی۔ اسی طرح جو عورت ملاعنہ[1] واقع ہو وہ بھی اپنے شوہر کے لئے ہرگز حلال نہیں ہوتی۔

(۱) ملاعنہ: جب مرد اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے تو اسے تہمت کی سزا سے بچنے کے لئے چار مرتبہ کہنا پڑتا ہے: میں نے جس امر میں اس عورت کو نسبت دی ہے خدا کی قسم میں اس میں سچا ہوں اور پانچویں مرتبہ کہنا پڑتا ہے: اگر میں جھوٹا ہوں تو خدا کی مجھ پر لعنت ہو اور اگر عورت چاہے کہ سنگساری کے عذاب سے محفوظ رہے تو اسے چار مرتبہ کہنا پڑتا ہے: میں خدا کی قسم کھا کے کہتی ہوں کہ میرا شوہر اس الزام کے لگانے میں جو اس نے مجھ پر لگایا ہے جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہنا پڑتا ہے: اگر میرا شوہر اس الزام کے لگانے میں جو اس نے مجھ پر لگایا ہے سچا ہو تو مجھ پر خدا کا عذاب

نازل ہو۔۔۔۔ملاحظہ ہو سورۂ نور آیات ۶ تا ۹)۔

﴿۱۶﴾ **زکوۃ نو چیزوں پر واجب ھے:** محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے موسیٰ ابن عُمر سے، اس نے محمد ابن سنان سے، اس نے ابوسعید قماط سے اور اس نے کسی اور سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: رسول خداؐ نے نو چیزوں پر زکوۃ عائد کی اور اس کے علاوہ کسی چیز پر نہیں: گندم، جو، کھجور، کشمش، سونا، چاندی، گائے، بھیڑ بکری اور اونٹ، پس سائل نے کہا: مکئی کے دانے کا کیا؟ تو امامؑ غضبناک ہوئے اور پھر فرمایا بخدا، رسول خداؐ کے زمانے میں بھی تل، مکئی، باجرہ اور ایسی دیگر تمام چیزیں موجود تھیں۔ عرض کی گئی: لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب چیزیں رسول خداؐ کے زمانے میں نہیں تھیں اور صرف مذکورہ نو چیزوں پر زکوۃ عائد کرنے کی وجہ یہی تھی کہ ان کے علاوہ کوئی چیز آپؐ کے دور میں نہیں پائی جاتی تھی تو امامؑ غضبناک ہوئے اور فرمایا: جھوٹ کہتے ہیں یہ لوگ! کیا جو چیز موجود ہو اس کے علاوہ کسی چیز پر معافی ہو سکتی ہے؟ بلکہ نہیں، خدا کی قسم میں ان مذکورہ (نو) چیزوں کے علاوہ کسی ایسی چیز کو نہیں جانتا جس پر زکوۃ واجب ہو! اب جو چاہے اس پر یقین کر لے اور جو چاہے اس سے انکار کرے۔

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہم سے سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ سے روایت بیان کی، اس نے احمد ابن محمد ابن ابی نصر بزنطی سے، اس نے جمیل سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادق سے سوال کیا کہ زکوۃ کتنی چیزوں پر واجب ہے؟ تو آپ نے فرمایا: نو چیزوں پر اور ان پر رسول خداؐ نے عائد کی تھی اور ان کے علاوہ دیگر چیزوں پر سے زکوۃ معاف ہے۔ اس پر طیار نامی ایک شخص نے کہا: ہمارے ہاں دانوں میں سے ایک شے پائی جاتی ہے جسے ہم 'چاول' کہتے ہیں تو امام جعفر صادق نے فرمایا: ہمارے ہاں بھی بے شمار دانے پائے جاتے ہیں، تو اس شخص نے آپ سے کہا: کیا ان پر زکوۃ واجب ہے؟ تو امامؑ نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں نہیں کہا کہ رسول خداؐ نے ان چیزوں کے علاوہ دیگر تمام چیزوں پر سے زکوۃ معاف کر دی ہے؟: سونا، چاندی، تین قسم کے حیوانات، اونٹ، گائے، بھیڑ بکری اور وہ جنہیں زمین اُگاتی ہے، گندم، جو، کشمش اور کھجور۔

﴿۱۷﴾ **نو افراد پر سے نمازِ جمعه ساقط ھے:** محمد ابن حسین ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن عیسیٰ نے عبدالرحمن ابن ابی نجران اور حسین ابن سعید کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے حماد ابن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے، اس نے زُرارہ ابن اعین سے نقل کیا کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل نے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کے درمیان پینتیس (۳۵) نمازیں واجب کیں اور ان میں سے صرف ایک ایسی نماز ہے جسے اللہ نے باجماعت فرض قرار دیا اور وہ ہے نمازِ جمعہ مگر نو افراد پر سے اسے ساقط کر دیا: نابالغ، بوڑھا شخص، دیوانہ، مسافر، غلام، عورت، مریض، نابینا اور وہ شخص جو نمازِ جمعہ کے مقام سے دو فرسخ کے فاصلے پر ہو۔ نیز نماز جمعہ میں قرأت بلند آواز سے (جہریہ) کی جائے گی اور اس دن غسل واجب ہے۔ اس کے علاوہ امام جماعت پر لازم ہے کہ اس نماز میں دو قنوت پڑھے۔ پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسری رکعت میں رکوع کے بعد۔

﴿۱۸﴾ **نو چیزیں فراموشی (نسیان) پیدا کرتی ھیں:** میرے والدؒ نے کہا: سعد ابن عبداللہ نے محمد ابن عیسیٰ ابن عبید ابن عبداللہ دہقان کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے درست ابن ابی منصور سے، اس نے ابراہیم ابن عبدالحمید سے نقل کیا کہ امام کاظمؑ نے فرمایا: نو چیزیں نسیان کا موجب بنتی ہیں: ترش سیب کھانا، دھنیا کھانا، پنیر کھانا، چوہے کا جھوٹا کھانا، قبروں کے کتبے پڑھنا، ۔۔۔ پانی میں پیشاب کرنا، قبروں پر

لکھی تحریر پڑھنا، دوعورتوں کے درمیان چلنا، جوں پھینکنا اور گدی میں فصد کھلوانا۔

ابوالحسن محمد ابن علی ابن شاہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوحامد احمد ابن محمد ابن احمد ابن صالح تمیمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: انس ابن محمد ابو مالک نے اپنے والد کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علی، نَو چیزیں نسیان کا سبب بنتی ہیں: تُرش سیب کھانا، دھنیا کھانا، پنیر کھانا، چوہے کا جھوٹا کھانا، قبروں پر لکھی تحریر پڑھنا، دو عورتوں کے درمیان چلنا، جوں پھینکنا، گدی سے فصد کھلوانا اور ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔

﴿۱۹﴾ اُن نَو نشانیوں کا تذکرہ جو اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰؑ کو عطا کیں: میرے والد رضی اللہ عنہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسین ابن ابی خطاب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابواسحٰق یزید ابن اسحٰق نے ہم سے روایت بیان کی کہ جس کا لقب شغر تھا، کہا: ہارون ابن حمزہ غنوی صیرفی نے ہم سے امام جعفر صادقؑ سے روایت بیان کہ میں نے آپؑ سے اِن نَو نشانیوں کے بارے میں پوچھا جو حضرت موسیٰؑ کو عطا کی گئی تھیں تو امامؑ نے فرمایا: ٹڈیاں، جوں، مینڈک، خون، طوفان، سمندر، پتھر، عصا اور ان کا ہاتھ۔ میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن عیسیٰ نے حسن ابن محبوب کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن نعمان سے، اس نے سلام ابن مستنیر سے، اس نے امام محمد باقرؑ سے اللہ عزوجل کے اس قول: ولقد آتینا موسیٰ تسع آیات بینات (سورۂ بنی اسرائیل-۱۰۱) کے بارے میں نقل کیا: طوفان، ٹڈیاں، جوں، مینڈک، خون، پتھر، سمندر، عصا اور ان کا ہاتھ۔

﴿۲۰﴾ وہ افراد جو قائمؑ آلِ محمدؐ کے ہمراہ تشریف لائیں گے تاکہ بتدریج نَو قبیلوں سے آپؑ کے انصار کی تعداد پوری ہو جائے: میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یعقوب ابن یزید نے مصعب ابن یزید کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے عوام ابن زبیر سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: حضرت قائمؑ آلِ محمدؐ نَو قبیلوں سے پینتالیس افراد کے ہمراہ تشریف لائیں گے: ایک قبیلہ سے ایک شخص، دوسرے قبیلہ سے تین، تیسرے قبیلہ سے چار، چوتھے قبیلہ سے پانچ، پانچویں قبیلہ سے چھ، چھٹے قبیلے سے سات، ساتویں قبیلہ سے آٹھ، آٹھویں قبیلہ سے نَو اور اسی طرح ... یہاں تک کہ ایک مقررہ تعداد جمع ہو جائے۔

﴿دسواں باب﴾

﴿۱﴾ **نبی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے دَس اسماء ھیں:** ابوالحسن محمد ابن علی ابن شاہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوبکر محمد ابن جعفر ابن احمد بغدادی بآمدنے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن سخت نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن اسود وراق نے ایوب ابن سیمان کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابوالبختری سے، اس نے محمد ابن حمید سے، اس نے محمد ابن منکدر سے، اس نے حضرت جابر ابن عبداللہ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ حضرت آدمؑ سے شباہت میں رکھتا ہوں اور حضرت ابراہیمؑ خلقت اور اخلاق دونوں اعتبار سے مجھ سے سب سے زیادہ شباہت رکھتے تھے اور اللہ عزوجل نے روئے عرش پر میرے دس نام رکھے۔ نیز اللہ نے ان ناموں کے ذریعے میری توصیف فرمائی، ہر اس پیغمبر کی زبان سے میری بشارت دی جسے کسی قوم کی جانب مبعوث کیا، توریت میں میرے اسم کو نشر کیا، اہل توریت وانجیل کے درمیان میرا ذکر عام کیا، مجھے اپنے آسمان میں لے گیا اور اپنے اسماء میں سے میرا نام مشتق کیا لہٰذا میرا نام محمد تجویز کیا جبکہ وہ محمود ہے نیز میری امت کے بہترین دور میں مجھے مبعوث کیا؛ توریت میں میرا نام احید مادماد تجویز کیا اور یہ توحید سے ہے لہٰذا توحید خدا کے ذریعے میری امت کے تن آگ پر حرام کردیئے؛ انجیل میں میرا نام احمد تجویز کیا لہٰذا آسمان میں میری تعریف کی جاتی ہے نیز میری اُمت کو تعریف کرنے والوں میں سے قرار دیا؛ زبور میں میرا نام ماح تجویز کیا، اللہ عزوجل نے میرے ذریعے روئے زمین پر سے بُتوں کی پرستش کو مٹادیا؛ قرآن میں میرا نام محمد تجویز کیا لہٰذا پوری قیامت میں میری تعریف بیان کی جائے گی اور فصل قضاء میں میرے علاوہ کوئی دوسرا شفاعت نہیں کرے گا؛ موقف میں میرا نام موقف تجویز کیا (لہٰذا) میں لوگوں کو اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا کروں گا؛ نیز میرا نام عاقب تجویز کیا کہ میں آخری (نبیؐ) ہوں کہ جس کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا اور مجھے رسولِ رحمت، رسولِ توبہ اور رسولِ ملاحم (صاحب شمشیر) قرار دیا؛ میرا نام مقفی تجویز کیا کہ میں تمام پیغمبروںؑ کے بعد آیا اور میں قیم، کامل اور جامع ہوں، اللہ نے مجھ پر رسالت کا احسان کیا اور فرمایا: اے محمدؐ، خدا تم پر رحمت کرے، بلاشبہ میں نے ہر رسولؑ کو اس کی امت کے پاس ان کی زبان میں بھیجا حالانکہ میں نے تمہیں اپنی ہر سرخ وسیاہ خلقت کی جانب مبعوث کیا، تمہاری نصرت ایسے رُعب کے ذریعے کی کہ کسی اور کی نہ کی، تمہارے لئے مال غنیمت حلال کیا حالانکہ تم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ کیا، تمہیں اور تمہاری اُمت کو اپنے عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ عطا کیا: سورۂ حمد اور خاتمۂ سورۂ بقرہ، تمہارے اور تمہاری اُمت کے لئے ساری زمین کو جائے سجدہ قرار دیا، اس کی مٹی کو پاک وطاہر قرار دیا اور تمہیں اور تمہاری اُمت کو تکبیر عطا کی اور تمہارے ذکر کو اپنے ذکر سے قریب کیا یہاں تک کہ تمہاری امت میں سے جب بھی کوئی میرا ذکر کرتا ہے تو میرے ذکر کے ساتھ ساتھ تمہارا ذکر بھی کرتا ہے، خوشا نصیب تمہارے اور تمہاری اُمت کے لئے۔

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن عیسیٰ کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسین ابن علی ابن فضال سے، اس نے ابن بکیر سے، اس نے محمد ابن مسلم سے اور اس نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ کے دَس نام ہیں کہ اُن میں سے پانچ قرآن میں ہیں جبکہ پانچ قرآن میں موجود نہیں۔ لہٰذا جو نام قرآن میں ذکر ہوئے ہیں وہ یہ ہیں: محمد، احمد، عبداللہ، یٰسٓ اور نٓون جبکہ جو نام قرآن میں ذکر نہیں ہوئے وہ یہ ہیں: فاتح، خاتم، کافی، مقفی اور حاشر۔

﴿۲﴾ **دس دروازوں پر آنے جانے کی موزوں وجوهات:** احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن سعید ہمدانی نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسن ابن فضال نے اپنے والد کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے مروان بن مسلم سے، اس نے ثابت ابن ابی صفیہ سے، اس نے سعد خفاف سے، اس نے اصبغ ابن نباتہ سے نقل کیا ہے کہ امیرالمومنین نے فرمایا: زمانۂ قدیم کے دانشمند افراد کہا کرتے تھے کہ دس دروازوں پر آنے جانے کے لئے کچھ مناسب وجوہات ہوتی ہیں: ان میں پہلا در خانہ کعبہ ہے کہ حج، اس کے حقوق اور اس کے فرض کو ادا کرنے کے لئے؛ دوسرے ایسے بادشاہوں کے در ہیں کہ جن کی اطاعت اللہ عزوجل کی اطاعت سے منسلک ہو، ان کا حق واجب ہے، ان کا فائدہ عظیم اور ضرر شدید ہے؛ تیسرے علماء کے در پر کہ جن سے علم دین حاصل کیا جاسکے؛ چوتھے سخی افراد کے در پر کہ جو اپنے مال کو نیک نامی اور آخرت کی اُمید پر خرچ کرتے ہوں؛ پانچویں بے عقل لوگوں کے در پر کہ جن کی حادثات کے موقع پر ضرورت پڑ جائے اور اُن سے اپنی ضروریات کو پورا کیا جائے؛ چھٹے اُن شرفاء کے در پر جن سے قربت کی وجہ ان کی ہیبت، مردانگی یا ضرورت کو پورا کرنا ہو؛ ساتویں اُن افراد کے در پر کہ جن سے رائے اور مشورہ لینے میں فائدہ نظر آتا ہو اور اس رائے کی بنا پر قوت ارادی کو تقویت ملتی ہو اور اس طرح پنی ضرورت کے لئے اقدام کرنے پر آمادہ ہو جائیں؛ آٹھویں ان مومن برادران کے در ہیں جن سے میل جول واجب ہے اور ان کے حقوق کی ادائیگی لازم؛ نویں اُن دشمنوں کے در ہیں کہ جن کی خوشامد کرنے سے اُن کے شر سے بچا جاسکتا ہو اور حیلہ، نرمی و مہربانی کرنے اور ان سے ملاقات کی وجہ سے ان کی عداوت کو دُور کیا جاسکتا ہو؛ دسویں اُن افراد کے در ہیں کہ جن کی ہمنشینی سے فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہو، اُن سے حسن ادب سیکھ جائے اور ان کی گفتگو سے اُنس حاصل کیا جائے۔

﴿۳﴾ **اللہ تبارک و تعالی نے قوائے عقل کو دس چیزوں سے مکمل کیا:** محمد ابن عبدالرحمن رازی (ایک نسخہ میں مروزی ہے) مقری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عمر محمد ابن جعفر مقری جرجانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوبکر محمد ابن حسن موصلی نے بغداد میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عاصم طریفی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو زید عیاش ابن یزید بن حسن ابن علی کحال، زید ابن علی کے غلام، نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یزید ابن حسن نے ہمیں خبر سُنائی، کہا: امام موسیٰ کاظم نے اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادق سے مجھے روایت بیان کی کہ آپ نے اپنے والد امام محمد باقر سے، انہوں نے اپنے والد امام زین العابدین سے، انہوں نے اپنے والد امام حسین سے، انہوں نے اپنے والد حضرت علی ابن ابی طالب **علیہم السلام** سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: بے شک اللہ نے عقل کو نور سے خلق کیا جو اس کے اس کے علم میں پہلے سے مخزون و پوشیدہ تھا جسے کوئی نبی مُرسل جانتا تھا اور نہ ہی مقرب فرشتہ، لہٰذا اس نے علم کو اس (عقل کا) نفس، فہم کو اس کی روح، زہد کو اس کا سَر، شرم و حیا کو اس کی آنکھیں، حکمت کو اس کی زبان، مہربانی کو اس کی ہمت اور رحم دلی کو اس کا قلب مقرر کیا، اس کے بعد دس چیزوں سے اُسے پُر کیا اور تقویت بخشی: یقین، ایمان، صدق، دلجمعی، خلوص، مہربانی، بخشش، قناعت، تسلیم اور شکر، اس کے بعد فرمایا: پیچھے جاؤ تو عقل پیچھے ہوگئی، فرمایا: آگے بڑھو تو وہ آگے بڑھ آئی، اس کے بعد عقل سے کہا کہ بات کرو تو اس نے کہا: ساری تعریفیں مخصوص ہیں اس اللہ کے لئے جس کی کوئی ضد، شریک، شبیہ، ہم پلہ، نظیر یا مثل نہیں کہ اس ذات کی عظمت کے آگے ہر شے جھکی ہوئی اور اس کے تابع فرمان ہے۔ پس پروردگار نے کہا: میری عزت اور جلال کی قسم کہ میں نے تجھ سے بہتر، بلند، شرف یافتہ اور معزز تر کوئی خلق نہیں کیا، میں تیرے ذریعے ہی بازپرس اور عطا [illegible]

طلب کیا جائے گا، مجھ سے ڈرا جائے گا اور پرہیز کیا جائے گا، یہی نہیں بلکہ ثواب وعقاب بھی تیرے ہی ذریعے سے ہوگا۔ اس موقع پر عقل سجدہ میں گر گئی اور وہ ایک ہزار سال تک اسی طرح سجدہ میں پڑی رہی تو پروردگار نے ارشاد کیا: اپنا سر سجدہ سے اٹھا اور جو مانگنا ہے مانگ تاکہ میں عطا کروں اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کی جائے گی لہٰذا عقل نے سر سجدہ سے اٹھایا اور کہا: اے معبود تو ہر اس شخص کے حق میں میری شفاعت قبول کر جس میں تو نے مجھے خلق کیا ہے تو اللہ جل جلالہ نے فرشتوں سے فرمایا: میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ بے شک میں ہر عقلمند کے لئے عقل کی شفاعت کو قبول کرتا ہوں۔

﴿۴﴾ **دس خاصیتیں امامؑ کی صفات ھیں:** احمد ابن محمد ابن ہیثم عجلی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو معاویہ نے سلیمان ابن مہران کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: دس خاصیتیں امام کی صفت ہیں: عصمت، نصوص، تمام لوگوں سے زیادہ علم کا ہونا، تمام لوگوں سے زیادہ تقویٰ پایا جانا، کتاب خدا کا تمام لوگوں سے زیادہ علم رکھنا، معروف وصی ہونا، معجزہ و دلیل کا حامل ہونا، اس کی آنکھ سوجاتی ہے مگر قلب نہیں، اس کا سایہ نہیں ہوتا اور اُسے اپنے عقب کی ہر چیز بالکل اُسی طرح نظر آتی ہے جیسے سامنے کی چیزیں۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: امامؑ کا معجزہ اور اس کی دلیل اس کا علم اور مستجاب الدعوات ہونا ہے: البتہ جہاں تک واقعات کے رونما ہونے سے قبل خبر دینے کا تعلق ہے تو یہ سلسلہ تو رسول خداؐ سے چلا آ رہا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ امامؑ کا سایہ نہیں ہوتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ امام نور سے خلق ہوتا ہے اور اپنے عقب کی چیزوں کو دیکھنا بالکل ایسے جیسے اس کے سامنے والی چیزوں کو دیکھتا ہے تو یہ اس کی فراست اور اس کے اشیاء میں تدبر کا نتیجہ ہوتا ہے؛ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ** (سورۂ حجر- آیت ۷۵) بے شک اس میں سمجھنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

﴿۵﴾ **حضرت علیؑ رسول خداؐ سے دس خوبیوں سے بھرہ مند ہوئے:** ابوالحسن علی ابن محمد ابن حسن عُرف ابن مقبرہ قزوینی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوعبداللہ محمد ابن احمد ابن مؤمل نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن علی ابن خلف نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: نصر ابن مزاحم ابوالفضل عطار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عمرو ابن خالد نے زید ابن علیؑ کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے جد **علیہم السلام** سے نقل کیا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا: مجھے رسول خداؐ سے دس خوبیاں حاصل ہوئیں کہ میں دنیا و مافیہا کے بدلہ بھی کسی ایک کو دینے پر راضی نہیں؛ آپؐ نے مجھ سے فرمایا: تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو، قیامت کے روز موقف میں تم مجھ سے سب سے قریب تر ہوگے، تم میرے اہل و مال میں میری وزیر، وصی اور خلیفہ ہو، تم دنیا اور آخرت میں میرے علمبردار ہو، تمہارا دوست میرا دوست ہے جبکہ میرا دوست خدا کا دوست ہے اور تم سے دشمنی رکھنے والا میرا دشمن ہے جبکہ میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔

محمد ابن علی ماجیلویہؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مجھ سے محمد ابن ابی القاسم نے محمد ابن علی کوفی سے روایت بیان کی، کہا: نصر ابن مزاحم منقری نے ابو خالد کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے زید ابن علی ابن حسینؑ سے، آپ نے اپنے اجداد سے اور انہوں نے حضرت علی **علیہم السلام** سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: مجھے رسول خداؐ سے دس خوبیاں حاصل ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں اور نہ میرے بعد کسی

کو حاصل ہوں گی: آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ، تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو، تم قیامت کے دن وقوف کے موقع پر مجھ سے سب سے قریب تر ہو گے، جنت میں تمہارا اور میرا مکان آمنے سامنے ہے جیسے دو بھائیوں کے گھر، تم میرے وصی ہو، تم ہی میرے ولی ہو اور تم ہی میرے وزیر، تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن اللہ کا دشمن جبکہ تمہارا دوست میرا دوست ہے اور میرا دوست اللہ کا دوست۔

احمد ابن محمد ابن صغر جو پیشہ سے سنار تھا نے ہم سے رَے میں روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عباس ابن بسام نے ہم سے روایت بیان کی، کہا محمد ابن خالد ابن ابراہیم نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: اسماعیل ابن موسیٰ ثقفی نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن محمد نے اپنے والد سے ہمیں خبر سُنائی، اس نے عمرو ابن شمر سے، اس نے جابر ابن یزید سے، اس نے امام محمد باقرؑ، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے جد علیہم السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: رسول خداؐ سے مجھے دَس ایسی خوبیاں حاصل ہوئیں کہ دنیا و مافیہا کے عوض میں بھی کسی ایک خوبی کو دینا مجھے گوارا نہیں! بعض اصحاب نے آپ سے کہا کہ اے علیؑ، ان خوبیوں کو ہم سے بیان کریں تو آپ نے فرمایا: میں نے رسول خدا کو یہ کہتے سُنا کہ اے علیؑ، میرے اہل و مال کے تم وصی ہو، تم ہی وزیر ہو اور تم ہی خلیفہ و جانشین اور یہ کہ تمہارا دوست میرا دوست ہے اور تمہارا دشمن میرا دشمن، میرے بعد تم مسلمانوں کے پیشوا ہو، تم میرے بھائی ہو، قیامت کے دن وقوف کے موقع پر تم مجھ سے سب سے قریب تر ہو گے، تم دنیا و آخرت میں میرے پرچم دار ہو۔

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن اسحٰق ابن سعد کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے بکر ابن محمد ازدی سے، اس نے ہمارے کسی ساتھی سے، اس نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا: رسول خداؐ سے مجھے ایسی دس خوبیاں حاصل ہوئیں کہ حتیٰ دنیا و مافیہا کے عوض کسی ایک کو بھی دینا مجھے گوارا نہیں: آپؐ نے فرمایا: تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو، تم قیامت کے دن وقوف کے موقع پر مجھ سے سب لوگوں سے قریب تر ہو گے، جنت میں تمہارا مکان میرے مکان کے عین سامنے ہے جیسے دینی بھائیوں کے آمنے سامنے ہوتے ہیں، تم دنیا و آخرت میں میرے علمبردار ہو، میری غیبت میں تم اہل و مال اور مسلمانوں کے سلسلے میں میرے وصی، وارث اور میرے خلیفہ و جانشین ہو، تمہاری شفاعت میری شفاعت ہے، تمہارا دوست میرا دوست ہے جبکہ میرا دوست اللہ کا دوست ہے اور اسی طرح تمہارا دشمن میرا دشمن ہے جبکہ میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔

﴿۲﴾ **حضرت علیؑ کے شیعوں اور انصار کیلئے دَس خاصیتوں کی خوشخبری:** احمد ابن حسن قطان، احمد ابن محمد ابن ہیثم عجلی، علی ابن احمد ابن موسیٰ، محمد ابن احمد سنانی، حسین ابن ابراہیم ابن احمد ابن ہشام مکتب اور علی ابن عبداللہ وراق رضی اللہ عنہم کہتے ہیں: ہم سے ابوالعباس احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطان نے بکر ابن عبداللہ ابن حبیب کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن زکریا نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن ضحاک نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: زید ابن موسیٰؑ ابن جعفرؑ نے اپنے والد بزرگوارؑ کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے اپنے والد امام زین العابدینؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام حسینؑ سے، انہوں نے حضرت علیؑ سے نقل کیا؛ نیز بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبدالرحمٰن مخزومی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن زید نے امام جعفر صادقؑ کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدینؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام حسینؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام

عیؑ سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: اے علیؑ، اپنے شیعوں اور انصار کو دس خاصیتوں کی بشارت دے دو: پہلی پاکیزہ ولادت، دوسرے ان کا ایمان، تیسرے اللہ عزوجل کا ان سے محبت کرنا، چوتھے ان کی قبر میں کشادگی، پانچویں پُل صراط پر نور ان کی داہنی جانب ہوگا، چھٹے فقر کا اُن کی آنکھوں کے سامنے سے ہٹ جانا اور ان کے دلوں کی بے نیازی، ساتویں اللہ عزوجل کا ان کے دشمنوں سے نفرت کرنا، آٹھویں کوڑھ، برص اور دیوانگی سے محفوظ ہونا: اے علیؑ نویں ان کے گناہوں اور برائیوں کا جھڑ جانا اور دسویں یہ کہ وہ لوگ میرے ساتھ جنت میں ہوں گے اور میں ان کے ساتھ (ایک اور نسخہ میں یہ ہے کہ قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک یہ دس نشانیاں پوری نہ ہو جائیں)

﴿۷﴾ **دس چیزیں مکارمِ اخلاق (بلند ترین اخلاق) میں شُمار ھوتی ھیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن جعفر حمیری نے ہم سے حسن ابن موسیٰ سے روایت بیان کی، اس نے یزید ابن اسحٰق سے، اس نے حسن ابن عطیہ سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: مکارمِ اخلاق دس ہیں لہٰذا اگر تم اپنے اندر انہیں پیدا کر سکتے ہو تو ایسا ضرور کرو کیونکہ بسا اوقات یہ مکارم ایک انسان کے اندر تو پیدا ہو جاتے ہیں مگر اس کی اولاد میں نہیں ہوتے تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اولاد میں ہوتے ہیں مگر اس کے باپ میں نہیں ہوتے اور (بسا اوقات) غلام میں ہوتے ہیں پر ایک آزاد انسان میں نہیں (اور وہ یہ ہیں): جنگ میں شُجاعت، گفتار میں سچائی، امانت کی ادائیگی، صلہ رحمی، مہمان نوازی، سائل کو کھانا کھلانا، احسان کا بدلہ چُکانا، ہمسایہ کے حقوق کی ادائیگی، دوستوں کے ساتھ وفاداری اور ان سب کی پیشوا شرم و حیا ہے۔

احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے عثمان ابن عیسیٰ سے، اس نے عبداللہ ابن مسکان سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو مکارم اخلاق سے آراستہ کیا لہٰذا تم لوگ بھی اپنے آپ کو جانچو کہ اگر تم میں یہ موجود ہیں تو خدائے بزرگ کی حمد بجالاؤ اور اس میں اضافہ کے سلسلے میں اس کی ذات سے رغبت پیدا کرو! پس آپ نے انہیں اس طرح دس شمار کیا: یقین، قناعت، صبر، شکر، راضی بہ رضا، حسن اخلاق، سخاوت، غیرت، شجاعت اور مردانگی۔

﴿۸﴾ **دَس نشانیوں کے پورا ھونے سے پہلے قیامت نہیں آئے گی:** ابوطفیل نے حذیفہ ابن اسید سے نقل کیا وہ کہتا ہے کہ رسول خداؐ اپنے حجرہ سے ہمیں جھانک رہے تھے جبکہ ہم قیامت کے متعلق باتیں کر رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا: دس نشانیوں کے پورا ہونے سے پہلے قیامت نہیں آئے گی: دجال، دھواں اُٹھنا، مغرب سے سورج طلوع ہونا، دابۃ الارض کا ظاہر ہونا، یاجوج ماجوج، تین مقامات پر لوگوں کا زمین میں دھنس جانا ایک مشرق میں، دوسرے مغرب میں اور تیسرے جزیرۂ عرب میں، شہر عدن کے محل سے آگ کا باہر نکلنا جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانکے گی کہ جہاں یہ لوگ پڑاؤ ڈالیں گے وہاں یہ آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جب یہ لوگ استراحت کریں گے یہ آگ بھی آرام کرے گی۔

﴿۹﴾ **اللہ عز و جلّ نے اپنے نبیؐ اور ان کے اھلبیتؑ کے لئے دَس خوبیوں کو یکجا کیا:** علی ابن احمد ابن موسیٰ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حمزہ ابن قاسم علوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عباس ابن بسام نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن خالد ابن ابراہیم سعدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن عبداللہ یمانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن عباس مقری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حماد ابن عمرو النصیبی نے جعفر ابن برقان کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے میمون ابن مہران سے، اس نے عبداللہ ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے ہمارے درمیان خطبہ دینے کی غرض سے قیام کیا اور اپنے اس خطبہ کے آخر میں فرمایا: اللہ عزوجل نے ہمارے لئے دس

خوبیوں کو یکجا کیا کہ ہم سے پہلے کسی میں یکجا نہیں اور نہ آج کے بعد ہمارے علاوہ کسی میں پائی جائیں گی؛ حکمت، بردباری، علم و دانش، نبوت، فیاضی، شجاعت، میانہ روی، صداقت، پاکیزگی اور پاکدامنی۔ نیز ہم ہی کلمۂ تقویٰ، راہِ ہدایت، نمونۂ اعلیٰ، حجت عظمیٰ، عروۃ الوثقیٰ، مضبوط رسّی ہیں اور ہم ہی وہ ہیں جن کی مودت کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ پس حق کے بعد تو گمراہی ہی ہوتی ہے تو تم لوگ کس طرف جا رہے ہو؟

﴿۱۰﴾ اللہ کے حضور میں پہنچتے وقت جس شخص میں دس صفتیں پائی جائیں گی وہ جنت میں داخل ہو جائے گا: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے عباس ابن معروف کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے سعدان ابن مسلم سے کہ اس کا نام عبدالرحمن ابن سالم ہے، اس نے فضیل ابن یسار سے نقل کیا ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: دس صفتوں کے ساتھ جو شخص بھی خدا سے جا ملے گا وہ جنت میں داخل ہوگا: اس بات کی گواہی کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، جو کچھ اللہ کے ہاں سے آیا ہے اس کا اقرار، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، ماہ رمضان کے روزے رکھے، حج خانہ کعبہ کرے، اولیاء اللہ سے دوستی رکھے، دشمنان خدا سے بیزاری کا اظہار کرے اور ہر نشہ آور شے سے پرہیز کرے۔

محمد ابن ابراہیم ابن اسحٰق طالقانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوسعید حسن ابن علی عدوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: صہیب ابن عباد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے امام جعفر صادقؑ سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے جد سے نقل کیا: جو شخص ایسی حالت میں خدا سے ملاقات کرے کہ اس میں دس باتیں پائی جاتی ہوں تو وہ جنت میں داخل ہوگا: یہ گواہی دے کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اللہ کے اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، جو کچھ خدا کے ہاں سے آیا ہے اس کا اقرار کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، حج ادا کرے، ماہ رمضان کے روزے رکھے، اولیاء اللہ کو دوست رکھے، دشمنانِ خدا سے بیزاری کا اظہار کرے اور ہر نشہ آور شے سے پرہیز کرے۔

﴿۱۱﴾ کسی مومن میں جب تک دس صفتیں نہ پائی جائیں وہ عاقل نہیں ہوتا: میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن بلال کے ذریعے ہمیں روایت بیان کی، اس نے امیہ ابن علی سے، اس نے عبداللہ ابن مغیرہ سے، اس نے سلیمان ابن خالد سے، اس نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: عقل سے بہتر کسی اور شے کے ذریعے اللہ عزوجل کی عبادت نہیں کی جا سکتی اور مومن اس وقت تک عاقل نہیں ہو سکتا کہ جب تک اس میں دس صفتیں جمع نہ ہو جائیں: اس سے نیکی کی امید کی جائے، (لوگ) اس کے شر سے امن میں ہوں، دوسروں کی تھوڑی سی نیکی بھی بہت شمار کرے، اپنی بہت ساری نیکیوں کو بھی کم سمجھے، عمر بھر علم کی طلب سے رنج نہ ہو، جب لوگ اس سے اپنی ضروریات پوری کرنے کو کہیں تو دل تنگ نہ ہو، ذلت اس کے نزدیک عزت سے پسندیدہ تر ہو، تنگدستی اس کے نزدیک ثروت سے پسندیدہ تر ہو، دنیا سے اس کا حصہ صرف زندہ رہنے کے لئے کھانا ہو؛ اب رہی دسویں صفت، اور دسویں کیا صفت ہے! جب بھی کسی کو دیکھتا ہے جو اس سے بہتر اور زیادہ پرہیزگار ہے تو اس سے تواضع کرتا ہے تاکہ اس جیسا بن جائے اور جب کسی ایسے شخص کو دیکھتا ہے جو اس سے برا یا کمتر ہو تو کہتا ہے: شاید اس کا باطن مجھ سے بہتر ہے اور اس کی بدی ظاہری ہے یا کہتا ہے: شاید اس کا انجام مجھ سے بہتر ہو؛ پس جب کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو اس کی بڑائی میں اضافہ ہوتا اور وہ زمانے کا آقا بن جاتا ہے۔

﴿۱۲﴾ بکرے کی دس چیزیں نہیں کھانی چاہئیں: احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطارؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے محمد ابن احمد ابن عمران اشعری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے یعقوب ابن یزید سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ...

کسی ساتھی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: بکرے کی دس چیزیں نہیں کھانی چاہئیں مینگنی، خون، تلی، حرام مغز، غدود، عضو تناسل، فوطے، بچہ دانی، اور شرمگاہیں یا فرمایا رگیں۔

﴿۱۳﴾ **مُردار جانور کی دس چیزیں پاک ھیں:** علی ابن احمد ابن عبداللہ ابن احمد ابن ابوعبداللہ برقی نے اپنے جد احمد ابن ابوعبداللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے اور اس نے مرفوعاً امام جعفر صادق سے نقل کیا کہ مردار جانور کی دس چیزیں پاک ہیں: ہڈی، بال، پشم، پر، سینگ، سم، انڈہ، شیردان، دودھ اور دانت۔

﴿۱۴﴾ **دس قسم کے لوگوں کو دس چیزوں کی طمع نہیں رکھنی چاھیئے:** احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا میرے والد نے محمد ابن احمد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوعبداللہ رازی نے حسن ابن علی ابن ابوعثمان کے توسط ہم سے روایت بیان کی، اس نے احمد ابن عمر خلال سے، اس نے یحییٰ ابن عمران حلبی سے، کہا: میں نے امام جعفر صادق کو یہ کہتے سنا کہ تکبر کرنے والے کو نیک نامی، فریبی کو دوستوں کی کثرت، بے ادب کو بزرگی، بخیل کو صلہ رحمی، لوگوں کا تمسخر کرنے والے کو سچی محبت، کم فہم کو قضاوت، غیبت کرنے والے کو سلامتی، حسد کرنے والے کو قلبی سکون کی، چھوٹی چھوٹی خطاؤں پر مواخذہ کرنے والے کو پیشوائی کی اور کم تجربہ کار خود پسند کو ریاست کی طمع نہیں کرنی چاہئے۔

﴿۱۵﴾ **دس مقامات پر نماز نہیں پڑھنی چاھیئے:** میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن ابوعبداللہ برقی کے توسط ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ ابن فضل سے اور اس نے اپنے (سلسلۂ اسناد) کے کسی راوی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: دس مقامات پر نماز نہیں پڑھنی چاہئے: کیچڑ، پانی، حمام، بیچ راہ، چیونٹی کے سوراخ پر، اونٹ کے باڑے، پانی جاری ہونے کے مقام پر، نمکزار، برف اور وادی ضجنان میں (جو مکہ کے قریب واقع ہے)۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: مذکورہ بالا مقامات پر حالت اختیار میں انسان کو نماز نہیں پڑھنی چاہئے، لہٰذا اگر کبھی پانی یا کیچڑ والی جگہ ہو اور اسی میں نماز پڑھنے پر مجبور ہو تو اسے چاہئے کہ نماز اشارہ سے پڑھے اور رکوع کے مقابلہ میں سجدہ کے لئے سر ذرا زیادہ جھکائے۔ جہاں تک بیچ راہ کا تعلق ہے تو وہاں نماز پڑھنے میں بظاہر کوئی حرج نظر نہیں آتا البتہ ایک گوشہ میں پڑھے لیکن اگر عین راستہ پر نماز پڑھے تو یہ صحیح نہیں ہے؛ حمام میں کسی صورت میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے البتہ حمام کے کپڑے اتارنے کی جگہ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ وہ حمام میں شمار نہیں ہوتا؛ چیونٹی کے سوراخ پر نماز نہیں پڑھنی چاہئے اس لئے کہ اس طرح انسان چیونٹیوں کی کثرت کی وجہ سے نماز نہیں پڑھ سکے گا اور وہ اسے اذیت پہنچائیں گی تو اس سے اس کی نماز میں خلل واقع ہوگا؛ اونٹوں کے باڑوں میں بھی نماز نہیں پڑھنی چاہئے سوائے اس کے کہ مال و متاع کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو ایسی صورت میں وہاں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں البتہ بھیڑ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں؛ پانی جاری ہونے کے مقام پر کسی صورت میں بھی نماز نہیں پڑھنی چاہئے اس لئے کہ دوران نماز پانی اس کی طرف رخ کرے گا؛ نمکزار میں کسی نبی نے نماز پڑھی اور نہ ہی کسی نبی کے وصی نے، البتہ ان دونوں کے علاوہ کے لئے اگر جگہ کو اسقدر درست کرلے کہ سجدہ میں اس کی پیشانی ہموار رہے تو کوئی حرج نہیں؛ برف پر نماز پڑھنے پر مجبور ہو تو سجدہ کی جگہ اسقدر درست کرلے کہ سجدہ کرنے کی جگہ ہموار ہو جائے۔ نیز وادی ضجنان یا دوسری کسی وادی میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ یہ جنوں اور شیاطین کی پناہ گاہ ہوتی ہیں۔

﴿۱۶﴾ **دس افراد جنت میں داخل نہیں ہوں گے:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن حسن فارسی سے، اس نے سلیمان ابن جعفر بصری سے، اس نے عبداللہ ابن حسین ابن زید ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالبؑ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے اجداد علیہم السلام سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے جب جنت کو خلق کیا تو اسے دو قسم کی اینٹوں سے بنایا۔ سونے کی اینٹ اور چاندی کی اینٹ۔ اس کی دیوار یاقوت سے بنایا، چھت کو زبرجد سے، اس میں موتی بطور کنکر والے جبکہ بطور خاک زعفران اور مشک اذفر (مشک کی ایک قسم جو سب سے قیمتی ہوتی ہے)۔ اس کے بعد فرمایا: کلام کرو تو جنت نے کہا: نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے کہ تو زندہ و قائم ہے اور جو مجھ میں داخل ہوگا وہ خوش بخت ہوگا تو اللہ عزوجل نے فرمایا: میری عزت، عظمت، جلالت اور رفعت کی قسم کہ اس (جنت) میں ہمیشہ شراب پینے والا، متکبر، نمام (ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی بات ادھر کرنے والا)، دیوث، سپاہی، مخنث، کفن چور، خراج لینے والا، قطع رحمی کرنے والا اور قدری داخل نہیں ہوں گے۔

میرے والدؒ اور محمد ابن حسنؒ نے ہم سے روایت بیان کی، دونوں نے کہا: احمد ابن ادریس اور محمد ابن یحییٰ عطار، دونوں، نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ بن عمران اشعری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسین نے اپنی اسناد کے ذریعے ہم سے مرفوع روایت بیان کی کہ رسول خداؐ نے فرمایا: ہمیشہ شراب پینے والا، متکبر، والدین کی نافرمان اولاد، انتہائی سیاہ، دیوث، سپاہی، مخنث، کفن چور، خراج وصول کرنے والا، قطع رحمی کرنے والا اور قدری جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: انتہائی سیاہ سے مراد وہ شخص ہے جس کے سر اور ڈاڑھی کے بال بوڑھاپے میں بھی سفید نہ ہوں اور ایسے شخص کو عربی میں غربیب بھی کہتے ہیں۔

(شرح: شاید انتہائی سیاہ سے وہ خاص اشخاص مراد ہیں جن کا کفر و فسق ثابت ہو چکا ہو۔ جبری اور مفوضہ دونوں کسی حد تک اس کے مصداق قرار پاتے ہیں)۔

﴿۱۷﴾ **عافیت کے دس اجزاء ہیں:** محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے عباس ابن معروف کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے علی ابن مہزیار سے اپنے سلسلۂ سند کے ساتھ مرفوع روایت نقل کی کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب عافیت دس حصوں پر مشتمل ہوگی کہ ان میں سے نو حصے گوشہ نشینی میں جبکہ بقیہ ایک حصہ خاموشی میں ہوگا۔

﴿۱۸﴾ **دس افراد ایسے ہیں جو اپنے آپ اور دوسروں کو تکلیف میں مبتلا کردیتے ہیں:** احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطارؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد اور سعد ابن عبداللہ نے کہا: احمد ابن ابوعبداللہ برقی نے حسن ابن ابی عثمان کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے موسیٰ ابن بکر سے، اس نے امام موسیٰ کاظمؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے نقل کیا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا: دس افراد اپنے آپ کو اور دوسروں کو تکلیف میں مبتلا کردیتے ہیں: کم علم رکھنے والا جو لوگوں کو زیادہ علم دینا چاہتا ہے، انتہائی بردبار شخص جو زیرک نہ ہو، اس چیز کے درپے ہونے والا جسے وہ نہ حاصل کرسکتا ہو اور نہ ہی وہ چیز اس کے لئے مناسب ہو، وہ شخص جو شدید رنج اٹھائے مگر پرسکون نہ ہو، وہ شخص جو پرسکون تو ہو مگر اس کے پاس علم و بصیرت نہ ہو، دانشمند جو اصلاح کا ارادہ نہ رکھتا ہو، اصلاح کرنے والا جو صاحب علم نہ ہو، عالم کہ جس کے دل میں دنیا کی محبت ہو، لوگوں پر رحم کرنے والا جو لوگوں پر خرچ کرنے سے دریغ کرے، طالب علم جو اپنے سے زیادہ علم رکھنے والے سے جدال کرے اور

جب اس پر ثابت ہوجائے تو اس کی بات کو قبول نہ کرے۔

﴿۱۹﴾ **زهد کے دس حصّے هیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے قاسم ابن محمد اصبہانی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سلیمان ابن داؤد منقری سے، اس نے علی ابن ہاشم برید سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے امام زین العابدینؑ سے نقل کیا کہ ایک شخص آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ زہد کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: زہد کے دس حصے ہیں، پس زہد کا سب سے اعلیٰ درجہ وَرَع کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے، ورع کا سب سے اعلیٰ درجہ یقین کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے، یقین کا سب سے اعلیٰ درجہ رضا کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔ نیز قرآن کریم میں زہد کی تعریف یہ ہے: **لکیلا تأسوا علیٰ ما فاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم** تاکہ فوت شدہ چیز پر افسوس نہ کرو اور جو تم کو عطا کیا ہے اس پر خوش مت ہوجاؤ'' (سورۂ حدید - آیت ۲۳)

(شرح: زہد دنیا اور مال سے بے رغبتی ہے اور شاید اس سے مراد کہ حصہ ہے، یہ ہے کہ انسان کے لئے دنیاوی برائیاں دس ہیں۔ طاقت، شان وشوکت، مرتبہ، عزت، مال، عورت، اولاد، اقارب، جوانی، خوبصورتی، اور مکمل طور پر ان سے بے رغبتی کو آیہ مبارکہ میں بتلایا گیا ہے)۔

﴿۲۰﴾ **دس قسم کی کنیزیں اپنے آقا پر حرام هیں:** محمد ابن حسن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن جعفر حمیری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہارون ابن مسلم (ایک نسخہ میں جہم ہے) نے مسعدہ ابن زیاد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: دس کنیزیں حرام ہیں: بیک وقت ماں بیٹی، بیک وقت دو بہنیں، کسی اور سے حاملہ ہونے والی کنیز یہاں تک کہ وہ بچہ جنے، جس کا شوہر ہو، وہ کنیز جو تمہاری رضاعی بہن ہو، وہ کنیز جو تمہاری رضاعی پھوپھی ہو، وہ کنیز جو تمہاری رضاعی خالہ ہو، وہ کنیز جو حائضہ ہو یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہوجائے، وہ کنیز جس نے تمہیں دودھ پلایا ہو، تمہاری اور کسی اور کی مشترکہ کنیز۔

﴿۲۱﴾ **شهوت کے دس حصّے هیں:** میرے والدؒ نے فرمایا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن سنان سے، اس نے ابوخالد قماط سے، اس نے ضریس سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے شہوت کو دس حصوں میں تقسیم کیا کہ جن میں سے نو حصے عورتوں میں پائے جاتے ہیں جبکہ ایک حصہ مردوں میں، اگر اللہ تعالیٰ نے عورتوں میں شہوت جتنی مقدار ہی میں شرم نہ رکھی ہوتی تو ہر مرد سے نو عورتیں منسوب ہوتیں۔

﴿۲۲﴾ **شرم وحیا کے دس حصے هیں:** محمد ابن حسنؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ادریس نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے احمد ابن محمد وغیرہ سے مرفوع روایت نقل کی کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: شرم وحیا کے دس حصے ہیں کہ جن میں سے نو عورتوں میں پائے جاتے ہیں اور ایک مردوں میں۔ لہٰذا جب کوئی لڑکی حائضہ ہوتی ہے تب اس کی حیا کا ایک حصہ چلا جاتا ہے، جب اس کی شادی ہوجاتی ہے ایک حصہ تب چلا جاتا ہے، جب اس کی بکارت زائل ہوتی ہے ایک حصہ اس وقت چلا جاتا ہے، جب وہ بچہ جنتی ہے ایک حصہ اس وقت چلا جاتا ہے لہٰذا اس میں پانچ حصے باقی رہ جاتے ہیں لیکن اگر وہ زنا کرتی ہے تو اس کی تمام کی تمام شرم وحیا ختم ہوجاتی ہے جبکہ اگر پاک دامن رہے تو پانچ حصے برقرار رہتے ہیں۔

﴿۲۳﴾ **دس سال کی عُمرمیں بچوں اور عورتوں کے بستر الگ الگ کردینے چاهئیں:** محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی: محمد ابن حسن صفار نے جعفر ابن محمد ابن عبداللہ اشعری سے، اس نے عبداللہ ابن میمون قداح کے ذریعہ امام

جعفر صادق سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے والد بزرگوار، انہوں نے اپنے اجداد علیہم السلام سے نقل کیا کہ جب بچوں کی عمر دس سال کی ہو جائے تو عورتوں اور بچوں کو الگ الگ بستروں میں سُلانا چاہئے۔

﴿۲۴﴾ **عورت دس مردوں کے برابر صبر کرسکتی ہے:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن جعفر حمیری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا ہارون ابن مسلم نے مسعدہ ابن صدقہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے نقل کیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورت کو دس مردوں جتنی قوت صبر عطا کی، پس جب وہ حاملہ ہوتی ہے تو مزید دس مردوں جتنی قوت صبر عطا ہوتی ہے۔

میرے والد رضی اللہ عنہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد بن محمد ابن عیسیٰ نے احمد ابن ابی نصر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن سماعہ سے، اس نے اسحٰق ابن عمار سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادق کو یہ کہتے سنا کہ اللہ عزوجل نے عورت کو دس مردوں جتنی قوت صبر عطا کی ہے، پس جب وہ ہیجان میں آتی ہے تو اس کے پاس دس مردوں جتنی قوت ہوتی ہے۔

﴿۲۵﴾ **دس چیزیں آپس میں سخت تر ہیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبدالرحمٰن ابن ابی نجران سے، اس نے عاصم ابن حمید سے، اس نے محمد ابن قیس سے، اس نے امام محمد باقر سے نقل کیا کہ امیر المومنینؑ رحبہ میں تھے اور لوگ آپ کے چاروں طرف جمع تھے کہ کوئی ان میں سے فتویٰ پوچھنا چاہتا تھا تو کوئی شکایت لے کر آیا تھا۔ ان میں سے ایک شخص کھڑے ہوکر کہنے لگا: اے امیر المومنینؑ، السلام علیک ورحمة اللہ وبرکاته تو امیر المومنینؑ نے اپنی بڑی بڑی مبارک آنکھوں سے اس کی جانب نظر کی اور فرمایا: وعلیک السلام ورحمة اللہ وبرکاته تم کون ہو؟ تو اس نے کہا: میں بھی آپؑ کی رعایا میں سے ہوں اور آپ ہی کے شہر کا باسی ہوں، آپ نے فرمایا: تم میری رعایا میں سے ہو اور نہ ہی اُس شہر کے رہنے والے، کیونکہ اگر ایک مرتبہ بھی تم نے مجھے کبھی سلام کیا ہوتا تو میں تم کو پہچان جاتا، اس نے کہا: اے امیر المومنینؑ مجھے امان دیجئے تو امیر المومنینؑ نے فرمایا: کیا تم نے میرے اُس شہر میں کوئی جُرم کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! امامؑ نے فرمایا: تو پھر تم کوئی جنگجو ہو؟ اس نے جواباً کہا: جی ہاں! فرمایا: اگر تم ہتھیار ڈال دو تو تمہیں کچھ نہیں ہوگا، اس نے کہا: مجھے آپ کی جانب معاویہ نے بھیجا ہے تاکہ آپ مجھے پہچان نہ پائیں اور میں آپ سے کچھ ایسے سوالات کروں جو بادشاہِ روم ابن اصفر نے اس سے کیے ہیں اور اس نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ محمدؐ کے برحق خلیفہ و جانشین ہیں تو مجھے میرے سوالوں کے جوابات دیجئے اس لئے کہ اگر آپ نے جوابات دے دیئے تو میں آپ کا پیروکار بن جاؤں گا اور آپ کا خراج آپ کو بھیج دوں گا: معاویہ کے پاس ان کے جواب نہیں تھے لہٰذا وہ پریشان ہوگیا اور اس نے مجھے آپ کے پاس بھیج دیا تاکہ میں آپ سے پوچھ لوں تو امیر المومنینؑ نے فرمایا: خدا فرزند جگر خوارہ کو ہلاک کرے: اُسے کس چیز نے گمراہ اور اندھا کردیا اور اس کے ہمراہیوں کو بھی۔ بخدا، میں نے ایک کنیز کو آزاد کردیا تو اس کے بعد اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اس سے شادی کرلے، اللہ نے میرے اور اس امت کے درمیان فیصلہ کردیا ہے: انہوں نے میرے ساتھ قطع رحمی کی ہے، میرے وقت کو برباد کردیا، میری حق تلفی کی، میری عظیم منزلت کو حقیر جانا، مجھ سے لڑنے کے لئے اکٹھے ہوئے: اے قنبر حسنؑ، حسینؑ و محمدؐ (حنفیہ) کو میرے پاس لے آؤ اور فرمایا اے شامی، یہ دونوں میرے فرزندانِ رسولؐ ہیں اور یہ (محمد حنفیہ) میرا بیٹا ہے لہٰذا تم ان میں سے جس سے چاہو سوال کرو کہ وہ جواب دے گا۔"

اس نے کہا: میں ان بڑے گیسوؤں والے یعنی امام حسنؑ سے سوال کر لیتا ہوں جبکہ امام حسنؑ اس وقت کم سن تھے تب بھی امام حسنؑ نے فرمایا: جو چاہے پوچھ لو تو اس شامی نے کہا: حق اور باطل کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ آسمان اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ مشرق اور مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ قوس قزح کیا ہے؟ اور وہ کونسا چشمہ ہے کہ جس میں مشرکوں کی ارواح پناہ گزیں ہیں اور وہ کون سا چشمہ ہے کہ جس میں مومنین کی ارواح پناہ گزیں ہیں؟ مؤنث کیا ہے؟ اور وہ دس چیزیں کون سی ہیں جو ایک دوسرے سے سخت تر ہیں؟

امام حسنؑ نے فرمایا: حق اور باطل کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ ہے۔ لہٰذا جس کو تمہاری آنکھ دیکھے وہ حق ہے اور جو تمہارے کان سنیں وہ اکثر باطل ہوتا ہے۔ شامی نے کہا: آپ نے بالکل درست فرمایا۔ امام حسنؑ نے فرمایا: آسمان اور زمین کے درمیان مظلوم کی دعا اور نظر کا پھیلاؤ ہے، پس اگر تم سے کسی نے اس کے علاوہ کوئی بات کہی ہے تو وہ جھوٹا ہے، شامی نے کہا: اے فرزندِ رسولؐ، بالکل درست فرمایا آپ نے۔ امام حسنؑ نے فرمایا: مشرق اور مغرب کے درمیان سورج کے ایک دن کی مسافت کا فاصلہ ہے جسے تم اس وقت مشاہدہ کرتے ہو جب مشرق سے سورج طلوع ہوتا ہے اور جب مغرب میں غروب ہو جاتا ہے۔ شامی نے کہا: بالکل صحیح، قوس و قزح کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: وائے ہو تجھ پر، یہ مت کہو کہ قوس اور قزح اس لئے کہ قزح شیطان کا نام ہے اور وہ اللہ کی کمان، اشیاء کے نرخوں میں کمی کی علامت اور روئے زمین پر بسنے والوں کے غرق ہونے سے امان ہے؛ رہی بات اس چشمہ کی جہاں مشرکوں کی ارواح پناہ گزیں ہیں تو یہ وہ چشمہ ہے جسے برہوت کہتے ہیں اور جس چشمہ میں مومنین کی ارواح پناہ گزیں ہیں اس چشمہ کو سلمیٰ کہا جاتا ہے۔ وہ مؤنث جسے اس بات کا علم نہیں کہ وہ مذکر ہے یا مؤنث تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو دیکھے کہ اگر وہ مرد ہوگا تو اسے احتلام ہوگا اور اگر مؤنث ہے اور اونٹنی کے پیشاب کی مانند اس کا پیشاب جھاگ بناتا ہے تو وہ عورت ہے۔ اب رہیں وہ دس شیء جو ایک دوسرے سے سخت تر ہیں تو اللہ عزوجل نے جس چیز کو سب سے سخت پیدا کیا وہ ہے پتھر، پتھر سے سخت تر لوہا ہے کہ جس سے پتھر کو کاٹا جاتا ہے، لوہے سے سخت تر آگ ہے جو لوہے کو پگھلا دیتی ہے، آگ سے سخت تر پانی ہے جو آگ کو بجھا دیتا ہے اور پانی سے سخت تر بادل ہے جو پانی کو اُٹھاتا ہے، بادل سے سخت تر ہوا ہے جو بادل کو اُٹھاتی ہے، ہوا سے سخت تر فرشتہ ہے جو ہوا کو چلاتا ہے، فرشتہ سے سخت تر ملک الموت ہے جو فرشتہ کو موت دیتا ہے، ملک الموت سے سخت تر موت ہے جو ملک الموت کو بھی موت دے گی اور موت سے سخت تر اللہ رب العالمین کا امر ہے جو موت کو مار دے گا۔ تو اس شامی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ فی الحقیقت فرزندِ رسولؐ ہیں اور معاویہ سے زیادہ حضرت علیؑ حکومت کے سزاوار ہیں۔ اس کے بعد اس نے ان جوابات کو لکھا اور انہیں معاویہ کو بھیج دیا اور معاویہ نے یہ جوابات ابن اصفر (شاہِ روم) کو ارسال کر دیئے تو ابن اصفر نے معاویہ کو خط لکھا کہ تم کسی اور کی گفتار کو اپنا کلام کیوں کہہ رہے ہو اور کسی اور کے جوابات کو اپنے، حضرت مسیحؑ کی قسم یہ تمہارا جواب نہیں ہے اور یہ تو محض معدنِ نبوت اور مقامِ رسالت ہی کا جواب ہے؛ رہی بات تمہاری تو اگر تم ایک درہم کا بھی مجھ سے سوال کرتے تو میں تم کو نہ دیتا۔

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے ہم سے روایت بیان کی محمد ابن احمد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہارون ابن مسلم نے مسعدہ ابن صدقہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا اور انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی مگر یہ کہ اس پر ایک دوسری مخلوق کو خلق کیا تاکہ اس کے ذریعہ غالب آسکے اس لئے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے سمندر کو متلاطم اور موجیں مارتا پیدا کیا تو اس نے کہا: مجھ پر بھلا کون سی چیز غالب آسکتی ہے؟ لہٰذا اللہ نے پہاڑوں کو پیدا کیا اور انہیں اس کی پیٹھ پر [illegible] اس کے بعد پہاڑ زمین کے مقابلہ میں فخر

کرنے لگے اور اپنی بلندی اور اونچائی کی باتیں کرنے لگے، کہنے لگے: بھلا ہم پر کون سی چیز غالب آ سکتی ہے؟ تو اللہ نے لوہے کی جو درخلق کی اور پہاڑ کے ٹکڑے کیے تو وہ ٹھہر گئے اور پہاڑ رام ہو گئے اور لوہا ٹھہر گیا، اس کے بعد لوہا پہاڑ پر فخر کرنے لگا کہ مجھ پر بھلا کون سی چیز غالب آ سکتی ہے تو اللہ نے آگ کو پیدا کیا اور اس نے لوہے کو پگھلا دیا تو لوہا رام ہو گیا، اس کے بعد جب آگ بھڑکی اور اس میں سے شعلے بھڑکنے لگے تو اس نے بھی فخر کرنا شروع کر دیا اور کہنے لگی: بھلا مجھ پر کون سی شے غالب آ سکتی ہے؟ تو اللہ نے پانی کو پیدا کیا کہ جس نے آگ کو بجھا دیا اور وہ رام ہو گیا تو اس کے بعد پانی نے جب جوش مارا اور جھاگ بنانا شروع کر دیئے تو وہ بھی فخر کرتے ہوئے کہنے لگا: بھلا مجھ پر کون سی شے غالب آ سکتی ہے تو اللہ نے ہوا کو پیدا کیا کہ جس نے پانی کی موجوں کو حرکت دی اور وہ اپنی تہ میں جوش مارنے لگا تو ہوا نے اس کے باہر نکلنے کے راستے بند کر دیئے اور اس طرح وہ قید ہو گیا تو پانی رام ہو گیا، اس کے بعد ہوا فخر کرنے لگی اور زور زور سے چلنے لگی، اس طرح گویا اپنے پاؤں پھیلا لیے اور کہنے لگی: مجھ پر بھلا کون سی شے غالب آ سکتی ہے؟ تو اللہ نے انسان کو پیدا کیا جو اس کی راہ میں رکاوٹ بن گیا اور اپنے ستر کو اسی ہوا وغیرہ سے بنایا تو ہوا رام ہو گئی، اس کے بعد انسان سرکشی کرنے لگا اور کہنے لگا: مجھ سے سخت تر بھلا کون سی شے ہو سکتی ہے تو اللہ نے موت کو خلق کیا جو انسان پر غالب آ گئی اور اس طرح انسان رام ہو گیا، اس کے بعد موت اپنے آپ میں فخر کرنے لگی تو اللہ جل جلالہ نے فرمایا: فخر مت کر کہ میں تجھے اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان ذبح کر دوں گا اور اس کے بعد تجھے کبھی حیات نہیں دوں گا تو وہ بھی رام ہو گئی اور خوفزدہ بھی۔

(شرح: یہ حدیث سند کی رُو سے معتبر اور قابل اعتماد ہے لیکن اس کا متن خالص نہیں ہے اور دو وجوہات سے بے اعتبار ہے۔

ا۔ اس حدیث میں امام حسنؑ کو مرد شامی کے سوال کے موقع پر بچہ بتایا گیا ہے حالانکہ آنحضرتؑ اس موقع پر لازمی طور پر تیس سال کے ہوں گے کیونکہ یہ واقعہ خلافتِ حضرت علیؑ کے دوران ظاہراً جنگِ صفین کے بعد پیش آیا تھا اور امام حسنؑ کی ولادت ہجرت کے تیسرے یا چوتھے سال ہوئی تھی اور واقعہ صفین ہجرت کے سینتیسویں سال پیش آیا تھا۔

۲۔ بعض سوالات کے جواب عامیانہ اور ظنی دلیلوں پر مبنی ہیں۔ اگرچہ ان میں بعض دقیق توجیہات کے حامل ہیں کہ جن کی شرح کا یہاں موقع نہیں)۔

﴿۲۶﴾ **تربوز میں دس خاصیتیں یکجا ھیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن ابو عبداللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد ابن خالد سے، اس نے ابن ابی عُمیر سے، اس نے اپنے سلسلۂ سند میں سے کسی سے نقل کی کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: تم لوگ تربوز کھایا کرو کہ اس میں دس خاصیتیں یکجا ہیں: یہ گودہ زمین ہے کہ جس میں کوئی بیماری ہے اور نہ ہی کوئی نقصان، یہ خوراک ہے، شربت ہے، پھل ہے، یہ ریحان ہے، یہ دانتوں کا صاف کرنے والا ہے اور یہی خوراک بھی، یہ قوت باہ کو بڑھاتا ہے، مثانہ کو دھو ڈالتا ہے اور اس سے پیشاب زیادہ آنے لگتا ہے۔

احمد ابن زیاد ابن جعفر ہمدانیؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عمرو ابن عثمان سے، اس نے علی ابن ابی حمزہ سے، اس نے یحییٰ ابن اسحٰق سے، اس نے امام جعفر صادقؑ سے بعینہ اس روایت کو بیان کیا۔

نیز ایک دوسری روایت میں وارد ہے کہ تربوز مثانہ کی پتھری کو گلا دیتا ہے اور رسول خداؐ تربوز کو کھجور کے ساتھ کھایا کرتے تھے؛ جبکہ ایک دوسری روایت میں [illegible] شکر کے [illegible] تھے

نیز روایت ہے کہ نہار منہ تربوز کھانا فالج کا سبب بنتا ہے اور اسی طرح برنی کھجور کو نہار منہ کھانے سے فالج ہو جاتا ہے۔

﴿۲۷﴾ **دس چیزیں نشاط آور ھیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطارؒ نے محمد بن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن عیسیٰ سے، اس نے کسی ایک شخص سے روایت بیان کی، اس نے جعفر ابن محمد ابن خالد سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: دس چیزیں نشاط آور ہیں: پیدل چلنا، سوار ہونا، پانی میں غوطہ لگانا، سبزہ کی طرف نگاہ کرنا، کھانا پینا، حسین وجمیل عورت کی طرف نگاہ کرنا، جماع کرنا، مسواک کرنا اور لوگوں سے بات چیت کرنا۔

محمد ابن ابراہیم ابن اسحٰق طالقانیؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوسعید حسن ابن علی عدوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: صہیب ابن عباد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے امام جعفر صادقؑ سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے اپنے جدّ سے نقل کیا کہ دس چیزیں نشاط آور ہیں: پیدل چلنا، سواری کرنا، پانی میں غوطہ لگانا، سبزہ کی طرف دیکھنا، پینا، جماع کرنا، مسواک کرنا، سر کو گلِ خطمی/ خیرو (نیلے رنگ کا پھول جو بطور دوا استعمال ہوتا ہے) سے دھونا، حسین عورت کی طرف نگاہ کرنا اور لوگوں سے بات چیت کرنا۔

﴿۲۸﴾ **نماز کی دس وجوھات ھیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے یعقوب ابن یزید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حماد ابن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ ابن اعین سے نقل کیا کہ امام باقرؑ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے نماز کو فرض کیا اور رسول خداؐ نے دس وجوہات پر اس کا دستور دیا: نماز حضر و سفر اور نماز خوف تین وجوہات پر، سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز اور دونوں عیدوں کی نمازیں، نماز استسقاء اور نماز میت۔

﴿۲۹﴾ **شیعوں میں دس خاصیتیں پائی جاتی ھیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ادریس نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عیسیٰ نے ابو محمد انصاری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عمرو ابن ابی مقدام سے، اس نے اپنے والد سے نقل کیا کہ امام باقرؑ نے مجھ سے کہا: اے ابو مقدام، شیعہ وہ ہیں کہ ریاضت کی وجہ سے جن کا رنگ اُڑ چکا ہوتا ہے، ان کے جسم لاغر ہوتے ہیں، ہونٹ ان کے خشک پڑ چکے ہوتے ہیں، ان کا پیٹ گرسنہ ہوتا ہے، ان کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے، ان کے چہرے زرد ہوتے ہیں، جب رات ہوتی ہے تو زمین کو اپنا بچھونا بنا لیتے ہیں، اپنی پیشانی خاک پر رکھ دیتے ہیں، بے شمار سجدے کرتے ہیں، بے تحاشا آنسو بہاتے ہیں، کثرت کے ساتھ دعائیں کرتے ہیں، بہت گریہ کرتے ہیں، لوگ خوش ہوتے ہیں جبکہ شیعہ غمگین۔

﴿۳۰﴾ **شراب کے متعلق رسول خداؐ نے دس افراد پر لعنت کی:** محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے احمد ابن ابوعبداللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے احمد ابن نصر خزاز سے، اس نے عمرو ابن شمر سے، اس نے جابر جعفیؒ سے نقل کیا کہ امام باقرؑ نے فرمایا: رسول خداؐ نے شراب کے متعلق دس افراد پر لعنت کی، اس کی جڑ بونے والے پر، اس کی نگرانی کرنے والے پر، انگور کا رس نچوڑنے والے پر، اس کے پینے والے پر، اس کے پلانے والے پر، سے اُٹھانے والے پر، جس کو پہنچائی جائے اس پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کے خریدار پر اور اس کی اُجرت کھانے والے پر۔

(شرح: نص قرآنی آیت یا حدیث معصومؑ میں واضح حکم ہوا سے زبان شرح میں نص کہتے ہیں۔ مترجم شرح)

اس نص میں خصوصیت سے بونے والے کو نے والے، نچوڑنے والے کا ذکر کیا گیا ہے جب کہ ان کا مقصد ان تمام کاموں سے شراب

بنانے کے لئے انگور فراہم کرتا اور لعنت اس کے لئے ثابت ہے جو شراب فروشی کے لئے دکان کرایہ پر دے۔)

﴿۳۱﴾ **اس شخص کا ثواب جس نے دس سال تک ہر ماہِ رمضان میں روزے رکھے ہوں:** ابوالحسن علی ابن حسن ابن فرج مؤذن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مجھ سے محمد ابن حسین کرخی نے روایت بیان کی، کہا: میں نے امام حسنؑ کو اپنے گھر میں کسی شخص کو یہ کہتے سنا: اے ابو ہارون، جو شخص لگاتار دس سال تک ہر ماہ رمضان میں روزے رکھے تو وہ جنت میں جائے گا۔

﴿۳۲﴾ **اس شخص کا ثواب جس نے دس حج کیے ہوں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ادریس نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ مغازی نے محمد ابن خالد طیالسی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سیف ابن عُمیرہ سے، اس نے ابو بکر حضرمی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو شخص دس حج ادا کرے اللہ اس کا حساب کبھی نہیں کرے گا۔

﴿۳۳﴾ **برکت کے دس حصے ہیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے ہم سے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سہل ابن زیاد سے، اس نے حسین ابن یزید سے، اس نے سفیان حریری سے، اس نے عبدالمومن انصاری سے، اس نے امام باقرؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: برکت کے دس حصے ہیں کہ اس میں سے نو حصے تجارت میں ہیں اور باقی دسواں حصہ جلود میں ہے۔

مؤلفؒ کتاب فرماتے ہیں: جلود سے مراد بھیڑ بکریاں ہیں اور اس کی تصدیق نبیؐ سے مروی روایت سے ہوتی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: رزق کے دس حصوں میں سے نو حصے تجارت میں ہیں جبکہ باقی ایک حصہ سائب یعنی بھیڑ بکریوں میں ہے۔

اسی مضمون کی روایت ہم سے احمد ابن حسن قطان نے بیان کی، کہا: احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعید ابن عبدالرحمٰن مخزومی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن زید نے اپنے والد سے، انہوں نے زید ابن علی سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام حسینؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: رزق کے دس حصوں میں سے نو حصے تجارت میں ہیں اور باقی ایک حصہ سائبات یعنی بھیڑ بکریوں میں ہے۔

﴿۳۴﴾ **قیامت سے پہلے کی دس نشانیاں:** حسین ابن عبداللہ سعید عسکری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن محمد ابن حکیم قاضی نے ہمیں خبر سنائی، کہا: حسین ابن عبداللہ ابن شاکر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: اسحٰق ابن حمزہ بخاری اور میرے چچا نے ہم سے روایات بیان کی، کہا: عیسیٰ ابن موسیٰ غنجار نے ابو حمزہ ابن رقیہ جو ابن مصقلہ شیبانی ہے کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حکم ابن عتیبہ سے، اس نے اس شخص سے کہ جس نے حذیفہ ابن اسید سے سُنا تھا نقل کیا کہ میں نے رسول اللہؐ کو یہ کہتے سُنا کہ قیامت سے پہلے دس نشانیاں رونما ہوں گی: پانچ مشرق میں اور پانچ مغرب میں اور پھر آپؐ نے دابۃ الارض، دجال، سورج کے مشرق سے طلوع ہونے، حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ، اور یاجوج ماجوج کا ذکر کیا اور یہ کہ حضرت عیسیٰؑ ان پر غالب آجائیں گے اور انہیں سمندر میں غرق کر دیں گے، لیکن پیغمبرؐ نے ساری نشانیوں کا ذکر نہیں کیا۔

﴿۳۵﴾ **اسلام کی بنیاد دس حصوں پر رکھی گئی:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن ابی عُمیر نے ابن بکیر زرارہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد دس حصوں پر رکھی گئی: اس بات کی گواہی پر کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اللہ کے اور یہی دین ہے، نماز پر کہ یہ فریضہ ہے، روزہ پر کہ یہ ڈھال ہے، زکوٰۃ پر کہ یہ مال پاک کرنے والی ہے، حج پر کہ یہ شریعت ہے، جہاد پر کہ یہ عزت ہے، امر بالمعروف پر کہ یہ وفا ہے، نہی عن المنکر پر کہ یہ اِتمام حجت ہے، نماز جماعت پر کہ یہ موجب الفت ہے اور عصمت پر کہ یہ اطاعت ہے۔

﴿۳۶﴾ **ایمان کے دس درجے ہیں:** محمد ابن حسنؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ادریس نے محمد ابن احمد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابوعبداللہ رازی سے، اس نے حسن ابن علی ابن ابی عثمان سے، اس نے محمد ابن حماد خزاز سے، اس نے عبدالعزیز قراطیسی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: اے عبدالعزیز، ایمان کے دس درجے ہیں گویا ایک سیڑھی ہے کہ جس پر یکے بعد دیگرے زینے طے کیے جاتے ہیں، لہٰذا ایک درجہ پر فائز ہونے والے کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ تمہارا کوئی درجہ ہی نہیں یہاں تک کہ دس درجوں پر فائز ہو جائے اور نہ ہی تم اپنے سے کم درجہ پر کھڑے شخص کو گرا دو گے کہ مبادا تم سے اوپر کھڑا شخص تم کو گرا دے، پس اگر تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو تم سے نچلے درجہ پر کھڑا ہو تو نرمی کے ساتھ اپنے ساتھ اوپر لے جاؤ اور اسے ناقابل برداشت عمل کرنے کو مت کہنا کہ وہ ٹوٹ جائے گا اور جو شخص کسی مومن کو توڑ دے تو اسے اس کے نقصان کی تلافی کرنی پڑے گی، (یاد رہے کہ) مقدادؓ آٹھویں درجہ پر تھے، ابوذرؓ نویں درجہ پر اور سلمانؓ دسویں پر۔

محمد ابن حسنؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے حسین ابن معاویہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن حماد سے جو یوسف ابن حماد خزاز کا بھائی تھا، اس نے عبدالعزیز قراطیسی سے نقل کیا کہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ان سے شیعوں کے حالات اور جو کچھ وہ کہتے ہیں ان کا آپؑ سے تذکرہ کیا تو آپؑ نے فرمایا: اے عبدالعزیز، ایمان کے دس درجے ہیں جیسے کسی سیڑھی کے دس زینے ہوں کہ جنہیں یکے بعد دیگرے طے کیا جاتا ہے، پس ایک درجہ پر فائز شخص دو درجے کے حامل شخص کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ تمہارے پاس کوئی شے نہیں ہے یہاں تک کہ وہ دسویں درجے پر فائز ہو جائے۔ اس کے بعد امام نے فرمایا: سلمانؓ دسویں درجے پر تھے، ابوذرؓ نویں درجے پر اور مقدادؓ آٹھویں پر؛ اے عبدالعزیز اپنے سے نچلے درجہ پر کھڑے شخص کو مت گراؤ کہ مبادا تم سے اونچے درجہ پر کھڑا شخص تم کو گرا دے نیز جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو تم سے کم مرتبہ والا ہو اور تم اسے اوپر لے جاسکتے ہو تو اسے اپنے درجہ تک بلند کرو البتہ بہت نرمی کے ساتھ، اس پر ناقابل برداشت بوجھ مت ڈالنا کہ وہ ٹوٹ جائے گا اور جو شخص کسی مومن کو توڑ دے تو اس پر اس کے نقصان کی تلافی کرنا لازم ہے اس لئے کہ اگر تم کسی اونٹ یا گائے کے بچہ پر کہ جس سے ابھی دودھ چھڑایا گیا ہو نویں سال میں داخل اونٹ جتنا بوجھ لاد دو گے تو تم نے اُسے ناکارہ کر دیا۔

(شرح: چونکہ اونچے درجے والا نچلے درجے والے کو گناہ گار اور بے ایمان گردانتا ہے اور نچلے درجہ والا اس کو اسی نظر سے دیکھتا ہے حالانکہ وہ ایمان میں اس سے کامل تر ہوتا ہے کہ ان مطالب کو سمجھتا ہے، بیان کرتا ہے اور افعال انجام دیتا ہے کہ جن سے وہ ضعیف الایمان خارج ہوتا ہے اور اس کی نظر میں اونچے درجے والے کے افعال ایمان کے خلاف ہوتے ہیں جیسا کہ سرگزشتِ حضرت موسیٰؑ اور اس بندے کے درمیان واقع ہوا جو باطنی مقام و درجہ رکھتا تھا اور سورۂ کہف سے موضوع واضح ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو آیۂ کریمہ ۶۴ سے آیۂ مبارکہ ۸۲ تک جو ان دو بندگان خدا کی داستان کا احاطہ کرتی ہیں)۔

﴿۳۷﴾ **اس شخص کا ثواب جو دس سال تک خوشنودئ خدا کی خاطر اذان دیے:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن احمد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن علی کوفی سے، اس نے مصعب ابن سلام تمیمی سے، اس نے سعد ابن طریف سے نقل کیا کہ امام باقرؑ نے فرمایا: جو شخص دس سال تک اللہ کی خوشنودی کی خاطر اذان دے تو اللہ اس کی حدِ نگاہ اور آسمان میں اس کی حدِ آواز کے برابر اس کی مغفرت کرے گا اور اس کی تصدیق ہر خشک و تر چیز کرے گی جس نے اس کو سنا ہوگا نیز جتنے افراد نے اس کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھی ہوگی ان میں اس کا بھی حصہ ہوگا اور اس کی اذان سُن کر جتنے افراد نے نماز پڑھی ہوگی اتنی نیکیاں اس کو حاصل ہوں گی۔

﴿۳۸﴾ **مسواک میں دس خوبیاں پائی جاتی ھیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ادریس نے محمد ابن احمد ابن حسن ابن حسن لؤلؤئی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن علی ابن یوسف سے، اس نے معاذ جوہری سے، اس نے عمرو ابن جمیع سے اس کے سلسلۂ سند کے ساتھ مرفوع روایت بیان کی کہ نبیؐ نے فرمایا: مسواک میں دس خوبیاں پائی جاتی ہیں: منہ کو صاف رکھتی ہے، پروردگار کو خوش کر دیتی ہے، نیکیوں میں ستر گنا اضافہ کرتی ہے، سنت رسولؐ ہے دانتوں کے سوراخ بند کر دیتی ہے، دانتوں کو سفید کرتی ہے، مسوڑھوں کو مضبوط بناتی ہے، بلغم دور کرتی ہے، آنکھوں سے دُھندلے پن کو دُور کرتی ہے اور بھوک میں اضافہ کرتی ہے۔

﴿۳۹﴾ **قیامت کی دس نشانیاں ھیں:** محمد ابن احمد ابن ابراہیم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوعبداللہ وراق محمد ابن عبداللہ ابن سراج (ایک نسخہ میں فرج ہے) نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالحسن علی ابن بیان مقری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن سابق نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: زائدہ نے اعمش کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: فرات ابن قزاز نے ابوطفیل عامر ابن واثلہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حذیفہ ابن اسید غفاری سے نقل کیا: ہم لوگ مدینہ میں ایک دیوار کے سایہ تلے بیٹھے ہوئے تھے اور رسول خداؐ حجرہ میں، پس آپؐ نے ہمیں جھانکا اور فرمایا: کیا ہو رہا ہے؟ تو ہم نے کہا: بات چیت کر رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: کس چیز کے متعلق؟ ہم نے کہا: قیامت کے بارے میں، تو آپؐ نے فرمایا: تم لوگ اس وقت تک قیامت نہیں دیکھو گے جب تک اس سے پہلے دس نشانیوں کو نہ دیکھ لو: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال، دابۃ الارض، تین کا زمین میں دھنس جانا، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرۂ عرب میں، خروجِ عیسیٰؑ ابن مریمؑ، خروجِ یاجوج ماجوج، آخری زمانہ میں یمن کی زمین کی گہرائی میں آگ ہوگی جو اپنے پیچھے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑے گی، لوگوں کو محشر کی طرف ہانکے گی، جب لوگ کھڑے ہوں گے تو وہ بھی ان کے سروں پر جا کھڑی ہوگی کہ انہیں محشر تک ہانکے۔

﴿۴۰﴾ **رسول خداؐ دن رات میں خانۂ کعبه کے دس مرتبه سات سات طواف کرتے تھے:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابراہیم ابن مہزیار نے اپنے بھائی علی ابن حسین ابن سعید کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے صفوان اور قاسم سے، انہوں نے کاہلی سے، اس نے ابوالفرج سے نقل کیا کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ آیا رسول خداؐ کی عادات میں طواف کرنا شامل تھا؟ آپؑ نے فرمایا: رسول خداؐ دن رات میں دس مرتبہ سات سات طواف کیا کرتے تھے: تین مرتبہ دن کے پہلے حصہ میں، تین مرتبہ رات کے آخری حصہ میں، دو مرتبہ جب صبح ہوتی تھی اور دو مرتبہ ظہر کے بعد، البتہ ان کے درمیان کے وقت آپؐ استراحت فرماتے تھے۔

﴿۴۱﴾ **اس شخص کے متعلق جو ماہِ رمضان میں دن کے وقت عورت کے ساتھ دس مرتبہ ہمبستری کرے:** ابوطالب مظفر ابن جعفر ابن مظفر علویؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن محمد ابن مسعود نے اپنے والد ابونصر محمد ابن مسعود ابن محمد ابن عباس عیاشی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن احمد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن محمد ابن شجاع نے محمد ابن عثمان کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے حمید ابن محمد سے، اس نے احمد ابن حسن ابن صالح سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے فتح ابن یزید جرجانی سے نقل کیا کہ اس نے امام کاظمؑ کو خط لکھا کہ جس میں اس نے اس شخص کے متعلق سوال کیا کہ جس نے ماہِ رمضان میں حلال یا حرام کے ذریعہ کسی عورت کے ساتھ دس مرتبہ جماع کیا؟ امامؑ نے فرمایا: اس پر دس کفارے لازم ہیں کہ ہر مرتبہ کے عوض ایک کفارہ ہوگا نیز اگر اس نے کچھ کھایا پیا بھی تھا تو ایک دن کا کفارہ دے گا۔

﴿۴۲﴾ **دس نصیحت آموز کلمے:** محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابن ابی عُمیر سے، اس نے ابان ابن عثمان سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ کے پاس ایک شخص آ کر کہنے لگا: میرے ماں باپ آپ پر فدا، مجھے کوئی نصیحت کیجئے، تو امامؑ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے رزق کی ذمہ داری لی ہے تو پھر تمہاری یہ تگ ودو کس لئے؟ اگر رزق تقسیم کیا جا چکا ہے تو پھر حرص کس لئے؟ اگر حساب کتاب برحق ہے تو پھر جمع آوری کس لئے؟ اگر آگے کی ذمہ داری خدا کی ہے تو پھر بُخل کس لئے؟ اگر جہنم کی سزا برحق ہے تو معصیت کس لئے؟ اگر موت برحق ہے تو خوشی وشادمانی کس لئے؟ اگر اللہ کے حضور میں پیشی برحق ہے تو مکر وفریب کس لئے؟ اگر پُل صراط پر سے گزرنا برحق ہے تو خود بینی کس لئے؟ اگر ہر چیز قضاوقدر کی وجہ سے ہے تو یہ غم وحُزن کس لئے؟ اور اگر یہ دنیا فنا ہونے والی ہے تو اس سے مطمئن ہو جانا کس لئے؟

﴿۴۳﴾ **اس امت کے دس افراد خدائے بزرگ کے منکر ہیں:** ابوالحسین محمد ابن علی ابن شاہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوحامد احمد ابن محمد ابن حسین نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابویزید احمد ابن خالدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن صالح تمیمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: انس ابن محمد ابومالک نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام باقرؑ سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے انؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علیؑ، اس امت کے دس افراد خدائے بزرگ کے منکر ہیں: (ایک نسخہ میں نمام یعنی اِدھر کی بات اُدھر اور اُدھر کی بات اِدھر کرنے والا ہے) آدم کُش، جادوگر، دیوّث، وہ شخص جو حرام ذریعہ سے کسی عورت کے عقب سے جماع کرے، چوپائے سے جماع کرنے والا، محرم سے جماع کرنے والا، فتنہ برپا کرنے کی کوشش کرنے والا، مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے والے کو اسلحہ بیچنے والا، زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا اور وہ شخص جو حج کر سکتا تھا مگر نہ کیا اور اسی حالت میں مر گیا۔

﴿۴۴﴾ **دورِ جاہلیت کے لوگوں کے جوئے کے تیر دس تھے:** احمد ابن زیاد ابن جعفر ہمدانی اور حسین ابن ابراہیم ابن احمد ابن ہشام ابن (ایک نسخہ کے مطابق) مؤدب اور علی ابن عبداللہ وراق اور حمزہ ابن محمد ابن احمد ابن جعفر ابن محمد ابن زید ابن علی ابن حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالبؑ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے ۳۰۷ ھجری میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے ابواحمد محمد ابن زیاد ازدی اور احمد ابن محمد ابن ابی نصر بزنطی دونوں کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے ابان ابن عثمان احمر سے، انہوں نے ابان ابن

تغلب سے نقل کیا کہ امام باقرؑ نے اللہ عزوجل کے اس قول: **حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر** (الآیة) یعنی تم پر مردار، خون اور سؤر کا گوشت حرام ہے ...(آخر آیت تک)(سورۂ مائدہ- آیت ۳) کے متعلق فرمایا: مردار، خون اور سؤر کا گوشت تو معروف ہیں اور اسی طرح **وما اھل بہ لغیر اللہ** یعنی جسے بتوں کے لئے ذبح کیا گیا ہو۔ البتہ جہاں تک **منخنقة** کی بات ہے تو مجوسی قوم تو مردار کو نہیں کھاتی تھی مگر گائے اور بھیڑ بکریوں کا گلا گھونٹ دیا کرتے تھے اور جب ان کا گلا گھونٹ دیا جاتا تھا اور وہ مر جاتے تھے تو انہیں کھا لیتے تھے۔ **متردیة** (جو کنویں وغیرہ میں گر کر مر جائے) وہ لوگ ایسے جانور کی آنکھیں باندھ دیا کرتے تھے اور اسے چھت سے گرا دیتے تھے اور جب ایسا جانور مر جاتا تھا تو اسے کھا لیتے تھے۔ **نطیحة** (جو سینگ سے مارڈالا گیا ہو) وہ لوگ مینڈھوں کو سینگ بہ سینگ لڑواتے تھے اور جب اُن میں سے کوئی ایک مر جاتا تھا تو اسے کھا لیتے تھے۔ **و ما أکل السبع الا ما ذکیتم** (جسے درندہ کھا جائے مگر یہ کہ تم نے اسے شرائط کے مطابق ذبح کر دیا ہو) پس وہ لوگ اس جانور کو بھی کھا لیتے تھے جسے بھیڑیا یا شیر کھا گیا ہو مگر اللہ نے اسے حرام قرار دیا **وما ذبح علی النصب** (جسے بتوں پر چڑھایا جائے) وہ لوگ آتشکدوں کے لئے ذبح کرتے تھے اور قریش درخت اور چٹان کی پرستش کیا کرتے تھے پس وہ ان دونوں کے لئے قربانی کیا کرتے تھے **وان تستقسموا بالأزلام ذلکم فسق** (اور جسے تم تیروں سے تقسیم کرلو کہ یہ سب حرام ہے) وہ لوگ نحر شدہ اونٹوں کے دس حصے کیا کرتے تھے اس کے بعد اس کے گرد جمع ہو کر تیر نکال لیتے تھے اور انہیں ایک شخص کے پاس رکھوا دیتے تھے اور ان تیروں کی تعداد دس ہوتی تھی کہ جن میں سے سات میں حصہ ہوتا تھا اور باقی تین کے لئے کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا، پس جن کے حصے ہوتے تھے وہ یہ ہیں: فذ، توأم، مسبل، نافس، حلیس، رقیب اور معلی: اس میں بھی توأم کے دو حصے ہوتے تھے جبکہ مسبل کے تین حصے، نافس کے چار، حلیس کے پانچ، رقیب کے چھ اور معلی کے سات حصے ہوتے تھے۔ جن کا کوئی حصہ مقرر نہیں ہوتا تھا وہ سیح، منیح اور وغد تھے۔ نیز اونٹوں کی قیمت اُن کے ذمہ ہوتی تھی کہ جن کا کوئی حصہ نہیں نکلتا تھا اور یہ جوا ہے کہ جسے اللہ عزوجل نے حرام قرار دیا ہے۔

﴿۴۵﴾ وہ دُعا جسے اللہ نے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے کہ وہ اسے طلوع آفتاب اور غروبِ آفتاب سے قبل دس مرتبہ پڑھے: احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطان نے بکر ابن عبداللہ ابن حبیب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: اسماعیل ابن فضل نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میں نے امام جعفر صادقؑ سے اللہ عزوجل کے اس قول: **فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس و قبل غروبها** (پس تم اپنے رب کی حمد بجالایا کرو، طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے)(سورۂ طٰہٰ- آیت ۱۳۰) کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ وہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے قبل دس مرتبہ اس دعا کو پڑھے: **لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ** (ایک نسخہ میں **دَآئِمٌ** ہے) **لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ**

راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا: **لا إله إلا الله وحده لاشريک له، له الملک وله الحمد يحيي و يميت و يحيي** تو امام نے فرمایا: اے شخص، اس میں کوئی شک نہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا اور مارے گا اور مارے گا اور زندہ کرے گا لیکن تم اسی طرح کہو کہ جیسا میں کہتا ہوں (ایک نسخہ میں ہے "جیسا میں نے کہا")

(شرح اس روایت میں فرض سے مراد مستحب وظیفہ ہے)۔

﴿۴۶﴾ **بنو عبدالمطّلب دس افراد تھے اور عباس:** احمد ابن زیاد ابن جعفر ہمدانیؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عُمیر سے، اس نے ابان ابن عثمان احمر سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سُنا کہ آپ اپنے والد بزرگوار امام باقرؑ کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے جابر ابن عبداللہ انصاریؓ کو یہ کہتے سُنا کہ رسول خداؐ سے اولادِ عبدالمطلب کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: دس اولادیں تھیں اور عباسؓ۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: اور وہ ہیں: عبداللہ، ابوطالب، زبیر، حمزہ، حارث؛ یہ سب سے بڑے تھے، غیداق، مقوم، حجل، عبدالعزّی اور یہی ابولہب تھا، ضرار اور عبّاس۔ نیز کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مقوم ہی حجل تھا اور عبدالمطّلب کے دس نام تھے جو عرب میں معروف تھے اور ان سے روم، عجم اور حبشہ کے بادشاہ بھی ان ناموں سے واقف تھے۔ وہ دس نام یہ ہیں: عامر، شیبۃ الحمد، سید البطحا، ساقی حجیج، ساقی مغیث، غیث الوری فی العام الجدب، ابوالسادۃ العشرۃ، عبدالمطلب اور حافر زمزم۔ مزید برآں یہ کہ ان سے پہلے کسی اور کو یہ خصوصیت حاصل نہ تھی۔

گیارھواں باب

﴿۱﴾ **اُن گیارہ ستاروں کے نام جنھیں حضرت یوسفؑ نے خواب میں سورج اور چاند کے ساتھ سجدہ کرتے دیکھا تھا:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے علی ابن محمد سے، اس نے کسی ایک شخص سے، اس نے سلیمان ابن زیاد منقری سے، اس نے عمرو ابن شمر سے، اس نے اسماعیل سدی سے، اس نے عبدالرحمن ابن سابط قرشی سے، اس نے جابر ابن عبداللہ انصاریؒ سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق کہ جس میں حضرت یوسفؑ سے حکایت کی گئی ہے: إني رأيت أحد عشر كوكبا والشمس والقمر رأيتهم لي ساجدين (بے شک میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند کو دیکھا: میں نے انہیں مجھے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا) ستاروں کے نام کے بارے میں فرمایا: ان کے نام یہ ہیں: طارق، جریان، ذیال، ذوالکتفان، قابس، وثاب، عمودان، فیلق، مصبح، فروج، ذوالفرغ، ضیاء اور نور یعنی سورج اور چاند۔ نیز یہ سب ستارے آسمان کو احاطہ کیے ہوئے ہیں۔

ابو محمد عبداللہ ابن حامد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوبکر محمد ابن جعفر نے ہمیں خبر سنائی، کہا: جعفر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابن عرفہ یعنی حسن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حکم ابن ظہیر نے سدی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبدالرحمن بن سابط قرشی سے، اس نے جابر ابن عبداللہ انصاریؒ سے نقل کیا کہ نبیؐ کی خدمت میں ایک یہودی آیا کہ جس کو بستان الیہودی کہتے تھے اور کہنے لگا: اے محمدؐ، مجھے ان ستاروں کی بابت بتاؤ کہ جنہیں یوسف نے خود کو سجدہ کرتے دیکھا تھا کہ ان کے نام کیا ہیں؟ تو اللہ کے نبیؐ نے اس دن اس کی کسی بات کا کوئی جواب نہیں دیا، پس حضرت جبرئیل بعد میں نازل ہوئے اور نبیؐ کو ان ناموں سے آگاہ کیا تو نبیؐ نے بستان کو بلا بھیجا اور جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبیؐ نے فرمایا: اگر میں ان ستاروں کے نام تم کو بتا دوں تو کیا تم اسلام لے آؤ گے؟ راوی کہتا ہے کہ اس یہودی نے رسول خداؐ سے کہا: جی ہاں، تو نبیؐ نے فرمایا: جریان، طارق، ذیال، ذوالکتفان، قابس، وثاب، عمودان، فیلق، مصبح، فروج، ذوالفرغ، ضیاء اور نور کہ حضرت یوسفؑ نے انہیں آسمان میں خود کو سجدہ کرتے دیکھا تھا اور جب حضرت یوسفؑ نے حضرت یعقوبؑ کو یہ قصہ سنایا تو انہوں نے کہا: یہ پراگندہ معاملہ ہے کہ اللہ عزوجل اس کام کو درست فرما دے گا۔ راوی کہتا ہے کہ اس وقت بستان نے کہا: خدا کی قسم، یہی ان ستاروں کے نام ہیں!

﴿۲﴾ **زمزم کے گیارہ نام ھیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے احمد ابن ابی نصر بزنطی سے، اس نے ایمن ابن محرز سے، اس نے معاویہ ابن عمار سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: زمزم کے نام یہ ہیں: رکضۂ جبرئیل، حفیرۂ اسماعیل، حفیرۂ عبدالمطلب، زمزم، برہ، مضمونہ، رواء، شبعہ، طعام، مطعم اور شفاء سُقم۔

(شرح: احادیث کے مطابق زمزم کی پیدائش کی تاریخ یہ ہے کہ جب اسماعیلؑ شیرخوار بچے تھے اور پیاس سے بیتاب ہوئے تو حضرت ہاجرہؑ نے انہیں اس مقام پر چھوڑا جو زمزم کے ظاہر ہونے کی اصل جگہ تھی اور چند مرتبہ کوہِ صفا و مروہ پر پانی کی تلاش میں گئیں گئیں اور جب واپس آئیں تو اسماعیلؑ کے پیروں کے نیچے قدمِ جبرئیل سے چشمہ ظاہر اور جاری ہو چکا تھا۔ انہوں نے کچھ مٹی اس کے گرد لگائی اور عبرانی میں کہا: ٹھہر جا۔ اس وجہ

سے اس کا نام "رکضۂ جبرئیل" اور "زمزم" پڑا۔ پھر حضرت اسماعیل نے اسے کھودا اور ایک کنوئیں کی شکل میں ظاہر ہوا اس لئے "حفیرۂ اسماعیل" کا نام دیا گیا اور جب خزاعہ مکہ پر قابض ہوا اور قریش سے جھگڑے میں اس کو بند کر دیا اور چھپا دیا دوبارہ حضرت عبدالمطلبؑ نے اس کو کھولا تو ''حفیرۂ عبدالمطلبؑ'' کا نام دیا گیا۔ "برّہ" یعنی نیکی دینے والا۔ مقدس اور پناہِ کعبہ میں ہونے کی وجہ سے "مضمونہ" کہا جاتا ہے۔ "رواء" ہے کہ لوگوں کو سیراب کرتا ہے۔ "شبعہ وطعام ومطعم" اس لئے کہ اس کے قریب حاجیوں کی مہمانی کی جاتی ہے اور ان کو سیراب کیا جاتا ہے۔ "شفاء سُقم" اس لئے کہ اس سے شفا حاصل ہوتی ہے)۔

﴿بارھواں باب﴾

﴿۱﴾ **پہلے باب سے بارھویں باب تک:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطارؒ نے محمد ابن احمد ابن یحیی ابن عمران اشعری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوعبداللہ رازی نے ابوالحسن عیسٰی ابن محمد ابن عیسی ابن عبداللہ محمدی کے ذریعہ جو اولادِ محمد حنفیہؒ میں سے ہیں ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے محمد ابن جابر سے، انہوں نے عطا سے، انہوں نے طاؤس سے نقل کیا کہ حضرت عمرؓ ابن خطاب کے پاس ایک یہودی وفد آیا جبکہ ان دنوں لوگ ان کی ولایت کے قائل تھے اور اس وفد نے آ کر کہا: تم نبیؐ کے بعد امت کے والی ہو لہٰذا ہم آئے ہیں تاکہ تم سے کچھ سوالات پوچھ لیں کہ اگر تم نے ان کے جوابات دے دیئے تو ہم ایمان لے آئیں گے اور تمہاری تصدیق کرتے ہوئے تمہارے پیروکار ہو جائیں گے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے کہا: جو تم چاہتے ہو پوچھ لو! انہوں نے کہا: ہمیں سات آسمانوں کے تالوں اور ان کی چابیوں کے بارے میں بتاؤ، ہمیں اس قبر کے متعلق بھی بتاؤ جس نے صاحب قبر کو سیر کروائی، ہمیں اس چیز کے بارے میں بتاؤ کہ جس نے اس کی قوم کو ڈرایا جبکہ وہ جن تھا اور نہ ہی انسان، ہمیں اس جگہ کے بارے میں بتاؤ کہ جس پر سورج چمکا تھا مگر دوبارہ وہاں کبھی سورج نہیں نکلا، ہمیں ان پانچ مخلوقات کے بارے میں بتاؤ کہ جن کی تخلیق رحمِ مادر میں نہیں ہوئی اور ہمیں ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس، گیارہ اور بارہ کے متعلق بتاؤ۔

راوی کہتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کچھ دیر کے لئے اپنا سر جھکا لیا اس کے بعد اپنی آنکھیں کھولیں اور پھر کہا: تم نے عمرؓ ابن خطاب سے ایسی چیز کے متعلق پوچھا جس کا اس کو علم ہی نہیں ہے، لیکن رسول خداؐ کے چچا زاد بھائی تمہیں تمہارے سوالوں کے جوابات دے دیں گے، یہ کہہ کر انہوں نے حضرت علیؑ کو بلا بھیجا اور جب آپؑ تشریف لائے تو کہا: اے ابوالحسنؑ، قوم یہود نے مجھ سے کچھ سوالات کیے ہیں مگر میں ان کی کسی چیز کا جواب نہ دے سکا حالانکہ مجھے انہوں نے ضمانت دی ہے کہ اگر میں ان کو آگاہ کر دوں تو یہ لوگ نبیؐ پر ایمان لے آئیں گے تو حضرت علیؑ نے ان سے کہا: اے قوم یہود، میرے سامنے اپنے مسائل پیش کرو۔ لہٰذا اُن لوگوں نے آپ سے بھی وہی سوالات کیے جیسے حضرت عمرؓ سے کیے تھے تو حضرت علیؑ نے فرمایا: کیا تم ان کے علاوہ بھی مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں اے ابوشبیرؑ و شبرؑ، تو حضرت علیؑ نے ان سے کہا: آسمانوں کے تالے اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے، اس کی چابیاں لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے، جس قبر نے اپنے صاحب کو سیر کروائی تھی یہ وہ مچھلی ہے کہ جس نے اپنے بطن میں حضرت یونسؑ کو سات سمندروں کی سیر کروائی تھی، جس چیز نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا مگر وہ جن تھا اور نہ ہی انسان یہ حضرت سلیمانؑ ابن داؤدؑ کی چیونٹی تھی، جس مقام پر سورج نے اپنی روشنی ڈالی تھی مگر اس کے بعد کبھی وہاں طلوع نہیں ہوا یہ وہ سمندر ہے جس میں اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰؑ کو نجات دی تھی اور فرعون اور اس کے ساتھیوں کو اس میں غرق کر دیا تھا، وہ پانچ جو رحمِ مادر سے خلق نہیں ہوئے: حضرت آدمؑ حضرت حواؑ، عصائے موسیٰؑ، ناقۂ صالحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کا مینڈھا ہیں۔

ایک اللہ ہے کہ جس کا کوئی شریک نہیں، دو حضرات آدمؑ و حواؑ ہیں، تین حضرات جبرئیلؑ، میکائیلؑ اور اسرافیلؑ ہیں، چار توریت، انجیل، زبور اور قرآن ہے، پانچ نبیؐ پر واجب پانچ نمازیں، چھ اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: **ولقد خلقنا السماوات والارض و ما بینهما فی ستة ایام،** سات اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: **و بنینا فوقکم سبعاً شداداً** (سورۂ نبأ - آیت ۱۲) اور ہم نے تمہارے اُوپر سات آسمان مضبوط کر دیئے، آٹھ

اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: **ویحمل عرش ربک فوقهم یومئذٍ ثمانية** اور تمہارے پروردگار کے فرش کو اُس دن آٹھ اپنے اُوپر لیے ہوئے ہوں گے(سورۂ حاقہ-آیت ۱۷)، نو وہ نو نشانیاں ہیں جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھیں، دس اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: **و واعدنا موسی ثلثین لیلةً فأتممناها بعشر** اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا تھا تو ہم نے اُسے ایک عشرہ اور ملا کر تمام کیا(سورۂ اعراف-آیت ۱۴۲)، گیارہ حضرت یوسفؑ کا اپنے والد بزرگوار کو یہ کہنا ہے: **إنی رأیت أحدعشر کوکباً** میں نے گیارہ ستاروں کو دیکھے(سورۂ یوسف-آیت ۴)، بارہ اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: **اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منه اثنتی عشرة عیناً** پتھر پر اپنا عصا مارو تو اس میں سے بارہ چشمے جاری ہو گئے(سورۂ بقرہ-آیت ۶۰)

راوی کہتا ہے: یہودیوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اللہ کے اور یہ کہ حضرت محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اللہ کے رسول ہیں اور ہم یہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ آپ رسول خداؐ کے چچیرے ہیں۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کی طرف رُخ کیا اور کہنے لگے: ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ(حضرت علیؑ) رسول خداؐ کے بھائی ہیں اور اس مقام کے تم سے زیادہ حقدار یہ ہیں! اس طرح ان کے ہمراہیوں نے بھی اسلام قبول کیا اور ان کا یہ اسلام لانا خلوص کے ساتھ تھا۔

﴿۲﴾ **اولین و آخرین میں سے بدترین افراد بارہ تھے:** محمد ابن حسن ابن سعید ہاشمی کوفی نے کوفہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: فرات ابن ابراہیم ابن فرات کوفی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبید ابن کثیر نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: یحیٰی ابن حسن اور عباد ابن یعقوب اور محمد ابن جنید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوعبداللہ عبدالرحمن مسعودی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حارث ابن حصیرہ نے صخر ابن حکم فرازی کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے حیّان ابن حارث ازدی سے، اس نے ربیع ابن جمیل ضبی سے، اس نے مالک ابن ضمرہ رواسی سے نقل کیا کہ جب حضرت ابوذرؓ کو شہر بدر کیا گیا تھا تو وہ، حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ، مقداد ابن اسودؓ، عمار ابن یاسرؓ، حذیفہ ابن یمانؓ اور عبداللہ ابن مسعود یکجا ہوئے تو حضرت ابوذرؓ نے کہا: مجھے آپ حضرات کوئی حدیث بیان کریں کہ جو ہمیں رسول خداؐ کی یاد دلائے اور ہم ان کے لئے گواہی دیں، دعائے خیر کریں اور توحید خدا کے ذریعہ ان کی تصدیق کریں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: یہ میری حدیث کا زمانہ نہیں ہے! سب نے کہا: آپؑ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں، تو آپؑ نے کہا: اے حذیفہؓ ہمیں حدیث بیان کرو تو انہوں نے کہا: آپ حضرات جانتے ہیں کہ میں نے ہمیشہ مشکل اُمور کے متعلق سوالات کیے، ان ہی کو آزمایا اور ان کے علاوہ میں نے کسی اور چیز کے متعلق کبھی نہیں پوچھا! سب نے کہا: درست کہہ تم نے، آپؑ نے کہا: اے ابن مسعودؓ تم ہمیں حدیث بیان کرو، تو انہوں نے جواب دیا: میں نے ہمیشہ قرآن پڑھا اور اس کے علاوہ کسی اور چیز کے متعلق سوال نہیں کیا مگر آپ حضرات تو اصحاب احادیث ہیں، سب نے کہا: تم ٹھیک کہہ رہے ہو، آپؑ نے کہا: اے مقدادؓ تم ہمیں حدیث بیان کرو تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ حضرات جانتے ہیں کہ میں تو ایک جنگجو ہوں اور اس کے علاوہ کسی چیز کے متعلق سوال نہیں کرتا، لیکن آپ حضرات تو اصحاب احادیث ہیں، سب نے کہا: صحیح کہہ رہے ہو تم، پھر سب نے کہا: اے عمارؓ تم ہمیں کوئی حدیث بیان کرو، انہوںؓ نے جواب دیا: میں تو آج کل چیزیں بھول جاتا ہوں کہ یاد آ گیا تو آ گیا۔ حضرت ابوذر **رحمة الله علیه** نے کہا: میں آپ لوگوں کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں کہ جو آپ حضرات نے خود رسول خداؐ سے سُنی ہوگی اور بہت سے لوگوں نے آپ حضرات سے سُنی ہوگی:

رسول خداؐ نے فرمایا: کیا تم لوگ یہ گواہی نہیں دیتے کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اللہ کے اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، قیامت آئے گی۔

اس میں کوئی شک نہیں، اللہ قبر سے مُردوں کو اُٹھائے گا، مُردوں کا زندہ ہونا برحق ہے، جنت برحق ہے اور یہ کہ جہنم (بھی) برحق ہے؟

لوگوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: تم لوگوں کے ساتھ میں بھی گواہ ہوں، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: کیا تم لوگ اس بات کی گواہی نہیں دو گے کہ اللہ کے رسولؐ نے کہا: اولین و آخرین میں سے بدترین لوگ بارہ ہیں: چھ اولین میں سے، اور چھ آخرین میں سے؟ اس کے بعد آپؐ نے اولین میں سے چھ کے نام لیے: ابن آدم کہ جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا، فرعون، ہامان، قارون، سامری اور دجال کہ اس کا نام اولین میں ہے جبکہ وہ آخرین کے ساتھ خروج کرے گا اور آخرین میں سے چھ افراد یہ ہیں: بچھڑا یعنی نعثل، فرعون یعنی معاویہ، اس امت کا ہامان یعنی زید، اس امت کا قارون یعنی سعید (ایک نسخہ میں سعد)، سامری یعنی ابوموسیٰ عبداللہ ابن قیس: اس لئے کہ اس نے ایسا ہی کہا تھا جیسا کہ سامری نے قوم موسیٰؑ سے: لامِساس یعنی کوئی جنگ مت کرو۔ (ایک نسخہ میں ہے: پس یہ اس امت کا ہامان، اس کا قارون اور یہی سامری ہے) اور ابتر یعنی عمرو ابن عاص۔ تو اے لوگو! کیا تم اس بات کی گواہی دو گے؟

سب نے کہا: ہاں!

آپؐ نے فرمایا: تمہارے ساتھ میں بھی گواہ ہوں۔

اس کے بعد فرمایا: کیا تم لوگ یہ گواہی دو گے کہ اللہ کے رسولؐ نے کہا کہ میری اُمت حوض کوثر پر میرے پاس پانچ پرچموں تلے حاضر ہوگی:

پہلا پرچم: بچھڑے کا ہوگا، پس میں کھڑے ہو کر اس کا ہاتھ پکڑ لوں گا، لہٰذا جیسے ہی میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا اس کا ہاتھ سیاہ پڑ جائے گا، قدم لرزنے لگیں گے اور دل کانپنے لگے گا اور جنہوں نے اس کی مانند کردار ادا کیا ہوگا ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا، پس میں کہوں گا: میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ وہ سب کہیں گے: ہم نے ثقلِ اکبر (قرآن) کو جھٹلایا اور اسے پارہ پارہ کر دیا جبکہ ثقلِ اصغر (اہلبیت) کو خانہ نشین کر دیا اور ان کا حق ان سے چھین لیا، پس میں کہوں گا: بائیں جانب چلے جاؤ تو وہ تشنہ اور رُوسیاہ چل پڑیں گے اور اس میں سے ان کو ایک قطرہ بھی پینے کو نہیں ملے گا۔

دوسرا پرچم: اس کے بعد میری امت کے فرعون کا پرچم وارد ہوگا اور ان میں سب سے زیادہ افراد پائے جائیں گے اور انہیں میں سے بھٹکے ہوئے ہوں گے، کہا گیا: اے اللہ کے رسولؐ یہ بھٹکے ہوؤں سے کیا مراد ہے؟ کیا یہ لوگ راستہ سے ہٹ گئے ہوں گے؟ فرمایا: نہیں، بلکہ یہ لوگ اپنے دین سے پھر گئے ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا کی خاطر غم کیا ہوگا اور اسی سے مطمئن ہو گئے ہوں گے، پس میں کھڑے ہو کر ان کے پرچم دار کا ہاتھ پکڑ لوں گا تو جیسے ہی میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا اس کا چہرہ سیاہ پڑ جائے گا، اس کے قدم لرزنے لگیں گے اور اس کا دل کانپنے لگے گا اور جنہوں نے اس کی مانند کردار ادا کیا ہوگا ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا، لہٰذا میں کہوں گا: میرے بعد تم لوگوں نے ثقلین کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا؟ وہ لوگ کہیں گے: ہم نے ثقلِ اکبر (قرآن) کو جھٹلایا اور اسے پارہ پارہ کر دیا جبکہ ثقل اصغر (اہلبیت) کے ساتھ جنگ کی اور انہیں قتل کر دیا۔ میں کہوں گا: تم اپنے ساتھیوں کے راستے پر ہی جاؤ پس وہ لوگ پیاسے اور رُوسیاہ وہاں سے چل پڑیں گے اور اس میں سے ایک قطرہ تک نہ پئیں گے۔

تیسرا پرچم: اس کے بعد میرے پاس میری امت کے بامان یعنی زیاد کا پرچم وارد ہوگا، پس میں کھڑے ہو کر اس کے ہاتھ کو پکڑوں گا تو جیسے ہی میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا اس کا چہرہ سیاہ پڑ جائے گا، اس کے قدم لرزنے لگیں گے اور اس کا دل کانپنے لگے گا اور جنہوں نے اس کی مانند کردار ادا کیا ہوگا وہ اس کے پیچھے ہوں گے، لہٰذا میں کہوں گا: میرے بعد تم لوگوں نے ثقلین کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا؟ وہ لوگ کہیں گے ہم نے ثقلِ اکبر (قرآن) کو جھٹلایا اور اسے پارہ پارہ کر دیا جبکہ ثقلِ اصغر (اہلبیتؑ) کو تنہا چھوڑ دیا اور اس کی نافرمانی کی، پھر میں کہوں گا: اپنے ساتھیوں کی راہ پر گامزن ہو جاؤ تو وہ لوگ پیاسے اور روسیاہ پلٹ جائیں گے اور اس میں سے ایک قطرہ نہیں پئیں گے۔

چوتھا پرچم: اس کے بعد میرے پاس عبداللہ ابن قیس کا پرچم وارد ہوگا جو میری امت کے پچاس ہزار افراد کا امام ہوگا، پس میں کھڑے ہو کر اس کا ہاتھ پکڑوں گا تو جیسے ہی میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا اُس کا چہرہ سیاہ پڑ جائے گا، اس کے قدم لرزنے لگیں گے اور اس کا دل کانپنے لگے گا اور جنہوں نے اس کی مانند کردار ادا کیا ہوگا ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا، لہٰذا میں کہوں گا: میرے بعد تم لوگوں نے ثقلین کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا؟ وہ لوگ کہیں گے: ہم نے ثقلِ اکبر (قرآن) کو جھٹلایا اور اس کی نافرمانی کی اور ثقلِ اصغر (اہلبیتؑ) کو تنہا چھوڑ دیا اور ان سے منہ پھیر لیا تو میں کہوں گا: اپنے ساتھیوں کی راہ پر چل پڑو تو وہ لوگ پیاسے اور روسیاہ پلٹ جائیں گے اور اس میں سے ایک قطرہ تک نہیں پئیں گے۔

پانچواں پرچم: اس کے بعد میرے پاس مخدج اپنے پرچم کے ساتھ وارد ہوگا، پس میں کھڑے ہو کر اس کا ہاتھ پکڑوں گا تو جیسے ہی میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا اُس کا چہرہ سیاہ پڑ جائے گا، اس کے قدم لرزنے لگیں گے اور اس کا دل کانپنے لگے گا اور جنہوں نے اس کی مانند کردار ادا کیا ہوگا ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا، لہٰذا میں کہوں گا: میرے بعد تم لوگوں نے ثقلین کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا؟ وہ لوگ کہیں گے: ہم نے ثقلِ اکبر (قرآن) کو جھٹلایا اور اس کی نافرمانی کی اور ثقلِ اصغر (اہلبیتؑ) سے جنگ لڑی اور انہیں قتل کر دیا تو میں کہوں گا: اپنے ساتھیوں کی راہ پر چل پڑو تو وہ لوگ پیاسے اور روسیاہ پلٹ جائیں گے اور اس میں سے ایک قطرہ نہیں پئیں گے۔

چھٹا پرچم: اس کے بعد میرے پاس امیر المومنینؑ، امام المتقین اور قائد غر المحجلین کا علم وارد ہوگا، پس میں کھڑے ہو کر اس کا ہاتھ پکڑوں گا تو جیسے ہی میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا اس کا اور اس کے ساتھیوں کا چہرہ سفید ہو جائے گا، پھر میں کہوں گا: تم لوگوں نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا؟ آپؐ نے فرمایا: تو وہ لوگ کہیں گے: ہم نے ثقلِ اکبر (قرآن) کی اتباع کی اور اس کی تصدیق کی جبکہ ثقلِ اصغر (اہلبیتؑ) کی ہم نے حمایت اور نصرت کی اور ان کے ساتھ مل کر جنگ کی، تو میں کہوں گا: تم لوگ جی بھر کر سیراب ہو جاؤ تو وہ لوگ اس میں سے ایک گھونٹ پئیں گے کہ اس کے بعد وہ لوگ تا ابد پیاسے نہیں ہوں گے اور ان کے امام کا چہرہ ابھرے ہوئے سورج کی مانند درخشاں ہوگا نیز اس کے اصحاب کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند روشن ہوں گے اور گویا آسمان میں ستاروں کے انوار کی مانند۔

اس کے بعد حضرت ابوذرؓ نے فرمایا: کیا تم لوگ اس بات کی گواہی نہیں دو گے، تو لوگوں نے کہا: جی ہاں، دیں گے۔ آپؓ نے فرمایا: میں بھی تم لوگوں کے ساتھ گواہ ہوں۔

یحییٰ، عباد اور محمد نے کہا تم لوگ اس بات پر اللہ عزوجل کے سامنے گواہ رہنا کہ ابو عبدالرحمٰن نے اس حدیث کو ہم سے بیان کیا تھا، عبدالرحمن نے کہا: اللہ عزوجل کے نزدیک تم لوگ میری اس بات کے گواہ رہنا کہ حارث ابن حصیرہ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی، حارث نے کہا: اللہ عزوجل کے نزدیک تم لوگ میری اس بات کے گواہ رہنا کہ صخر ابن حکم نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی، صخر ابن حکم نے کہا: اللہ عزوجل کے نزدیک تم

لوگ میری اس بات کے گواہ رہنا کہ حیان نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی، حیان نے کہا: اللہ عزوجل کے نزدیک تم لوگ میری اس بات کے گواہ رہنا کہ ربیع ابن جمیل نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی، ربیع نے کہا: اللہ عزوجل کے نزدیک تم لوگ میری اس بات کے گواہ رہنا کہ مالک ابن ضمرہ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی، مالک ابن ضمرہ نے کہا: اللہ عزوجل کے نزدیک تم لوگ میری اس بات کے گواہ رہنا کہ حضرت ابوذر غفاریؓ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی، حضرت ابوذرؓ نے بھی اسی طرح کہا اور فرمایا: رسول خداؐ نے فرمایا: مجھ سے جبرئیل نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے یہ حدیث بیان کی۔

﴿۳﴾ **بارہ رومی مہینوں میں زوال شمس کی شناخت کا طریقہ:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ادریس نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن موسیٰ خشاب نے حسن ابن اسحٰق تمیمی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن اخوالضحی سے، اس نے عبداللہ ابن سنان سے، کہا: میں نے امام جعفر صادقؑ کو یہ کہتے سنا کہ حزیران (گرمی کا پہلا مہینہ) کے نصف میں زوال شمس نصف قدم پر، تموز کے نصف میں ایک قدم پر، آب کے نصف میں دو قدم پر، ایلول کے نصف میں ساڑھے تین قدم پر، تشرین اول کے نصف میں ساڑھے پانچ قدم پر، تشرین آخر/ثانی کے نصف میں ساڑھے سات قدم پر، کانون اول کے نصف میں ساڑھے نو قدم پر، کانون آخر/ثانی میں ساڑھے سات قدم پر، شباط کے نصف میں ساڑھے پانچ قدم پر، آذر کے نصف میں ساڑھے تین قدم پر، نیسان کے نصف میں ڈھائی قدم پر، ایار کے نصف میں ڈیڑھ قدم پر اور حزیران کے نصف میں نصف قدم پر۔

(شرح: یہ میزان (ناپ تول) بعض علاقوں کے لئے صحیح ہے کہ جن کا عرض اس معین اندازہ سے آفتاب کے رخ کے اعتبار سے ہے۔ اور تمام شہروں کے لئے یہی حساب صحیح نہیں ہے البتہ راوی یا ان لوگوں کے لحاظ سے جن کو امام نے یوں ارشاد فرمایا بالکل صحیح تھا ظاہر ی یہ علامت اس وقت ہوگی جب قبیلے کے لئے خط جدی سیدھے شانے کی پشت پر واقع ہو جو بعض علاقوں میں ہو سکتا ہے ورنہ بطور فارمولا ہر علاقے کے لئے ممکن نہیں ہے۔)

﴿۴﴾ **جن لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ کے خلافت پر بیٹھنے سے اور اسے حضرت علیؑ پر مقدم کرنے سے انکار کیا ان کی تعداد بارہ ہے:** علی ابن احمد ابن عبداللہ ابن احمد ابن ابوعبداللہ برقی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے اپنے جد احمد ابن ابوعبداللہ برقی کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، کہا: نہیکی نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: ابومحمد خلف ابن سالم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن جعفر نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: شعبہ نے عثمان ابن مغیرہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے زید ابن وہب سے نقل کیا کہ مہاجرین وانصار میں سے جن لوگوں نے ابوبکر کے خلافت پر بیٹھنے اور اس کے حضرت علیؑ پر مقدم ہونے سے انکار کیا تھا ان کی تعداد بارہ تھی:

مہاجرین: ۱. خالدؓ ابن سعید ابن عاص ۲. مقدادؓ ابن اسود ۳. ابیؓ ابن کعب ۴. عمارؓ ابن یاسر ۵. ابوذرؓ غفاری ۶. سلمانؓ فارسی ۷. عبداللہؓ ابن مسعود ۸. بریدہؓ اسلمی

انصار: ۹. خزیمہؓ ابن ثابت ذوالشہادتین ۱۰. سہلؓ ابن حنیف ۱۱. ابوایوبؓ انصاری اور ۱۲. ابوالہیثمؓ ابن تیہان وغیرہ...

جب وہ منبر پر چڑھے اور ان افراد نے باہم مشورہ کیا تو ان میں سے کچھ نے کہا: ہم اس کے پاس جا کر اس کو منبر رسولؐ سے کیوں نہ اُتار دیں جبکہ باقی لوگ کہنے لگے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو اس طرح تم لوگ اپنے آپ کو نقصان پہنچاؤ گے حالانکہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے ''اپنے ہاتھوں

اپنے آپ کو بلاکت میں مت ڈالو!" بلکہ ہمیں حضرت علی ابن ابی طالب کے پاس جانا چاہئے تاکہ ہم ان سے مشورہ لیں اور انہیں اس امر سے آگاہ بھی کردیں، لہٰذا وہ لوگ امیرالمومنینؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہنے لگے: اے امیرالمومنینؑ، آپ نے اپنے آپ کو ضائع کر دیا اور ایک ایسے حق کو چھوڑ دیا کہ جس کے آپ زیادہ سزاوار تھے؛ اب ہم نے یہ سوچا ہے کہ اس کے پاس جا کر اسے منبر رسولؐ سے اُتاریں گے اس لئے کہ یہ حق بلاشبہ آپ کا ہے اور اس خلافت کے آپ زیادہ سزاوار ہیں مگر ہم آپ کے پاس مشورہ لینے آئے ہیں تو حضرت علیؑ نے ان سے کہا: اگر تم لوگوں نے ایسا کیا تو تم نے اس کے ساتھ جنگ کر لی اور تمہاری مثال ایسی ہوگی جیسے آنکھ میں سُرمہ یا پھر سالن میں نمک، کیونکہ اس بات پر اپنے نبیؐ کی بات کو ترک کرنے اور اپنے پروردگار کو جھٹلانے والی قوم متفق ہوگئی ہے اور اس سلسلے میں میں اپنے گھر والوں سے بھی مشورہ کر چکا ہوں تو وہ بھی چپ سادھنے کے علاوہ کسی اور بات سے منع کرتے ہیں اور اس کی وجہ تم لوگ بھی جانتے ہو کہ اس قوم کے سینوں میں کینہ اور اللہ اور اس کے نبیؐ کے اہلبیت کیلئے بغض بھرا ہوا ہے اور یہ لوگ دورِ جاہلیت کے خون کا بدلہ چاہتے ہیں۔

خدا کی قسم، اگر تم لوگوں نے ایسا کیا تو یہ لوگ تلواریں سونت لیں گے اور قتل و غارت گری پر اُتر آئیں گے جس طرح کہ انہوں نے کیا تھا، یہاں تک کہ مجھے مقہور کر دیا اور مجھ پر غلبہ پالیا نیز مجھ سے کہنے لگے: بیعت کرو ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے، پھر تو مجھے اس کے علاوہ کوئی حیلہ نظر نہ آیا کہ میں اس قوم سے اپنا دفاع کروں اور اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے رسول خداؐ کی یہ بات یاد آ گئی تھی کہ اے علیؑ، جب یہ قوم تمہاری بیعت توڑ دے اور اس پر ہٹ دھرمی اختیار کر لے اور اس سلسلے میں میری نافرمانی پر اُتر آئے تو تم پر صبر کرنا لازم ہوگا یہاں تک کہ خدا اپنا حکم نازل کرے اور یہ لوگ لامحالہ تمہارے ساتھ غداری کریں گے لہٰذا تم ان کو موقع مت دینا کہ یہ تم کو ذلیل کریں اور تمہارے خون کے طالب ہو جائیں، اس لئے کہ یہ اُمت میرے بعد تم سے غداری کرے گی اور اس طرح کی خبر مجھے حضرت جبرئیلؑ نے میرے پروردگار تبارک وتعالیٰ کی جانب سے دی ہے۔

لیکن ہاں، تم لوگ اس کے پاس جاؤ اور اسے اس بات سے آگاہ کر دو جو تم نے اپنے نبیؐ سے سُنا ہے اور اُس پر کوئی چیز بھی مبہم مت رکھنا تاکہ یہ اس پر عظیم ترین اتمام حجت ہو اور جب وہ اپنے پروردگار کے سامنے اس حالت میں آئے کہ اس کی اور اس کے نبیؐ کی نافرمانی کی ہو اور اس کی مخالفت تو یہ اس کی زیادہ سے زیادہ عقوبت کا سبب بنے۔

یہ گروہ بروز جمعہ وہاں پہنچا اور منبر رسولؐ کو گھیر کر مہاجرین سے کہنے لگے: بلاشبہ اللہ نے قرآن میں تم لوگوں کو انصار پر مقدم رکھا ہے اور ارشاد ہوتا ہے **لقد تاب الله علی النبی والمهاجرين والانصار** (سورۂ توبہ آیت ۱۱۷) "یقیناً اللہ نے نبیؐ اور مہاجرین و انصار کی توبہ کو قبول کر لیا ہے" آغاز تم لوگوں سے کیا پس اس طرح اللہ نے سب سے پہلے تمہیں یاد کیا۔

خالدؒ ابن سعید کی طرف سے اتمام حجت: اس دلیل کی بناء پر بنوامیہ کے خالدؒ ابن سعید ابن عاص کھڑے ہو کر کہنے لگے: اے ابوبکرؓ، اللہ سے ڈرو جبکہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کے بارے میں کیا فرمایا ہے؛ کیا تم نہیں جانتے کہ جنگ بنوقریظہ کے دن جب ہم رسول خداؐ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے تو آپؐ نے کیا فرمایا تھا؟ یقیناً اللہ کے رسولؐ نے ہم میں سے عالی مرتبت لوگوں کی جانب رُخ کر کے فرمایا تھا: اے گروہ مہاجرین و انصار! میں تم لوگوں کو ایک وصیت کرتا ہوں لہٰذا تم لوگ اسے محفوظ کر لو اور میں تمہیں ایک پیشکش کرتا ہوں تو تم لوگ اسے قبول کر لو! آگاہ رہو کہ میرے بعد علیؑ تمہارے امیر ہیں اور تمہارے خلیفہ۔ مجھے میرے پروردگار نے اس چیز کی وصیت کی ہے اور اگر تم لوگ میری اس وصیت کی حفاظت نہیں کرو گے اور اس کی تائید و نصرت نہیں کرو گے تو تم اپنے احکام میں مخالفت کرو گے، تمہارے دینی امور تشویش کا شکار

ہو جائیں گے اور تم پر تمہارے بدترین لوگ مسلط ہو جائیں گے۔

آ گاہ رہو کہ میرے اہلبیتؑ ہی میرے وارث اور میری امت کی باگ ڈور سنبھالنے والے ہیں۔ اے میرے اللہ، ان میں سے جو بھی میری وصیت کی حفاظت کرے اس کو میرے زُمرہ میں محشور کرنا اور میری رفاقت سے بہرہ مند فرما تا کہ اُسے اُخروی سعادت نصیب ہو جبکہ اگر کوئی شخص میرے پیچھے میرے اہلبیتؑ کے ساتھ بُرائی سے پیش آئے تو اُسے جنت سے محروم کر دینا کہ جس کا عرض تمام آسمان اور زمین ہے۔

اس موقع پر عمرؓ ابن خطاب نے کہا: اے خالد، چپ رہو! تمہارا شمار شوریٰ کے لوگوں میں سے نہیں ہوتا اور نہ ہی تمہارا شمار اُن لوگوں میں سے ہوتا ہے کہ جن کی بات تسلیم کر لی جائے تو خالد کہنے لگے: بلکہ تم چُپ رہو اے ابن خطاب! پس خدا کی قسم تم جانتے ہو کہ تم اپنی زُبان سے بات نہیں کر رہے اور تم اپنے لوگوں کو چھوڑ کر دوسروں پر اعتماد کر رہے ہو۔

بخدا، قریش جانتا ہے کہ (ایک نسخہ میں ہے: میرا حسب نسب اعلیٰ ترین، میرے آداب سب سے قوی اور میں سب سے زیادہ نیک نام انسان ہوں) اور تمہارا حسب نسب سب سے زیادہ ملامت شدہ، ادب میں سب سے کم ترین اور گمنام ترین ہے نیز اللہ اور اس کے رسولؐ سے بے نیازی میں سب سے کم ترین ہے۔ میدان جنگ میں تم بزدل ہو، مال کے معاملہ میں لئیم ہو، قریش میں بھلا تمہارا کیا فخر؟! بالآخر خالد نے اسے خاموش کر دیا اور پھر بیٹھ گئے۔

ابو ذرؓ کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد حضرت ابوذر غفاری **رحمۃ اللہ علیہ** کھڑے ہو گئے اور خدا کی حمد و ثناء بجا لانے کے بعد فرمایا: اے گروہ مہاجر، تم اور تمہارے نیکوکار جانتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد یہ خلافت علیؑ کے لئے ہے، اس کے بعد حسنؑ اور حسینؑ کے لئے اور اس کے بعد اولاد حسینؑ سے میرے اہلبیتؑ کے لئے، جبکہ تم لوگ رسول خداؐ کی بات کو بالائے طاق رکھ کر اُن کی وصیت کو فراموش کرنے کا بہانہ کر رہے ہو، اس دنیائے فانی کی اتباع کرنے لگے اور آخرت کی لافانی اور لازوال نعمتوں کو ترک کر دیا کہ جس کے رہنے والے غمگین ہوں گے اور نہ ہی انہیں موت آئے گی۔ تمام انبیاءؑ کی امتوں نے ان کے بعد اسی طرح کُفر کیا اور ان کے احکامات میں ردّ و بدل کر دیا تو تم لوگ بھی ان ہی قوموں کے نقش قدم پر چلنے لگے اور جو انہوں نے کیا وہی تم نے بھی، لہٰذا عنقریب ہی تم لوگ اپنے اس کام کا وبال دیکھو گے حالانکہ اللہ اپنے بندوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتا۔

سلمانؓ فارسی کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد حضرت سلمان فارسی **رحمۃ اللہ علیہ** کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے ابو بکر، قضاوت کے وقت کس پر تکیہ کرو گے؟! جب تم سے کسی ایسی چیز کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ جس کا علم تم کو نہیں ہے تو کس کی پناہ میں جاؤ گے؟ حالانکہ اس قوم میں وہ شخص بھی موجود ہے جو علم میں سب سے بڑھ کر ہے، نیک نامی اور مناقب و فضائل میں سب سے زیادہ شہرت بھی اسی کی ہے نیز رسول خداؐ سے قرابت داری میں تم سے زیادہ وہ قریب ہے اور آپؐ کی حیات ہی میں انہوں نے حضرت علیؑ کو مقدم کر دیا تھا اور تم لوگوں کو اس کی وصیت بھی کر دی تھی مگر تم لوگوں نے پیغمبرؐ کے حکم کو چھوڑ دیا اور وصیت کو بالائے طاق رکھ دیا، لہٰذا عنقریب اس اَمر کا تصفیہ ہو گا کہ جب تم قبروں میں جاؤ گے درحالیکہ تمہارے پیٹھ پر گناہوں کا بوجھ ہو گا اور اگر تم اسی حالت میں قبر میں گئے تو تم کو اپنے کیے پر ندامت ہو گی جبکہ اگر تم حق کی طرف پلٹ جاؤ اور اہلِ حق کے ساتھ انصاف کر دو تو یہ اس دن تمہاری نجات کا سامان ہو گا کہ جس دن تم عمل کے محتاج ہو گے اور تن تنہا اپنے گناہوں کے ساتھ اپنی قبر میں ہو گے حالانکہ جو ہم نے سُنا وہ تم بھی سُن چکے ہو اور جو ہم نے دیکھا اُسے تم بھی دیکھ چکے ہو مگر یہ (دیکھنا سننا) تمہیں تمہارے کرتوتوں سے باز

کیوں نہیں رکھ رہا؟! تم کو چاہیئے کہ اپنے نفس کے لئے اللہ کو مدنظر رکھو اس لئے کہ جس نے ڈرا دیا اس نے حق خدا ادا کر دیا۔

مقدادؓ ابن اسود کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد مقداد ابن اسود رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اپنے بارے میں اندازہ کر لو اور بالشت کو دو انگلیوں کے درمیان ناپ لو (یعنی اپنی حد میں رہو اور اپنی حد سے تجاوز مت کرو)، اپنے گھر میں جا کر بیٹھ جاؤ اور اپنی غلطی پر آنسو بہاؤ کہ یہی تمہاری حیات و ممات میں سلامتی کا باعث ہو گا اور اس امر خلافت کو وہیں لوٹا دو جہاں اللہ عزوجل اور اس کے رسولؐ نے اسے قرار دیا ہے، دنیا کی طرف مت جھکو اور اس کی جو فریب کاریاں تم دیکھ رہے ہو ان سے دھوکہ مت کھاؤ اس لئے کہ عنقریب یہ دنیا تم سے چھین لی جائے گی اور اس کے بعد تو تم اپنے پروردگار کی جانب لوٹ کر جاؤ گے کہ وہ تمہارے عمل کا حساب کرے گا حالانکہ تم تو جانتے ہی ہو کہ یہ امر خلافت حضرت علیؑ کے لئے ہی ہے اور رسول خداؐ کے بعد یہ انہی کا حق ہے۔ میں نے تو تمہیں نصیحت کر دی اگر تم میری نصیحت کو قبول کرو (تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہو گا)۔

بریدہؓ اسلمی کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد بریدہ اسلمیؓ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے ابوبکرؓ تم واقعی بھول گئے ہو یا بھولنے کا بہانہ کر رہے ہو؟ یا کہیں تم اپنے آپ کو دھوکہ تو نہیں دے رہے؟ کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں ہے کہ جب رسول خداؐ نے ہمیں حکم دیا تھا اور ہم نے علیؑ کو امیر المومنین تسلیم کر لیا تھا جبکہ ہمارے نبی بھی ہمارے درمیان تھے۔ پس تم اللہ سے ڈرو جو تمہارا پالنے والا ہے اور اپنے نفس کا ادراک حاصل کرو قبل اس کے کہ اس کے ادراک کا موقع ہاتھ سے نکل جائے کہ پھر ادراک نہ کر سکو گے اور اس طرح تم اپنے نفس کو ہلاکت سے بچا لو، اس خلافت کو چھوڑ دو اور اسے اس کے حوالے کر دو کہ جو اس کا تم سے زیادہ حقدار ہے اور اپنی سرکشی پر ڈٹ کر قائم مت رہو اور اس سے باز آ جاؤ کہ اس سے باز آنا تمہارے اختیار میں ہے۔ میں نے تو نصیحت کا حق ادا کر دیا اور جو کچھ میں کہہ سکتا تھا کہہ دیا، اے کاش کہ تمہیں اس کو قبول کرنے کی توفیق مل جائے اور تم رُشد و ہدایت پا لو!

عبداللہؓ ابن مسعود کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد عبداللہؓ ابن مسعود کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے جماعت قریش، یقیناً تم اور تمہارے پسندیدہ لوگ بھی اس بات سے واقف ہیں کہ تمہارے نبیؐ کے اہلبیتؑ تم سب سے زیادہ رسول خداؐ سے قریب ہیں اور اگر تم اس خلافت کے اس لئے دعویدار ہو کہ رسول خداؐ سے تمہاری قرابت داری ہے اور تم کہتے ہو کہ ہم پہلے اسلام لائے تو تمہارے نبیؐ کے اہل بیتؑ تم سے بھی رسول خداؐ سے قریب تر ہیں اور تم میں سب سے پہلے جو شخص اسلام لایا تھا وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں جو تمہارے نبیؐ کے بعد اس خلافت کے حقیقی حقدار ہیں۔ لہٰذا جس چیز کو اللہ نے اُن کے لئے مخصوص رکھا ہے تم لوگوں پر لازم ہے کہ وہ انہیں دے دو اور پیٹھ دکھا کر مت جاؤ کہ نقصان میں رہو گے۔

عمارؓ ابن یاسر کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد عمارؓ ابن یاسر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے ابوبکرؓ کسی حق کو اپنا سمجھ کر مت لے لو کہ اللہ عزوجل نے اسے کسی اور کے لئے قرار دیا ہے اور رسول خداؐ کے اہلبیتؑ کے سلسلہ میں آپؐ کے پہلے نافرمان مت بنو اور حق ان کے حقداروں کی جانب لوٹا دو کہ اس طرح تمہاری پیٹھ پر سے بوجھ ہلکا ہو جائے گا اور تم اپنا گناہ کم کر لو گے، لہٰذا تم رسول خداؐ سے جب ملاقات کرو گے تو وہ تم سے راضی و خوشنود ہوں گے اور پھر اس کے بعد تم خدائے رحمٰن کی طرف جاؤ گے تو وہ تمہارے عمل کا حساب کرے گا اور تم نے جو کچھ کیا ہے اس کے متعلق باز پرس کرے گا۔

ذو الشہادتینؓ کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد خزیمہؓ بن ثابت ذوالشہادتین کھڑے ہوگئے اور فرمایا: اے ابوبکرؓ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول خداؐ نے مجھ اکیلے کی گواہی قبول کی تھی جبکہ میرے ساتھ کوئی اور گواہ نہ تھا تو اس نے کہا: ہاں ایسا ہوا تھا، تو خزیمہؓ کہنے لگے۔ پس میں اللہ کی خاطر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ کہتے سنا کہ میرے اہلبیتؑ حق و باطل کے درمیان فرق واضح کردیں گے اور یہ وہ ائمہ ہیں جن کی اقتدا کی جانی چاہیئے۔

ابو الهیثمؓ ابن تیہان کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد ابوالہیثمؓ ابن تیہان کھڑے ہوگئے اور فرمایا: اے ابوبکرؓ، میں نبیؐ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ ایک مرتبہ آپ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت علیؑ کو کھڑا کیا، اس پر انصار کہنے لگے: رسول خداؐ نے انہیں خلافت کے لئے ہی کھڑا کیا ہے جبکہ ان میں سے کچھ کہنے لگے: انہیں اس لئے کھڑا کیا گیا ہے تا کہ لوگوں کو اس بات کا علم ہوجائے کہ حضرت علیؑ ان لوگوں کے ولی ہیں کہ جن کے رسول خداؐ ولی و مولا ہیں تو نبیؐ نے فرمایا: تم لوگ اس بات کو جان لو کہ میرے اہلبیتؑ روئے زمین پر بسنے والوں کے لئے ستارے ہیں لہٰذا انہیں مقدم اور آگے کرو نہ کہ ان کے آگے ہوجاؤ۔

سہلؓ ابن حنیف کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد سہل ابن حنیفؓ کھڑے ہوگئے اور فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول خداؐ کو منبر پر یہ کہتے سنا کہ میرے بعد تمہارا امام علیؑ ابن ابی طالب ہے اور یہ میری امت کے لئے مخلص ترین ہے۔

ابو ایوبؓ انصاری کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد ابوایوب انصاریؓ کھڑے ہوگئے اور فرمایا: تم لوگ اہلبیتؑ کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اس خلافت کو انہیں لوٹا دو کہ جس طرح ایک کے بعد ایک مقام پر ہم نے سنا ہے اور تم لوگوں نے بھی نبیؐ سے سُنا ہے کہ یہ تم لوگوں سے زیادہ سزاوار ہیں۔ پھر آپ بیٹھ گئے۔

چند دیگر افراد کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد زیدؓ ابن وہب نے کھڑے ہو کر کلام کیا اور ان کے بعد کچھ دیگر افراد نے بھی کھڑے ہو کر اسی قسم کی باتیں کیں۔

رسول خداؐ کے کچھ قابل وثوق اصحاب نے خبر دی کہ ابوبکرؓ تین دن اپنے گھر میں بیٹھے رہے اور تیسرے دن انہوں نے حضرت عمرؓ ابن خطاب، طلحہؓ، زبیرؓ، عثمانؓ ابن عفان، عبدالرحمٰنؓ ابن عوف، سعدؓ ابن ابی وقاص، ابوعبیدہؓ جراح سے ملاقات کی جبکہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ان کے خاندان کے دس افراد تھے جو تلوار سونتے ہوئے تھے؛ ان لوگوں نے انہیں گھر سے باہر نکالا اور منبر پر چڑھا دیا تو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا: خدا کی قسم، اگر تم میں سے کوئی بھی دوبارہ آیا اور اس قسم کی باتیں کیں جیسے کہ پہلے کی تھیں تو ہم اپنی تلواروں کو اس کے خون سے رنگ دیں گے، لہٰذا وہ لوگ گھر ہی میں بیٹھے رہے اور اس کے بعد کسی نے بھی بات نہ کی۔

﴿۵﴾ اللہ نے بنی اسرائیل میں سے بارہ سِبط نکالے اور امام حسنؑ و امام حسینؑ میں سے بھی بارہ سِبط نکالے: حسن ابن عبداللہ ابن سعید عسکری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالحسین نسابہ محمد ابن قاسم تیمی سعدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالفضل جعفر ابن محمد ابن منصور نے مجھے خبر سُنائی، کہا: ابومحکم محمد ابن ہشام سعدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبیداللہ ابن عبداللہ ابن حسن ابن جعفر ابن حسن ابن حسن ابن علی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بنو افطس کے متعلق لوگ جو باتیں کرتے ہیں میں نے امام موسیٰ کاظمؑ سے ان کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے اسرائیل یعنی یعقوبؑ ابن اسحٰقؑ ابن ابراہیمؑ سے بارہ سبط نکالے اور نبوت و کتاب کو ان ہی میں قرار دیا جبکہ

امیر المومنینؑ اور حضرت فاطمہؑ بنت رسول اللہؐ کے دوفرزندوں، امام حسنؑ وامام حسینؑ سے بھی بارہ سبط نکالے۔ اس کے بعد امامؑ نے اولاد اسرائیل کے بارہ اسباط کوشمار کرنا شروع کیا تو فرمایا:

۱۔ زبلون ابن یعقوب ۲۔ شمعون ابن یعقوب ۳۔ یہودا ابن یعقوب ۴۔ تشاخر ابن یعقوب

۵۔ ریکون ابن یعقوب ۶۔ یوسف ابن یعقوب ۷۔ بنیامین ابن یعقوب ۸۔ نفتالی ابن یعقوب

۹۔ وران ابن یعقوب ۔ابوالحسن نسابہ نے ان میں سے تین کے نام نہیں لیے۔

اس کے بعد امامؑ نے امام حسنؑ وامام حسینؑ کی اولاد کوشمار کرنا شروع کیا تو فرمایا: امام حسنؑ سے چھ خاندان وجود میں آئے:

۱۔ بنوحسن بن زید ابن حسنؑ ابن علیؑ ۲۔ بنوعبداللہ ابن حسن ابن حسنؑ ابن علیؑ

۳۔ بنوابراہیم ابن حسن ابن حسنؑ ابن علیؑ ۴۔ بنوحسن ابن حسنؑ ابن علیؑ

۵۔ بنوداؤد ابن حسن ابن حسنؑ ابن علیؑ ۶۔ بنوجعفر ابن حسن ابن حسنؑ ابن علیؑ

پس امام حسنؑ ابن علیؑ کے پسماندگان ان ہی چھ خاندانوں سے ہیں۔

پھر امامؑ نے اولاد حسینؑ کوشمار کرنا شروع کیا تو فرمایا:

۱۔ بنومحمد ابن علی ابن باقر ابن علی ابن حسینؑ ایک خاندان ۲۔ بنوعبداللہ ابن باہر ابن علیؑ

۳۔ بنوزید ابن علیؑ ابن حسینؑ ۴۔ بنوحسین ابن علی ابن حسینؑ ابن علیؑ

۵۔ بنوعمر ابن علیؑ ابن حسینؑ ابن علیؑ ۶۔ بنوعلی ابن علیؑ ابن حسینؑ ابن علیؑ۔

پس یہ چھ خاندان ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے اولاد حسینؑ ابن علیؑ میں سے قرار دیا ہے۔

﴿۶﴾ **نبیؐ کے بعد خلفاء اور ائمہؑ کی تعداد بارہ ہے** ابوعلی احمد ابن حسن ابن علی ابن عبدویہ قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابویزید محمد ابن علی ابن یحییٰ ابن خالد ابن یزید مروزی نے ۳۰۲ھ میں رے میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: اسحق ابن ابراہیم حنظلی نے ۲۳۸ھ میں ہم سے روایت بیان کی جو اسحق ابن راہویہ کے نام سے معروف ہے، کہا: یحییٰ ابن یحییٰ نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: ہشیم ابن خالد نے شعبی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے مسروق سے نقل کیا کہ ایک مرتبہ ہم لوگ عبداللہ ابن مسعودؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تاکہ ہم اپنے قرآن کی ان سے تصحیح کرلیں تو ان سے کسی نوجوان نے کہا: کیا تمہارے نبیؐ نے تمہیں یہ وصیت کی ہے کہ اُن کے بعد کتنے خلیفہ ہوں گے؟ عبداللہ ابن مسعود کہنے لگے: تم ابھی کم سن ہو اور یہ وہ مسئلہ ہے جس کے متعلق اس سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا: ہاں، ہمارے نبیؐ نے ہم لوگوں کو وصیت کی تھی کہ نقبائے بنی اسرائیل کی طرح آپؐ کے بعد بھی بارہ خلفاء ہوں گے۔

ابوعلی احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوعبداللہ احمد ابن محمد ابن ابراہیم ابن ابوالرجال بغدادی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عبدوس حرانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالغفار ابن حکم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: منصور ابن ابی اسود نے مطرف کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے شعبی سے روایت بیان کی، اس نے اپنے چچا قیس ابن عبدہ سے نقل کیا کہ ہم لوگ ایک حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور اس حلقہ میں عبداللہ ابن مسعود بھی شامل تھے۔ ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا تم میں سے عبداللہ ابن مسعود کون ہے؟ عبداللہ نے کہا

کہ میں عبداللہ ابن مسعود ہوں۔ اس شخص نے کہا: کیا تم لوگوں کے نبیؐ نے تمہیں یہ بیان کیا ہے کہ اُنؐ کے بعد کون حضرات خلفاء ہوں گے؟ ابن مسعودؓ نے کہا: ہاں، بارہ خلفاء ہوں گے جیسے کہ بنی اسرائیل کے نقباء کی تعداد بارہ تھی۔

ابو القاسم ابن عتاب ابن محمد ورامینی (ایک نسخہ میں نسی ہے) حافظ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یحییٰ ابن صاعد ابن محمد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن عبدالرحمٰن ابن مفضل (ایک نسخہ میں معقل ہے) اور محمد ابن عبیداللہ ابن (ایک نسخہ میں عبداللہ) ابن سوار (ایک نسخہ میں سورہ ہے) نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالغفار ابن حکم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: منصور ابن ابی الاسود نے مطرف کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے شعبی سے نقل کیا کہ عتاب ابن محمد نے کہا اور حسین ابن محمد حرانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: اسحٰق ابن محمد انماطی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یوسف ابن موسیٰ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جریر نے اشعب ابن سوار کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے شعبی سے نقل کیا کہ عتاب ابن محمد نے کہا: حسین ابن محمد حرانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: اسحٰق ابن محمد انماطی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یوسف ابن موسیٰ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جریر نے اشعب بن سوار کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے شعبی سے نقل کیا کہ عتاب ابن محمد نے کہا: حسین ابن محمد حرانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ایوب ابن محمد وزّان (ایک نسخہ میں ورّاق ہے) نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعید ابن مسلمہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: اشعث (ایک نسخہ میں اشعب ہے) ابن سوار نے ہم سے شعبی کے ذریعہ روایت بیان کی، مذکورہ تمام کے تمام افراد نے قیس ابن عبدہ سے نقل کرتے ہوئے کہا: ابو القاسم عتاب نے کہا اور یہ حدیث مطرف ہے کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ عبداللہؓ ابن مسعود بھی تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی آ کر کہنے لگا: کیا تم لوگوں میں عبداللہ ہے تو ابن مسعودؓ نے کہا: ہاں، میں عبداللہ ہوں، تمہیں کیا کام ہے؟ کہنے لگا: اے عبداللہؓ، کیا تم لوگوں کے نبیؐ نے یہ بتلایا ہے کہ تم میں کتنے خلیفہ ہوں گے؟ ابن مسعودؓ نے کہا: تم نے مجھ سے ایک ایسے اُمر کے متعلق سوال کیا ہے کہ جب سے میں عراق آیا ہوں تب سے کسی نے بھی مجھ سے اس کے بارے میں نہیں پوچھا، ہاں تو ان کی تعداد بارہ ہے جیسے بنی اسرائیل کے نقباء بارہ تھے --اور ابو عروبہ نے ایک جگہ یہ بیان دیا ہے کہ ''ہاں، تعداد میں بنی اسرائیل کے نقباء جتنے ہوں گے''۔

جریر نے اشعث ابن مسعود کے ذریعہ نبیؐ سے نقل کیا ہے کہ میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے جس طرح کہ نقبائے بنی اسرائیل بھی بارہ تھے۔

عتاب ابن محمد ورامینی (ایک نسخہ میں نسی ہے) حافظ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یحییٰ ابن محمد ابن صاعد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یوسف ابن موسیٰ نے ہم سے روایت بیان کی ہے، کہا: عبدالرحمٰن ابن معزا نے ہم سے روایت بیان کی ہے، کہا: مجالد نے عامر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے مسروق سے نقل کیا کہ عتاب ابن محمد نے کہا: اور ہم سے محمد ابن حسین نے حفص کے ذریعہ روایت نقل کی، کہا: حمزہ ابن عون نے ابی اُسامہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے مجالد سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا: ہمیں عامر نے مسروق کے ذریعہ یہ خبر سُنائی کہ ایک شخص ابن مسعودؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا: کیا تم لوگوں کے نبیؐ نے تمہیں اس بات کی خبر دی ہے کہ اُن کے بعد کتنے خلفاء ہوں گے؟ تو ابن مسعودؓ نے کہا: ہاں، اور اب تک کسی نے اس امر کے متعلق مجھ سے سوال نہیں کیا درحالیکہ تم قوم کے سب سے کم عُمر ہو: نبیؐ نے فرمایا: میرے بعد حضرت موسیٰؑ کے نقباء کی تعداد میں (خلفاء) ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطّان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: نعمان ابن احمد ابن نعیم واسطی نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن سنان قطّان

نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابواسامہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مجالد نے عامر بن مسروق کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی کہ ایک شخص عبداللہ بن مسعود کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ابوعبدالرحمن، کیا تم لوگوں کے نبیؐ نے یہ بیان کیا ہے کہ میرے بعد کتنے جانشین ہوں گے؟ ابن مسعود نے کہا ہاں، اور اس کے متعلق تم سے پہلے مجھ سے کسی نے سوال نہیں کیا حالانکہ تم اس قوم کے سب سے کم سن ہو، ہاں تو رسول خداؐ نے فرمایا: میرے بعد حضرت موسیٰؑ کے نقباء کی تعداد میں (خلفاء) ہوں گے۔

احمد بن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوبکر احمد ابن محمد ابن عبید نیشاپوری نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: ابوالقاسم ہارون ابن اسحق یعنی ہمدانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے چچا ابراہیم ابن محمد نے زیاد ابن علاقہ اور عبدالملک ابن عُمیر سے روایت کی، اس نے جابر ابن سمرہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی: اس نے کہا کہ ہم اپنے والد کے ہمراہ رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھے کہ میں نے آپ کو یہ کہتے سنا کہ میرے بعد بارہ امیر ہوں گے، اس کے بعد آپؐ نے آواز دھیمی کر لی تو میں نے اپنے والد سے کہا: رسول خداؐ ہم سے کیا بات پوشیدہ رکھ رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ آپؐ کہہ رہے ہیں کہ یہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوعلی محمد ابن علی ابن اسماعیل یشکری مروزی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سہل ابن عمار نیشاپوری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عمر ابن عبداللہ ابن زید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سفیان ابن سعید ابن عُمر و ابن اشرع نے شعبی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے جابر ابن سمرہ سے نقل کیا کہ میں اپنے والد کے ساتھ مسجد میں آیا جبکہ رسول خداؐ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو میں نے آپ کو یہ کہتے سُنا کہ میرے بعد بارہ ہوں گے یعنی امیر، اس کے بعد آپؐ نے اپنی آواز دھیمی کر لی تو میں نہ جان سکا کہ آپ کیا فرما رہے ہیں لہٰذا میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپؐ نے کیا فرمایا؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول خداؐ کہہ رہے ہیں کہ وہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالحسین طاہر ابن اسماعیل خثعمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوکریب یعنی محمد ابن علاء ہمدانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے چچا یعنی ابن عبید طنافسی نے سماک ابن حرب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے جابر ابن سمرہ سے نقل کیا کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ کہتے سُنا کہ میرے بعد بارہ امیر ہوں گے اور اس کے بعد آپؐ نے جو کہا وہ سُنائی نہ دیا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ کیا فرما رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ رسول خداؐ کہہ رہے ہیں کہ وہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسین ابن سالم نے ہمیں خبر سُنائی، کہا: محمد ابن ولید یعنی بشیری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن جعفر یعنی غندر (ایک نسخہ میں "عبدربہ" ہے) نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: شعبہ نے سماک ابن حرب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: جابر ابن سمرہ کو میں نے یہ کہتے سُنا کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ کہتے سُنا کہ بارہ امیر ہوں گے اور ایک ایسی بات کہی جسے میں نے نہیں سُنا تو کچھ لوگوں نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوعلی محمد ابن علی ابن اسماعیل مروزی نے رَے میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: فضل ابن عبدالجبار مروزی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسن یعنی ابن شقیق نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن واقد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سماک ابن حرب نے جابر ابن سمرہ کے ذریعہ مجھ سے بیان کیا کہ میں نبیؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو

یہ کہتے سُنا کہ یہ اَمرِ تکمیل کو نہیں پہنچے گا یہاں تک کہ بارہ خلفاء متمکن ہوں جو سب کے سب... اس کے بعد آپؐ نے ایک ایسا کلمہ ادا کیا جسے میں سمجھ نہ سکا لہٰذا میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپؐ نے کیا فرمایا ہے تو انہوں نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا کہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوعبدالرحمٰن عبداللہ ابن سعدان ابن سہل یشکری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ابی مقدام نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یزید یعنی ابن زریع نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابن عون نے شعبی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے جابر ابن سمرہ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: یہ دین اسی طرح معزز اور محفوظ رہے گا اور ان لوگوں کی مدد کرتا رہے گا جن سے کوئی دشمنی کرے گا یہاں تک کہ بارہ افراد خلیفہ مقرر ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد رسول خداؐ نے ایک ایسا کلمہ ادا فرمایا جسے لوگوں نے مجھے سننے نہ دیا لہٰذا میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپؐ نے کیا فرمایا تو انہوں نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا کہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابومحمد عبدالرحمٰن ابن ابی حاتم نے ہم سے روایت بیان کیا، کہا: فضل ابن یعقوب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہیثم ابن کمیل نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: زہیر نے زیاد ابن خیثمہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے زیاد ابن قیس ہمدانی سے، اس نے جابر ابن سمرہ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: اس امت کے امور بالکل درست رہیں گے اور اپنے دشمن پر ہمیشہ غالب یہاں تک کہ بارہ خلفاء گزر جائیں کہ وہ سب کے سب قریش سے ہوں، تو میں آپؐ کے گھر پر ملنے گیا اور آنجنابؐ سے کہا کہ اس کے بعد کیا ہوگا تو آپؐ نے فرمایا: ہرج مرج!

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالرحمٰن ابن ابی حاتم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علاء ابن سالم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یزید ابن حسن ابن ہارون نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: شریک نے سماک اور عبداللہ ابن عُمیر اور حصین ابن عبدالرحمٰن کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے کہا: ہم سے جابر ابن سمرہ کو یہ کہتے سُنا کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا: اس امت کے تمام اُمور درست رہیں گے اور یہ اپنے دشمن پر ہمیشہ غالب رہے گا یہاں تک کہ بارہ افراد بادشاہت کریں یا فرمایا: بارہ افراد خلیفہ مقرر ہوں۔ اس کے بعد ایک کلمہ ادا کیا جو مجھے صحیح طور پر سُنائی نہ دیا لہٰذا میں نے اپنے والد سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا: سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالرحمٰن ابن ابی حاتم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوسعید الاشج نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابراہیم ابن محمد ابن مالک ابن زید ہمدانی نے ہم نے روایت بیان کی، کہا: میں نے زیاد ابن علاقہ اور عبدالملک ابن عُمیر کو جابر ابن سمرہ کے ذریعہ روایت بیان کرتے ہوئے سُنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھا تو میں نے آپؐ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میرے بعد بارہ امیر ہوں گے، اس کے بعد آپؐ نے اپنی آواز دھیمی کر لی لہٰذا میں نے اپنے واسد سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا: وہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالقاسم عبداللہ ابن محمد ابن عبدالعزیز بغوی نے ہمیں خبر سُنائی، کہا: علی ابن جعدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: زہیر نے سماک ابن حرب، زیاد ابن علاقہ اور حصین ابن عبدالرحمٰن کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، ان سب

نے جابر ابن سمرہ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میرے بعد بارہ امیر ہوں گے ۔ مگر اس فرق کے ساتھ کہ اس کی بات میں یہ نقل کیا ہے کہ ''اس کے بعد آپؐ نے ایسا کلمہ ادا کیا جسے میں نہ سمجھ سکا'' تو ان میں سے کچھ نے بیان کیا ''لہٰذا میں نے اپنے والد سے پوچھا'' جبکہ بعض نے بیان کیا ہے کہ ''لہٰذا میں نے کچھ لوگوں سے پوچھا''۔ تو انہوں نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا: سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطّان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوبکر عبداللہ ابن سلیمان ابن اشعث نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حشرم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عیسیٰ (ایک نسخہ میں علی ہے) ابن یونس نے عمران یعنی ابن سلیمان کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے شعبی سے، اس نے جابر ابن سمرہ سے نقل کیا کہ میں نے نبیؐ کو یہ کہتے سُنا کہ میری اس امت کے امور اس سے دشمنی کرنے والے پر ہمیشہ غالب رہیں گے یہاں تک کہ بارہ خلفاء متمکن ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے آہستہ سے ایک ایسا کلمہ ادا کیا جسے میں نہ سمجھ سکا تو میں نے نسبتاً نبیؐ کے قریب تر بیٹھنے والے سے پوچھا تو اس نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا: سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطّان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالرحمٰن ابن ابی حاتم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: اسحٰق ابن ابراہیم عبدالرحمٰن ابن ابو یعقوب سمین بغوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابن علیہ نے ابن عون کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے شعبی سے، اس نے جابر ابن سمرہ سے نقل کیا کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبیؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: یہ دین ہمیشہ غالب، محفوظ اور بلند رہے گا اور جو ان سے دشمنی کرے گا ان کی نصرت کرتا رہے گا یہاں تک کہ بارہ خلفاء آئیں۔ اس کے بعد آپؐ نے ایک ایسا کلمہ ادا کیا جسے لوگوں نے مجھے سُننے نہ دیا لہٰذا میں نے اپنے والد سے کہا کہ وہ کیا کلمہ تھا جسے لوگوں نے مجھے سُننے نہ دیا تو انہوں نے کہا: سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطّان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالرحمٰن ابن ابی حاتم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن سلمہ ابن عبداللہ نیشاپوری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن منصور نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میسر ابن عبداللہ ابن زریق نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سفین ابن حسین نے سعید ابن عمر و ابن اشرع کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عامر الشعبی سے، اس نے جابر ابن سمرہ سوائی سے نقل کیا کہ میں اپنے والد کے ہمراہ مسجد میں تھا درحالیکہ رسول خداؐ خطاب فرما رہے تھے تو میں نے آپ کو یہ کہتے سُنا کہ میرے بعد بارہ امیر ہوں گے۔ اس کے بعد رسول خداؐ نے اپنی آواز دھیمی کر لی تو میں جان نہ سکا کہ آپؐ نے کیا فرمایا، لہٰذا میں نے اپنے والد سے کہا کہ نبیؐ نے کیا فرمایا تو انہوں نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا: سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطّان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوبکر عبداللہ ابن سلیمان ابن اشعث نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن یوسف ابن سالم سلمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عمر و ابن عبداللہ ابن رزین نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سفیان ابن حسین نے سعید ابن عمر و ابن اشرع کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عامر سے، اس نے شعبی سے، اس نے جابر ابن سمرہ سے نقل کیا کہ میں اپنے والد کے ہمراہ مسجد میں تھا جبکہ رسول خدا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو میں نے آپ کو یہ کہتے سُنا کہ میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے۔ اس کے بعد آپؐ نے اپنی آواز دھیمی کر لی تو میں جان نہ سکا کہ آپؐ نے کیا فرمایا، لہٰذا میں نے اپنے والد سے کہا کہ نبیؐ نے کیا فرمایا تو انہوں نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا: سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن محمد ابن اسحٰق قاضی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو یعلی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن جعد نے ہم سے روایت

بیان کی، کہا: زہیر ابن زیاد ابن خثیمہ نے اسود ابن سعید ہمدانی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا میں نے جابر ابن سمرہ کو یہ کہتے سنا کہ ''میں نے رسول خدا کو یہ کہتے سنا کہ میرے بعد بارہ خلفاء ہوں اور یہ سب قریشی ہوں گے۔ پس جب آپ اپنے گھر کو لوٹ گئے تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم دونوں خلوت میں تھے تو میں نے آپ سے کہا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: ہرج مرج۔''

احمد ابن محمد ابن اسحٰق قاضی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوخلیفہ نے ہمیں خبر سنائی، کہا: ابراہیم ابن بشار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سفیان نے عبدالملک ابن عمیر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی کہ اس نے جابر ابن سمرہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول خدا نے فرمایا: میری امت کے امور اپنی ڈگر پر چلتے رہیں گے یہاں تک کہ بارہ افراد اُن پر ولایت حاصل کرلیں۔ اس کے بعد آپ نے ایک کلمہ ایسا ادا کیا جسے میں نہ سمجھ سکا، لہٰذا میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ نے کیا فرمایا؟ تو انہوں نے کہا کہ نبیؐ نے فرمایا: سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن محمد ابن اسحٰق قاضی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حامد ابن شعیب بلخی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بشیر ابن ولید کندی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: اسحٰق ابن یحییٰ ابن طلحہ ابن عبداللہ نے معبد ابن خالد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے جابر ابن سمرہ سے نقل کیا کہ نبیؐ نے فرمایا: یہ دین اسی طرح رواں دواں رہے گا اور اس سے عداوت رکھنے والے یا اس کی مخالفت کرنے والے سے کوئی ضرر نہ پہنچ سکیں گے یہاں تک کہ بارہ امیر آئیں گے جو سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن محمد ابن اسحٰق نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوبکر ابن ابی زوار نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: اسحٰق بن ابراہیم ابن شاذان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ولید ابن ہشام نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن ذکوان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے اپنے والد کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، انہوں نے ابن سیرین سے، اس نے جابر ابن سمرہ سوائی سے نقل کیا کہ میں نبیؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؐ نے فرمایا: اس دین کی ولایت بارہ افراد کے ہاتھ میں ہوگی تو لوگ شور کرنے لگے کہ جس کی وجہ سے میں نے یہ نہیں سنا کہ (پھر) رسول خدا نے کیا فرمایا، لہٰذا میں نے اپنے والد سے پوچھا جو میری نسبت رسول خدا کے قریب تر تھے کہ رسول خدا نے کیا فرمایا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا: سب کے سب قریشی ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک بے مثال ہوگا۔

احمد ابن محمد ابن اسحٰق نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابویعلیٰ موصلی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوبکر ابن ابی شیبہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حاتم ابن اسماعیل نے مہاجر ابن مسمار کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عامر بن سعد سے نقل کیا کہ میں نے اپنے لڑکے (غلام) نافع کے ہاتھ جابر ابن سمرہ کو ایک خط ارسال کیا کہ جس میں میں نے اس سے کہا کہ جو تم نے رسول خدا سے سنا ہے وہ مجھے بھی بتا دو تو اس نے جوابی خط میں تحریر کیا: میں نے رسول خدا کو جمعہ کے روز کہ جس کی شب اسلمی کو سنگسار کیا گیا تھا یہ کہتے سنا کہ دین اسلام تا قیام قیامت قائم و دائم رہے گا اور تم پر بارہ خلفاء مقرر ہوں گے جن میں سے ہر ایک قریشی ہوگا۔

ابوعلی احمد ابن حسن قطان نے جو ابن عبدویہ کے نام سے معروف ہے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوبکر بن محمد ابن قارون نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسن ہنجانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سہل ابن بکار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حماد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یعلیٰ ابن عطا ابن مجیر ابن ابی عنبہ نے سرج برمشی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی کہ اس نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ اس امت میں بارہ (خلفاء) ہوں گے اور جب یہ مدت ختم ہو جائے گی تو یہ لوگ باغی و سرکش ہو جائیں گے اور ان میں باہم جنگ چھڑ جائے گی۔

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن قارون نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسن ہنجانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا سدیر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یحییٰ ابن ابو یونس نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: ابی نجران نے ہم سے روایت بیان کی کہ ابو خالد نے اس سے بیان کیا اور قسم کھائی کہ جب تک اس امت میں بارہ خلیفہ نہیں آتے یہ امت ہلاک نہیں ہوگی کہ ان میں سے ہر کوئی ہدایت اور دین حق کے راستے پر چلے گا۔

ابو القاسم عبداللہ ابن محمد سنار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عبداللہ محمد ابن سعید نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن علی ابن زیاد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: اسماعیل طیان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو اسامہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سفیان نے برد کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے مکحول سے نقل کیا کہ اسے یہ کہا گیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے (کیا یہ صحیح ہے؟) تو اس نے کہا: ہاں اور اس نے کچھ اور بھی بیان کیا۔

ابو القاسم عبداللہ ابن محمد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عبداللہ محمد ابن سعید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن اسماعیل طیان نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: ابو اسامہ نے ابن مبارک کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے معمر سے، اس نے کسی اور شخص سے نقل کیا کہ جس نے وہب ابن منبہ کو کہتے سُنا تھا کہ بارہ خلفاء ہوں گے اور اس کے بعد ہرج مرج اس کے بعد یہ اور اس کے بعد وہ ...

ابو القاسم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن علی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ولید ابن مسلم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: صفوان ابن عمرو نے شریح ابن عبید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عمرو بکائی سے، اس نے کعب الاخبار سے خلفاء کے متعلق نقل کیا کہ ان کی تعداد بارہ ہے۔ پس جب ان کی مدت ختم ہونے کو آئے گی تو ایک نیکوکار طبقہ آئے گا کہ جن کی عمریں دراز ہوں گی اور یہی اللہ تعالیٰ نے اپنی امت سے وعدہ کیا ہے۔ اس کے بعد اس نے اس آیت کی تلاوت کی: **وعد الله الذين آمنوا وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الأرض كما استخلف الذين من قبلهم.** اللہ نے وعدہ کیا ہے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ان کو زمین میں وارث بنائے گا جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا (سورۂ نور۔ آیت ۵۵) اس نے کہا: اور بنی اسرائیل کے ساتھ بھی خدا نے یہی سلوک روا رکھا تھا۔ نیز خدا کے لئے یہ بات کوئی گراں نہیں کہ وہ اس امت کے اُمور کو ایک یا نصف دن میں درست فرما دے جبکہ تمہارے پروردگار کے ہاں کا ایک دن اُن ایک ہزار سالوں کی مانند ہے کہ جنہیں تم شمار کرتے ہو۔

ابو القاسم عبداللہ ابن محمد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو الحسین احمد ابن محمد ابن یحییٰ قصرانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو علی بشر ابن موسیٰ ابن صالح نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو الولید قصرانی نے اسرائیل کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سماک سے نقل کیا کہ اس نے کہا کہ میں نے جابر ابن سمرہ سوائی کو یہ کہتے سُنا کہ "میں نے رسول خدا کو یہ کہتے سُنا کہ میرے بعد بارہ امیر قائم ہوں" گے۔ اس کے بعد کوئی ایسا کلمہ ادا کیا جسے میں نہ سمجھ سکا، لہٰذا میں نے کچھ لوگوں سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: یہ سب قریشی ہوں گے۔

ابو القاسم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو الحسین نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو علی حسین ابن مکتب ابن بہلول موصلی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عسار ربیع نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سلیمان ابن عبداللہ نے عامر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے شعبی سے، اس نے جابر سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میری اس امت کو ہمیشہ غلبہ حاصل رہے گا یہاں تک کہ بارہ خلفاء آئیں گے کہ ان میں سے

ہر ایک قریشی ہوگا۔

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ ابن ابی خلف نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یعقوب ابن یزید نے حماد ابن عیسیٰ کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ ابن مسکان، اس نے ابان ابن تغلب سے، اس نے سُلیم (ایک نسخہ میں مسلم ہے) ابن قیس ہلالی سے، اس نے سلمان فارسیؒ سے نقل کیا کہ جب میں رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ امام حسینؑ آپؐ کی گود میں تشریف فرما ہیں درحالیکہ آپؐ اُن کی آنکھوں اور ہونٹوں کو بوسہ دے رہے تھے اور فرماتے تھے: تم سید ابن سید ہو، تم امام ابن امام ہو، ابوالائمہ ہو، تم حجت ابن حجت ہو (اور) ابوحجج ہو کہ تمہارے صُلب سے نوحجتیں ہوں گی کہ جن میں نویں ان کے قائم (عجل اللہ فرجہ الشریف) ہوں گے۔

حمزہ ابن محمد ابن احمد ابن جعفر ابن محمد ابن زید ابن علی ابن حسینؑ ابن علی ابن ابی طالبؑ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن سعید کوفی غلام بنی ہاشم نے ہمیں خبر سنائی، کہا: قاسم ابن محمد ابن حماد نے مجھے خبر سُنائی، کہا: غیاث ابن ابراہیم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن زید ابن علی نے امام جعفر صادقؑ کے ذریعہ، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام باقرؑ سے، انہوں نے اپنے اجدادؑ سے، انہوں نے حضرت علیؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: مبارک ہو، مبارک ہو... تین مرتبہ۔ میری امت کی مثال ایسی بارش کی سی ہے کہ جس کے متعلق یہ نہیں پتا کہ آیا اس کی شروعات بہتر ہے یا انجام؟! میری امت کی مثال اس باغ کی سی ہے کہ جس میں سے ایک سال ایک قوم کھاتی ہے تو ایک قوم دوسرے سال اور شاید آخری قوم سب سے بیشتر، پربار، برتر اور پائیدار تر ہے۔ نیز وہ قوم کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کا پہلا میں ہوں اور میرے بعد بارہ خوش بخت اور صاحبان عقل اور حضرت مسیح عیسیٰؑ ابن مریمؑ اس کے آخر ہیں، لیکن اس کے درمیان والے ہرج مرج میں مبتلا ہوکر ہلاک ہوجائیں گے کہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں اُن سے!

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے محمد ابن حسین ابوالخطاب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حکم ابن مسکین ثقفی سے، اس نے صالح ابن عقبہ سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جس وقت ابوبکر کی موت واقع ہوئی اور حضرت عمر ان کی جگہ خلیفہ بنے تو وہ مسجد کی طرف گئے اور وہاں جاکر بیٹھ گئے تو ان کے پاس ایک شخص آکر کہنے لگا: اے امیرالمومنین، میں ایک یہودی شخص ہوں اور میں ان کی علامت ہوں۔ میں نے آپ سے کچھ سوالات پوچھنے کا ارادہ کیا ہے کہ اگر ان کے جوابات دے دیں تو میں اسلام قبول کروں گا۔ انہوں نے کہا: سوالات کیا ہیں؟ اس نے کہا: تین، تین اور ایک۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو پوچھوں ورنہ اگر آپ کی قوم میں کوئی آپ سے بھی زیادہ علم رکھتا ہے تو میری رہنمائی اس شخص کی جانب کردیجئے تو انہوں نے کہا: تمہیں چاہئے کہ تم اس نوجوان یعنی علی ابن ابی طالب سے رجوع کرو!

وہ شخص حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے سوال کیا تو حضرت علیؑ نے فرمایا: تم نے یہ کیوں کہا کہ تین، تین اور ایک جبکہ تم نے اس کی بجائے سات نہیں کہا؟! اس نے جواب دیا: اگر میں ایسا کہتا تو میں جاہل ہوتا اس لئے کہ اگر آپ نے میرے پہلے تین سوالوں کے جواب نہ دیئے تو میرے لئے یہی بس ہیں! آپ نے فرمایا: اگر میں جواب دے دوں تو کیا تم اسلام قبول کرلوگے؟ اس نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: پوچھو!

اس نے کہا: میں آپ سے اس پتھر کے متعلق پوچھوں گا جسے روئے زمین پر سب سے پہلے رکھا گیا، اور اس چشمہ کے متعلق جو سب سے پہلے پھوٹا اور اس درخت کے متعلق جو سب سے پہلے اُگا!

آپ نے فرمایا: اے یہودی، تم یہودی لوگ کہتے ہو کہ روئے زمین پر سب سے پہلے بیت المقدس میں پتھر رکھا گیا تھا۔ نہ تم لوگ جھوٹ

ہوتے ہو، یہ وہ پتھر ہے جو حضرت آدمؑ جنت سے لائے تھے۔
یہودی کہنے لگا: بخدا، آپ نے بالکل درست فرمایا کہ یہی حضرت ہارونؑ کی تحریر سے لکھا ہوا ہے جسے حضرت موسیٰؑ نے املاء کروایا تھا۔
پھر آپ نے فرمایا: اور تم لوگ کہتے ہو کہ روئے زمین پر پھوٹنے والا سب سے پہلا چشمہ بیت المقدس میں ہے حالانکہ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو، بلکہ یہ وہ چشمہ حیات ہے جس میں حضرت یوشع ابن نون نے مچھلی دھوئی تھی اور یہی وہ چشمہ ہے جس میں سے حضرت خضرؑ نے پانی پیا تھا اور یہی آب حیات ہے کہ جس کا پینے والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔
یہودی نے کہا: بالکل درست فرمایا، بخدا، یہی حضرت ہارونؑ کی تحریر میں لکھا ہوا ہے جسے حضرت موسیٰؑ نے املاء کروایا تھا۔
فرمایا: نیز تم لوگ کہتے ہو کہ روئے زمین پر اُگنے والا سب سے پہلا درخت زیتون ہے جبکہ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو، بلکہ یہ درخت عجوہ (ایک قسم کی کھجور) ہے کہ جسے حضرت آدمؑ جنت سے اپنے ہمراہ لائے تھے۔
اس نے کہا: بالکل درست فرمایا آپ نے کہ بخدا، یہی بات حضرت ہارونؑ نے تحریر کی کہ جسے حضرت موسیٰؑ نے املاء کروایا تھا۔
اس کے بعد یہودی نے کہا: دیگر تین سوالات یہ ہیں کہ اس امت کے امام ہادی کتنے ہیں کہ جن سے منہ پھیرنے والے ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے؟
آپ نے فرمایا: بارہ امام ہیں۔ اس نے کہا: آپ نے بالکل درست فرمایا کہ بخدا، یہی بات حضرت ہارونؑ نے تحریر کی کہ جسے حضرت موسیٰؑ نے املاء کروایا تھا۔
اس یہودی نے کہا: آپ لوگوں کے نبیؐ جنت میں کس جگہ قیام کریں گے۔
حضرت علیؑ نے فرمایا: جنات عدن میں سب سے بلندترین اور بہترین درجہ میں۔
اس نے کہا: آپ نے بالکل درست فرمایا کہ بخدا، یہی بات حضرت ہارونؑ نے تحریر کی کہ جسے حضرت موسیٰؑ نے املاء کروایا تھا۔
اس یہودی نے کہا: ان کی جگہ پر کون آئے گا؟
آپ نے فرمایا: بارہ امام! اس نے کہا: آپ نے بالکل درست فرمایا کہ بخدا، یہی بات حضرت ہارونؑ نے تحریر کی کہ جسے حضرت موسیٰؑ نے املاء کروایا تھا۔
اس کے بعد اس نے ساتواں سوال کیا اور مسلمان ہوگیا: نبیؐ کے بعد اس کا وصی کتنے سال زندہ رہے گا؟ آپ نے فرمایا: تیس (۳۰) سال۔
اس نے کہا: اس کے بعد کیا، یعنی وہ طبعی موت مرے گا یا اُسے قتل کیا جائے گا؟
آپ نے فرمایا: اسے قتل کیا جائے گا کہ اس کے سر پر ضربت لگائی جائے گی اور اس کی ڈاڑھی خون سے رنگین ہو جائے گی۔
اس نے کہا: آپ نے بالکل درست فرمایا کہ بخدا، یہی بات حضرت ہارونؑ نے تحریر کی کہ جسے حضرت موسیٰؑ نے املاء کروایا تھا۔
مؤلف کتاب فرماتے ہیں: نیز میں نے یہ حدیث کتاب اوائل میں کئی طریقوں سے (کئی سلسلۂ اسناد کے ساتھ) نقل کی ہے۔
میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی۔ اس نے محمد ابن

ابی عمیر سے، اس نے عمر ابن اذینہ سے، اس نے ابان ابن ابوعیاش سے، اس نے سُلیم ابن قیس ہلالی سے۔

نیز محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے یعقوب ابن یزید اور ابراہیم ابن ہاشم سب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حماد ابن عیسٰی سے، اس نے ابراہیم ابن عمر یمانی سے، اس نے ابان ابن ابوعیاش سے، اس نے سُلیم ابن قیس ہلالی سے نقل کیا کہ میں نے عبداللہ ابن جعفر طیارؓ کو یہ کہتے سنا کہ ہم لوگ معاویہ کے پاس تھے، میں، امام حسنؑ، امام حسینؑ، عبداللہ ابن عباسؓ، عمر ابن ابی سلمہ اور اسامہ ابن زید فجری۔ میرے اور معاویہ کے درمیان کچھ بات چیت ہوئی تو میں نے معاویہ سے کہا: میں نے رسول خداؐ کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں مومنین کی جان سے بھی زیادہ اولیٰ ہوں، اس کے بعد میرا بھائی علی ابن ابی طالبؑ مومنین کی جان سے بھی زیادہ اولیٰ ہے۔ پس جب علیؑ شہید ہو جائیں تو حسنؑ ابن علیؑ مومنین کی جان سے بھی زیادہ اولیٰ ہے، اس کے بعد میرا بیٹا حسینؑ مومنین کی جان سے بھی زیادہ اولیٰ ہے، جب وہ شہید ہو جائیں تو اس کا بڑا بیٹا علی ابن حسینؑ مومنین کی جان سے بھی زیادہ اولیٰ ہے، اس کے بعد میرا بیٹا محمد باقرؑ ابن علیؑ مومنین کی جان سے بھی زیادہ اولیٰ ہے، اور اس کو تم بھی دیکھو گے اے حسینؑ، اس کے بعد حسینؑ کی اولاد سے بارہ امام مکمل ہوں گے۔

عبداللہ ابن جعفر نے کہا: اس کے بعد میں نے امام حسنؑ، امام حسینؑ، عبداللہ ابن قیس، عمر ابن ابی سلمہ اور اسامہ ابن زید کو گواہ بنایا اور ان حضرات نے معاویہ کے سامنے میرے حق میں گواہی دی۔

سُلیم ابن قیس کہتا ہے: یہ روایت میں نے سلمانؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ سے سنی ہے اور انہوں نے ذکر کیا کہ انہوں نے یہ حدیث رسول خداؐ سے سنی ہے۔

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسین ابن ابوخطاب نے حسن ابن محبوب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابوجارود سے، اس نے امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے جابر ابن عبداللہ انصاری سے نقل کیا کہ میں ایک مرتبہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوا درحالیکہ آپ کے دست مبارک میں ایک لوح تھی کہ جس میں اوصیاء کے نام تھے، لہٰذا میں نے شمار کیا تو بارہ تھے کہ ان میں سے ایک قائمؑ تھے، تین محمد اور تین علی۔

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے محمد ابن عیسٰی ابن عبید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن فضیل صیرفی سے، اس نے ابوحمزہ ثمالی سے نقل کیا کہ امام باقرؑ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جن و انس کی طرف بھیجا اور آپؐ کے بعد بارہ وصی مقرر کیے جن میں سے کوئی آ چکا ہے تو کوئی باقی ہے جبکہ ہر وصی کی ایک روش وسنت ہے اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد آنے والے اوصیاء حضرت عیسٰیؑ کے اوصیاء کی روش وسنت پر چلیں گے درحالیکہ ان کی تعداد بھی بارہ تھی۔ نیز امیر المومنین حضرت علیؑ حضرت مسیحؑ کی سنت پر چلیں گے۔

جعفر ابن محمد ابن مسرورؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن محمد ابن عامر اشعری نے معلی ابن محمد بصری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: اس نے حسین ابن علی وشاء سے، اس نے ابان ابن عثمان سے، اس نے زرارہ ابن اعین سے نقل کیا کہ میں نے امام محمد باقرؑ کو یہ کہتے سنا کہ ہم بارہ امام ہیں کہ ان میں سے حضرات حسنؑ و حسینؑ ہیں اور ان کے بعد کے ائمہ اولادِ حسینؑ میں سے ہوں گے۔

محمد ابن علی ماجیلویہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحیٰی عطار نے محمد ابن حسن صفار کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابو

ہ ب عبداللہ ابن صلت قمی سے، اس نے عثمان ابن عیسٰی سے، اس نے سماعہ ابن مہران سے نقل کیا کہ میں، ابوبصیر اور امام محمد باقرؑ کے غلام محمد ابن عمران آپ کے مکان میں تھے کہ محمد ابن عمران نے کہا: میں نے امام جعفر صادقؑ کو یہ کہتے سنا کہ ہم بارہ محدثین ہیں تو ابوبصیرؓ کہنے لگے: تمہیں خدا کا واسطہ ہے بتاؤ کہ کیا واقعی تم نے یہ بات امام جعفر صادقؑ سے سنی ہے تو اس نے قسمیہ کہا یا دو مرتبہ قسم کھا کر کہا کہ اس نے یہ بات امام جعفر صادق سے سنی ہے تو ابوبصیرؓ کہنے لگے: مگر میں نے یہ بات امام محمد باقرؑ سے سنی ہے!

احمد بن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن یحیٰی ابن زکریا قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن ابو ہذیل نے مجھ سے روایت بیان کی جبکہ میں نے اس سے امامت کے متعلق سوال کیا کہ امامت کس کا حق ہے؟ اور امامت جس کا حق ہے اس کی علامت کیا ہے؟ تو اس نے کہا: (بذات خود وہ) اس پر دلیل ہے، مومنین پر حجت ہے، امور مسلمین کی باگ ڈور سنبھالتا ہے، قرآن ناطق ہے، احکام خداوندی کو جانتا ہے، اللہ کے نبی کا بھائی ہے، ان کی امت کا خلیفہ ہے اور امت پر ان کا وصی ہے کہ اس کی منزلت ایسی ہے جیسی حضرت ہارونؑ کی منزلت حضرت موسیٰؑ کی نسبت تھی، اس کی اطاعت فرض ہے: اللہ عزوجل فرماتا ہے: یاأیها الذین آمنوا اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الأمر منکم اور اللہ نے اس کی توصیف اس طرح فرمائی ہے: إنما ولیکم الله و رسوله و الذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰة و یؤتون الزکوٰة و هم راکعون، اس کی ولایت کی جانب بلایا گیا ہے اور غدیر خم کے روز اس کی امامت ثابت کی گئی ہے کہ جب رسول خداؐ نے اللہ عزوجل کے اس قول کو نقل کیا تھا: کیا میں تمہاری جانوں سے بھی زیادہ سزاوار نہیں ہوں تو لوگوں نے کہا تھا: یقیناً ہیں! تو آپؐ نے فرمایا تھا: پس جس کا میں مولا ہوں تو علیؑ اس کا مولا ہے، اے میرے اللہ، جو اس (علیؑ) سے دوستی رکھے تو اسے دوست رکھ اور اس کے ساتھ دشمنی کرنے والے کا تو دشمن ہو جا، جو اس کی نصرت کرے تو بھی اس کی نصرت فرما، جو اس سے منہ پھیر لے تو بھی اسے تنہا چھوڑ دے اور جس کی اعانت علی ابن ابی طالبؑ کریں تو بھی اس کی اعانت فرما کہ یہ (علیؑ) امیر المومنین، امام المتقین، قائد غر المحجلین، سب سے افضل ترین وصی اور رسول خداؐ کے بعد تمام کی تمام خلقت سے بہترین ہیں۔

علیؑ کے بعد اس کا بیٹا حسنؑ ابن علیؑ، بعد ازیں حسینؑ کہ دونوں سبط رسولؐ ہیں اور دنیا کی تمام عورتوں میں سے بہترین عورت کے بیٹے، اس کے بعد علی ابن حسینؑ، اس کے بعد محمد ابن علیؑ، اس کے بعد جعفرؑ ابن محمدؑ، اس کے بعد موسیٰؑ ابن جعفرؑ، اس کے بعد علی ابن موسیٰؑ، اس کے بعد محمدؑ ابن علیؑ، اس کے بعد علی ابن محمدؑ، اس کے بعد حسن ابن علیؑ اور اس کے بعد محمدؑ ابن حسنؑ۔

آج تک ان میں سے ہر کوئی یکے بعد دیگرے امام ہے اور یہی حضرات عترت رسولؐ ہیں جو امامت اور وصایت سے معروف ہیں کہ کسی زمانہ، کسی وقت اور کسی لحہ زمین ان کے وجود سے خالی نہ رہے گی کہ یہی حضرات عروۃ الوثقیٰ (اللہ کی مضبوط رسی)، ائمہ برحق اور دنیا والوں پر حجت ہیں یہاں تک کہ اللہ انہیں وارث زمین واہل زمین قرار دے۔ نیز جو ان کی مخالفت کرے وہ گمراہ ہے اور گمراہ کن بھی اور اس نے حق اور ہدایت کا ساتھ چھوڑ دیا۔

یہی حضرات مفسر قرآن ہیں اور رسول خداؐ کی نیابت میں گویا ہیں، لہٰذا جو شخص ان کی معرفت کے بغیر مر جائے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ ورع (پرہیز گاری)، پاکدامنی، سچائی، بہبودی، اجتہاد، ادائے امانت خواہ امانت رکھوانے والا نیکوکار ہو یا فاجر، سجدہ کو طول دینا، رات کو قیام کرنا، گناہوں سے پرہیز کرنا، صبر کے ساتھ انتظار فرج اور ساتھیوں اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ان حضرات کا دین ہے۔

اس کے بعد تمیم ابن بہلول نے کہا: ابومعاویہ نے اعمش کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی اور اس نے امام کے متعلق امام جعفر صادق سے بعینہ حدیث بیان کی۔

محمد ابن موسیٰ ابن متوکلؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن عباس ابن جریش رازی نے امام محمد تقیؑ سے نقل کیا کہ امیر المومنینؑ نے ابن عباسؓ سے فرمایا: ہر سال شب قدر واقع ہوتی ہے اور اس رات امر سنت نازل ہوتا ہے اور اسی وجہ سے امر رسول خداؐ کے بعد والی حضرات ہیں تو ابن عباسؓ نے فرمایا: وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں خود اور گیارہ میری صلب سے ائمہ اور محدثین ہوں گے۔

انہی سند سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: شب قدر پر ایمان لاؤ کہ میرے بعد یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ اور اس کی گیارہ فرزندوں کے لئے ہے۔

محمد ابن علی ماجیلویہؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یعقوب کلینیؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوعلی اشعری نے حسین ابن عبیداللہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن موسیٰ خشاب سے، اس نے علی ابن سماعہ سے، اس نے علی ابن حسین ابن رباط سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن اذینہ سے، اس نے زرارہ ابن اعین سے نقل کیا کہ میں نے امام محمد باقرؑ کو یہ کہتے سُنا کہ رسول خداؐ کے بعد آل محمدؐ سے بارہ امام ہیں کہ جن میں سب کے سب محدث ہوں گے اور علیؑ ابن ابی طالبؑ ان میں سے ایک ہیں!

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عُمیر سے، اس نے سعید ابن غزوان سے، اس نے ابوبصیرؒ سے نقل کیا کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: حضرت حسینؑ ابن علیؑ کے بعد نو ائمہ ہوں گے کہ ان میں نویں قائم ہیں علیہم السلام۔

جعفر ابن محمد مسرورؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن محمد ابن (ایک نسخہ میں علی ہے) عامر اشعری نے معلی ابن محمد (ایک نسخہ میں علی ہے) بصری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن علی وشاء سے، اس نے ابان سے، اس نے زرارہ سے نقل کیا کہ میں نے امام محمد باقرؑ کو یہ کہتے سُنا کہ بارہ امام ہوں گے کہ جن میں سے حضرات علیؑ، حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور ان کے بعد اولادِ حسینؑ میں سے نو امام ہوں گے۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: اس مضمون کی حدیث کو میں نے کتاب کمال الدین وتمام النعمہ فی اثبات الغیبہ وکشف الحیرہ میں نقل کیا ہے۔

﴿۷﴾ **مسواک میں بارہ خوبیاں پائی جاتی ہیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد بن یحییٰ عطار نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن حسین لولوی سے، اس نے حسن ابن یوسف ابن معاذ جوہری سے، اس نے عمرو ابن جمیع سے مرفوع روایت بیان کی کہ نبیؐ نے فرمایا: مسواک میں بارہ خوبیاں پائی جاتی ہیں: منہ کو پاک کرتی ہے، پروردگار کو راضی کرتی ہے، دانتوں کو سفید کرتی ہے، دانتوں کی پیلاہٹ کو دور کرتی ہے، بلغم کم کرتی ہے، بھوک بڑھاتی ہے، نیکیوں کو دُگنا کرتی ہے، اس کے ذریعہ سنت پر عمل ہوتا ہے، فرشتے مسواک کرنے والے کے پاس حاضر ہوتے ہیں، مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، قرآن کی قرأت کو شستہ کردیتی ہے اور مسواک کرکے دو رکعت نماز پڑھنا خدا کو بغیر مسواک کے ستر رکعتوں سے زیادہ پسند ہے۔

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے ابن احمد ابن یحییٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابراہیم ابن اسحٰق سے، اس نے محمد ابن عیسیٰ سے، اس نے عبیداللہ ابن دہقان سے، اس نے درست سے، اس نے عبداللہ ابن سنان سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: مسواک میں بارہ خوبیاں پائی جاتی ہیں: یہ سنت رسول ہے، منہ کو پاک وصاف کرتی ہے، بصارت کو جلا بخشتی ہے، خدائے رحمٰن کو راضی کرتی ہے، دانتوں کو سفید کرتی ہے، دانتوں کی پیلاہٹ کو دور کرتی ہے، مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، بھوک بڑھاتی ہے، بلغم دور کرتی ہے، حافظہ کو بڑھاتی ہے، اس سے نیکیاں دُگنی ہوجاتی ہیں اور فرشتے خوش ہوتے ہیں۔

ابوالحسن محمد ابن علی ابن شاہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوحامد احمد ابن محمد ابن حسین نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابویزید احمد ابن خالد خالدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن صالح تمیمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: انس ابن محمد ابن ابو مالک نے ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے اپنے جدّ سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علی، مسواک کرنا سنت رسول ہے کہ مسواک منہ کو پاک کرتی ہے، بصارت کو جلا بخشتی ہے، خدائے رحمٰن کو راضی وخوشنود کرتی ہے، دانتوں کو سفید کرتی ہے، دانتوں کی پیلاہٹ کو دور کرتی ہے، مسوڑھے کو مضبوط کرتی ہے، بھوک بڑھاتی ہے، بلغم دور کرتی ہے، حافظہ میں اضافہ کرتی ہے، نیکیوں کو دُگنا کرتی ہے اور فرشتوں کو خوش کرتی ہے۔

﴿۸﴾ **بارہ حجابوں کی حدیث:** احمد ابن محمد ابن عبدالرحمٰن ابن عبداللہ ابن حسین ابن ابراہیم ابن یحییٰ ابن عجلان مروزی مقری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوبکر محمد ابن ابراہیم جرجانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوبکر عبدالصمد ابن یحییٰ واسطی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن علی مدنی (ایک نسخہ میں مروزی ہے) نے عبداللہ ابن مبارک کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سفیان ثوری سے، اس نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے اپنے جد سے نقل کیا کہ علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمانوں، زمین، عرش، کرسی، لوح، قلم، جنت، جہنم کو خلق کرنے سے پہلے نیز حضرات آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحٰقؑ، یعقوبؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ اور ہراس چیز کو خلق کرنے سے پہلے کہ جس کے بارے میں اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ **ووهبنا له اسحق و يعقوب** سے لے کر **وهديناهم إلى صراطٍ مستقيم** تک (جیسا کہ سورۂ انعام- آیت ۸۲ تا ۸۸ میں تذکرہ کیا گیا ہے) اور تمام انبیاءؑ کو خلق کرنے سے بھی چار لاکھ چوبیس ہزار سال قبل نور محمدؐ کو خلق کیا تھا اور اس نور کے ہمراہ بارہ حجاب خلق کیے: حجاب قدرت، حجاب عظمت، حجاب منت، حجاب رحمت، حجاب سعادت، حجاب کرامت، حجاب منزلت، حجاب ہدایت، حجاب نبوت، حجاب رفعت، حجاب ہیبت اور حجاب شفاعت۔

اس کے بعد نور محمدؐ کو قدرت کے حجاب میں بارہ ہزار سال مقید رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: **سبحان ربى الأعلى** (پاک ہے میرا بزرگ و برتر پروردگار)، حجاب عظمت میں گیارہ ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: **سبحان عالم السرّ** (پاک ہے اسرار سے واقف)، حجاب منت میں دس ہزار سال مقید کیا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: **سبحان من هو قائم لا يلهو** (پاک ہے وہ قائم جس سے کوئی فعل عبث سرزد نہیں ہوتا)، حجاب رحمت میں نو ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: **سبحان الرفيع الأعلى** (پاک ہے خدائے بزرگ و برتر)، حجاب سعادت میں آٹھ ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: **سبحان من هو قائم** (ایک نسخہ میں دائم ہے) **لا يسهو** (پاک ہے وہ قائم / دائم جو غفلت نہیں کرتا)، حجاب کرامت میں

سات ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: **سبحان من هو غني لا يفتقر** ، (پاک ہے وہ جو بے نیاز ہے اور کسی کا نیازمند نہیں) حجاب منزلت میں چھ ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: **سبحان ربي العلي الكريم** (پاک ہے میرا بلند اور صاحبِ کرامت پروردگار)، حجاب ہدایت میں پانچ ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: **سبحان رب العرش العظيم** (پاک ہے عرش عظیم کا پروردگار)، حجاب نبوت میں چار ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: **سبحان رب العزة عما يصفون** (پاک ہے صاحبِ عزت وغلبہ اُن باتوں سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں)، حجاب رفعت میں تین ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: **سبحان ذي الملك و الملكوت** (پاک ہے صاحبِ مُلک وملکوت)، حجاب ہیبت میں دو ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: **سبحان الله و بحمده** اور حجاب شفاعت میں ایک ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: **سبحان ربي العظيم و بحمده**۔

اس کے بعد اللہ عزوجل نے اس نور کا نام لوح پر ظاہر کیا تو لوح پر چار ہزار سال تک یہ نور منور رہا، اس کے بعد عرش پر ظاہر کیا تو ساق عرش پر سات ہزار سال تک ثبت رہا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے اسے صلبِ آدمؑ میں رکھا اور پھر صلب نوحؑ میں اور بعد ازیں ایک صلب سے دوسرے صلب میں منتقل کیا اور اس طرح بالآخر صلب حضرت عبداللہ ابن عبدالمطلبؑ میں منتقل کیا اور اسے چھ کرامتوں سے مکرم کیا: اُسے رضا کی قمیض، ہیبت کی ردا، تاجِ ہدایت اور معرفت کے زیرجامے پہنائے اور اس کو محبت کے ازار بند سے باندھ دیا، اس کی نعل خوف کو قرار دیا، اسے منزلت کی عصا دے دی اور پھر اللہ عزوجل نے فرمایا: اے محمدؐ، لوگوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو: کہہ دو کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اللہ کے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

مزید برآں اس قمیض کی حقیقت چھ چیزوں پر مشتمل تھی: اس کی لمبائی یاقوت کی تھی، اس کی آستینیں لؤلؤ کی تھیں، اس کا دامن زرد بلور کا تھا، اس کی بغلیں زبرجد کی تھیں اس کا گریبان سرخ مرجان کا تھا اور اس کا سینہ رب جل جلالہ کے نور کا تھا۔ پس اس قمیض کے ذریعہ اللہ نے حضرت آدمؑ کی توبہ کو قبول کیا، حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی واپس کی، حضرت یعقوبؑ کو اُن کا یوسفؑ لوٹا دیا، حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ سے نجات بخشی اور اسی طرح دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی اسی قمیض کی بدولت آزمائشوں سے نکالا اور یہ قمیض سوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کی نہ تھی۔

مؤلفؒ کتاب فرماتے ہیں: تمام ائمہ علیہم السلام اور مومنین کی ارواح کو بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کے ساتھ خلق کیا گیا۔

﴿۹﴾ **صاحبانِ تقویٰ کی بارہ علامتیں ھیں:** ابوطالب مظفر ابن جعفر ابن مظفر علوی بصری سمرقندی رضی اللہ عنہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن محمد ابن مسعود عیاشی نے اپنے والد ابونضر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابراہیم ابن علی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابن اسحٰق نے یونس ابن عبدالرحمٰن کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، (اس نے ابن سنان سے)، اس نے عبداللہ ابن مسکان سے، اس نے ابوبصیرؒ سے انہوں نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا کہ امیرالمومنینؑ فرماتے تھے: بلاشبہ صاحبانِ تقویٰ کی کچھ علامتیں ہیں کہ جن کے ذریعہ انہیں پہچانا جاتا ہے: راست گوئی، ادائے امانت، ایفائے عہد، فخر اور بخل کم کرتے ہیں (ایک نسخہ میں تحمل کرتے ہیں)، صلۂ رحمی، کمزوروں پر رحم، عورتوں سے ہم بستری کم کرتے ہیں، حسن سلوک، حسن خلق، انتہائی بردباری اور علم کی پیروی کہ جو اللہ عزوجل کے قریب لے جائے۔

ان کے لئے طوبیٰ ہے اور ان کا انجام بخیر ہوگا۔ طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے کہ جس کی جڑ رسول خداؐ کے گھر میں ہے، اور کوئی مومن ایسا نہیں کہ اس درخت کی کوئی شاخ اس کے گھر میں نہ ہو اور وہ اپنے دل میں جس چیز کا ارادہ کرے گا وہ شاخ اسے عطا کرے گی۔ نیز اگر ایک تیز رفتار سوار اس کے سایہ میں سو سال تک سیر کرے گا تب بھی اس سے باہر نہ نکلے گا اور اگر کوئی کوا اس کی جڑ سے پرواز کرے گا تو اس کی اونچائی تک نہ پہنچ

سکے گا یہاں تک کہ وہ بوڑھاپے کی وجہ سے سفید ہو جائے گا۔ لہٰذا تم لوگ اس میں رغبت پیدا کرو کہ یقیناً مومن اپنے آپ میں مشغول ہوتا ہے اور لوگ اس سے راحت میں ہوتے ہیں، جب رات چھا جاتی ہے تو اپنے چہرے کو خاک پر رکھتا ہے اور اپنے بہترین اعضاء سے مذلتوں کو سجدہ کرتا ہے اور اپنے کو خلق کرنے والے سے مناجات کرتا ہے تا کہ اس کو (گناہوں سے) آزادی دے۔

خبردار، تم لوگ بھی ان کی طرح ہو جاؤ!

(شرح بہترین عضو سے مراد پیشانی ہے)۔

﴿۱۰﴾ **بارہ افراد کو سلام مت کرو:** محمد ابن علی ماجیلویہ نے اپنے چچا محمد ابن ابوالقاسم کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ہارون ابن مسلم سے، اس نے مسلم ابن مسعدہ ابن صدقہ سے، اس نے امام جعفر صادق سے نقل کیا کہ امام باقر نے فرمایا: یہودی، نصرانی، مجوسی، بت پرست، شراب کے دسترخوان پر بیٹھنے والے، صاحب شطرنج، قمار باز، مخنث، پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے والے شاعر اور نماز پڑھنے والے کو سلام مت کرو۔

نمازی کو اس لئے نہیں کہ وہ جواب سلام نہیں دے سکتا کیونکہ سلام کرنے والے کے لئے تو سلام کرنا جائز ہے مگر نمازی پر اس کا جواب فرض ہے۔ نیز سودخور، پاخانہ پھرنے والے، حمام میں موجود شخص اور اس فاسق کو بھی سلام مت کرو جو علی الاعلان فسق و فجور کا مرتکب ہوتا ہے۔

﴿۱۱﴾ **جب حضرت جعفرؑ ابن ابی طالبؑ حبشہ سے واپس لوٹے تو نبیؐ نے ان کا بارہ قدم تک استقبال کیا:** محمد ابن قاسم مفسّر عرف ابوالحسن جرجانی نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: یوسف ابن محمد ابن زیاد نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام حسن عسکریؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام علی نقیؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد تقیؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام علی رضاؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام موسیٰ کاظمؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدینؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام حسینؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام علیؑ ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا کہ جس وقت حضرت جعفرؑ ابن ابی طالب حبشہ سے واپس لوٹے تو نبی کھڑے ہو گئے، بارہ قدموں تک ان کا استقبال کیا، انہیں گلے لگایا، ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور گریہ کرتے ہوئے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ میں کس بات سے زیادہ خوش ہوں۔ آیا تمہارے لوٹ آنے سے اے جعفرؑ، یا اس بات پر کہ اللہ نے تمہارے بھائی (حضرت علیؑ) کے ہاتھوں خیبر فتح کروایا۔ نیز آپ ان کو دیکھ کر خوشی سے رونے لگے۔

﴿۱۲﴾ **دوزخ کی تہ میں رکھے ہوئے تابوت میں بارہ افراد ہیں:** سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسین ابن ابوالخطاب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن مسکین ثقفی نے عبدالرحمٰن ابن سیابہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے جعید ہمدانی سے نقل کیا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا: اسفل (جہنم کے ایک درجہ کا نام) کے تابوت میں چھ افراد اولین میں سے ہیں جبکہ چھ افراد آخرین میں سے ہیں، پس جو چھ اولین میں سے ہیں وہ یہ ہیں: ابن آدم کہ جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا، فرعون، سامری، دجال کہ اسے اولین میں لکھا گیا ہے جبکہ یہ آخرین کے ساتھ خروج کرے گا، ہامان اور قارون۔ وہ چھ جو آخرین میں سے ہیں یہ ہیں: نعثل، معاویہ، عمرو ابن عاص، ابوموسیٰ اشعری... یہاں روایت کو بیان کرنے والا دو نام بھول گیا!

﴿۱۳﴾ **دسترخوان میں بارہ خوبیاں پائی جاتی ھیں:** محمد ابن علی ماجیلویہؒ نے اپنے چچا محمد ابن ابوالقاسم کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن علی کوفی سے، اس نے محمد ابن سنان سے، اس نے ابراہیم کرخی سے، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے، انہوں نے اپنے اجداد علیہم السلام سے نقل کیا کہ امام حسنؑ نے فرمایا: دسترخوان میں بارہ خوبیاں پائی جاتی ہیں کہ ہر مسلمان پر ان کا جان لینا فرض ہے: ان بارہ میں سے چار فرض، چار سنت اور چار باتیں آداب میں سے شمار ہوتی ہیں۔

فرض باتیں: ۱. معرفت ۲. رضا ۳. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا ۴. شکر بجالانا

سنت باتیں: ۱. کھانے سے پہلے وضو کرنا ۲. بائیں جانب بیٹھنا ۳. تین انگلیوں سے کھانا ۴. انگلیوں کو چاٹنا

چار آداب: ۱. جو تمہارے سامنے آئے اُسے کھانا ۲. چھوٹے چھوٹے لقمے لینا ۳. چبا کر کھانا ۴. لوگوں کی جانب کم دیکھنا۔

ابوالحسین محمد ابن علی ابن شاہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوحامد ابن محمد ابن حسین نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو یزید احمد ابن خالد خالدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن صالح تمیمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یونس ابن محمد ابو مالک نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے، انہوں نے اپنے جدّ سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا کہ نبیؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علیؑ، دسترخوان سے متعلق بارہ ایسی باتیں ہیں جن کا جان لینا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ ان میں سے چار فرض ہیں، چار سنت اور چار آداب:

فرض: ۱. کھائی جانے والی چیز کو اچھی طرح جانتا ہو ۲. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا ۳. شکر بجالانا ۴. رضا

سنت: ۱. بائیں پاؤں پر بیٹھنا ۲. تین انگلیوں سے کھانا ۳. جو اس کے سامنے آئے اسی کو کھانا ۴. انگلیوں کو چاٹنا

آداب: ۱. لقمے چھوٹے بنانا ۲. چبا کر کھانا ۳. لوگوں کی طرف نگاہ کم کرنا ۴. دونوں ہاتھوں کو دھونا۔

﴿۱۴﴾ **سال میں بارہ مھینے ھوتے ھیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن ابوعبداللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے حماد ابن عیسیٰ سے، اس نے صباح ابن سیابہ سے نقل کیا کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے بارہ مہینے خلق کیے اور یہ تین سو ساٹھ دن ہیں؛ ان میں سے چھ دن نکل گئے کہ جن میں آسمانوں اور زمین کو خلق کیا گیا اور اسی وجہ سے مہینے ایک دوسرے سے چھوٹے ہیں۔

(شرح: سال چاند اور سورج (دو طرح کے حساب) سے ہوتا ہے۔ چاند کا سال (یا ہجری سن) چاند کی گردش سے بنتا ہے۔ زمین کے گرد چاند کے بارہ چکر ایک قمری سال ہوتا ہے۔ اور چونکہ زمین کے گرد چاند کے گردش ۳۰ دن سے زیادہ اور ۲۹ دن سے کم نہیں ہوتی تو اس کے بارہ چکر جو ایک قمری سال کے برابر ہوتے ہیں تین سو چپن دن اور کچھ گھنٹے کا سال ہوتا ہے۔ یہ گھنٹے کئی سال میں ایک دن کے برابر ہو جاتے ہیں۔

اس بناء پر قمری سال میں چھ مہینے مکمل ۳۰ دن کے اور چھ مہینے ۲۹ دن کے ہوتے ہیں اور جب لیپ کا سال آتا ہے تو سات مہینے ۳۰ دن کے اور پانچ مہینے ۲۹ دن کے ہو جاتے ہیں۔ قمری مہینوں کے دنوں میں اختلاف اس لئے ہوتا ہے کہ مدار گردش مرکز زمین نہیں ہوتا بلکہ اس سے کافی فاصلے سے ہوتا ہے لہذا چاند کا فاصلہ زمین کی نسبت گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ قدیم ہیئت میں اس اختلاف کی وجہ سے زمین کے گرد چاند کی تعدیلی گردش مانی اور وہ اس بارے میں چار تعدیل کے قائل تھے۔ جن کا تذکرہ ہیئت کی قدیم کتابوں میں کیا گیا ہے کہ یہاں ان کی تفصیل و وضاحت کا موقع

نہیں ہے اور اس میں بعض ایخل مشکلات بھی سامنے آتی ہیں اور ان مسائل نے خواجہ طوسی اور محقق خفری جیسے بڑے ریاضی دانوں اور مفکرین کو صد ہا سال سے پریشانی میں ڈالا ہوا ہے۔

سال شمس (عیسوی سال) سورج کے گردش سے بنتا ہے۔ زمین کا سورج کے گرد ایک چکر ایک شمسی سال کے برابر ہوتا ہے جس میں بارہ مہینے ہوتے ہیں اور ہر ماہ ۳۲ دن کے لیکر ۲۹ دن لے تک کا ہوسکتا ہے۔ اور ان کا مجموعہ ۳۶۵ دن اور کچھ گھنٹے ہوتا ہے اور چند سال میں ایک لیپ کا سال آتا ہے۔ اور اس میں اس سال کے دنوں میں ایک دن کا اضافہ ہوجاتا ہے۔ اور وہ ۳۶۶ دن کا ہوجاتا ہے۔ شمسی مہینوں میں بھی اس لئے اختلاف ہے کہ زمین کا فاصلہ سورج سے کم زیادہ ہوتا رہتا ہے جس کی وجہ سے فرق پیدا ہوتا ہے۔ ہیئت قدیم میں کچھ تعدیلات کے ساتھ اس اختلاف کی تشریح کی گئی اور ہیئت جدید نے زمین کا سورج کے گرد چکر بیضوی مدار میں قرار دیا ہے اور اس مدار کی وضع کو اختلاف کا سبب سمجھا ہے۔

بہر حال خواہ قمری سال ہو یا شمسی ہر ایک کے لئے ایک فطری سبب ہے جو زمین کی وضع اور چاند اور سورج اور حرکت مدار کے ساتھ مستند ہے (وابستہ ہے) اور حدیث کے مضمون میں اسکی موافقت نہیں ہے کہ جس میں کہا گیا ہے کہ پہلے خدا نے ۱۲ ماہ قرار دیئے جس میں ہر ماہ ۳۰ دن کا تھا۔ اس کے بعد زمین و آسمان کی خلقت کی مدت جو چھ دن تھی اس سے منہا کر دی گئی اور مہینے ۲۹ دن کے رہ گئے اس روایت پر کئی طرح سے اعتراض وارد ہوتا ہے۔

یہ کہ پہلے سال ۳۶۶ دن کا بتایا۔

دوسرے یہ کہ تخلیق کے چھ دن ہمیشہ کے لئے ہر سال سے کم کر دیئے گئے۔

تیسرے یہ کہ ہر ماہ ۳۰ دن کا کہا۔

تاہم چونکہ حدیث سند کے اعتبار سے معتبر ہے لہٰذا رفع اعتراضات کے لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ

ا۔ جدید سائنس دانوں کے نظریئے کے مطابق ہمارا نظام شمسی سورج اور چند سیاروں اور بہت سے چاندوں کا مجموعہ ہے اور یہ اپنی فضاء میں حادث ہوا۔ اس سے پہلے مدتیں گزریں یہ فضاء ان روشن ستاروں سے خالی تھی اور آیات واحادیث سے ظاہری لحاظ سے یہ موضوع بھی ثابت ہے اور روز و شب اللہ کی دو مخلوقات ہیں اور مرکز نور سے سیارے بھی ظاہر ہوگئے ممکن ہے کہ آسمانوں اور سیاروں کی خلقت سے پہلے ہمارا نظام شمسی کسی دوسرے سیارے کا مبدائے نور ہو اور باقاعدہ سالانہ گردش رکھتا ہو جو بارہ ماہ پر منقسم ہوتی ہو اور سورج چاند اور زمین چھ روز تک اپنے مرکز سے اختلاف رکھتا ہو۔

قمری سال جو اس روایت میں ہے اپنی اس موجودہ صورتحال میں ظاہر ہوا اور اس کی گردش اور چکر لگانے سے ۲۹ دن کے مہینے وجود میں آئے اس بات کی کوئی گواہی نہیں ہے کہ آسمان اور زمین کے پیدائش سے پہلے۔ یا الفاظ دیگر موجودہ نظام شمسی کے برقرار ہونے سے پہلے شب و روز اور ماہ و سال کیسے ہوتے تھے یا ہو ہی نہیں سکتے تھے اور اگر کوئی اس مطلب کو بعید سمجھے اور یقین نہ کر سکے تو ہم کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہر ماہ 30 دن کا تھا اور آسمان و زمین کی تخلیق کی وجہ سے تمام مہینوں میں کسر پیدا ہوگئی (یعنی کچھ حصہ کم ہوگیا) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاند کے مدار کو ابتداء میں دائرہ کی

ا۔ جو شارح نے لکھا ہے یہ اس کا لفظی ترجمہ ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ شمسی سال میں ۳۱ سے لے کر ۲۸ دن ہوتے ہیں۔ اور لیپ کے سال میں فروری بجائے ۲۸ کے ۲۹ دن کا قرار دیا جاتا ہے۔ (مترجم شرح)

شکل میں بنایا اور دائرہ ۳۶۰ ڈگری تھا چونکہ بارہ پر پورا پورا تقسیم ہوتا تھا تو اس میں سے ہر حصے کی آفتاب کے گردش ایک ماہ میں جو ۳۰ روز کا ہوتا ہے مکمل ہو جاتی ہے۔ لیکن چونکہ زمین آسمان کے بعد تخلیق ہوئی اور زمین کا مرکز آفتاب و ماہتاب کے مدار کے مرکز کے مخالف تھا تو چند مہینوں کے دنوں میں کسر، تقسیم یا کمی پیدا ہوگئی اور ۳۰ روز ماہ کے میزان سے مداریا (fraction) کے تقسیم کے تقاضے کے مطابق ہر ماہ میں کسر (fraction) پیدا ہوگیا۔)

حسن ابن عبداللہ ابن سعید عسکری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالقاسم عبداللہ ابن محمد ابن عبدالکریم ابن اخی ابی زرعہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابن عون نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مکی ابن ابراہیم بلخی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: موسیٰ ابن عبید نے صدقہ ابن یسار کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ ابن عُمر سے نقل کیا کہ اذا جاء نصر الله و الفتح والی سورت ایام تشریق (۱۱-۱۳ ذی الحج) کے وسط میں نازل ہوئی لہٰذا آپ سمجھ گئے کہ یہ حجۃ الوداع ہے، لہٰذا آپؐ اپنی غضباء نامی سواری پر سوار ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بجا لانے کے بعد فرمایا:

اے لوگو! دور جاہلیت کا ہر خون (آج سے) رائیگاں ہوا اور سب سے پہلا خون جو معاف کیا جارہا ہے وہ حارث ابن ربیعہ ابن حارث (رسول اللہ کے چچازاد بھائی) کا ہے جو بنوہذیل میں کسی دایہ کی تلاش میں گیا تھا کہ بنولیث نے اسے قتل کر دیا (راوی کہتا ہے) یا آپؐ نے فرمایا: بنو لیث میں کسی دایہ کی تلاش میں گیا تھا کہ بنوہذیل نے اسے قتل کر دیا: اسی طرح دور جاہلیت کا ہر سود معاف ہے اور سب سے پہلا سود جو معاف کیا جارہا ہے وہ عباس ابن عبدالمطلب کا سود ہے۔

اے لوگو! وقت گردش کرتا رہتا ہے، لہٰذا آج کا دن اس دن کی مانند ہے کہ جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو خلق کیا تھا اور جب سے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو خلق کیا ہے اس کی کتاب میں یہ ثبت ہے کہ اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے کہ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں: رجب مضر جو جمادی الآخر اور شعبان کے درمیان میں ہے، ذی القعدہ، ذی الحج اور محرم۔ پس ان مہینوں میں اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو کہ حرمت والے مہینوں میں زیادتی کرنا کفر میں زیادتی کا سبب ہے اور اس طرح اللہ ان لوگوں کو گمراہ کرتا ہے جنہوں نے کفر کیا بایں معنیٰ کہ انہوں نے ایک سال اس کو حلال جانا اور ایک سال کو اس کو حرمت والا تا کہ اللہ کی مقرر کردہ تعداد پوری ہو جائے: لہٰذا وہ لوگ ایک سال محرم کو ماہ حرمت اور صفر کو حلال سمجھتے تھے تو ایک سال محرم کو حلال سمجھتے تھے۔

اے لوگو! شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ آج کے بعد کبھی بھی تمہارے شہروں میں اس کی پرستش کی جائے اور (اب) وہ اس بات پر راضی ہے کہ تم چھوٹے چھوٹے گناہوں کو انجام دو، پس تم لوگ اپنے دین میں چھوٹے چھوٹے گناہوں کے مرتکب ہونے سے بھی باز رہو۔

اے لوگو! جس کے پاس کوئی امانت رکھوائی گئی ہو تو اسے چاہئے کہ اس امانت کو اس کے رکھوانے والے کو لوٹا دے۔

اے لوگو! عورتیں تمہارے پاس بطور عاریہ ہیں لہٰذا اپنے لئے نفع نقصان کا فیصلہ ان کے اختیار میں نہیں ہے: تم انہیں اللہ کی امانت کے طور پر لائے تھے اور اللہ کے کلمات (نکاح) کے ذریعہ تم نے ان کے اندام نہانی کو حلال کیا تھا لہٰذا اُن پر تمہارے حقوق ہیں اور ان میں سے ایک حق یہ ہے کہ وہ تمہارے علاوہ کسی اور سے ہمبستری نہ کریں اور نہ ہی کسی اچھے کام میں تمہاری نافرمانی کریں جبکہ اگر وہ ایسا ہی کریں (تمہارے حقوق کو ادا کرتی رہیں) تو ان کا کھانا پینا اور لباس تم پر واجب ہے اور تمہیں چاہئے کہ تم انہیں نہ مارو!

اے لوگو! میں تمہارے درمیان کچھ چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اس کو تھامے رہے تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے (کہ ان میں سے ایک) اللہ کی کتاب (قرآن) ہے لہٰذا تم لوگ اس کا دامن مت چھوڑو!

اے لوگو! آج کا دن کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا: یوم حرمت!

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا: حرمت والا مہینہ!

آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا: حرمت والا شہر!

آپؐ نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے تمہاری جانوں کو (ایک دوسرے پر) حرام قرار دیا ہے اور تمہارے اموال اور ناموس کو بھی اسی قدر حرمت والا قرار دیا ہے جتنا کہ تمہارا آج کا دن، یہ مہینہ اور تمہارا یہ شہر (اور یہ حرمت باقی رہے گی) یہاں تک کہ تم اللہ سے ملاقات کرو۔

پس تم میں سے ہر حاضر پر واجب ہے کہ تم میں سے جو شخص یہاں پر موجود نہیں ہے اس تک یہ پیغام پہنچا دے کہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ ہی تمہارے بعد کوئی دوسری اُمت!

اس کے بعد آپؐ نے اپنے ہاتھ کو اتنا بلند کیا کہ آپ کی بغل کی سفیدی نظر آنے لگی اور پھر آپؐ نے فرمایا: اے میرے اللہ، تو گواہ رہنا کہ میں نے (پیغام رسالت) پہنچا دیا!

(شرح: یہ حدیث شریف جو پیغمبرؐ کے حجۃ الوداع کے خطبہ مبارکہ میں شامل ہے اور تمام مسلمان کے درمیان محکم ترین احادیث میں سے ہے جس کی افادیت واضح ہے اور اس میں پیغمبرؐ کے جامع کلمات اور اسلامی شریعت کے احکام بھی موجود ہیں کی تشریح میں صرف ایک جملہ ان الزمان قد استدار "وقت گردش کرتا رہتا ہے" دشوار معلوم ہوتا ہے۔ اور اس سے ظاہراً یہ مقصود ہے کہ آج دین حنیف اور دین فطرت اسلام جو ہی خدا کا پاک اور پہلا آئین ہے وہ احکام قرآن کے اظہار اور اشاعت سے دنیا میں نافذ ہو گیا اور پرورش انسانی اور عقلی کوتاہی کو ختم کرنے کی تمام راہیں مکمل ہو گئیں اور وہ کجی اور خرافت جو خود غرضوں اور دین تراشیوں کی مکاریوں کی وجہ سے احکامات اسلامی اور دین حنیف ابراہیمی میں رونما ہو چکی تھیں اس سے نکال پھینک دی گئیں اور گویا خدا تعالیٰ نے اس دنیا کو پاک فطرت اور صحیح دیانت کے ساتھ اس روز پیدا کیا اور گویا عالم روح آج وجود میں آیا اور یہ جملہ زیادہ تر عقیدۂ توحید کی طرف متوجہ کر رہا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ جب توحید اور خدائے واحد کی پرستش ہی خلقت عالم کا راز ہے اور ہر امکانی موجود کی ظاہری کیفیت بھی یہی ہے لیکن شیطانی وسوسوں کی وجہ سے شرک والحاد انسانی کے بہکاوے کا سبب بن گئے اب قرآن کی برکت اور میری کوشش (کہ میں پیغمبر آخر الزماں ہوں) سے شرک واعاد کی بنیاد اکھڑ گئی اب زمانے کی گردش کا گویا نئے سرے سے آغاز ہوا ہے اور فطرت توحید اس طرح سے سامنے آئی جیسے آج ہی آسمان وزمین کا آغاز ہوا ہے۔)

محمد ابن علی ماجیلویہؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عُمیر سے مرفوع روایت بیان کی کہ امام جعفر صادق نے اللہ عزوجل کے اس قول: إن عدة الشهور عند الله اثنى عشر شهراً في كتاب الله يوم خلق السماوات والأرض کے متعلق فرمایا: محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ، جمادی الآخر، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذی القعد اور ذی الحجہ۔ نیز ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں: ذی الحجہ کے بیس دن، محرم، صفر، ربیع الاول کا مہینہ اور ماہ ربیع الآخر کے دس دن۔

(شرح: حرام مہینوں کا اس طرح تعین خلافِ مشہور و معروف ہے۔ کیونکہ معروف و مسلّم یہ ہے کہ حرام مہینے ذی قعد، ذالحجہ اور محرم ہیں ماہِ رجب کے ساتھ جیسا کہ خطبۂ پیغمبرؐ میں گزرا)۔

﴿۱۵﴾ **رات کی بارہ ساعتیں ہیں اور دن کی بارہ ساعتیں ہیں:** محمد ابن موسیٰ ابن متوکلؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسین سعد آبادی نے احمد ابن ابوعبداللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے ابان سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: دن میں بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں اور رات میں بھی بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں اور ان میں سب سے افضل گھڑی وقت نماز ہے۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: جب زوال شمس کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، ہوائیں چلنے لگتی ہیں اور اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی جانب نگاہ کرتا ہے تو مجھے یہ پسند ہے کہ میرا کوئی عمل صالح اس وقت آسمان پر جائے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: نماز ختم کر لینے کے بعد تم لوگوں پر دعا کرنا لازم ہے کہ یہ مستجاب ہوتی ہے۔

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابراہیم ابن اسحٰق سے، اس نے محمد ابن حسن ابن میمون سے، اس نے ابوہاشم سے نقل کیا کہ میں نے ابوالحسن ماضی (امام علی نقیؑ) سے کہا: واجب اور مستحب نمازوں کی رکعتوں کی تعداد پچاس کیوں ہے اور اس سے کم یا زیادہ کیوں نہیں؟ آپؑ نے فرمایا: رات میں بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں اور طلوع فجر اور طلوع شمس کے مابین ایک گھڑی ہوتی ہے جبکہ دن میں بھی بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں (کل پچیس ہوئیں) لہٰذا ہر گھڑی کے لئے دو رکعتیں مقرر کی گئی ہیں۔ نیز غروب آفتاب سے سورج کے پوشیدہ ہونے تک کے وقت کو غسق کہتے ہیں۔

(شرح: اس میں گھڑی سے مراد شب و روز کے متفرق حصے ہیں نہ کہ معمول کے مساوی حصے)۔

حسن ابن عبداللہ ابن سعید عسکری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے چچا نے مجھے خبر سُنائی، کہا: ابواسحٰق نے ہمیں خبر سُنائی، کہا: تغلب نے ہمیں املاء کروایا کہ رات کی گھڑیاں یہ ہیں: غسق، فحمہ، عشوہ، ہدأۃ، سباع، جنح، ہزیع (ایک نسخہ میں فقد ہے)، قعر، زلفہ، سحرۃ اور بہرۃ۔

نیز دن کی ساعتیں یہ ہیں: راد، شروق، منزع، ترحل، دلوک، جنوح، ہجیر، ظہرۃ، اصیل، طفل اور تبوع۔

(شرح: یہ وہ نام ہیں جو عربوں نے فضا کی کیفیت یا لوگوں کی حالت کی مناسبت سے شب و روز کے ہر حصے کے لئے وضع کیے تھے اور ممکن ہے کہ ان کے وصفی معنیٰ مقصود ہوں اور اس ساعت سے آج کا گھنٹہ مراد نہیں ہے کہ جو شب و روز کی مقدار میں معین حصہ کا نام ہے۔ وہ لوگ اول شب کو جھٹ پٹا ہونے کے سبب غسق کہتے تھے، تاریکی ہو جانے کے بعد فحمہ نام دیتے تھے جس کے معنی کوئلہ ہیں پھر رات چھا جانے پر عشوہ، پھر ہداہ یعنی وقتِ آرام۔ پھر سباع یعنی درندوں کے آنے کا وقت اور اسی طرح۔۔۔۔۔۔)۔

﴿۱۶﴾ **برجوں کی تعداد بارہ ہے، بیابان بارہ ہیں، سمندر بارہ ہیں اور عالَم بارہ ہیں:** محمد ابن موسیٰ ابن متوکل نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسین سعد آبادی نے احمد ابن ابوعبداللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد وغیرہ سے، انہوں نے محمد ابن سلیمان صنعانی سے، اس نے ابراہیم ابن فضل سے، اس نے ابان ابن تغلب سے نقل کیا کہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں موجود تھا کہ ان کے پاس یمن سے ایک شخص آیا اور آپؑ کو سلام کیا تو آپؑ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: خوش آمدید اے سعد! تو اس

شخص نے کہا: یہ نام تو میری ماں نے رکھا تھا اور بہت کم لوگ ایسے ہیں جنہیں میرا یہ نام معلوم ہے۔ امام جعفر صادق نے اس سے کہا: اے سعد مومن تم نے بالکل ٹھیک کہا تو اس شخص نے کہا: میں آپ پر قربان، یہ میرا لقب ہے۔ امام جعفر صادق نے فرمایا: لقب میں کوئی بھلائی نہیں پائی جاتی، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: ولاتنابزوا بالألقاب بئس الأسم الفسوق بعد الإيمان ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے مت پکارو اور ایمان کے بعد نافرمانی کے نام رکھنا بہت بُری بات ہے۔ (سورۂ حجرات - آیت ۱۱)۔ اے سعد، تمہارا پیشہ کیا ہے؟ اس شخص نے کہا: میں آپ پر قربان، میں خاندانی نجومی ہوں مگر ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ یمن میں ہم سے اچھا نجومی کوئی نہیں!

امام جعفر صادق نے اس سے کہا: اب میں تم سے کچھ پوچھتا ہوں تو اس یمانی نے کہا: نجوم کے متعلق آپ جو چاہیں پوچھ لیں کہ میں اپنے علم سے آپ کو جواب دوں گا۔

امام جعفر صادق نے فرمایا: سورج کی روشنی چاند کی روشنی سے کتنے درجہ زیادہ ہے؟ اس نے کہا: میں نہیں جانتا۔

آپ نے فرمایا: تم ٹھیک کہہ رہے ہو، چاند کی روشنی زہرہ کی روشنی سے کتنے درجہ زیادہ ہے؟ اس یمانی نے کہا: میں نہیں جانتا۔

آپ نے فرمایا: تم ٹھیک کہہ رہے ہو، زہرہ کی روشنی مشتری کی روشنی سے کتنے درجہ زیادہ ہے؟ اس یمانی نے کہا: میں نہیں جانتا۔

آپ نے فرمایا: تم ٹھیک کہہ رہے ہو، مشتری کی روشنی عطارد کی روشنی سے کتنے درجہ زیادہ ہے؟ اس یمانی نے کہا: میں نہیں جانتا۔

آپ نے فرمایا: تم ٹھیک کہہ رہے ہو، اس ستارہ کا کیا نام ہے کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو اونٹ ہیجان میں آجاتا ہے؟ اس یمانی نے کہا: میں نہیں جانتا۔

آپ نے فرمایا: تم ٹھیک کہہ رہے ہو، اس ستارہ کا کیا نام ہے کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو گائے ہیجان میں آجاتی ہے؟ اس یمانی نے کہا: میں نہیں جانتا۔

آپ نے فرمایا: تم ٹھیک کہہ رہے ہو، اس ستارہ کا کیا نام ہے کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو کتے ہیجان میں آجاتے ہیں؟ اس یمانی نے کہا: میں نہیں جانتا۔

آپ نے فرمایا: تم ٹھیک کہتے ہو کہ ''میں نہیں جانتا'' تمہارے نظریہ کے مطابق نجوم میں زُحل کی کیا حیثیت ہے تو اس یمانی نے کہا: نحس ستارہ ہے۔

امام جعفر صادق نے فرمایا: چپ رہو! ایسا مت کہو کیونکہ یہ امیر المومنین کا ستارہ ہے، یہ اوصیاء کا ستارہ ہے اور یہی نجم الثاقب ہے کہ جس کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

اس یمانی نے کہا: ثاقب کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کے طلوع ہونے کا مقام ساتویں آسمان میں ہے اور یہ اپنی روشنی کے ذریعہ سوراخ بناتا ہے تا کہ دنیا میں چمک سکے اور اسی وجہ سے اللہ نے اس کا نام نجم الثاقب (سوراخ کرنے والا ستارہ) رکھ دیا۔

اے برادر یمنی، تمہارے ہاں تو علماء بھی ہیں تو اس یمانی نے کہا: ہاں، میں آپ پر قربان، یمن میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے علم میں ان کا کوئی مقابل نہیں۔

امام جعفر صادق نے فرمایا: ان کے عالم کے علم کی رسائی کہاں تک ہے؟ اس یمانی نے کہا: وہ پرندہ سے فال لیتا ہے اور ایک ساعت

میں ایک تیز رفتار سواری پر سوار شخص کی مسافت سے قدموں کے نشان دریافت کرتا ہے۔

امام جعفر صادق نے فرمایا: مدینہ کا عالم یمن کے عالم سے زیادہ علم رکھتا ہے تو اس یمانی نے کہا: مدینہ کے عالم کے علم کی رسائی کہاں تک ہے؟

امام جعفر صادق نے فرمایا: مدینہ کے عالم کا علم وہاں تک جاتا ہے جہاں کسی قدم کا کوئی نشان پایا جاتا اور نہ پرندہ سے فال لی جاتی ہے، بلکہ وہ ایک لحظہ میں سورج کی مسافت کو جان لیتا ہے کہ وہ بارہ برج، بارہ بیابان، بارہ سمندر اور بارہ عالم طے کرتا ہے۔

اس یمانی نے کہا: میں آپ پر قربان، میرے گمان میں بھی نہیں تھا کہ کوئی اس قدر علم رکھتا ہوگا اور اس کی سنہ تک پہنچ جاتا ہوگا۔

راوی کہتا ہے اس کے بعد یمانی اٹھ کر باہر نکل گیا۔

﴿۱۷﴾ **ان بارہ درھموں کے متعلق حدیث جو رسول خداؐ کو ھدیہ کیے گئے تھے:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عُمیر سے، اس نے ابان احمر سے، اس نے امام جعفر صادق سے نقل کیا کہ ایک شخص رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا درحالیکہ آپ کا لباس تر تھا۔ وہ شخص بارہ درہم لایا اور کہنے لگا: یہ درہم لے لیجئے اور ان سے لباس خرید کر پہن لیجئے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں: میں بازار کی طرف گیا اور میں نے آپؐ کے لئے بارہ درہم کی ایک قمیض خرید لی اور لا کر رسول خداؐ کو دے دی، جب آپؐ نے اس کو دیکھا تو فرمایا: اے علیؑ، اس کے علاوہ کوئی دوسری قمیض مجھے زیادہ پسند ہے، کیا تم سمجھتے ہو کہ اس کا مالک اسے واپس لے لے گا؟ میں نے کہا: مجھے نہیں معلوم، تو آپؐ نے فرمایا: ذرا دیکھو تو۔ لہٰذا میں اس کے مالک کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ رسول خداؐ کو یہ ناپسند ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ کوئی اور قمیض خریدیں تو تم اسے واپس لے لو۔ اس نے مجھے درہم واپس کر دیئے اور میں انہیں لے کر رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

اب کی مرتبہ رسول خداؐ میرے ساتھ بازار کو چلے تاکہ ایک قمیض خرید فرمائیں لیکن جب آپؐ نے راستہ پر بیٹھی ایک لونڈی کو روتے دیکھا تو رسول خداؐ نے اس سے پوچھا: کیا بات ہے؟ (تم رو کیوں رہی ہو؟) اس نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ میرے گھر والوں نے مجھے چار درہم دیئے تھے تاکہ میں ان کی بتائی ہوئی چیز خرید لاؤں مگر وہ رقم مجھ سے کھو گئی اور اب مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ ان کے پاس جاؤں، لہٰذا رسول خداؐ نے اس کو چار درہم عطا کیے اور فرمایا: اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ۔

رسول خداؐ بازار کی جانب گامزن ہوئے، وہاں جا کر آپؐ نے چار درہموں سے ایک قمیض خرید کر پہن لی اور اللہ عزوجل کی حمد بجالائے کہ آپؐ کی نگاہ ایک برہنہ شخص پر پڑی جو کہہ رہا تھا: جو شخص مجھے لباس پہنائے گا اللہ اس کو جنت کا لباس پہنائے گا تو رسول خداؐ نے اپنی خریدی ہوئی قمیض اُتار دی اور سائل کو پہنا دی۔

اس کے بعد آپؐ بازار کی جانب گئے اور بقیہ چار درہم کی ایک قمیض خرید کر پہن لی اور اللہ عزوجل کی حمد بجالاتے ہوئے اپنے گھر کی جانب روانہ ہوئے کہ وہ لونڈی (پھر سے) راستہ میں بیٹھی روتی نظر آئی تو رسول خداؐ نے فرمایا: کیا بات ہے، تم اپنے گھر والوں کے پاس کیوں نہیں جاتیں؟ اس نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ، کافی دیر ہو چکی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ مبادا وہ مجھے ماریں تو رسول خداؐ نے فرمایا: میرے آگے آگے چلو اور اپنے گھر کی طرف میری رہنمائی کرو!

رسول خداؐ اس کے گھر تک آ کر دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور کہا: السلام علیکم اے اہل خانہ! مگر ان لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا، رسول خداؐ نے دوبارہ سلام کیا مگر کوئی جواب نہ ملنے پر ایک مرتبہ پھر آپؐ نے سلام کیا تو اس بار انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول علیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا بات ہے کہ تم لوگوں نے پہلی اور دوسری مرتبہ میرے سلام کا جواب نہیں دیا؟ ان لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ، ہم نے آپؐ کے کلام کو سُن لیا تھا مگر ہم چاہتے تھے کہ آپؐ مزید کلام فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: اس لونڈی کو کافی دیر ہو گئی ہے لہٰذا اسے اذیت مت دینا (ایک نسخہ میں ہے "اس کا مواخذہ مت کرنا") تو ان لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ، آپ کی مبارک تشریف آوری کی بناء پر یہ لونڈی اب آزاد ہے!

رسول خداؐ نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لئے مخصوص ہیں، میں نے ان بارہ درہموں سے زیادہ برکتی درہم نہیں دیکھے کہ جن کی وجہ سے دو برہنہ کو لباس پہنایا گیا اور ایک مخلوق (ایک نسخہ میں غلام ہے) کو آزاد کروایا گیا ہو۔

﴿۱۸﴾ **نقباء بارہ ھیں:** احمد ابن زیاد ابن جعفر ہمدانیؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عُمیر اور احمد ابن ابونصر بزنطی سے، اس نے ابان ابن عثمان احمر سے، اس نے مشائخ کی ایک جماعت سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے اپنی امت سے بارہ نقباء کو منتخب کیا کہ جن کی جانب حضرت جبرئیلؑ نے اشارہ کیا تھا اور آپؐ کو انہیں منتخب کرنے کا حکم دیا تھا جس طرح کہ نقبائے موسیٰؑ کی تعداد (بھی بارہ تھی) کہ ان میں سے نو خزرج سے اور تین اوس سے تھے۔

خزرج کے نو نقباء: ۱. اسعد ابن زُرارہ ۲. براء ابن معرور ۳. عبدالرحمٰن ابن حماد ۴. جابر ابن عبداللہ ۵. رافع ابن مالک ۶. سعد ابن عبادہ ۷. منذر ابن عُمرو ۸. عبداللہ ابن رواحہ اور ۹. سعد ابن ربیع

قواقل کا ایک فرد: عبادہ ابن صامت -- قواقل کے معنی ہیں عرب کا باشندہ -- کیونکہ جب عبادہ مدینہ (یثرب) میں داخل ہوا تھا تو وہ خزرج کے اشراف میں سے کسی کے پاس گیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ جب تک میں اُس شہر میں ہوں مجھے اس بات کی ضمانت دو کہ مجھ پر ظلم نہیں ہوگا تو اس سردار نے کہا تھا کہ قوقل حیث شئت فانت فی جواری جہاں چاہو جاؤ کہ تم میری پناہ میں ہو۔ لہٰذا اس کو کسی نے تنگ نہیں کیا۔

اوس کے تین افراد: ۱. ابوالہیثم ابن تیہان ۲. اسید ابن حضیر اور ۳. سعد ابن خیثمہ

کتاب نبوت میں مَیں نے ان کا قصہ بیان کر دیا ہے۔

مؤلفؒ کتاب فرماتے ہیں: نقیب (نقباء کا مفرد) عرفاء کے سردار کو کہتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو کسی کی ضمانت لے (کفالت قبول کرے) ایک قول یہ بھی ہے کہ قوم پر گواہ کو کہتے ہیں۔ نقیب کا لغوی معنیٰ نقب سے ہے یعنی کشادہ سوراخ، لہٰذا نقیب قوم اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی قوم کے احوال کی ٹوہ میں رہتا ہے جس طرح کہ اسرار کا اور دلوں میں چھپے بھیدوں کا سُراغ لگایا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل کے اس قول: **بعثنا منهم اثنی عشر نقیباً** کے معنیٰ یہ ہیں کہ ان کی قوم نے اپنے دین کے متعلق جو عہد و پیمان کیے تھے اللہ نے ان میں سے ہر ایک کے سبط کو ان کا ضامن و ذمہ دار قرار دیا ہے۔ نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ نے ان کو سرکشوں کی جانب مبعوث کیا تھا تا کہ ان کے احوال سے واقف ہوں اور اس طرح وہ اپنے نبی حضرت موسیٰؑ سے رجوع کریں، لہٰذا وہ لوٹے اور انہوں نے جب اپنی قوم کو شدید جنگ کرتے دیکھا اور اُن کو عظیم الجثہ پایا تو انہوں نے اپنی قوم کو قتل و غارت گری کرنے سے منع کیا اور یہ قصہ بہت مشہور ہے تو ہماری مراد محض نقیب کے معنیٰ کو بیان کرنا تھی -- اور خدا ہی صحیح بات کی توفیق دینے والا ہے --

﴿تیرھواں باب﴾

﴿۱﴾ **مسخ شدہ جانور تیرہ ھیں (یعنی جن کی صورت میں انسان کو مسخ کیا گیا تھا):** محمد ابن علی ماجیلویہؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسین نے علی ابن اسباط کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے علی ابن جعفر سے، اس نے میسرہ سے، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام باقر سے، انہوں نے اپنے جدّ سے نقل کیا کہ بنی آدم تیرہ قسم کے جانوروں کی صورت میں مسخ ہوئے ہیں: بندر، سؤر، چمگادڑ، سوسمار (چھپکلی کی شکل کا بڑا جانور)، ریچھ، ہاتھی، کرم سیاہ (سیاہ کیڑا)، سگ ماہی، بچھو، سہیل، خار پشت، زہرہ اور مکڑی۔

بندر: یہ بنی اسرائیل کی قوم تھی جو ساحل سمندر پر آ کر ہفتہ کے روز مچھلی پکڑ کر حد سے تجاوز کر جاتے تھے (اس لئے کہ اللہ نے انہیں ہفتہ کے دن مچھلی پکڑنے سے منع کیا تھا) لہٰذا اللہ نے بندر کی صورت میں مسخ کر دیا۔

سؤر: یہ بھی بنی اسرائیل ہی کی قوم تھی اور حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ نے ان کو بددُعا دی تھی لہذا اللہ نے سؤر کی صورت میں مسخ کر دیا۔

چمگادڑ: یہ ایک عورت تھی کہ جس نے اپنی دایہ پر جادو کر دیا تھا تو اللہ نے اسے چمگادڑ کی صورت میں مسخ کر دیا۔

سوسمار: یہ ایک بدوعرب تھا جو ہر اس شخص کو قتل کر دیتا تھا جو اس کے پاس سے گزرتا تھا لہٰذا اللہ نے اسے سوسمار (ایک صحرائی جانور) کی صورت میں مسخ کر دیا۔

ریچھ: یہ ایک مخنث شخص تھا جو لوگوں کو اپنے ساتھ بدفعلی کی طرف بلاتا تھا لہٰذا اللہ نے اسے ریچھ کی صورت میں مسخ کر دیا۔

ہاتھی: یہ ایک ایسا شخص تھا جو چوپایوں کے ساتھ بدفعلی کیا کرتا تھا لہٰذا اللہ نے اسے ہاتھی کی صورت میں مسخ کر دیا۔

کرم سیاہ: جو عورتوں کے ساتھ زنا کیا کرتا تھا اور کسی چیز کو نہیں چھوڑتا تھا لہٰذا اللہ نے اسے کرم سیاہ کی صورت میں مسخ کر دیا۔

سگ ماہی: یہ شخص نمام (اِدھر کی بات اُدھر اور اُدھر کی بات اِدھر کرنے والا) تھا لہذا اللہ نے اسے سگ ماہی کی صورت میں مسخ کر دیا۔

بچھو: یہ ایک چغلخور شخص تھا لہٰذا اللہ نے اسے بچھو کی صورت میں مسخ کر دیا۔

(ایک شخص جو حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا لہٰذا اللہ نے اسے ریچھ کی صورت میں مسخ کر دیا)

سھیل: یہ ایک ایسا شخص تھا جو خراج وصول کیا کرتا تھا لہٰذا اللہ نے اسے ایک (سہیل نامی) ستارہ کی صورت میں مسخ کر دیا۔

زہرہ: یہ ایک عورت تھی جس نے ہاروت اور ماروت کو ورغلایا تھا لہٰذا اللہ نے اسے مسخ کر دیا۔

مکڑی: یہ ایک بداخلاق اور اپنے شوہر کی نافرمان عورت تھی جو اس سے روگردانی کرتی تھی لہٰذا اللہ نے اسے مکڑی کی صورت میں مسخ کر دیا۔

خار پُشت: یہ ایک بداخلاق مرد تھا لہٰذا اللہ نے اسے خار پُشت کی صورت میں مسخ کر دیا۔

ابوالحسن علی ابن اسواری مذکر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مکی ابن احمد ابن سعدویہ بودعی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو محمد زکریا

ابن یحیٰی ابن عبید عطار نے دمیاط میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: قلانسی عبدالعزیز ابن عبداللہ اویسی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا علی ابن جعفر نے امام جعفر صادقؑ کے غلام معتب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے اپنے جدّ سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا کہ میں نے رسول خداؐ سے مسخ شدہ کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: ان کی تعداد تیرہ ہے: ہاتھی، ریچھ، سؤر، بندر، سگ ماہی، سوسمار، چمگادڑ، کرم سیاہ، بچھو، مکڑی، خرگوش، سہیل اور زہرہ۔ آپؐ سے پوچھا گیا ان کے مسخ ہونے کی وجہ کیا تھی؟ آپؐ نے فرمایا:

ہاتھی: یہ اغلام باز تھا جو کسی خشک وتر سے دریغ نہیں کرتا تھا۔

ریچھ: یہ مخنث شخص تھا جو مردوں کو اپنے ساتھ بدفعلی کی طرف بلاتا تھا۔

سؤر: یہ نصاریٰ کی قوم تھی جنہوں نے اپنے پروردگار سے ان پر مائدہ (دسترخوان) کے نازل کرنے کی درخواست کی تھی، اور جب وہ نازل ہوگیا تو انہوں نے شدید ترین انداز میں کفر اختیار کیا اور اسی طرح اسے جھٹلا دیا۔

بندر: یہ وہ قوم ہے جس نے ہفتہ کے دن زیادتی کی ہے۔

سگ ماہی: یہ دیوث شخص تھا جو مردوں کو اپنی بیوی کے ساتھ زنا کی طرف بلاتا تھا۔

سوسمار: یہ بدو عرب تھا جو اپنے عصا سے حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا۔

چمگادڑ: یہ ایسا شخص تھا جو کھجور کے درختوں سے ان کے میوے چُراتا تھا۔

کرم سیاہ: یہ شخص اِدھر کی بات اُدھر اور اُدھر کی بات اِدھر کرتا تھا اور اس طرح محبت کرنے والوں میں جُدائی ڈالتا تھا۔

بچھو: یہ شخص بدزبان تھا کہ اس کی زبان سے کوئی محفوظ نہیں تھا۔

مکڑی: یہ عورت تھی جو اپنے شوہر کے ساتھ خیانت کرتی تھی۔

خرگوش: یہ ایسی عورت تھی جو حیض وغیرہ سے پاک نہیں ہوتی تھی۔

سہیل: یہ شخص یمن میں خراج وصول کرتا تھا۔

زھرہ: یہ ایک نصرانی عورت تھی جو بنی اسرائیل کے کسی بادشاہ کی بیوی تھی اور یہی وہ عورت ہے جس نے ہاروت و ماروت کو ورغلایا تھا: اس کا نام ناہیل تھا جبکہ لوگ اسے ناہید کہہ کر پکارتے تھے۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: عوام الناس زہرہ اور سہیل کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ دو ستاروں کے نام ہیں جبکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ یہ دو چوپائے ہیں، سمندری چوپائے کہ ان کے نام آسمان میں موجود دو ستاروں کے نام پر رکھے گئے ہیں جس طرح کہ سماوی برجوں کے نام روئے زمین پر موجود حیوانوں کے ناموں پر رکھے گئے ہیں، جیسے: حمل، ثور، جوزا، سرطان، عقرب، حوت، جدی اور اسی طرح زہرہ اور سہیل۔

لوگ ان دونوں کے متعلق ہی غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں نہ کہ باقی ستاروں کے متعلق اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور سے ان دونوں کا مشاہدہ ممکن نہیں کہ انہیں دیکھا جاسکے کیونکہ یہ سمندر کی تہ میں زندگی بسر کرتے ہیں کہ جہاں کوئی کشتی جا سکتی ہے اور نہ ہی کوئی اور حیلہ کام آتا ہے۔ نیز اللہ

عزوجل نافرمانوں کو چمکتے انوار کی صورت میں مسخ نہیں کرتا کہ ان سے خشکی وسمندر میں رہنمائی حاصل کی جائے اور پھر انہیں اس وقت تک باقی رکھے کہ جب تک آسمان وزمین باقی ہیں جبکہ مسخ شدہ تین دن سے زیادہ زندہ نہیں رہے اور (تین دن کے بعد) مرگئے، لہذا ان کی نسل آگے نہ بڑھ سکی۔

ان حیوانات کو مسخ شدہ کہا جاتا ہے لہٰذا یہ لفظ "مسخ" کا استعمال مستعاری ومجازی ہے، بلکہ ان کی مثال ایسی ہے جیسے اللہ عزوجل نے ان کی صورت میں اس قوم کو مسخ کیا تھا کہ جس نے اس کی نافرمانی کی تھی اور اس طرح اس کی نافرمانی کی وجہ سے وہ اللہ کی نعمت سے محرومی کے مستحق ہوئے تھے۔ نیز اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے گوشت کو حرام قرار دیا تا کہ ان سے کوئی نفع حاصل کیا جاسکے اور نہ ہی ان کی اس سزا کو معمولی سمجھا جائے!

میں نے یہ حکایت ابوالحسین محمد ابن جعفر اسدیؒ سے نقل کی ہے۔

﴿۲﴾ **ایک لڑکے کے بالغ ہونے کی عمر تیرہ سے چودہ سال ہے:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے احمد ابن محمد ابن ابونصر بزنطی سے، اس نے حسین خادم سے جو موتیوں کی تجارت کرتا تھا، اس نے عبداللہ ابن سنان سے نقل کیا کہ میرے والد نے امام جعفر صادقؑ سے یتیم کے متعلق سوال کیا جبکہ میں بھی وہیں پر موجود تھا کہ اس کے معاملات کب درست شمار ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: جب وہ حد بلوغت کو پہنچے۔ میرے والد نے کہا: وہ بالغ کب ہوتا ہے؟ تو امام نے فرمایا: جب اُسے احتلام ہو --- راوی کہتا ہے --- میں نے کہا: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ لڑکا اٹھارہ سال یا اس سے کم یا زیادہ کا ہوجاتا ہے مگر اسے احتلام نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اگر وہ بالغ ہے اور اب ثواب وگناہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں تو اس کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے مگر یہ کہ وہ نادان ہو یا ضعیف العقل (کہ ایسی صورت میں اس کے ساتھ معاملہ کرنا جائز نہیں)۔

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن علی وشاء سے، اس نے عبداللہ ابن سنان سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جب لڑکا اپنی بلوغت کو پہنچ جائے اور تیرہ سال سے گزر کر چودھویں میں داخل ہوجائے تو اس پر بھی وہ واجبات عائد ہوتے ہیں جو ایک محتلم پر عائد ہوتے ہیں خواہ اسے احتلام ہوگیا ہو یا نہ ہوا ہو، لہٰذا اس کے نامۂ اعمال میں برائیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کی نیکیاں بھی ثبت ہوتی ہیں اور اس کے لئے اپنے مال میں تصرف کرنا جائز ہوجاتا ہے مگر یہ کہ وہ ضعیف العقل ہو یا نادان۔

﴿۳﴾ **امیر المومنینؑ کی تیرہ فضیلتیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن حسن مؤدب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن علی اصبہانی نے ابراہیم ابن محمد ثقفی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن حسن بن عبیداللہ بن موسیٰ عبسی نے محمد ابن علی سلمی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ ابن محمد ابن عقیل سے اس نے جابر ابن عبداللہ انصاریؓ سے نقل کیا کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ کہتے سُنا کہ علیؑ میں کچھ ایسی خوبیاں پائی جاتی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی تمام لوگوں میں ہوتی تو لوگ اسی فضیلت پر اکتفا کرتے:

رسول اللہؐ نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں علیؑ اس کا مولا ہے۔

آپ نے فرمایا: علیؑ کی مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ سے تھی۔

آپؐ نے فرمایا: علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: علیؑ میرے لئے میرے نفس کی طرح ہے کہ اس کی اطاعت میری اطاعت اور اس کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔

آپؐ نے فرمایا: علیؑ سے جنگ کرنا اللہ سے جنگ کرنا ہے اور علیؑ سے صلح کرنا اللہ سے صلح کرنا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: علیؑ کا دوست اللہ کا دوست ہے اور علیؑ کا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔

آپؐ نے فرمایا: علیؑ اللہ کے بندوں پر اس کی حجت اور اس کا خلیفہ ہے۔

آپؐ نے فرمایا: علیؑ کی محبت ایمان اور اس سے بغض رکھنا کفر ہے۔

آپؐ نے فرمایا: حزبِ علیؑ ہی حزبُ اللہ ہے اور علیؑ کے دشمنوں کا گروہ حزبِ شیطان ہے۔

آپؐ نے فرمایا: علیؑ حق کے ساتھ ہے اور حق اس کے ساتھ ہے کہ یہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: علیؑ جنت و جہنم کو تقسیم کرنے والا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: جس نے علیؑ کو چھوڑا اس نے مجھے چھوڑ دیا اور جس نے مجھے چھوڑ دیا تو اس نے اللہ عزوجل کو چھوڑ دیا۔

آپؐ نے فرمایا: شیعانِ علیؑ ہی روز قیامت کامیاب ہوں گے۔

﴿چودھواں باب﴾

﴿۱﴾ **خضاب میں چودہ خوبیاں پائی جاتی ھیں:** احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابراہیم ابن اسحٰق نہاوندی سے، اس نے محمد ابن علی بغدادی سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ ابن مبارک سے، اس نے عبداللہ ابن زید سے مرفوع روایت بیان کی کہ رسول خداؐ نے فرمایا: خضاب کے لئے ایک درہم خرچ کرنا اللہ کی راہ میں ایک ہزار درہم خرچ کرنے سے افضل ہے!

نیز اس میں چودہ خوبیاں پائی جاتی ہیں: دونوں کانوں سے ریح کو خارج کرتا ہے، آنکھوں کے دھندلے پن کو دور کرتا ہے، نتھنوں کو لطیف وملائم کرتا ہے، منہ کو خوشبودار بناتا ہے، مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے، سستی ولاغری کو دور کرتا ہے، شیطانی وسوسوں کو کم کرتا ہے، فرشتوں کو خوش کرتا ہے، مومن کو شادر کھتا ہے، کافر کو غیظ وغضب میں لے آتا ہے، زینت، خوشبو اور عذاب قبر سے نجات ہے اور اس سے منکر ونکیر حیا محسوس کرتے ہیں۔

محمد بن علی ابن شاہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو حامد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو یزید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن صالح تمیمی نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: انس ابن محمد ابو مالک نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا کہ نبیؐ نے انہیں وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علیؑ، خضاب کے لئے خرچ کیا گیا ایک درہم اللہ کی راہ میں خرچ کیے گئے ایک ہزار درہم سے افضل ہے اور اس میں چودہ خوبیاں پائی جاتی ہیں: کانوں سے ریح کو باہر نکالتا ہے، بصارت کو جلاء بخشتا ہے، نتھنوں کو لطیف وملائم بناتا ہے، منہ کو خوشبودار بناتا ہے، مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے، سستی ولاغری کو دور کرتا ہے، شیطانی وسوسوں کو کم کرتا ہے، فرشتے اس سے خوش ہوتے ہیں، مومن کو اس سے شادمانی حاصل ہوتی ہے، کافر اس سے غیظ وغضب میں آجاتا ہے، یہ زینت اور خوشبو ہے، منکر ونکیر اس سے شرم محسوس کرتے ہیں اور یہ اس کی قبر میں (عذاب سے) برائت کا پروانہ ہے۔

ابو احمد محمد ابن جعفر بندار شافعی فرغانی نے فرغانہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو بکر مسعدہ ابن اسمع نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عمر واحمد ابن حازم ابن یونس ابن محمد ابن حازم ابن ابی عروہ غفاری صحابی رسولؐ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد نے کہا: محمد ابن کناسہ ابو یحییٰ اسدی نے ہمیں خبر سنائی، کہا: ہشام ابن عروہ نے عثمان ابن عروہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے زبیر ابن عوام سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: بوڑھاپے کو تبدیل کردو اور یہود ونصاریٰ کے مشابہ نہ ہو جاؤ!

ابو محمد ابن عبداللہ شافعی نے فرغانہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو جعفر محمد ابن جعفر اشعث نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو حاتم محمد ابن ادریس نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عبداللہ انصاری نے محمد ابن عمرو ابن علقمہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابو سلمہ سے، اس نے ابو ہریرہ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: بوڑھاپے کو بدل دو اور یہود ونصاریٰ کی شبیہ مت بنو!

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: مذکورہ دونوں روایتوں کو میں نے باب خضاب میں بیان کیا ہے: ایک کو زبیر سے اور دوسری کو ابو ہریرہ سے، اس لئے کہ ناصبی افراد شیعوں کے خضاب استعمال کرنے کے منکر ہیں جبکہ اب ان روایتوں کو وہ رد نہیں کر سکتے (کہ ایک زبیر سے تو دوسری ابو ہریرہ

سے منقول ہے) اور اس طرح یہ دو حدیثیں اُن پر ہماری حجت ہیں۔

﴿۲﴾ **غسل کے چودہ مواقع:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن محمد ابن عیسی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے احمد ابن ابونصر بزنطی سے، کہا: عبداللہ ابن سنان نے ہم سے روایت بیان کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: غسل چودہ موقعوں پر کیا جاتا ہے۔ غسل میت، غسل جنابت، غسل میت دینے والے کا غسل، غسل جمعہ، عید فطر اور عید الاضحی کا غسل، عرفہ کے روز کا غسل، غسل احرام، کعبہ میں داخل ہونے کا غسل، مدینہ میں داخل ہونے کا غسل، حرم میں داخل ہونے کا غسل، غسل زیارت، رمضان کی انیس، اکیس اور تیئسویں رات کا غسل۔

﴿۳﴾ **اصحاب عقبہ کی تعداد چودہ ہے:** احمد ابن محمد ابن ہیثم عجلیؒ کہتے ہیں: یحیی ابن زکریا قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ ابن فضل ہاشمی سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے زیاد ابن منذر سے، کہا: مشائخ کی ایک جماعت نے حذیفہ ابن یمان کے ذریعہ مجھ سے روایت نقل کی کہ جن لوگوں نے جنگ تبوک سے واپسی پر رسول خداؐ کے ناقہ کو پریشان کیا تھا ان کی تعداد چودہ ہے: ابوالشرور، ابوالدواہی، ابوالمعازف، اس کا باپ، طلحہ، سعد ابن ابی وقاص، ابوعبیدہ، ابوالاعور، مغیرہ، ابوحذیفہ کا غلام سالم، خالد ابن ولید، عمر وابن عاص، ابوموسیٰ اشعری اور عبدالرحمن ابن عوف۔

نیز یہی وہ افراد ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: **وھموا بما لم ینالوا.** ایسی بات کا عزم کیا جسے نہ کر سکے۔ (سورۂ توبہ - آیت ۷۴)

﴿پندرھواں باب﴾

﴿۱﴾ **جب یہ امت پندرہ خصلتوں کی مرتکب ہوگی تو اس پر بلا نازل ہو گی:** حسن ابن عبداللہ بن سعید عسکری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عبداللہ بزاز نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن ابراہیم عقرنے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالربیع سلیمان ابن داؤد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: فرج ابن فضالہ نے یحیٰی ابن سعید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن حنفیہ سے اور انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جب میری امت پندرہ خصلتوں کی مرتکب ہوگی تو اس پر بلا نازل ہوگی۔

آپؐ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسولؐ، وہ کون سی بلا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جب مال غنیمت لوگوں کی دولت، لوگوں کی امانت مال غنیمت، زکوٰۃ ادا کرنا ایک نقصان شمار ہونے لگے گا، مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا، اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا، اپنے دوست سے نیکی اور اپنے باپ پر جفا کرے گا، قوم کا سردار اُن میں کا رذیل ترین فرد ہوگا، قوم اس کا اکرام اس کے شر کے خوف کی وجہ سے کرے گی، مسجدوں میں آوازیں بلند کی جائیں گی، ریشم پہنا جائے گا، خوش الحان کنیزیں رکھی جائیں گی، تنبورہ بجایا جائے گا اور اس امت کے اگلے لوگ پچھلوں کو لعنت کرنے لگیں تو (ایسی صورت میں) سُرخ آندھی، زمین میں دھنسنے اور مسخ (ہونے) کا انتظار کرنا چاہیئے۔

ابوسعید محمد ابن فضل ابن محمد ابن اسحٰق مذکر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابویحیٰی بزاز نیشاپوری نے اپنے اس اجازہ میں جو اس نے ہمارے لئے تحریر کیا تھا ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسام ابن عمران بلخی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: قتیبہ ابن سعید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: فرج ابن فضالہ نے یحیٰی ابن سعید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن علی سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جب میری امت پندرہ خصلتوں کی مرتکب ہوگی تو اس پر بلا نازل ہوگی۔

آپؐ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسولؐ، وہ کون سی بلا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جب مال غنیمت لوگوں کی دولت، لوگوں کی امانت مال غنیمت، زکوٰۃ ادا کرنا ایک نقصان شمار ہونے لگے گا، مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا، اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا، اپنے دوست سے نیکی اور اپنے باپ پر جفا کرے گا، قوم کا سردار اُن میں کا رذیل ترین فرد ہوگا، قوم اس کا اکرام اس کے شر کے خوف کی وجہ سے کرے گی، مسجدوں میں آوازیں بلند کی جائیں گی، ریشم پہنا جائے گا، خوش الحان کنیزیں رکھی جائیں گی، تنبورہ بجایا جائے گا اور اس امت کے اگلے لوگ پچھلوں کو لعنت کرنے لگیں تو (ایسی صورت میں) انہیں سُرخ آندھی، زمین میں دھنسنے اور مسخ (ہونے) کا انتظار کرنا چاہیئے۔

مؤلفؒ کتاب فرماتے ہیں: آپؐ کے اس قول: اس امت کے اگلے لوگ پچھلوں پر لعنت کرنے لگیں سے مراد وہ خوارج ہیں جو امیرالمومنینؑ پر لعنت کرتے ہیں جبکہ آپؑ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان کے سلسلہ میں اس امت کے سب سے پہلے شخص ہیں۔

﴿۲﴾ **بچہ کو پندرہ اور سولہ سال کی عُمر کے درمیان روزوں کا پابند بنایا جائے:** جعفر ابن علی ابن حسن ابن علی ابن عبداللہ ابن مغیرہ کوفیؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد علی ابن حسین نے اپنے والد حسن ابن علی ابن عبداللہ ابن مغیرہ کوفیؒ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عباس ابن عامر غضبانی سے، اس نے اپنے سلسلہ سند میں سے کسی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: پندرہ اور سولہ سال کی عُمر کے درمیان بچہ کو روزے رکھنے کا پابند کیا جانا چاہیئے!

﴿۳﴾ **ایام تشریق (۱۰ تا ۱۳ ذی الحج) میں منی میں پندرہ نمازوں کے بعد تکبیر کہنا:** محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے عباس ابن معروف کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے علی ابن مہزیار سے، اس نے حماد ابن عیسیٰ سے، اس نے حریز ابن عبداللہ سے، اس نے زرارہ ابن اعین سے نقل کیا کہ میں نے امام محمد باقر سے ایام تشریق میں نمازوں کے بعد تکبیر کہنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: منیٰ میں پندرہ نمازوں کے بعد تکبیر کہنی چاہئے جبکہ باقی شہروں میں دس نمازوں کے بعد پہلی تکبیر قربانی کے دن (۱۰، ذی الحج کو) ظہر کی نماز کے بعد ادا کرو اور کہو الله اكبر. الله اكبر. لا إله إلّا الله والله اكبر، الله اكبر، ولله الحمد، الله اكبر على ما هدنا، والله اكبر على ما رزقنا من بهيمة الأنعام۔ البتہ دیگر تمام شہروں میں دس نمازوں کے بعد تکبیر کہنی چاہئے اس لئے کہ جب لوگ منیٰ سے پہلی بار کوچ کریں (۱۲، ذی الحج کو) تو دوسرے شہروں میں موجود افراد کو تکبیر کہنے سے رک جانا چاہئے جبکہ منیٰ میں موجود افراد کو اس وقت تک تکبیر کہنی چاہئے کہ جب تک وہ منیٰ میں ہیں یہاں تک کہ آخری کوچ واقع ہو۔

میرے والد رضی اللہ عنہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے حسین ابن حسین ابن اسحٰق تاجر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے علی ابن مہزیار سے، اس نے حماد ابن عیسیٰ اور فضالہ سے، اس نے معاویہ ابن عمار سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادق سے ایام تشریق میں تکبیر کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: قربانی کے دن نماز ظہر سے اگلی دس نمازوں تک جبکہ منیٰ میں موجود افراد کو چاہئے کہ اگر وہ ظہر اور عصر تک قیام کریں تو تکبیر کہیں۔

﴿۴﴾ **رجب کے پندرہ دن روزہ رکھنے والے کا ثواب:** محمد ابن حسن ابن احمد ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن عیسیٰ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن نصر بزنطی نے ابان ابن عثمان کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے کثیر النوا سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: حضرت نوحؑ رجب کی پہلی تاریخ کو کشتی میں سوار ہوئے تو آپ نے اپنے ہمراہ سوار ہونے والوں کو اپنے ساتھ اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا: جو شخص اس دن روزہ رکھے تو جہنم کی آگ اس سے دس سال کے فاصلہ پر رہے گی؛ جو شخص سات دن روزہ رکھے تو اُس پر جہنم کے سات دروازے بند کر دیئے جائیں گے؛ جو شخص آٹھ دن روزہ رکھے تو اُس پر جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جائیں گے اور جو شخص پندرہ دن روزہ رکھے تو اسے اس کی مانگی ہوئی چیز عطا ہوگی۔ نیز جو شخص زیادہ روزے رکھے تو اللہ عزوجل (اس کے اجر میں) اضافہ فرمائے گا۔

محمد ابن حسن نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن حسین ابن عبدالعزیز مہتدی نے امام موسیٰ کاظمؑ کے خادم سیف ابن مبارک ابن یزید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد مبارک سے نقل کیا کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا: حضرت نوحؑ رجب کی پہلی تاریخ کو کشتی میں سوار ہوئے تھے --- اور پھر بعینہٖ روایت بیان کی--- نیز میں نے کتاب فضائلِ رجب میں اسی روایت کو بیان کیا ہے۔

﴿۵﴾ **ہر پندرہ دنوں میں نورہ لگانا سُنت ہے:** میرے والدؒ اور محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، دونوں نے کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عُمیر سے، اس نے ہمارے کسی ساتھی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: سنت یہ ہے کہ پندرہ دن میں نورہ لگایا جائے، لہٰذا اگر کوئی اکیس دنوں تک نورہ نہ لگائے تو اسے چاہئے کہ اللہ عزوجل کے نام پر قرض لے اور نورہ لگائے جبکہ اگر کوئی شخص چالیس دن تک نورہ نہ لگائے تو وہ مومن ہے اور نہ ہی مسلم اور نہ اس کا کوئی اکرام (رہ جاتا ہے)۔

﴿سولھواں باب﴾

﴿۱﴾ **عالم کے سولہ حقوق ھیں:** ابوالقاسم حسن ابن محمد ابن سعید ہاشمی کوفی نے مسجد کوفہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن ابراہیم غطفانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسن ابن عبدالرحمٰن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن محمد ابن بشر موراق نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن محمد سدوسی فقیہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن علوان نے عبداللہ ابن حسن ابن حسن ابن علی ابن ابی طالب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے جد علی ابن ابی طالب سے نقل کیا کہ حق عالم یہ ہے کہ تم اس سے زیادہ سوال مت کرو، جواب میں اس سے پہل مت کرو، اگر وہ اعراض کرے تو اصرار مت کرو، جب وہ تھک جائے تو اس کے دامن سے مت چپٹو، اپنے ہاتھ سے اس کی جانب اشارہ مت کرو، اپنی آنکھ سے اس کی طرف اشارہ مت کرو، اس کی محفل میں اس سے سرگوشی مت کرو، اس کے عیوب تلاش کرتے نہ پھرو، یہ مت کہو کہ فلاں شخص نے تمہاری مخالفت میں یہ کہا ہے، اس کے راز کو فاش مت کرو، اس کے سامنے کسی کی غیبت مت کرو، اس کے سامنے اور پیٹھ پیچھے بھی اس کی حفاظت کرو، عموماً سب کو سلام کرو اور عالم کو بالخصوص سلام کرو، اس کے سامنے بیٹھو (اس کے پیچھے نہیں)، اگر اسے کوئی ضرورت پیش آئے تو دوسروں سے پہلے تم خدمت کے لئے اقدام کرو اور اس کی طویل گفتگو سے زچ مت ہو کہ عالم کی مثال کھجور کے درخت جیسی ہے (جو دیر سے پھل دیتا ہے) لہٰذا تمہارے او پر اس درخت سے کوئی منفعت گرنے تک کا انتظار کرو۔

عالم کی منزلت ایک روزہ دار نمازی مجاہد کی سی ہے کہ جب عالم کا انتقال ہوتا ہے تو اسلام میں ایک رخنہ پڑ جاتا ہے، ایسا رخنہ کہ جسے تا قیامت کوئی شے پُر نہیں کرسکتی! نیز علم کے متلاشی کے جنازہ میں آسمان کے ستر ہزار مقرب فرشتے شرکت کرتے ہیں۔

﴿۲﴾ **سولہ چیزیں تنگدستی کا باعث ھیں جبکہ سترہ چیزیں رزق میں زیادتی کا باعث ھیں:** محمد ابن علی ماجیلویہؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے چچا محمد ابن ابوالقاسم نے محمد ابن علی قوسی کوفی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوزیاد محمد ابن زیاد بصری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن عبدالرحمٰن مدائنی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ثابت ابن ابی صفیہ ثمالی نے ثور بن سعید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سعید ابن علاقہ سے نقل کیا کہ میں نے امیرالمومنینؑ کو یہ کہتے سُنا: مکڑی کے جالے کو گھر میں رہنے دینا تنگدستی کا باعث ہے، حمام میں پیشاب کرنا تنگدستی کا باعث ہے، جنابت کی حالت میں کھانا تنگدستی کا باعث ہے، تنکے سے خلال کرنا تنگدستی کا باعث ہے، کھڑے ہو کر کنگھی کرنا تنگدستی کا باعث ہے، کچرا گھر میں رکھنا تنگدستی کا باعث ہے، جھوٹی قسم کھانا تنگدستی کا باعث ہے، زنا کرنا تنگدستی کا باعث ہے، حرص کا اظہار کرنا تنگدستی کا باعث ہے، مغرب و عشاء کے درمیان سو جانا تنگدستی کا باعث ہے، طلوع شمس سے پہلے سونا تنگدستی کا باعث ہے، جھوٹ بولنے کی عادت اختیار کرنا تنگدستی کا باعث ہے، روزمرہ کے اخراجات کا اندازہ نہ کرنا تنگدستی کا باعث ہے، قطع رحمی تنگدستی کا باعث ہے، زیادہ گانے سُننا تنگدستی کا باعث ہے، رات کے وقت مرد سائل کو رد کرنا تنگدستی کا باعث ہے۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: کیا اس کے بعد میں تم لوگوں کو ان چیزوں سے آگاہ نہ کردوں جن سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں اے امیرالمومنینؑ۔

آپؑ نے فرمایا: دو نمازوں کو باہم پڑھنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، نماز فجر کے بعد تعقیبات میں مشغول ہونے سے رزق میں اضافہ

ہوتا ہے، صلۂ رحمی سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، صحن میں جھاڑو دینے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، دینی بھائیوں میں برابری کا سلوک روا رکھنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، علی الصبح رزق کی تلاش میں نکلنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، استغفار کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، امانت داری سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، حق بات کہنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، اذان کا جواب دینے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، بیت الخلاء میں بات چیت نہ کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، حرص کو ترک کردینے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، نعمت دینے والے (ایک نسخہ میں صرف نعمت ہے) کا شکر ادا کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، جھوٹی قسم کھانے سے پرہیز کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، کھانے سے پہلے وضو کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، دسترخوان پر گری ہوئی شے کو کھانے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے اور روزانہ تیس مرتبہ اللہ کی تسبیح کرنے سے ستر قسم کی بلائیں دُور ہوتی ہیں کہ جن میں کم ترین بلا تنگدستی ہے۔

﴿۳﴾ **سولہ خصلتیں حکمت و دانائی ہیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطّار اور احمد ابن ادریس دونوں نے مجھ سے روایت بیان کی، دونوں نے کہا: ابوسعید سہل ابن زیاد آدمی نے محمد ابن حسن ابن زید زیات کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عُمر و ابن عثمان خزّاز سے، اس نے ثابت ابن دینار سے، اس نے سعد ابن طریف خفّاف سے، اس نے اصبغ ابن نباتہ سے نقل کیا کہ امیر المومنینؑ فرمایا کرتے تھے: راست گوئی امانت ہے، جھوٹ خیانت ہے، ادب ریاست ہے، عزم کی پختگی ذہانت ہے (ایک نسخہ میں ہے: اسراف تلف کرنا ہے) میانہ روی ثروتمندی لاتی ہے، حرص تنگدستی لاتی ہے، پستی حقیر بنادیتی ہے، سخاوت قربت ہے، ملامت اجنبیت ہے، رقت قلب عاجزی ہے، عاجزی توہین ہے، ہوا پرستی کجروی ہے، وفاداری پیمانہ ہے، خود بینی ہلاکت ہے اور صبر زندگی کی کسوٹی ہے۔

﴿۴﴾ **حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی امت میں سولہ قسم کے افراد ان کے اہلبیتؑ سے محبت نہیں کرتے بلکہ ان سے بغض و عناد رکھتے ہیں:** احمد ابن حسن قطّان اور علی ابن احمد ابن موسیٰؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطّان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوبکر ابن محمد ابن بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابومعاویہ ضریر نے اعمش کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا۔

بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے کہا: اور عبداللہ ابن محمد ابن باطویہ نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن عبدالمومن زعفرانی کوفی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مسلم ابن خالد زنجی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: امام جعفر صادقؑ نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے جدؑ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی۔

بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے کہا: اور حسن ابن سنان نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے محمد ابن خالد برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے مسلم ابن خالد سے، اور اس نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا: ان سب نے کہا: تیرہ جبکہ تمیم نے کہا: سولہ افراد میرے جد کی امت میں سے ایسے ہیں جو نہ ہم سے محبت کرتے ہیں اور نہ ہی لوگوں کو ہم سے محبت کرنے پر اُکساتے ہیں بلکہ وہ ہم سے بغض رکھتے ہیں، ہمیں دوست نہیں رکھتے اور خود ہم سے دُور ہوجاتے ہیں اور لوگوں کو ہم سے دُور کردیتے ہیں لہٰذا یہ ہمارے حقیقی دشمن ہیں کہ ان کے لئے جہنم کی آگ ہے اور سوزناک عذاب!

میں نے کہا: اے فرزند رسولؐ مجھے ان کے بارے میں تفصیل سے بتائیں کہ خدا آپؑ کو ان کے شرّ سے محفوظ رکھے۔ آپؑ نے فرمایا:

۱۔ جس کی خلقت میں ایک زائد عضو ہو۔لہٰذا خدا کی مخلوق میں سے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے کہ جس کی خلقت میں ایک زائد عضو ہو مگر یہ کہ وہ ہمارا دشمن ہوگا اور تم اس کے دل میں ہماری محبت نہیں پاؤ گے۔

۲۔ جس کی خلقت میں ایک عضو کم ہو۔لہٰذا خدا کی مخلوق میں سے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جو ناقص الخلقت ہو مگر یہ کہ اس کے دل میں ہمارے لئے کینہ پاؤ گے۔

۳۔ جس کی داہنی آنکھ پیدائشی طور پر دیکھنے سے قاصر ہو۔لہٰذا خدا کی مخلوق میں سے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جو داہنی آنکھ سے پیدائشی کانا ہو مگر یہ کہ وہ ہم سے جنگ کرنے والا ہوگا اور ہمارے دشمنوں سے صلح کرنے والا۔

۴۔ جس کے بوڑھاپے میں بھی کالے بال ہوں۔لہٰذا خدا کی مخلوق میں سے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جس کے بوڑھاپے میں بھی کالے بال ہوں اور اس کی ڈاڑھی کوّے کے منہ کے بالائی حصہ کی مانند کالی ہو مگر یہ کہ وہ ہمارے خلاف لوگوں کو اکٹھا کرتا ہوگا اور ہمارے دشمنوں سے جاملا ہوگا۔

۵۔ جس شخص کا رنگ انتہائی سیاہ ہو۔لہٰذا خدا کی مخلوق میں سے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جس کا رنگ انتہائی سیاہ ہو مگر یہ کہ وہ ہمیں گالی دیتا ہوگا اور ہمارے دشمنوں کی مدح سرائی کرتا ہوگا۔

۶۔ جس شخص کے سر پر بال نہ ہوں۔لہٰذا خدا کی مخلوق میں سے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جو گنجا ہو مگر وہ ہمارے خلاف بدگوئی اور بدزبانی کرتا ہوگا اور ہماری باتوں کو اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر کرتا ہوگا۔

۷۔ جو شخص اپنے ہاتھ میں سبز نگینہ جڑا چاندی کی انگوٹھی پہنے ہو۔لہٰذا خدا کی مخلوق میں سے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جو اپنے ہاتھ میں چاندی کی سبز نگینہ جڑی انگوٹھی پہنے ہوئے ہو مگر یہ کہ ان کی تعداد زیادہ ہوگی اور ایک چہرے کے ساتھ ہم سے ملیں گے تو ایک چہرے کے ساتھ ہم سے منہ پھیر لیں گے اور (ایسے لوگ) ہماری ہلاکت کی گھات میں بیٹھے ہوتے ہیں۔

۸۔ جو شخص زنازادہ ہو۔لہٰذا خدا کی مخلوق میں سے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جو زنازادہ ہو مگر یہ کہ وہ ہمارا دشمن ہوگا اور برملا کینہ پرور (ایک نسخہ میں گمراہ ہے) بھی۔

۹۔ جس شخص کو برص ہو۔لہٰذا خدا کی مخلوق میں سے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جو برص میں مبتلا ہو مگر یہ کہ وہ ہمارے لئے گھات لگائے بیٹھا ہوگا اور ہمارے شیعوں کی بھی تاکہ وہ اپنے زعم میں ہمیں راہ راست سے گمراہ کردے۔

۱۰۔ جس شخص کو کوڑھ کا مرض لاحق ہو۔کوڑھی افراد سنگ جہنم ہیں اور وہ اسی میں داخل ہوں گے۔

۱۱۔ جو شخص پستہ قد ہو۔لہٰذا تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جو پستہ قد ہو مگر یہ کہ وہ ہماری ہجو کرے گا اور لوگوں کو ہمارے خلاف جمع کرے گا۔

۱۲۔ اُس شہر کے باسی جسے سجستان کے نام سے پکارا جاتا ہے کہ وہاں کے رہنے والے ہمارے دشمن ہیں اور یہ لوگ بدترین خلق ہیں کہ ان پر وہی عذاب ہوگا جو فرعون، ہامان اور قارون پر ہوگا۔

۱۳۔ اُس شہر کے باسی جسے رَے کے نام سے پکارا جاتا ہے کہ یہ لوگ اللہ، اس کے رسولؐ اور انؐ کے اہلبیتؑ کے دشمن ہیں۔نیز یہ لوگ

رسول خداؐ کے اہلبیت کے ساتھ جنگ کرنے کو جہاد کا نام دیتے ہیں اور ان کے مال کو غنیمت شمار کرتے ہیں، لہٰذا ان کے لئے دنیوی اور اُخروی حیات میں رُسوائی ہے اور ہمیشہ کا عذاب۔

۱۴۔ اُس شہر کے باسی جس کو موصل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور یہ لوگ روئے زمین پر بدترین لوگ ہیں۔

۱۵۔ اُس شہر کے باسی جس کا نام زوراء ہے اور اسے آخری زمانہ میں تعمیر کیا جائے گا کہ یہ لوگ ہمارے خون سے شفا طلب کریں گے، ہم سے بغض کے ذریعہ (خدا کا) قربت چاہیں گے اور مسلسل ہماری دشمنی پر تلے ہوں گے کہ یہ لوگ ہم سے جنگ کرنے کو فرض سمجھتے ہیں اور ہمیں قتل کرنا ضروری جانتے ہیں۔

اے میرے بیٹے! تم ان لوگوں سے دُور رہو، پھر (آگاہ کرتا ہوں کہ) ان سے دُور رہو کہ ان میں سے دو افراد بھی تمہارے اہل خانہ میں سے کسی سے نہیں ملتے مگر یہ کہ اس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔

شروع سے آخر تک اس روایت کے الفاظ تمیم بن بہلول سے نقل کیے گئے ہیں۔

(شرح: ۱۔ (اس میں شارح نے حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور مختلف راویوں کا تذکرہ کر کے ان کو غیر موثق یا مجہول بتایا ہے۔ اب وہ اصل روایت پر بحث کر رہے ہیں۔ مترجم شرح)

۲۔ ترتیب سند کے لحاظ سے اصل روایت مضطرب ہے اور متن کے اعتبار سے بھی پریشان حال ہے کیونکہ جن دو طریقوں سے روایت آئی ان میں ایک سے تیرہ گروہ شمار کیے گئے اور پھر ایک اور طریقے سے آئی تو سولہ شمار کیے گئے اور جب وضاحت کی گئی تو ایک ساقط (کم) ہو گیا اور اس طرح کا اضطراب اور پریشان حالی حدیث کو کمزور بنا دیتی ہے۔ لہٰذا ممکن ہے کہ یہ حدیث کسی دشمن اہلبیتؑ نے امام کے نام سے گڑھ کر شائع کر دی ہو۔

کیونکہ امام وقتؑ کی نسبت سے یہ بدترین تبلیغات ہے کہ اس سختی کے ساتھ بہت سے گروہوں کو جو بڑے اہم گروہ ہیں ان کو امام کی زبان سے تنقید کا نشانہ بنایا جائے تا کہ اس بہانے وہ امام سے کٹ جائیں اور ان کے دشمن اور مخالف بن جائیں اور اس قسم کی فتنہ انگیزی خصوصاً دینی مقدس مقامات کے بارے میں خصوصاً جب کہ سیاسی پیمانے پر مخالفت جاری ہو ہمیشہ ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔

یقیناً امام ہشتم جعفر بن محمد صادق علیہ السلام کے دور امامت میں شیعہ تحریک اور تشیع کی تبلیغ تیزی کے ساتھ پھیل رہی تھی جس سے حکومت وقت اور خلافت بنی عباس کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے اور بنی عباس کے حامی بڑے احتیاط اور چال بازی کے ساتھ یہ چاہتے تھے کہ مخالفین کی سرکوبی کریں اور اپنا راستہ صاف کریں۔ اور امامؑ کے بارے میں کہ جو نہ تلوار کھینچے ہوئے تھے کہ شورش فساد کے بہانے گرفتار کریں، نہ سیاسی پارٹی بنائی ہوئی تھی کہ دوسرے الزامات ان کے خلاف تراش سکیں اور نہ ان کا علمی و دینی مقام قابل تنقید تھا تو پھر اسی قسم کی تبلیغات لوگوں کو ان سے بدظن کرنے کے لئے شائع کرنا بعید نہیں ہے۔ کیونکہ خلفائے وقت بعض ملاّ نما افراد کو اس بات پر آمادہ کیے ہوئے تھے کہ کافرانہ اور زندیقانہ احادیث وضع کریں اور ان کو امامؑ سے نسبت دیدیں تا کہ اس طرح لوگوں کو ان سے متنفر کر سکیں اور ان کے گرد سے دور کر سکیں۔

۳۔ اگر اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا جائے کہ یہ بیانات امامؑ کی زبان سے ہی نکلے تو پھر ہو سکتا ہے کہ یہ عمومی نہ ہوں اور ہر زمانہ اور دور سے متعلق نہ ہوں بلکہ صرف ان کے اپنے زمانے کے لوگوں کے بارے میں ہوں اور شاید حضرت کو یہ پتہ چل گیا ہو کہ یہ سولہ صنف کے افراد ان مخصوص نشانیوں کے ساتھ جو بیان ہوئی ہیں اس زمانے میں ائمہ علیہم السلام کے مخالف لوگ تھے اور ان کے خلاف تحریکات چلاتے تھے لہٰذا آپ نے اپنے فرزندوں

کے لئے ایسے افراد کی نشاندہی کردی کہ وہ ان سے دھوکہ نہ کھائیں اور مصیبت کا شکار نہ ہوں لہٰذا آخر حدیث میں یہ فرمایا کہ جب بھی ان میں سے کوئی شخص تنہائی میں تم سے ملاقات کرے تو اس سے خطرہ ہے کہ یا تو قتل کرڈالے یا قتل کرنے کی کوشش کرے۔

اور بے شک وہ بعض علاقے جو اس حدیث میں شمار کیے گئے ہیں جیسے رے و بجستان اس حدیث کے بیان کے موقع پر وہ متعصب ترین عربی قبائل پر مشتمل تھے اور حکومت وقت کے تابع اور انہیں کے پٹھو تھے۔ اور یہ بات قدیم شہر رے سے یوں ظاہر ہو رہی ہے کہ منصور عباسی شہر رے کو اس قدر اہمیت دیتا تھا کہ اس نے اپنے بیٹے مہدی کو وہاں کا حاکم و والی بنایا تھا اور حقیقت میں اس نے رے کو اپنے ولی عہد کی پرورش گاہ قرار دیا تھا۔

اور یہ تو واضح ہے کہ جن حصوں میں بھی بادشاہ کا ولی عہد حکومت کرے گا تو وہاں کے لوگوں کو سو فیصدی حکومت کا حامی ہونا چاہئے۔ اور شاہی افواج میں قابل اعتماد سمجھے جائیں اور منصور جیسے خلیفہ جابر و ظالم کے لئے یہ بات بالکل درست تھی کہ وہ امام سے دشمنی برتتا اور لوگوں کو ان سے متنفر کرتا تھا اور ان کی اتباع سے روکتا تھا۔

انہی تمام حالات کا نتیجہ یہ نکلا کہ علاقہ رے صدیوں تک سنیوں کی سیاسی و علمی تبلیغات کا مرکز بنا رہا اور فخر رازی جیسے متعصب کج بیان لوگوں کی تربیت گاہ بنا جس نے اپنی تفسیر میں پوری قوت ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے حق کشی میں صرف کرڈالی۔

اور اس خطہ کی پہلی شرمناک تاریخ کا نتیجہ یہ برآمد کہ مغلوں نے یہاں بے پناہ خونریزی وغارتگری کی اور ایسی ساری بنیادیں منہدم ہو کر رہ گئیں اور تمام لوگ نابود ہو گئے اور سوائے شیعہ و حق پرست تصنیفات و افراد کے کوئی باقی نہ بچا۔

اس زمانے میں سیستان کے علاقے کا ڈھنگ بھی یہی تھا کیونکہ یہ سرحدیں مرکز حکومت و خلافت سے دور تھیں اور ان کے بسنے والے صرف حکومت کے فوجی تھے لہٰذا خلیفۂ وقت اور اس کے شان و شوکت کا ڈھنڈورا وہیں پیٹا جاتا تھا۔

اس موضوع کو سمجھنے کے لئے ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ اکثر افراد اور خصوصاً غیر عرب لوگوں میں دینی تعلیمات اور اسلام کا اثر اس وجہ سے تھا کہ اسلام و قرآن نے اپنی تعلیمات کی بنیاد علم و عدالت کو قرار دیا ہے۔ اور ہر قوم کے علماء و فضلاء جو قوت اسلام کے پھیلاؤ کے نتیجے میں اس کی تعلیمات سے آشنا ہوئے اسلام کے اسی لئے گرویدہ ہو گئے اور عام مسلمان بھی عدالتی قوانین سے متاثر ہوئے اور چونکہ خلفائے بنو امیہ اور وقت کے حکمرانوں کے ظلم و جہالت ان کی شرمناک حکومت میں نکل کر سامنے آچکے تھے تو وہ سب متحد ہو گئے اور اس بات پر تل گئے کہ اس حکومت ظلم و جور کو جڑ و بنیاد سے اکھاڑ پھینکیں اور اس کا تختہ الٹ دیں اور انہوں نے حکومت کے حامیوں کا جو صرف ذاتی مفادات اور جاہ و مقام حاصل کرنے کے درپے رہتے تھے اور عوام کے صلاح و فلاح کے انہیں کوئی سروکار نہ تھا۔ حتمی خاتمہ کردیا۔

اس عدالت کی جماعت جو قرآن و اسلام کا مرکز اعتماد تھی اور اس عالمانہ تحریک نے لوگوں کو اس طرح برانگیز کیا کہ مخالفین لرزہ براندام ہو گئے اور قدرتی طور پر لوگ ان دانشمند، عدالت پرور اور معصوم ائمہؑ کی طرف مائل ہوئے جو خاندان پیغمبرؐ سے تعلق رکھتے تھے۔

منصور عباسی جو بڑا سیاسی گھاگ تھا اور اس نے ایک ایسا سلسلۂ خلافت شروع کیا تھا جو بعد میں سینکڑوں سال تک چلتا رہا اس نے چن چن کر ایسے تمام لوگوں کا خاتمہ کیا جو بڑے جنگجو اور سیاست دان تھے لیکن جابر حکومت و سلطنت کے سخت مخالف تھے جیسے ابو مسلم کو اس نے تہ تیغ کرا دیا۔

اس نے ایک طرف تو علماء اور مراکز عدالت کو کہ جن میں عظیم ترین امام ششمؑ تھے کو خانہ نشین ہونے پر مجبور کیا اور (معاذ اللہ) ان کو ذلیل کیا اور ان کو خانہ نشین کرنے اور لوگوں کو ان سے متنفر کرنے کے لئے ہر داؤ آزمایا اور ہر طرح کی ناموزوں باتیں ان کے بارے میں پھیلائیں۔ اور اس

میں ہر قسم کے لوگوں سے کام لیتا تھا اور ہر ناجائز حربہ استعمال کیا کرتا تھا۔ اور ہر شہر وصوبہ میں مخالفین اور بُری قوتوں کی ایک جماعت امام کے خلاف تیار رکھتا تھا۔

ان ناموزوں تبلیغات جن سے لوگ گمراہ ہوتے تھے اور حقیقت میں جو ان کی دین مقدس اسلام سے امیدیں وابستہ تھیں وہ ٹوٹتی نظر آتی تھیں اور ان کو دین اسلام سے منحرف کرتی تھیں تو امام ان کا دفاع کرتے تھے اور اس قسم کے بیانات دیتے تھے۔

اگر وفات پیغمبرؐ کے بعد جزیرۃ العرب میں مسلمان آپ کا جانشین آپؐ کی وصیت کے مطابق بناتے اور روز غدیر کے عہد نامہ کی نسبت مرکزی مخالفت نہ ہوتی تو لوگ اسلام سے منحرف نہ ہوتے اور مرتد نہ بن جاتے اور اسلام کے ابتدائی تبلیغی ادوار میں یوں قیمتی خون نہ بہائے جاتے۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ عربی تاریخ نویس خلافت اول کے وقت کی جنگوں کو ابوبکرؓ کے عظیم فضائل سے شمار کرتے ہیں جب کہ بنظر انصاف دیکھا جائے تو یہ تمام شورشیں اور خونریزی حق کے اپنے مقام پر نہ رہنے دینے کے سبب واقع ہوئیں۔

دور بنی عباس میں بھی اسلام کے خلاف مختلف مقامات پر شورشیں برپا ہوئیں اور خونریزیاں کی گئی اور حقیقتاً یہ سب اس خاندان بنی عباس کی نااہل قیادت کا نتیجہ ہے۔

جب قرآن کی دلاویز آواز عالم انسانی میں پہنچی جس نے ساری دنیا کو علم وعدالت کی خوشخبری سنائی تو لوگوں نے ایسے پیاسے کی طرح جو سالوں سے تلاش آب میں سرگرداں رہا تھا اس مژدۂ آب حیات کو انتہائی خوشگواری کے ساتھ قبول کیا۔

لیکن جب وہ دائرۂ قرآن میں داخل ہوتے اور گذشتہ ادوار کی بے انصافیاں اور ناجائز حرکات ان کو رنجیدہ وملول کر دیتیں تو وہ حیران و پریشان ہو کر جوش میں کودے ہو جاتے اور پانی سر سے گزر جاتا اور خونین اقدام کر گزرتے۔

آری دست بیچارہ چوں بجاں نرسد

چارہ جز پیرہن دریدن نیست

ہاں جب کسی مجبور و بے کس کا ہاتھ جان تک نہیں پہنچ پاتا

تو سوائے اس کے کہ وہ اپنے ہی کپڑے پھاڑ دے اور کچھ نہیں کر سکتا۔

(یعنی جب اصل مجرم ہاتھ نہیں لگتے تو نقصان اپنا ہی کیا جاتا ہے)

﴿سترھواں باب﴾

﴿۱﴾ **غسل کے سترہ مواقع:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حماد ابن عیسیٰ سے، اس نے حریز ابن عبداللہ سے نقل کیا، کہا: محمد ابن مسلم نے کہا کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: سترہ موقعوں پر غسل کرنا چاہئے: سترہویں رمضان کی شب کو کہ اس دن بدر میں دو لشکر ایک دوسرے کے مقابل آئے تھے، انیس کی شب کو کہ اس رات میں سال بھر کے حادثات و واقعات لکھے جاتے ہیں، اکیس کی شب کو کہ اس میں انبیاءؑ کے اوصیا اس دنیا سے رخصت ہوئے تھے اور اسی میں حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ آسمان پر چلے گئے اور حضرت موسیٰؑ کی روح قبض کی گئی، تئیس کی شب کو کہ جس میں شب قدر کی امید ہے۔

نیز عبدالرحمن ابن ابوعبداللہ بصری کہتا ہے: مجھ سے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: چوبیسویں شب کو غسل کیا کرو کہ ان دونوں راتوں میں ایسا کرنے میں تمہیں کیا حرج ہے؟!

محمد ابن مسلم کی روایت کا اگلا حصہ: عید فطر اور عید الاضحیٰ کے غسل، حرمین میں داخل ہونے کا غسل، احرام کے دن کا غسل، زیارت والے دن کا غسل، کعبہ میں داخل ہونے کے دن کا غسل، ترویہ کے دن کا غسل، عرفہ کے دن کا غسل، غسل میت، جب تم میت کو غسل دو، اسے کفن پہناؤ اور اس کے ٹھنڈا ہونے کے بعد جب تم اسے چھوؤ اس کا غسل، جمعہ کے دن کا غسل، سورج کو گرہن لگنے کا غسل بشرطیکہ پورے سورج کو گرہن لگے پھر تم بیدار ہو اور سورج گرہن کی نماز نہ پڑھی ہو تو ایسے موقع پر غسل کرو اور قضا نماز پڑھو۔

○

﴿اٹھارھواں باب﴾

﴿۱﴾ **امیر المومنینؑ کی اٹھارہ فضیلتیں:** ابوعبداللہ حسین ابن محمد اشنانی رازی نے بلخ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے جد نے مجھے خبر سنائی، کہا: محمد ابن غفار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن صالح مقری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: اسرائیل نے حکیم ابن جبیر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے مجاہد سے، اس نے عبداللہ ابن شداد ابن ہادی سے، اس نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ حضرت علیؑ کی اٹھارہ فضیلتیں ہیں کہ ان میں سے محض ایک فضیلت ہی ہوتی تب بھی آپ نجات یافتہ تھے جبکہ آپؑ کی ایسی اٹھارہ فضیلتیں ہیں جو اس امت میں کسی کی نہیں۔

﴿۲﴾ **اٹھارہ سالہ لڑکے کو اللہ عزوجل کی سرزنش:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ابوعبداللہ برقی نے اپنی اسناد کے ساتھ اللہ عزوجل کے اس قول: **أولم نعمركم ما يتذكر فيه من تذكر** کیا ہم نے تمہیں عمر نہیں دی تھی کہ جو تم میں نصیحت حاصل کرنا چاہتا وہ نصیحت حاصل کرتا (سورۂ فاطر۔ آیت ۳۷) کے بارے میں امام جعفر صادقؑ سے مرفوع روایت نقل کی کہ یہ اٹھارہ سالہ لڑکے کو سرزنش کی گئی ہے!

﴿انیسواں باب﴾

﴿۱﴾ **اُنیس کلمے ایسے ہیں کہ مصیبت کے وقت ان کے پڑھنے سے چھٹکارا ملتا ہے:** ابواحمد ہانی ابن محمود ابن ہانی عبدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالحسن محمد ابن محمد ابن حسن قادری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابومحمد عبدوس ابن محمد بلفاشاذی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: منصور ابن اسد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: اسحٰق ابن یحیٰی نے حصیف ابن عبدالرحمٰن کے ذریعہ ہمیں خبر سُنائی، اس نے سعیدؒ ابن جبیر سے، اس نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نبیؐ کے پاس تشریف لائے اور آپؐ سے کسی شے کے متعلق سوال کیا تو نبیؐ نے فرمایا: اے علیؑ، اس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبی مبعوث کیا، میرے پاس کم ہے اور نہ زیادہ لیکن میں تمہیں ایک چیز کے متعلق کچھ بتاتا ہوں۔

میرے پاس میرے دوست جبرئیلؑ آئے اور کہنے لگے: اے محمدؐ، یہ اللہ عزوجل کی جانب سے آپ کو ہدیہ کیا جا رہا ہے کہ اللہ نے اس کے ذریعہ آپ کو مکرم کیا اور آپؐ سے پہلے کسی نبیؐ کو عطا نہ کیا گیا، یہ انیس کلمے ہیں کہ کوئی دل سوختہ، پریشان، غمگین، رنجور شخص یا چوری، ورآگ لگنے کے خوف سے یا کوئی بندہ جو کسی بادشاہ سے خوفزدہ ہو ان کے ذریعہ دعا نہیں مانگے گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کی اس پریشانی سے چھٹکارا دلائے گا۔

ان اُنیس کلمات میں سے چار حضرت اسرافیلؑ کی پیشانی پر، چار حضرت میکائیلؑ کی پیشانی پر، چار عرش کے اردگرد اور چار حضرت جبرئیلؑ کی پیشانی پر تحریر ہیں جبکہ تین کلمے وہاں ہیں جہاں اللہ نے چاہا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: ان کے ذریعہ کیسے دُعا کی جائے اے اللہ کے رسولؐ؟ آپؐ نے فرمایا: کہو:

یَا عِمَادَ مَنْ لَّا عِمَادَ لَهُ، وَ یَا ذُخْرَ مَنْ لَّا ذُخْرَ لَهُ، وَ یَا سَنَدَ مَنْ لَّا سَنَدَ لَهُ، وَیَا حِرْزَ مَنْ لَّاحِرْزَ لَهُ، وَ یَا غِیَاثَ مَنْ لَّا غِیَاثَ لَهُ، وَ یَا کَرِیْمَ الْعَفْوِ، وَ یَا حَسَنَ الْبَلَآءِ، وَ یَا عَظِیْمَ الرَّجَآءِ، وَ یَا عَوْنَ الضُّعَفَآءِ، وَیَا مُنْقِذَ الْغَرْقٰی، وَ یَا مُنْجِیَ الْهَلْکٰی، یَا مُحْسِنُ، یَا مُجْمِلُ، یَا مُنْعِمُ، یَا مُفْضِلُ، اَنْتَ الَّذِیْ سَجَدَ لَکَ سَوَادُ اللَّیْلِ وَ نُوْرُ النَّهَارِ وَ ضَوْءُ الْقَمَرِ وَ شُعَاعُ الشَّمْسِ وَ دَوِیُّ الْمَآءِ وَ حَفِیْفُ الشَّجَرِ، یَااَللّٰهُ یَااَللّٰهُ یَااَللّٰهُ، اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ. اس کے بعد تم کہو: اَللّٰهُمَّ (ایک نسخہ میں حصل ہے) اِفْعَلْ بِیْ کذا و کذا "اے بے سہاروں کے سہارے، اے بے ذخیروں کے ذخیرے، اے سند نہ رکھنے والوں کی سند، اے پناہ سے محروموں کی پناہ، اے دادرس نہ رکھنے والوں کے دادرس، اے کرم کرنے والے معاف کرنے والے، اے بہترین ممتحن، اے بڑی امیدگاہ، اے کمزوروں کے مددگار، اے ڈوبتوں کو بچانے والے، اے تباہ ہونے والوں کو بچانے والے، اے احسان کرنے والے، اے آرام دینے والے، اے نعمت دینے والے، اے عطا کرنے والے، تو وہ ہے کہ سجدہ ریز ہے تیرے لئے رات کی تاریکی، دن کی روشنی، چاند کی چاندنی، سورج کی کرن، پانی کی آواز، اور درخت کی سرسراہٹ. یا اللہ، یا اللہ، یا اللہ تو یکتا و لاثانی ہے۔۔۔اے اللہ میرے یہ یہ کام بنادے"۔

پس تم اپنی بیٹھک سے کھڑے نہیں ہو گے کہ اللہ تمہاری دُعا کو قبول کرلے گا ان شآء اللہ تعالیٰ۔

احمد ابن عبداللہ کہتا ہے: ابوصالح کہتا ہے کہ یہ (دُعائیہ کلمات) کم عقل افراد کو مت بتاؤ۔

﴿۲﴾ **انیس چیزیں عورتوں پر معاف ھیں:** ابوالحسین محمد ابن علی ابن شاہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوحامد احمد ابن حسین نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن صالح تمیمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: انس ابن محمد ابو مالک نے امام جعفر صادقؑ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے اپنے جدّ سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے آپ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علیؑ عورتوں پر نماز جمعہ، اذان، اقامت، مریض کی عیادت اور جنازہ میں شرکت معاف ہے۔ نیز عورت صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ نہیں لگائے گی، حجر اسود کو نہیں چومے گی، سر نہیں مونڈوائے گی، قضاوت نہیں کرے گی، امور میں باہم مشورت نہیں کرے گی، جانور کو ذبح نہیں کرے گی مگر یہ کہ ضرورت پڑ جائے، تلبیہ کو بلند آواز سے ادا نہیں کرے گی، قبر کے پاس کھڑی نہیں رہے گی، خطبہ نہیں سُنے گی، شادی کے معاملہ میں ولی نہیں بنے گی، اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہیں نکلے گی کہ اگر شوہر کی اجازت کے بغیر وہ باہر چلی گئی تو اللہ، جبرئیلؑ اور میکائیلؑ اس پر لعنت کریں گے، اپنے شوہر کے گھر سے کوئی چیز بھی اس کی اجازت کے بغیر نہیں دے گی، ایسی حالت میں رات نہیں بسر کرے گی کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو خواہ اس کا شوہر اس پر ظلم کرتا ہو۔

﴿۳﴾ **ان اُنیس مسائل کا تذکرہ جو منصور کے دربار میں امام جعفر صادقؑ نے طبیب ہندی سے پوچھے تھے مگر وہ جواب نہ دے سکا تو امام جعفر صادقؑ نے اس کو ان جوابات سے آگاہ کیا تھا:** ابوالعباس محمد ابن ابراہیم ابن اسحٰق طالقانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوسعید حسن ابن علی عدوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عباد ابن صہیب نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے جد سے، اس نے منصور کے ندیم ربیع سے نقل کیا کہ ابوعبداللہ (امام) جعفر صادق ابن محمدؑ ایک روز منصور کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ اس محفل میں ہند سے آیا ہوا ایک شخص تھا جو اُس کے سامنے طب کی کتابیں پڑھ رہا تھا تو ابوعبداللہ (امام) جعفر صادق ابن محمدؑ اس کو غور سے سُن رہے تھے، جب وہ ہندی شخص پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس نے آپ سے کہا: اے ابوعبداللہ کیا آپ بھی میرے پاس جو کچھ ہے ان میں سے کچھ سُننا چاہتے ہیں؟ تو آپ نے کہا: نہیں! اس لئے کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ تمہارے پاس موجود (علم) سے بہتر ہے۔

اس نے کہا: وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں حرارت کا خنکی سے، خنکی کا حرارت سے، خشکی کا رطوبت سے اور رطوبت کا خشکی سے علاج کرتا ہوں اور میں شفا کا کام اللہ عزوجل کے حوالے کر دیتا ہوں اور صحت کے لئے رسول خداؐ کے دستور پر عمل کرتا ہوں۔ نیز میں جانتا ہوں کہ معدہ بیماری کا گھر ہے اور پرہیز ہی دوا ہے اور اسی طرح جس چیز کی بدن کو عادت پڑ چکی ہے میں اسی کو اپنی عادت بنالیتا ہوں۔

ہندی نے کہا: کیا طب اس کے علاوہ بھی کوئی شے ہے؟

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ طب کی کتابوں سے اخذ کیا ہے؟

اس نے کہا: ہاں!

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بخدا، میں نے یہ اللہ سبحانہ سے اخذ کیا ہے کسی اور سے نہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اب مجھے تم یہ بتاؤ کہ طب کے سلسلے میں تمہارا علم زیادہ ہے یا میرا؟ ہندی نے کہا: نہیں، بلکہ میں زیادہ جانتا ہوں۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: تو پھر میں تم سے کچھ پوچھتا ہوں۔ اس نے کہا: پوچھئے۔

۱۔ آپؑ نے فرمایا: اے ہندی، مجھے یہ بتاؤ کہ سر کے اگلے حصہ میں کچھ ہڈیاں کیوں پائی جاتی ہیں؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۲۔آپ نے فرمایا: تو پھر اس کے اوپر بال کیوں پائے جاتے ہیں؟اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!
۳۔آپ نے فرمایا: پیشانی پر بال کیوں نہیں ہوتے؟اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!
۴۔آپ نے فرمایا: پیشانی پر خطوط اور شکنیں کیوں ہوتی ہیں؟اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!
۵۔آپ نے فرمایا: بھویں آنکھ کے اوپر کیوں ہوتی ہیں؟اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!
۶۔آپ نے فرمایا: آنکھیں بادام کی شکل میں کیوں ہوتی ہیں؟اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!
۷۔آپ نے فرمایا: ناک دونوں آنکھوں کے درمیان میں کیوں ہوتی ہے؟اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!
۸۔آپ نے فرمایا: ناک کے نتھنے اس کے نچلے حصہ میں کیوں ہوتے ہیں؟اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!
۹۔آپ نے فرمایا: ہونٹ اور مونچھوں کو منہ کے اوپر کیوں رکھا گیا؟اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!
۱۰۔آپ نے فرمایا: آگے کا دانت تیز، عقل داڑھ چوڑی اور نچلی لمبی کیوں ہوتی ہے؟اس نے کہا: مجھے نہیں معوم!
۱۱۔آپ نے فرمایا: مردوں کی ڈاڑھی کیوں ہوتی ہے؟اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!
۱۲۔آپ نے فرمایا: کاندھوں پر بال کیوں نہیں ہوتے؟اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!
۱۳۔آپ نے فرمایا: ناخن اور بالوں میں جان کیوں نہیں ہوتی؟اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!
۱۴۔آپ نے فرمایا: دل صنوبر کے دانہ کی مانند کیوں ہوتا ہے؟اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!
۱۵۔آپ نے فرمایا: پھیپھڑوں کے دو ٹکڑے کیوں ہوتے ہیں اور وہ اپنی جگہ پر حرکت کیوں کرتے ہیں؟اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!
۱۶۔آپ نے فرمایا: جگر خمیدہ کیوں ہوتا ہے؟اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!
۱۷۔آپ نے فرمایا: گردہ لوبیا کے دانہ کی مانند کیوں ہوتا ہے؟اس نے کہا مجھے نہیں معلوم!
۱۸۔آپ نے فرمایا: زانو پشت کی جانب سے خم اور سیدھے کیوں ہوتے ہیں؟اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!
۱۹۔آپ نے فرمایا: دونوں قدم باریک کیوں ہوتے ہیں؟اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!
آپ نے فرمایا: لیکن مجھے معلوم ہے!اس نے کہا: تو بتایئے۔امام جعفر صادق نے فرمایا:

ج ا۔سر میں ہڈی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر کسی کھوکھلی چیز میں کوئی فاصلہ نہیں ہوگا تو بہت جلد اس کو شکستگی آ لے گی جبکہ اگر اس میں فاصلہ ہوگا تو شکستگی اس سے نسبتاً دور رہے گی۔

ج ۲: سر کے اوپر بال ہونے کی وجہ یہ ہے تا کہ اس کی جڑوں کے ذریعہ تیل دماغ تک پہنچ جائے اور اس کی اطراف سے بخارات خارج ہوسکیں نیز بال دماغ کی طرف آنے والی ٹھنڈ یا حرارت سے اس کا دفاع کرتے ہیں۔

ج ۳۔پیشانی پر بال نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہی پیشانی آنکھوں کو روشنی پہنچانے والی ہے۔

ج ۴۔پیشانی پر خطوط اور شکنیں پڑنے کی وجہ یہ ہے تا کہ سر سے آنکھوں کی طرف آنے والے پسینہ کو روکا جاسکے بایں مقدار کہ انسان اس سے اپنے آپ کو صاف رکھتا ہے بالکل اسی طرح جیسے زمین میں موجود نہریں جو پانی کو روک لیتی ہیں۔

ج۵۔ بھویں آنکھوں کے اوپر ہوتی ہیں تا کہ حسب ضرورت روشنی اس تک پہنچ سکے۔ اے ہندی، کیا تم نے نہیں دیکھا جس پر روشنی زیادہ پڑتی ہے تو وہ شخص اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی آنکھوں پر رکھ لیتا ہے تا کہ اس تک اتنی روشنی پہنچے جو ضروری ہے۔

ج۶۔ ناک کو آنکھوں کے درمیان رکھا گیا تا کہ دونوں آنکھوں تک ایک جیسی روشنی پہنچ سکے۔

ج۷۔ آنکھیں بادام جیسی ہوتی ہیں تا کہ دوا ڈالنے سے میل اس میں جاری ہو جائے اور بیماری اس میں سے باہر نکل جائے۔ کیونکہ اگر آنکھیں چوکور یا گول ہوتیں تو اس میں سے میل جاری ہو سکتا اور نہ ہی بیماری باہر نکل سکتی۔

ج۸۔ ناک کا سوراخ اس کی نچلی جانب ہوتا ہے تا کہ دماغ سے اترنے والا فاضل مادّہ اس میں ٹھہر جائے اور ہر قسم کی بُو مشام کے ذریعہ اس کے بالائی حصہ میں جا سکے، کیونکہ اگر یہ سوراخ اوپری حصہ میں ہوتا تو فاضل مادّہ اس میں ٹھہر سکتا اور نہ ہی کوئی بُو اس تک پہنچ سکتی۔

ج۹۔ مونچھوں اور ہونٹوں کو منہ کے اوپر رکھا گیا تا کہ دماغ سے اُترنے والا فاضل مادّہ منہ تک نہ پہنچ سکے کہ مبادا انسان کیلئے کھانا پینا ناگوار ثابت ہو اور اس طرح وہ اس کو اپنے سے دور کر سکے۔

ج۱۰۔ مردوں کے لئے ڈاڑھی رکھی گئی تا کہ (اس کی جنس) صاف ظاہر ہو جائے اور اسے بتانے کی ضرورت نہ رہے نیز لوگ آسانی سمجھ جائیں کہ یہ مرد ہے عورت نہیں۔

ج۱۱۔ آگے کے دانت تیز بنائے گئے تا کہ چیزوں کو چبایا جا سکے، عقل داڑھ کو چوڑا بنایا گیا تا کہ اس کے ذریعہ چیزیں چبائی اور پیسی جا سکیں اور کچلی کو لمبا اس لئے بنایا گیا تا کہ وہ عقل داڑھ کو مضبوطی سے پکڑی رہے۔ چنانچہ اس کی اہمیت کسی عمارت کے ستون کی طرح ہے۔

ج۱۲۔ کاندھوں پر بال نہیں ہوتے اس لئے کہ لمس اسی کے ذریعہ واقع ہوتا ہے لہٰذا اگر اس پر بال ہوتے تو انسان اپنے سے ٹکرائی یا چھوئی ہوئی چیزوں کو نہ جان سکتا۔

ج۱۳۔ ناخن اور بالوں میں جان نہیں ہوتی، اس لئے کہ ان کی لمبائی بدنما ہوتی ہے جبکہ ان کا کوتاہ پن ان کا حسن ہے، لہٰذا اگر ان میں جان ہوتی تو انہیں تراشتے وقت انسان کو تکلیف ہوتی۔

ج۱۴۔ دل صنوبر کے دانہ کی مانند ہوتا ہے، اس لئے کہ وہ اوندھا ہوتا ہے لہٰذا اس کے سر کو باریک بنایا گیا تا کہ وہ پھیپھڑے میں جا سکے، اور اس کے ہوا دینے سے پھیپھڑا ٹھنڈا رہے کہ مبادا اس کی حرارت سے دماغ جل نہ جائے۔

ج۱۵۔ پھیپھڑوں کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کیا گیا تا کہ دل اس کے اندر تک جا سکے اور اس کی جنبش سے سرد رہے۔

ج۱۶۔ جگر کو خمیدہ بنایا گیا تا کہ وہ معدہ کو ثقیل بنا سکے اور یہ پورا کا پورا معدہ کے گرد آ جائے اور اس پر دباؤ ڈال سکے تا کہ اس میں موجود بخارات اس میں سے باہر نکل جائیں۔

ج۱۷۔ گردہ کو لوبیا کے دانہ کی مانند بنایا گیا، کیونکہ یکے بعد دیگرے منی کے قطروں کا مقام اسی پر واقع ہے، لہٰذا اگر یہ چوکور یا دائرہ نما ہوتا تو (ایک نسخہ میں قطرہ ہے) نطفہ کا اگلا قطرہ پچھلے کے ساتھ ٹھہر جاتا، لہٰذا ایک جاندار کبھی بھی اس سے محظوظ نہ ہوتا کیونکہ منی ریڑھ کی ہڈی سے گردہ تک آتی ہے اور اس کی مثال ایک کیڑے کی سی ہے جو سکڑتا اور پھیلتا ہے اور یہ کمان کے غُلّہ کی مانند ہے جو (منی کے قطروں کو) ایک کے بعد ایک مثانہ کی طرف پھینکتا ہے۔

ج۱۸۔ زانو کو پشت کی طرف بنایا گیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ انسان آگے کی طرف چلتا ہے لہذا اس کی حرکات معتدل رہیں، کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان چلتے چلتے گر جاتا۔

ج۱۹۔ قدم باریک ہوتے ہیں، کیونکہ اگر قدم مکمل طور پر زمین پر ٹھہرتے تو وہ ایسے ثقیل ہو جاتے جیسے چکی کا پاٹ کہ اگر وہ سرے پر ہو تو بچہ اسے اُٹھا لے اور اگر نیچے کو گر جائے تو ایک مرد کے لئے بھی اس کا اُٹھانا دشوار ہو جائے۔

ہندی کہنے لگا: آپؑ کے پاس یہ علم کہاں سے آیا؟

آپؑ نے فرمایا: میں نے یہ علم اپنے آباؤ اجداد سے سیکھا ہے، انہوں نے رسول خداؐ سے، انہوں نے جبرئیل سے اور انہوں نے اس رب العالمین جل جلالہ سے جس نے جسموں اور روحوں کو خلق کیا۔

ہندی نے کہا: آپؑ نے بالکل درست فرمایا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اللہ کے اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول اور اس کے بندہ ہیں۔ نیز یہ کہ آپ اعلم زمانہ ہیں۔

﴿بیسواں باب﴾

[اس باب میں بیس اور اس سے اوپر کے عدد کے متعلق روایتیں ھیں]

﴿۱﴾ **اھلبیت علیھم السلام کی محبت میں بیس خوبیاں پائی جاتی ھیں:** محمد ابن فضل ابن زید ویہ حلاب (ایک نسخہ میں جلاب ہے) ہمدانی نے ہمدان میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابراہیم ابن عروس ہمدانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن اسماعیل نے سعید ابن حکم کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے اوزاعی سے، اس نے یحیٰ ابن ابی کثیر سے، اس نے ابی سلمہ سے، اس نے ابی سعید خدری سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جس شخص کو اللہ میرے اہلبیت ائمہؑ کی محبت نصیب کرے تو اس نے دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر لی، لہٰذا کسی کو ہرگز یہ شک نہیں کرنا چاہئے کہ وہ جنت میں نہیں جائے گا اس لئے کہ میرے اہلبیتؑ سے محبت کرنے میں بیس خوبیاں پائی جاتی ہیں کہ ان میں سے دس خوبیاں دنیا میں اور دس آخرت سے متعلق ہے:

دنیوی دس خوبیاں: زہد، (ایک نسخہ میں علم ہے) عمل کی حرص، دین میں ورع، عبادت میں رغبت، موت سے پہلے توبہ، رات کو قیام میں نشاط، لوگوں کے پاس موجود چیزوں سے مایوسی، اللہ عزوجل کے امر و نہی کی حفاظت، دنیا سے بغض اور سخاوت۔

اُخروی دس خوبیاں: اس کے لئے دیوان نشر نہیں ہوگا، اس کے لئے میزان نصب نہیں کیا جائے گا، اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں عطا کیا جائے گا، اس کے لئے جہنم سے آزادی ثبت ہوگی، اس کا چہرہ سفید ہوگا، اسے جنت کے لباس پہنائے جائیں گے، اپنے خاندان میں سے سَو افراد کی شفاعت کرے گا، اللہ عزوجل اس کی طرف نظر رحمت کرے گا، اسے جنت کا تاج پہنایا جائے گا اور وہ بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا۔ لہٰذا خوشا نصیب میرے اہل بیتؑ سے محبت کرنے والوں کے لئے!

﴿۲﴾ **اللہ عزوجل پر مومن کے بیس حقوق ھیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن ابوعبداللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عبداللہ ابن مہران نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسین ابن عبداللہ یشکری نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن مثنیٰ حضرمی نے عثمان ابن زید کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے جابر ابن یزید سے نقل کیا کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: مومن کے اللہ عزوجل پر بیس حقوق ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ادا کرتا ہے: اسے آزمائش (ایسی آزمائش جو اسے دین سے منحرف کردے) میں نہیں ڈالتا، اسے گمراہ نہیں کرتا، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے برہنہ رکھے اور نہ ہی بھوکا، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اس کے دشمن کی شماتت سے اسے محفوظ رکھے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے تنہا اور اکیلا نہ چھوڑ دے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی آبروریزی نہ کرے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے غرقابی اور جل جانے والی موت نہ دے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ کسی شے پر گرے اور نہ کوئی شے اس پر گرے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ چالبازوں کی چال سے اس کی حفاظت کرے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ جابروں کے تسلط سے اس کو پناہ دے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ دنیا و آخرت میں اسے ہمارے ساتھ قرار دے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اس پر کسی ایسی بیماری کو حاوی نہ ہونے دے جو اس کی خلقت کو بدنُما بنادے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے برص اور جذام سے پناہ میں رکھے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اسے گناہ کبیرہ کی حالت

میں موت نہ دے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اس کو اس کی نافرمانیاں بھلا نہ دے تا کہ وہ توبہ کر لے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اس سے اپنا علم اور اس کی حجت کی معرفت پوشیدہ نہ رکھے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اس کے دل میں باطل کو عزت نہ دے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ جب روز قیامت وہ اسے محشور کرے تو اس کا نور اس کے آگے دوڑ رہا ہو، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اللہ اسے ہر کار خیر کی توفیق دے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اس کے دشمن کو اس پر مسلط کر کے اسے ذلیل نہ کرے اور اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اس کا خاتمہ امن و ایمان کے ساتھ ہو اور وہ اسے ہمارے ہمراہ رفیق اعلیٰ میں جگہ مرحمت کرے۔ یہ اللہ عزوجل کی شرائط ہیں مومنین کے لئے۔

﴿۳﴾ **بیس مرتبہ حج کرنے والوں کا ثواب:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ادریس نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ معاذی نے محمد ابن خالد طیالسی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سیف ابن عمیرہ سے، اس نے ابوبکر حضرمی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو شخص بیس مرتبہ حج کرے تو وہ جہنم کو نہیں دیکھے گا، اس کی آواز کو سُنے گا اور نہ ہی اس کے شعلوں کی بھڑک۔

﴿۴﴾ **امام زین العابدین علیہ السلام کی تئیس صفات محمودہ کا ذکر:** مظفر ابن جعفر ابن مظفر علوی سمرقندیؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن محمد بن مسعود عیاشی نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن محمد ابن حمران خالد طیالسی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے محمد ابن زیاد کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے ازدی سے، اس نے حمزہ ابن حمران سے، اس نے اپنے والد حمران ابن اعین سے نقل کیا کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

امام زین العابدینؑ ایک دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے جس طرح کہ امیر المومنینؑ کیا کرتے تھے کہ انؑ کے پاس پانچ سو کھجور کے درخت تھے اور ہر درخت خرما کے پاس وہ دو رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے جبکہ نماز کی حالت میں آپؑ کا رنگ دگرگوں ہوتا تھا اور آپؑ اس طرح کھڑے ہوتے تھے جیسے کوئی ذلیل بندہ اپنے مالک جلیل کے سامنے کھڑا ہو، آپؑ کے اعضاء خوف خدا سے کانپتے تھے نیز آپؑ ایسے نماز پڑھا کرتے تھے جیسے کوئی وداع کر رہا ہو گویا اس کے بعد آپؑ کبھی نماز نہیں پڑھ سکیں گے۔

ایک روز آپؑ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپؑ کے ایک کاندھے سے ردا سرک گئی تو آپؑ نے اسے درست نہیں کیا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپؑ کے کسی صحابی نے اس کے متعلق پوچھا، لہٰذا آپؑ نے فرمایا: خدا تجھ پر رحم کرے، کیا تم جانتے ہو کہ میں کس کے سامنے کھڑا تھا؟ بندہ کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی مگر صرف وہ نماز جسے اس نے حضور قلبی کے ساتھ ادا کیا ہو۔ اس شخص نے کہا: ہم تو ہلاک ہو گئے! آپؑ نے فرمایا: ہرگز نہیں، اس لئے کہ اللہ نوافل کے ذریعہ اس کی کو پورا کر دیتا ہے۔

نیز آپؑ رات کے گھپ اندھیرے میں نکل پڑتے تھے، زنبیل آپؑ کی پیٹھ پر ہوتی اور اس میں درہم و دینار سے بھری تھیلیاں ہوتی تھیں اور کبھی کبھار آپؑ اپنی پیٹھ پر کھانا یا لکڑیاں لاد کر جاتے تھے یہاں تک کہ ہر دروازہ پر دستک دیتے اور جو باہر نکلتا اس کے ہاتھ میں تھما دیتے درحالیکہ جب فقیر کو دیتے تو آپؑ کا چہرہ ڈھکا ہوتا تھا تا کہ وہ آپؑ کو پہچان نہ لے مگر جب آپؑ شہید ہوئے تو لوگوں تک یہ چیزیں نہ پہنچ سکیں اور اس طرح وہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ امام زین العابدین علیہ السلام ہی تھے۔

جب آپؑ کو غسل دینے کے لئے تختہ پر لٹایا گیا تو اُن لوگوں نے اونٹ کے زانو پر پڑے گٹھوں کی مانند آپؑ کی پیٹھ پر بھی گٹے دیکھے

جوغرباء ومساکین کے گھروں تک سامان لادنے کی وجہ سے پڑ گئے تھے۔

ایک مرتبہ آپ گھر سے اس حالت میں نکلے کہ آپ پر ایک خز کی چادر تھی، ایک سائل آ کر آپ کی چادر سے لپٹ گیا لہذا آپ اس چادر کو وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔

آپ جاڑے کے موسم میں خز خریدتے اور جب گرمی کا موسم آتا تو آپ اسے فروخت کر دیتے اور اس کی قیمت کو صدقہ کر دیتے۔

آپ نے عرفہ کے دن ایک جماعت کو لوگوں سے مانگتے دیکھا تو آپ نے فرمایا: خدا تم پر رحم کرے، آیا اس جیسے دن غیر خدا سے مانگتے ہو جبکہ اس دن تو یہ اُمید کی جاتی ہے کہ رحم مادر میں جو بچے ہیں وہ سعادت مند ہوں گے۔

آپ اپنی والدہ کے ساتھ کھانا کھانے سے دریغ فرماتے۔ آپ سے پوچھا گیا: اے فرزند رسولؐ، آپ تو سب سے زیادہ نیکوکار اور صلۂ رحمی کرتے ہیں تو پھر آپ اپنی والدہ کے ساتھ کھانا تناول کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ مبادا میرا ہاتھ اس چیز کی جانب بڑھے جس چیز کی طرف میری والدہ کی نگاہ گئی ہو۔

آپ سے ایک شخص نے کہا: میں اللہ کی خاطر آپ سے شدید محبت کرتا ہوں تو آپ نے فرمایا: اے میرے اللہ، میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ سے تیری خاطر محبت کی جائے جبکہ تو مجھ سے نفرت کرتا ہو۔

آپ نے ناقہ پر سوار ہو کر بیس حج کیے مگر آپ نے ایک بار بھی اسے چابک نہیں ماری اور جب وہ اونٹنی مر گئی تو آپ نے اسے دفن کرنے کا حکم دیا تا کہ اسے درندے نہ کھا جائیں۔

آپ کے متعلق آپ کی ایک کنیز سے پوچھا گیا تو اس نے کہا: بات کو طول دوں یا کلام مختصر کروں؟ اس سے کہا گیا: مختصراً بیان کرو، لہذا اس نے کہا: میں کبھی دن میں ان کے لئے کھانا لے گئی اور نہ ہی رات میں کبھی ان کے لئے بستر لگایا۔

ایک مرتبہ آپ کا گذر کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جو آپ کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے تو آپ وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو اللہ میری مغفرت کرے اور اگر تم لوگ جھوٹے ہو تو خدا تمہاری مغفرت کرے۔

جب کبھی آپ کے پاس کوئی طالب علم آتا تو آپ فرماتے: رسول خداؐ کی وصیت کو خوش آمدید! اس کے بعد فرماتے: جب کوئی طالب علم اپنے گھر سے نکلتا ہے تو جس خشک وتر پر قدم رکھتا ہے وہ زمین اپنے سات طبقوں سمیت اس کے لئے تسبیح کرتی ہے۔

آپ مدینہ کے سو غریب گھرانوں کی کفالت فرماتے تھے۔

آپ کو یتیموں، نابیناؤں، زمین گیروں اور مسکینوں تک کہ جن کا کہیں سے کوئی آسرا نہیں ہوتا کھانا پہنچانا بہت پسند تھا۔

نیز آپ اپنے دست مبارک سے ان کو دیتے اور جن کے اہل وعیال ہوتے تھے تو ان کے اہل وعیال تک کھانا پہنچاتے تھے۔

آپ اس وقت تک کھانا شروع نہ کرتے جب تک کہ اس طرح صدقہ نہ کر دیتے۔

آپ کے کثرت سے نماز پڑھنے کی وجہ سے ہر سال آپ کے سجدہ کرنے کے مقام سے سات گٹھے کاٹے جاتے؛ آپ انہیں اکٹھا کرتے اور جب آپ اس دنیا سے رُخصت ہوئے تو انہیں آپ کے ہمراہ دفن کر دیا گیا۔

آپ نے بیس سال تک اپنے والد بزرگوار امام حسینؑ پر گریہ کیا۔ جب بھی آپ کے سامنے کھانا پیش کیا جاتا آپ گریہ کرنے لگتے، یہاں

تک کہ آپؑ کے ایک غلام نے آپؑ سے کہا: اے فرزند رسول خداؐ، کیا اب تک آپؑ کے گریہ ختم ہونے کا وقت نہیں آیا؟ تو آپؑ نے اس سے کہا: خدا تجھ پر رحم کرے، حضرت یعقوبؑ کے تو بارہ بیٹے تھے اور خدا نے ان میں سے صرف ایک کو غائب کیا تھا تب بھی کثرت گریہ کی وجہ سے ان کی بصارت زائل ہوگئی تھی اور غم واندوہ کی وجہ سے ان کے سر کے بال سفید ہوگئے تھے اور اس غم میں ان کی کمر جھک گئی تھی حالانکہ ان کا بیٹا تو دنیا میں باحیات تھا جبکہ میں نے تو اپنے والد، اپنے بھائی اپنے چچا اور سترہ اہل خانہ کو اپنے اردگرد مقتول دیکھا ہے تو میرا حزن بھلا کس طرح ختم ہوسکتا ہے؟!

﴿۵﴾ **ماہِ رمضان کی اکیس اور تیئیسویں رات میں جو کچھ آیا:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عُمیر سے، اس نے حماد ابن عثمان سے، اس نے فضیل ابن یسار سے نقل کیا کہ جب اکیس اور تیئیس کی شب ہوتی تھی تو امام محمد باقرؑ پوری رات دُعاؤں میں مشغول رہتے تھے اور جب رات گزر جاتی تھی تو نماز پڑھتے تھے۔

محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن حسن ابن ابان نے حسن ابن سعید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سلیمان جعفری سے نقل کیا کہ امام کاظمؑ نے فرمایا: اکیس اور تیئیسویں شب کو سو رکعت نماز پڑھو کہ جس کی ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ حمد اور دس مرتبہ قل ھو اللہ احد کی قرأت کی جائے۔

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن حسین ابن ابوخطاب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابن فضال سے، اس نے ابوجمیلہ سے، اس نے رفاعہ سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: شب قدر ہی سال کی ابتدا ہے اور اس کی انتہا بھی۔

نیز ہمارے اساتذہ اس بات پر متفق ہیں کہ شب قدر ماہِ رمضان کی تیئیسویں شب ہے اور اس میں رات کی ابتدا سے اس کی انتہا تک غسل کرنا چاہئے۔

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے علی ابن حکم سے، اس نے سیف ابن عُمیرہ سے، اس نے حسان ابن مہران سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے شب قدر کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اکیس اور تیئیسویں شب میں اس کی جستجو کرو۔

﴿۶﴾ **چوبیس خصلتوں کی ممانعت:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ابراہیم ابن ہاشم کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسین ابن حسن قرشی سے، اس نے سلیمان ابن جعفر بصری سے، اس نے عبداللہ ابن حسین ابن زید ابن علیؑ ابن حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالبؑ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے اجدادؑ سے، انہوں نے حضرت علیؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل چوبیس خصلتوں کو ناپسند کرتا ہے اور تمہیں ان کی ممانعت کی ہے:

۱۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم نماز کے دوران بے کار حرکت کرو۔

۲۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم صدقہ میں احسان جتاؤ۔

۳۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم قبروں کے درمیان ہنسو۔

۴۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم گھروں میں جھانکو۔

۵۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم عورتوں کی اندام نہانی دیکھو۔کہا: یہ اندھے پن کا باعث بنتا ہے۔

۶۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم جماع کے وقت باتیں کرو کہ اس سے اولاد گونگی پیدا ہوتی ہے۔

۷۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم عشاء کی نماز سے پہلے سو جاؤ۔

۸۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم عشاء کی نماز کے بعد بات چیت کرو۔

۹۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم کھلے آسمان بغیر لنگ کے (برہنہ حالت میں) غسل کرو۔

۱۰۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم کھلے آسمان کے نیچے جماع کرو۔

۱۱۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم لنگ کے بغیر (برہنہ حالت میں) نہروں میں داخل ہوو۔(نیز فرمایا: نہروں میں رہائشی اور ساکنین فرشتے ہیں۔)

۱۲۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ حمام میں بغیر لنگ کے (برہنہ حالت میں) داخل ہوا جائے۔

۱۳۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ صبح کی نماز میں اذان اور اقامت کے درمیان بات کی جائے یہاں تک کہ نماز قضا ہو جائے۔

۱۴۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ جب سمندر تلاطم میں ہو تو اس میں سفر کیا جائے۔

۱۵۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ بغیر دیوار کی چھت پر سویا جائے۔نیز فرمایا: جو شخص بے دیوار چھت کے اوپر سوئے تو میں اس سے بری الذمہ ہوں۔

۱۶۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ کوئی شخص گھر میں اکیلا سوئے۔

۱۷۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ کوئی شخص اپنی حائضہ بیوی سے جماع کرے۔اگر وہ ایسی حالت میں جماع کرے اور اولاد کوڑھی پیدا ہو تو اُسے اپنے سوا کسی کو ملامت نہیں کرنی چاہیے۔

۱۸۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کرے جبکہ اسے احتلام ہوا ہو اور اس نے اس احتلام کا غسل جنابت بھی نہ کیا ہو کیونکہ ایسا کرنے کی صورت میں اگر اولاد مجنون پیدا ہو تو اسے سوائے اپنے آپ کے کسی کو ملامت نہیں کرنی چاہیے۔

۱۹۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ کوڑھی سے بات کی جائے مگر یہ کہ بات کرنے والے اور کوڑھی کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ ہو۔نیز آپؑ نے فرمایا: کوڑھی سے اس طرح دور بھاگو جیسے تم شیر سے فرار اختیار کرتے ہو۔

۲۰۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ جاری نہر کے کنارے پیشاب کیا جائے۔

۲۱۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ کوئی شخص پھل دار درخت کے نیچے پاخانہ پھرے۔

۲۲۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ کوئی شخص کھڑے ہو کر جوتے پہنے۔

۲۳۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ کوئی شخص اندھیرے گھر میں داخل ہو سوائے اس کے کہ اس کے پاس آگ ہو۔

۲۴۔اسے یہ بات ناپسند ہے کہ نماز کی جگہ پر پھونک ماری جائے۔

(۷) **نماز جماعت فرادیٰ نماز سے پچّیس درجه افضل هے:** ابوالقاسم عبیداللہ ابن احمد فقیہ نے بلخ میں اپنے اجازت

نامہ میں مجھے خبر دی، کہا: ابوحرب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد نے ابن ابی عیسیٰ حافظ سے روایت بیان کی، کہا محمد ابن ابراہیم نے ہمیں خبر سُنائی، کہا: ابن بکیر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: لیث نے ابوالہادی کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ ابن حباب سے، اس نے ابوسعید خدری سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: نماز جماعت فرادیٰ نماز سے پچیس درجے افضل ہے۔

نیز میرے والدؒ نے اپنے رسالہ نماز میں کہا ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والا جنت میں فرادیٰ نماز پڑھنے والے سے پچیس درجہ بلند ہوگا۔

﴿۸﴾ **نماز میں اُنتیس خوبیاں پائی جاتی ھیں:** احمد ابن ابراہیم ابن اسحٰق طالقانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا احمد ابن محمد ابن سعید ہمدانی بنی ہاشم کے غلام نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: منذر ابن محمد نے ہمیں خبر سُنائی، کہا: جعفر (ایک نسخہ میں ہے ابن محمد ابن احمر) نے ابان احمر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن علوان نے عمرو ابن ثابت کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے ضمرہ ابن حبیب سے نقل کیا کہ نبیؐ سے نماز کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: نماز شرائع دین میں سے ہے اور اس میں اللہ عزوجل کی خوشنودیاں پائی جاتی ہیں، یہ پیغمبروں کی روش ہے اور نمازی کے لئے فرشتوں کی محبت ہے، یہ ہدایت ہے، ایمان ہے، نور معرفت ہے اور اس سے رزق میں برکت پیدا ہوتی ہے، یہ راحت بدن ہے اور شیطان کے لئے باعث کراہت، کافر کے مقابلہ میں ہتھیار ہے، دعا کی اجابت کا ذریعہ ہے، اعمال کو قبول کرواتی ہے اور دنیا اور آخرت میں مومنین کے لئے زادراہ ہے۔ یہ مومن اور ملک الموت کے درمیان شفیع ہے، اس کی قبر میں اُنس اور اس کے پہلو میں بچھونا ہے۔ یہ منکر و نکیر کے لئے جواب ہے اور بندہ کی نماز محشر میں اس کے سر کا تاج ہوگی، اس کے چہرہ کا نور ہوگی، اس کے بدن کا لباس ہوگی اور اس کے اور جہنم کے درمیان حائل۔ یہ (نماز) مومن اور رب جل جلالہ کے درمیان حجت ہے، اس کے بدن کے لئے جہنم سے نجات ہے، پل صراط پر سے گذرنے کا ذریعہ ہے، جنت کی کنجی ہے، حوروں کے لئے مہر ہے اور جنت کی قیمت ہے۔ نماز ہی کے ذریعہ بندہ بلند ترین درجہ پر فائز ہوگا کیونکہ نماز تسبیح ہے، تہلیل ہے، تکبیر ہے، تمجید ہے، تقدیس ہے، گفتار ہے اور دعا ہے۔

﴿۹﴾ **عِلم میں اُنتیس خوبیاں پائی جاتی ھیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے محمد ابن عیسیٰ ابن عبید یقطینی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہمارے کچھ ساتھیوں نے مجھ سے امیر المومنینؑ سے مرفوع روایت بیان کی کہ رسول خداؐ نے فرمایا: علم حاصل کرو کہ اس کا سیکھنا نیکی ہے، اس کا درس دینا تسبیح ہے، اس کے بارے میں بحث کرنا جہاد ہے، جو شخص لاعلم ہو اسے علم دینا صدقہ ہے، اس کے لائق افراد کے لئے اسے خرچ کرنا خدا کی رضا ہے کیونکہ اس کے ذریعہ حلال و حرام معلوم ہوتے ہیں، اس کی تلاش کی راہ میں چلنے والا جنت کی راہ میں چلتا ہے، یہ وحشت میں (ایک نسخہ میں "وحشت سے" ہے) ہمدم اور تنہائی میں ساتھی ہے۔ خوشحالی و بدحالی میں یہ رہنمائی کرتا ہے، دشمنوں کے خلاف ہتھیار ہے، دوستوں کی زینت ہے، اس کے ذریعہ اللہ نے قوموں کو اس قدر بلند کیا کہ انہیں خیر کے پیشوا بنا دیا کہ ان کی اقتدا کی جاتی ہے، ان کے اعمال پر دھیان دیا جاتا ہے اور ان کو نصب العین قرار دیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ فرشتے ان سے دوستی کرنے کی طرف راغب ہیں، دوران نماز ان سے اپنے پروں کو مس کرتے ہیں اور اُن کے لئے ہر شے مغفرت طلب کرتی ہے حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں اور دیگر جانور، بیابانی درندے اور چوپائے بھی کیونکہ علم دلوں کی حیات، اندھی آنکھوں کا نور اور کمزور جسموں کی قوت ہے۔ اللہ نے اس کے حامل افراد کو نیکوکاروں کی منزلت دی ہے اور دنیا اور آخرت میں انہیں ابرار کی محفلوں میں نشست دے گا۔

علم ہی کے ذریعہ اللہ کی اطاعت کی جاتی ہے، اسی کے ذریعہ اس کی معرفت حاصل کی جاتی ہے اور اس کی وحدانیت بیان کی جاتی ہے، علم ہی کے ذریعہ صلہ رحمی کی جاتی ہے اور اسی کے ذریعہ حلال وحرام میں تمیز کی جاتی ہے۔

علم امام عمل ہے اور عمل اس کا پیروکار ہے کہ اللہ سعادتمندوں کو یہ الہام کرتا ہے اور بدبختوں کو اس سے محروم کر دیتا ہے۔

﴿۱۰﴾ وہ خصلتیں جن کے متعلق ابوذر رحمۃ اللہ نے رسول خداؐ سے سوال کیا: ابوالحسن علی ابن عبداللہ ابن احمد اسواری مذکر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو یوسف احمد ابن محمد ابن قیس سحری مذکر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالحسن عمر و ابن حفص نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابومحمد عبداللہ ابن (ایک نسخہ میں سعید ہے) محمد ابن اسد نے بغداد میں مجھ سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن ابراہیم ابوعلی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یحییٰ ابن سعید بصری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابن جریج نے عطا کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عقبہ ابن عمید (ایک نسخہ میں عمر و ہے) لیثی سے نقل کیا کہ حضرت ابوذر **رحمۃ اللہ علیہ** فرماتے ہیں: میں رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپؐ مسجد میں اکیلے تشریف فرما تھے لہٰذا میں نے اس خلوت کو غنیمت جانا۔ پس رسول خداؐ نے فرمایا: اے ابوذرؓ مسجد کے لئے تحیت ہوتی ہے۔

میں نے عرض کیا: اس کی تحیت کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تم جو دو رکعت نماز پڑھو گے وہی اس کی تحیت ہے۔

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ نے مجھے نماز کا حکم دیا ہے تو یہ نماز کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ بہترین موضوع ہے کہ جو چاہے کم پڑھے اور جو چاہے زیادہ۔

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ، خدا کے نزدیک بہترین عمل کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ پر ایمان اور اس کی راہ میں جہاد۔

میں نے عرض کیا: رات کا کون سا وقت افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: درمیانی شب۔

میں نے عرض کیا: کون سی نماز افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جس کا قنوت طویل ہو۔

میں نے عرض کیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جو شخص ثروتمند نہ ہو اور وہ اپنی حیثیت کے مطابق کسی بوڑھے فقیر کو صدقہ دے۔

میں نے عرض کیا: روزہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ وہ فریضہ ہے جس کا کئی گنا اجر دیا جاتا ہے۔

میں نے عرض کیا: کس قسم کے غلام کو آزاد کرنا افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: قیمت میں گراں ترین ہو اور اپنے خاندان میں نفیس ترین۔

میں نے عرض کیا: کس قسم کا جہاد سب سے افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جو اپنے تیز رفتار گھوڑے کی کوچیں کاٹ دے[1] اور اپنا خون بہا دے۔

میں نے عرض کیا: اللہ نے جو آیتیں آپؐ پر نازل کیں ان میں سب سے عظیم کون سی آیت ہے؟ آپؐ نے فرمایا: آیت الکرسی۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: اے ابوذرؓ، ساتوں آسمان کرسی کے مقابلہ میں محض ایک حلقہ کی مانند ہیں جو بیابانی زمین پر پھیلا ہو اور عرش کو کرسی پر وہ فضیلت حاصل ہے جو بیابان کو اس حلقہ پر۔

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ، نبیؐ کتنے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار۔

---

[1] ممکن ہے یہاں اپنی پونجی سے بے پرواہ ہو جانے کی طرف اشارہ ہو کیونکہ ایک بے زبان وفادار جانور کو قتل کر دینا کس طرح مستحسن قرار پا سکتا ہے۔

میں نے عرض کیا: نبی مُرسل کتنے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: تین سو تیرہ۔ جم غفیر۔
میں نے عرض کیا: سب سے پہلے نبی کون تھے؟ آپؑ نے فرمایا: حضرت آدمؑ۔
میں نے عرض کیا: کیا وہ نبی مُرسل بھی تھے؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں! اللہ نے انہیں اپنے ہاتھوں خلق کیا اور ان میں اپنی روح پھونکی۔
اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: اے ابوذرؓ، چار انبیاءؑ سریانی تھے: حضرات آدمؑ، شیثؑ، اخنوخ --یہی حضرت ادریسؑ ہیں علیھم السلام اور سب سے پہلے ان ہی حضرت نے قلم سے لکھا-- اور حضرت نوح علیہ السلام۔ ان میں سے چار انبیاءؑ عرب تھے حضرات ہودؑ، صالحؑ، شعیبؑ اور تمہارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ بنی اسرائیل کے پہلے نبی حضرت موسیٰؑ تھے اور ان کے آخری نبی حضرت عیسیٰؑ اور دیگر چھ سو انبیاءؑ۔
میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ، کتنی کتابیں نازل ہوئیں؟ آپؑ نے فرمایا: سو کتابیں اور چار کتب۔ حضرت شیثؑ پر پچاس صحیفے نازل ہوئے، حضرت ادریسؑ پر تیس صحیفے اور حضرت ابراہیمؑ پر بیس صحیفے۔ نیز توریت، زبور، انجیل اور قرآن کو نازل کیا گیا۔
میں نے عرض کیا: حضرت ابراہیمؑ کے صحیفوں میں کیا تھا؟ آپؑ نے فرمایا: سب کے سب اَمثال پر مشتمل تھے۔
ان میں یہ بھی تھا کہ ''اے مغرور و مبتلا بادشاہ، میں نے تمہیں اس لئے نہیں بھیجا کہ تم دنیا جمع کرو، بلکہ میں نے تم کو دنیا میں اس لئے بھیجا ہے تا کہ کسی ستم رسیدہ کی دُعا کو میرے پاس آنے کی ضرورت نہ رہے، کیونکہ میں مظلوم کی دُعا کو رد نہیں کرتا خواہ وہ دُعا کسی کافر ستم رسیدہ کی ہو''۔
''ایک عقلمند شخص کے لئے ضروری ہے کہ جب تک وہ مغلوب نہ ہو اپنے اوقات کے کچھ حصّے کر دے: ایک حصہ میں اپنے رب عزوجل سے مناجات کرے، ایک حصہ میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے، ایک حصہ میں اللہ کی مخلوق کے بارے میں غور و فکر کرے اور ایک حصہ میں حلال چیزوں سے اپنے آپ کو محظوظ کرے کہ یہ وقت دوسرے (تین) حصوں کے لئے معاون ثابت ہوگا اور اس سے دل آسودہ اور شاد رہتا ہے اور وہ آمادہ ہوتا ہے''۔
''عاقل شخص پر لازم ہے کہ وہ زمانہ شناس ہو، اپنے مقام کی رعایت کرے اور اپنی زبان کی حفاظت کرے، کیونکہ جس شخص کے لئے کلام کے مقابلہ میں عمل کافی ہو اس کا کلام کم ہو جاتا ہے اور صرف بامعنی باتیں کرتا ہے''۔
''عاقل شخص پر لازم ہے کہ وہ تین چیزوں کا طالب ہو: اپنی معاش کی اصلاح، زادِ آخرت کی جمع آوری یا جائز کاموں سے لذت حاصل کرے''۔
میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ، حضرت موسیٰؑ کے صحیفہ میں کیا تھا؟ آپؑ نے فرمایا: اُن کا پورا صحیفہ عبرانی میں تھا۔
اس میں لکھا تھا کہ ''میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر جسے موت کا یقین ہے تو وہ کیونکر خوش ہوتا ہے؟ اس شخص پر جسے جہنم کا یقین ہے تو وہ کیونکر ہنستا ہے؟ جس نے دنیا اور اس کی بے ثباتی کو دیکھا ہے وہ کیونکر اس پر تکیہ کرتا ہے، جو شخص قضا و قدر پر یقین رکھتا ہے وہ کیونکر بے جا تلاش میں لگا رہتا ہے؟ جو شخص حساب کتاب پر یقین رکھتا ہے وہ کیونکر عمل نہیں کرتا''۔
میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ جو کچھ حضرات ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں تھا کیا ان میں سے کچھ آپؐ پر بھی نازل ہوا ہے جو ہمارے پاس ہو؟ آپؐ نے فرمایا: اے ابوذرؓ، یہ پڑھو: قد أفلح من تزكیٰ و ذكر اسم ربه فصلّی بل تؤثرون الحيوة الدنيا والآخرة خير و أبقیٰ إن هذا لفی الصحف الأُولیٰ صحف ابراهيم و موسی. یعنی یقیناً وہ دلی مراد کو پہنچا جو پاک ہوا اور اپنے پروردگار کے نام

ذکر کرتا اور نماز پڑھتا رہا۔ بلکہ تم لوگ تو دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت کہیں بہتر اور دیرپا ہے۔ بے شک یہی بات اگلے صحیفوں، ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں (بھی ہے) (سورۂ اعلیٰ۔ آیات ۱۴ تا ۱۹)

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ، مجھے وصیت کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: میں تمہیں خدا سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ یہ تمام امور کا سرگروہ ہے۔

میں نے عرض کیا: مزید بیان فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ قرآن کی تلاوت کرو اور اللہ کو کثرت کے ساتھ یاد کرو کہ یہ آسمان میں تمہارا ذکر اور زمین میں تمہارے لئے نور ثابت ہوگا۔

میں نے عرض کیا: مزید بیان فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: تم پر جہاد لازم ہے کہ یہ میری اُمت کی رہبانیت ہے!

میں نے عرض کیا: مزید بیان فرمائیں۔ آپ ع نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ خاموشی کو طول دو کہ یہ شیطان (ایک نسخہ میں شیاطین ہے) کو دور بھگاتی ہے اور تمہارے دینی امور میں معاونت کرتی ہے۔

میں نے عرض کیا: مزید بیان فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرو کہ یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے اور چہرے کی بشاشت کو ختم کر دیتا ہے۔

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ، مزید بیان فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: اپنے سے کم تر کی طرف نگاہ کرو اور اپنے سے برتر کی طرف مت دیکھو کہ یہی زیادہ سزاوار ہے کہ مبادا اللہ کی نعمتیں تمہیں ناچیز لگنے لگیں۔

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ، مزید بیان فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: صلہ رحمی سے کام لو اگرچہ وہ تم سے قطع رحمی کریں۔

میں نے عرض کیا: مزید بیان فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: مسکینوں سے محبت کرو اور ان کی ہمنشینی سے بھی۔

میں نے عرض کیا: مزید بیان فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: حق بات کہو چاہے تلخ ہی کیوں نہ ہو۔

میں نے عرض کیا: مزید بیان فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: خدا کی راہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے مت ڈرو!

میں نے عرض کیا: مزید بیان فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: جو کچھ تم اپنے بارے میں جانتے ہو اُس کی وجہ سے لوگوں سے باز رہو اور لوگوں کے آئندہ کے بارے میں غم مت کرو۔

نیز آپؐ نے فرمایا: ایک شخص کے لئے یہی عیب کافی ہے کہ اس میں تین میں سے ایک بات پائی جاتی ہو: لوگوں کے عیوب کو جانتا ہو مگر اپنے انہی عیوب سے ناواقف ہو، لوگوں کی ان باتوں کو شرمناک سمجھتا ہو جو اس میں بھی پائی جاتی ہیں اور اپنے ہمنشین کو ناحق اذیت دیتا ہو۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: اے ابوذرؓ عقل جیسی کوئی تدبیر نہیں، وَرَع جیسی کوئی روک تھام نہیں اور حسن خلق جیسا کوئی حسب نسب نہیں۔

﴿اکیسواں باب﴾

[اس باب میں تیس سے اُنتالیس عدد کے متعلق روایتیں ھیں]

﴿۱﴾ **امام علیہ السلام میں تیس علامتیں پائی جاتی ھیں:** محمد ابن ابراہیم ابن اسحٰق طالقانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد بن سعید کوفی نے ہمیں خبر سنائی، علی ابن حسین ابن علی ابن فضال نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی کہ امام علی رضا نے فرمایا: امام میں تیس علامتیں پائی جاتی ہیں: اعلم زمانہ ہوگا، دانشمند ترین ہوگا، سب سے زیادہ پرہیز گار ہوگا، سب سے زیادہ بہادر ہوگا، سب سے زیدہ سخی ہوگا، سب سے زیادہ عبادت گزار ہوگا، ختنہ شدہ پیدا ہوگا، پاکیزہ ہوگا، اپنے پیچھے کی چیزوں کو ایسے دیکھے گا جیسے اپنے سامنے والی چیزوں کو دیکھتا ہے، اس کا سایہ نہ ہوگا، شکم مادر سے جب زمین پر آئے گا تو اپنی ہتھیلیوں کے سہارے بیٹھے گا اور شہادتین کے لئے اپنی آواز بلند کرے گا، اسے احتلام نہیں ہوگا، اس کی آنکھ سو جائے گی مگر اس کا قلب نہیں سوئے گا، (فرشتوں سے) باتیں کرنے والا ہوگا، رسول خداؐ کی زرہ اس کے جسم پر چھوٹی بڑی نہ ہوگی، اس کا پیشاب و پاخانہ دیکھا نہیں جائے گا اس لئے کہ اللہ نے زمین کو اس کے فاضل مادہ کو نگلنے پر مامور کیا ہے، اس کے جسم سے مشک سے بھی بہتر خوشبو آئے گی، لوگوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حقدار ہوگا اور اُن پر ان کے ماں باپ سے زیادہ مہربان ہوگا، اللہ کے لئے سب سے زیدہ خشوع و خضوع کا مالک ہوگا، لوگوں کو جس بات کا حکم دے گا اسے خود انجام دیتا ہوگا، جبکہ جس بات سے ان کو روکے گا اس سے سب سے زیادہ پرہیز کرنے والا ہوگا، اس کی دعا مستجاب ہوگی حتیٰ کہ اگر وہ کسی چٹان پر نفرین کرے تو وہ بھی دو ٹکڑے ہو جائے، رسول خداؐ کے ہتھیار و تلوار --ذوالفقار-- اس کے پاس ہوگی، اس کے پاس ایک صحیفہ ہوگا جس میں قیامت تک کے شیعوں کے نام ہوں گے، ایک صحیفہ ایسا بھی ہوگا جس میں اس کے قیامت تک کے دشمنوں کے نام درج ہوں گے، اس کے پاس "جامعہ" ہوگا یعنی ایسا صحیفہ جس کی لمبائی ستر ہاتھ کے برابر ہوگی کہ اس میں اولاد آدم کی ضرورت کی ہر شے ہوگی، اس کے پاس جفر اکبر و جفر اصغر ہوں گے اور یہ بکری اور مینڈھے کی کھالیں ہیں کہ ان میں ہر چیز تحریر ہے حتیٰ خراش کی دیت، ایک، نصف اور ایک تہائی تازیانہ (کی سزا) کے متعلق بھی بتایا گیا ہے اور یہ کہ امام کے پاس مصحف فاطمہؑ ہوگا۔

(ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ امامؑ کو روح القدسؑ کی تائید حاصل ہوتی ہے، اس کے اور اللہ کے درمیان نور کا ستون ہوتا ہے کہ جس میں وہ بندوں کے اعمال دیکھتا ہے اور ہر اپنے عطا کیے گئے طریقہ سے ہر ضرورت کی چیز کا اس میں مطالعہ کرتا ہے۔)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: ہم پر کشف ہوتا ہے تو ہم جان جاتے ہیں، ہم سے پوشیدہ رکھا جاتا ہے تو ہم نہیں جان پاتے۔ نیز امامؑ پیدا ہوتا ہے اور اس کی بھی اولاد ہوتی ہے، وہ صحت یاب ہوتا ہے تو بیمار بھی، وہ کھاتا ہے، پیتا ہے، پیشاب پھرتا ہے، پاخانہ کرتا ہے، خوش ہوتا ہے، غمگین ہوتا ہے، ہنستا ہے، روتا ہے، اسے موت آتی ہے، اس کی قبر بنائی جاتی ہے اور اس کی زیارت کی جاتی ہے تو اسے جانا جاتا ہے۔ اس کی دو دلیلیں ہیں: علم اور مستجاب الدعوات ہونا۔ اسی طرح وہ پیش آنے والے حادثات کو ازقبل جان لیتا ہے اور یہ وہ میراث ہے جو امامؑ کو رسول خداؐ سے آباؤاجداد کے ذریعے ملی ہے اور رسول خداؐ کو جبرئیلؑ نے علام الغیوب کی طرف سے لا کر دی۔

نبیؐ کے بعد گیارہ کے گیارہ اماموں کو قتل کیا جائے گا، کچھ تلوار سے قتل کیے جائیں گے اور یہ امیر المومنینؑ ہیں اور امام حسینؑ ہیں جبکہ باقی اماموں کو زہر سے شہید کیا جائے گا اور یہ چیز فی الحقیقت ان کے ساتھ پیش آتی ہے۔

وہ بات پیچ نہیں ہے جسے غالی اور مفوضہ افراد --خدا اُن پر لعنت کرے-- بیان کرتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ انہیں حقیقت میں قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کے امور میں لوگوں کو غلط فہمی ہوگئی ہے حالانکہ وہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں، کیونکہ کسی نبیؑ یا حجت خدا کے امور میں لوگ غلط فہمی کا شکار نہیں ہوئے مگر صرف حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے سلسلے میں لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں اس لئے کہ انہیں زمین سے زندہ اُٹھا یا گیا ہے، آسمان وزمین کے بیچ ان کی روح قبض کی گئی تھی اور آسمان پر بلند ہونے کے بعد ان کی روح ان کو لوٹا دی گئی تھی اور یہی اللہ عزوجل کا قول ہے: **إذ قال الله يا عيسى إني متوفيك و رافعك إليّ** جس وقت خدا نے فرمایا کہ اے عیسیٰؑ! میں تمہاری مدت پوری کرنے والا ہوں اور تم کو اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں (سورۂ آلِ عمران۔ آیت ۵۵) اسی طرح اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰؑ کا قول نقل کیا ہے: **وكنتُ عليهم شهيداً ما دُمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم وأنت على كل شئ شهيد.** اور جس وقت تک میں اُن کا گواہ رہا پھر جب تو نے میری مدت (قیام) پوری کردی تو تو اُن کا نگراں تھا اور تو ہر شے سے پوری اطلاع رکھنے والا ہے۔ (سورۂ مائدہ۔ آیت ۱۱۷)

جبکہ ائمہ علیہم السلام کے بارے میں حد سے تجاوز کرنے والے کہتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰؑ کے متعلق لوگ غلط فہمی کا شکار ہو سکتے ہیں تو ائمہؑ کے سلسلہ میں ایسا کیوں نہیں ہوسکتا؟! اب اس کے جواب میں جو بات کہی جاسکتی ہے وہ یہی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ تو بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے تو اماموں کے لئے بغیر باپ کے پیدا ہونا کیونکر ممکن نہیں جبکہ اس سلسلہ میں تو وہ اپنے مذہب (قانون) کے اظہار کی جسارت نہیں کرتے، خدا اس بارے میں اُن پر لعنت کرے۔

جب تمام انبیائے الٰہی اور اس کی حجتیں ماں باپ سے پیدا ہوتے ہیں اور اُن میں سے صرف حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے تو پھر یہ بھی ممکن ہے کہ لوگوں کو حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کوئی غلط فہمی ہو جبکہ کسی اور نبی یا حجت خدا کے بارے میں نہیں بالکل اسی طرح جیسے حضرت عیسیٰؑ کے لئے بغیر باپ کے پیدا ہونا ممکن ہے مگر دیگر کسی نبیؑ یا حجت خدا کے لئے نہیں۔ درحقیقت اللہ عزوجل اپنے اس اَمر کو آیت اور علامت قرار دینا چاہتا ہے تاکہ یہ جان لیا جائے کہ اللہ عزوجل ہر شے پر قادر ہے۔

﴿۲﴾ **ماہِ رمضان ہمیشہ تیس دن کا ہوتا ہے اور اس سے کم ہرگز نہیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ، عبداللہ ابن جعفر حمیری، محمد ابن یحییٰ عطار اور احمد ابن ادریس-- سب نے-- ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن عیسیٰ اور محمد ابن حسین ابن ابوخطاب نے محمد ابن سنان کے ذریعہ سے روایت بیان کی، اس نے حذیفہ ابن منصور سے، اس نے معاذ ابن کثیر سے کہ اس کو معاذ ابن مسلم ہرا بھی کہا جاتا ہے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: ماہ رمضان تیس دن کا ہوتا ہے اور بخدا کبھی اس سے کم نہیں ہوتا۔

محمد ابن علی ابن ماجیلویہؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے یاسر خادم سے نقل کیا کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کیا: کیا رمضان کا مہینہ انتیس دن کا ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: رمضان کا مہینہ تیس دن سے کم ہرگز نہیں ہوتا۔

محمد ابن علی ابن ماجیلویہؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے چچا محمد ابن ابوالقاسم نے احمد ابن ابوعبداللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابوالحسن علی ابن حسین رقی سے، اس نے عبداللہ ابن جبلہ سے، اس نے معاویہ ابن عمار سے، اس نے حسن ابن عبداللہ سے، اس نے اپنے اجداد سے، اس نے اپنے جد امام حسنؑ ابن علیؑ ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا کہ ایک یہودی رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپؐ سے

چند مسائل دریافت کیے کہ ان میں سے ایک مسئلہ یہ تھا کہ اللہ نے آپؐ کی امت پر دن کے وقت تیس دن کے روزے کیوں فرض کیے ہیں جبکہ دیگر امتوں پر اس سے زیادہ فرض کیے ہیں؟! نبیؐ نے فرمایا: جب حضرت آدمؑ نے اس درخت سے کھایا تھا تو وہ چیز آپ کے پیٹ میں تیس دن رہی تھی لہٰذا اللہ عزوجل نے اُن کی ذریت پر تیس دن بھوک و پیاس میں رہنا فرض قرار دیا۔ اب ان کے درمیانی وقت میں لوگ جو کھاتے ہیں تو یہ ان پر اللہ عزوجل کا فضل و مہربانی ہے۔ چنانچہ حضرت آدمؑ پر اسی طرح فرض تھا لہٰذا یہی فرض میری اُمت پر بھی عائد کیا گیا۔

اس کے بعد رسول خداؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون. اياماً معدودات تم پر روزہ رکھنا اسی طرح واجب کیا گیا ہے جس طرح تم سے اگلوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ گنتی کے دن ہیں (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۸۳۔۱۸۴) اس یہودی نے کہا: اے محمدؐ آپؐ نے بالکل درست فرمایا۔

محمد ابن موسیٰ متوکلؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن ابوعبداللہ کوفی نے موسیٰ (ایک نسخہ میں محمد ہے) بن عمران نخعی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے چچا حسن ابن یزید نوفلی سے، اس نے علی ابن حمزہ سے، اس نے ابوبصیرؒ سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے اللہ عزوجل کی اس آیت ولتكملوا العدة اور (وہ چاہتا ہے کہ) تم لوگ گنتی کو پورا کردو (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۸۵) کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: تیس دن۔

میرے والد اور محمد ابن حسن ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے محمد ابن حسین ابن ابوخطاب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن اسماعیل ابن بزیع سے، اس نے محمد ابن یعقوب ابن شعیب سے نقل کیا اس نے اپنے والد سے کہ امام جعفر صادقؑ نے ایک طویل حدیث میں فرمایا: ماہ رمضان تیس دن کا ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ولتكملوا العدة (ایک نسخہ میں ہے الكاملة التامة فرمایا: تیس دن) اور کامل پورے کو کہتے ہیں۔

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطان نے بکر ابن عبداللہ ابن حبیب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے تمیم ابن بہلول سے، کہا: ابومعاویہ نے اسماعیل ابن مہران نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میں نے امام جعفر صادقؑ کو یہ کہتے سُنا: بخدا، اللہ نے بندوں پر ان کی طاقت سے بھی کم تکلیف عائد کی ہے لہٰذا انہیں پورے دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کو کہا ہے، ہر ہزار درہم میں سے پچیس درہم نکالنے کو کہا ہے (زکوٰۃ) اور سال بھر میں انہیں تیس دن روزے رکھنے کو کہا ہے، ان (مذکورہ واجبات) میں سے ہر ایک آسان ہے جبکہ لوگ اس سے زیادہ پر قادر ہیں۔

مؤلفؒ کتاب فرماتے ہیں: ماہ رمضان کے متعلق شیعوں کے خواص اور صاحبان بصیرت کا عقیدہ ہے کہ یہ تیس دن سے کم ہرگز نہیں ہوتا اور روایتیں بھی قرآن کے موافق ہیں لیکن اہلسنت کی روایتوں کے مخالف۔ اب جو کمزور عقیدہ کے حامل شیعوں نے ان روایت کی طرف رجوع کیا ہے جو تقیہ میں وارد ہوئی تھیں کہ رمضان کا مہینہ بھی دیگر مہینوں کی مانند کم و زیادہ ہوتا ہے تو انہوں نے تقیہ کیا ہے جس طرح کہ مخالفین سے تقیہ کیا جاتا ہے لیکن پھر بھی وہ بات نہیں کہی گئی کہ جس کے قائل مخالفین ہیں۔ ولاقوۃ الا باللہ۔

(شرح: یہ تو واضح ہے کہ ماہ رمضان بھی عربی سال کے مہینوں کی طرح کبھی ۲۹ دن کا ہوتا ہے اور یہ نہیں ہوسکتا کہ مہینہ کے گردش کے دوران وہ گھٹے نہیں۔ جو لوگ ہر ماہ کی فطری وضع سے واقف ہیں ان پر یہ امر پوشیدہ نہیں اور کسی حد تک عام لوگ بھی اس کو محسوس کرتے ہیں۔ یہ احادیث جو ماہ

رمضان کو پورے تیس دن کا قرار دیتی ہیں اور اس میں کسی کی کو نہیں جانتیں ان کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہ بات طے ہے کہ ان حدیث کا مقصد ور شیخ صدوق کا نقطۂ نظر کہ ان کو انہوں نے قابل اعتماد قرار دیا ہے اور ان کے موضوع کو شیعہ عقائد کہا ہے اور اس کی مخالفت کو ضعیف شیعوں کا خیال سمجھ جائے کہ ان کو ہمیں تقیہ پر محمول کرنا چاہئے۔

ایسا نہیں ہے کہ ماہ رمضان کو علم نجوم کے نقطۂ نظر سے اور صرف کے قاعدے کی بناء پر ہم دنوں کا شمار کریں۔ جیسے کہ منجمین اور علم ہیئت کے ماہرین بیان کرتے ہیں۔ بلکہ یہاں تو ایک حکم شرعی بیان کرنا ہے یا اس سبب کو بیان کرنا ہے کہ شریعت میں اس کے مطابق حکم دیا گیا ہے۔ اور اس لحاظ سے یوں کہنا چاہئے کہ ان احادیث سے مقصود یوم الشک کی کیفیت بیان کرنا ہے یعنی جب کبھی بادل یا موسم کی خرابی کی وجہ سے ماہ رمضان کے آخری دن اور ماہ شوال کے پہلے دن میں اشتباہ واقع ہو جائے تو پھر اسے ماہ رمضان ہی ماننا چاہئے اور روزہ رکھنا چاہئے۔

اور یہ حکومت کی مشینری اور خلفائے جور کے فیصلوں کی طرف ایک کنایہ ہے جو غیر ذمہ دار اور اجرت یافتہ گواہوں کی بنیاد پر مشتبہ دنوں کو عید فطر قرار دیدیا کرتے تھے اور روزہ نہیں رکھتے تھے۔

(یہ ایک عام خیال ہے کہ اگر عید مثلاً روز جمعہ کو ہو تو حکومت پر بھاری ہوتی ہے لہٰذا اہل حکومت یہ کیا کرتے تھے کہ جھوٹی گواہیاں دلو کر عید کا دن بدل دیتے تھے اور بزعم خود وہ عید ان کے لئے بھاری ثابت نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ مناظر آج کل بھی دیکھنے میں آتے ہیں کہ اب سے تقریباً ۲۵ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ جب عرب دنیا کے مسلمانوں کے ایک علاقے میں ۲۸ روزے ہونے کے بعد اگلے روز باقاعدہ گلی گلی یہ اعلان ہوا کہ رمضان کے پہلی کے چاند میں غلطی ہوئی ہے پہلا روزہ چھوٹ گیا لہٰذا اب ۲۹ روزے ہو چکے ہیں اور آج یوم السعید ہے مسلمان بعد میں ایک روزے کی قضا کریں۔ سرکاری طور پر ہر جگہ نماز عید بھی ادا کی گئی۔ شیعہ حضرات نے خاموشی سے روزہ رکھا اور جب ان کی عید ہوئی تو وہ نماز عید منعقد نہیں کر سکے کیونکہ وہ حکومت کی مخالفت ہو جاتی۔ آج جب نام نہاد مذہبی آزادی کا ڈنکا پیٹا جا رہا ہے شیعوں کا یہ حال ہے تو پھر بھلا خون کے پیاسے حکمرانوں کے دور میں کس قدر محتاط رہنے کی ضرورت ہوگی! ۔مترجم شرح)

چنانچہ کافی روایات کے مطابق جو اس موضوع پر ہیں یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ امام ہشتم علیہ السلام فرماتے ہیں ایک روز حیرہ میں خلیفہ ابو العباس سفاح کے پاس تھا اور لوگوں نے دستر خوان لگوایا اور مجھے بھی دعوت طعام دی۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ ماہ رمضان کا آخری دن ہے اور وہ اس بہانے مجھے قتل کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے از روئے تقیہ افطار کر لیا کیونکہ ماہ رمضان کا ایک دن روزہ کھول لینا اور اس کی قضا کر لینا اس سے بہتر تھا کہ وہ مجھے دین کا عمومی مخالف شمار کر کے میری گردن اڑا دیں۔ اور ان احادیث کے لئے دوسری توجیہات بھی ہو سکتی ہیں۔ جن کو سید نعمت اللہ جزائری نے زہر الربیع کی جلد دو (۲) میں نقل کیا ہے۔ ہم از روئے وضاحت عین عبارت ہی نقل کیے دیتے ہیں۔

حدیث ماہ رمضان کا افادہ ناقص نہیں ہے کیونکہ اس کا ظاہر غلات کی ایک جماعت اور اہل سنت کے موافق ہے۔ اور اسی جہت سے اسے تقیہ اور متعدد تاویلات پر حمل کیا گیا ہے جو اس کے بارے میں کی گئی ہیں۔ (یہ کلام شیخ صدوق کی گفتگو کے مخالف ہے کہ ان روایات کو شیعہ عقیدے موافق اور مخالف تقیہ جانا اور ظاہر میں بھی ایسا ہی ہے)

جو کچھ شیخ اور دیگر کچھ علماء کہتے ہیں اس سے پابندی کی نفی ہی ہوتی ہے یعنی اس کا کوئی دائمی نقصان نہیں ہے۔

(یہ توجیہ روایات کی نص کے مخالف ہے اور بالخصوص اس توجیہ کی جو شیخ صدوق نے کی ہے)

اور اس میں سے ایک یہ ہے کہ حدیث کو اکثر پر محمول کیا جائے یعنی اکثریت تمام ہونے کی ہو اور اس میں سے ایک یہ ہے کہ اشتباہ کے موقع پر آخر ماہ میں چاند نہ دیکھ سکنے پر واجب یہ ہے کہ ماہ کو مکمل سمجھا جائے اور اسی طرح اول ماہ میں اشتباہ یعنی یوم الشک کے روزہ کے ترجیح دینے کے بارے میں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ نفس الامر میں نقص واقع نہیں ہوگا چاہے رویت ہلال میں غلطی ہوئی ہو۔ پس جب ماہ شعبان مکمل ہو جائے اور ماہ رمضان ہے اسی طرح امکان ہے کہ آخر شعبان بھی مشتبہ ہو جائے تو اس وقت شعبان کے مکمل ہونے کا ہی حکم لگایا جائے گا۔

پس یقیناً کہ اس کا آخری نفس الامر میں اول ماہ رمضان مانا جائے گا اور ہر چند کہ اس کی قضاء واجب نہیں ہے اور شاید یہی ابن بابویہ کی مراد ہے جیسا کہ وہ فرما رہے ہیں (یہ توجیہ بڑی پیچیدہ مبہم اور قابل غور ہے) اور ایک بات یہ کہ ثواب وفضیلت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی خواہ بحسب رؤیت کم بھی ہو اور اس میں سے ایک یہ ہے کہ اس پر کمی کا اطلاق کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ نقص (کمی) ایک بُری صفت ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے قرآن پر مخلوق کے اطلاق کی نہی ابہام کے لئے یہاں مخلوق سے مراد مکذوب ہے۔ اور اس میں سے ایک یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ نامکمل مہینے کے روزے مکمل مہینوں کے روزوں کے برابر نہیں ہو سکتے چنانچہ ایک روز کی قضا واجب ہے اور اس میں ایک یہ بھی ہے کہ ہرگز سے مراد طویل زمانہ ہے کیونکہ ہرگز کے معانی میں سے ایک معنی زمانہ طویل بھی ہیں۔ زہر الربیع کا کلام ختم ہوا۔

﴿۳﴾ **کتاب و سنت کے مطابق حرام قرار دی جانے والی شرمگاهیں چونتیس هیں:** ابو محمد حسن ابن حمزہ ابن علی ابن عبد اللہ ابن محمد ابن حسن ابن حسین ابن علی ابن حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالبؑ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یزداد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبد اللہ ابن احمد ابن محمد کوفی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو سعید سہل ابن صالح عباسی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابراہیم ابن عبد الرحمن املی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: امام موسیٰ کاظمؑ نے اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادقؑ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد سے ان شرمگاہوں کے متعلق سوال کیا گیا جنہیں قرآن میں حرام قرار دیا گیا ہے اور ان کے متعلق بھی جنہیں سنت رسولؐ میں حرام قرار دیا گیا ہے تو آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے چونتیس قسم کی عورتیں حرام قرار دی ہیں کہ ان میں سے سترہ کا ذکر قرآن میں آیا ہے اور سترہ کا ذکر سنت میں۔

قرآن کی حرام کردہ: زنا، اللہ عزوجل فرماتا ہے: **ولاتقربوا الزنا** اور زنا کے قریب مت جاؤ (سورۂ بنی اسرائیل- آیت ۳۲)، باپ کی بیوی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: **ولاتنكحوا ما نكح آباؤكم من النسآء و امهاتكم** ... ''جن عورتوں سے تمہارے باپوں نے نکاح کیے ہیں تم ان سے نکاح مت کرو اور تمہاری ماؤں سے، تمہاری بیٹیوں سے، تمہاری بہنوں سے، تمہاری پھوپھیوں سے، تمہاری خالاؤں سے، بھائی کی بیٹیوں (بھتیجیوں) سے، بہن کی بیٹیوں سے تمہاری رضائی ماؤں سے، تمہاری رضائی بہنوں سے، تمہاری بیویوں کی ماؤں (ساس) سے اور تم نے اپنی جن بیویوں سے ہمبستری کر لی ہے ان کی ان بیٹیوں سے جو تمہاری گود میں ہیں، البتہ اگر ہمبستر نہیں ہوئے تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور تمہارے صلبی لڑکے (پوتوں، نواسوں وغیرہ) کی بیویوں سے اور دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرنا مگر جو ہو چکا وہ معاف ہے۔'' (سورۂ نساء- آیت ۲۷)، حائضہ سے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **ولاتقربوهن حتى يطهرن** اُن سے مقاربت نہ کرنا یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں (سورۂ بقرہ- آیت ۲۲۲)، اعتکاف میں مباشرت کرنا، اللہ عزوجل فرماتا ہے: **ولاتباشروهن وانتم عاكفون في المساجد.** اور اُن سے مباشرت نہ کرنا جبکہ تم اعتکاف میں ہو (سورۂ بقرہ- آیت ۱۸۷)

سنت میں حرام کردہ: ماہ رمضان میں دن کے وقت ہم بستر ہونے سے، لعان کے بعد ملاعنہ سے، دوران عدت نکاح کرنے سے،

احرام کی حالت میں نکاح کرنے یا کرانے سے، جس عورت کے شوہر نے اس کو ظہار کیا ہو تو کفارہ سے پہلے وہ عورت حرام ہے، مشرک عورت سے نکاح کرنے سے، اس عورت سے نکاح کرنے سے کہ جس کو وہ مرد نو مرتبہ عدہ کے ساتھ طلاق دے چکا ہو، آزاد عورت پر کنیز سے نکاح کرنے سے، مسلمان عورت کے اپنی زوجیت میں ہوتے ہوئے ذمی عورت سے نکاح کرنے سے، اس عورت سے نکاح کرنے سے کہ جس کی پھوپھی یا خالہ پہلے سے اس کے نکاح میں ہو، آقا کی اجازت کے بغیر کنیز سے نکاح کرنے سے، کنیز سے نکاح کرنے سے جبکہ آزاد عورت سے نکاح کرنا ممکن ہو، تقسیم سے پہلے اسیر لونڈی سے نکاح کرنے سے، مشرک لونڈی سے نکاح کرنے سے، استبراء سے پہلے خریدی ہوئی لونڈی سے نکاح کرنے سے اور مکاتبہ سے نکاح کرنے سے کہ جس نے مکاتبہ کا کچھ حصہ ادا کر دیا ہو۔

﴿۴﴾ **اللہ تبارک وتعالیٰ نے لوگوں پر دو جمعوں کے درمیان پینتیس نمازیں فرض کی ھیں:** احمد ابن جعفر ہمدانیؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حماد ابن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے نقل کیا کہ امام باقرؑ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے دو جمعوں کے درمیان پینتیس نمازیں فرض کی ہیں کہ ان میں سے ایک نماز کو باجماعت فرض کیا ہے اور وہ نماز جمعہ ہے۔

﴿بائیسواں باب﴾

[اس باب میں چالیس سے لے کر سو عدد کے متعلق روایتیں ہیں]

﴿۱﴾ **شراب پینے والے کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوتی:** محمد ابن حسن ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے معاویہ ابن حکیم کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے ابن ابن عثمان سے، اس نے فضیل ابن یسار سے نقل کیا کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: جو شخص شراب پیتا ہے اس کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوتی جبکہ اگر ان دنوں میں کوئی شخص نماز نہ پڑھے تو اس کے عذاب میں نماز نہ پڑھنے کے عذاب کا (بھی) اضافہ ہو جائے گا۔

ایک روایت میں منقول ہے کہ شراب پینے والے کی نماز آسمان و زمین کے درمیان رکی رہتی ہے، لہذا جب وہ توبہ کرتا ہے تو اس کو واپس لوٹا دی جاتی ہے۔

﴿۲﴾ **روزہ کی چالیس اقسام:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے قاسم ابن محمد صبہانی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سلیمان ابن داؤد منقری سے، اس نے سفیان ابن عیینہ سے، اس نے زہری سے نقل کیا کہ میں امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے مجھ سے کہا: اے زہری، کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے عرض کیا: مسجد سے آرہا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: تم لوگ کس سلسلے میں گفتگو کر رہے تھے، میں نے عرض کیا: ہمارا موضوع بحث روزہ تھا اور میری اور میرے ساتھیوں کی رائے یہ ٹھہری کہ ماہ رمضان کے روزوں کے علاوہ کوئی روزہ واجب نہیں تو آپؑ نے فرمایا: اے زہری! تم لوگوں کی رائے صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ روزہ کی چالیس اقسام ہیں کہ ان میں سے دس قسمیں واجب روزوں کی ہیں جیسے ماہ رمضان کے روزے واجب ہیں، ان میں سے دس قسمیں حرام روزوں کی ہیں، چار قسموں میں انسان مختار ہے کہ چاہے تو روزہ رکھے اور اگر چاہے تو نہ رکھے، اذن (اجازت) کی تین قسمیں ہیں، تادیب کا روزہ، مباح روزہ، روزۂ سفر اور بیماری کا روزہ۔

میں نے عرض کیا: تفصیل بیان فرمائیں کہ میں آپؑ پر قربان۔ آپؑ نے فرمایا:

واجب روزے:

۱. ماہِ رمضان کے روزے۔

۲. جو شخص ماہ رمضان میں ایک دن جان بوجھ کر روزہ نہ رکھے تو اس پر مسلسل دو ماہ روزہ رکھنا واجب ہے۔

۳. قتل خطائی میں لگاتار دو ماہ روزہ رکھنا واجب ہے بشرطیکہ غلام آزاد نہ کرسکتا ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: **و من قتل مؤمناً خطأ فتحرير رقبة مؤمنة و دية مسلمة إلى أهله** اور جو شخص غلطی سے کسی مومن کو قتل کردے تو اس کے ذمہ ایک ایمان دار غلام کو آزاد کرنا ہے اور پورا خون بہا اس (مقتول) کے ورثاء کو دینا (سورۂ نساء۔ آیت ۹۲) نیز فرمایا: **فمن لم يجد فصيام شهرين متتابعين** . پھر جس کو غلام آزاد کرنا میسر نہ ہو تو اس کے ذمہ متواتر ۲ ماہ کے روزے ہیں (سورۂ نساء۔ آیت ۹۲)

۴. اسی طرح ظہار کے کفارہ میں لگاتار دو ماہ روزہ رکھنا اس شخص کے لئے کہ جو غلام آزاد نہ کرسکتا ہو واجب ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا

ہے: والذین یظاهرون من نسآئهم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبة من قبل أن یتماسّا ذٰلکم توعظون به والله بما تعملون خبیر فمن لم یجد فصیام شهرین متتابعین من قبل أن یتماسّا. اور جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظہار کریں پھر جو کچھ وہ کہہ چکے اس کا تدارک کرنا چاہیں تو قبل اس کے کہ دونوں مباشرت کریں ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے۔ (سورۂ مجادلہ- آیت ۳)

۵. قسم کے کفارہ کے طور پر تین دن روزہ رکھنا واجب ہے بشرطیکہ وہ کھانا نہ کھلا سکتا ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: فمن لم یجد فصیام ثلثة ایام ذٰلک کفارة أیمانکم إذا حلفتم. اور جسے یہ میسّر نہ ہو تو تین دن کے متواتر روزے رکھنا۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے کہ جب تم پکی قسم کر چکے ہو (سورۂ مائدہ- آیت ۸۹) یہ روزے پے در پے رکھنے ہیں جدا جدا نہیں!

۶. حالتِ احرام میں سر تراشنے کی اذیت سے بچنے کا روزہ واجب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: فمن کان منکم مریضاً أو به أذی من رأسه ففدیة من صیام أو صدقة أو نسک. پھر تم میں سے جو شخص مریض ہو یا اس کے سر میں کسی قسم کی تکلیف ہو تو اس کا بدلہ روزے یا خیرات یا قربانی ہے (سورۂ بقرہ- آیت ۱۹۶) البتہ اس میں مبتلا شخص کو اختیار ہے کہ ان میں سے جو مناسب سمجھے انجام دے لیکن اگر روزہ رکھے تو تین روزے رکھے۔

۷. حج تمتع کی قربانی کا روزہ واجب ہے بشرطیکہ قربانی نہ کر سکتا ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: فمن تمتع بالعمرة إلی الحج فما استیسر من الهدی فمن لم یجد فصیام ثلثة أیام فی الحج و سبعة إذا رجعتم تلک عشرة کاملة. پس جو شخص عمرہ کو حج سے ملا کر فائدہ اُٹھانا چاہے تو قربانی جو میسّر آجائے (کردے) اور جس کو میسّر نہ ہو تو حج کے دنوں میں تین دن روزے رکھے اور جب تم واپس آجاؤ تو سات دن کے۔ یہ سب ملا کر دس ہوئے (سورۂ بقرہ- آیت ۱۹۶)

۸. (احرام کی حالت میں) شکار کے کفارہ کے طور پر روزہ رکھنا واجب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: من قتله منکم متعمداً فجزآء مثل ما قتل من النعم یحکم به ذوا عدل منکم هدیاً بالغ الکعبة أو کفارة طعام مسکین أو عدل ذٰلک صیاماً. اور تم میں سے جو جان بوجھ کر شکار کو قتل کرے گا تو اس کا بدلہ چوپایوں میں سے ویسا ہی ہے، جیسا کہ اس نے قتل کیا۔ جس کے بارے میں تم میں سے دو منصف حکم لگا دیں اور یہ قربانی کعبہ پہنچائی جائے گی یا کفارہ ہوگا مسکینوں کو کھانا کھلانا یا اسی تعداد میں برابر روزے رکھنا۔ (سورۂ مائدہ آیت ۹۵)

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ عدل ذٰلک صیاماً کا کیا مطلب ہے، اے زہری؟ میں نے عرض کیا: مجھے نہیں معلوم۔ آپؑ نے فرمایا: شکار کی قیمت نکال کر اس کی گندم خریدی جائے گی، اس کے بعد اس گندم کو صاع صاع کر کے تولا جائے گا اور ہر نصف صاع کے بدلہ ایک روزہ رکھا جائے گا۔

۹. نذر کا روزہ واجب ہے۔

۱۰. اعتکاف کا روزہ واجب ہے۔

حرام روزے:

۱. عید فطر کا روزہ۔

۲. عید الاضحیٰ کا روزہ

۳ تا ۵. ایام تشریق کے تین روزے۔(۱۱ سے ۱۳ ذی الحج)

۶. جس دن کے متعلق شک ہو۔(کہ آیا رمضان کی پہلی تاریخ ہے یا شعبان کی تیسویں) اس دن ہمیں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور روزہ رکھنے سے منع بھی کیا گیا ہے بایں معنی کہ شعبان کا روزہ رکھیں اور ہمیں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ رمضان کے روزہ کی نیت کی جائے جبکہ دیگر افراد کو اس دن کے بارے میں شک ہو۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان، اگر اس نے شعبان کے مہینہ میں کوئی روزہ نہ رکھا ہو تو پھر کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا: شک والی رات وہ یہ نیت کرے گا کہ ''میں شعبان کا روزہ رکھتا ہوں'' لہٰذا اگر رمضان کا مہینہ ہوا تو یہی روزہ کافی ہوگا ورنہ کوئی بات نہیں۔

میں نے عرض کیا: مستحب روزہ بھلا واجب روزے سے کیونکر کفایت کرسکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اس لئے کہ اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں مستحبی روزہ رکھے جبکہ اسے اس بات کا علم نہ ہو کہ ماہ رمضان ہے اور اسے بعد میں معلوم ہو کہ یہ رمضان ہے تو (ایسی صورت میں) مستحبی روزہ رمضان کے روزے سے کفایت کرے گا، کیونکہ واجب روزہ یعنہ اس کے مقررہ دن رکھ لیا گیا۔

۷. صوم وصال حرام ہے۔(مغرب سے سحر تک روزے کی نیت سے کچھ نہ کھانا)

۸. چُپ کا روزہ حرام ہے۔

۹. حرام کام کے لئے مانی گئی نذر کا روزہ حرام ہے۔

۱۰. صوم دہر (ہمیشہ کا روزہ) حرام ہے۔

اختیاری روزے:

۱. جمعہ کے دن روزہ رکھنا۔

۲. جمعرات کے دن روزہ رکھنا۔

۳. پیر کے دن روزہ رکھنا۔

۴. چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزہ رکھنا۔

۵. ماہ رمضان کے بعد شوال کے چھ دن روزہ رکھنا۔

۶. عرفہ کے دن روزہ رکھنا۔

۷. عاشورا کے دن روزہ رکھنا۔

ان تمام مذکورہ ایام میں انسان کو اختیار ہے کہ چاہے تو روزہ رکھے اور چاہے تو نہ رکھے۔

اجازتی روزے:

۱. عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ نہیں رکھ سکتی۔

۲. غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ نہیں رکھ سکتا۔

۳. مہمان اپنے میزبان کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ نہیں رکھ سکتا۔

رسول خداؐ نے فرمایا: جو شخص کسی کے ہاں مہمان کے طور پر جائے اسے ان کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔

تادیبی روزے:

۱. جب بچہ بالغ ہونے کے قریب ہو تو اسے تادیب کے طور پر روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے حالانکہ یہ فرض نہیں ہے۔

۲. اسی طرح اگر کوئی شخص کسی بیماری کی وجہ سے دن کے ابتدائی حصہ میں افطار کرلے اور اس کے بعد اس میں قوت آجائے تو دن کے باقی حصہ میں اسے چاہئے کہ روزہ باطل کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرے اگر چہ یہ بھی بطور تادیب ہے نہ کہ فرض۔

۳. وہ مسافر جو دن کے ابتدائی حصہ میں کھالے اور پھر اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ جائے تو دن کے باقی حصہ میں بطور تادیب اسے روزہ باطل کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرنے کا حکم دینا چاہئے جبکہ یہ (بھی) فرض نہیں ہے۔

مباح روزے:

اگر کوئی شخص بھول یا تقیہ کی وجہ سے نہ چاہتے ہوئے بھی کھاپی لے تو اللہ نے اس کے لئے مباح قرار دیا ہے اور یہ اس کے روزہ سے کفایت کرے گا۔

جہاں تک بیماری اور سفر کے روزہ کی بات ہے تو اس میں اہلسنت کا نظریہ مختلف ہے: کچھ لوگ کہتے ہیں روزہ رکھے گا جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں چاہے تو روزہ رکھے چاہے تو روزہ نہ رکھے۔

لیکن ہم کہتے ہیں کہ دونوں حالتوں میں روزہ نہیں رکھے گا اور اگر بیماری یا سفر کی حالت میں روزہ رکھے گا تب بھی ان کی قضا اس پر واجب ہے اس لئے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: **فمن كان منكم مريضاً أو علىٰ سفرٍ فعدة أيام أُخر.** تو تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی پوری کردے (سورۂ بقرہ- آیت ۱۸۴)

﴿۳﴾ اس شخص کے متعلق جو پہلے چالیس دینی بھائیوں کے لئے دعا مانگے اور پھر اپنے آپ کے لئے: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے محمد ابن عبدالجبار کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے ہمارے کئی ساتھیوں سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو شخص پہلے چالیس دینی بھائیوں کے لئے دعا کرے اور پھر اپنے آپ کے لئے تو ان مومنین کے لئے اور خود اس کے لئے کی گئی دعائیں مقبول ہوں گی۔

﴿۴﴾ اس شخص کے متعلق جس کی موت کے بعد چالیس مومنین اس کے لئے خیر کی گواہی دیں: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے احمد ابن محمد ابن خالد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن سنان سے، اس نے عبداللہ ابن مسکان سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جب مومن کا انتقال ہوتا ہے اور چالیس مومنین اس کے جنازہ میں حاضر ہوکر یہ کہتے ہیں کہ **اَللّٰهم لا نعلم منه إلا خيراً و أنت أعلم به منا** تو اللہ تبارک وتعالیٰ کہتا ہے: میں نے تمہاری گواہی کو کافی سمجھ کر اس کی اُن غلطیوں کو معاف کردیا ہے جسے میں جانتا ہوں پر تم لوگ نہیں۔

﴿۵﴾ چالیس دن سے زیادہ پیڑو کے بال نہ تراشنے کی ممانعت: محمد ابن حسن ابن علی ماجیلویہؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے چچا محمد ابن ابوالقاسم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے اجداد سے، اس نے حضرت علیؑ سے نقل کیا

کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ چالیس دن سے زیادہ ناف کے نیچے کے حصہ کے بال کو تراشنا ترک نہ کرے، لہٰذا اگر اُسترا (ایک نسخہ میں) نہ ملے تو چالیس دن کے بعد قینچی سے کاٹ دے اور تاخیر سے کام نہ لے۔

﴿۶﴾ جس بچہ کی ختنہ نہ ہوئی ہو چالیس دن تک اس کے پیشاب سے زمین نجس رہتی ہے: میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن یزید نوفلی سے، اس نے اسمٰعیل ابن مسلم سکونی سے، اس نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے اپنے اجدادؑ سے، انہوں نے حضرت علیؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: ساتویں دن اپنی اولاد کی ختنہ کردو کہ یہ طیب و پاکیزہ ترین ہے اور اس سے گوشت جلد از جلد بنتا ہے۔ نیز جس بچہ کی ختنہ نہ ہوئی ہو اس کے پیشاب سے زمین چالیس دن تک نجس رہتی ہے۔

﴿۷﴾ اس شخص کے متعلق جس نے لونڈی خریدی اور ہر چالیس دن میں اس سے ہمبستری نہ کرنے پر وہ فعل حرام کی مرتکب ہو گئی ہو: میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یعقوب ابن یزید نے محمد ابن ابراہیم کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسین ابن مختار سے اس کی اسناد کے ساتھ حضرت سمان رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوع روایت بیان کی کہ انہوں نے ایک طویل حدیث میں کہا: جو شخص کسی کنیز کو خریدے مگر ہر چالیس دن میں اس سے ہمبستر نہ ہو اور وہ فعل حرام کی مرتکب ہو جائے تو اس (کنیز) کا گناہ اس (مالک) کے سر ہوگا۔

محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے یعقوب ابن یزید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عثمان ابن عیسیٰ سے، اس نے کسی شخص سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو شخص کسی لونڈی کو خریدے اور ہر چالیس دن میں اس سے ہمبستری نہ کرے تو اس لونڈی کا گناہ اس (مالک) کے سر ہوگا۔

﴿۸﴾ شکاری کتے کی دیت چالیس درھم ھے: میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ابوعبداللہ برقی نے حسن ابن علی ابن فضال کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ ابن بکیر سے، اس نے عبدالاعلیٰ ابن اعین سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: کتاب علیؑ میں شکاری کتے کی دیت چالیس درہم ہے۔

محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے احمد ابن محمد ابن خالد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابراہیم ابن عبدالحمید سے، اس نے ولید ابن صبیح سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: شکاری کتے کی دیت چالیس درہم ہے کہ رسول خداؐ نے بنوخزیمہ کو اس بات کا حکم دیا تھا۔

(شرح: ہر درہم نصف مثقال اور ۳/۵ نخود چاندی کا ہوتا ہے)۔

﴿۹﴾ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرعون کے دو کلموں کے درمیان اُسے چالیس سال کی مہلت دی: میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابراہیم ابن مہزیار نے اپنے بھائی علی ابن مہزیار کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عیسیٰ ابن محمد سے، اس نے ہمارے کسی ساتھی سے، اس نے عبداللہ ابن محمد سے، اس نے ابوجمیلہ سے، اس نے زرارہ سے نقل کیا کہ امام باقرؑ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرعون کے دو (کفرآمیز) کلموں: "میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں" اور "میں تم لوگوں کے

لئے اپنے علاوہ کسی خدا کونہیں جانتا'' کے درمیان اُسے چالیس سال کی مہلت دی اوراس کے بعد اسے دنیا اور آخرت میں اس کے انجام تک پہنچا دیا۔ نیز اللہ کے حضرات موسیٰ اور ہارون کو یہ کہنے: ''یقیناً میں نے تمہاری دعا قبول کرلی ہے'' اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ تھا۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: حضرت جبرئیلؑ نے کہا: میں نے اپنے پروردگار سے فرعون کے سلسلے میں سخت حجت کی، لہٰذا میں نے کہا: اے میرے پروردگار، کیا تو اس سے درگذر کررہا ہے جبکہ وہ کہتا ہے کہ ''میں تم لوگوں کا بلندترین پروردگار ہوں'' تو اللہ نے کہا: اس قسم کی بات تم جیسا بندہ کرسکتا ہے۔

﴿۱۰﴾ **وہ استغفار جس سے چالیس گناہان کبیرہ معاف کردیئے جاتے ہیں:** محمد ابن علی ماجیلویہؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے چچا محمد ابن ابوالقاسم نے احمد ابن ابی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو مومن دن اور رات میں چالیس گناہان کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے اور وہ ندامت کی حالت میں کہتا ہے: **أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ، بَدِیْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، وَ اَسْئَلُهٗ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیَّ** (میں مغفرت طلب کرتا ہوں اللہ سے کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اُس کے کہ وہ ہمیشہ سے زندہ وقائم ہے اور ہمیشہ رہے گا کہ وہی آسمانوں اور زمین کو وجود بخشنے والا ہے اور وہ صاحب جلال و اکرام ہے۔ نیز میں اس سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری توبہ قبول فرمائے) تو اللہ ان گناہوں کو معاف کردیتا ہے۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: جو شخص دن اور رات میں چالیس سے زیادہ گناہان کبیرہ انجام دے اس کے لئے کوئی بھلائی نہیں۔

﴿۱۱﴾ **رِحم چالیس پشتوں تک ہوتا ہے:** میرے والد نے ہم سے فرمایا: عبداللہ ابن جعفر حمیری نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن علی ابن وشاء سے، اس نے امام علی رضاؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام موسیٰ کاظمؑ سے، انہوں نے اپنے اجدادؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جس وقت مجھے آسمان کی سیر کروائی گئی تو میں نے ایک رحم دیکھا جو عرش سے معلق تھا اور ایک رحم کی شکایت اپنے پروردگار سے کررہا تھا لہٰذا میں نے کہا: تمہارے اور اس کے درمیان کتنی پشتوں کا فاصلہ ہے؟ تو اس نے جواب دیا: چالیس پشتوں کا۔

﴿۱۲﴾ **جب حضرت قائم (عجل اللہ فرجہ الشریف) قیام کریں گے تو اللہ عزوجل ایک شیعہ کو چالیس افراد کی قوت عطا کرے گا:** محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے حسن ابن علی ابن عبداللہ ابن مغیرہ کوفی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عباس ابن عامر قصبانی سے، اس نے ربیع ابن محمد مسلمی سے، اس نے حسن ابن ثویر ابن ابو فاختہ سے، اس نے اپنے والد سے نقل کیا کہ امام زین العابدینؑ نے فرمایا: جب ہمارا قائم (عجل اللہ فرجہ الشریف) قیام کرے گا تو اللہ شیعوں کے جسمانی عیوب کو برطرف کردے گا، اُن کے دلوں کو کوہِ آہن کی مانند (مضبوط) کردے گا اور ایک شیعہ کی قوت چالیس افراد جتنی کردے گا۔ نیز یہ لوگ زمین کے حکام اور اس کے بزرگان ہوں گے۔

﴿۱۳﴾ **چالیس حدیثیں حفظ کرنے والے کے متعلق:** محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے علی ابن اسماعیل کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ دہقان سے نقل کیا، کہا: ابراہیم ابن موسیٰ مروزی نے امام موسیٰ کاظمؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میری اُمت میں سے جس شخص نے اپنے روزمرہ پیش آنے والے دینی امور سے متعلق چالیس

حدیثیں حفظ کرلیں تو قیامت کے دن اللہ اسے عالمِ فقیہ محشور کرے گا۔

ابوالحسن طاہر ابن محمد ابن یونس نے حیوۃ الفقیہ کے بلخ میں دیئے گئے اجازہ کے ذریعہ مجھے خبر سُنائی، کہا: محمد ابن عثمان ہروی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن محمد ابن سوار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حجر سعدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعید ابن نجیح نے ابن جریح کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عطا ابن ابوریاح سے، اس نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ نبیؐ نے فرمایا: میری امت کا جو شخص سنت کی چالیس حدیثیں حفظ کرلے تو میں روزِ قیامت اس کی شفاعت کروں گا۔

ابوالحسن طاہر ابن محمد ابن یونس نے مجھے خبر سُنائی، کہا: محمد ابن عثمان ہروی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن محمد ابن سوار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عیسیٰ ابن احمد عسقلانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عروہ ابن مروان برقی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ربیع ابن بدر نے ابن انس کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میری امت کے جس شخص نے خوشنودیٔ خدا اور دارِ آخرت کی خاطر اپنے دینی امور سے متعلق چالیس حدیثیں حفظ کرلیں تو اللہ قیامت کے دن اُسے عالمِ فقیہ محشور کرے گا۔

محمد ابن ہیثم عجلی، عبداللہ ابن محمد زرگر اور علی ابن عبداللہ وراق (کاغذ بیچنے والے) نے مجھے خبر سنائی، وہ کہتے ہیں: حمزہ ابن قاسم علوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن شبل دقاق (آٹا بیچنے والے) نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوعبداللہ علی ابن محمد شادی نے علی ابن یوسف کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حنان ابن سدیر سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو یہ کہتے سُنا: جو شخص حلال حرام سے متعلق ہماری احادیث میں سے چالیس حدیثیں حفظ کرلے تو قیامت کے دن اللہ اسے عالمِ فقیہ محشور کرے گا اور اسے عذاب نہیں دے گا۔

علی ابن احمد ابن موسیٰ دقاق، حسین ابن ابراہیم ابن احمد ابن ہشام مکتب اور محمد ابن احمد سنانیؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن ابو عبداللہ اسدی کوفی ابوالحسین نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: موسیٰ ابن عمران نخعی نے اپنے چچا حسین ابن یزید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اسماعیل ابن فضل ہاشمی اور اسماعیل ابن زیاد سے، ان دونوں نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدینؑ سے نقل کیا کہ امام حسینؑ نے فرمایا: رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو جو وصیتیں کیں ان میں سے یہ وصیت بھی تھی کہ آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ، میری امت میں سے جو شخص چالیس حدیثیں حفظ کرلے جبکہ اس کا مقصد خوشنودیٔ خدا اور مقام آخرت ہو تو قیامت کے دن اللہ اسے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ محشور فرمائے گا اور یہ لوگ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں!

حضرت علیؑ نے فرمایا: اے اللہ کے رسولؐ، یہ کون سی احادیث ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان لاؤ، اس کی عبادت کرو اور اس کے علاوہ کسی اور کی پرستش مت کرو، نماز کو کامل وضو کے ساتھ بروقت ادا کرو اور ان میں تاخیر مت کرو کہ بغیر کسی وجہ کے ان کو تاخیر میں ڈالنا اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے، زکوٰۃ ادا کرو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو، اگر تمہارے پاس مال ہے اور تم مستطیع بھی ہو تو حج بیت اللہ کرو، اپنے والدین کی نافرمانی مت کرو، ناحق یتیم کا مال مت کھاؤ، سود مت کھاؤ، شراب مت پیو اور نہ ہی کوئی نشہ آور مشروب پیو، زنا مت کرو، اغلام بازی نہ کرو، اِدھر کی بات اُدھر اور اُدھر کی بات اِدھر نہ کرو، اللہ کی جھوٹی قسم مت کھاؤ، اسراف مت کرو، کسی کے حق میں جھوٹی گواہی مت دو چاہے وہ رشتہ دار ہو یا اجنبی، جو حق تم تک لایا جائے اس کو قبول کرلو خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، ظالم کے آگے گھٹنے مت ٹیکو اگرچہ وہ قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، خواہش نفسانی کی پیروی مت کرو، پاکدامن عورت پر تہمت مت لگاؤ، ریاکاری سے کام مت لو کہ ادنیٰ ترین ریا اللہ عزوجل سے ساتھ شرک کرنا ہے،

پستہ قد کو "اے پستہ قد" مت کہو اور نہ ہی لمبے کو "اے لمبے" کہہ کر پکارو جبکہ اس سے تمہارا مقصد اس کا عیب بیان کرنا ہو، اللہ کی کسی بھی مخلوق کا مذاق مت اُڑاؤ، مصیبت و آزمائش کے وقت صبر سے کام لو، اللہ نے جو نعمتیں تم کو عطا کی ہیں ان پر اس کا شکر ادا کرو، جب تم سے کوئی گناہ سرزد ہو تو اللہ کے عقاب سے اپنے آپ کو محفوظ مت سمجھو، اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہونا، اللہ سے اپنے گناہوں کی توبہ کرو اس لئے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس کا کوئی گناہ ہی نہیں، استغفار (مغفرت طلب کرنا) کے ساتھ ساتھ گناہوں پر اصرار مت کرو کہ اس طرح تم اللہ، اس کے انبیاءؑ اور اس کے رسولوں کا مذاق اُڑانے والے ٹھہرو گے، یہ جان لو کہ جو چیز تم کو حاصل ہوگئی ہے وہ تم سے فوت نہیں ہوئی اور جو چیز تم سے کھوگئی ہے وہ تم کو حاصل ہونے سے رہی، مخلوق کو خوش کرنے کے لئے اللہ کی ناراضگی کے درپے مت ہونا، دنیا کو آخرت پر ترجیح مت دو کہ دنیا فانی ہے جبکہ آخرت باقی، جس چیز پر قادر ہو اس میں اپنے بھائیوں کے لئے بخل سے کام مت لو، تمہارا باطن تمہارے ظاہر کی طرح ہونا چاہئے، مبادا تمہارا ظاہر اچھا ہو اور باطن قبیح اس لئے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو تمہارا شمار منافقین میں ہونے لگے گا، جھوٹ مت بولو، جھوٹوں کے ساتھ میل جول مت رکھو، جب کبھی حق سنو تو طیش میں مت آؤ، حسب طاقت اپنے نفس، اپنے اہل خانہ، اپنی اولاد اور اپنے پڑوسیوں کی تادیب کرو، جو علم تم نے حاصل کرلیا اس پر عمل کرو، اللہ کی کسی بھی مخلوق کے ساتھ بھی حق کے سوا کوئی اور سلوک مت کرو، رشتہ دار ہو یا اجنبی اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ، جابر اور سرکش مت بنو، کثرت کے ساتھ تسبیح تہلیل، دعا، موت کا ذکر، موت کے مابعد جنت اور جہنم کو یاد کرو، قرآن کی تلاوت کثرت کے ساتھ کرو، اس میں کہی گئی باتوں پر عمل کرو، مومنین و مومنات کے ساتھ نیکی اور کرامت کو غنیمت جانو، جس بات کو تم اپنے لئے ناپسند کرتے ہو مومنین میں سے کسی کے ساتھ بھی ایسا مت کرو، نیکی سے رنج مت ہو، کسی پر بوجھ مت بنو، اگر کسی کو نوازو تو اس پر احسان مت جتاؤ، دنیا تمہارے نزدیک قید خانہ ہونی چاہئے یہاں تک کہ اللہ تمہیں جنت عطا کرے۔

پس یہ ہیں چالیس حدیثیں کہ میری امت میں سے جو کوئی ان پر قائم رہے اور انہیں حفظ کرلے وہ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوگا اور وہ اللہ عزوجل کے نزدیک انبیاءؑ اور اوصیاء کے بعد محبوب اور افضل ترین ہوگا اور قیامت کے دن اللہ اسے انبیاءؑ، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ محشور فرمائے گا اور یہ لوگ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں!

﴿۱۴﴾ مسجد کی حدود چالیس ہاتھ اور اس کا پڑوس چاروں اطراف سے چالیس گھروں پر مشتمل ہے: حسن ابن احمد ابن ادریس ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے محمد ابن علی ابن محبوب کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن حسین سے، اس نے حسین ابن علی ابن فضال سے، اس نے علی ابن عقبہ ابن خالد سے، اس نے اپنے والد عقبہ ابن خالد سے، اس نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے اپنے اجدادؑ سے نقل کیا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا: مسجد کی حدود چالیس ہاتھ اور پڑوس چاروں اطراف کے چالیس گھروں پر مشتمل ہے۔

(شرح: حریم مسجد سے مراد یہ ہے جب مسجد مباح اور مواتی زمین پر تعمیر ہو تو اس کا حریم اتنا ہے)۔

(موات: عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں خشک اور بنجر زمین جس کا کوئی مالک نہ ہو)

﴿۱۵﴾ اس شخص کے متعلق جس کی عُمر چالیس سال یا اس سے زیادہ ہو: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے ابراہیم ابن ہاشم کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن علی مقری سے، اس نے یحیی

ابن مبارک سے، اس نے عبداللہ ابن جبلہ سے، اس نے اسحٰق ابن عمار سے، اس نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے اجدادؑ سے، انہوں نے حضرت علیؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جو شخص چالیس سال کا ہو جاتا ہے وہ تین چیزوں سے محفوظ ہو جاتا ہے جنون، کوڑھ اور برص، جو شخص پچاس سال کا ہو جاتا ہے اللہ اسے اپنی طرف رجوع کرنے کی نعمت سے نوازتا ہے، جو شخص ساٹھ سال کا ہو جاتا ہے اللہ قیامت کے دن اس کے حساب میں آسانی پیدا کرتا ہے، جو شخص ستر سال کا ہو جاتا ہے اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور برائیاں نہیں لکھی جاتیں، جو شخص اسی سال کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گذشتہ و آئندہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور روئے زمین پر وہ مغفور ہو کر چلتا ہے نیز ایسا شخص اپنے اہل خانہ کی شفاعت کروائے گا۔

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سلمہ ابن خطاب نے احمد ابن عبدالرحمن کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اسماعیل ابن عبدالخالق سے، اس نے محمد ابن طلحہ سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اللہ عزوجل ستر سالہ کا اکرام فرماتا ہے اور اسّی سالہ سے حیا کرتا ہے۔

محمد ابن حسنؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ادریس نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد (ایک نسخہ میں ابن ہے) سندی سے، اس نے علی ابن حکم سے، اس نے داؤد ابن نعمان سے، اس نے سیف تمار سے، اس نے ابو بصیرؒ سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جب بندہ تینتیس سال کا ہوتا ہے تو اپنی قدرت و طاقت کی اوج کو پہنچ جاتا ہے، جب چالیس سال کا ہوتا ہے تو اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے، جب اکتالیس سال کا ہوتا ہے تو وہ نقصان میں ہوتا ہے اور پچاس سالہ کے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ محتضر کی طرح ہو (کہ جس کی موت واقع ہونے والی ہو)۔

انہی اسناد کے ساتھ داؤد ابن نعمان نے سیف کے ذریعہ، اس نے ابو بصیرؒ سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جب تک انسان چالیس سال کا نہ ہو جائے وہ وسعت میں ہے، البتہ جب چالیس سال کا ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے (ایک نسخہ میں فرشتوں ہے) دونوں فرشتوں کی جانب وحی کرتا ہے کہ میں نے اپنے بندہ کو ایک طویل عمر عطا کی لہٰذا تم دونوں اب اس کے ساتھ شدت و سختی سے کام لو، اس کی نگرانی کرو اور اس کا عمل خواہ قلیل ہو یا کثیر، خواہ چھوٹا ہو یا بڑا لکھ لو۔

کہا: امام محمد باقرؑ نے فرمایا: جب بندہ چالیس سال کا ہوتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اب محتاط رہو کہ تمہارے پاس کوئی عذر نہیں حالانکہ چالیس سالہ شخص بیس سالہ شخص سے زیادہ عذر کا حق نہیں رکھتا، اس لئے کہ ان دونوں کو طلب کرنے والا ایک ہی ہے اور وہ ان میں سے کسی سے بھی غافل نہیں؛ لہٰذا عمل کرو کہ تمہارے آگے ہولناکی ہے اور فضول باتوں سے دُور رہو!

احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطارؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو محمد ابن احمد نے عباس ابن معروف کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے عبدالرحمن ابن ابی نجران سے، اس نے محمد ابن ابوالقاسم سے، اس نے علی ابن مغیرہ سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو یہ کہتے سُنا کہ جب انسان چالیس سال کا ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل اسے تین بیماریوں سے امان دیتا ہے: جنون، کوڑھ اور برص، جب پچاس سال کا ہوتا ہے تو اللہ اس کے حساب میں تخفیف کرتا ہے، جب ساٹھ سال کا ہوتا ہے تو اللہ اسے رجوع کی نعمت سے نوازتا ہے، جب ستر سال کا ہوتا ہے تو آسمان کے رہنے والے اس سے محبت کرتے ہیں، جب اسّی سال کا ہوتا ہے تو اللہ اس کی نیکیوں کو لکھنے اور برائیوں کو نہ لکھنے کا حکم دیتا ہے اور جب نوے سال کا ہوتا ہے

تو اللہ اس کے گذشتہ وآئندہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کا شمار اللہ کی زمین میں اس کے اسیروں میں ہونے لگتا ہے۔

ایک اور روایت میں منقول ہے کہ جب سو سال کا ہوتا ہے تو یہ رذیل ترین عُمر ہے۔ نیز روایت نقل کی گئی ہے کہ رذیل ترین عُمر یہ ہے کہ اس کی عقل سات سالہ بچے کی سی ہو جائے۔

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے سلمہ ابن خطاب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے علی ابن حسین سے، اس نے احمد ابن محمد مؤدب سے، اس نے عاصم ابن حمید سے، اس نے خالد قلانسی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک بوڑھے شخص کو لایا جائے گا اور اس کا نامۂ اعمال لوگوں کے سامنے کی بیرونی سمت سے اس کے حوالے کر دیا جائے گا کہ وہ لوگ اس میں صرف بدکاریاں ہی دیکھیں گے اور یہ اس پر سخت وطولانی ہوگا لہٰذا کہے گا ''اے میرے پروردگار، کیا تو مجھے جہنم میں ڈالنے کا حکم دے گا'' تو (خدائے) جبار جل جلالہ کہے گا: اے شیخ، مجھے تم کو عذاب میں مبتلا کرنے سے حیا آ رہی ہے جبکہ دنیا میں تم نماز پڑھا کرتے تھے، (ایک نسخے میں ہے میرے لئے) (اے فرشتو!) تم اسے جنت میں لے جاؤ''

ابوسعید محمد ابن فضل نے محمد ابن اسحٰق مذکر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالعباس محمد ابن یعقوب اصم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بکر ابن سہل دمیاطی نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن مہاجر ذبیح تجیبی (ایک نسخہ میں ابن ذبیح تحسیتی ہے) نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابن وہب نے جعفر ابن میسرہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے زید ابن اسلم سے، اس نے انس سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: کوئی اُدھیڑ عُمر شخص ایسا نہیں جو چالیس سال کا ہو جائے مگر یہ کہ اللہ اس سے تین قسم کی بلاؤں کو ٹال دیتا ہے: جنون، کوڑھ اور برص، لہٰذا جب وہ پچاس سال کا ہوتا ہے تو اللہ اس کا حساب نرمی سے کرتا ہے، جب وہ ساٹھ سال کا ہوتا ہے تو اللہ اُس کو (اپنی جانب) رجوع کی نعمت سے نوازتا ہے جو اللہ کی محبت اور رضا کا سبب بنتا ہے، جب وہ ستر سال کا ہوتا ہے تو اللہ اسے دوست رکھتا ہے اور آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں، جب وہ اَسّی سال کا ہوتا ہے تو اللہ اس کی نیکیوں کو قبول کرتا ہے اور اس کی برائیوں سے درگذر کرتا ہے اور جب وہ نوّے سال کا ہوتا ہے تو اللہ اس کے گذشتہ اور آئندہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کا شمار اللہ کی زمین میں اس کے اسیروں میں ہونے لگتا ہے نیز وہ اپنے اہل خانہ کی شفاعت کروائے گا۔

ابواحمد محمد ابن جعفر بندار فقیہ نے فرغانہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالعباس حمادی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن علی زرگر مکی نے مکہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابراہیم ابن منذر خزامی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن محمد ابن حسین نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عبداللہ ابن عمر ابن عثمان نے انس ابن مالک کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، کہا: رسول خداؐ نے فرمایا: اسلام میں کوئی اُدھیڑ عمر شخص ایسا نہیں جو چالیس سال کا ہو جائے مگر یہ کہ اللہ اس سے تین قسم کی بلاؤں کو ٹال دیتا ہے: جنون، کوڑھ اور برص، لہٰذا جب وہ پچاس سال کا ہوتا ہے تو اللہ اس کا حساب نرمی سے کرتا ہے، جب وہ ساٹھ سال کا ہوتا ہے تو اللہ اُس کو (اپنی جانب) رجوع کی نعمت سے نوازتا ہے جو اللہ کی محبت کا سبب بنتا ہے، جب وہ ستر سال کا ہوتا ہے تو اللہ اسے دوست رکھتا ہے اور آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں، جب وہ اَسّی سال کا ہوتا ہے تو اللہ اس کی نیکیوں کو قبول کرتا ہے جبکہ اس کی برائیوں سے درگذر کرتا ہے اور جب وہ نوّے سال کا ہوتا ہے تو اللہ اس کے گذشتہ اور آئندہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کا شمار اللہ کی زمین میں اس کے اسیروں میں ہونے لگتا ہے نیز وہ اپنے اہل خانہ کی شفاعت کروائے گا۔

﴿۱۶﴾ **چالیس حج کرنے والے کا ثواب:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے محمد ابن حسین

ابن ابوخطاب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے جعفر احول سے، اس نے زکریا موصلی کوکب الدم سے نقل کیا کہ میں نے العبد الصالح (امام موسیٰ کاظمؑ) کو کہتے سنا کہ جو شخص چالیس حج کرے اس سے کہا جائے گا کہ جس کی چاہتے ہو شفاعت کروالو۔ نیز اس کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جائے گا کہ وہ اس میں سے داخل ہوگا اور وہ بھی کہ جس کی اس نے شفاعت کروائی ہوگی۔

﴿۱۷﴾ **امیر المومنینؑ کا حضرت ابوبکرؓ پر تینتالیس خوبیوں کے ذریعہ حجت قائم کرنا** احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالرحمن ابن محمد حسنی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوجعفر محمد ابن حفص خثعمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن عبدالواحد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ثعلبی نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن عبدالحمید نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: حفص ابن منصور عطار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوسعید وراق نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام باقرؑ سے، انہوں نے اپنے جد سے نقل کیا کہ جب لوگوں نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی اور حضرت علیؑ سے دست کش ہو گئے تو حضرت ابوبکر ہمیشہ حضرت علیؑ کے سامنے خوش روئی سے ساتھ ملتے تھے لیکن وہ انہیں دل تنگ پاتے تھے بہذا یہ بات حضرت ابوبکر کو گراں گذری تو انہوں نے آپؑ سے ملنا چاہا تا کہ اس طرح آپؑ کے دل کے حال کو بھی جان لیں اور معذرت کر لیں کہ لوگوں نے ان کو متفقہ طور پر منتخب کرلیا اور امر امامت ان کی گردن میں ڈال دیا جبکہ ان کو اس میں کوئی دلچسپی نہیں تھی اور وہ تو اس چیز سے پرہیز کرنا چاہتے تھے۔ بہرحال وہ آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خلوت کا تقاضا کیا۔

انہوں نے کہا: اے ابوالحسن، جو کچھ ہوا نہ میں اس پر راضی تھا اور نہ ہی مجھے اس میں کوئی دلچسپی تھی نیز نہ میں نے یہ سوچا کہ یہ کام میرا ہے ورنہ ہی امت کی اہم اور ضروری باتوں میں مجھے اپنے آپ پر بھروسہ ہے۔ اس کے مددگار نہ میرے پاس مالی قوت ہے ورنہ ہی خاندانی۔ مزید یہ کہ میں یہ خلافت کسی کے ہاتھ سے چھیننا نہیں چاہتا تھا تو پھر آپ مجھ سے دل تنگ کیوں ہیں جبکہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں اور آپ میرے اس فعل سے کراہت کا اظہار کیوں کرتے ہیں اور اس سے بدظن کیوں ہیں؟

پہلی حجت: آپؑ نے فرمایا: جب تم کو اس میں دلچسپی نہیں تھی تو اس بات پر تمہیں کس چیز نے مجبور کیا؟ جبکہ نہ تم کو یہ بچی تھی اور نہ ہی تمہیں اپنے آپ پر بھروسہ ہے کہ تم اس کو قائم رکھ سکو گے اور امت کی ضروریات کو پورا کر دو گے؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: ایک حدیث کی وجہ سے جو میں نے رسول خداؐ سے سنی تھی کہ اللہ میری امت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا اور جب میں نے ان کو یکجا دیکھا تو میں نے حدیث نبویؐ کی پیروی کر لی جبکہ مجھے اس بات کا خیال نہیں تھا کہ یہ ہدایت کے برخلاف جمع ہوں گے اسی لئے میں نے ان کی دعوت پر لبیک کہا اور اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ ان میں سے کوئی بھی خلاف ورزی سے کام لے گا تو میں اس سے باز رہتا۔

دوسری حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: کیا تم نے (ابھی) اس حدیث نبوی کا ذکر نہیں کیا کہ ''اللہ میری امت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا''؟ تو کیا میں اسی امت کا فرد ہوں یا نہیں ہوں؟

انہوں نے کہا: بالکل ہیں!

تیسری حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: کیا تمہارے خلاف کھڑے ہونے والے گروہ کے افراد: حضرات سلمانؓ، عمارؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ، قیسؓ ابن عبادہؓ اور ان کے ہمراہ انصارؓ امت محمدیؐ میں سے نہیں تھے؟

انہوں نے کہا: یہ لوگ (بھی) امت میں سے تھے۔

چوتھی حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: پھر تم حدیث نبوی کو حجت کیسے قرار دے سکتے ہو جبکہ مذکورہ افراد جیسی ہستیوں نے تمہاری مخالفت کی حالانکہ نہ کسی امتی کو ان پر کسی قسم کا کوئی اعتراض ہے اور نہ ہی ان کے صحابیٔ رسولؐ ہونے میں کوئی شک؟ نیز انہوں نے اپنی خیر خواہی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی!

انہوں نے کہا: مجھے ان کی مخالفت کا علم اس وقت ہوا کہ جب بیعت منعقد ہو چکی تھی اور مجھے ڈر تھا کہ اگر میں اس خلافت کو ٹھکرا دوں تو مبادا بات بڑھ جائے اور لوگ دین سے پھر جائیں۔ اسی طرح آپ لوگوں کی مخالفت کرنا یہاں تک کہ آپ حضرات میری موافقت میں آجاتے یہ امت کے لئے زیادہ آسان و بہتر تھا بہ نسبت اس کے کہ وہ آپس میں لڑ مرتے اور کافر ہو جاتے۔ نیز مجھے اس بات کا بھی علم تھا کہ آپؑ ان کی بقاء اور ان کے دین کی بقاء میں مجھ سے کم تر نہیں ہیں۔

پانچویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: کیوں نہیں، لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ وہ کون سی چیز ہے جس کے ذریعہ کوئی شخص اس خلافت کا حقدار بنتا ہے؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: وفادار ہو، زبانی جمع خرچ نہ کرے، بے جا داد و دہش سے کام نہ لے، نیک سیرتی، اظہر عدل، کتاب وسنت کا علم، دنیا میں زہد کے ساتھ قضاوت، دنیا میں کم رغبت کرے، مظلوم کو ظالم سے انصاف دلوائے خواہ وہ رشتہ دار ہو یا اجنبی اور اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے۔

چھٹی حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: اے ابوبکرؓ، میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ تمہیں یہ خوبیاں اپنے آپ میں نظر آتی ہیں یا میرے اندر؟

انہوں نے کہا: آپؑ میں پائی جاتی ہیں اے ابوالحسن!

ساتویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: اے ابوبکرؓ، میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ تمام مسلمانوں میں سب سے پہلے رسول خداؐ کو کس نے لبیک کہا تھا: میں نے یا تم نے؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ نے!

آٹھویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ تمام امت کے لئے حج کے دوران سورۂ برائت (سورۂ توبہ) کا اعلان کس نے کیا تھا: میں نے یا تم نے؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ نے!

نویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ غار والے روز رسول خداؐ کو میں نے بچایا تھا یا تم نے؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ نے!

دسویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ آیت زکوٰۃ میں اللہ کی جانب سے رسول خداؐ کی ولایت کے ساتھ میری ولایت کا تذکرہ ہے یا تمہاری ولایت کا؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ کی!

گیارھویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ یوم غدیر کی حدیث نبویؐ کے مطابق میں تمہارا اور ہر مسلمان کا ولی ہوں یا تم؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ ہیں!

بارھویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خداؐ کی وزارت اور حضرت موسیٰ سے حضرت ہارونؑ کی نسبت کی مثال میرے لئے مخصوص ہے یا تمہارے لئے؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ کے لئے!

تیرھویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ نصاریٰ کے مشرکین سے مباہلہ کے روز رسول خداؐ میرے، میرے اہل خانہ اور میری اولاد کے ہمراہ باہر نکلے تھے یا تمہارے، تمہارے گھر والوں اور اولاد کے ساتھ؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ لوگوں کے ساتھ!

چودھویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ پلیدی سے تطہیر کی آیت میرے، میرے اہل خانہ اور میری اولاد کے بارے میں نازل ہوئی ہے یا تمہارے، تمہارے گھر والوں اور تمہاری اولاد کے بارے میں؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ اور آپؑ کے گھر والوں کے بارے میں!

پندرھویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کساء کے دن رسول خداؐ نے یہ دعا ''اے میرے اللہ، یہ میرے اہلبیت ہیں انہیں آگ سے دور رکھ'' میرے، میرے اہل خانہ اور میری اولاد کے لئے کی تھی یا تمہارے لئے؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ، آپؑ کے اہل خانہ اور آپؑ کی اولاد کے لئے!

سولھویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ اس آیت: **یوفون بالنذر و یخافون یوما کان شره مستطیراً.** منتوں کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں کہ جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی (سورۂ دہر۔ آیت ۷) کا مقصود میں ہوں یا تم؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ ہیں!

سترھویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ وہ نوجوان میں ہوں جس کے لئے آسمان سے ندا آئی کہ ''نہیں ہے کوئی تلوار مگر ذوالفقار اور نہیں ہے کوئی جوان مگر علیؑ!'' یا تم ہو؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ ہیں!

اٹھارھویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ نماز کو بروقت ادا کرنے کے لئے سورج کو تم نے پلٹایا تھا کہ اس کے بعد وہ غروب ہوا یا میں نے (ایسا کیا تھا)؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ نے!

انیسویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ خیبر کے دن رسول خداؐ نے اپنا پرچم تمہیں سونپا تھا اور اللہ نے اس پرچم دار کو فتح دی تھی یا وہ (پرچم دار) میں ہوں؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ ہیں!

بیسویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا عمرو ابن عبدود کو قتل کر کے رسول خداؐ اور مسلمانوں کے غم واندوہ کو تم نے دور کیا تھا یا میں نے؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ نے!

اکیسویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا وہ تم ہو کہ جسے رسول خداؐ نے رسالت کا امین بنایا تھا تا کہ وہ جنوں تک پہنچادے یا وہ میں ہوں؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ ہیں!

بائیسویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خداؐ نے یہ کہہ کر کہ "حضرت آدمؑ سے تمہارے باپ تک میں اور تم نکاح سے پیدا ہوئے ہیں نہ کہ زنا سے" حضرت آدمؑ سے حضرت عبدالمطلبؑ تک تمہاری پاکیزگی کو بیان کیا تھا یا میری پاکیزگی کو؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ کی طہارت کو بیان کیا تھا!

تیئیسویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ آیا رسول خداؐ نے مجھے منتخب کر کے اپنی بیٹی فاطمہ (سلام اللہ علیہا) سے میری شادی کروا کے کہا تھا کہ "اللہ نے تمہاری شادی کروائی ہے" یا وہ تم تھے؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ وہ آپؑ ہیں!

چوبیسویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ نبیؐ کے ریاحین حسنؑ اور حسینؑ کا باپ میں ہوں کہ جن کے بارے میں کہا تھا "یہ دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے" یا وہ تم ہو؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ ہیں!

پچیسویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ جنت میں تمہارے بھائی کو دو پروں سے آراستہ کیا گیا ہے کہ جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں یا میرے بھائی کو؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ کے بھائی کو!

چھبیسویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خداؐ کے قرضوں کی ضمانت لے کر حج کے موقع پر ان کی ادائیگی کی ندا میں نے دی تھی یا تم نے؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ نے!

ستائیسویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ جب رسول خداؐ نے اپنے پاس موجود

پرندے کو کھانا چاہا تو یہ دعا میرے لئے کی تھی کہ ''اے میرے اللہ. میرے بعد تیرے نزدیک محبوب ترین مخلوق کو میرے پاس بھیج دے'' یہ تمہارے لئے؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؐ کے لئے!

اٹھائیسویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خداؐ نے ناکثین، مارقین اور قاسطین کو تاویل قرآن کے مطابق قتل کرنے کی خوشخبری مجھے دی تھی یا تمہیں؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ کو!

انتیسویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خداؐ کے آخری کلام کے موقع پر حاضر ہونے والا، ان کے غسل اور دفن کی ذمہ داری پوری کرنے والا میں ہوں یا تم؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ ہیں!

تیسویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خداؐ نے یہ کہہ کر کہ ''علیؑ تم میں سب سے بہترین قاضی ہے'' علم قضاوت میں لوگوں کی رہنمائی میری طرف کی تھی یا تمہاری جانب؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ کی طرف!

اکتیسویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خداؐ نے اپنی حیات مبارکہ میں اپنے ساتھیوں کو مجھے امیر کہہ کر سلام کرنے کا حکم دیا تھا یا تمہیں؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ کو!

بتیسویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خداؐ سے قرابت داری میں مجھے سبقت حاصل ہے یا تم کو؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ کو!

تینتیسویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ بوقت ضرورت رسول خداؐ کو ایک دینار تم نے ہبہ کیا تھا، جبرئیلؑ نے تمہاری بیعت کی تھی اور محمدؐ اور ان کی اولاد کی مہمان نوازی تم نے کی تھی یا وہ میں تھا؟

راوی کہتا ہے: اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ روتے ہوئے کہنے لگے: نہیں بلکہ وہ شخص آپؑ ہی ہیں۔

چونتیسویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خداؐ نے کعبہ کے بتوں کو برطرف کرنے اور انہیں توڑنے کے لئے جس شخص کو اپنے کاندھوں پر اُٹھایا تھا یہاں تک کہ اگر وہ چاہتا تو افق آسمان پر پہنچ جاتا وہ تم ہو یا میں ہوں؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپؑ ہیں!

پینتیسویں حجت: حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خداؐ نے تمہارے بارے میں فرمایا تھا کہ ''تم دنیا و آخرت میں میرے پرچم دار ہو'' یا میرے بارے میں؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ کے بارے میں!

چھتیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ جب رسول خدا نے ان کی مسجد میں ان کے تمام اصحاب اور اہل خانہ کے دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا تھا تو اس وقت جس شخص کے دروازہ کو کھلے رہنے کا حکم دیا اور ان کے لئے وہ سب چیز حلال رکھا جو آپ کے لئے حلال تھا وہ میں ہوں یا تم؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ ہیں!

سینتیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خدا کے ساتھ رازداری کی باتیں کرنے سے پہلے صدقہ دے کر آپ کے ساتھ رازداری کی باتیں کرنے والا شخص کون تھا تم یا میں کہ جب اللہ عزوجل نے ایک قوم پر عتاب کیا تھا، لہٰذا فرمایا: **أأشفقتم أن تقدموا بين يدى نجويكم صدقات . . .** کیا تم اس سے ڈر گئے کہ اپنے تخلیہ سے پہلے کچھ صدقہ کرو۔ (سورۂ مجادلہ - آیت ۱۳)

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ!

اڑتیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خدا نے حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) سے باتیں کرتے ہوئے یہ کس کے بارے میں فرمایا تھا "...میں نے تمہاری شادی ایک ایسے شخص سے کروائی ہے جو لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لایا اور اسلام لانے میں سب سے پہلے اسی کو ترجیح حاصل ہے" میرے بارے میں یا تمہارے بارے میں؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ کے بارے میں!

پس حضرت علی اسی طرح اپنے ان مناقب وفضائل گنواتے رہے جو اللہ عزوجل نے صرف آپ کو عطا کیے تھے نہ کہ حضرت ابوبکر کو یا کسی اور کو اور آپ سے حضرت ابوبکر کہتے تھے کہ انہی یا ان سے ملتے جلتے فضائل کا حامل ہی امت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے امور کی باگ ڈور سنبھالنے کا حقدار ہے تو حضرت علی نے ان سے کہا۔

انتالیسویں حجت۔ تو پھر وہ کون سی چیز ہے جس نے تم کو فریب میں مبتلا کیا اور تم نے اللہ، اس کے رسول اور اس کے دین سے انحراف کیا جبکہ تم ان خوبیوں سے عاری ہو جو اس کے دین کے لوگوں کے لئے ضروری ہیں؟

حضرت ابوبکر رونے لگے اور کہا: اے ابوالحسن، مجھے آج کے دن کی مہلت دے دو تاکہ میں اپنی حالت پر غور وفکر کروں اور ان باتوں پر بھی جو آپ نے بیان کی۔

چالیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: تمہیں مہلت حاصل ہے، اے ابوبکر!

اس کے بعد وہ اٹھ کر وہاں سے چلے گئے، پورے دن اور رات کا وقت تنہائی میں گزارا اور کسی کو ملنے کی اجازت نہ دی، جبکہ حضرت عمر لوگوں میں آنا جانا کر رہے تھے کیوں کہ انہوں نے یہ سن لیا تھا کہ حضرت ابوبکر حضرت علی سے خلوت میں مل چکے ہیں۔

بہر حال جب رات کو سوتے میں انہوں نے خواب دیکھا کہ رسول خدا ان کی محفل میں مجسم ہو کر تشریف لائے ہیں تو حضرت ابوبکر آپ کو سلام کرنے کی غرض سے کھڑے ہو گئے مگر آپ نے اپنا منہ پھیر لیا۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ، کیا آپؐ نے کسی ایسی بات کا حکم دیا تھا جسے میں نے انجام نہیں دیا؟

رسول خداؐ نے فرمایا: کیا میں تم کو جواب سلام دوں جبکہ تم نے اللہ اور اس کے رسولؐ (ایک نسخہ میں ہے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے دوستوں) سے دشمنی کی ہے، حق اس کے حقدار کو واپس کردو!

انہوں نے کہا: اس کا حقدار کون ہے؟

آپؐ نے فرمایا: جس نے تم کو سرزنش کی ہے اور وہ علیؑ ہے۔

انہوں نے کہا: آپؐ کے حکم کے مطابق میں نے انہیں ان کا حق واپس کردیا، لہٰذا صبح وہ رو رہے تھے اور حضرت علیؑ سے کہنے لگے: اپنا ہاتھ آگے کرو، پھر آپؑ کی بیعت کی اور امر خلافت آپؑ کے حوالے کردیا۔ نیز کہا: مسجد میں جاکر لوگوں کو میرے رات کے خواب اور ہم دونوں کے درمیان جو کچھ ہوا اُسے بیان کردو، اس طرح مجھے اس معاملہ سے چھٹکارا دو اور (اب) یہ خلافت میں تمہارے حوالے کرتا ہوں۔

حضرت علیؑ نے اُن سے کہا: ٹھیک ہے!

اس کے بعد وہ وہاں سے چل دیئے جبکہ ان کا رنگ متغیر تھا۔ راستہ میں اُن کی ملاقات حضرت عُمرؓ سے ہوگئی اور وہ انہی کی تلاش میں تھے لہٰذا کہنے لگے: اے خلیفۂ رسول خداؐ، آپ کا کیا حال ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے اُن کو سب کچھ بتا دیا: اپنی رائے، اپنا خواب اور اپنے اور حضرت علیؑ کے درمیان ہونے والی باتیں بھی۔ حضرت عمرؓ نے ان سے کہا "میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں اے رسول خداؐ کے خلیفہ، تم پر بنی ہاشم کے سحر کا اثر ہوگیا ہے اور یہ ان کا کوئی پہلا جادو تو ہے نہیں..." بس اسی طرح کی مسلسل گفتگو کے ذریعہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی رائے بدل دی۔ چنانچہ اُن کے ارادہ کی پختگی ختم ہوگئی اور وہ بھی اُن کی باتوں میں دلچسپی لینے لگے لہٰذا انہوں نے خلافت کو سنبھالنے اور اسی پر قائم رہنے کو کہا۔

حضرت علیؑ مقررہ وقت پر مسجد میں تشریف لائے تو کسی کو بھی وہاں نہ پا کر آپؑ کو ان کی طرف سے شرّ کا احساس ہوگیا، لہٰذا آپؑ رسول خداؐ کی قبر کے پاس جا کر بیٹھ گئے کہ وہاں سے حضرت عُمر کا گذر ہوا تو انہوں نے کہا: اے علیؑ تم اپنے مقصود کو کبھی حاصل نہ کرسکو گے، اس پر حضرت علیؑ نے بات کو درک کرلیا اور کھڑے ہو کر وہاں سے اپنے گھر کو چل دیئے۔

﴿۱۸﴾ شوریٰ کے روز امیرالمومنینؑ کا لوگوں پر انہی مناقب و فضائل کے ذریعہ حجت قائم کرنا: میرے والدؒ اور محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، دونوں نے کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسین ابن ابوخطاب نے حکم ابن مسکین ثقفی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابوجارود، ہیثم (ایک نسخہ میں ھشیم ہے) ابوساسان اور ابو طارق سراج سے، اس نے عامر ابن واثلہ سے نقل کیا کہ شوریٰ کے دن میں گھر میں تھا کہ میں نے حضرت علیؑ کو یہ کہتے سُنا: لوگوں نے ابوبکرؓ کو خلیفہ منتخب کیا جبکہ بخدا میں اس خلافت کا اس سے زیادہ حقدار تھا اور اس سے بہتر بھی، ابوبکرؓ نے عُمرؓ کو خلیفہ منتخب کیا جبکہ میں بخدا اس خلافت کا زیادہ حقدار تھا اور اس سلسلے میں اس سے بہتر بھی۔

یاد رکھو، عُمر نے مجھے پانچ افراد کے ساتھ رکھا تھا کہ جن میں چھٹا میں تھا اور ان کو مجھ پر کوئی فضیلت حاصل نہیں تھی جبکہ اگر میں چاہتا تو چند ایسی باتوں سے ان پر حجت قائم کرتا کہ جس میں تبدیلی لانا کسی عرب کے بس میں تھا اور نہ ہی کسی عجم کے، خواہ وہ مشرک ہو یا حلیف۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ آیا تم میں سے کوئی ہے جس نے مجھ سے پہلے خدا کی

وحدانیت کا اقرار کیا ہو؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ آیا تم میں سے کوئی ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا، تمہاری نسبت مجھ سے ایسی ہے جیسے حضرت ہارونؑ کی حضرت موسیٰؑ سے سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ آیا تم میں سے کوئی ہے جو تمام جہانوں کے پروردگار، اللہ کے رسولؐ کے لئے قربانی کا جانور لایا ہو اور پھر آپؐ نے اس کو اپنے ساتھ شریک کیا ہو؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) جب رسول خداؐ کے پاس (بھُنا ہوا) پرندہ لایا گیا کہ آپؐ اسے تناول کریں اور آپؐ نے فرمایا ''اے میرے اللہ، میرے پاس اپنی محبوب ترین مخلوق کو بھیج دے'' تو کیا میرے علاوہ کوئی اور وہاں آیا تھا؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ جب (خیبر میں) عمرؓ واپس لوٹے اور وہ اور اُن کے ساتھی آپس میں ایک دوسرے کو بزدل کہتے تھے اور انہوں نے شکست تسلیم کرتے ہوئے رسول خداؐ کو پرچم واپس کر دیا تو کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ہے کہ جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو ''کل میں ایک ایسے شخص کو پرچم دوں گا جو میدان چھوڑ کر بھاگ نہیں اُٹھتا، اللہ اور اس کا رسولؐ اسے پسند کرتے ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کو پسند کرتا ہے؛ جب تک اللہ اس کے ہاتھوں فتح نصیب نہیں کرے گا وہ واپس نہیں آئے گا'' لہٰذا جب صبح ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: علیؑ کو بلاؤ، اس پر لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ، علیؑ کو آشوب چشم لاحق ہے جو ابھی ختم نہیں ہوا۔ آپؐ نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ اور جب میں آپؐ کے سامنے آ کھڑا ہوا تو آپؐ نے میری آنکھ میں اپنا لعاب لگایا اور فرمایا: اے میرے اللہ، اس سے سردی گرمی کو برطرف کر دے لہٰذا اُسی لمحہ اللہ نے سردی گرمی کو مجھ سے برطرف کر دیا اور میں نے پرچم اُٹھالیا تو اللہ نے مشرکین کو شکست دی اور مجھے ان پر فتح بخشی؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ تم میں سے میرے علاوہ کسی کا بھائی میرے بھائی جعفرؓ کی طرح ہے جسے اللہ نے جنت میں دو پروں سے آراستہ کیا ہے اور ان کے ذریعہ سے وہ جہاں چاہے پرواز کرتا ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ میرے علاوہ تم میں سے کسی کا چچا حضرت حمزہؓ شیر خدا ہے جو رسول خداؐ کا بھی شیر ہے اور جو سید الشہداء ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ آیا میرے علاوہ تم میں سے کسی کے ایسے دو سبط ہیں جیسے حسنؑ و حسینؑ میرے دو سبط ہیں جو رسول خداؐ کے بیٹے اور جنت کے جوانوں کے سردار ہیں؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا تم میں سے سوائے میرے کسی کی بیوی حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی مانند ہے جو رسول خداؐ کی بیٹی، ان کا ٹکڑا اور جنت کی عورتوں کی سردار ہیں؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو ''جو تم سے جدا ہوا اس نے مجھ سے جدائی اختیار کی اور جس نے مجھ سے جدائی اختیار کی اس نے اللہ کو چھوڑ دیا'' لوگوں نے

کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو ''بنو ولیعہ (بنو کندہ کا ایک قبیلہ) کو چاہیئے کہ وہ باز آ جائیں ورنہ میں ان کے پاس اپنے جیسے ایک شخص کو بھیجوں گا کہ اس کی اطاعت میری اطاعت ہے اور اس کی نافرمانی میری نافرمانی اور وہ تلوار سے ان کو قابو کرے گا'' لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو: ''کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ جس کے دل میں میری محبت جاگ جائے مگر یہ کہ اس کے گناہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور (اسی طرح) جس کے دل میں میری محبت ہو اس کے دل میں تمہاری محبت بھی جاگ جاتی ہے۔ نیز وہ شخص جھوٹ بولتا ہے جو اس زعم میں ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے جبکہ تم سے بغض رکھتا ہے''؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو ''تم ہر غیبت میں میرے اہل خانہ اور مسلمانوں کے جانشین ہو، تمہارا دشمن میرا اور خدا کا دشمن ہے جبکہ تمہارا دوست میرا اور اللہ کا دوست ہے''؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو ''اے علیؑ، جو تم سے محبت کرے اور تم سے دوستی رکھے رحمت اس کی جانب پیش قدمی کرتی ہے اور جو شخص تم سے بغض رکھے اور تم سے دشمنی رکھے لعنت اس کی طرف پیش قدمی کرتی ہے''۔ اس وقت عائشہؓ نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ، میرے اور میرے والد کے لئے دعا فرمائیں مبادا ہم علیؑ سے بغض اور دشمنی رکھنے والے ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: تم خاموش رہو، (کیونکہ) اگر تم اور تمہارا باپ ان لوگوں میں سے ہوئے جو حق سے محبت و دوستی رکھیں گے تو رحمت تمہاری جانب سبقت کرے گی جبکہ اگر ان لوگوں میں سے ہوئے جو اس سے بغض وعداوت رکھیں گے تو تمہاری جانب لعنت سبقت کرے گی۔ تم اور تمہارا باپ سخت ناپسندیدہ ہو اس لئے کہ تمہارا باپ وہ پہلا شخص ہے جو اس پر ظلم کرے گا اور اس سے جنگ کرنے میں تم پہلی ہو''؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو ''اے علیؑ تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ نیز خُلد میں تمہارا مکان میرے مکان کے عین سامنے ہوگا جس طرح کہ بھائی ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں''؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول [illegible] فرمایا ہو ''اے علیؑ، خدا نے ایک بات سے تم کو خصوصیت بخشی ہے اور تم کو عطا بھی کیا ہے، اللہ کے نزدیک دنیا میں زہد اختیار کرنے سے زیادہ پسندیدہ اور افضل کوئی عمل نہیں ہے، لہٰذا تم دنیا سے کچھ لو گے اور نہ ہی وہ تم سے کچھ لے گی اور زہد قیامت کے دن اللہ عزوجل کے نیکوکار بندوں کی زینت ہے۔ خوشا نصیب اس شخص کے لئے جو تم سے محبت کرے اور تمہاری تصدیق کرے جبکہ وائے ہو اس شخص پر جو تم سے بغض رکھے اور

[illegible]

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کو رسول خداؐ نے بھیجا ہو تا کہ وہ پانی لے کر آئے جس طرح کہ آپؐ نے مجھے بھیجا تھا تو میں جا کر اپنی پیٹھ پر مشک لاد کر لا ہی رہا تھا کہ ایک ہوا میرے سامنے آئی اور اس نے مجھے پلٹ دیا یہاں تک کہ مجھے زمین پر بٹھا دیا، پھر میں کھڑا ہو گیا تو پھر ایک ہوا میرے سامنے آئی اور اس نے مجھے پلٹا دیا یہاں تک کہ مجھے زمین پر بٹھا دیا، ایک بار پھر میں کھڑا ہوا کہ ایک ہوا میرے سامنے آئی اور اس نے مجھے پلٹا دیا یہاں تک کہ مجھے زمین پر بٹھا دیا، بعد ازیں میں کھڑا ہو گیا اور رسول خداؐ کے پاس آ گیا تو آپؐ نے مجھ سے کہا: اتنی دیر کیوں لگا دی؟ میں نے آپ کو پورا قصہ سنا دیا تو آپؐ نے فرمایا ''میرے پاس جبرئیلؑ آئے تھے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ پہلی ہوا جبرئیلؑ تھے جو بمع ایک ہزار فرشتوں کے تم کو سلام کر رہے تھے، دوسری ہوا میکائیلؑ تھے جو بمع ایک ہزار فرشتوں کے تم کو سلام کر رہے تھے اور تیسری ہوا اسرافیلؑ تھے جو بمع ایک ہزار فرشتوں کے تم کو سلام کر رہے تھے''؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق (بدر کے موقعہ پر) جبرئیلؑ نے کہا ہو ''اے محمدؐ، کیا آپؐ دیکھ رہے ہیں کہ علیؑ کس قدر مواسات سے کام لے رہے ہیں!'' رسول خداؐ نے ان سے کہا ''وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے'' لہٰذا جبرئیلؑ کہنے لگے ''اور میں آپ دونوں سے ہوں''؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے رسول خداؐ کی خاطر کچھ لکھا ہو جس طرح میں نے لکھا ہے کہ جب میں لکھ رہا تھا تو رسول خداؐ پر غشی طاری ہو گئی جبکہ میں سمجھ رہا تھا کہ آپؐ مجھے املاء کروا رہے ہیں مگر جب آپؐ بیدار ہوئے تو کہنے لگے ''اے علیؑ، تمہیں یہاں سے وہاں تک کس نے املاء کروایا'' تو میں نے کہا کہ آپؐ نے اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ نے فرمایا ''نہیں بلکہ جبرئیلؑ نے تمہیں املاء کروایا ہے''؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے لئے آسمان سے ندا آئی ہو ''نہیں ہے کوئی تلوار مگر ذوالفقار اور نہیں ہے کوئی جوان مگر علیؑ''؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے وہ بات کہی ہو جو میرے متعلق کہی ہے ''اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ ہر کوئی تمہارے قدموں کی مٹھی بھر خاک لے کر اسے برکتی شمار کرے گا اور اسے اپنی آئندہ نسلوں کے لئے رکھ چھوڑے گا تو میں تمہارے بارے میں ایسی بات کہتا کہ لوگ تمہارے قدموں کی مٹھی بھر خاک کو تبرک کے طور پر اٹھاتے''؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو ''دروازہ کی نگرانی کرو کہ بلاشبہ فرشتے میری زیارت کو آتے ہیں، لہٰذا لوگوں میں سے کسی کو بھی اجازت مت دینا'' پس عمرؓ تین مرتبہ آئے تو میں نے ان کو رسول خداؐ کی بات بتا دی کہ آپؐ حجاب میں ہیں اور ان کی زیارت کو فرشتے آئے ہوئے ہیں اور ان کی اتنی اتنی تعداد ہے۔ اس کے بعد (چوتھی مرتبہ) میں نے ان کو اجازت دے دی اور وہ اندر داخل ہو کر کہنے لگے ''اے اللہ کے رسولؐ! میں آپؐ کے پاس متعدد بار آیا مگر علیؑ نے مجھے لوٹا دیا اور کہہ دیا کہ رسول خداؐ حجاب میں ہیں اور ان کی زیارت کو فرشتے آئے ہوئے ہیں کہ ان کی اتنی اتنی تعداد ہے، تو علیؑ تعداد کے متعلق کیونکر جانتے ہیں، کیا انہوں نے فرشتوں کو دیکھا تھا؟'' آپؐ نے فرمایا ''اے عمر، یہ ٹھیک کہہ رہا ہے؟ تمہیں ان کی تعداد کا علم کیسے ہوا؟''

میں نے عرض کیا ''مجھے کئی مرتبہ سلام کیا گیا اور میں نے ان آوازوں کو سُنا اور میں نے (اس طرح) تعداد شمار کر لی'' اس پر رسول خداؐ نے فرمایا ''تم ٹھیک کہہ رہے ہو، کیونکہ تم میں میرے بھائی عیسیٰؑ کی سنت پائی جاتی ہے'' پس عمرؓ یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے کہ آپؐ نے علیؑ کے لئے ابن مریمؑ کی مثال دی جبکہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: **ولمّا ضرب ابن مریم مثلاً اذا قومک منه یصدون ○ وقالو ا الهتنا خیر ام هو ، ماضربوه لک الاجدلاً بل هم قوم خصمون ○ ان هو الا عبدٌ انعمنا علیه و جعلنٰه مثلاً لبنی اسرآئیل ○ ولو نشآ لجعلنا منکم ملئکة فی الارض یخلفون ○** اور "جب مریمؑ کے بیٹے کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تمہاری قوم کے لوگ کِھل کِھلا کر ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ بھلا ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ (عیسیٰؑ) اُن لوگوں نے عیسیٰؑ کی مثال دی تو صرف جھگڑنے کے لئے، بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو، وہ (عیسیٰؑ) تو بس ہمارے ایک بندے تھے جن پر ہم نے احسان کیا اور ان کو ہم نے بنی اسرائیل کے لئے نمونہ بنایا اور اگر ہم چاہتے تو تم ہی لوگوں میں سے فرشتے بنا دیتے جو زمین میں تمہارے جانشین ہوتے" (سورۂ زخرف آیت ۵۷ تا ۶۰)۔ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو ''بلاشبہ طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے کہ اس کی جڑ علیؑ کے مکان میں ہے اور کوئی مومن ایسا نہیں جس کے گھر میں اس کی شاخوں میں سے کوئی شاخ نہ ہو''؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو ''تم میری سنت پر رہ کر جنگ کرو گے اور مجھے بریٔ الذمہ کر دو گے''؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو ''تم ناکثین، قاسطین اور مارقین سے جنگ کرو گے''؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو رسول خداؐ کی خدمت میں اُس وقت حاضر ہوا جب آپؐ کا سر مبارک اُن (جبرئیل) کی گود میں ہو تو انہوں نے میرے متعلق کہا ہو ''اپنے چچا زاد بھائی سے قریب ہو جائیں کہ آپ اُس کے سزاوار تر ہیں''؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کی گود میں رسول خداؐ نے سر رکھا ہو یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا ہو اور اس نے عصر (کی نماز) بھی نہ پڑھی ہو مگر جب آپؐ بیدار ہوئے تو فرمایا ہو ''اے علیؑ، کیا تم نے عصر کی نماز پڑھ لی؟'' میں نے کہا ''نہیں!'' اس موقع پر رسول خداؐ نے دعا کی ہو اور اس طرح سورج اپنی تابانی پر لوٹ آیا اور میں نے نماز پڑھی اور اس کے بعد سورج غروب ہو گیا ہو''؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے، جس کے متعلق اللہ عزوجل نے رسول خداؐ کو حکم دیا ہو کہ کسی کو اظہار بیزاری (برائت) کے لئے بھیجیں تو رسول خداؐ نے اس سلسلے میں ابوبکرؓ کو بھیجا مگر جبرئیلؑ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ''اے محمدؐ، یہ کام سوائے آپؐ کے یا آپؐ کے کسی قریبی رشتہ دار کے کوئی انجام نہ دے!'' رسول خداؐ نے مجھے بھیجا اور میں ابوبکرؓ سے لے کر چلا گیا اور رسول خداؐ کی جانب سے میں نے یہ کام انجام دیا تو اس موقع پر اللہ نے آپؐ کی زبان پر یہ کلام جاری کیا کہ میں آنجنابؐ

سے ہوں؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو" تم نور (ایک نسخہ میں امام ہے) ہو میری اطاعت سے اور میرے اولیاء کے نور ہو نیز تم وہ کلمہ ہو جس سے پرہیز گار لوگ منسلک ہیں"؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو" جس کے لئے یہ بات خوش آئند ہو کہ وہ میری زندگی جئے، میری موت مرے اور میری اس جنت میں مکین ہو جس کا وعدہ مجھ سے میرے پروردگار نے کیا ہے وہ جنات عدن جس کی بنیاد اللہ نے اپنے ہاتھوں سے رکھی اور اس کے بعد کہا "ہوجا!" تو وہ ہوگئی لہٰذا ایسے شخص کو چاہئے کہ علی ابن ابی طالبؑ کو دوست رکھے اور اس کے بعد اس کی ذریت کو بھی کہ یہی ائمہ ہیں اور یہی اوصیاء بھی نیز اللہ نے ان کو میرا علم اور میری فہم عطا کی ہے کہ (پھر) تم لوگ گمراہی کے باب میں داخل ہوگے اور نہ ہی باب ہدایت سے باہر نکلو گے۔ ان کو مت سکھاؤ کہ یہ تم لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں کہ جہاں یہ جاتے ہیں وہاں حق ان کے ساتھ ساتھ رہتا ہے"؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو" یہ حتمی امر ہے اور اس پر مُہر ثبت ہو چکی ہے کہ تم سے سوائے مومن کے کوئی محبت نہیں کرے گا اور سوائے منافق کے تم سے کوئی بغض نہیں رکھے گا"؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے وہ بات کہی ہو جو میرے لئے کہی ہے "تمہاری ولایت کے قائل قیامت کے دن اپنی قبروں سے سفید اونٹنیوں پر سوار نکلیں گے اور ان کی نعلین کے بند نور کے ہوں گے جو چمکیں گے، ان کے لئے راہیں آسان ہو چکی ہوں گی، ان سے سختیاں دور ہوگئی ہوں گی، انہیں امن بخشی جائے گی اور غم و اندوہ کو ان سے برطرف کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ عرش رحمٰن کے سایہ میں راہ چلیں گے۔ نیز ان کے سامنے دسترخوان رکھے جائیں گے جن میں سے وہ تناول کریں گے یہاں تک کہ وہ حساب سے فارغ ہو جائیں گے (درحالیکہ) لوگ خوف کر رہے ہوں گے جبکہ ان کو کوئی خوف لاحق نہیں ہوگا، لوگ غمگین ہوں گے مگر ان کو کوئی غم لاحق نہ ہوگا"؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جب ابوبکرؓ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی خواستگاری کے لئے آئے تھے تو رسول خداؐ نے اُن کے نکاح میں دینے سے انکار کر دیا، عُمرؓ خواستگاری کے لئے آئے تو اُن کے نکاح میں دینے سے بھی انکار کر دیا ہو اور جب میں نے خواستگاری کی تو آپؐ نے میری شادی اُن سے کروادی، لہٰذا ابوبکرؓ اور عُمرؓ آئے اور کہنے لگے "آپؐ نے ہم دونوں کو انکار کر دیا اور علیؑ سے شادی کروادی؟!" رسول خداؐ نے فرمایا "میں نے تم دونوں کو منع کر کے علیؑ کی شادی نہیں کروائی، بلکہ اللہ نے تم دونوں کو دینے سے انکار کر دیا اور علیؑ سے شادی کروادی"؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا تم لوگوں نے رسول خداؐ کو یہ کہتے سنا ہے کہ "قیامت کے دن ہر سبب اور نسب منقطع ہو جائے گا سوائے میرے سبب اور نسب کے" تو بھلا میرے سبب سے افضل کونسا سبب ہے؟ اور میرے نسب سے افضل کونسا

نسب ہے؟ جبکہ میرے والدؑ اور رسول خداؐ کے والدؑ آپس میں بھائی تھے، حسنؑ و حسینؑ جو رسول خداؐ کے بیٹے اور جوانان جنت کے سردار ہیں وہ میرے بیٹے ہیں اور فاطمہ (سلام اللہ علیہا) بنت رسول خداؐ میری زوجہ اور جنت کی عورتوں کی سردار ہیں؟ لوگوں نے کہا: بخدا، کیوں نہیں!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو ''اللہ نے مخلوقات کو خلق کیا اور پھر انہیں دو دستوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین دستہ میں رکھا، پھر ان دستوں کو قبیلوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا، اس کے بعد ان قبیلوں کو خاندانوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین خاندان میں رکھا، اس کے بعد انہیں گھروں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین گھر میں رکھا، اس کے بعد میرے گھر والوں میں مجھ علیؑ اور جعفرؑ کو منتخب کیا اور مجھے ان میں سے بہترین قرار دیا۔ پس میں ابو طالبؑ کے دونوں بیٹوں کے سامنے سو رہا تھا کہ جبرئیلؑ آئے اور ان کے ہمراہ ایک فرشتہ تھا تو اس نے کہا: ''اے جبرئیلؑ، تمہیں ان میں سے کس کے پاس بھیجا گیا ہے؟'' جبرئیلؑ بولے: ''ان کی جانب'' اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے بٹھا دیا''؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ رسول خداؐ نے مسجد کی طرف کھلنے والے ہر مسلمان کا دروازہ بند کروا دیا مگر میرے دروازہ کو بند نہیں کیا تو حضرات عباسؓ اور حمزہؓ آ کر کہنے لگے ''آپؐ نے ہمیں نکال دیا اور اس کو سکونت دی؟!'' آپؐ نے فرمایا ''میں نے تمہیں نکالا ہے اور نہ ہی اسے سکونت دی، بلکہ اللہ نے تم لوگوں کو نکالا ہے اور اسے سکونت دی ہے؛ بلاشبہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰؑ کی جانب وحی کی کہ مسجد کو پاک کرو اور اس میں تم، ہارونؑ اور ہارونؑ کے دونوں بیٹے فروکش ہو جاؤ'' جبکہ اللہ عزوجل نے میری جانب وحی کی کہ ''میں مسجد کو پاک کروں اور میں، علیؑ اور علیؑ کے دونوں بیٹے اس میں فروکش ہو جائیں''؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو: ''حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ حق کے ساتھ؛ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں''؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جب مشرکین آپؐ کے قتل کے ارادے سے آئے تھے تو اس نے رسول خداؐ کو ان سے بچایا ہو، لہٰذا میں ان کے بستر پر لیٹ گیا تھا جبکہ رسول خداؐ غار کی جانب چلے گئے تھے اور جب انہوں نے دیکھا کہ میں ہوں تو مجھ سے کہنے لگے: ''تمہارے چچازاد کہاں ہیں؟'' میں نے کہا: ''مجھے نہیں معلوم!'' تو ان لوگوں نے مجھے زدوکوب کیا اور قریب تھا کہ وہ مجھے قتل کر دیتے؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے وہ بات کہی ہو جو آپؐ نے میرے متعلق کہی ہے کہ ''اللہ نے مجھے علیؑ کی ولایت کا حکم دیا ہے، پس اس کی ولایت میری ولایت ہے اور میرے پروردگار کی ولایت بھی؛ مجھ سے خدا نے عہد لیا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں یہ بات تم تک پہنچا دوں تو کیا تم لوگوں نے سُن لیا؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں، ہم نے سن لیا!'' آپؐ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو کہتا ہے کہ ''میں نے سن لیا'' جبکہ وہ اپنے کاندھوں پر لوگوں کو اُٹھا کر اس (علیؑ) سے عداوت سے کام لے گا!'' لوگ کہنے لگے: ''ہمیں ان افراد سے آگاہ کیجئے'' آپؐ نے فرمایا: ''آگاہ رہو! میرا پروردگار مجھے ان کے

بارے میں بتاتا ہے اور مجھے اس بات کا حکم دیتا ہے کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کی وجہ سے میں ان سے روگردانی کروں اور تم میں سے ہر ایک کے لئے یہی کافی ہے جو علیؑ کے لئے اس کے دل میں ہے"؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے بنوعبدالدار کے نو سورماؤں کو قتل کیا ہو؟ ان میں سے ہر ایک پرچم اُٹھائے تھا اور اس کے بعد ان کا غلام صوأب حبشی آیا اور کہنے لگا: "بخدا، میں اپنے آقاؤں کے بدلے میں سوائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کسی کو قتل نہیں کروں گا درحالیکہ اس کے ہونٹوں سے جھاگ بہہ رہا تھا اور اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں اور اس موقع پر تم سب لوگ اس سے ڈر گئے اور کنارہ کشی کر لی مگر میں اس کے مقابلہ میں آیا لہٰذا جب وہ میرے سامنے آیا تو بلند مینار کی مانند تھا اور ہمارے درمیان دو دو وار چلے تو میں نے اس کے دو نصف ٹکڑے کر دیئے، اب اس کی دونوں ٹانگیں اور کولہے رہ گئے تھے اور اس کی ٹانگیں زمین پر کھڑی رہ گئیں لہٰذا جب مسلمانوں کی نگاہ اس پر پڑی تو وہ ہنسنے لگے؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے قریش کے مشرکوں کو اس طرح قتل کیا ہو جس طرح کہ میں نے؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ جب عَمر و ابن عبدود نے للکارا تھا کہ "ہے کوئی مقابلہ پر آنے والا؟!" اور تم سب کے سب دبک کر بیٹھ گئے تھے تو کیا میرے علاوہ کسی نے قیام کیا تھا کہ اس وقت رسول خداؐ نے فرمایا تھا: "کہاں جا رہے ہو؟" میں نے جواب دیا تھا: "میں اس فاسق کی طرف جا رہا ہوں!" اس پر آپؐ نے کہا تھا: "یہ عَمر و ابن عبدود ہے!" میں نے جواب میں کہا تھا: "اے اللہ کے رسولؐ، اگر وہ عَمر و ابن عبدود ہے تو میں علی ابن ابی طالبؑ ہوں"۔ اس وقت آپؐ نے اپنی بات دہرائی میں نے بھی اپنا جواب دہرا دیا، لہٰذا رسول خداؐ نے فرمایا: "اللہ کا نام لے کر جاؤ!" پس جب میں اس کے قریب پہنچا تو اس نے کہا: "یہ مرد کون ہے؟" میں نے کہا: "علی ابن ابی طالبؑ" اس نے کہا: "کریم ہم پلہ ہو، جاؤ اے میرے برادر زادہ کہ تمہارے والد میرے ہم نشین و ہم سخن رہ چکے ہیں لہٰذا مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں تم کو قتل کر دوں"۔ میں نے اس سے کہا: "اے عَمر و تم نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ جو کوئی تمہارے سامنے تین باتیں پیش کرے گا تم ان میں سے ایک کو قبول کر لو گے"۔ اس نے کہا: "مجھے بتاؤ وہ کیا باتیں ہیں؟" میں نے کہا: "تم یہ گواہی دے دو کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اللہ کے اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کی جانب سے آئی ہوئی ہر چیز کا اقرار کر لو"۔ اس نے کہا: "اس کے علاوہ کوئی اور بات کہو" میں نے کہا: "تم جہاں سے آئے ہو وہیں لوٹ جاؤ!" اس نے کہا: "بخدا، قریش کی عورتیں مجھے طعنے دیں گی اگر میں تمہیں پیٹھ دکھا کر چلا گیا" تو اس وقت میں نے کہا: "تو پھر میرے مقابلہ پر اُتر آؤ!" اس نے کہا: "ہاں یہ بات ٹھیک ہے" لہٰذا وہ مقابلہ پر آیا اور میرے اور اس کے درمیان دو دو وار ہوئے تو اس کی ایک تلوار نے میری ڈھال کو توڑ دیا اور میرے سر پر جا لگی تو اس پر میں نے بھی اس پر وار کیا اور اس کی دونوں ٹانگیں کٹ گئیں اور اللہ نے میرے ہاتھوں اسے قتل کیا؛ تو کیا تم میں سے کوئی ہے جس نے ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہو؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو مرحب کے مقابلہ پر گیا ہو جب وہ آ کر کہنے لگا تھا کہ "میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام مرحب رکھا ہے جو سراپا ہتھیار اور تجربہ کار جنگجو ہوں کہ کبھی نیزہ مارتا ہوں تو کبھی تلوار سے وار کرتا ہوں" تو اس وقت میں اس کے مقابلہ پر گیا تھا اور اس نے مجھے ضربت لگائی تھی لہٰذا میں نے اس کے سر پر ضربت لگائی تھی کہ

اس کا سر بہت بڑا تھا اور اس پر کوئی خود نہیں تھا کہ اس میں تلوار اپنی جگہ بناتی، اس نے ایک بڑے پہاڑی پتھر کو اپنے سر پر خود کی جگہ رکھ تھا جو بیچ سے کھوکھلا تھا لیکن میری تلوار اس کے سر کے اندر گھس گئی"؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے بارے میں رسول خداؐ پر آیت تطہیر إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت و يطهر كم تطهيراً نازل ہوئی ہو اور اس موقع پر رسول خداؐ نے ایک خیبری چادر کو اٹھایا اور مجھے، فاطمہ، حسن اور حسین (علیہم السلام) کو اس میں شامل کرلیا اور پھر فرمایا "اے میرے پروردگار، یہ میرے اہلبیت ہیں لہٰذا تو ان سے پلیدی کو دور رکھ اور انہیں ایسا پاکیزہ قرار دے جیسا کہ پاکیزگی کا حق ہے"؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو "میں بنی آدمؑ کا پیشوا ہوں اور تم عرب کے پیشوا ہو اے علیؑ!"؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ جب رسول خداؐ نے مسجد میں آسمان سے نازل ہونے والی شے کو دیکھا تو آپؐ جلدی سے اس کی جانب گئے اور آپؐ کے اصحاب بھی آپؐ کے پیچھے چل دیئے، رسول خداؐ چار سیاہ افراد کے پاس پہنچے جو ایک تابوت اُٹھائے ہوئے تھے تو آپؐ نے اُن سے کہا: "اسے زمین پر رکھ دو!" انہوں نے رکھ دیا تو آپؐ نے کہا: "اسے کھولو!" انہوں نے کھول دیا تو کیا دیکھا کہ اس میں ایک سیاہ شخص ہے جس کی گردن میں آہنی طوق ہے، لہٰذا رسول خداؐ نے فرمایا: "یہ کون ہے؟" انہوں نے کہا: "ریاحین کا غلام ہے جو خباثت اور فسق کرتے ہوئے ان کے ہاں سے بھاگ گیا تھا تو انہوں نے ہمیں اس کو آہنی طوق پہنا کر دفن کرنے کا حکم دیا ہے جس طرح کہ آپؐ دیکھ رہے ہیں" تو اس وقت میں نے اُسے دیکھا اور کہا: "اے اللہ کے رسولؐ، اس نے مجھے کبھی نہیں دیکھا مگر کہتا تھا کہ بخدا میں تم سے محبت کرتا ہوں اور تم سے سوائے مومن کے کوئی محبت نہیں کرے گا اور سوائے کافر کے کوئی تم سے بغض نہیں رکھے گا"۔ تو کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو: "اے علیؑ، اللہ نے اس کا ثواب اس کو عطا کر دیا ہے کہ ابھی فرشتوں کے ستر قبیلے کہ ان میں سے ہر قبیلہ ایک ہزار گروہوں پر مشتمل ہے نے نازل ہو کر اس پر نماز پڑھی ہے، پھر رسول خداؐ نے اس کے طوق کو نکالا، اس پر نماز پڑھی اور اسے دفن کر دیا؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے ایسی بات کہی ہو جو میرے متعلق کہی ہے کہ "گذشتہ شب مجھے اذن دیا گیا کہ جو چاہوں دُعا مانگوں تو میں نے اپنے رب سے جو مانگا وہ اس نے مجھے عطا کیا جبکہ میں نے اپنی ذات کے لئے کچھ نہیں مانگا بلکہ محض تمہارے لئے دُعا کی ہے" تو میں نے کہا "الحمد لله"؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ رسول خداؐ نے خالد بن ولید کو بنو جذیمہ کے پاس بھیجا تھا تو اس نے وہ کام کیا کہ رسول خداؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور تین مرتبہ فرمایا: "اے میرے اللہ، خالد ابن ولید نے جو کچھ کیا میں تیرے لئے اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں"۔ اس کے بعد فرمایا: "اے علیؑ، جاؤ!" تو میں نے جا کر ان کی دیتیں ادا کر دیں۔ پھر میں نے انہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھا کہ آیا اب بھی کچھ باقی رہتا ہے؟ تو وہ لوگ کہنے لگے: "آپؑ نے ہمیں اللہ کی قسم دی ہے تو اب ہمارے کتوں

کے ظروف اور اونٹوں کے زانو بند رہتے ہیں" لہٰذا میں نے ان دونوں چیزوں کا جبران بھی کیا اور اس کے بعد بھی میرے پاس وافر مقدار میں سونا بچ گیا تو میں نے وہ بھی ان ہی کو دے دیا اور کہہ دیا: "یہ رسول خداؐ کا ذمہ ہے کہ جو تم جانتے ہو وہ بھی اور جس کا تم کو علم نہیں ہے وہ بھی اس میں شامل ہے اور عورتوں اور بچوں کے ہراساں ہونے کا عوض"۔ اس کے بعد میں رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں اس بات کی خبر دی تو آپؐ نے فرمایا: "اے علیؑ، سرخ بالوں والے اونٹوں کے گلوں سے زیادہ خوش میں اس کام سے ہوں جو تم نے کیا ہے"؟ لوگوں نے کہا: بخدا، ہم جانتے ہیں!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا تم نے رسول خداؐ کو یہ کہتے سُنا ہے کہ "اے علیؑ، گذشتہ شب میرے سامنے میری اُمت کو پیش کیا گیا اور اس میں پرچم دار میرے پاس سے گزرے تو میں نے تمہارے لئے اور تمہارے شیعوں کے لئے مغفرت طلب کی" لوگوں نے کہا: بخدا، ہم نے سُنا ہے!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا تم نے رسول خداؐ کو یہ کہتے سُنا ہے کہ "اے ابوبکرؓ، جاؤ اور اس شخص کی گردن ماردو جسے تم فلاں فلاں جگہ پر موجود پاؤ!" پس وہ لوٹ آئے اور کہنے لگے: "میں نے اس کو قتل کر دیا ہے"۔ رسول خداؐ نے فرمایا: "نہیں، تم نے اسے نماز پڑھتے پایا ہے"۔ آپؐ نے فرمایا: "اے عُمر، تم جاؤ اور اُسے قتل کر دو!" وہ (بھی) واپس آ گئے اور کہنے لگے: "میں نے اسے قتل کر دیا"۔ رسول خداؐ نے فرمایا: "نہیں، تم نے اس کو نماز کی حالت میں دیکھا؛ میں تم دونوں سے کہتا ہوں کہ اسے قتل کر دو تو" دونوں کہتے ہو کہ ہم نے اسے نماز کی حالت میں پایا" (پھر) آپؐ نے فرمایا: "اے علیؑ، تم جاؤ اور اس شخص کو قتل کر دو!" جب میں جانے لگا تو آپؐ نے فرمایا: "اگر وہ تم کو مل جائے تو اسے قتل کر دو" (ایک نسخہ میں ہے "اگر وہ علیؑ کو مل جائے گا تو علیؑ اس کو قتل کر دے گا") پس میں واپس آیا اور عرض کیا: "اے اللہ کے رسولؐ، میں نے وہاں کسی کو نہ دیکھا" تو آپؐ نے فرمایا: "تم ٹھیک کہہ رہے ہو اس لئے کہ اگر وہ تم کو مل جاتا تو تم اس کو قتل کر دیتے"؟ لوگوں نے کہا: بخدا، ہم نے سُنا ہے!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے وہ بات کہی ہو جو آپؐ نے میرے متعلق کہی ہے کہ "تمہارا دوست جنت میں جائے گا اور تمہارا دشمن جہنم میں"؟ لوگوں نے کہا: نہیں، بخدا!

آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ عائشہؓ نے رسول خداؐ سے کہا تھا: "ابراہیم آپؐ کی اولاد نہیں ہے بلکہ وہ تو فلاں قبطی کا بیٹا ہے" تو رسول خداؐ نے فرمایا: "اے علیؑ، جاؤ اور اس فلاں قبطی کو قتل کر دو!" میں نے عرض کیا: "اگر آپؐ نے مجھے بھیجا تو میری مثال اُون میں تاپے ہوئے لوہے کی سی ہوگی یا یہ کہ میں حقیقت کا پتا لگاؤں؟" آپؐ نے فرمایا "نہیں، بلکہ (پہلے) تحقیق کرو!" لہٰذا میں چلا گیا اور جب اس قبطی نے مجھے اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ ایک باغ کی طرف چلا گیا اور میں نے بھی اس کا تعاقب کیا، اس پر وہ کھجور کے درخت پر جا چڑھا تو میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چڑھتا گیا، لہٰذا جب اس نے دیکھا کہ میں بھی چڑھ گیا ہوں تو اس نے اپنا ازار بند کھول دیا تو میں نے دیکھا کو اس کا عُضو تناسُل ہی نہیں ہے اور میں نے آ کر رسول خداؐ کو یہ بات بتا دی تو آپؐ نے فرمایا: "تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم اہلبیت سے برائی کو ٹال دیا"؟ لوگوں نے کہا: بخدا، ہم جانتے ہیں!

آپؑ نے فرمایا: اے میرے اللہ، تُو گواہ رہنا۔

﴿۱۹﴾ **وہ پچاس حقوق جو امام زین العابدینؑ نے اپنے ایک صحابی کو تحریر فرمائے:** علی ابن احمد ابن موسیٰ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن ابوعبداللہ کوفی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن محمد ابن سالک فزاری نے ہم سے روایت بیان کی کہا: خیزان ابن داہر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن علی ابن سلیمان جبلی نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن علی سے، اس نے محمد ابن فضیل سے نقل کیا کہ ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں: یہ علی ابن حسینؑ (امام زین العابدینؑ) کا خط ہے اپنے ایک صحابی کے نام:

جان لو کہ اللہ عزوجل کے تم پر کچھ حقوق ہیں جنہوں نے تمہاری تمام حرکات وسکنات میں تمہارا احاطہ کیا ہوا ہے، خواہ تم جس حالت میں بھی ہو یا جس جگہ بھی اور خواہ تمہارے اعضاء وجوارح کچھ بھی کریں۔ لہٰذا تم اللہ تبارک وتعالیٰ کے ان حقوق کی عظمت کو جان لو کہ اس نے تم پر اپنے لئے یہ فرض کیا ہے کہ یہی اصل حقوق ہیں۔

اس کے بعد یہ کہ اللہ نے خود تمہارے لئے، سراپا مختلف اعضاء پر کیا واجب کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے تمہاری زبان کے لئے تم پر ایک حق فرض کیا ہے تو ایک حق تمہاری سماعت کے لئے تم پر لازم جانا ہے، تمہاری آنکھ کے لئے تم پر ایک حق واجب کیا ہے، تمہارے ہاتھ کے لئے تم پر ایک حق لازم رکھا ہے، تمہارے پاؤں کے لئے تم پر ایک حق لاگو کیا ہے، تمہارے بطن کے لئے تم پر ایک حق واجب کیا ہے تو ایک حق تمہاری شرمگاہ کے لئے تم پر لازم کیا ہے۔ پس یہی وہ سات اعضاء وجوارح ہیں جن سے تم افعال کو انجام دیتے ہو۔

اس کے بعد ان افعال کے لئے اللہ عزوجل نے تم پر کچھ حقوق عائد کیے ہیں۔ لہٰذا تمہاری نماز کے لئے تم پر ایک حق فرض کیا ہے، تمہارے روزہ کے لئے تم پر ایک حق رکھا ہے، ایک حق تمہارے صدقہ کا تم پر فرض کیا ہے، تمہاری قربانی کے لئے تم پر ایک حق رکھا اور تمہارے فعل کے لئے (بھی) تم پر ایک حق لاگو کیا۔

اس کے بعد کچھ حقوق تم پر دوسرے لوگوں کے بھی عائد ہوتے ہیں کہ ان کے حقوق ادا کرنا بھی تم پر لازم ہے اور ان میں سے اہم ترین واجب حق تمہارے پیشواؤں کے حقوق ہیں، اس کے بعد تمہاری رعایا کے حقوق، اس کے بعد تمہارے قریبی رشتہ داروں کے حقوق۔ لہٰذا ان حقوق میں سے بھی چند دیگر حقوق برآمد ہوتے ہیں۔

پیشواؤں کے حقوق: پس تمہارے پیشواؤں کے تم پر تین حقوق فرض ہیں:

۱۔ جو سلطنت کے ذریعہ تمہارے امور کو چلاتا ہے اور تمہاری تربیت کرتا ہے۔

۲۔ وہ شخص جو علم کے ذریعہ تمہاری پرورش کرتا ہے۔

۳۔ وہ شخص جو اپنی بادشاہت کے ذریعہ تمہاری پرورش کرتا ہے

(ایک نسخہ میں ہے "ہر وہ شخص جو تمہاری پرورش کرے تمہارا پیشوا ہے")

رعایا کے حقوق:

۱۔ جس شخص کو تم نے اپنے علم کے ذریعہ اپنی رعایا بنایا ہے اس کے تم پر کچھ حقوق عائد ہوتے ہیں، کیونکہ جاہل عالم کی رعایا ہے۔

۲۔ اس شخص کا حق جس شخص کو تم نے ملکیت کے ذریعہ اپنی رعایا بنایا ہے جیسے بیویاں اور کنیزیں۔

(مذکورہ) رعایا کے تم پر تین حقوق لازم ہیں۔

ا۔اہم ترین حق اس شخص کا ہے جوتمہاری بادشاہت کی بناء پرتمہاری رعایا ہے۔

۲۔اس کے بعد جس قدر کوئی شخص تم سے قریبی رشتہ رکھتا ہے کہ ان کی تعداد بے شمار ہے۔

ان میں بھی سب سے واجب ترین حق تمہاری ماں کا ہے،اس کے بعد تمہارے باپ کا حق ہے،اس کے بعد تمہاری اولاد کا حق، اس کے بعد تمہارے بھائی کا حق،اس کے بعد جس قدر قریبی رشتہ ہواس کے حق کی اہمیت اسی قدر ہے۔

اس کے بعد تمہارے اُس آقا کا حق ہے جس نے تم کو خرید کر آزاد کیا ہے،اس کے بعد تمہارے اس غلام کا حق ہے جسے تم نے آزاد کیا ہے،اس کے بعد تمہارے ساتھ نیکی کرنے والے کا حق ہے،اس کے بعد تمہاری نماز کے لئے اذان دینے والے کا حق ہے،اس کے بعد پیش نماز کا حق ہے،اس کے بعد تمہارے ہمنشین کا حق ہے،اس کے بعد تمہارے پڑوسی کا حق ہے،اس کے بعد تمہارے دوست کا حق ہے،اس کے بعد تمہارے شریک کا حق ہے،اس کے بعد تمہارے مال کا حق ہے،اس کے بعد تمہارے اس قرض خواہ کا حق ہے جو تم سے مطالبہ کرتا ہے،اس کے بعد تمہارے ساتھ میل جول رکھنے والے کا حق ہے،اس کے بعد تمہارے اس مقابل کا حق ہے جس نے تم پر دعویٰ کیا ہے،اس کے بعد تمہارے اس مقابل کا حق ہے جس پر تم نے دعویٰ کیا ہے،اس کے بعد تم سے مشورہ طلب کرنے والے کا حق ہے،اس کے بعد تمہیں مشورہ دینے والے کا حق ہے،اس کے بعد تم سے نصیحت طلب کرنے والے کا حق ہے،اس کے بعد تمہیں نصیحت کرنے والے کا حق ہے،اس کے بعد اس شخص کا حق ہے جو تم سے بڑا ہے،اس کے بعد اس شخص کا حق ہے جو تم سے چھوٹا ہے،اس کے بعد سائل کا حق ہے،اس کے بعد اس شخص کا حق ہے جس سے سوال کیا گیا ہو،اس کے بعد اس شخص کا حق ہے جس کے قول وفعل سے خواہ مخواہ برائی سرزد ہوئی ہو،اس کے بعد تم پر تمہاری ملت کا حق ہے،اس کے بعد کافر ذمی کا حق ہے اور اس کے بعد وہ حقوق ہیں جو احوال واسباب اور زندگی کی دگرگونی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

پس خوشا نصیب اس شخص کے لئے کہ ان واجب حقوق کی ادائیگی کے لئے اللہ اس کی اعانت کرے،اسے توفیق دے اور اس کے لئے راہ ہموار کرے!

البتہ خدا کا تم پر سب سے بڑا حق یہ ہے کہ تم اس کی پرستش کرو اور اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہراؤ کہ اگر تم نے پُرخلوص ہو کر اس فعل کو انجام دیا تو اللہ تمہارے دنیا وآخرت کے امور کی کفایت کرے گا۔

تمہارے نفس کا تم پر یہ حق ہے کہ تم اس کو اللہ عزوجل کی اطاعت میں استعمال کرو۔

تمہاری زبان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم اسے دشنام طرازی سے محفوظ رکھو،اسے اچھی باتیں کرنے اور فضول اور بے معنی باتوں سے پرہیز کرنے کا خوگر بناؤ۔نیز اس کے ذریعہ لوگوں کے ساتھ نیکی کرو اور ان کے بارے میں اچھی باتیں کرو۔

تمہاری سماعت کا تم پر یہ حق ہے کہ اس کو غیبت سننے سے دور رکھو اور ہر اس بات کے سننے سے بھی کہ جس کا سننا جائز نہیں ہے۔

تمہاری بصارت کا تم پر یہ حق ہے کہ ایسی چیزوں سے چشم پوشی کرلو کہ جن کا دیکھنا تمہارے لئے جائز نہیں ہے اور دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔

تمہارے ہاتھ کا تم پر یہ حق ہے کہ تم اسے ایسی چیز کے لئے نہ پھیلاؤ جو تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔

تمہارے پاؤں کا تم پر یہ حق ہے کہ اس سے تم ایسی جگہ پر مت جاؤ جہاں جانا تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ ان ہی پیروں پر تم پل صراط پر کھڑے رہو گے لہٰذا تم ہوشیار رہو کہ مبادا یہ ڈگمگا جائیں اور تم جہنم میں گر جاؤ۔

تمہارے شکم کا تم پر یہ حق ہے کہ اسے حرام اشیاء کے لئے ظرف نہ بنالینا اور یہ کہ سیر ہونے کے بعد کچھ مت کھاؤ۔

تمہاری شرمگاہ کا تم پر یہ حق ہے کہ تم اسے زنا سے بچائے رکھو اور یہ کہ اس کی حفاظت کرو کہ مبادا کوئی اسے دیکھ لے۔

نماز کا تم پر یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب تمہارا وفد ہے اور یہ کہ جب تم نماز پڑھتے ہو تو اللہ عز وجل کے سامنے کھڑے ہوتے ہو کہ اگر تم یہ جان لو گے تو حقیقتاً تم اس میں اس طرح کھڑے رہو گے جیسے کوئی ذلیل، حقیر، راغب، پریشان، امیدوار، خوفزدہ، بیچارہ، تضرع و زاری کرنے والا کھڑا ہوتا ہے کہ جس کے سامنے وہ کھڑا ہوتا ہے اس کو بزرگ شمار کرتا ہے اور سکون و وقار اور حضور قلبی کے ساتھ قیام کرتا ہے۔ نیز اس طرح تم اس کی حدود قائم کردو گے اور اس کے حقوق ادا۔

حج کا تم پر یہ حق ہے کہ تم جان لو کہ یہ تمہارے پروردگار کی جانب تمہارا وفد ہے اور تمہارے گناہوں سے اس کی جانب فرار کہ اسی کے ذریعہ تمہاری توبہ قبول ہوگی اور تمہارا وہ فرض ادا ہو جائے گا جو اللہ نے تم پر واجب کیا ہے۔

روزہ کا تم پر یہ حق ہے کہ تم جان لو کہ یہ پردہ ہے جسے اللہ نے تمہاری زبان، سماعت، بصارت، تمہارے شکم اور تمہاری شرمگاہ پر ڈالا ہے تاکہ یہ جہنم کی آگ سے تم کو پوشیدہ رکھے، لہٰذا اگر تم نے روزہ ترک کردیا تو تم نے اس پردہ کو چاک کردیا جو اللہ نے تم پر ڈالا تھا۔

صدقہ کا تم پر یہ حق ہے کہ تم جان لو کہ یہ تمہارے پروردگار عز وجل کے ہاں ذخیرہ ہو رہا ہے اور تمہاری وہ امانت ہے جس پر تم کو کسی گواہ کو کھڑے کرنے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا جب تم یہ بات جان لو گے تو اپنی اس امانت کو مخفی طور پر اس کے سپرد کرنے کو زیادہ مستند تصور کرو گے بہ نسبت اس کے کہ علی الاعلان اس امانت کو رکھواؤ۔ اور (صدقہ کا تم پر یہ حق بھی ہے کہ) تم جان لو کہ دنیا میں یہ بلاؤں اور بیماریوں کو تم سے دور کرتا ہے جبکہ آخرت میں تم سے آگ کو دور کرے گا۔

قربانی کا تم پر یہ حق ہے کہ تم اس کے ذریعہ خدا کی خوشنودی کو طلب کرو اور اس کے ذریعہ لوگوں کی قربت کا قصد مت کرو۔ نیز محض اللہ کی رحمت اور اس سے ملاقات کے دن اپنی روح کی نجات کے درپے رہو۔

حاکم کا تم پر یہ حق ہے کہ تمہیں اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ یہ سلطنت اس کے لئے آزمائش ہے اور اللہ نے تم پر جو اسے سلطنت عطا کی ہے اس کے ذریعہ وہ تمہارے متعلق (اس آزمائش میں) گرفتار ہے۔ اور یہ کہ تم اس کو ناراض نہ کرنا کہ اس طرح تم اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دو گے اور پھر جو برائی وہ تمہارے ساتھ روا رکھے گا تم بھی اس میں اس کے حصہ دار ہو گے۔

علم کے ذریعہ تمہاری تربیت کرنے والے کا تم پر یہ حق ہے کہ تم اس کی تعظیم کرو اور اس کی محفل کی توقیر کرو، اس کی باتیں دھیان سے سنو، اس کی طرف متوجہ رہو، اس کے سامنے آواز بلند مت کرو، جب اس سے کوئی شخص سوال کرے تو تم جواب مت دو یہاں تک کہ وہ خود جواب دے، اس کی محفل میں کسی سے بات مت کرو، اس کے ہاں کسی کی غیبت مت کرو، جب تمہارے سامنے اس کو برے الفاظ میں یاد کیا جائے تو اس کا دفاع کرو، اس کے عیوب کو پوشیدہ رکھو، اس کی خوبیوں کا اظہار کرو، اس کے دشمن کے ساتھ بیٹھو اور نہ ہی اس کے دوست سے دشمنی کرو۔ پس اگر تم نے ان (مذکورہ) باتوں کا خیال رکھا تو اللہ کے فرشتے یہ گواہی دیں گے کہ تمہارا مقصود اللہ ہے اور اس کے علم کو اللہ جل اسمہ کی خاطر ہی حاصل کیا ہے نہ کہ لوگوں کی خاطر!

تمہارے روزمرہ کے امور کے مالک کا تم پر یہ حق ہے کہ تم اس کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو سوائے ان باتوں میں جو اللہ عز وجل

کی ناراضگی کا سبب بنتی ہیں اس لئے کہ ''خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہوتی''۔

تمہاری رعایا کا تم پر یہ حق ہے کہ اگر تمہیں اس بات کا علم ہے کہ یہ اپنی کمزوری اور تمہاری طاقت کی بناء پر تمہاری رعایا ہے تو تم پر لازم ہے کہ تم ان کے بارے میں انصاف سے کام لو اور تمہاری رعایا کے ساتھ تم ایک شفیق باپ کا سا برتاؤ کرو یعنی ان کی نادانی کو معاف کردو، انہیں سزا دینے میں عجلت سے کام مت لو اور اللہ عزوجل نے تمہیں اُن پر جو قوت عطا کی ہے اس پر اس کا شکر ادا کرو۔

جسے تم نے اپنے علم کے ذریعہ اپنی رعایا بنایا ہے اس کا تم پر یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ اللہ عزوجل نے تمہیں جو علم عطا کیا ہے اور تم پر اس کے جو خزانے کھول رکھے ہیں ان میں تم کو اُن کا سرپرست بنایا ہے، لہٰذا اگر تم علم سکھانے میں اچھی طرح سے کام لوگے، نہ بد اخلاقی کا مظاہرہ کروگے اور نہ ہی دل تنگ ہوگے تو اللہ تم پر اپنے فضل میں اضافہ کرے گا جبکہ اگر تم لوگوں کو اپنا علم دینے سے منع کروگے یا ان کے طلب کرنے پر تم بد اخلاقی کا مظاہرہ کروگے تو پھر اللہ عزوجل کو یہ حق حاصل ہے کہ علم اور اس کا وقار تم سے چھین لے اور تم لوگوں کے دلوں میں اپنا مقام کھودو!

بیوی کا تم پر یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ اللہ عزوجل نے اسے تمہارے لئے سکون و اُنس قرار دیا ہے، لہٰذا تمہیں اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ بیوی اللہ عزوجل کی جانب سے تم پر ایک نعمت ہے تو تم (بھی) اس کا اکرام کرو اور اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ گو کہ تمہارا حق اس پر زیادہ لازم کیا گیا ہے لیکن تم پر بھی اس کا یہ حق عائد ہوتا ہے کہ تم اس پر رحم کرو کہ وہ تمہاری اسیر ہے، اسے کھانا کھلاؤ، لباس پہناؤ اور جب وہ نادانی سے کام لے تو تم اس سے درگذر سے کام لو۔

تمہارے غلام کا تم پر یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ وہ تمہارے پروردگار کی مخلوق ہے، تمہارے ماں باپ (حضرات آدمؑ وحواؑ) کا بیٹا ہے، تمہارا گوشت اور تمہارا ہی خون ہے۔ تم اس کے مالک اس لئے نہیں بنے کہ اللہ کی بجائے تم نے اسے بنایا ہے اور تم نے اس کے کسی عضو کو خلق کیا ہے ورنہ ہی تم نے اس کا رزق فراہم کیا ہے، بلکہ اللہ عزوجل نے اس سے تمہاری کفایت کی ہے، پھر اسے تمہاری تسخیر میں دیا اور اس کو بطور امانت تمہارے سپرد کیا ہے نیز تم کو اسے ودیعت کیا تا کہ تم جو بھلائی بھی اس کے ساتھ کرو اس کی نگہداری کرے، لہٰذا تم اس کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ جس طرح کہ اللہ نے تمہارے ساتھ نیکی کی۔ ہاں، اگر تمہیں وہ ناپسند ہے تو تم اس کو تبدیل کردو مگر اس کو شکنجہ میں مت کسو - ولاقوۃ الا باللہ -

تمہاری ماں کا یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ اس نے تم کو اس جگہ حمل کیا جہاں کوئی کسی کا بار نہیں اُٹھاتا، اس نے اپنے دل کے میوہ سے تمہیں وہ عطا کیا جو کوئی کسی کو نہیں دیتا، اس نے اپنے تمام اعضاء و جوارح سے تمہاری نگہداشت کی جبکہ اس نے اس بات کی بھی پروا نہیں کی کہ وہ خود بھوکی رہی مگر تمہیں سیر کیا، خود پیاسی رہی پر تمہیں سیراب کیا، خود برہنہ رہی مگر تمہیں لباس پہنایا اور اسی طرح خود دھوپ میں (جھلستی) رہی مگر تمہیں سائبان بخشا، تمہاری خاطر اس نے اپنی نیند گنوادی اور تمہیں گرمی اور جاڑے سے بچایا تا کہ تم اس کے ہو جاؤ۔ پس تم اس کا شکر یہ ادا نہیں کر سکتے مگر اللہ کی مدد سے اور اس کے حسنِ توفیق کی بدولت۔

تمہارے باپ کا یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ وہ تمہاری بنیاد ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو تم بھی نہ ہوتے، لہٰذا جب کبھی اپنے آپ سے ایسا فعل سرزد ہوتے دیکھو جو تمہیں پسند آئے تو تم سمجھ لینا کہ تم پر اس نعمت کی اصل وجہ تمہارا باپ ہے اور ساتھ ساتھ اللہ کی حمد بجالاؤ اور اس کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں اس بات پر قادر کیا - ولاقوۃ الّا باللہ -

تمہاری اولاد کا یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ وہ تم سے ہے اور اس دنیا میں اس کے اچھے برے کو تم سے (بھی) جوڑا جائے گا اور تم سے جتنی

آداب سکھانے ،اس کے پروردگار عزوجل کی طرف اس کی رہنمائی کرنے اور اس کی اطاعت میں اس کی معاونت کے بارے میں تم سے باز پرس ہوگی ۔لہٰذا تم اس کے امور میں اس شخص کی مانند کام کرو جو اس بات کو جانتا ہے کہ اس سے نیکی کرنے پر اس کو ثواب ملے گا جبکہ اس کے ساتھ برائی کرنے پر اس کو سزا ملے گی۔

تمہارے بھائی کا یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ وہ تمہارا بازو،عزت اور تمہاری قوت ہے ۔لہٰذا اللہ کی معصیت میں اس کو ہتھیار مت بناؤ اور نہ ہی اللہ کی مخلوق پر ظلم کرنے میں اسے اپنا سہارا بناؤ نیز اس کے دشمنوں کے خلاف اس کی نصرت ترک مت کرو اور اس کے ساتھ مخلص رہو۔اگر وہ اللہ کی اطاعت کرے (تو بہتر) ورنہ تمہارے لئے اللہ اس سے زیادہ صاحب اکرام ہونا چاہئے - ولا قوة الا بالله -

تم کو خرید کر آزاد کرنے والے تمہارے آقا کا یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ اس نے تمہارے لئے اپنا مال خرچ کیا ہے، تمہیں غلامی کی ذلت سے باہر نکالا ہے اور غلامی کی وحشت سے آزادی کی عزت و اُنس کی طرف لے گیا ہے، پس اس نے تم کو ملکیت کی قید سے چھڑایا ہے، غلامی کی قید سے تمہیں رہائی عطا کی ہے، تمہیں قید خانہ سے باہر نکالا ہے اور تمہیں تمہارے نفس کا مالک بنا کر تمہیں تمہارے پروردگار کی عبادت کے لئے فارغ کر دیا ہے نیز تم یہ جان لو کہ یہ (آقا) تمہاری زندگی اور تمہارے مرنے کے بعد تمام مخلوق سے زیادہ تمہارا سزاوار ہے (ایک نسخہ میں ہے اور تمہاری تائید کرنے والا ہے) اور اپنی جان تک سے اس کی نصرت تم پر لازم ہے، اسی طرح اسے تم سے جس چیز کی ضرورت ہو -ولا قوة الا بالله -

جس بندہ کو تم نے آزاد کیا ہے اس کا یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ اللہ عزوجل نے تمہاری دی ہوئی آزادی کو اس کی جانب وسیلہ قرار دیا ہے اور تمہارے لئے آگ سے حجاب۔دنیا میں تمہارا انعام اس کی میراث ہے بشرطیکہ اس کا کوئی قریبی رشتہ دار نہ ہوتا کہ یہ تمہارے خرچ کردہ مال کا بدلہ ٹھہرے، جبکہ آخرت میں (اس کی جزا) جنت ہے۔

تمہارے ساتھ نیکی کرنے والے کا یہ حق ہے کہ تم اس کا شکریہ ادا کرو، اس کی نیکی کا تذکرہ کرو، اس کی مدح کرو اور اپنے اور اللہ کے مابین جو تعلقات ہیں (اس بناء پر) اس کے لئے خلوص دل سے دعا مانگو کہ اگر تم نے ایسا کر دیا تو گویا تم نے مخفی اور علانیہ طور پر اس کا شکر ادا کر دیا اور اگر کبھی ہو سکے تو اس کے احسان کا بدلہ اُتار سکو تو اُتار دینا۔

موذن کا یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ اس نے تمہیں تمہارے پروردگار عزوجل کی یاد دہانی کروائی ہے اور وہ تمہیں تمہارے اس نصیب اور حصہ کی ادائیگی کی طرف دعوت دے رہا ہے جسے اللہ نے تم پر فرض کیا ہے، لہٰذا تم اس بات پر اس کا ایسے شکریہ ادا کرو جیسے اپنے سے نیکی کرنے والے کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

پیش نماز کا یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ تمہارے اور تمہارے پروردگار عزوجل کے درمیان اس نے سفیر کا کردار ادا کیا ہے، اس نے تمہاری طرف سے کلام کیا ہے اپنی طرف سے نہیں، اس نے تمہارے لئے دعا کی ہے اپنے لئے نہیں اور اللہ عزوجل کے سامنے کھڑے رہنے کی ہولناکی میں اس نے تمہاری کفایت کی ہے کہ اگر اس میں کوئی کمی واقع ہوگی تو تمہارا کوئی نقصان نہیں جبکہ اگر اس نے عمل کیا ہے تو اس میں تم بھی اس کے ساتھ شریک ہو حالانکہ اس میں اسے یا اس کی نماز کو تم پر کسی قسم کی کوئی فوقیت (بھی) حاصل نہیں ہوگی، پس تم بھی اسی قدر اس کا شکریہ ادا کرو۔

تمہارے ہمنشین کا یہ حق ہے کہ تم اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ، الفاظ کے تبادلہ میں اس کے ساتھ انصاف کرو اور اس کی مجلس سے اس کی اجازت کے بغیر کھڑے مت ہو جاؤ جبکہ تمہارے ساتھ بیٹھنے والوں کے لئے تمہاری اجازت کے بغیر کھڑا ہونا جائز ہے۔ تم اس کی لغزش کو فراموش

کردو، اس کی نیکیوں کو یاد رکھو اور اس کو صرف اچھی باتیں سناؤ۔

تمہارے پڑوسی کا یہ حق ہے کہ اس کی غیر حاضری میں اس کی حفاظت کرو اور جب وہ تمہارے سامنے حاضر ہو تو اس کا اکرام کرو، اگر وہ مظلوم ہے تو اس کی مدد کرو، اس کے عیب کو مت ٹٹولو، اگر تمہیں اس کی برائی معلوم ہو تو اس پر پردہ ڈالو، اگر تمہیں یقین ہو کہ وہ تمہاری نصیحت قبول کرے گا تو اس کو بالخصوص نصیحت کرو، سختی کے موقع پر اسے تنہا مت چھوڑ دو، اس کی لغزشوں سے درگذر کرو، اس کی خطاؤں کو معاف کرو اور بزرگی کے ساتھ اس سے میل جول رکھو۔ ولا قوۃ الّا باللہ۔

تمہارے دوست کا یہ حق ہے کہ تم اس کے ساتھ مہربانی اور انصاف کے ساتھ پیش آؤ، اس کا اسی طرح اکرام کرو جیسے وہ تمہارا اکرام کرتا ہے اور تکریم کے معاملہ میں اسے سبقت مت لے جانے دو کہ اگر وہ سبقت لے جائے تو تم اس کا بدلہ چکا دو، اسے اس طرح دوست رکھو جیسے وہ تمہیں دوست رکھتا ہے، اگر وہ کسی گناہ پر ہمت کرے تو اسے باز رکھو اور اس کے لئے رحمت ثابت ہو نا عذاب نہیں۔ ولا قوۃ الّا باللہ۔

تمہارے شریک کا یہ حق ہے کہ اگر وہ غیر حاضر ہو تو اس کے امور کو تم انجام دو، اگر وہ موجود ہو تو اس کا پاس رکھو، اس کے حکم کے بغیر کوئی حکم نہ دو، اس سے مشورہ کیے بغیر اپنی رائے پر عمل مت کرو، اس کے مال کی حفاظت کرو، اس کی کسی معمولی یا غیر معمولی چیز میں خیانت نہ کرو اس لئے کہ جب تک دو شریک ایک دوسرے سے خیانت نہ کریں اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر اپنا ہاتھ رکھے رہتا ہے۔ ولا قوۃ الّا باللہ۔

تمہارے مال کا یہ حق ہے کہ اسے صرف حلال طریقہ سے حاصل کرو اور اسے لائق کاموں میں صرف کرو، پس اس کے ذریعہ اپنے پروردگار کی اطاعت کرو اور اس میں بخل سے کام مت لو کہ سزا (ایک نسخہ میں وسعت ہے) کے ساتھ ساتھ حسرت وندامت اٹھانی پڑے۔ ولا قوۃ الّا باللہ۔

تمہارے قرض خواہ کا کہ جو تم سے مطالبہ کرتا ہے یہ حق ہے کہ اگر تمہارے پاس مال ہے تو اس کو (قرضہ واپس) دے دو اور اگر تم تنگدست ہو تو اچھی باتوں کے ذریعہ اسے رضامند کر لو اور اس طرح اسے نہایت نرمی کے ساتھ اپنے پاس سے لوٹا دو۔

میل جول رکھنے والے کا یہ حق ہے کہ اسے جھانسا مت دو، اس کے ساتھ فریب کاری نہ کرو اور اسے دھوکہ مت دو نیز اس کے معاملہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرو!

تم پر دعویٰ کرنے والے خصم (مدّعی) کا یہ حق ہے کہ جس چیز کا وہ دعویٰ کر رہا ہے اگر وہ برحق ہے تو تم اپنے آپ کے خلاف اس کے گواہ بن جاؤ، اس پر ظلم مت کرو اور اسے اس کا پورا حق دے دو جبکہ اگر جس چیز کا وہ دعویٰ کر رہا ہے وہ غلط ہے تو اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ اور نرمی کے علاوہ اس کے ساتھ کوئی سلوک نہ کرو نیز اس کے معاملہ میں اللہ کو ناراض مت کرو۔ ولا قوۃ الا باللہ۔

تم نے جس کے خلاف دعویٰ کیا ہے اس خصم (مدّعا علیہ) کا یہ حق ہے کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں برحق ہو تو اس کے ساتھ اچھی طرح بات کرو اور اس کے حق میں زیادتی مت کرو جبکہ اگر تمہارا دعویٰ باطل ہے تو اللہ عزوجل سے ڈرو، اس سے توبہ کرو اور اپنے دعویٰ سے دست بردار ہو جاؤ۔

تم سے مشورہ طلب کرنے والے کا یہ حق ہے کہ اگر تم اس کے لئے کوئی رائے جانتے ہو تو اس کی طرف اشارہ کر دو جبکہ اگر تم نہیں جانتے تو اس کی رہنمائی اس شخص کی طرف کر دو جو جانتا ہو۔

تم جس سے مشورہ لے رہے ہو اس کا یہ حق ہے کہ اگر اس کی رائے صحیح ثابت نہ ہو تو اسے متہم نہ کرو جبکہ اگر اس کی رائے صحیح ثابت ہو تو اللہ

عزوجل کی حمد بجالاؤ۔

تم سے نصیحت طلب کرنے والے کا یہ حق ہے کہ تم اسے نصیحت کروتو اس کے ساتھ تمہارا سلوک مہربانی اور نرمی کا ہونا چاہئے۔

تمہیں نصیحت کرنے والے کا یہ حق ہے کہ تم اس کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ اور اس کی بات دھیان سے سنو، پس اگر وہ صحیح بات کرے تو اللہ عزوجل کی حمد بجالاؤ جبکہ اگر اس کی بات صحیح نہ ہو تو اس پر مہربانی کرو اور اسے متہم نہ کرو۔ نیز اگر تمہیں اس بات کا علم ہے کہ وہ غلطی پر ہے تو اس بات پر اس کا مواخذہ مت کرو سوائے اس کے کہ وہ تہمت کا مستحق ہو کہ پھر تو اس معاملہ میں کسی صورت میں بھی کسی چیز کی بھی پرواہ مت کرنا۔ ولا قوۃ الا باللہ۔

تم سے بڑے کا یہ حق ہے کہ تم اس کی عمر کی وجہ سے اس کی توقیر کرو، اس بات پر اس کو عزت بخشو کہ وہ تم سے پہلے سلام لایا، خصومت کے موقع پر اس سے مقابلہ نہ کرو، راستے میں اس کے آگے مت چلو، اس پر مقدم مت ہونا، اسے جاہل نہ سمجھو اور اگر وہ کوئی نادانی کر بیٹھے تو اسے برداشت کرو اور اسلام کے حق وحرمت کی بناء پر اس کا اکرام کرو۔

تم سے کم سن کا یہ حق ہے کہ اس کو تعلیم دینے میں اس پر مہربانی کرو، اس سے درگذر سے کام لو، اس کا پردہ رکھو، اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ اور اس کی مدد کرو۔

سائل کا یہ حق ہے کہ اس کی ضرورت کے مطابق اس کو عطا کرو۔

جس سے سوال کیا جائے اس کا یہ حق ہے کہ اگر وہ عطا کرے تو شکریہ کے ساتھ قبول کرلو اور اس کی مہربانی کی معرفت رکھو لیکن اگر وہ منع کردے تو اس کے عذر کو قبول کرلو۔

تمہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر خوش کرنے والے کا یہ حق ہے (ایک نسخہ میں ہے اللہ تعالیٰ کا اس پر شکر کرنے کا یہ حق ہے) کہ پہلے تو تم اللہ عزوجل کی حمد بجالاؤ اور اس کے بعد اس کا شکریہ ادا کرو۔

تمہارے ساتھ بُرائی کرنے والے کا یہ حق ہے کہ تم اسے معاف کردو لیکن اگر تم سمجھتے ہو کہ اس کو معاف کرنا تمہارے لئے نقصان دہ ہے تو پھر انتقام لو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولمن انتصر بعد ظلمه فأولئك ما عليهم من سبيل. اور جس پر ظلم ہوا ہو اگر اس کے بعد وہ انتقام لے تو اس پر کوئی الزام نہیں (سورۂ شوریٰ۔ آیت ۴۱)

تمہاری ملت کے لوگوں کا یہ حق ہے کہ دل سے ان کی سلامتی چاہو اور ان میں سے جو برائی کرے اس کے ساتھ مہربانی اور نرمی کے ساتھ پیش آؤ، ان کے ساتھ الفت رکھو اور ان کی اصلاح کرو جبکہ ان میں سے نیکی کرنے والے کا شکریہ ادا کرو، ان کو اذیت مت دو، ان کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، ان کے لئے وہی ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو، ان کے بڑے بزرگ تمہارے باپ کی جگہ، ان کے جوان تمہارے بھائیوں کی جگہ، ان کی بوڑھی عورتیں تمہاری ماں کی جگہ اور ان کے چھوٹے تمہاری اولاد کی جگہ ہونے چاہئیں۔

کافر ذمی کا حق یہ ہے کہ تم ان سے وہ چیز قبول کرلو جو اللہ عزوجل نے ان سے قبول کیا ہے (یعنی جزیہ) اور جب تک وہ اللہ سے کیے ہوئے وعدہ کو وفا کرتے رہیں ان پر ظلم مت کرو۔

﴿۲۰﴾ **مومنین کی پچاس خوبیاں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار اور احمد ابن ادریس دونوں

نے کہا: محمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری نے حسن ابن علی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابوسلمان (ایک نسخہ میں سیمن ہے) حلوانی سے یا اپنے کسی ساتھی سے کہ جس نے اس کے ذریعہ نقل کیا کہ امام صادقؑ نے فرمایا: مومن کی صفت دین میں قوت، نرم خوئی کے ساتھ ساتھ احتیاط، یقین کے ساتھ ایمان، فقہ میں حرص، ہدایت کے ساتھ نشاط، استقامت کے معاملہ میں نیکی، شہوت کے وقت چشم پوشی، علم کے ساتھ حلم، نرمی میں شکر، حق میں سخاوت، فارغ البالی میں میانہ روی، فاقہ کے وقت بردباری، قدرت کے ساتھ درگذر، اطاعت میں خلوص، رغبت کے ساتھ ورع، جہاد میں حرص، مشغولیت کے ساتھ نماز، سختی کے وقت صبر، لرزا دینے والی سختیوں میں باوقار، مصیبتوں میں انتہائی صابر، خوشحالی میں انتہائی شاکر، غیبت نہیں کرتا، تکبر نہیں کرتا، زیادتی نہیں کرتا، اگر اس پر زیادتی ہو جائے تو صبر کرتا ہے، قطع رحمی نہیں کرتا، سست نہیں ہوتا، بدخلق اور سخت دل نہیں ہوتا، اپنی آنکھوں سے سبقت نہیں کرتا، اس کا شکم اسے رسوا نہیں کرتا، اس کی شرمگاہ اس پر غالب نہیں آتی، لوگوں سے حسد نہیں کرتا، بخل نہیں کرتا (ایک نسخہ میں ہے فضول خرچی نہیں کرتا)، اسراف نہیں کرتا بلکہ میانہ روی سے کام لیتا ہے، مظلوم کی مدد کرتا ہے، مسکینوں پر رحم کرتا ہے، وہ خود اپنے آپ کو رنج میں مبتلا کرتا ہے جبکہ لوگ اس سے راحت میں ہوتے ہیں، دنیا میں رغبت نہیں کرتا، اپنی تکالیف پر لوگوں کے سامنے جزع فزع نہیں کرتا، جب لوگوں کو کوئی غم لاحق ہوتا ہے تو وہ اس کی طرف رجوع کرتے ہیں جبکہ اسے کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اس کی بردباری اور رائے میں شکستگی نظر نہیں آتی، نہ ہی اس کے دین میں ضیاع ہوتا ہے، جو شخص اس سے مشورہ طلب کرتا ہے اس کی راہنمائی کرتا ہے، جو اس کی مدد کرتا ہے یہ اس کی مدد کرتا ہے، باطل، دشنام طرازی اور نادانی سے گریزاں رہتا ہے۔ پس یہ ہیں مومن کی صفتیں!

﴿۲۱﴾ **ستّر حج کرنے والے کا ثواب:** میرے والد رضی اللہ عنہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسین ابن ابوخطاب نے علی ابن سیف کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ (ایک نسخہ میں ابن ہے) مومن سے، اس نے ہارون ابن خارجہ سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو یہ کہتے سُنا: جو شخص ستّر حج کرے اللہ جنت عدن میں اس کے لئے ایک شہر تعمیر کرتا ہے کہ اس میں ایک لاکھ محل ہیں اور ہر محل میں حور العین اور ایک ہزار بیویاں ہیں نیز اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفقاء میں سے قرار دیا جائے گا۔

﴿۲۲﴾ **امیر المومنینؑ کے وہ ستّر مناقب کہ اُمت میں سے کوئی بھی ان میں آپؑ کا شریک نہیں:** احمد ابن حسن قطان، محمد ابن احمد سنائی (ایک نسخہ میں سنانی ہے)، علی ابن احمد ابن موسیٰ دقاق، حسن (ایک نسخہ میں حسین ہے) ابن ابراہیم ابن ہشام ابن مکتب اور علی ابن عبداللہ ورّاق نے ہم سے روایت بیان کی، تمام مذکورہ افراد نے کہا: ابوالعباس احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سلیمان ابن حکیم نے عَمر و ابن یزید کے ذریعہ (ایک نسخہ میں "ثور کے ذریعہ" ہے) ہم سے روایت بیان کی، اس نے مکحول سے نقل کیا کہ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا: حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حافظ اصحاب جانتے ہیں کہ ان میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں کہ جس کی کوئی منقبت ہو مگر یہ کہ میں اس شخص کا شریک ہوں (ایک نسخہ میں "کہ جس میں مَیں اس کا شریک نہ ہوں") اور مجھے اس پر فضیلت حاصل ہے جبکہ میری ستّر ایسی منقبتیں ہیں کہ ان میں سے کوئی صحابی بھی ان میں میرا شریک نہیں۔

میں نے کہا: اے امیر المومنینؑ، مجھے ان سے آگاہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا:

پہلی منقبت: یہ ہے کہ میں نے ایک لحظہ کے لئے بھی اللہ کے ساتھ شرک نہیں کیا اور نہ ہی میں نے لات وعُزّیٰ کی پرستش کی ہے۔

دوسری منقبت: یہ ہے کہ میں نے کبھی شراب نہیں پی۔

تیسری منقبت: یہ ہے کہ رسول خداؐ نے میرے بچپن میں میرے والد سے مجھے مانگ لیا تھا لہٰذا میں نے ان کے ساتھ کھایا پیا، میں ان کا مونس ہوں اور میں ان کے ساتھ گفتگو کرنے والا ہوں۔

چوتھی منقبت: یہ ہے کہ سب سے پہلے میں ایمان اور اسلام لایا۔

پانچویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا: ''اے علیؑ، تمہاری مجھ سے ایسی نسبت ہے جیسے حضرت ہارونؑ کی حضرت موسیٰؑ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا''۔

چھٹی منقبت: یہ ہے کہ میں سب سے آخر میں رسول خداؐ سے جُدا ہوا اور اُن کو قبر میں اُتارا۔

ساتویں منقبت: یہ ہے کہ جب رسول خداؐ غار کی طرف روانہ ہوئے تھے تو مجھے اپنے بستر پر سُلایا تھا اور اپنی چادر اُڑھائی تھی، جب مشرکین آئے تو انہوں نے مجھے رسول خداؐ سمجھ لیا اور مجھے بیدار کر کے کہنے لگے: ''تمہارا ساتھی کہاں ہے؟'' میں نے کہا: ''اپنے کام سے گئے ہیں''۔ وہ لوگ کہنے لگے: ''اگر وہ بھاگے ہوتے تو یہ بھی ان کے ساتھ بھاگ گیا ہوتا!''

آٹھویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خداؐ نے مجھے علم کے ایک ہزار باب تعلیم کیے کہ ہر ایک سے ایک ہزار باب کھلتے ہیں نیز میرے علاوہ یہ علم کسی کو تعلیم نہ کیا۔

نویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا: ''اے علیؑ، جس وقت اللہ اولین وآخرین کو محشور کرے گا تو انبیاءؑ کے منبروں کے اوپر میرے لئے ایک منبر نصب کیا جائے گا اور اوصیاءؑ کے منبروں کے اوپر تمہارے لئے ایک منبر نصب کیا جائے گا، پس تم اس پر چڑھو گے''۔

دسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سُنا: ''اے علیؑ، قیامت کے دن مجھے کوئی چیز عطا نہیں کی جائے گی مگر یہ کہ میں نے تمہارے لئے بھی اسی جیسی چیز کی درخواست کی ہے''۔

گیارھویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سُنا: ''اے علیؑ، تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں، تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوگا یہاں تک کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ''۔

بارھویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سُنا: ''اے علیؑ، میری امت میں تمہاری مثال حضرت نوحؑ کی کشتی کی مانند ہے کہ جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا جبکہ اس سے روگردانی کرنے والا غرق ہو جائے گا''۔

تیرھویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خداؐ نے اپنے دست مبارک سے مجھے اپنا عمامہ پہنایا تھا اور میرے لئے دشمنوں پر فتح مند ہونے کی دعائیں کی تھیں، لہٰذا میں نے اللہ عزوجل کے اذن سے انہیں شکست دے دی۔

چودھویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خداؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنا ہاتھ اس گوسفند کے تھن پر پھیروں کہ اس کا تھن خشک ہو گیا تھا، لہٰذا میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسولؐ، بلکہ آپؐ ہاتھ پھیر دیں'' آپؐ نے فرمایا: ''اے علیؑ، تمہارا فعل میرا فعل ہے!'' میں نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس میں وافر مقدار میں دودھ آنے لگا، اس موقع پر میں نے رسول خداؐ کو ایک گھونٹ پلایا، اس کے بعد ایک بوڑھی عورت پیاس کی شکایت

کرنے لگی تو میں نے اسے بھی پلایا تو رسول خدا نے فرمایا: "میں نے اللہ عزوجل سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ تمہارے ہاتھوں اس امر کو میرے لئے مبارک قرار دے تو اس نے ایسا ہی کیا"۔

پندرھویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خدا نے مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: "اے علی، مجھے غسل دینے کی ذمہ داری تمہارے سوا کوئی انجام نہیں دے گا اور نہ ہی تمہارے علاوہ کوئی میرے پوشیدہ اعضاء کو چھپائے گا کیونکہ اگر تمہارے علاوہ کوئی شخص میرے پوشیدہ اعضاء کو دیکھے گا تو اس کی آنکھیں باہر نکل آئیں گی"۔ میں نے عرض کیا: "میں آپ کو کس طرح پلٹاؤں گا اے اللہ کے رسولؐ؟" آپؐ نے فرمایا: "تمہاری مدد ہوگی"۔ پس خدا کی قسم میں نے آپؐ کے اعضاء میں سے کسی عضو کو نہیں پلٹا مگر یہ کہ وہ میرے لئے پلٹ دیا گیا"۔

سولھویں منقبت: یہ ہے کہ جب میں نے آپ کو برہنہ کرنا چاہا تو مجھے ندا دی گئی کہ "اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وصی، انہیں برہنہ مت کرو، لہٰذا میں نے آپ کو غسل دیا درحالیکہ آپؐ کے جسم پر قمیض تھی۔ پس اس خدا کی قسم جس نے آپ کو نبوت کے ذریعہ مکرم کیا اور رسالت سے مخصوص کیا میں نے آپؐ کے پوشیدہ اعضاء کو نہیں دیکھا کہ یہ خصوصیت میرے علاوہ آپؐ کے کسی صحابی کو حاصل نہیں۔

سترھویں منقبت: یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے میری شادی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے کروائی جبکہ ابوبکرؓ اور عمرؓ نے بھی خواستگاری کی تھی مگر اللہ نے ساتوں آسمانوں پر میری شادی کروائی تو رسول خدا نے فرمایا: "تمہیں مبارک ہو اے علیؑ! بلاشبہ اللہ عزوجل نے تمہاری شادی فاطمہ سلام اللہ علیہا سے کروائی جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور یہ میرا ٹکڑا ہیں"۔ میں نے عرض کیا: "کیا میں آپؐ سے نہیں ہوں؟" تو آپؐ نے فرمایا: "کیوں نہیں اے علیؑ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں جیسے میرا دایاں میرے بائیں سے ہے۔ میں دنیا اور آخرت میں تم سے بے نیاز نہیں ہوں!"

اٹھارھویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: "اے علیؑ، آخرت میں پرچم حمد تمہارے ہاتھ میں ہوگا اور روز قیامت تم تمام لوگوں کی نسبت مجھ سے قریب تر بیٹھو گے! ایک مسند میرے لئے بچھائی جائے گی اور ایک مسند تمہارے لئے کہ میں انبیاء کے زمرہ میں ہوؤں گا جبکہ تم اوصیاء کے زمرہ میں ہوگے نیز تمہارے سر پر نور کا تاج پہنایا جائے گا اور تاجِ کرامت (بھی)، تمہارے اردگرد ستر ہزار فرشتے ہوں گے یہاں تک کہ اللہ عزوجل تمام لوگوں کے حساب سے فارغ ہو جائے"۔

انیسویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خدا نے مجھ سے فرمایا: "تم ناکثین، قاسطین اور مارقین سے جنگ کرو گے، پس جو شخص تم سے جنگ کرے گا ان میں سے ہر ایک کے عوض تمہیں اپنے ایک لاکھ شیعوں کی شفاعت کا حق حاصل ہوگا" میں نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسولؐ، ناکثین کون لوگ ہیں؟" آپؐ نے فرمایا: "طلحہ اور زبیر! یہ دونوں حجاز میں تمہاری بیعت کریں گے جبکہ عراق میں تمہاری بیعت توڑ دیں گے، لہٰذا جب یہ دونوں ایسا کریں تو تم ان دونوں سے جنگ کرنا کہ ان کے ساتھ جنگ کرنا اہل زمین کے لئے باعث طہارت ہے"۔

میں نے عرض کیا: "قاسطین کون لوگ ہیں؟" آپؐ نے فرمایا: "معاویہ اور اس کے ساتھی"۔ میں نے عرض کیا: "مارقین کون لوگ ہیں؟" آپؐ نے فرمایا: "ذوالثدیہ کے ساتھی کہ یہ لوگ دین سے اس طرح خارج ہوں گے جیسے کمانوں سے تیر خارج ہوتے ہیں، لہٰذا تم انہیں قتل کر دو کہ ان کا قتل کرنا اہل زمین کے لئے کشادگی کا باعث ہے، ان کے لئے جلد آنے والا عذاب ہے اور روز قیامت اللہ عزوجل کے ہاں تمہارے لئے ذخیرہ!"

بیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خداؐ کو مجھ سے یہ فرماتے سنا: ''میری امت میں تمہاری مثال بنی اسرائیل کے باب حطہ کی سی ہے کہ جو تمہاری ولایت میں داخل ہوگیا تو وہ اس باب میں داخل ہوگیا جس طرح کہ اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے''۔

اکیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سُنا: ''میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ، پس شہر میں سوائے دروازہ سے ہرگز داخل نہیں ہوا جا سکتا'' اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: ''اے علیؑ، تم بہت جلد میرے عہد کا پاس رکھو گے، میری سنت پر جنگ کرو گے اور میری اُمت تمہاری مخالفت کرے گی''۔

بائیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سُنا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے دونوں بیٹوں حسنؑ اور حسینؑ کو ایسے نور سے خلق کیا جسے اس نے تم میں اور فاطمہؑ میں ودیعت کیا تھا اور یہ دونوں اس طرح جنبش کرتے ہیں کہ جیسے کانوں میں گوشوارے جنبش کرتے ہیں اور ان کا نور شہداء کے نور سے ستر گنا زیادہ ہے۔ اے علیؑ، اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان دونوں حضرات کو ایسی کرامت سے نوازے گا کہ جس سے سوائے انبیاءؑ ومرسلینؑ کے کسی کو مکرم نہیں کرے گا''۔

تئیسویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خداؐ نے مجھے اپنی حیات میں اپنی انگوٹھی، زرہ اور پٹکا عطا کیا اور اپنی تلوار میرے گلے میں حمائل کی جبکہ آپؐ کے تمام اصحاب وہاں موجود تھے اور میرے چچا عباسؓ بھی وہیں پر تھے مگر اللہ نے ان سب کو چھوڑ کر صرف مجھے یہ شرف بخشا۔

چوبیسویں منقبت: یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے رسولؐ پر یہ آیت نازل کی: **یا ایّھا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقة.** اے مومنو! جب اس رسولؐ کے کان میں کوئی بات کہنا چاہو تو سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو (سورۂ مجادلہ۔ آیت ۱۲) تو میرے پاس ایک دینار تھا جسے میں نے دس درہم کے عوض تبدیل کرالیا، لہٰذا میں جب بھی آپؐ سے سرگوشی کرتا تو اس سے پہلے ایک درہم صدقہ کر دیتا جبکہ بخدا مجھ سے پہلے یا میرے بعد آپؐ کے کسی صحابی نے ایسا نہیں کیا تو اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی: **أشفقتم أن تقدموا بین یدی نجواکم صدقات فإن لم تفعلوا وتاب الله علیکم** کیا تم لوگ اس بات سے ڈر گئے کہ کان میں بات کرنے سے پہلے خیرات کرلو؟! جب تم (اتنا سا کام) نہ کر سکے اور خدا نے تمہاری توبہ قبول کرلی... (سورۂ مجادلہ۔ آیت ۱۳) تو کیا گناہ کے علاوہ بھی کسی چیز سے توبہ ہوتی ہے؟!

پچیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سُنا: ''جب تک میں جنت میں داخل نہ ہو جاؤں دیگر انبیاءؑ پر جنت حرام ہے اور اسی طرح یہ اوصیاءؑ پر بھی حرام ہے یہاں تک کہ تم اس میں داخل ہو جاؤ۔ اے علیؑ، اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے تمہارے متعلق وہ خوشخبری دی ہے جو مجھ سے پہلے کسی نبیؑ کو نہیں دی؛ مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ تم اوصیاءؑ کے سردار ہو اور روزِ قیامت تمہارے دونوں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں''۔

چھبیسویں منقبت: یہ ہے کہ میرے بھائی جعفرؓ جنت میں ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتے ہیں کہ انہیں دُر، یاقوت اور زبرجد کے دو پروں سے آراستہ کیا گیا ہے۔

ستائیسویں منقبت: یہ ہے کہ میرے چچا حضرت حمزہؓ سید الشہداء ہیں۔

اٹھائیسویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے متعلق مجھ سے ایک وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اس کی

مخالفت نہیں کرے گا" اس نے مجھے نبیؐ بنایا اور تمہیں وصی بنایا۔ نیز میرے بعد تمہارے ساتھ میری امت ایسا ہی سلوک روا رکھے گی جیسے حضرت موسیٰ کے ساتھ فرعون نے کیا، لہٰذا تم صبر سے کام لو اور اللہ کے حساب میں ڈال دو یہاں تک کہ تم مجھ سے آملو؛ جو تم سے دوستی رکھے اس سے میں دوستی رکھوں گا اور جو تم سے دشمنی کرے اس سے میں دشمنی کروں گا"۔

انتیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سنا: "اے علیؑ تم صاحب حوض (کوثر) ہو کہ تمہارے علاوہ یہ کسی کی ملکیت نہیں ہے اور عنقریب تمہارے پاس ایک قوم آئے گی اور تم سے (اس کا پانی) پلانے کی درخواست کرے گی تو تم کہو گے: "نہیں، قطرہ بھر بھی نہیں!" لہٰذا وہ لوگ سیاہ رُو وہاں سے لوٹ جائیں گے کہ اس کے بعد میرے اور تمہارے شیعہ تم پر وارد ہوں گے تو تم کہو گے: "جی بھر کے سیراب ہو جاؤ"۔ لہٰذا وہ سیراب ہوں گے اور وہاں سے سفید چہروں کے ساتھ سیراب ہوں گے (ایک نسخہ میں ہے "لوٹ جاؤ" تو وہ لوٹ جائیں گے)۔

تیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سُنا: "روز قیامت میری اُمت پانچ پرچموں تلے محشور ہوگی۔ پہلا پرچم حوض کو ترک کردے گا جو اس امت کے فرعون کا پرچم ہوگا اور وہ معاویہ ہے؛ دوسرا پرچم اس امت کے سامری کے ساتھ ہوگا اور وہ عمر و ابن عاص ہے؛ تیسرا پرچم اس امت کے جاثلیق کے ساتھ ہوگا اور وہ ابوموسیٰ اشعری ہے؛ چوتھا پرچم ابواعور سلمی کے ساتھ ہوگا اور پانچواں پرچم اے علیؑ، تمہارے ساتھ ہوگا کہ اس کے (سائے) تلے مومنین ہوں گے اور تم ان کے امام ہو گے۔ اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ چار سے کہے گا: "اپنے پیچھے واپس چلے جاؤ اور نور کو تلاش کرو، پھر ان کے سامنے ایک دیوار قائم کردی جائے گی کہ اس کا ایک دروازہ ہوگا جس کے باطنی حصہ میں رحمت ہوگی اور یہ لوگ میرے شیعہ ہوں گے تو یہ لوگ ندا دیں گے: "کیا ہم لوگ تمہارے ساتھ نہیں تھے؟" (میرے شیعہ) کہیں گے: "کیوں نہیں، لیکن تم لوگوں نے اپنے آپ کو دھوکہ دیا، باز رہے، شک کرنے لگے اور تمہاری باطل خواہشات نے تمہیں (ایک نسخہ میں ہے دنیا میں) دھوکہ میں رکھا یہاں تک کہ امرالٰہی آیا اور شیطان نے اللہ کے معاملہ میں تمہیں فریب دے دیا، تو آج کے دن تم سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ ہی ان افراد سے کہ جنہوں نے کفر کیا، تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے۔ یہی تمہارا آقا ہے اور یہ کتنا بُرا ٹھکانہ ہے!" اس کے بعد میری امت اور میرے شیعہ وارد ہوں گے، یہ لوگ حوض محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیراب ہوں گے اور میرے ہاتھ میں عوسج (ایک کانٹے دار درخت) کا عصا ہوگا جس کے ذریعہ میں اپنے دشمنوں کو دھتکار دوں گا جس طرح کہ اجنبی اونٹوں کو دھتکارا جاتا ہے"۔

اکتیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سُنا "اگر تمہارے بارے میں غلو کرنے والے ایسی بات نہ کہتے جیسی نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے بارے میں کہی تھی تو میں تمہارے متعلق ایسی بات کہہ دیتا کہ تم جس قوم کے پاس سے بھی گزرتے وہ تمہارے قدموں کی خاک اُٹھا کر اس سے شفا طلب کرتی!"۔

بتیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سُنا: "بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رُعب کے ذریعہ میری نصرت کی، پس میں نے اس سے درخواست کی کہ وہ تمہاری بھی اسی طرح سے نصرت فرمائے تو اس نے تمہارے لئے بھی وہی چیز قرار دی جو اُس نے میرے لئے قرار دی"۔

تینتیسویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خداؐ نے میرے کان کو اپنے منہ کے پاس رکھا اور مجھے گذشتہ اور تاقیامت آئندہ کی باتیں تعلیم کیں۔

پس اللہ عزوجل نے میری خاطر اپنے نبی کی زبان پر اس کو جاری کیا۔

چونتیسویں منقبت: نصاریٰ نے کسی بات کا دعویٰ کیا تو اللہ عزوجل نے اس بارے میں آیت نازل کی۔ **فقل تعالوا ندع ابنآئنا و ابنـآئکم و نسآئنا و نسآئکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین.** پھر جب تمہارے پاس علم آ چکا اس کے بعد بھی اگر تم سے کوئی (نصرانی) عیسیٰ کے بارے میں حجت کرے تو کہو کہ آؤ، ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنے نفسوں کو اور تم اپنے نفسوں کو، اس کے بعد ہم سب مل کر خدا کی بارگاہ میں گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں (سورۂ آل عمران - آیت ۶۱) پس میرا نفس رسول خداؐ کا نفس تھا، عورتوں میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا تھیں اور بیٹے حضرات حسنؑ وحسینؑ۔ پھر (وہ) قوم شرمندہ ہوئی اور رسول خداؐ سے معافی کی خواستگار ہوئی تو آپؐ نے انہیں معاف کردیا۔ اس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰؑ پر توریت نازل کی تھی اور حضرت محمدؐ پر قرآن کہ اگر وہ لوگ مباہلہ کرتے تو انہیں بندروں کی صورت میں مسخ کردیا جاتا۔

پینتیسویں منقبت: بدر کے روز رسول خداؐ نے مجھے ایک ہی جگہ سے مٹھی بھر سنگریزے لانے کے لئے روانہ فرمایا، لہٰذا میں نے انہیں اُٹھایا اور سونگھا تو یکایک اُن میں سے مشک کی خوشبو اُٹھی، پس میں ان کو آپؐ کے پاس لایا تو آپؐ نے انہیں مشرکوں کے چہروں پر پھینک دیا؛ ان میں سے چار سنگریزے فردوس کے تھے، ایک سنگریزہ مشرق سے، ایک سنگریزہ مغرب سے اور ایک سنگریزہ زیرعرش کا تھا نیز ہر سنگریزہ کے ہمراہ ایک لاکھ فرشتے ہماری مدد کے لئے آئے ہوئے تھے اور اللہ عزوجل نے اس سے پہلے یہ فضیلت کسی کو بخشی ہے اور نہ ہی اس کے بعد کسی کو۔

چھتیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سُنا "وائے ہو تمہارے قاتل پر کہ بلاشبہ وہ (ایک نسخہ میں ثمود ہے) نمرود اور ناقۂ ثمود کو پے کرنے والے سے بدبخت تر ہے اور تمہارے قتل کی بناء پر خدائے رحمٰن کا عرش لرز جائے گا، لہٰذا تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ تم صدیقین، شہداء اور صالحین کے زمرہ میں ہوگے"۔

سینتیسویں منقبت: یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو چھوڑ کر صرف مجھے ناسخ ومنسوخ، محکم ومتشابہ اور خاص وعام کا علم عطا کیا اور یہ اللہ کا مجھ پر اور اس کے رسولؐ پر احسان ہے۔ نیز رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا: "اے علیؑ، اللہ عزوجل نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قریب کروں اور تمہیں دور نہ کروں اور یہ کہ میں تمہیں علم عطا کروں اور تم پر جفا نہ کروں اور مجھ پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ میں اپنے پروردگار کی اطاعت کروں اور تم پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ تم اس کو حفظ کرو!"۔

اڑتیسویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خداؐ نے مجھے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور میرے لئے دُعائیں کیں نیز آپؐ کے بعد ہونے والے واقعات سے مجھے آگاہ کیا تو اس بات سے کسی صحابی نے غمگین ہو کر کہا: "اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچازاد کو نبی بنانے پر قادر ہوتے تو یہ بھی کر گزرتے" پس اللہ عزوجل نے مجھے اپنے نبی کی زبانی ان سب سے آگاہی کا شرف بخشا۔

انتالیسویں منقبت: میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سُنا: "جھوٹ بولتا ہے وہ شخص جو اس زعم میں ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے جبکہ وہ علیؑ سے بغض رکھتا ہے، میری اور اس کی محبت صرف مومن ہی کے دل میں جمع ہوتی ہے۔ بلاشبہ اللہ عزوجل نے میرے اور تمہارے محبوں کو جنت کی جانب پیش قدمی کرنے والے زمرہ کے پیش پیش رکھے گا جبکہ مجھ سے اور تم سے بغض رکھنے والوں کو جہنم کی طرف پیش قدمی کرنے والوں کے زمرہ کے پیش پیش رکھے گا"۔

چالیسویں منقبت: رسول خداؐ نے مجھے ایک غزوہ میں ایک کنویں کی طرف روانہ فرمایا، پس جب میں وہاں پہنچا تو اس میں پانی نہیں تھا تو میں واپس آ گیا اور آپؐ کو اس بات سے آگاہ کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا: ''کیا اس میں کیچڑ ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''ہاں!'' آپؐ نے فرمایا ''اس کی کچھ مقدار لے آؤ'' پس میں آپ کے لئے کیچڑ کی کچھ مقدار لے آیا تو آپؐ نے اس پر کچھ پڑھا اور فرمایا: ''اسے اسی کنویں میں ڈال دو!'' میں نے اس کو وہیں ڈال دیا تو یکا یک وہاں پانی پھوٹ پڑا یہاں تک کہ کنویں کی اطراف پانی سے پُر ہو گئیں تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں اس بات سے آگاہ کر دیا تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا: ''تمہیں توفیق دی گئی اے علیؑ اور تمہاری برکت سے پانی پھوٹ پڑا'' لہٰذا یہ منقبت بھی نبیؐ کے تمام اصحاب کو چھوڑ کر صرف مجھے حاصل ہوئی۔

اکتالیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سُنا: ''اے علیؑ تمہارے لئے یہ خوشخبری ہے کہ جبرئیلؑ میرے پاس آئے تھے اور مجھ سے کہہ رہے تھے: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپؐ کے اصحاب کی طرف نگاہ کی تو اس نے آپؐ کے چچازاد اور داماد یعنی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے شوہر کو سب سے بہتر صحابی پایا، لہٰذا انہیں آپؐ کا وصی مقرر کیا اور آپؐ کا نمائندہ''۔

بیالیسویں منقبت: میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سُنا: ''تمہارے لئے یہ خوشخبری ہے اے علیؑ کہ جنت میں تمہارا مکان میرے مکان کے عین سامنے ہوگا، تم اعلیٰ علیین میں رفیق اعلیٰ میں میرے ساتھ ہو گے!'' میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسولؐ، اعلیٰ علیین کیا ہے؟'' آپؐ نے فرمایا: ''سفید موتیوں کا منارہ کہ اس کے ستر ہزار دروازے ہیں جو میرا اور تمہارا مسکن ہے اے علیؑ!''۔

تینتالیسویں منقبت: رسول خداؐ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے میری محبت مومنین کے دلوں میں راسخ کردی ہے اور اسی طرح اے علیؑ، تمہاری محبت (بھی) مومنین کے دل میں راسخ کر دی ہے نیز مجھ سے اور تم سے بغض کو منافقوں کے دل میں راسخ کر دیا ہے، لہٰذا تم سے سوائے مومن کے کوئی محبت نہیں کرے گا اور سوائے کافر منافق کے کوئی تم سے بغض نہیں رکھے گا!''۔

چوالیسویں منقبت: میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سُنا: ''عرب میں سے سوائے زنازادہ کے کوئی تم سے بغض نہیں رکھے گا، عجم میں سے سوائے بدبخت ترین شخص کے کوئی تم سے بغض نہیں رکھے گا اور عورتوں میں سوائے اس عورت کے کوئی تم سے بغض نہیں رکھے گی جو سقلقیہ ہوگی''۔

پینتالیسویں منقبت: رسول خداؐ نے مجھے بلایا جبکہ میں آشوب چشم میں مبتلا تھا تو آپؐ نے میری آنکھ میں اپنا لعاب لگایا اور فرمایا: ''اے میرے اللہ، اس آنکھ کی حرارت اس کی خنکی میں رکھ دے اور اس کی خنکی اس کی حرارت میں رکھ دے'' تو خدا کی قسم اب تک مجھے اس آنکھ میں کوئی شکایت نہیں ہوئی۔

چھیالیسویں منقبت: رسول خداؐ نے اپنے اصحاب اور اپنے تمام چچاؤں کو (مسجد کی طرف کھلنے والے) دروازے بند کرنے کا حکم دیا اور اللہ عزوجل کے حکم سے میرے دروازہ کو کھول دیا، پس سوائے میرے کسی شخص کو بھی یہ منقبت حاصل نہیں۔

سینتالیسویں منقبت: رسول خداؐ نے مجھے وصیت کرتے ہوئے اپنے قرضہ (ایک نسخہ میں قرضوں ہے) کی ادائیگی کا اور ان کے وعدوں کو پورا کرنے کا حکم دیا تو میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ تو اس بات کو جانتے ہیں کہ میرے پاس مال نہیں ہے'' تو آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تمہاری مدد کرے گا!''۔ پس میں نے آپؐ کے قرضوں کی ادائیگی اور آپؐ کے وعدوں کو پورا کرنے کا ارادہ نہیں کیا مگر یہ کہ اللہ نے

میرے لئے آسانی پیدا کردی یہاں تک کہ میں نے آپ کے بہت سارے قرضے ادا کر دیئے اور آپ کے بہت سارے وعدوں کو وفا کر دیا کہ ان کی تعداد اسی ہزار تک پہنچ گئی اور کچھ باقی رہ گئے کہ جن کی وصیت میں نے (امام) حسنؑ کو کر دی ہے کہ وہ اس کام کو مکمل کریں۔

اڑتالیسویں منقبت: رسول خداؐ میرے گھر پر تشریف لائے جبکہ ہم نے تین دن سے کھانا نہیں کھایا تھا تو آپ نے فرمایا: ''اے علی! کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ کو کرامت کے ساتھ مکرم کیا ہے اور آپ کو رسالت کے لئے منتخب کیا ہے میں نے، میری زوجہ نے اور میرے دونوں بیٹوں نے تین دن سے کھانا نہیں کھایا ہے!'' نبیؐ نے فرمایا: ''اے فاطمہ (سلام اللہ علیہا) گھر کے اندر جاؤ اور دیکھو کہ کوئی چیز مل جائے'' آپ (سلام اللہ علیہا) نے فرمایا: ''میں ابھی ابھی باہر آئی ہوں'' میں نے عرض کیا: ''میں اندر جاؤں؟'' آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کا نام لے کر تم اندر جاؤ!'' پس میں اندر گیا تو دیکھا کہ ایک طبق رکھا ہے کہ اس پر کھجوریں رکھی ہوئی ہیں اور ایک پیالہ شوربے کا ہے، لہٰذا میں اسے اٹھا کر رسول خداؐ کی خدمت میں لے آیا تو آپؐ نے فرمایا: ''اے علی! کیا تم نے اس قاصد کو دیکھا جو یہ کھانا لایا ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''جی ہاں!'' آپؐ نے فرمایا: ''اس کا حلیہ بیان کرو!'' میں نے عرض کیا: ''سرخ، سبز اور پیلے رنگ کا تھا'' آپؐ نے فرمایا: ''یہ تو بال جبرئیلؑ کے نقوش تھے کہ جن کی دُرّ اور یاقوت سے تاج پوشی کی گئی ہے''۔ پھر ہم نے شوربہ کھایا یہاں تک کہ ہم سیر ہو گئے مگر اس کے باوجود ہمارے ہاتھ اتنے صاف تھے کہ ان میں سوائے خطوط و انگلیوں کے کچھ نظر نہ آیا اور (اس بار بھی) اللہ نے تمام اصحاب پیغمبر کو چھوڑ کر مجھے اس خصوصیت سے نوازا۔

انچاسویں منقبت: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو نبوت جیسی خصوصیت عطا کی جبکہ نبیؐ نے مجھے وصی ہونے کی خصوصیت عطا کی، لہٰذا جو مجھ سے محبت کرے گا وہ خوش بخت ہے اور وہ انبیاء کے زمرہ میں محشور ہوگا۔

پچاسویں منقبت: رسول خداؐ نے برائت (سورۂ توبہ) کے سلسلے میں ابوبکر کو بھیجا، پس جب آپؐ نے انہیں بھیجا (ایک نسخہ میں ہے وہ گیا) تو جبرئیلؑ آئے اور کہنے لگے: ''اے محمدؐ! اسے آپ کی جانب سے کوئی ادا نہیں کرے گا مگر یہ کہ آپؐ بذات خود یا پھر آپؐ ہی میں سے کوئی ہو'' تو رسول خداؐ نے عضباء نامی اونٹنی پر مجھے روانہ کیا۔ چنانچہ میں ذوالحلیفہ پہنچا اور اس سورۂ مبارکہ کو لیا تو اللہ عزوجل نے یہ خصوصیت بھی مجھے ہی عطا کی۔

اکیاونویں منقبت: رسول خداؐ نے مجھے غدیر خم کے دن تمام کے تمام لوگوں کے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا: ''جس کا میں مولا ہوں پس علیؑ اس کا مولا ہے، لہٰذا ظالم قوم دُور و نابود ہو جائے!''۔

باونویں منقبت: رسول خداؐ نے فرمایا: ''اے علی! کیا میں تمہیں ایسے کلمے نہ سکھاؤں جو حضرت جبرئیلؑ نے مجھے تعلیم کیے؟!'' میں نے عرض کیا: ''کیوں نہیں!'' آپؐ نے فرمایا: ''کہو یا رازق المقلّین، و یا راحم المساکین، ویا اسمع السامعین ویا اُبصر النّاظرین وَیَا اَرحَمَ الرَّاحِمِینَ ارْحَمْنِیْ وَارْزُقْنِیْ'' (اے قلاشوں کو رزق دینے والے اور اے مسکینوں پر رحم کرنے والے اور اے سب سے زیادہ سننے والے اور اے سب سے بہتر طور پر دیکھنے والے اور اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے تو مجھ پر رحم فرما اور مجھے رزق عطا کر۔)

ترپنویں منقبت: اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا کو فنا نہیں کرے گا یہاں تک کہ ہم میں سے قائم (عجل اللہ فرجہ الشریف) قیام کرے جو ہم سے بغض رکھنے والے کو قتل کر دے گا، جزیہ قبول نہیں کرے گا، صلیب اور بتوں کو توڑ دے گا، جنگ بندی کرے گا، لوگوں سے لے لینے سے ... کا،

مساوات کے ساتھ تقسیم کرے گا اور رعایا کے ساتھ عدل وانصاف کا سلوک کرے گا۔

چوّنویں منقبت: میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سنا "اے علیؑ، بنوامیہ خدا ان سب پر لعنت کرے عنقریب تم پر لعنت کریں گے اور ان کی ہر لعنت کے عوض ایک فرشتہ ان کی جانب ایک ہزار لعنتیں پلٹائے گا اور جب قائم عجل اللہ فرجہ قیام کرے گا تو وہ ان پر چالیس سال تک لعنت کرے گا"۔

پچپنویں منقبت: رسول خداؐ نے فرمایا: "تمہارے متعلق میری امت کے کئی گروہوں کی آزمائش ہوگی تو وہ کہیں گے: "رسول خداؐ نے اپنے پیچھے کچھ نہیں چھوڑا تو پھر علیؑ کو کس بات کے لئے وصی مقرر کیا ہے؟ کیا اللہ عزوجل کے بعد کتاب خدا سب سے افضل شے نہیں تھی؟ اس ذات کی قسم جس نے نبی کو مبعوث کیا ہے اگر تم نے قرآن کی جمع آوری نہیں کی تو تا ابد یہ جمع نہیں ہوگا" پس یہ خصوصیت بھی اللہ عزوجل نے میرے علاوہ کسی صحابی رسول کو عطا نہیں کی۔

چھپنویں منقبت: اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے ایسی خصوصیت عطا کی جو اس نے اپنے اولیاء اور اطاعت گزاروں کو عطا کی اور اس نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث بنایا، اب جسے برا لگتا ہے اسے برا لگے اور جسے یہ چیز خوش کرتی ہے وہ خوش رہے۔ نیز آپ نے اپنے ہاتھ سے مدینہ کی طرف اشارہ فرمایا۔

ستاونویں منقبت: ایک غزوہ میں رسول خداؐ کے پاس پانی ختم ہوگیا تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا: "اے علیؑ! اس چٹان کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور کہو "میں اللہ کے رسول کا پیغامبر ہوں لہٰذا (اے چٹان) میرے لئے پانی پیدا کرو!" اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبوت سے مکرم کیا میں نے یہ پیغام پہنچا دیا تو اس کے گائے کی مانند تھن ابھرے اور ہر تھن سے پانی بہنے لگا، جب میں نے یہ منظر دیکھا تو نبیؐ کی جانب دوڑا اور انہیں اس بات سے آگاہ کیا تو آپؐ نے فرمایا: "جاؤ اے علیؑ، پانی لے آؤ!" نیز دیگر افراد بھی وہاں آئے اور انہوں نے اپنی مشکوں اور پانی کے ظروف بھر لیے اور اپنے جانوروں کو سیراب کیا، خود نے بھی پانی پیا اور اس پانی سے وضو کیا۔ اللہ نے یہ خصوصیت بھی میرے علاوہ کسی صحابی کو نہیں دی۔

اٹھاونویں منقبت: ایک غزوہ میں چونکہ پانی ختم ہو گیا تھا، لہٰذا آپؐ نے فرمایا: "اے علیؑ، میرے لئے آب خورہ لے آؤ!" جب میں ان کے پاس لے آیا تو آپؐ نے اپنا داہنا ہاتھ اور اس کے ساتھ میرا ہاتھ اس آب خورہ میں ڈالا اور فرمایا "پھوٹ پڑ!" تو ہماری انگلیوں سے پانی پھوٹ پڑا۔

انسٹھویں منقبت: رسول خداؐ نے مجھے خیبر کی جانب روانہ کیا، پس جب میں وہاں پہنچا تو میں نے دروازہ بند پایا، میں نے اسے سختی سے ہلایا اور اسے اکھاڑ کر چالیس قدم دور پھینک دیا۔ اس کے بعد میں اس کے اندر داخل ہو گیا اور مرحب سے مقابلہ پڑا تو اس نے مجھ پر حملہ کیا اور میں نے اس پر حملہ کر کے زمین کو اس کے خون سے سیراب کیا جبکہ اس سے پہلے آپؐ اپنے دو اصحاب کو (اس مہم پر) بھیج چکے تھے مگر وہ دونوں شکست خوردہ و خجل لوٹ آئے تھے۔

ساٹھویں منقبت: میں نے عمرو ابن عبدود کو قتل کیا جبکہ اس کو ایک ہزار افراد کے برابر شمار کیا جاتا تھا اور رسول خداؐ نے میرے حق میں فرمایا تھا: "خندق کے دن علیؑ کی ضربت جن وانس کے اعمال سے افضل ہے" نیز آپؐ نے فرمایا: "کل اسلام کل کفر کے مقابلہ پر آیا ہے

"۔

اکسٹھویں منقبت: میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سُنا "اے علیؑ، میری امت میں تمہاری مثال قل ھو اللہ احد جیسی ہے، ہذا جو شخص دل سے تم سے محبت کرے (ایک نسخہ میں ہے اپنی زبان کے ذریعہ تمہاری اعانت کرے اور اپنے ہاتھوں سے تمہاری نصرت کرے تو گویا اس نے پورے قرآن کی تلاوت کرلی) تو گویا اس نے ایک تہائی قرآن کی تلاوت کی، جو شخص دل سے تم سے محبت کرے اور اپنی زبان سے تمہاری اعانت کرے تو گویا اس نے دو تہائی قرآن کی تلاوت کی اور جو شخص دل سے تم سے محبت کرے، اپنی زبان سے تمہاری اعانت کرے اور اپنے ہاتھوں سے تمہاری نصرت کرے تو گویا اس نے پورے قرآن کی تلاوت کی۔

باسٹھویں منقبت: میں تمام واقعات اور جنگوں میں رسول خداؐ کے ہمراہ تھا اور ان کا پرچم میرے ہاتھوں میں ہوتا تھا۔

تریسٹھویں منقبت: میں نے میدان جنگ سے کبھی فرار اختیار نہیں کیا اور جو کوئی بھی میرے مقابلہ پر آیا میں نے زمین کو اس کے خون سے سیراب کیا۔

چونسٹھویں منقبت: رسول خداؐ کے پاس جنت سے ایک بھنا ہوا پرندہ لایا گیا تو آپؐ نے اللہ عزوجل سے یہ دعا مانگی کہ وہ آپؐ کے پاس اپنی محبوب ترین مخلوق کو بھیج دے، لہٰذا اللہ نے مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی توفیق دی یہاں تک کہ میں نے آپؐ کے ساتھ اس پرندہ میں سے تناول کیا۔

پینسٹھویں منقبت: میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا جبکہ میں رکوع میں تھا، میں نے اپنی انگلی سے انگوٹھی نکال کر اُسے دے دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "إنما وليكم الله ورسوله والذين آمنوا الذين يقيمون الصلوة و يؤتون الزكوة وهم راكعون" (سورۃ المائدہ آیت ۵۵)

چھیاسٹھویں منقبت: اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے لئے دو مرتبہ سورج کو پلٹایا جبکہ امت محمدی میں سے میرے علاوہ کسی کے لئے نہیں پلٹایا۔

سڑسٹھویں منقبت: رسول خداؐ نے اپنی حیات اور اپنی موت کے بعد مجھے امیر المومنین کہہ کر پکارنے کا حکم دیا، جبکہ میرے علاوہ کسی کو (امیر المومنین) کہنے کی اجازت نہیں دی۔

اڑسٹھویں منقبت: رسول خداؐ نے فرمایا: "اے علیؑ، جب قیامت کا دن آئے گا تو باطن عرش سے ایک منادی ندا دے گا کہ کہاں ہے انبیاءؑ کا سردار؟ پس میں کھڑے ہو جاؤں گا، اس کے بعد ایک منادی ندا دے گا کہ اوصیاء کا سردار کہاں ہے؟ تو تم کھڑے ہو جاؤ گے اور رضوان میرے پاس جنت کی کنجی (ایک نسخہ میں ہے کنجیاں) لائے گا جبکہ مالک میرے پاس جہنم کی چابیاں لائے گا، پھر دونوں کہیں گے: "اللہ جل جلالہ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم یہ چابیاں آپؐ کے حوالے کردیں اور آپ کو یہ حکم دے دیں کہ آپ اُن کو حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے حوالے کردیں" اس طرح اے علیؑ، تم جنت اور جہنم کو تقسیم کرنے والے ہو جاؤ گے!"

اُنہتّرویں منقبت: میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سُنا "اگر تم نہ ہوتے تو مومنین میں سے منافقوں کی شناخت نہ ہو سکتی۔

سترویں منقبت: رسول خداؐ خود لیٹے اور مجھے، میری زوجہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور میرے دونوں بیٹوں، حسنؑ و حسینؑ کو لٹایا اور ہم پر

ایک قصوانی عبا میں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''إنما یرید الله لیذهب عنکم الرجس أهل البیت و یطهّرکم تطهیراً'' (سورۂ احزاب آیت ۳۳) نیز حضرت جبرئیلؑ نے کہا ''اے محمدؐ میں (بھی) آپ لوگوں کے ساتھ ہوں'' تو جبرئیل ہم میں چھٹے ہو گئے۔

محمد ابن ابراہیم ابن اسحٰق طالقانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالعزیز ابن یحییٰ جلودی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو حامد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالعزیز ابن خطاب نے بلید ابن سلیمان کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے لیث سے نقل کیا کہ مجاہد نے کہا: حضرت علیؑ کی شان میں ستر آیتیں نازل ہوئیں کہ ان فضیلتوں میں کوئی بھی ان کا شریک نہیں ہے۔

﴿۲۳﴾ **نماز وتر میں خدا سے ستّر مرتبہ مغفرت طلب کرنے والے کا اجر:** احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطارؒ نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ سے، اس نے حسن ابن محبوب سے، اس نے عمر ابن یزید سے جبکہ میں اس کو نہیں جانتا مگر یہ کہ اس نے امام صادقؑ سے نقل کیا: جو شخص جب نماز وتر پڑھے اور اپنی اس نماز وتر میں کھڑے رہ کر ستر مرتبہ مغفرت طلب کرے اور اس عمل کو ایک سال تک جاری رکھے تو اللہ اپنے ہاں اُسے سحر کے وقت مغفرت طلب کرنے والوں کی فہرست میں ثبت کر لیتا ہے اور اللہ عزوجل کی جانب سے اس کے لئے مغفرت لازم ہو جاتی ہے۔

﴿۲۴﴾ **نماز فجر کے بعد خدا سے ستّر مرتبہ مغفرت طلب کرنے کا اجر:** محمد ابن علی ماجیلویہؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے علی ابن سندی سے، اس نے محمد ابن عمر ابن سعید سے، اس نے عمر و ابن سہل سے، اس نے ہارون ابن خارجہ سے، اس نے جابر جعفی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو شخص نماز فجر کے بعد خدا سے ستر مرتبہ مغفرت طلب کرے تو اللہ اسے معاف کر دیتا ہے خواہ اُس روز اس نے ستر ہزار گناہ کیے ہوں۔ البتہ ستر ہزار سے زیادہ گناہ کرنے والے کے لئے اس روز کوئی بھلائی نہیں۔

دیگر ایک روایت میں سات سو گناہ (درج) ہے۔

﴿۲۵﴾ **شعبان میں اللہ عزوجل سے روزانہ ستّر مرتبہ مغفرت طلب کرنے والے کا اجر:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: موسیٰ ابن جعفر بغدادی نے محمد ابن جمہور کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ ابن عبدالرحمٰن سے، اس نے محمد ابن ابو حمزہ سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو شخص شعبان میں روزانہ ستر مرتبہ کہے ''أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ أَتُوْبُ إِلَیْهِ'' تو اُس کو اُفق مبین میں لکھا جائے گا۔ راوی کہتا ہے۔ میں نے عرض کیا ''یہ اُفق مبین کیا ہے؟'' آپؑ نے فرمایا ''عرش کے سامنے ہے کہ اس میں نہریں ہیں جن میں ستاروں کی تعداد میں پیالے ڈالے گئے ہیں۔

مظفر ابن جعفر ابن مظفر علوی سمرقندیؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن محمد ابن مسعود نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسن ابن فضال نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن ولید نے عباس ابن بلال کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی کہ امام علی رضاؑ کو یہ فرماتے سنا: جو شخص اللہ عزوجل کے ثواب کی خاطر شعبان میں ایک دن روزہ رکھے وہ جنت میں داخل ہوگا، جو شخص شعبان میں اللہ سے ستر مرتبہ مغفرت طلب کرے گا روز قیامت وہ شخص رسول خداؐ کے زمرہ میں محشور ہوگا اور اللہ کی طرف سے اس پر کرامت واجب ہوگی۔ جو شخص شعبان

میں کوئی صدقہ کرے گا خواہ نصف کھجور تو اللہ آگ پر اس کا جسم حرام کر دے گا اور جو شخص شعبان کے تین دن روزہ رکھے اور انہیں ماہ رمضان سے متصل کر دے تو اللہ (اس کے نامۂ اعمال میں) پے در پے دو مہینوں کے روزے لکھے گا۔

﴿۲۶﴾ **پرچم حمد کے ستر پھریرے ہیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن احمد اسکیف قمی نے رے میں مجھ سے محمد ابن علی سے مرفوع روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسان مسدی (ایک نسخہ میں ہے توسی) نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن محمد انصاری مروزی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن عبدالکریم رازی عُرف ابوزرعہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالحمید حمانی نے لیث کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے مجاہد سے، اس نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل آئے جبکہ وہ بہت خوش تھے تو میں نے اُن سے کہا: ''میرے حبیب جبرئیل تم اتنے خوش کیوں ہو؟ میرے بھائی اور چچازاد علی ابن ابی طالبؑ کی اس کے پروردگار کے ہاں کیا منزلت ہے؟'' انہوں نے کہا: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی مبعوث کیا اور آپ کو رسالت کے لئے منتخب کیا میں اس وقت سوائے اس بات کے کسی چیز کے لئے نیچے نہیں اترا، اے محمدؐ، بلند اور بلند ترین اللہ آپ دونوں پر سلام بھیجتا ہے اور کہتا ہے کہ محمدؐ میری رحمت کے نبی ہیں اور علیؑ میری حجت کو قائم کرنے والے؛ میں ان دونوں سے محبت کرنے والے کو عذاب نہیں دوں گا اگرچہ وہ میری نافرمانی کرے اور میں ان دونوں سے دشمنی رکھنے والے پر رحم نہیں کروں گا اگرچہ وہ میری اطاعت کرے''۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا: قیامت کے دن جبرئیل میرے پاس آئیں گے تو اُن کے ساتھ پرچم حمدؐ ہوگا اور اس کے ستر پھریرے ہوں گے کہ اس کا ایک پھریرا سورج و چاند سے بھی وسیع ہوگا اور میں رضوان کی کرسی پر ہوؤں گا جو قدس کے منبروں کے ایک منبر پر ہوگا، پس میں اسے اُٹھاؤں گا اور علی ابن ابی طالبؑ کی طرف بلند کروں گا! اس موقع پر یکدم عمر بن خطاب کھڑے ہو گئے اور کہا ''اے اللہ کے رسولؐ، یہ پرچم کس طرح اُٹھایا جائے گا جبکہ آپؐ نے تذکرہ کیا کہ اس کے ستر پھریرے ہوں گے اور اس کا ایک پھریرا سورج و چاند سے بھی بڑا ہوگا'' تو نبیؐ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ علیؑ کو جبرئیل جتنی قوت، نور آدم کی مانند نور، رضوان کے حلم کی مانند حلم، جمال یوسف کی مانند جمال، اور لحن داؤد کی مانند آواز عطا کرے گا جبکہ اگر حضرت داؤد جنت کے خطیب نہ ہوتے تو اللہ ان کو ویسی ہی آواز بھی دے دیتا؛ علیؑ وہ پہلے فرد ہیں جو (حوض) سلسبیل و زنجبیل سے نوش فرمائیں گے اور علیؑ پُل صراط پر جہاں قدم رکھیں گے وہاں ایک دوسرا (راستہ) استوار ہو جائے گا۔ نیز اللہ کی طرف سے علیؑ اور اس کے شیعوں کے لئے ایسا مقام ہے جس پر اولین و آخرین رشک کریں گے۔

﴿۲۷﴾ **سود کے ستر اجزا ہیں:** محمد ابن علی ابن شاہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوحامد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو یزید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن صالح تمیمی نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: انس ابن محمد ابن ابومالک نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے آپؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علیؑ، سود کے ستر اجزا ہیں کہ ان میں سب سے معمولی جزو یہ ہے کہ کوئی شخص خانہ کعبہ میں اپنی ماں سے مجامعت کرے؛ اے علیؑ، (سود کا) ایک درہم ستر زنا سے بھی بڑا ہے جس میں سے ہر زنا خانہ کعبہ میں اپنے کسی محرم کے ساتھ کیا گیا ہو۔

﴿۲۸﴾ **جہنم میں ستر خریف تک قیام کرنے والے بندہ کے متعلق ایک حدیث:** میرے والدؒ نے ہم سے

روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن یحییٰ نے حسن ابن علی کوفی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عباس ابن عامر سے، اس نے احمد ابن ارزق (ایک نسخہ میں رزین ہے) سے، اس نے یحییٰ ابن ابوعلا سے، اس نے جابرؓ سے نقل کیا کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: ایک بندہ جہنم میں ستر خریف تک قیام کرے گا جبکہ ایک خریف ستر سال کا ہے؛ اس کے بعد وہ اللہ عزوجل کو محمدؐ اور ان کے اہلبیت کا واسطہ دے کر درخواست کرے گا کہ تو مجھ پر رحم کر تو اللہ عزوجل جبرئیلؑ کو وحی کرے گا کہ میرے اس بندہ کے پاس جاؤ اور اس کو باہر نکال لاؤ، جبرئیلؑ کہیں گے: ''اے میرے پروردگار، میں آگ میں کیسے اُتروں گا؟!'' اللہ فرمائے گا: ''میں نے آگ کو یہ حکم دے دیا ہے کہ وہ تمہارے لئے سرد اور سلامتی والی بن جائے'' جبرئیلؑ کہیں گے: ''مجھے اس جگہ کا علم نہیں ہے!'' اللہ کہے گا: ''وہ سجّین کے ایک کنویں میں ہے!'' امامؑ نے فرمایا: پس جبرئیلؑ آگ میں جائیں گے جبکہ اُنہوں نے اپنے چہرے پر کپڑا باندھ رکھا ہوگا اور اس طرح اسے باہر نکال لائیں گے تو اللہ تعالیٰ کہے گا: ''اے میرے بندہ، تم کتنے عرصہ آگ میں رہے کہ مجھے قسم و واسطہ دینے لگے'' وہ کہے گا: ''میں نے شمار نہیں کیا اے میرے پروردگار!'' اللہ کہے گا: ''میری عزت کی قسم اگر تم یہ واسطہ دے کر درخواست نہ کرتے تو تم اب بھی آگ ہی میں جل رہے ہوتے مگر میں نے یہ اپنے آپ پر لازم قرار دے دیا ہے کہ جو کوئی بھی محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دے کر مجھ سے سوال کرے گا میں اسے اپنے اور اس کے بیچ گناہوں کو بخش دوں گا، لہٰذا آج میں نے تمہیں بھی معاف کر دیا''۔

﴿۲۹﴾ **اُمت محمدی بہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی:** ابواحمد محمد ابن جعفر بندار شافعی نے فرغانہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: مجاہد ابن امین نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن فضل نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابن لہیعہ نے سعید ابن ابوہلال کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے انس ابن مالک کے ذریعہ نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: حضرت عیسیٰؑ تک بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں بٹ گئے کہ ان میں سے ستر فرقے ہلاک ہو گئے اور ایک فرقہ نجات پائے گا جبکہ میری امت بہتر فرقوں میں بٹ جائے گی کہ ان میں سے اکہتر فرقے ہلاک ہو جائیں گے اور ایک فرقہ نجات پائے گا!

لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ، وہ کون سا فرقہ ہے؟!

آپؐ نے فرمایا: جماعت جماعت جماعت۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: جماعت اہل حق ہیں خواہ وہ کم ہی کیوں نہ ہوں، کیونکہ نبیؐ سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا ''اکیلا مومن (بھی) حجت ہے اور اکیلا مومن ہی جماعت ہے!''

﴿۳۰﴾ **جنہوں نے یہ روایت بیان کی کہ اُمت محمدی تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی:** محمد ابن محمد ابن ہیثم عجلی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالعباس احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابومعاویہ نے سلیمان ابن مہران کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے اپنے جدّ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام حسینؑ سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سُنا: حضرت موسیٰؑ کے بعد ان کی امت اکہتر فرقوں میں بٹ گئی کہ ان میں سے (صرف) ایک فرقہ نجات یافتہ ہے جبکہ ستر جہنم رسید ہوں گے: امت عیسیٰؑ ان کے بعد بہتر فرقوں میں بٹ گئی کہ ان میں سے (صرف) ایک فرقہ نجات یافتہ ہے جبکہ (باقی) اکہتر جہنم واصل ہوں گے اور میرے بعد میری امت میرے بعد تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی کہ ان میں سے

ایک فرقہ نجات یافتہ ہے جبکہ ان میں سے بہتّر فرقے جہنم میں ہوں گے۔

﴿۳۱﴾ **عورتوں کے بہتّر آداب اور عورتوں اور مردوں کے احکام میں فرق:** احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن عسکری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوعبداللہ محمد ابن زکریا بصری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا جعفر ابن محمد ابن عمارہ نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے جابر ابن یزید جعفیؒ سے نقل کیا کہ میں نے امام محمد باقرؑ کو یہ فرماتے سُنا: عورتوں پر اذان، اقامت، نماز جمعہ، نماز جماعت، مریض کی عیادت، جنازہ میں شرکت، تلبیہ کا بلند آواز میں کہنا، صفا و مروہ کے درمیان ہرولہ کرنا، حجرِ اسود کو بوسہ دینا، کعبہ میں داخل ہونا اور سر منڈوانا فرض نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اپنے بالوں کو تراشے گی۔

عورت قضاوت نہیں کرے گی، امیر نہیں بنے گی، اس سے مشورہ نہیں لیا جائے گا، بغیر مجبوری کے قربانی نہیں کرے گی۔

وضو کی ابتدا کہنی کے اندرونی حصہ سے کرے گی اور پاؤں کو اس کے ظاہری حصہ سے، وہ مردوں کی طرح مسح نہیں کرے گی بلکہ اسے چاہئے کہ فجر اور مغرب کی نماز میں سر کے مسح کی جگہ سے نقاب ہٹالے جبکہ باقی نمازوں میں اسی پر مسح کرے بایں معنی کہ اپنی ایک انگلی اندر ڈالے گی اور نقاب ہٹائے بغیر سر کا مسح کرلے، جب نماز میں قیام کرے تو اپنے دونوں پیروں کو ملادے، اپنے دونوں ہاتھ سینہ پر رکھے، رکوع میں اپنے دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے اور جب سجدہ کرنا چاہے تو بیٹھ جائے، سجدہ میں زمین سے چمٹ جائے، جب سجدہ سے سر اُٹھائے تو (پہلے سیدھی) بیٹھے اور اس کے بعد قیام کے لئے کھڑی ہو، جب تشہد کے لئے بیٹھے تو اپنی دونوں ٹانگیں اوپر کرکے دونوں رانوں کو ملادے، جب تسبیح کرے تو اپنی انگلیوں کے پوروں کے ذریعہ شمار کرے کیونکہ ان سے باز پرس ہوگی، جب عورت کو کوئی حاجت ہو تو اپنے گھر کی چھت پر جاکر وہاں دو رکعت نماز پڑھ کر اپنا سر آسمان کی جانب بلند کرے کہ اگر اس نے ایسا کیا تو اللہ اس کی دُعا قبول کرے گا اور اسے مایوس نہیں کرے گا۔

سفر کے دوران اس پر غسل جمعہ نہیں جبکہ حضر میں اس کا ترک کرنا اس کے لئے جائز نہیں، حدود کے کسی اَمر میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں ہے اور نہ ہی طلاق، رؤیت ہلال میں ان کی گواہی جائز ہے البتہ ان کی گواہی ان امور میں جائز ہے جنہیں مرد نہیں دیکھ سکتے۔

عورتوں کو بیچ راہ سے نہیں گزرنا چاہئے بلکہ انہیں چاہئے کہ کناروں پر چلیں، ان کے لئے بالا خانہ میں آنا جائز نہیں۔

انہیں تحریر کرنا نہیں سکھانا چاہئے، اُون کاتنا اور سورۂ نور کی تعلیم لینا ان کے لئے مستحب ہے جبکہ مکروہ ہے کہ وہ سورۂ یوسف کی تعلیم لیں۔

اگر عورت مرتد ہو کر اسلام کے دائرہ سے خارج ہو جائے تو اس کو توبہ کروائی جائے گی کہ اگر وہ توبہ کرلے (تو بہتر) ورنہ اسے ہمیشہ کے لئے قید خانہ میں ڈال دیا جائے گا لیکن اس کو قتل نہیں کیا جائے گا جیسے کہ مرتد ہونے والے مردوں کو قتل کیا جاتا ہے، البتہ ایسی عورت سے سخت خدمت لینی چاہئے اور اسے کھانے پینے سے باز رکھنا چاہئے مگر یہ کہ جو اس کے زندہ رہنے کے لئے کافی ہو۔ نیز اسے ناگوار کھانا دیا جائے اور موٹے اور کھردرے کپڑے پہننے کو دینے چاہئیں۔

نماز اور روزہ کے لئے عورت کو مارنا چاہئے، عورتوں پر جزیہ نہیں ہے، جب بچہ جننے کا وقت آجائے تو اس کمرہ سے تمام عورتوں کو باہر نکال دینا واجب ہے تاکہ سب سے پہلے شرمگاہ پر اُن کی نظر نہ چلی جائے۔

حائضہ اور مجنب عورت کے لئے میت کی تلقین کے موقع پر حاضر رہنا جائز نہیں ہے کیونکہ ان دونوں سے فرشتوں کو اذیت ہوتی ہے نیز ان دونوں کے لئے میت کو قبر میں اُتارنا جائز نہیں ہے۔

جب عورت اپنی نشست سے کھڑی ہو جائے تو مرد کے لئے وہاں بیٹھنا جائز نہیں ہے یہاں تک کہ وہ جگہ سرد پڑ جائے۔ عورت کا جہاد اچھی شوہرداری ہے اور لوگوں میں اس پر سب سے زیادہ شوہر کا حق ہے۔ نیز جب بیوی کا انتقال ہو جائے تو شوہر تمام لوگوں سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کی نماز جنازہ پڑھے، عورت کے لئے یہودی اور نصرانی عورت کے سامنے بھی بے پردہ ہونا جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ اپنے شوہروں سے اس کا حلیہ بیان کردیں گی، جب عورت اپنے گھر سے باہر جائے تو اس کے لئے خوشبو لگانا جائز نہیں ہے، عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ مردوں کی شباہت اختیار کرے اس لئے کہ رسول خداؐ نے عورتوں سے مشابہ مردوں پر لعنت کی ہے اور (اسی طرح) مردوں سے مشابہ عورتوں پر (بھی) لعنت کی ہے، عورت کے لئے (زیورات سے) خالی رہنا جائز نہیں چاہے اپنی گردن میں دھاگہ ہی باندھ لے، عورت کے لئے جائز نہیں کہ اس کے ناخن سفید دیکھے جائیں چاہے ہلکی سی مہندی ہی لگا لے، حیض کے دوران اپنے ہاتھوں میں خضاب نہیں لگانا چاہئے کہ ممکن ہے شیطان اسے اذیت پہنچائے۔

دوران نماز اگر عورت کو کوئی ضرورت پیش آجائے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائے جبکہ دوران نماز مرد اپنا سر ہدئے گا، اپنے ہاتھ سے اشارہ کرے گا اور تسبیح بلند آواز سے پڑھنے لگے گا۔

عورت کے لئے نقاب کے بغیر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ کنیز ہو تو پھر وہ بغیر نقاب کے کھلے سر نماز پڑھ سکتی ہے، عورت کے لئے نماز اور احرام کے علاوہ دیبا اور ریشم پہننا جائز ہے جبکہ مردوں کے لئے یہ حرام قرار دیا گیا ہے سوائے جہاد میں۔ نیز عورت کے لئے سونے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے اور اس میں نماز پڑھنا بھی جبکہ مردوں پر ایسا کرنا حرام ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: ''اے علیؑ! تم سونے کی انگوٹھی مت پہننا کہ یہ جنت میں تمہاری زینت ہے اور ریشم مت پہنو کہ یہ جنت میں تمہارا لباس ہوگا''۔

عورت کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے مال سے بندہ آزاد کرنا یا نیکی کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لئے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر مستحب روزہ رکھنا جائز ہے۔

عورت کے لئے نامحرم کے ساتھ مصافحہ کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ کپڑا ڈھکا ہوا ہو اور نہ ہی کپڑا ڈھکے بغیر اس کے لئے خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔

عورت کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر مستحب حج کرنا جائز نہیں ہے۔

عورت کے لئے حمام میں داخل ہونا جائز نہیں ہے اس لئے کہ یہ اس پر حرام ہے، عورت کے لئے زین پر سوار ہونا جائز نہیں مگر یہ کہ ضرورت پڑ جائے اور سفر میں (بھی جائز ہے)۔

میراث میں عورت کو مرد کا آدھا حصہ ملے گا اور عورت کی دیت بھی مرد کی نصف دیت ہے جبکہ زخموں کی دیت میں ایک تہائی تک وہ مرد کے برابر ہے لیکن جب اس کی مقدار ایک تہائی سے بڑھ جائے تو پھر مرد کا پلہ بھاری ہو جائے گا اور عورت کا پلہ ہلکا۔ عورت اگر مرد کے ساتھ نماز پڑھے گی تو اس کے پیچھے کھڑی رہے گی اور اس کے پہلو میں (بھی) نہیں کھڑی رہے گی۔

جب عورت کا انتقال ہو تو اس پر نماز پڑھنے والا اس کے سینہ کے پاس کھڑا ہوگا جبکہ مرد پر نماز پڑھتے وقت اس کے سر کے پاس کھڑا ہوگا، عورت کو قبر میں اتارتے وقت اس کا شوہر ایسی جگہ کھڑا ہوگا کہ اس کی ران کو وہی اٹھائے۔

عورت کے لئے اس کے شوہر کی رضامندی سے بڑھ کر کوئی شفاعت کرنے والا نہیں۔ جس وقت حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا انتقال ہوا تھا تو امیرالمومنین نے ان کے پاس کھڑے رو کر فرمایا تھا: "اے میرے اللہ، میں تیرے نبی کی بیٹی سے راضی ہوں۔ اے میرے اللہ انہیں وحشت میں ڈال دیا گیا ہے تو تو انہیں اُنس عطا کر۔ اے میرے اللہ، انہیں (تیرے پاس) چھوڑ دیا گیا ہے تو تو ان سے پیوستہ رہ۔ اے میرے اللہ، ان پر ظلم کیا گیا ہے تو تو اس کا فیصلہ کر کہ تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے!"

﴿۳۲﴾ اللہ عزوجل نے عقل کو پچھتر لشکر عطا کیے اور جہل کو (بھی) پچھتر لشکر عطا کیے: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ اور عبداللہ ابن جعفر حمیری نے ہم سے روایت بیان کی، دونوں نے کہا: احمد ابن محمد بن خالد برقی نے علی ابن حدید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سماعہ ابن مہران سے نقل کیا کہ میں امام جعفر صادق کی خدمت میں موجود تھا اور وہاں ان کے چاہنے والے کچھ لوگ (بھی) جمع تھے کہ عقل اور جہل کا ذکر چھڑا تو امام جعفر صادق نے فرمایا: عقل کو پہچانو اور اس کے لشکر کو بھی نیز جہل کو پہچانو اور اس کے لشکر کو بھی تا کہ تم ہدایت یافتہ ٹھہرو!

سماعہ کہتا ہے: میں نے کہا کہ میں آپ پر قربان، ہم تو اتنا ہی پہچانتے ہیں کہ جتنی آپ نے پہچان کروائی تو امام صادق نے فرمایا: اللہ جل ثنا نہ نے عقل کو خلق کیا جبکہ عرش کی داہنی سمت سے اس کے نور سے روحانیین میں سے یہ اللہ کی پہلی مخلوق ہے۔ پھر اللہ نے اس سے کہا: آگے کی طرف آؤ تو وہ آگے بڑھی، اس کے بعد اس سے کہا پیچھے کو جاؤ تو وہ پیچھے چلی گئی۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: میں نے تمہاری خلقت کو عظیم قرار دیا ہے اور تمہیں اپنی تمام مخلوقات پر سب سے زیادہ مکرم کیا ہے۔

امام نے فرمایا: اس کے بعد اللہ نے ایک تلخ و تاریک سمندر سے جہل کو خلق کیا اور اس سے کہا: پیچھے کو جاؤ تو وہ پیچھے کو چلا گیا، پھر اس سے کہا کہ آگے بڑھو تو وہ آگے کو نہ آیا لہٰذا اللہ نے اس سے کہا: تو نے تکبر کیا ہے اور اللہ نے اس پر لعنت کی۔

اس کے بعد اللہ نے عقل کے لئے پچھتر لشکر بنائے۔ جب جہل نے دیکھا کہ عقل کو اس قدر اکرام حاصل ہے (ایک نسخہ میں ہے اللہ نے اکرام بخشا ہے) اور اتنا کچھ عطا کیا ہے تو اس نے اپنے دل میں اس کے لئے عداوت رکھی اور جہل کہنے لگا: اے میرے پروردگار، یہ بھی تو میری طرح کی ایک مخلوق ہے کہ جسے تو نے مکرم کیا اور تقویت دی جبکہ میں اس کی ضد ہوں لیکن میرے پاس کوئی قوت نہیں، لہٰذا مجھے بھی اتنے لشکر عطا فرما جو تو نے عقل کو دیئے ہیں۔ اللہ نے اس سے کہا: اگر اس کے بعد بھی تو نے میری نافرمانی کی تو میں تجھے اور تیرے لشکر کو اپنی رحمت سے نکال باہر کروں گا۔ اس نے کہا: مجھے منظور ہے تو اللہ نے اسے بھی پچھتر لشکر عطا کیے۔ پس اللہ نے عقل کو جو پچھتر لشکر دیئے وہ یہ ہیں:

خیر جو عقل کا وزیر ہے اور شر اس کی ضد ہے جو جہل کا وزیر ہے، ایمان اور اس کی ضد کفر ہے، تصدیق اور اس کی ضد انکار ہے، امید اور اس کی ضد مایوسی ہے، عدل اور اس کی ضد زیادتی ہے، خوشنودی اور اس کی ضد ناراضگی ہے، شکر اور اس کی ضد کفران ہے، لالچ اور اس کی ضد ناامیدی ہے، توکل اور اس کی ضد حرص ہے، مہربانی اور اس کی ضد فریب کاری ہے، رحمت اور اس کی ضد غضب ہے، علم اور اس کی ضد جہالت ہے، فہم اور اس کی ضد حماقت ہے، پاکدامنی اور اس کی ضد آبروریزی ہے، پرہیز اور اس کی ضد رغبت ہے، نرمی اور اس کی ضد سختی ہے، خوف اور اس کی ضد جرأت مندی ہے، تواضع اور اس کی ضد تکبر ہے، سکون اور اس کی ضد جلدبازی ہے، بردباری اور اس کی ضد کم عقلی ہے، خاموشی اور اس کی ضد یاوہ گوئی ہے، سر تسلیم خم کرنا اور اس کی ضد گھمنڈ کرنا ہے، تسلیم اور اس کی ضد سرکشی ہے، درگذر اور اس کی ضد کینہ پروری ہے، نرم دلی اور اس کی ضد سخت دلی ہے۔

یقین اور اس کی ضد شک ہے، صبر اور اس کی ضد جزع فزع ہے، معافی اور اس کی ضد انتقام ہے، ثروتمندی اور اس کی ضد تنگدستی ہے، غور وفکر اور اس کی ضد بھول ہے، حفظ اور اس کی ضد فراموشی ہے، مہر ومحبت اور اس کی ضد لاتعلقی ہے، قناعت اور اس کی ضد طمع ہے، مواسات اور اس کی ضد محروم کرنا ہے، مودت اور اس کی ضد عداوت ہے، وفاداری اور اس کی ضد غداری ہے، اطاعت اور اس کی ضد نافرمانی ہے، خضوع وخشوع اور اس کی ضد گردن کشی ہے، سلامتی اور اس کی ضد بلا ہے، محبت اور اس کی ضد نفرت ہے، سچ اور اس کی ضد جھوٹ ہے، حق اور اس کی ضد باطل ہے، امانت اور اس کی ضد خیانت ہے، اخلاص اور اس کی ضد ملاوٹ ہے، دلیری اور اس کی ضد کاہلی ہے، زیرکی اور اس کی ضد کند ذہنی ہے، معرفت اور اس کی ضد انکار ہے، پردہ داری اور اس کی ضد پردہ دری ہے، پردہ پوشی اور اس کی ضد مکاری ہے، رازداری اور اس کی ضد افشائے راز ہے، نماز اور اس کی ضد بے نمازی ہے، روزہ اور اس کی ضد افطار ہے، جہاد اور اس کی ضد سستی ہے، حج اور اس کی ضد عہد شکنی ہے، راست گوئی اور اس کی ضد سخن چینی ہے، والدین کے ساتھ نیکی اور اس کی ضد والدین کی نافرمانی ہے، حقیقت اور اس کی ضد ریاکاری ہے، نیکی اور اس کی ضد برائی ہے، ستر پوشی اور اس کی ضد سنگھار ہے، تقیہ اور اس کی ضد مشہور کر دینا ہے، انصاف اور اس کی ضد طرفداری ہے، (ایک نسخہ میں آزمائش ہے) حرفت اور اس کی ضد زیادتی ہے، پاکیزگی اور اس کی ضد پلیدی ہے، شرم وحیا اور اس کی ضد بے حیائی ہے، میانہ روی اور اس کی ضد تجاوز (ایک نسخہ میں عدول) ہے، راحت اور اس کی ضد رنج ہے، آسانی اور اس کی ضد دشواری ہے، برکت اور اس کی ضد کمی وکاستی ہے، خوش بختی اور اس کی ضد بدبختی ہے، توبہ اور اس کی ضد اصرار ہے، مغفرت طلب کرنا اور اس کی ضد غرور ہے، مداومت اور اس کی ضد سہل انگاری ہے، دعا اور اس کی ضد روگردانی ہے، چستی اور اس کی ضد سستی ہے، آسودگی اور اس کی ضد غم واندوہ ہے، الفت اور اس کی ضد جدائی ہے، سخاوت اور اس کی ضد کنجوسی ہے۔

پس عقل کے ان لشکروں کی یہ تمام خوبیاں سوائے نبی یا وصی یا اس مومن کے علاوہ کسی میں یکجا نہیں ہوتیں جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لئے آزمایا ہے۔ جہاں تک ہمارے دیگر چاہنے والوں کا تعلق ہے تو ان میں ان لشکروں کی بعض خصوصیات پائی جاتی ہیں اور بتدریج وہ کامل ہو جاتا ہے اور پھر وہ جہل کے لشکر سے دور ہو جاتا ہے کہ تب جا کر وہ انبیاءؑ اور اوصیاءؑ کے بلند ترین درجہ تک جا پہنچتا ہے۔

یہ کامیابی صرف عقل اور اس کے لشکروں کی معرفت اور جہل اور اس کے لشکروں سے دوری اختیار کرنے کے ذریعہ حاصل کی جاسکتی ہے۔ اللہ ہمیں اور تم لوگوں کو اپنی اطاعت اور خوشنودی کی توفیق مرحمت کرے۔

﴿۳۳﴾ **امیرالمومنینؑ کی شان میں اسّی آیتیں نازل ہوئیں کہ جن میں آپؑ کا کوئی شریک نہیں:** محمد ابن ابراہیم ابن اسحٰق طالقانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالعزیز ابن یحییٰ جلودی نے بصرہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ابان نے یحییٰ ابن سلمہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے زید ابن حارث سے، اس نے عبدالرحمٰن ابن ابولیلیٰ سے نقل کیا کہ قرآن کی خالص اسّی آیتیں حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئیں کہ اس امت میں سے کوئی بھی ان میں آپ کا شریک نہیں ہے۔

﴿۳۴﴾ **نبیؐ نے شراب پینے پر اسّی تازیانے لگائے:** ابو یوسف رافع ابن عبداللہ ابن عبدالملک نے مرو الرود میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: یوسف ابن موسیٰ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوزکریا یحییٰ ابن عثمان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: ابولہیعہ (ایک نسخہ میں لہیعہ ہے) نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: خالد ابن یزید جمحی نے سعد ابن ابو بلال لیثی کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے منبہ ابن وہب قرنی سے، اس نے محمد ابن حنفیہؒ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت علی ابن ابی طالب

سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے شراب پینے پر اسی تازیانے لگائے۔

﴿۳۵﴾ **دن بھر کی نمازوں میں پچانوے تکبیریں ہوتی ھیں:** محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے موسیٰ ابن عُمر سے، اس نے عبداللہ ابن مغیرہ سے، اس نے صباح مزنی سے، اس نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا: دن اور رات کی نمازوں میں پچانوے تکبیریں ہوتی ہیں کہ قنوت کی تکبیر بھی ان میں ہی شامل ہے۔

﴿۳۶﴾ **اللہ تبارک و تعالٰی کے ننانوے نام ھیں:** احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن یحییٰ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابوالحسن عبدی (ایک نسخہ میں عبدی ہے) سے، اس نے سلیمان ابن مہران سے، اس نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدینؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام حسینؑ سے (ایک نسخہ میں ہے انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے) نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: اللہ عزوجل کے ننانوے نام ہیں یعنی سو میں ایک کم کہ جس شخص نے انہیں شمار کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ وہ (اسمائے حسنیٰ) یہ ہیں:

اللہ، واحد، احد، صمد، اول، آخر، سمیع، بصیر، قدیر، قاہر، علی، اعلیٰ، باقی، بدیع، باری، اکرم، ظاہر، باطن، حی، حکیم، علیم، حلیم، حفیظ، حق، حسیب، حمید، حفی، رب، رحمن، رحیم، (ایک نسخہ میں "ذاری" ہے) رزّاق، رقیب، رؤف، خالق، سلام، مؤمن، مہیمن، عزیز، جبار، متکبر، سید، سُبّوح، شہید، صادق، صانع، طاہر، عدل، عفو، غفور، غنی، غیاث، فاطر، فرد، فتّاح، فالق، قدیم، ملک، قدوس، قوی، قریب، قیوم، قابض، باسط، قاضی الحاجات، حافظ، مجید، مولیٰ، منّان، محیط، مبین، مُقیت، مصوّر، کریم، کبیر، کافی، کاشف الضر، وتر، نور، وہّاب، ناصر، واسع، ودود، ہادی، وفی، وکیل، وارث، بر، باعث، توّاب، جلیل، جواد، خبیر، خالق، خیر الناصرین، دیّان، شکور، عظیم، لطیف، شافی۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: نیز میں نے ان اسمائے حُسنیٰ کی تشریح کتاب توحید میں کردی ہے اور اس روایت کو بھی مختلف اسناد اور الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

﴿۳۷﴾ **سو (مرتبہ) لا إلٰه إلاّ الله اور سو مرتبہ مغفرت طلب کرنے کا اجر:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن ابوعبداللہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد ابن ابی عُمیر سے، اس نے ہشام ابن سالم اور ابوایوب خزّاز (دونوں) سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو شخص سو مرتبہ لا إلـٰه إلاّ الله کہے تو یہ اس دن کا سب سے افضل عمل ہوگا مگر یہ کہ کوئی اس سے زیادہ (مرتبہ) کہے۔

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن محمد ابن عیسٰی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسین ابن سیف سے، اس نے سلام ابن غانم سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو شخص بستر پر لیٹتے وقت سو مرتبہ لا إلٰه إلاّ الله کہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے۔

﴿تئیسواں باب﴾

[اس باب میں ایک سو ایک سے لے کر دس لاکھ عدد کے متعلق روایتیں ھیں]

﴿۱﴾ **یھودیوں کے سوالات:** علی ابن احمد ابن موسیٰؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالرحیم ابن علی ابن سعید حنبلی (ایک نسخہ میں ہے جبلی) صیدنانی اور عبداللہ ابن صلت نے ہم سے روایت بیان کی اور الفاظ ابن صلت کے ہیں، دونوں نے کہا: حسن ابن محمد ابن نصر خزاز نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عمر و ابن طلحہ ابن سیاط ابن نصر نے مجھ سے روایت بیان کی، اس نے عکرمہ سے، اس نے عبداللہ ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ دو یہودی بھائی جو یہودیوں کے سردار تھے مدینہ میں آئے تو ان دونوں نے کہا: اے قوم، ہمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تہامہ میں ایک نبی ظاہر ہوا ہے کہ اس نے یہودیوں کے خوابوں کو مٹی میں ملا دیا، ان کے دین میں میخیں نکالتا ہے اور اب تو ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ مبادا ہمارے آباؤ اجداد جس دین پر قائم تھے وہ زائل ہو جائے تو تم میں سے یہ نبی کون ہے؟ اس لئے کہ اگر حضرت داؤدؑ نے اس کی بشارت دی ہوتی تو ہم اس پر (بھی) ایمان لے آتے اور اس کے پیروکار ہو جاتے لیکن اگر وہ صرف سخن دان ہے اور شعر کہتا ہے اور اپنی زبان کے ذریعہ لوگوں پر غلبہ پالیتا ہے تو ہم اپنی مال و جان سے اس کے ساتھ جنگ کریں گے تو تم میں وہ نبی کون ہے؟

مہاجرین و انصار کہنے لگے: ہمارے نبیؐ اب اس دنیا میں نہیں رہے!

ان دونوں (یہودی بھائیوں) نے کہا: تو تم میں سے اُن کا وصی کون ہے؟ اس لئے کہ اللہ عزوجل نے آج تک کسی قوم کی طرف کسی نبیؐ کو مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ اس کا ایک وصی ہوتا ہے جو اس کے بعد اس کے فرائض بجالاتا ہے اور اس کی طرف سے اپنے پروردگار کے اَحکام بیان کرتا ہے!

مہاجرین و انصار نے حضرت ابوبکرؓ کی جانب اشارہ کیا تو ان دونوں نے پوچھا: کیا یہ ان کا وصی ہے؟ اس کے بعد ان دونوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا: ہم آپ کے سامنے کچھ ایسے مسائل پیش کرتے ہیں جو اوصیاء کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں نیز ہم آپ سے کچھ ایسے سوالات کریں گے جو اوصیاء سے پوچھے جاتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے ان دونوں سے کہا: تم لوگ جن مسائل کو چاہو پیش کرو کہ میں ان شاء اللہ تم دونوں کو ان کے جوابات پیش کروں گا۔

دونوں میں سے ایک نے کہا: میں اور تم خدا کے نزدیک کیا ہیں؟ وہ کونسا جاندار ہے جو کسی اور جاندار میں تھا مگر ان دونوں میں کوئی خونی رشتہ ہے اور نہ ہی کوئی رشتہ داری؟ وہ کون سی قبر ہے جس نے اپنے صاحب کو سیر کروائی؟ سورج کہاں سے طلوع ہوتا ہے (ایک نسخہ میں ہے " ور کہاں سے غروب ہوتا ہے؟") اور کہاں غروب ہوتا ہے؟ وہ کون سا مقام ہے جہاں (ایک مرتبہ) سورج طلوع ہوا لیکن اس کے بعد وہاں کبھی طلوع نہیں ہوا؟ جنت کہاں واقع ہوگی؟ جہنم کہاں واقع ہوگی؟ تمہارا پروردگار بار اُٹھاتا ہے یا اُس کا بار اُٹھایا جاتا ہے؟! تمہارے پروردگار کا رُخ کس طرف ہے؟! دو حاضر چیزیں کون سی ہیں؟ دو غائب چیزیں کون سی ہیں؟ وہ کون سی دو چیزیں ہیں جو ایک دوسرے سے نفرت کرتی ہیں؟ ایک کیا ہے؟ دو کیا ہے؟ تین کیا ہے؟ چار کیا ہے؟ پانچ کیا ہے؟ چھ کیا ہے؟ سات کیا ہے؟ آٹھ کیا ہے؟ نو کیا ہے؟ دس کیا ہے؟ گیارہ کیا ہے؟ بارہ کیا ہے؟ بیس کیا

ہے؟ تیس کیا ہے؟ چالیس کیا ہے؟ پچاس کیا ہے؟ ساٹھ کیا ہے؟ ستر کیا ہے؟ اسّی کیا ہے؟ نوے کیا ہے؟ اور سو کیا ہے؟

پس حضرت ابوبکرؓ ششدر رہ گئے اور ہم ڈر گئے کہ مبادا لوگ اسلام سے مرتد ہو جائیں! لہٰذا میں حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے مکان پر آیا اور کہا: اے علی، یہودی سردار مدینہ میں آئے ہوئے ہیں اور انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کے سامنے کچھ ایسے مسائل پیش کیے ہیں جن کے وہ جواب نہیں دے پا رہے تو حضرت علی تبسم فرمانے لگے اور اس کے بعد فرمایا: آج وہی دن ہے کہ جس کے متعلق رسول خداؐ نے مجھے وعید سنا دی تھی!

بہر حال حضرت علی میرے آگے آگے چلنے لگے اور ان کے چلنے کا انداز ہو بہو رسول خداؐ کے چلنے کا انداز تھا یہاں تک کہ آپ اس مقام پر جا کر بیٹھ گئے جہاں رسول خداؐ بیٹھا کرتے تھے۔ پھر آپ ان دونوں یہودیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے یہودیو، تم دونوں میرے قریب آ جاؤ اور میرے سامنے وہ باتیں پیش کرو جو اس شیخ کے سامنے پیش کی ہیں!

ان دونوں یہودیوں نے کہا: آپ کون ہیں؟

آپ نے فرمایا: میں علی ابن ابی طالبؑ ابن عبدالمطلبؑ یعنی رسول خداؐ کا بھائی ہوں، فاطمہ سلام اللہ علیہا کا شوہر ہوں، حسنؑ و حسینؑ کا باپ ہوں، تمام حالات میں آنجنابؐ کا وصی ہوں، ہر منقبت کا مالک ہوں اور نبی کی عزت اور مقام راز داری میں ان کا شریک!

ان دونوں میں سے ایک یہودی کہنے لگا: میں اور آپ اللہ کے نزدیک کیا (حیثیت رکھتے) ہیں؟

آپ نے فرمایا: جب سے تم نے مجھے پہچانا ہے میں ایک مومن ہوں اور جب سے میں نے تم کو جانا ہے تم ایک کافر ہو اور اس کے بعد اللہ تمہارے ساتھ کیا کرے گا اے یہودی اس کا مجھے علم نہیں!

اس یہودی نے کہا: وہ کون سا جاندار ہے جو کسی دوسرے جاندار کے اندر ہے لیکن ان کے درمیان کوئی خونی رشتہ ہے اور نہ ہی کوئی رشتہ داری؟

آپ نے فرمایا: یہ حضرت یونسؑ ہیں جو مچھلی کے پیٹ میں تھے!

اس نے آپ سے کہا: وہ کون سی قبر ہے جس نے اپنے صاحب کو سیر کروائی؟

آپ نے فرمایا: حضرت یونسؑ کہ اس مچھلی نے انہیں سات سمندروں کی سیر کروائی!

اس نے آپ سے کہا: سورج کہاں سے طلوع ہوتا ہے؟

آپؑ نے اس سے کہا: شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے!

اس نے کہا: تو پھر غروب کہاں ہوتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: گرم چشمہ میں۔ میرے حبیب رسول خداؐ نے فرمایا "سورج چڑھنے یا ڈھلنے کے موقع پر جب تک وہ ایک یا دو نیزہ پر نہ ہو تم نماز نہ پڑھنا"۔

(شرح: غضب (غصہ) اور شہوت کی قوتیں شیطان کے دو سینگ ہیں اور یہ دونوں قوتیں ہر انسان کے مزاج میں شیطانی وسوسوں سے پیدا ہونے کا وسیلہ ہیں۔ انسان عقل و شرح کے احکامات میں جتنی بھی مخالفتیں کرتا رہے وہ انہی دو قوتوں کی وجہ سے کرتا ہے بلکہ دنیا میں جتنی بھی زیادتیاں اور بے اعتدالیاں وجود میں آتی ہیں اگر چہ ان میں سے بعض گناہ بھی ہوں تب بھی انہی دو قوتوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور غصہ طبعاً اپنے اثر میں سہ دور، بہ سے

والی چیز ہے۔ اور ان دونوں کا اظہار انسانی اخلاق اور تمام جانداروں کے رویئے کی نظر سے شہوت وغصہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جب ساری دنیا کے نظریئے سے اس کو لیتے ہیں تو وہ انہی کو گرمی وسردی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور جب ہم اس کا اطلاق مادہ پر کریں اور عام فضاء جو تمام سیاروں وستاروں کی گردش کے بنیاد ہے اس لحاظ سے دیکھیں تو یہی قوت جاذبیہ ودافعہ کہلاتی ہیں جو مشہور سائنس داں نیوٹن کی تھیوری کے مطابق تمام نظام ہائے شمسی کی حرکت وانتظام کی بنیاد ہے۔ قوت جذب یا جاذبیہ سورج کی مرکزی گرمی سے پیدا ہوتی ہے اور قوت دافعہ سیاروں کی سردی کے اثر سے وجود میں آتی ہے کہ جس کی وجہ سے وہ ان کو مضبوط بے نور چٹانوں کی صورت میں تبدیل کر چکی ہے۔

سورج ہر افق کے مطابق طلوع ہوتا ہے اور آفتاب ایک افق کی مناسبت سے حالت طلوع میں ہوتا ہے اور ہمیشہ اس کے بالمقابل افق پر حالت غروب میں ہوتا ہے اور یہ طلوع وغروب اپنے پیدا ہونے کی جگہ کے لحاظ سے ان دو قوتوں کے وسیلے سے جاذبیۂ عامہ اور دافعیہ عامہ پیدا کرتا ہے۔ اور مادی موجودات میں ان کی تاثیر گرمی وسردی کا پیہم وجود ہے جو مادی موجودات کی ترقی ونشونما کی بنیاد ہے۔ اور جب یہی سردی وگرمی مزاج حیوانی میں ترکیب پاتی ہے تو چاروں خلطیں پیدا ہوتی ہیں جن کو خون، بلغم، صفراء سودا کا نام دیا جاتا ہے۔ اور بدن انسانی کے تمام اعضاء انہی چار مادوں سے تخلیق ہوئے ہیں اور خون سے جو احساسات انسان میں پیدا ہوتے ہیں وہ شہوت وغصے کا باعث ہیں اور مادی موجودات کے آپس میں میل جول اور ارتباط سے یہ تاثرات پیدا ہوتے ہیں جب کے نتیجے میں گرمی وسردی سامنے آتی ہیں اور جب وہ منعکس ہوتے ہیں تو انسانی مزاج اور سارے حیوانات میں ان کا انعکاس ہی شہوت وغصہ کہلاتا ہے۔ اس طرح حدیث نے بڑی خوبی سے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ آفتاب کا مطلع شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان ہوتا ہے یہ تعبیر بڑی جامع اور گہری ہے کہ جس میں ان تمام مراحل کو زیر نظر رکھا گیا ہے اور چونکہ حدیث شریف کی توجہ خصوصاً اخلاقی پہلو ہے لہٰذا اس کو شہوت وغضب کے معنی میں لیا گیا ہے جو عالم مادی کے عام مراحل کا حامل ہے اور انسان کے وجود میں شہوت وغضب کی ہی وجہ سے تمام فسادات رونما ہوتے ہیں اور شیطانی اثر کے نتیجے میں جو ہر ضلالت وگمراہی وفساد اور بے ہودگی کی بنیاد ہے۔ یہ سب کچھ ہوتا ہے لہٰذا ان کو شیطان کے دو سینگ کہا گیا ہے اور عین حامیہ کی بنیاد سے مراد گرم چشمہ ہے کہ جس کو مغرب آفتاب تشخیص کیا گیا ہے اور یہ افق کی نسبت سے وہی گرم ہوا کا طبقہ جو صحرا یا سمندر کی سطح پر ہوتا ہے غروب آفتاب کا وقت سمجھا گیا ہے۔

اور شعاعوں کے پھوٹنے کی وجہ سے سورج کی ٹکیا میں آنکھ پھیل جاتی ہے اور افقی بخارات کے چڑھاؤ کی وجہ سے تاریک دکھائی دیتا ہے کہ پھر آنکھ سورج کی شعاعوں سے چکا چوند بھی نہیں ہوتی کیونکہ پھر ہر طرف دن نکل جاتا ہے۔)

اس نے آپ سے کہا: وہ کون سا مقام ہے جہاں (ایک مرتبہ) سورج طلوع ہوا لیکن اس کے بعد وہاں کبھی طلوع نہیں ہوا؟

آپ نے فرمایا: یہ وہ سمندر ہے جس میں اللہ نے قوم موسیٰ ــ بنی اسرائیل ــ کے لئے راستہ بنایا تھا!

اس نے کہا: تمہارا پروردگار بار اُٹھاتا ہے یا اُس کا بار اُٹھایا جاتا ہے؟

آپ نے فرمایا: میرا پروردگار اپنی قدرت سے ہر شے کو حمل کر لیتا ہے جبکہ کوئی شے اسے حمل نہیں کرتی!

اس نے کہا: تو پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے: ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذٍ ثمانیة. اور تمہارے پروردگار کے عرش کو اس دن آٹھ اپنے اُوپر لیے ہوئے ہوں گے (سورۂ حاقہ - آیت ۱۷)؟

آپ نے فرمایا: اے یہودی، کیا تم یہ نہیں جانتے کہ ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں، ان کے درمیان اور پاتال میں ہے اللہ کی ملکیت

ہے۔لہٰذا ہر چیز ثریٰ پر ہے،ثریٰ قدرت پر ہے اور قدرت ہر شے کا بار اُٹھاتی ہے؟!

اس نے کہا: جنت کہاں واقع ہوگی؟ اور جہنم کہاں واقع ہوگی؟

آپ نے فرمایا: جنت آسمان میں ہے اور جہنم زمین میں۔

اس نے کہا: آپ کے پروردگار کا رُخ کس طرف ہے؟

حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا: اے ابن عباسؓ، میرے پاس آگ اور لکڑیاں لے آؤ، لہٰذا میں آپ کے پاس آگ اور لکڑیاں لے کر آیا اور اسے روشن کیا تو اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: اے یہودی، اس آگ کا رُخ کس طرف ہے؟!

اس نے کہا: میں اس کے رُخ کو مشخص نہیں کر سکتا!

آپ نے فرمایا: بلاشبہ میرا پروردگار عزوجل اسی مثال پر قائم ہے اور اللہ کے لئے مشرق و مغرب ہے تو تم لوگ جس طرف رُخ کر دگے پس وہیں پر اللہ کا رُخ ہے۔

اس نے آپ سے کہا: دو حاضر چیزیں کیا ہیں؟

آپ نے فرمایا: آسمان اور زمین جو ایک لحظہ کے لئے بھی غائب نہیں ہوتے۔

اس نے کہا: تو پھر دو غائب چیزیں کون سی ہیں؟

آپ نے فرمایا: موت اور زندگی کہ ان سے کوئی واقف نہیں ہوتا۔

اس نے کہا: وہ کون سی دو چیزیں ہیں جو ایک دوسرے سے نفرت کرتی ہیں؟

آپ نے فرمایا: رات اور دن۔

اس نے کہا: ایک کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ۔

اس نے کہا: دو کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: حضرات آدمؑ و حواؑ۔

اس نے کہا: تین کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: قوم نصاریٰ نے اللہ عزوجل پر جھوٹ باندھا ہے کہ وہ تثلیث کے قائل ہیں جبکہ بخدا، اللہ کی کوئی شریک حیات ہے اور نہ ہی کوئی اولاد۔

اس نے کہا: چار کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: قرآن، زبور، توریت اور انجیل۔

اس نے کہا: پانچ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: پنجگانہ نمازیں جو فرض ہیں۔

اس نے کہا: چھ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: اللہ نے آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی ہر چیز کو چھ دنوں میں خلق کیا۔

اس نے کہا: سات کیا ہے؟

آپ نے فرمایا جہنم کے تہ بہ تہ سات دروازے۔

اس نے کہا: آٹھ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: جنت کے آٹھ دروازے۔

اس نے کہا: نو کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: نو گروہ جنہوں نے زمین میں فساد کیا اور (کوئی) اصلاح نہیں کی۔

اس نے کہا: دس کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: عشرہ کے دس دن۔

اس نے کہا: گیارہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: حضرت یوسفؑ کا اپنے والد سے یہ کہنا: ''اے میرے باپ، بلاشبہ میں نے گیارہ ستاروں، سورج اور چاند کو دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں''۔

اس نے کہا: بارہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: سال بھر کے مہینے۔

اس نے کہا: بیس کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: حضرت یوسفؑ کا بیس درہم کے عوض فروخت کیا جانا۔

اس نے کہا: تیس کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ماہ رمضان کے تیس دن کہ ان میں روزہ رکھنا فرض ہے اور ہر مومن پر واجب، سوائے اس پر جو مریض ہو یا سفر کی حالت میں ہو۔

اس نے کہا: چالیس کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: میقات موسیٰؑ جو تیس دن کا تھا مگر اللہ نے اس میں دس دنوں کا اضافہ فرمایا تو ان کے پروردگار کا میقات چالیس راتوں کا ہو گیا۔

اس نے کہا: پچاس کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: حضرت نوحؑ پچاس کم ہزار سال اپنی قوم میں ٹھہرے رہے۔

اس نے کہا: ساٹھ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل کا ظہار کے کفارہ کے متعلق یہ قول کہ جو شخص دو ماہ لگاتار روزے نہیں رکھ سکتا اسے چاہئے کہ وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

اس نے کہا: ستر کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: حضرت موسیٰ نے اپنے پروردگار کے میقات کے لئے اپنی قوم میں سے ستر افراد کا انتخاب کیا۔

اس نے کہا: اسّی کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: جزیرہ میں واقع ایک دیہات ہے جسے ثمانون کہا جاتا ہے کہ حضرت نوحؑ وہیں سے کشتی میں سوار ہوئے تھے اور وہ جودی پر جا ٹھہری تھی تو اللہ نے اس قوم کو غرق کر دیا تھا۔

اس نے کہا: نوے کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: وہ باردار کشتی جس میں حضرت نوحؑ نے اپنے چوپایوں کے لئے نوے کمرے بنائے تھے۔

اس نے کہا: سو کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: حضرت داؤدؑ کی عمر ساٹھ سال کی تھی اور حضرت آدمؑ نے اپنی عمر کے چالیس سال ان کو ہبہ کر دیئے۔ پس جب حضرت آدمؑ کا وقت وفات قریب آیا تو انہوں نے انکار کر دیا لہٰذا ان کی ذریت نے انکار کیا۔

اس نے کہا: اے نوجوان، میرے لئے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حُلیہ بیان کرو کہ گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں تا کہ اسی لمحہ میں ان پر ایمان لے آؤں۔

حضرت امیر المومنینؑ گریہ کرنے لگے اور اس کے بعد فرمایا: اے یہودی، میرے غم تازہ ہو گئے؛ میرے حبیب رسول خدا کشادہ جبیں تھے، ان کی بھویں ملی ہوئیں، آنکھیں سیاہ، رُخسار کم گوشت تھے۔

آپؐ کشیدہ بینی، باریک لب، گھنی ڈاڑھی، سفید دندان کے مالک تھے۔

آپؐ کی گردن چاندی کی چھاگل جیسی تھی، آپ کی گردن کے اُبھار سے ناف تک بال ہی بال تھے جیسے کوئی کافور کی شاخ ہو نیز ان کے علاوہ آپؐ کے جسم پر کہیں بال نہیں پائے جاتے تھے۔

آپؐ بہت لمبے تھے نہ ہی پستہ قد (درمیانہ قد کے تھے)۔

جب آپؐ لوگوں کے ساتھ چلتے تھے تو آپ کا نور انہیں ڈھانپ لیتا۔ آپؐ جب چلتے تھے تو ایسا لگتا تھا گویا آپؐ اپنا پاؤں کسی سخت پتھر سے اُٹھا کر کسی ڈھلان سے اُتر رہے ہیں، آپ کے ٹخنے مدوّر، قدم باریک اور آپؐ کی کمر پتلی تھی۔

آپؐ کے عمامہ کا نام سَحاب تھا، آپ کی تلوار ذوالفقار تھی، آپؐ کا خچر دلدل تھا، آپؐ کا گدھا یعفور تھا، آپ کی اونٹنی عضباء تھی، آپؐ کا راہوار لزاز تھا، آپ کی عصا ممشوق تھی، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں پر سب سے زیادہ مہربان اور ان پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے انسان تھے، آپؐ کے دونوں کاندھوں کے درمیان مُہر نبوت تھی اور اس مُہر پر دو سطور لکھی ہوئی تھیں: پہلی سطر میں لکھا تھا: لا اِلٰـہَ اِلَّا اللہ، اور دوسری سطر میں لکھا تھا: محمد رّسول اللہ.

یہ تھا آپ کا حلیہ اے یہودی!

دونوں یہودی کہنے لگے: ہم گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اللہ کے اور ہم یہ گواہی (بھی) دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی وصی ہیں۔

پھر اُن دونوں نے اسلام قبول کر لیا اور خوش عقیدہ ہو گئے نیز انہوں نے حضرت امیر المومنینؑ کی ملازمت اختیار کر لی گویا وہ ہر وقت آپ کے ہمراہ ہوتے یہاں تک کہ جنگ جمل واقع ہوئی تو وہ دونوں آپ کے ساتھ بصرہ کی جانب روانہ ہوئے اور ان میں سے ایک جنگ جمل میں مارا گیا جبکہ دوسرا زندہ رہا اور جنگ صفین کی لڑائی میں شریک ہوا اور صفین میں مارا گیا۔

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن حسین ابن سعید نے اپنے والد کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے جعفر ابن یحیٰی سے، اس نے اپنے والد کے ذریعہ امام محمد باقرؑ یا امام جعفر صادقؑ سے مرفوع روایت نقل کی: خیبر کے یہودیوں میں سے دو اشخاص اپنے ہمراہ کھلی ہوئی توریت لے کر آئے تاکہ نبیؐ سے ملاقات ہو جائے مگر انہیں معلوم ہوا کہ آپؐ اس دنیا سے رُخصت ہو چکے ہیں تو وہ دونوں حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ہم اس ارادہ سے آئے تھے کہ نبیؐ سے ملاقات کر کے اُن سے کچھ مسائل دریافت کریں گے مگر ہمیں پتا لگا کہ اب وہ اس دنیا میں نہیں رہے۔

حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے: تم دونوں کے مسائل کیا ہیں؟

ان دونوں نے کہا: ہمیں بتایئے کہ ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس، بیس، تیس، چالیس، پچاس، ساٹھ، ستر، اَسّی، نوے اور سَو کیا ہیں؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: ان میں سے مجھے کچھ معلوم نہیں، لہٰذا تم دونوں حضرت علیؑ کے پاس جاؤ!

وہ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور از سرِ نو اپنی رُوداد بیان کر دی جبکہ ان کے ہاتھ میں کھلی ہوئی توریت تھی۔

امیر المومنینؑ نے ان دونوں سے کہا: اگر میں ان باتوں کی خبر دے دوں جو تمہارے علم میں ہے تو کیا تم دونوں اسلام قبول کر لو گے؟

کہنے لگے: جی ہاں!

آپ نے فرمایا: واحد (ایک) تو خدائے وحدہ لاشریک ہے۔

دو اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: دو معبود مت بناؤ کیونکہ وہ ایک ہی معبود ہے۔

تین، چار، پانچ، چھ، سات اور آٹھ اصحاب کہف کے بارے میں کتاب خدا میں اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: **سیقولون ثلثة رابعهم کلبهم و یقولون خمسة سادسهم کلبهم رجماً بالغیب و یقولون سبعة و ثامنهم کلبهم**. عنقریب یہ لوگ (نجران کے نصاریٰ) کہیں گے کہ وہ تین آدمی ہیں چوتھا ان کا کتا ہے، اور کچھ لوگ کہیں گے کہ پانچ آدمی ہیں چھٹا ان کا کتا ہے، (یہ سب) اٹکل پچو سے کام لیتے ہیں اور کچھ لوگ کہیں گے کہ سات آدمی ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے... (سورۂ کہف۔ آیت ۲۲)

نو اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: **تسعة رهط یفسدون فی الارض ولا یصلحون**. اس بستی میں نو آدمی ایسے تھے جو زمین میں فساد کرتے تھے اور (کوئی) اصلاح نہیں کرتے تھے۔ (سورۂ نمل۔ آیت ۴۸)

دس اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: تلک عشرة کاملة یہ مکمل دس ہیں۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۹۶)

بیس اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: اِن یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین اگر تم میں بیس افراد شکیبائی سے کام لینے والے ہوتے تو وہ دو سو افراد پر غالب آ جاتے۔ (سورۂ انفال۔ آیت ۶۶)

تیس اور چالیس اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: و وعدنا موسیٰ ثلثین لیلة واَتممناها بعشر فتم میقات ربه اربعین لیلة. اور ہم نے موسیٰ سے تیس دنوں کا وعدہ کیا اور ہم نے اس میں دس روز بڑھا کر پورا کر دیا، غرض اس کے پروردگار کا وعدہ چالیس راتوں میں پورا ہو گیا۔ (سورۂ اعراف۔ آیت ۱۴۲)

پچاس اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: فی یوم کان مقداره خمسین اَلف سنة. ایک دن میں کہ اس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی۔ (سورۂ معارج۔ آیت ۴)

ساٹھ اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: فمن لم یستطع فإطعام ستین مسکیناً. تو تم میں سے جس شخص کے لئے (دو ماہ لگاتار روزے رکھنا) ممکن نہ ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ (سورۂ مجادلہ۔ آیت ۴)

ستر اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: واختار موسیٰ سبعین رجلاً لمیقاتنا. اور موسیٰ نے ہمارے میقات کے لئے ستر افراد کا انتخاب کیا۔ (سورۂ اعراف۔ آیت ۱۵۵)

اَسّی اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: والذین یرمون المحصنات ثم لم یأتو بأربعة شهدآء فاجلدوهم ثمانین جلدةً. اور وہ افراد جو پاکدامن عورتوں پر الزام دھرتے ہیں اور اس کے بعد وہ چار گواہ (بھی) نہ لائیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ! (سورۂ نور۔ آیت ۴)

نوے اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: هذا اَخی وله تسع و تسعون نعجةً. یہ میرا بھائی ہے کہ اس کی نوے دنبیاں ہیں۔ (سورۂ ص آیت ۲۳)۔

سو اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: والزانیة والزانی فاجلدوا کلّ واحد منهما مأة جلدة. زانی عورت اور زانی مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ! (سورۂ نور۔ آیت ۲)

راوی کہتا ہے: اس کے بعد دونوں یہودیوں نے اسلام قبول کر لیا۔

﴿۲﴾ **نبیؐ ایک سو بیس مرتبہ معراج پر تشریف لے گئے:** محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن متیل دقاق نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سلمہ ابن خطاب نے یونس ابن صباح مزنی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی۔ اس نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا: رسول خداؐ ایک سو بیس مرتبہ معراج پر تشریف لے گئے اور ہر مرتبہ اللہ عزوجل نے اپنے نبیؐ کو حضرت علیؑ اور ائمہؑ کی ولایت کی وصیت کی نیز فرائض سے زیادہ اس امر کی وصیت کی۔

﴿۳﴾ **پھلوں کے ایک سو بیس رنگ:** میرے والدؒ اور محمد ابن حسنؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ اور عبداللہ ابن جعفر حمیری دونوں نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے ایک اور سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جس وقت حضرت آدمؑ جنت سے زمین پر اترے تو ان کے ہمراہ ایک سو بیس شاخیں تھیں کہ ان میں سے چالیس

شاخوں (میں ایسے پھل لگتے ہیں جن) کے اندرونی اور بیرونی (دونوں حصوں) کو کھایا جاتا ہے جبکہ چالیس شاخوں (میں ایسے پھل لگتے ہیں جن) کے اندرونی (حصہ) کو کھایا جاتا ہے اور بیرونی (حصہ یعنی چھلکے) کو پھینک دیا جاتا ہے اور ان میں سے چالیس ایسی ہیں جن کے بیرونی (حصہ) کو کھایا جاتا ہے اور اندرونی (حصہ) پھینک دیا جاتا ہے اور (اپنے ساتھ) ایک بورالائے تھے کہ اس میں ہر چیز کا بیج تھا۔

﴿۴﴾ **ایک سو بیس قسم کے جنّتی افراد:** ابواحمد محمد ابن جعفر بندار شافعی نے فرغانہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالعباس جمادی نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: صالح ابن محمد بغدادی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبیداللہ ابن عُمر قواریری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مؤمل ابن اسماعیل نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سفیان ثوری نے علقمہ ابن مرثد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سیمان ابن یزید سے، اس نے اپنے والد سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جنّتی لوگوں کی ایک سو بیس اقسام ہیں اور اس اُمت میں ان کی اَسّی اقسام پائی جاتی ہیں۔

﴿۵﴾ **جو شخص قران حفظ کرے بیت المال سے اسے ہر سال دو سو دینار دیئے جائیں گے:** ابوالحسن احمد ابن محمد ابن حسین بزاز نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوحامد احمد ابن محمد ابن حمویہ نے مجھے خبر سنائی، کہا: ابوجعفر محمد ابن احمد ابن سعید رازی نے ہمیں خبر سُنائی، کہا: عباس ابن حمزہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ابراہیم دورقی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ربیع ابن بدر نے ابواشہب نخعی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا: جو شخص بخوشی اسلام قبول کر لے اور قران کو حفظ کر کے پڑھے تو اس کو ہر سال بیت المال میں سے دوسو دینار دیئے جائیں گے کہ اگر دنیا میں اسے محروم رکھا گیا تو قیامت کے دن پورے لے گا جبکہ اس وقت اس کو ان کی زیادہ ضرورت ہوگی۔

﴿۶﴾ **سال بھر میں تین سو ساٹھ دن ہوتے ھیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن حسین ابن علی ابن یقطین کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے بکر ابن علی ابن عبدالعزیز سے، اس نے اپنے والد سے نقل کیا: میں نے امام جعفر صادقؑ سے سال کے متعلق سوال کیا کہ (ایک سال میں) کتنے دن ہوتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں کہ ان میں سے چھ دن وہ ہیں جن میں اللہ عزوجل نے دنیا کو خلق کیا لہٰذا وہ اصل سال سے منہا ہو گئے اور اس طرح سال تین سو چوّن دن کا ہو گیا۔

(شرح: بارہویں باب میں حدیث نمبر۱۴ کے تحت اس کی شرح بیان کی جا چکی ہے وہاں سے رجوع کریں)۔

﴿۷﴾ **مستحب ھے کہ جو شخص مکہ جائے وہ سال بھر کے دنوں کی تعداد کے مطابق --تین سو ساٹھ-- طواف کرے اور اگر ایسا نہ کرسکتا ہو تو تین سو ساٹھ چکر لگائے:** محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن حسن ابن ابان نے حسین ابن سعید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے فضالہ ابن ایوب سے، اس نے معاویہ ابن عمار سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: مستحب ہے کہ سال بھر کے دنوں کی تعداد میں (یعنی) تین سو ساٹھ طواف کیے جائیں اور اگر اس پر قادر نہ ہو تو تین سو ساٹھ چکر لگائے جائیں اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو جس قدر طواف کر سکتا ہو کرے!

﴿۸﴾ **وہ خوبیاں جو شرائع دین ھیں:** احمد ابن محمد ابن ہیثم عجلی، احمد ابن حسن قطان، محمد ابن احمد سنانی، حسین ابن ابراہیم ابن احمد ابن ہشام مکتّب، عبداللہ ابن محمد صائغ اور علی ابن عبداللہ وراق رضی اللہ عنہم نے ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے کہا: ابوالعباس احمد بن

یحییٰ ابن زکریا قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابومعاویہ نے اعمش کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے نقل کیا: یہ شرائع دین ہیں اس شخص کے لئے جو یہ چاہتا ہے کہ ان سے متمسک رہے اور خدا اُسے ہدایت دے:

کامل وضو: جس طرح کہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب ناطق میں اس کا حکم دیا ہے کہ چہرہ اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا جائے، سر اور دونوں پاؤں کا ٹخنوں تک ایک ایک مرتبہ مسح کیا جائے جبکہ دو مرتبہ بھی جائز ہے۔

وضو صرف پیشاب کرنے، ریح خارج ہونے، سوجانے، پاخانہ کرنے اور جنابت کی وجہ سے باطل ہوتا ہے۔ نیز جو شخص موزے پر مسح کرے تو اس نے اللہ، اس کے رسولؐ اور اس کی کتاب کی مخالفت کی اور اس طرح اس کا وضو بھی مکمل نہیں ہوا لہٰذا اس کی نماز بھی ادا نہیں ہوگی۔

غسل: غسل جنابت، غسل حیض، غسل میت، میت کے ٹھنڈا پڑ جانے کے بعد اس کو چھونے والے کا غسل، میت کو غسل دینے والے کا غسل، جمعہ کا غسل، عید فطر اور عید الاضحیٰ کے غسل، مکہ میں داخل ہونے کا غسل، مدینہ میں داخل ہونے کا غسل، غسل زیارت، احرام کا غسل، عرفہ کے دن کا غسل، رمضان کی سترہویں شب کا غسل، رمضان کی انیسویں شب کا غسل، رمضان کی اکیسویں شب کا غسل اور رمضان کی تیسویں شب کا غسل۔

واجب غسل: غسل جنابت ہے جبکہ غسل جنابت اور غسل حیض ایک ہیں۔

واجب نمازیں: نماز ظہر کہ اس کی چار رکعتیں ہے، نماز عصر کہ اس کی چار رکعتیں ہیں، مغرب کی تین رکعتیں ہیں، عشاء کی نماز (بھی) چار رکعتی ہے اور فجر میں دو رکعتیں ہیں پس فی الجملہ واجب نمازوں کی رکعتوں کی تعداد سترہ ہے۔

مستحب نمازیں: ان کی چونتیس رکعتیں ہیں: چار رکعت مغرب کے بعد کہ سفر ہو یا حضر اس کی قصر نہیں، عشاء کے بعد دو رکعت نماز بیٹھ کر ادا کی جاتی ہے جو ایک رکعت شمار ہوتی ہے، آٹھ رکعت سحر کے وقت اور یہی نماز شب ہے، شفع دو رکعت، وتر ایک رکعت اور وتر کے بعد دو رکعت فجر کی، آٹھ رکعت ظہر سے پہلے اور آٹھ رکعت عصر سے پہلے۔ نیز مستحب ہے کہ نماز اول وقت میں ادا کی جائے اور اسی طرح نماز جماعت کو فرادیٰ نماز پر چوبیس گنا فضیلت حاصل ہے۔

کسی فاجر کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جا سکتی بلکہ صرف اہل ولایت ہی کی اقتدا کی جائے گی، مردار کی کھال میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے خواہ ستر بار اس کی دباغت ہو چکی ہو اور نہ ہی درندوں کی کھال میں نماز پڑھنی چاہئے۔

زمین یا اس سے اُگنے والی شے کے علاوہ کسی دوسری شے پر سجدہ جائز نہیں ہے بشرطیکہ وہ (اُگنے والی شے) کھائی نہ جاتی ہو، کپاس اور کتان نہ ہو۔

نماز کی ابتدا میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ تعالیٰ عرشک اور نہ ہی یہ کہا جائے گا کہ تعالیٰ جدک اسی طرح پہلے تشہد میں السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین نہیں کہا جائے گا، اس لئے کہ سلام کے ذریعہ انسان نماز کی حالت سے خارج ہو جاتا ہے اور جب تم ایسا کہو گے تو (گویا) تم نے سلام کہہ دیا۔

آٹھ فرسخ پر نماز قصر ہو جاتی ہے اور یہ دو منزل (کا فاصلہ) ہے۔ نیز جب تم نماز قصر کرو گے تو تم روزہ بھی افطار کر لو گے جبکہ اگر کوئی شخص

سفر میں نماز قصر نہ پڑھے تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی اس لئے کہ اس نے اللہ عزوجل کے فرض کردہ میں اضافہ کردیا۔

ہر نماز میں قنوت پڑھنا مستحب ہے البتہ ضروری ہے کہ اسے دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے اور قرأت کے بعد پڑھا جائے۔

نماز میت: پانچ تکبیروں پر مشتمل ہے کہ جو ان میں کمی کرے اس نے سُنت کی مخالفت کردی۔

مرد کی میت کو پاؤں کی جانب سے آرام سے قبر میں اتارا جائے گا جبکہ عورت کی میت کو لحد کی سمت سے عرضاً اتارا جائے گا۔ نیز قبروں کو ہموار کیا جائے گا اور اسے ناہموار نہیں رکھنا چاہئے۔

نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے اور نماز کے واجبات سات ہیں: وقت، طہارت، توجہ، قبلہ، رکوع، سجود اور دُعا۔

زکوٰۃ: ایک واجب فریضہ ہے کہ ہر دوسو درہم میں سے پانچ درہم ادا کیے جائیں گے اور اس سے کم چاندی پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اسی طرح جب تک کوئی مال سال بھر اپنی ملکیت میں نہ رہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

زکوٰۃ صرف اہل ولایت کو ادا کی جائے گی جو امام برحق کو اطاعت کا حقدار جانتا ہو۔

جب سونا بیس مثقال کی مقدار تک پہنچ جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے یعنی نصف دینار۔ اسی طرح اگر گندم، جَو، کھجور اور کشمش کی مقدار پانچ وسق تک جا پہنچے تو اس کا دسواں حصہ بطور زکوٰۃ ادا کیا جائے گا بشرطیکہ ان کی آبیاری جاری پانی سے کی گئی ہو، لیکن اگر اس کی آبیاری کنوئیں کے پانی سے کی گئی ہو تو اس کا بیسواں حصہ بطور زکوٰۃ ادا کیا جائے گا۔

ایک وسق ساٹھ صاع کے برابر ہوتا ہے جبکہ ایک صاع چار مُد کے برابر ہوتا ہے۔ (صاع = 2.830646 کلوگرام)۔

اگر بھیڑ بکریوں کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے تو ان پر (بھی) زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ اگر ان کی تعداد میں اضافہ ہو جائے تو ایک سو بیس تک ایک گوسفند واجب ہے اور اگر ایک سو بیس سے زیادہ ہوں تو دوسو تک ان کی زکوٰۃ دو گوسفند ہوگی؛ اگر اس سے بھی زیادہ ہو جائیں تو تین سو تک ان کی زکوٰۃ تین گوسفند ہوگی اور اس کے بعد ہر سو میں ایک گوسفند واجب ہے۔

اگر گائے کی تعداد تیس تک پہنچ جائے تو ایک سالہ بچھڑا زکوٰۃ کے طور پر ادا کیا جائے گا اور چالیس کی تعداد تک ایک سالہ بچھڑا ہی دیا جائے گا البتہ اس کے بعد ساٹھ تک دو سالہ بچھڑا دیا جائے، اس کے بعد نوے تک دو عدد دو سالہ بچھڑے دیئے جائیں گے، اس کے بعد تین عدد دو سالہ بچھڑے دیئے جائیں گے اور پھر ہر تیس (گائیوں) پر ایک عدد ایک سالہ بچھڑا اور ہر چالیس پر ایک عدد دو سالہ بچھڑا زکوٰۃ کے طور پر ادا کیا جائے گا۔

اگر اونٹ کی تعداد پانچ ہو جائے تو اس کی زکوٰۃ ایک گوسفند ہے؛ دس اونٹوں کی زکوٰۃ دو گوسفند ہوگی؛ پندرہ اونٹوں کی زکوٰۃ تین گوسفند؛ بیس اونٹوں کی زکوٰۃ چار گوسفند اور پچیس اونٹوں کی زکوٰۃ پانچ گوسفند ہوگی۔ اس سے ایک بھی زیادہ اونٹ ہوں تو اونٹ کا ایک دوسرا بچہ زکوٰۃ کے طور پر ادا کیا جائے گا؛ اگر پینتیس اونٹ ہوں اور ان میں ایک کا اضافہ ہو جائے تو ایک ایسی اونٹنی دی جائے گی جو تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو؛ اگر پینتالیس اونٹ ہوں اور ان میں ایک کا اضافہ ہو جائے تو ایک ایسا اونٹ دیا جائے گا جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو، اگر ساٹھ اونٹ ہوں اور ان میں ایک کا اضافہ ہو جائے تو اسّی تک ایک ایسا اونٹ دیا جائے گا جو پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہو؛ اگر اسّی پر ایک کا اضافہ ہو جائے تو نوے تک اس کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو چھٹے سال میں داخل ہو چکا ہو؛ اگر ان کی تعداد نوے تک پہنچ جائے تو ایک سو بیس تک ان کی زکوٰۃ دو عدد

تین سالہ اونٹ ہیں جبکہ ان (ایک سوبیس) کی زکوٰۃ دو عدد چار سالہ اونٹنی ہیں کہ نر نے ان سے جفتی کی ہو اور اگر اونٹ بکثرت ہوں تو ہر چالیس اونٹوں کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور ہر پچاس اونٹوں کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

اس کے بعد کسی نصاب پر بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ واجب نہیں اور اونٹوں کے سالوں کی جانب رجوع کرنا چاہئے۔

زکوٰۃ فطرہ: ہر ایک پر واجب ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت۔

یہ چار مُد گندم، جَو، کھجور اور کشمش میں سے ہونی چاہئے اور یہ ایک پورا صاع ہے۔

یہ سب سوائے اس شیعہ کے کسی کے لئے جائز نہیں جو امامؑ کے حق طاعت کو پہچانتا ہے۔

حیض: عورت کے حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے اور کم سے کم تین دن۔

مستحاضہ: غسل کرے گی، اپنے پوشیدہ اعضاء کو رُوئی سے پُر کرے گی اور نماز پڑھے گی جبکہ حائضہ نماز ترک کردے گی اور اس کی قضا بھی نہیں کرے گی البتہ روزہ ترک کرے گی مگر اس کی قضا ہے۔

رؤیت ھلال: رمضان کا چاند دیکھتے ہی اس مہینہ روزے رکھنا واجب ہے اور اسی طرح شوال کا چاند دیکھ کر روزہ افطار کر لیا جائے گا۔

مستحبی نماز باجماعت نہیں پڑھنی چاہئے کہ ایسا کرنا بدعت ہے اور ہر بدعت ایک گمراہی ہے اور ہر گمراہی (کا ٹھکانہ) جہنم ہے۔

روزہ: سال کے ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا بہتر ہے: دو جمعرات کہ ان کے بیچ میں ایک بدھ ہو یعنی پہلے عشرہ کی پہلی جمعرات، دوسرے عشرہ کا بدھ اور آخری عشرہ کی آخری جمعرات۔ اسی طرح شعبان میں روزہ رکھنا (بھی) بہتر ہے اس لئے کہ نیکوکاروں نے اس مہینہ میں روزے رکھے اور اس میں دلچسپی لی۔ نیز رسول خداؐ شعبان کو رمضان سے ملا دیتے تھے۔

اگر رمضان کے روزوں کی قضا الگ الگ کی جائے تو یہ جائز ہے جبکہ اگر پے در پے قضا کی ادائیگی کرے تو یہ افضل ہے۔

حج: جو شخص صاحب استطاعت ہو اس پر حج کرنا واجب ہے، یعنی اگر اس کے پاس زادِ راہ ہے، سواری ہے، تندرستی ہے اور حج سے واپس لوٹنے تک اس کے اہل وعیال کے اخراجات ہیں۔

صرف حج تمتع جائز ہے حج قران اور حج افراد نہیں سوائے ان لوگوں کے جو مسجد حرام کے پاس مقیم ہیں۔

میقات پہنچنے سے پہلے احرام باندھنا جائز نہیں اور نہ ہی میقات سے بغیر احرام گزرنا جائز ہے سوائے ان افراد کے جو بیمار ہیں یا تقیہ کی حالت میں ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: **وأتموا الحج والعمرة لله** (اور حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے مکمل کرو) اور ان کی تکمیل حج کے دوران جماع، جھوٹ اور جدال سے اجتناب کرنا ہے۔

نیز (حج میں) خصی جانور کی قربانی جائز نہیں کہ وہ ناقص ہوتا ہے البتہ جس کے فوطے دبا دیئے گئے ہوں اس کی قربانی جائز ہے بشرطیکہ کوئی اور جانور نہ مل رہا ہو۔

حج کے واجبات: میں احرام، چار تلبیہ یعنی لَبَّیکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ، لَبَّیکَ لاَ شَرِیکَ لَکَ لَبَّیکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لاَ شَرِیکَ لَکَ شامل ہیں۔

عمرہ: میں خانہ کعبہ کا طواف فرض ہے، مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز، صفا و مروہ کے درمیان سعی (بھی) فرض ہیں اور مقام ابراہیم کے نزدیک اس کی دو رکعت نماز بھی واجب ہے۔ اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کی جائے گی جو کہ فرض ہے۔

طواف: حج کا طواف فرض ہے، طواف نساء فرض ہے اور مقام ابراہیم کے پاس اس کی دو رکعت نماز بھی فرض ہے، البتہ اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی جائے گی۔

وقوف: اسی طرح مشعر میں وقوف واجب ہے اور حج تمتع کی قربانی بھی واجب ہے۔

جہاں تک عرفات میں وقوف کا تعلق ہے تو وہ ایک واجب سُنت ہے، سر منڈوانا سنت ہے اور شیطان کو کنکریاں مارنا سنت ہے۔

جہاد: عادل امام کی رکاب میں واجب ہو جاتا ہے اور اگر کوئی شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے تو وہ شہید ہے۔

جس مملکت میں تقیہ کے ساتھ زندگی بسر کی جا رہی ہو اس میں کسی کافر یا ناصبی کو قتل کرنا جائز نہیں سوائے اس کے کہ جو جنگ کرنے یا فساد پھیلانے کی جستجو میں لگا ہو بشرطیکہ تمہیں اپنی یا تمہارے کسی ساتھی کی جان کا خطرہ لاحق ہو۔

تقیہ: جہاں اپنے مذہب کا برملا اظہار کرنا ممکن نہ ہو ایسی مملکت میں تقیہ کرنا واجب ہے!

جو شخص بصورت تقیہ اپنے آپ کو ظلم سے بچانے کی خاطر قسم توڑ دے اس پر کوئی گناہ ہے اور نہ ہی کوئی کفارہ۔

طلاق: سنت کے مطابق واقع ہونی چاہئے جس طرح کہ اللہ عزوجل کی کتاب اور اس کے نبیؐ کی سنت میں پایا جاتا ہے اور سنت کے برخلاف طلاق جائز نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ہر وہ طلاق جو سنت کے مطابق واقع نہ ہوئی ہو وہ درحقیقت طلاق ہی نہیں ہے بالکل اسی طرح جیسے اگر کوئی نکاح کتاب و سنت کے مطابق نہ پڑھا گیا ہو تو وہ نکاح ہی نہیں!

چار سے زیادہ آزاد عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں نہیں رکھا جائے گا اور اسی طرح اگر کسی عورت کو تین بار عدت کے ساتھ طلاق دے دی جائے تو حلالہ کے بغیر اس کا شوہر اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔

اور فرمایا: یک ہی مقام پر تین مرتبہ طلاقیں دی جانے والی عورت سے نکاح کرنے سے پرہیز کرو اس لئے کہ ایسی عورتیں شوہر دار ہیں۔

صلوات: ہر مقام پر، چھینک، آندھیاں چلنے اور دیگر مواقع پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجنا واجب ہے۔

تولا و تبرا: اللہ کے اولیاء سے محبت اور ان کی ولایت کا اقرار کرنا واجب ہے۔ اسی طرح ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کرنا واجب ہے کہ جنہوں نے آل محمد علیہم السلام پر ظلم کیا اور ان کی آبرو ریزی کی، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فدک چھین لیا، انہیں میراث سے محروم کر کے اسے غصب کر لیا، ان کے اور ان کے شوہر کے حقوق غصب کر لیے، ان کے گھر کو جلایا اور اس طرح انہوں نے ظلم کی بنیاد ڈالی اور رسول خدا کی سنت میں تبدیلی لے آئے۔

ناکثین، قاسطین اور مارقین سے بیزاری کا اظہار کرنا واجب ہے۔ اسی طرح بتوں، زمانہ جاہلیت کے جوؤں، گمراہ کن پیشواؤں اور قائدین ظلم و جور، ان کے اول سے لے کر آخری فرد تک یعنی سب کے سب سے بیزاری کا اظہار کرنا واجب ہے۔

اولین و آخرین کے بدبخت ترین فرد، ناقہ ثمود کے پے کرنے والے کے بھائی یعنی قاتل امیر المومنین علیہ السلام سے بیزاری کا اظہار کرنا واجب ہے۔

اہل بیتؑ کے تمام قاتلوں سے بیزاری کا اظہار کرنا واجب ہے۔

جن مومنین نے اپنے نبیؐ کے بعد کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا ان کی ولایت واجب ہے، جیسے حضرات سلمان فارسیؓ، ابوذر غفاریؓ، مقداد ابن اسود کندیؓ، عمار ابن یاسرؓ، جابر ابن عبداللہ انصاریؓ، حذیفہ ابن یمانؓ، ابوالہیثم ابن تیہانؓ، سہل ابن حُنیفؓ، ابوایوب انصاریؓ، عبداللہ ابن صامتؓ، عبادہ ابن صامتؓ، خزیمہ ابن ثابت ذوالشہادتینؓ، ابوسعید خدریؓ اور ان کی روش اور نقش قدم پر چلنے والے افراد۔ اسی طرح ان کے پیروکاروں، اقتدا کرنے والوں اور اُن ہی کی راہ پر گامزن رہنے والے افراد کی ولایت واجب ہے۔

والدین کے ساتھ نیکی کرنا واجب ہے اگر چہ وہ مشرک ہوں۔ البتہ ان کے یا کسی اور کے کہنے پر اللہ کی معصیت کا ارتکاب مت کرو اس لئے کہ "خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہوتی"۔

عصمت: انبیاءؑ اور اوصیاءؑ کا کوئی گناہ نہیں ہوتا کہ وہ معصوم اور پاکیزہ ہوتے ہیں۔

متعه: مُتعتین کا حلال جاننا واجب ہے جس طرح کہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں نازل کیا اور سنت نبویؐ میں بھی اس کا ذکر پایا جاتا ہے یعنی حج تمتع اور عورتوں کے ساتھ غیر دائمی نکاح۔

میراث کے واجبات وہی ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل کیا۔

عقیقه: اولاد کا عقیقہ ساتویں دن ہوتا ہے چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی، اسی طرح بچہ کا نام ساتویں دن رکھنا چاہئے، اس کا سر منڈوانا چاہئے اور اس کے بالوں کے وزن کے مطابق سونا یا چاندی صدقہ کرنا چاہئے۔

عدل و انصاف اور جبر وتفویض:

اللہ عزوجل کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اور نہ ہی وہ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بار رکھتا ہے۔

بندوں کے افعال خلق کیے گئے ہیں البتہ ان کی یہ تخلیق تقدیری ہے تکوینی نہیں!

ہر چیز کا خالق اللہ ہے کہ اس کی طرف سے جبر وتفویض نہیں ہے۔

اللہ عزوجل کسی گنہگار کی سزا کسی بے گناہ کو نہیں دیتا اور نہ ہی وہ بچوں کو ان کے آباؤ اجداد کے گناہوں کی سزا دیتا ہے۔ اس نے اپنی کتاب محکم میں فرمایا ہے: **ولا تزرُ وازرةٌ وزرَ اُخریٰ.** کوئی کسی کا بار اپنے کاندھوں پر نہیں اُٹھاتا۔ (سورۂ انعام۔ آیت ۱۶۴) نیز اللہ عزوجل فرماتا ہے: **اَن لیس للاِنسان اِلاّ ما سعیٰ. وان سعیه سوف یریٰ** انسان کے لئے بس اتنا ہی (صلہ) ہے جتنی اس نے کوشش کی اور وہ اپنی کوشش کا نتیجہ عنقریب دیکھے گا۔ (سورۂ نجم۔ آیت ۳۹) اللہ عزوجل عفو و درگذر سے کام لیتا ہے اور وہ ظلم نہیں کرتا۔

اللہ عزوجل نے اپنے بندوں پر کسی ایسے شخص کی اطاعت فرض نہیں کی جس کے متعلق یہ جانتا ہے کہ وہ شخص ان کو راہ راست سے ہٹا دے گا اور انہیں گمراہ کردے گا۔

اللہ عزوجل کسی کو اپنی رسالت کے لئے اختیار کرتا ہے اور نہ ہی اپنے بندوں میں سے کسی ایسے کا انتخاب کرتا ہے جس کے متعلق یہ جانتا ہے کہ وہ کفر کرے گا اور اس سے ہٹ کر شیطان کی عبادت کرے گا۔

اسی طرح اللہ اپنے بندوں میں سے سوائے معصوم کے کسی کو اپنی خلقت پر حجت قرار نہیں دیتا۔

اسلام اور ایمان میں فرق ہے؛ لہٰذا ہر مومن مسلمان ہے لیکن ہر مسلمان مومن نہیں۔

مومن چوری کرتا ہے اور نہ ہی مومن زنا کرتا ہے۔

جن پر حدود قائم ہوتی ہے وہ مسلمان تو ہیں مگر مومن ہیں اور نہ ہی کافر۔

اللہ تبارک وتعالیٰ مومن کو جہنم میں نہیں جھونکے گا کہ اس نے مومن سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور اسی طرح کافر کو جہنم سے باہر نہیں نکالے گا کہ اس نے کافر کو جہنم اور اس میں ہمیشہ کے لئے اس میں رہنے کی وعید سُنائی ہے۔ البتہ اس کے علاوہ وہ جسے چاہے معاف کردے گا۔

جن پر حدود قائم کی جاتی ہے وہ فاسق ہیں کہ مومن ہیں اور نہ ہی کافر۔ البتہ انہیں ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہیں رہنا پڑے گا، بلکہ ایک نہ ایک دن وہ جہنم سے باہر نکل آئیں گے نیز ان کی اور ضعیف العقیدہ افراد کی شفاعت بھی روا ہے اگر ان کے دین سے اللہ عزوجل راضی ہو جائے۔

قرآن: کلام خدا ہے اور یہ خالق ہے اور نہ ہی مخلوق۔

مملکتیں: آج کل کی مملکت تقیہ کی مملکت ہے اور یہی دارالاسلام ہے کہ نہ دارالکفر ہے اور نہ ہی دارالایمان۔

امربالمعروف اور نهی عن المنکر: واجب ہے اس شخص کے لئے جو اسے انجام دے سکتا ہو اور اس کی یا اس کے ساتھیوں کی جان کو خطرہ نہ ہو۔

حقیقی ایمان: فرائض کی ادائیگی اور حرام کاموں سے باز رہنے کا نام ہے۔

ایمان ہی دل میں معرفت، زبان سے اقرار، اعضاء جوارح سے عمل، عذاب قبر، منکر ونکیر، موت کے بعد اُٹھائے جانے، حساب کتاب، پل صراط، اعمال کے تولے جانے کا اقرار، اللہ پر ایمان اور اللہ عزوجل کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار ہے۔

عید فطر اور عیدالاضحی کی نمازوں میں تکبیر واجب ہے: عید فطر میں پانچ نمازوں کے بعد کہ اس کی ابتدا عید فطر کی رات میں نماز مغرب سے ہوگی اور عید کے دن نماز عصر کے بعد آخری تکبیر ادا کی جائے گی۔ وہ تکبیر یہ ہے: اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، عَلٰی مَا هَدَانَا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا اَبْلَانَا کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: **ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ما ھدایکم۔** اور اس کی گنتی کو پورا کرو اور جس طرح سے اُس نے تمہاری رہنمائی کی ہے اس کے مطابق اللہ کی بڑائی بیان کرو! (سورۂ بقرہ- آیت ۱۸۵) جبکہ عیدالاضحیٰ میں شہروں میں دس نمازوں کے بعد (تکبیر کہی جائے گی) کہ ان کی ابتدا قربانی کے دن نماز ظہر سے ہوگی اور چوتھے دن فجر کی نماز کے بعد اس کا اختتام ہوگا۔ نیز (مذکورہ) تکبیر میں ان جملوں کا اضافہ ہو جائے گا: وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، عَلٰی مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ۔

نفاس: والی عورت اگر بیس دن تک پاک نہ ہو تو بیس دن سے زیادہ (نماز اور روزہ) ترک نہیں کرے گی یعنی اگر بیس دن تک پاک نہ ہو تو اسے چاہئے کہ غسل کرے، روئی رکھے اور مستحاضہ کے احکام پر عمل کرے۔

شراب: کہ جس کا بیشتر حصہ مست کردے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ حرام ہے۔

درندے اور پرندے: جن درندوں کے نوک دار دانت ہوتے ہیں اور اسی طرح جن پرندوں کے پنجے (چنگال) ہوتے ہیں وہ حرام ہیں۔

تِلّی حرام ہے اس لئے کہ یہ خون ہے۔

مچھلیاں: اسی طرح (سمندری جانوروں میں سے) بام مچھلی، مار ماہی، طافی اور زمیر حرام ہیں۔ بلکہ ہر وہ مچھلی جس کے جسم پر چھلکے نہ پائے جاتے ہوں اس کا کھانا حرام ہے۔

انڈے: جن انڈوں کی دونوں اطراف ایک دوسرے سے مختلف ہوں ان کا کھانا جائز ہے اور جن کی دونوں اطراف ایک سی ہوں انہیں کھانا جائز نہیں۔

ٹڈیاں: کامل طور پر پرواز کرنے والی ٹڈیاں کھانا جائز ہے البتہ دباء کا کھانا جائز نہیں ہے کہ وہ کاملاً پرواز نہیں کر سکتیں۔

ٹدی اور مچھلی کا تذکیہ: یہ ہے کہ انہیں زندہ پکڑا جائے۔

گناہان کبیرہ: (کا انجام دینا) حرام ہے اور وہ یہ ہیں: اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، نفس محترم کو قتل کرنا، والدین کی نافرمانی، محاذ سے فرار ہو جانا، ناحق یتیم کا مال کھانا، واضح ہونے پر سود کھانا، پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا۔

ان کے بعد زنا، انلام بازی، چوری، مردار، خون اور سوٴر کا گوشت کھانا، بغیر ضرورت کے غیر خدا کے لئے نذر کیے گئے جانور کا گوشت کھانا، سحت کھانا (جیسے زنا کی اجرت وغیرہ...) ناپ تول میں کمی کرنا، جوا، جھوٹی گواہی، اللہ عزوجل کی رحمت سے ناامید ہونا، اللہ عزوجل کے مکر سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھنا، اللہ کی رحمت سے بالکل امید نہ رکھنا، مظلوموں کی مدد نہ کرنا، ظالموں کے آگے گھٹنے ٹیکنا، جھوٹی قسم کھانا، بغیر کسی مجبوری کے حقوق سے محروم کرنا، تکبر کرنا، جبر کرنا، جھوٹ بولنا، اسراف، تبذیر، خیانت، حج اور اللہ عزوجل کے اولیاء سے جنگ کرنے کو معمولی سمجھنا، وہ لہو ولعب جو اللہ عزوجل کی یاد سے باز رکھیں مکروہ ہیں جیسے گانا، ستار بجانا اور چھوٹے چھوٹے گناہوں پر اصرار کرنا۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: عبادت گزار لوگوں کے لئے یہ دستورات کافی ہیں۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: گناہان کبیرہ سات ہیں اور ان کے بعد ہر گناہ اپنے سے چھوٹے گناہ کی بہ نسبت بڑا ہے اور اپنے سے بڑے گناہ کی بہ نسبت چھوٹا ہے۔ لہٰذا امام جعفر صادقؑ نے اس حدیث میں جن سات سے زائد گناہوں کو گناہان کبیرہ کہہ کر یاد کیا ہے اس سے آپ کی یہی مراد ہے۔ ولاقوة إلّا باللہ۔ (باب ۸ حدیث ۱۲ کے تحت اس موضوع پر گفتگو گزر چکی ہے)

﴿۹﴾ امیرالمومنینؑ نے اپنے اصحاب کو ایک ہی نشست میں ایسے چار سو باب تعلیم کیے جو ایک مسلمان کے دین و دنیا کو سنوار دیں: میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عیسیٰ ابن عبید یقطینی نے قاسم ابن یحییٰ کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے اپنے جد حسن ابن راشد سے، اس نے ابو بصیر اور محمد ابن مسلم سے، ان دونوں نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا: آپؑ نے امام محمد باقرؑ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا: میرے والد (امام زین العابدینؑ) نے اپنے اجدادؑ سے نقل کیا کہ امیرالمومنینؑ نے اپنے اصحاب کو ایک ہی نشست میں ایسے چار سو باب تعلیم کیے جو ایک مسلمان کے دین و دنیا کی اصلاح کر دیں، آپؑ نے فرمایا:

۱۔ فصد کھلوانا بدن کی تندرستی اور عقل کی مضبوطی کا باعث ہے۔

۲۔ مونچھوں میں خوشبو لگانا نبیؐ اور کراماً کاتبین کے اخلاق میں سے ہے۔

۳۔ مسواک کرنا اللہ عزوجل کی خوشنودی کا باعث اور سنت نبویؐ ہے اور یہ منہ کو خوشبودار بناتا ہے۔

۴۔ تیل لگانا کھال کو نرم وملائم کرتا ہے، دماغ کو بڑھاتا ہے، (نالیوں میں) پانی کے بہاؤ میں آسانی پیدا کرتا ہے، خشکی کو ختم کر دیتا ہے اور رنگ کھل جاتا ہے۔

۵۔ سر کو دھونے سے میل دُور ہو جاتا ہے اور گرد وخاشاک زائل ہو جاتے ہیں۔

۶۔ پانی سے کلی کرنا اور اسے ناک سے کھینچنا سنت ہے جو منہ اور ناک کو پاک کرتا ہے۔

۷۔ ناس لینا سر کی تندرستی اور بدن کی صفائی کا باعث ہوتا ہے اور اس سے سر کے سارے درد دُور ہو جاتے ہیں۔

۸۔ نورہ لگانا نشاط پیدا کرتا ہے اور یہ جسم کو پاک کرتا ہے۔

۹۔ جوتے صاف رکھنا بدن کی نگہداشت کرتا ہے اور یہ حصول طہارت اور نماز کے لئے مددگار ثابت ہوتا ہے۔

۱۰۔ ناخن تراشنا سب سے بڑی بیماری کو دُور رکھتا ہے، رزق میں فراوانی پیدا کرتا ہے اور اسے جلب کرتا ہے۔

۱۱۔ بغلیں صاف رکھنا گندی بو زائل کرتا ہے اور یہ باعث طہارت ہے کہ جس کا حکم پیغمبر پاکؐ نے دیا ہے۔

۱۲۔ کھانا کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا رزق میں اضافہ کرتا ہے، کپڑوں سے چکنائی کو دور رکھتا ہے اور بصارت کو جلا بخشتا ہے۔

۱۳۔ رات کو قیام کرنا بدن کی صحت کا سبب ہے، پروردگار عز وجل کو خوشنود کرتا ہے، رحمت کے درپے ہوتا ہے اور اخلاق انبیاءؑ سے متمسک رکھتا ہے۔

۱۴۔ سیب کھانا معدہ کو طاقتور بناتا ہے۔

۱۵۔ کندر چبانا دانتوں کو مضبوط کرتا ہے، بلغم دور کرتا ہے اور منہ سے بو ختم کر دیتا ہے۔

۱۶۔ طلوع فجر سے طلوع شمس تک مسجد میں بیٹھنا طلب رزق کے لئے روئے زمین پر رزق کی تلاش میں بھٹکنے سے زیادہ زود اثر ہے۔

۱۷۔ بہی کھانا کمزور دل کو تقویت دیتا ہے، معدہ کو صاف کرتا ہے، دل کو توانائی دیتا ہے، بزدل کو دلیر بناتا ہے اور اولاد کو خوبصورت کرتا ہے۔

۱۸۔ روزانہ نہار منہ سرخ کشمش کے اکیس دانے کھانا تمام بیماریوں کو دور کر دیتا ہے سوائے مرض الموت کے۔

۱۹۔ ایک مسلمان کے لئے مستحب ہے کہ وہ ماہ رمضان کی پہلی شب میں اپنی بیوی سے جماع کرے اس لئے کہ اللہ عز وجل فرماتا ہے:
اُحل لکم لیلۃ الصیام الرفث الٰی نسآء کم ''روزہ کی شب تمہارے لئے اپنی عورتوں سے جماع کرنا حلال ہے'' (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۸۷)

۲۰۔ چاندی کے علاوہ کسی قسم کی انگوٹھی مت پہنو، اس لئے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: ''وہ ہاتھ پاک نہیں کہ جس میں لوہے کی انگوٹھی ہو''۔

۲۱۔ اسی طرح اگر کسی نے اپنی انگوٹھی پر اللہ عز وجل کا اسم نقش کرایا ہو تو اُسے چاہئے کہ طہارت گاہ میں اس ہاتھ سے انگوٹھی نکال لے کہ جس سے استنجا کرتا ہے۔

۲۲۔ جب تم میں سے کوئی آئینہ میں نگاہ کرے تو اسے یہ کہنا چاہئے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَاَحْسَنَ خَلْقِیْ وَ صَوَّرَنِیْ

فَاَحْسَن صُوْرَتِیْ وَ زَانَ مِنِّیْ مَا شَانَ مِنْ غَیْرِیْ وَ اَکْرَمَنِیْ بِالْاِسْلَامِ. تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں کہ جس نے مجھے تخلیق کیا تو بہترین خلقت عطا کی اور میری تصویر بنائی تو بہترین صورت سے نوازا اور مجھے خوش نُمائی عطا کی جسے میرے علاوہ (دیگر لوگوں) میں بدنُما کر دیا اور مجھے اسلام (جیسی نعمت) سے عزت بخشی!

۲۳۔ تم میں سے ہر ایک کو اپنے مسلمان بھائی کے پاس جاتے وقت اسی طرح زینت کرنی چاہئے جیسے وہ کسی اجنبی کے لئے زینت کرتا ہے تا کہ اسے اچھے حُلیہ میں نظر آئے۔

۲۴۔ ہر مہینہ تین روزے رکھنا: دو جمعرات کے درمیان ایک بدھ اور شعبان کا روزہ سینہ کے وسوسہ اور دل کی بے چینیوں کو دور کر دیتے ہیں۔

۲۵۔ ٹھنڈے پانی سے استنجا کرنا بواسیر کو قطع کر دیتا ہے۔

۲۶۔ کپڑے دھونا غم واندوہ کو دور کر دیتا ہے اور یہ نماز کے لئے حصول طہارت ہے۔

۲۷۔ سفید بالوں کو زائل مت کرو کہ یہ مسلمان کا نور ہیں۔

۲۸۔ جس کا بڑھاپا اسلام کے دائرہ میں رہتے ہوئے آئے تو یہ بڑھاپا قیامت کے دن اس کے لئے نور ثابت ہوگا۔

۲۹۔ مسلمان جنابت کی حالت میں نہیں سوتا۔

۳۰۔ وہ صرف باوضو سوتا ہے، جبکہ اگر پانی میسر نہ ہو تو مٹی سے تیمم کر لیتا ہے؛ اس لئے کہ مومن کی روح اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب بلند کی جاتی ہے تو اللہ اس کو قبول کرتا ہے اور اس پر برکتیں نازل کرتا ہے، حتیٰ کہ اگر اس کی موت کا وقت آ چکا ہو تو اسے اپنے رحمت کے خزانوں میں رکھ لیتا ہے، جبکہ اگر اس کی موت کا وقت نہ آیا ہو تو اس کے ہمراہ اپنے امین فرشتوں کو بھیجتا ہے جو اس روح کو اس کے جسم میں داخل کر دیتے ہیں۔

۳۱۔ مومن قبلہ رخ نہیں تھوکتا اور اگر بھول کر ایسا کرتا ہے تو اللہ عزوجل سے اس کی مغفرت طلب کر لیتا ہے۔

۳۲۔ مومن اپنے سجدہ کی جگہ پر نہیں پھونکتا۔

۳۳۔ وہ اپنے کھانے پینے کی چیزوں میں (بھی) پھونک نہیں مارتا۔

۳۴۔ مومن اپنے تعویذ اور بازو بند میں بھی نہیں پھونکتا۔

۳۵۔ مومن عصا کے سہارے پر نہیں سوتا۔

۳۶۔ مومن چھت کی فضا میں ہرگز پیشاب نہیں کرتا۔

۳۷۔ نہ ہی وہ جاری پانی میں پیشاب کرتا ہے۔ لہٰذا اگر وہ ایسا کرے اور اس کو کوئی برائی آ لے تو اسے اپنے سوا کسی کو ملامت نہیں کرنی چاہئے، کیونکہ پانی کے ساکنین ہوتے ہیں اور فضا میں رہنے والے بھی پائے جاتے ہیں۔

۳۸۔ مومن اپنے چہرہ کے بل نہیں سوتا، لہٰذا اگر تم کسی کو اپنے چہرہ کے بل سوتے دیکھو تو اسے تنبیہ کر دو اور اس سے ہرگز درگذر سے کام مت لینا۔

۳۹۔ تم میں سے کسی کو بھی نماز میں سستی یا اونگھ کی حالت میں کھڑے نہیں رہنا چاہئے۔ اسی طرح اپنے بارے میں نہ سوچتا رہے کیونکہ وہ

اپنے پروردگار عزوجل کے سامنے کھڑا ہے۔

۴۰۔ بندہ کے لئے نماز کا وہی حصہ ہوگا جسے اس نے حضور قلبی کے ساتھ ادا کیا ہوگا!

۴۱۔ دستر خوان پر گرنے والی غذا کو اٹھا کر کھالو کہ یہ اللہ عزوجل کے اذن سے اس شخص کے لئے ہر بیماری سے شفا ہے جو اس کے ذریعہ شفا چاہے۔

۴۲۔ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اسے اپنی ان انگلیوں کو چاٹنا چاہئے جن سے اس نے کھانا کھایا ہے کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''خدا تجھے برکت دے!''

۴۳۔ کپاس سے بنے کپڑے پہنو کہ یہ رسول خداؐ کا لباس تھا کہ آپؐ پشم کا یا اونی لباس زیب تن نہیں فرماتے تھے سوائے اس کے کہ کوئی خاص وجہ ہو نیز آپؐ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے اور وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے بندہ پر اس کی نعمت کا اثر دیکھے''۔

۴۴۔ صلہ رحمی کرو خواہ سلام ہی کے ذریعہ کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: واتقوا اللہ الذی تسآء لون به والأرحام. اور اللہ سے ڈرو کہ جس کے وسیلہ سے آپس میں سوال کرتے ہو اور قطع رحمی سے بچو! (سورۂ نساء- آیت ۱)

۴۵۔ اپنے دن کو اِدھر اُدھر کی باتوں میں ضائع مت کرو اور یہ کہ ہم نے فلاں فلاں کام کیا، اس لئے کہ تمہارے ساتھ محافظ ہیں جو ہماری اور تمہاری نگرانی کرتے ہیں۔

۴۶۔ اللہ کو ہر جگہ یاد کرو اس لئے کہ وہ تمہارے ساتھ ہے۔

۴۷۔ محمدؐ و آل محمدؑ پر صلوات بھیجو کہ اللہ عزوجل محمدؐ و آل محمدؑ کا ذکر کرنے اور ان کے لئے تمہارے دعا کرنے اور ان کی حفاظت کرنے پر تمہاری دعا قبول کرتا ہے۔

۴۸۔ گرم چیزوں کو رہنے دو یہاں تک کہ وہ ٹھنڈی ہو جائیں اس لئے کہ جب رسول خداؐ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: ''جب تک یہ (اتنا) ٹھنڈا نہ ہو جائے کہ اسے کھانا ممکن ہو اسے رہنے دو اس لئے کہ اللہ عزوجل ہمیں آگ نہ کھلائے، نیز برکت ٹھنڈے (کھانے) میں پائی جاتی ہے''۔

۴۹۔ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو فضا میں پیشاب نہیں کرنا چاہئے، اسی طرح ہوا کے مقابل بھی پیشاب نہیں کرنا چاہئے۔

۵۰۔ اپنے بچوں کو وہ باتیں سکھاؤ جن سے اللہ انہیں فائدہ پہنچاتا ہے کہ مبادا فرقہ مرجئہ کا نظریہ اُن پر غالب آ جائے!

۵۱۔ اپنی زبانوں کی حفاظت کرو اور سلام کرو جیسا کہ سلام کرنا چاہئے تاکہ تم کو فائدہ پہنچے۔

۵۲۔ امانت رکھوانے والوں کو اُن کی امانت لوٹا دو چاہے وہ اولاد انبیاء علیھم السلام کے قاتل ہی کیوں نہ ہوں!

۵۳۔ جب تم بازاروں میں جاؤ تو اللہ عزوجل کا ذکر بکثرت کرو۔

۵۴۔ اسی طرح لوگوں کے ساتھ مشغولیت کے موقع پر کہ یہ گناہوں کا کفارہ ہے، اس سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور تم غافل افراد میں نہیں لکھے جاتے۔

۵۵۔ جب ماہ رمضان آ جائے تو بندہ کے لئے سفر کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: فمن شهد منكم الشهر فليصمه. تو تم میں سے جو (رمضان کے) مہینہ کو پالے اسے چاہئے کہ روزہ رکھے۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۸۵)

۵۶۔ شراب پینے اور موزے پر مسح کرنے میں کوئی تقیہ نہیں!

۵۷۔ تمہیں ہمارے بارے میں غلو سے پرہیز کرنا چاہئے، (بلکہ) تم لوگ یہ کہو کہ ہم (اللہ کے) بندے اور پروردہ ہیں۔ (البتہ) ہماری فضیلت میں جو تم چاہو کہہ دو۔

۵۸۔ جو ہم سے محبت کرتا ہے اسے ہمارا عمل کرنا چاہئے اور اسے چاہئے کہ وہ ورع سے مدد طلب کرے کہ دنیا اور آخرت کے اُمور میں مدد حاصل کرنے کے لئے یہ افضل ترین ہے۔

۵۹۔ جہاں ہماری برائی کی جاتی ہو اس محفل میں شرکت مت کرو اور اسی طرح ہم پر لعنت کرنے والے ہمارے دشمن کے سامنے اظہار محبت کے ذریعہ ہماری مدح مت کرو کہ تمہارے حاکم کے ہاں تم لوگ ذلیل ہو جاؤ۔

۶۰۔ ہمیشہ سچ کہو کہ یہ باعث نجات ہے۔

۶۱۔ جو کچھ اللہ عزوجل کے پاس ہے اس میں دلچسپی لو۔

۶۲۔ اس کی اطاعت طلب کرو۔

۶۳۔ اس پر صبر سے کام لو۔

۶۴۔ اس لئے کہ کتنی قبیح بات ہے کہ مومن جنت میں بے آبرو داخل ہو! یہ مت سمجھو کہ جو عمل تم پہلے بھیج چکے ہو اس میں روز قیامت ہم تمہاری شفاعت کریں گے!

۶۵۔ روز قیامت اپنے دشمنوں کے نزدیک اپنے آپ کو رسوا مت کرو، نیز حقیر دنیا میں طمع کر کے اللہ عزوجل کے ہاں تمہاری منزلت کے بارے میں ان کے سامنے اپنے آپ سے جھوٹ مت کہو۔

۶۶۔ جس بات کا اللہ نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے اس پر قائم رہو، اس لئے کہ لوگوں کو دی گئی کوئی شے ایسی نہیں کہ جس پر تم رشک کرتے ہو اور اس سے محبت کرتے ہو مگر یہ کہ وہ فنا ہو کر رہے گی۔ آیا تم لوگوں نے رسول خداؐ کی اس حدیث کو نہیں سنا: ''جو کچھ اللہ کے نزدیک ہے وہ بہترین اور پائیدار ترین ہے''؟! پس اللہ عزوجل کی جانب سے اس (مومن) کو بشارت آتی ہے تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور وہ خدا سے ملاقات کو پسند کرنے لگتا ہے۔

۶۷۔ اپنے کمزور بھائیوں کو حقیر مت جانو، اس لئے کہ جو بھی کسی مومن کو حقیر جانتا ہے اللہ ان دونوں کو جنت میں یکجا نہیں کرے گا سوائے اس کے کہ وہ توبہ کر لے۔ جب مومن اپنے بھائی کی ضرورت کو جان جاتا ہے تو اسے اپنے سے مانگنے کی زحمت نہیں دیتا۔

۶۸۔ ایک دوسرے سے ملنے جاؤ، آپس میں مہربانی کرو اور ایک دوسرے پر خرچ کرو۔

۶۹۔ اس منافق کی منزلت پر مت پہنچو جو ایسی باتیں کرتا ہے جن پر عمل نہیں کرتا۔

۷۰۔ نکاح کرو کہ یہ رسول خداؐ کی سنت ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے ''جو چاہتا ہے کہ میری سنت کی اتباع کرے تو اسے چاہئے کہ

نکاح کرے، کیونکہ نکاح میری سنت ہے۔ نیز اولاد طلب کرو کہ کل (روز قیامت) میں تمہارے ذریعہ دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

۷۱۔ اپنی اولاد کو نہ زنا کار عورت کا دودھ پلاؤ اور نہ ہی کسی پاگل عورت کا کہ دودھ سرایت کرتا ہے!

۷۲۔ جس پرندہ میں سنگدانہ، پنجہ اور پوٹا نہ ہوں اس (کے گوشت) کو مت کھاؤ!

۷۳۔ جس درندہ کے نوکیلے دانت ہوتے ہیں ان کے کھانے سے پرہیز کرو! نیز چنگل والے پرندوں سے پرہیز کرو!

۷۴۔ تلّی مت کھاؤ کہ یہ خراب خون بناتا ہے!

۷۵۔ سیاہ لباس مت پہنو کہ یہ فرعون کا لباس تھا!

۷۶۔ گوشت کے غدود سے پرہیز کرو کہ اس سے جذام کی رگیں حرکت میں آجاتی ہیں!

۷۷۔ دین میں قیاس مت کرو، اس لئے کہ دین میں کوئی شے ایسی نہیں جس پر قیاس کیا جا سکے۔ البتہ عنقریب کچھ قومیں ایسی آئیں گی جو قیاس کریں گے، لہٰذا ایسے لوگ دشمنان دین ہیں۔ نیز سب سے پہلے ابلیس لعنۃ اللہ نے قیاس کیا تھا۔

۷۸۔ چتکبرے جوتے مت پہنو کہ یہ فرعون کے جوتے ہیں اور فرعون ہی ہے جس نے سب سے پہلے کالے سفید جوتے پہنے تھے۔

۷۹۔ نشہ آور چیز استعمال کرنے والے کی مخالفت کرو!

۸۰۔ کھجور کھاؤ کہ اس میں بیماریوں سے شفا ہے!

۸۱۔ رسول خداؐ کے فرمان کی اتباع کرو کہ آپؐ نے فرمایا: ''جو شخص دوسروں سے مانگنے کے باب کو کھولتا ہے اللہ اس پر تنگدستی کے باب کو وا کر دیتا ہے!

۸۲۔ بکثرت استغفار کیا کرو کہ یہ رزق کو کھینچا کرتا ہے!

۸۳۔ جس قدر ممکن ہو کار خیر کو آگے بھیجو کہ کل (روز قیامت) تم اسے پاؤ گے!

۸۴۔ لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرو کہ یہ شک کا سبب بنتا ہے!

۸۵۔ جس کو اپنے پروردگار عزوجل سے کوئی حاجت ہو اُسے چاہئے کہ اُسے تین موقعوں پر طلب کرے: جمعہ کے دن، زوال شمس کے وقت؛ ہوائیں چلنے کے موقع پر، کہ اس وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، رحمت نازل ہوتی ہے اور پرندے چہچہاتے ہیں اور رات کے آخری حصہ میں --- طلوع فجر کے وقت --- اس لئے کہ (اس وقت) دو فرشتے ندا دیتے ہیں: ''ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے؟! ہے کوئی سوال کرنے والا جسے عطا کیا جائے؟! ہے کوئی حاجت طلب کرنے والا کہ اس کی حاجت روائی کی جائے؟! لہٰذا تم لوگ اللہ کی طرف بلانے والوں کو لبیک کہو!

۸۶۔ طلوع فجر اور طلوع شمس کے مابین رزق طلب کرو کہ یہ روئے زمین پر رزق کی تلاش میں بھٹکنے سے زیادہ زود اثر ہے، کیونکہ یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ جب اللہ عزوجل اپنے بندوں کے درمیان رزق تقسیم کرتا ہے۔

۸۷۔ انتظار فرج کرو اور اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو جاؤ اس لئے کہ اللہ عزوجل کے نزدیک پسندیدہ ترین عمل انتظار فرج ہے تا وقتیکہ بندۂ مومن اس پر قائم رہے!

۸۸۔ نافلۂ فجر پڑھتے وقت اللہ عزوجل پر توکل کرو کہ اس میں آرزوئیں پوری کی جاتی ہیں!

۸۹۔ حرم میں تلوار مت سونتو اور نہ ہی تم میں سے نماز پڑھتے وقت کسی کے پاس تلوار ہونی چاہئے اس لئے کہ قبلہ (مقام) امن ہے!

۹۰۔ حج پر جاتے ہوئے جب تم خانہ کعبہ کی طرف جاؤ تو رسول خداؐ کی قبر کی زیارت کرو کہ اس کو ترک کرنا جفا ہے اور اسی بات کا تم کو حکم دیا گیا ہے۔

۹۱۔ ان قبروں کی بھی زیارت کرو جن کا حق تمہاری گردن میں ہے اور ان کی قبروں کے پاس رزق طلب کرو۔

۹۲۔ کم گناہ کو چھوٹا مت شمار کرو اس لئے کہ کم (ازکم) بھی شمار کیا جاتا ہے اور یہ زیادہ کی طرف مائل ہوتا ہے۔

۹۳۔ سجدوں کو طول دو، اس لئے کہ ابلیس پر اس سے گراں تر بات کوئی نہیں کہ وہ اولاد آدمؑ کو سجدہ کرتے دیکھے کیونکہ اسے (بھی) سجدہ کرنے کو کہا گیا تھا تو اس نے نافرمانی کی جبکہ اس کو حکم دیا گیا تو اس نے اطاعت کی اور نجات یافتہ ٹھہرا۔

۹۴۔ موت کو بکثرت یاد کرو۔ اسی طرح اپنی قبروں سے نکالے جانے اور اللہ عزوجل کے سامنے کھڑے کیے جانے کو (بکثرت یاد کرو) تاکہ تم پر مصیبتیں آسان ہو جائیں۔

۹۵۔ تم میں سے جس کسی کو آنکھ میں شکایت ہو اُسے چاہئے کہ آیت الکرسی پڑھے اور دل میں یہ خیال کرے کہ یہ اس کو صحیح کر دے گی تو ان شآء اللہ اسے شفا ملے گی۔

۹۶۔ تمام گناہوں سے بچو کہ کوئی مصیبت آتی ہے اور نہ ہی رزق میں کمی واقع ہوتی ہے مگر کسی گناہ کی وجہ سے خواہ وہ بدن کی خراش ہو، لغزش ہو یا پریشانی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: **وما أصابتكم من مصيبة فبما كسبت أيديكم و يعفو عن كثير.** اور جو مصیبت تم پر پڑتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کرتوت سے اور (اس پر بھی) وہ بہت کچھ معاف کر دیتا ہے۔ (سورۂ شوریٰ۔ آیت ۳۰)

۹۷۔ کھانا کھاتے وقت اللہ عزوجل کا نام لو اور سرکشی نہ کرو کہ یہ اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اور اللہ ہی کے رزق کا ایک حصہ، لہٰذا تم پر اس کا شکر ادا کرنا اور اس کی حمد بجا لانا واجب ہے۔

۹۸۔ نعمتوں کی جدائی سے پہلے ان کے بارے میں اچھی بات کرو اس لئے کہ (بصورت دیگر) یہ زائل ہو جاتی ہیں اور صاحب نعمت ان کے ساتھ جو سلوک کرتا ہے (اس سلوک کی وجہ سے) یہ (نعمتیں) اس کے خلاف گواہی دیتی ہیں۔

۹۹۔ جو شخص اللہ عزوجل سے اس کے تھوڑے رزق پر راضی رہتا ہے اللہ اس کے تھوڑے عمل سے راضی رہتا ہے۔

۱۰۰۔ کوتاہی سے پرہیز کرو کہ مبادا تمہیں اس دن ندامت اُٹھانی پڑے کہ جب کوئی حسرت و ندامت نفع بخش ثابت نہ ہوگی۔

۱۰۱۔ جب لڑائی کے دوران تم اپنے دشمن کا سامنا کرو تو اس وقت باتیں کم اور اللہ عزوجل کا ذکر بکثرت کرو، نیز تم لوگ پیٹھ پھیر کر مت جاؤ کہ اس طرح تم اپنے پروردگار کو ناراض کر دو گے اور اس کے غضب کے سزاوار ٹھہرو گے۔ اسی طرح جب تم دوران جنگ اپنے کسی بھائی کا پاؤں زخمی دیکھو یا یہ کہ اسے عاجز کر دیا جائے یا دشمن اس کی جان کے درپے ہو تو اسے اپنی جان دے کر (بھی) بچاؤ!

۱۰۲۔ حتی المقدور نیکی کرو اس لئے کہ یہ بُری موت سے بچاتی ہے!

۱۰۳۔ تم میں سے جو شخص یہ جاننا چاہے کہ اللہ عزوجل کے ہاں اس کی کیا منزلت ہے تو اسے یہ دیکھنا چاہئے کہ گناہوں کے وقت اس

کے ہاں اللہ عزوجل کی کیا منزلت ہے پس خدا کے پاس بھی اس کا اتنا ہی مقام ہے!

۱۰۴۔ اپنے اہل خانہ کے لئے گھر لے جانے کے لئے سب سے بہترین شے گوسفند ہے، لہٰذا جس کے گھر میں گوسفند ہوگا فرشتے روزانہ ایک مرتبہ اس کی تقدیس بیان کریں گے اور جس کے ہاں دو گوسفند ہوں گے تو فرشتے روزانہ دو مرتبہ اس کی تقدیس بیان کریں گے اور اسی طرح تین پر وہ کہیں گے: "مبارک ہو!"

۱۰۵۔ جب کوئی مسلمان کمزور ہو جائے تو گوشت کھائے اور دودھ پیئے کہ اللہ عزوجل نے اس میں قوت رکھی ہے۔

۱۰۶۔ جب تم لوگ حج کا ارادہ کرو تو ان ضروریات کی خریداری میں پیشرفت کرو جو دوران سفر تمہیں تقویت دیں، اس لئے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ولو ارادوا الخروج لاعدو له عدة. اور اگر ان لوگوں نے روانگی کا ارادہ کیا ہوتا تو زادِ راہ فراہم کرتے!(سورۂ توبہ - آیت ۴۶)

۱۰۷۔ جب سورج کے سامنے بیٹھو تو اس کی طرف پیٹھ کرو کہ (مبادا) یہ گڑی ہوئی (اندرونی) بیماری کو ظاہر کرتا ہے۔

۱۰۸۔ جس وقت تم خانہ خدا عزوجل کے حجاج کے طور پر (حج پہ) جاؤ تو بیت اللہ کی طرف بکثرت نگاہ ڈالو، اس لئے کہ اللہ کے گھر کے پاس اس کی ایک سو بیس رحمتیں برستی ہیں کہ ان میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں کے لئے ہوتی ہیں، چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس (اس کی طرف) نگاہ کرنے والوں کے لئے۔

۱۰۹۔ ملتزم (در کعبہ اور رکن حجر اسود کے درمیان) کے نزدیک اپنے اُن گناہوں کا اعتراف کرو جو تمہیں یاد ہیں اور جو گناہ تم فراموش کر چکے ہو اُن کے متعلق کہو: ما حفظته علينا حفظتك و نسينا فاغفره لنا. "(اے خدا!) تیرے پاسبانوں نے ہمارے جن گناہوں کو محفوظ کیا ہے اور ہم انہیں فراموش کر چکے ہیں ان کو معاف کر دے" اس لئے کہ جو شخص اس مقام پر اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے، اسے شمار کرتا ہے اور اس کا ذکر کر کے اللہ سے اس کی مغفرت چاہتا ہے تو اللہ عزوجل پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ وہ اس کو بخش دے۔

۱۱۰۔ مصیبت نازل ہونے سے پہلے دُعا کا اقدام کرو۔

۱۱۱۔ آسمان کے دروازے پانچ وقتوں میں کھولے جاتے ہیں: بارش برسنے، محاذ آرائی، اذان، قرآن کی تلاوت، زوال شمس اور طلوع فجر کے موقعوں پر۔

۱۱۲۔ تم میں سے جو شخص میت کو غسل دے اسے چاہئے کہ وہ اسے کفن پہنانے سے بعد غسل کرے۔ کفن کو خوشبو مت دو اور نہ ہی تم اپنی میتوں پر کافور کے علاوہ کوئی خوشبو لگاؤ اس لئے کہ میت محرم کی قائم مقام ہے۔

۱۱۳۔ اپنے اہل خانہ کو میتوں کے پاس اچھی باتیں کرنے کا حکم دو اس لئے کہ جس وقت حضرت فاطمہؑ بنت محمدؐ کے والد بزرگوار کا انتقال ہوا اور اس وقت بنی ہاشم کی تمام عورتوں نے ان کا ہاتھ بٹایا تو آپ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: "گریہ وزاری کو چھوڑو، بلکہ تم پر دعا کرنا لازم ہے"۔

۱۱۴۔ اپنے مرنے والوں کی زیارت کرو کہ وہ تمہارے زیارت کرنے پر خوش ہو جاتے ہیں اور انسان کو اپنے ماں باپ کی قبر کے پاس ان کے لئے دُعا کرنے کے بعد اپنی حاجت طلب کرنی چاہئے۔

۱۱۵۔ مسلمان اپنے مسلمان بھائی کا آئینہ ہوتا ہے، لہٰذا اگر تم دیکھو کہ تمہارا بھائی کوئی لغزش یا خطا کر رہا ہے تو تم لوگ اس کے خلاف نہ ہو جاؤ، بلکہ اس کے لئے اس کے جیسے ہو جاؤ اور اس کی رہنمائی کرتے ہوئے اس کو نصیحت کرو اور اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ!

۱۱۶۔ اختلاف سے پرہیز کرو کہ یہ تم لوگوں کو پراگندہ کر دے گا!

۱۱۷۔ تم پر حج لازم ہے تا کہ قریب ہو جاؤ اور تمہیں اجر دیا جائے۔

۱۱۸۔ تم میں سے جو شخص کسی سواری پر سفر کرے اسے چاہئے کہ پڑاؤ کے وقت پہلے اسے چارہ ڈالے اور سیراب کرے۔ ۱۱۹۔ چوپایوں کے چہروں پر مت مارو کہ یہ اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح کرتے ہیں۔

۱۲۰۔ تم میں سے جو شخص دوران سفر راستہ بھٹک جائے اور اسے اپنی جان کا خوف ہو تو اُسے کہنا چاہئے ''یَا صَالِحُ اَغِثْنِی'' اس لئے کہ تمہارے جن بھائیوں میں ایک ایسا جن ہے جس کا نام صالح ہے جو شہروں میں تمہاری خاطر سیاحت کرتا رہتا ہے اور جب وہ تمہاری آواز سنتا ہے تو اس کا جواب دیتا ہے اور تم میں سے راستہ بھٹک جانے والوں کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کی سواری کو روک لیتا ہے۔

۱۲۱۔ اسی طرح اگر تم میں سے کسی کو شیر سے اپنی جان کا یا اپنی بھیڑ بکریوں کو خطرہ ہو تو اسے چاہئے کہ ان پر ایک خط کھینچ دے اور کہے ''اَللّٰھُمَّ رَبَّ دَانِیَالَ وَالْجُبِّ وَرَبَّ کُلِّ اَسَدٍ مُسْتَاْسِدٍ اِحْفَظْنِیْ وَاحْفَظْ غَنَمِیْ'' اے اللہ جو دانیالؑ اور اس گہرے کنوئیں کا پروردگار ہے اور ہر خونخوار شیر کا (بھی) پروردگار ہے تو میری حفاظت فرما اور میری بھیڑ بکریوں کی بھی تو حفاظت فرما!

۱۲۲۔ تم میں سے جس شخص کو بچھو کا خوف ہو اُسے ان آیات کو پڑھنا چاہئے **سلام علی نوح فی العالمین إنا کذلک نجزی المحسنین إنه من عبادنا المؤمنین.** نوحؑ پر تمام عالموں میں سلام ہو؛ بے شک ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں: بے شبہ وہ (نوحؑ) ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ (سورۂ صافات - آیت ۸۲)۔

۱۲۳۔ تم میں سے جس شخص کو غرق ہونے کا خوف ہو اسے یہ پڑھنا چاہئے **بسم الله مجریها و مرسیها إن ربی لغفور رحیم**☆ (سورۂ ہود - آیت ۴۱) **بِسْمِ اللهِ الْمَلِکُ الْقَوِیّ**☆ **و ما قدرو الله حق قدره والأرض جمیعاً قبضته یوم القیامة والسموت مطویات بیمینه سبحانه وتعالی عما یشرکون**☆ (سورۂ زمر - آیت ۶۷) اللہ کے نام سے اس (کشتی) کا بہاؤ اور ٹھہراؤ ہے، بلاشبہ میرا پالنے والا ہی بہت مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے☆ اللہ کے نام سے کہ جو مالک مطلق اور صاحب قوت ہے☆ اُن لوگوں نے خدا کی کماحقہ قدر نہیں کی حالانکہ قیامت کے دن ساری زمین اس کے قبضہ میں ہوگی اور سارے آسمان (گویا) اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹ دیئے جائیں گے؛ وہ پاک و برتر ہے (ہر) اس چیز سے کہ جسے وہ لوگ اس کا شریک گردانتے ہیں۔

۱۲۴۔ ساتویں دن اپنی اولاد کا عقیقہ کرو اور اس کے بالوں کے وزن کے مطابق کسی مسلمان کو چاندی صدقہ کرو کہ اسی طرح رسول خداؐ نے حضرات حسنؑ و حسینؑ اور اپنی دیگر اولادوں کے ساتھ کیا تھا۔

۱۲۵۔ جب تم سائل کو کوئی چیز دو تو اس سے اپنے لئے دُعا کرنے کی درخواست کرو اس لئے کہ تمہارے حق میں یہ دُعا مقبول ہے جبکہ اس کے اپنے حق میں کی گئی اس کی دُعا مقبول نہیں اس لئے کہ یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔

۱۲۶۔ جس ہاتھ نے سائل کو دیا ہے اس کو بوسہ دو اس لئے کہ سائل کے ہاتھ میں جانے سے پہلے اسے اللہ عزوجل لیتا ہے؛ جس طرح کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: **الم تعلموا أن الله هو یقبل التوبة عن عباده و یأخذ الصدقات.** کیا اُن لوگوں نے اتنا (بھی) نہ جانا کہ یقیناً خدا ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور (وہی) خیراتیں بھی لیتا ہے۔ (سورۂ توبہ - آیت ۱۰۴)

۱۲۷۔ رات کے وقت صدقہ دو کہ رات کا صدقہ پروردگار جل جلالہ کے غضب کو فرو کر دیتا ہے۔

۱۲۸۔ اپنے کردار کے ذریعہ اپنی باتوں کو شمار کرو تو سوائے نیک باتوں کے تم باتیں کم کرو گے۔

۱۲۹۔ جو اللہ نے تمہیں نصیب کیا ہے اس میں سے خرچ کرو، اس لئے کہ خرچ کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے قائم مقام ہے، لہٰذا جسے واپسی کا یقین ہے وہ سخاوت کرتا ہے اور اس کا نفس خرچ کرنے سے کسی لحہ دریغ نہیں کرتا۔

۱۳۰۔ جسے (پہلے) کسی بات کا یقین ہو اور بعد میں شک کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے یقین پر عمل کرے، اس لئے کہ شک یقین کو باطل نہیں کرتا۔

۱۳۱۔ جھوٹی گواہی مت دو!

۱۳۲۔ جس دستر خوان پر شراب پی جا رہی ہو اس پر مت بیٹھو، اس لئے کہ بندہ کو نہیں معلوم کہ کب اس کا مواخذہ ہو جائے۔

۱۳۳۔ تم میں سے جب کوئی کھانا کھانے بیٹھے تو اس طرح بیٹھے جیسے کوئی بندہ بیٹھتا ہے، لہٰذا تم میں سے کوئی شخص بھی ہرگز اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھے اور نہ ہی چار زانو ہو کر بیٹھے اس لئے کہ اس قسم کی بیٹھک اللہ کو سخت ناپسند ہے اور ایسا کرنے والے سے اللہ نفرت کرتا ہے۔

۱۳۴۔ پیغمبروں کے عشائیہ کا وقت نماز عشاء کے بعد ہے۔ نیز رات کے کھانے کو ترک مت کرو کہ اسے ترک کرنا بدن کو خراب کر دیتا ہے۔

۱۳۵۔ تپ موت کی قیادت کرنے والا ہے!

۱۳۶۔ اللہ کا قید خانہ زمین میں ہے کہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس میں قید کر دیتا ہے اور یہ گناہوں کو جھاڑ دیتا ہے جس طرح کہ اونٹ کے کوہان سے پشم گرنے لگتا ہے۔

۱۳۷۔ کوئی بیماری ایسی نہیں جو اندرونی نہ ہو سوائے زخم اور تپ کے کہ یہ دونوں جسم پر ہی وارد ہوتے ہیں۔

۱۳۸۔ تپ کی شدت کو بنفشہ اور ٹھنڈے پانی سے توڑو اس لئے کہ اس کی حرارت جہنم کی تپش کا حصہ ہے۔

۱۳۹۔ جب تک مرض صحت پر غالب نہ آ جائے مسلمان شخص اس کی دوا نہیں کرتا۔

۱۴۰۔ دُعا تقدیر کے حتمی فیصلے کو ٹال دیتی ہے لہٰذا دُعا کو اپنا ہتھیار بنا لو!

۱۴۱۔ طہارت کے بعد وضو دس نیکیاں ہے، لہٰذا طہارت حاصل کرو!

۱۴۲۔ سُستی اور کاہلی سے دُور رہو، اس لئے کہ جو شخص سُستی سے کام لیتا ہے وہ اللہ عزوجل کا حق ادا نہیں کرتا۔

۱۴۳۔ جس ریح کی بُو سے اذیت ہوتی ہے اس سے پانی کے ذریعہ پاک صاف ہو جاؤ۔

۱۴۴۔ خود اپنی رعایت کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اس میل کچیل سے نفرت کرتا ہے جو ان کے ہمنشین کو کرب سے کراہنے پر مجبور کر دے۔

۱۴۵۔ دورانِ نماز مرد اپنی ڈاڑھی سے کھیلتا ہے اور نہ ہی کسی ایسی چیز سے جو اس کی توجہ نماز سے ہٹا دے۔

۱۴۶۔ قبل اس سے کہ تم کسی اور کام میں مشغول ہو جاؤ عمل خیر کی جانب تیزی سے اقدام کرو!

۱۴۷۔ مومن کا نفس اس کی وجہ سے رنج میں مبتلا رہتا ہے جبکہ لوگ اس سے راحت میں ہوتے ہیں!

۱۴۸۔ تمہارا ہر کلام ذکر خدا عزوجل ہونا چاہئے۔

۱۴۹۔ گناہوں سے دور رہو، کیونکہ جب بندہ کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کا رزق روک لیا جاتا ہے!

۱۵۰۔ اپنے مریضوں کی دوا خیراتوں سے کرو!

۱۵۱۔ اپنے اموال کو زکوۃ کے ذریعہ محفوظ کرلو!

۱۵۲۔ نماز ہر پرہیز گار کے لئے تقرب کا وسیلہ ہے۔

۱۵۳۔ حج ہر کمزور کا جہاد ہے۔

۱۵۴۔ عورت کا جہاد اچھی شوہر داری ہے۔

۱۵۵۔ تنگدستی ہی سب سے بڑی موت ہے!

۱۵۶۔ اہل وعیال کا کم ہونا بھی ایک ثروتمندی ہے!

۱۵۷۔ اندازہ گیری (Planning) آدھی زندگی ہے!

۱۵۸۔ غم واندوہ آدھا بوڑھاپا ہے!

۱۵۹۔ میانہ روی سے کام لینے والا کبھی تنگدست نہیں ہوتا!

۱۶۰۔ مشورہ طلب کرنے والا کبھی ہلاک نہیں ہوتا!

۱۶۱۔ صاحب حسب یا دیندار شخص کے علاوہ کسی کے ساتھ نیکی کرنے میں بھلائی نہیں!

۱۶۲۔ ہر چیز کا ثمرہ ہوتا ہے اور نیکی کا ثمرہ اس میں عجلت کرنا ہے!

۱۶۳۔ جس شخص کو واپسی کا یقین ہوتا ہے وہ داد و دہش سے دریغ نہیں کرتا!

۱۶۴۔ جو شخص مصیبت کے وقت اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر مارتا ہے اس کا اجر ضائع ہو جاتا ہے!

۱۶۵۔ کسی شخص کا سب سے افضل عمل اللہ عزوجل کی جانب سے کشادگی کا انتظار کرنا ہے!

۱۶۶۔ جو شخص اپنے والدین کو رنجیدہ کردے وہ عاق ہو جاتا ہے!

۱۶۷۔ رزق کو صدقہ کے ذریعہ نازل کرواؤ!

۱۶۸۔ بلاؤں کے نازل ہونے سے پہلے اُنہیں دُعا کے ذریعہ اپنے آپ سے دُور کردو! پس اس ذات کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور مخلوق کو پیدا کیا بلا مومن کا رُخ چوٹی کے اوپر سے اس کی نیچائی کی طرف آنے والے گھوڑوں کی رفتار یا وزن کھینچنے والے گھوڑوں کی دوڑ سے بھی تیز تر کرتی ہے!

۱۶۹۔ اللہ تعالی سے بلاؤں کی سختی سے عافیت طلب کرو، اس لئے کہ سخت بلائیں انسان کے دین کو زائل کردیتی ہیں!

۱۷۰۔ خوش بخت وہ ہے جسے کسی اور نے نصیحت کی تو اس نے عبرت حاصل کرلی!

۱۷۱۔ اپنے نفس کو اخلاق حسنہ کی ریاضت کرواؤ، اس لئے کہ مسلمان بندہ اپنے حسن خلق کی وجہ سے ایک عبادت گزار روزہ دار کے درجہ پر فائز ہو جاتا ہے!

۱۷۲۔ جو شخص یہ جانتے ہوئے کہ شراب حرام ہے اُسے پی لے تو اللہ اسے خبال کا کیچڑ (دوزخیوں کا پیپ اور خون) پلائے گا اگرچہ اس کی بخشش ہو چکی ہو!

۱۷۳۔ معصیت کے لئے نذر نہیں ہوتی اور نہ ہی قطع رحمی کے لئے کوئی قسم قابل اعتبار ہوتی ہے!

۱۷۴۔ بغیر عمل کے پکارنے والا ایسا ہے جیسے بغیر کمان کے تیر!

۱۷۵۔ مسلمان عورت کو اپنے شوہر کی خاطر خوشبو لگانی چاہئے۔

۱۷۶۔ اپنے مال کی حفاظت کی خاطر قتل کیا جانے والا شہید ہے!

۱۷۷۔ جس کے ساتھ غبن کیا گیا ہو وہ قابل تعریف ہے اور نہ ہی اُسے کوئی ثواب حاصل ہوگا!

۱۷۸۔ باپ کے ہوتے ہوئے بیٹے کی قسم اور شوہر کے ہوتے ہوئے بیوی کی قسم قابل اعتبار نہیں!

۱۷۹۔ دن سے لے کر رات تک خاموشی کی کوئی اہمیت نہیں سوائے اس کے کہ ایسا کرنا ذکر خدا عزوجل کی وجہ سے ہو۔

۱۸۰۔ ہجرت کے بعد دیہاتی عرب نہیں بننا چاہئے اور فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں!

۱۸۱۔ تجارتوں کو اپناؤ کہ ان میں لوگوں سے بے نیازی ہے نیز اللہ عزوجل امین پیشہ ور کو دوست رکھتا ہے!

۱۸۲۔ اللہ عزوجل کے نزدیک نماز سے افضل کوئی عمل نہیں، لہذا ایسا ہرگز مت ہونے دینا کہ دنیوی امور تمہیں نماز کے اوقات سے غافل کردیں، اس لئے کہ اللہ عزوجل نے کچھ قوموں کی مذمت کی ہے، لہذا فرماتا ہے: **الذین ھم عن صلاتھم ساھون** یعنی یہ لوگ غافل تھے اور انہوں نے نماز کے اوقات کو سبک جانا۔ (سورۂ ماعون۔ آیت ۷)

۱۸۳۔ جان لو کہ تمہارے نیکوکار دشمن باہم دکھاوا کرتے ہیں، لیکن اللہ عزوجل انہیں توفیق دیتا ہے اور نہ ہی سوائے ان کے خالص عمل کے کوئی شے قبول کرتا ہے۔

۱۸۴۔ نیکی کبھی بوسیدہ نہیں ہوتی اور گناہ کبھی فراموش نہیں کیا جاتا نیز خدائے جلیل ان لوگوں کے ہمراہ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو لوگ نیکوکار ہیں۔

۱۸۵۔ مومن اپنے بھائی کو دھوکہ نہیں دیتا، اس سے خیانت نہیں کرتا، اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا، اس پر تہمت نہیں لگاتا اور یہ نہیں کہتا کہ ''میں تم سے بیزار ہوں!''

۱۸۶۔ اپنے بھائی کے لئے دوشیزہ تلاش کرو اور اگر دوشیزہ نہ مل سکے تو اس سے عذرخواہی کرلو!

۱۸۷۔ کسی پہاڑ کو اس کی جڑ سے گرا دینے کی مشق کرنا آسان تر ہے بہ نسبت کسی ایسی سلطنت کو ہاتھ سے دے دینا جس کی مقررہ مدت ختم نہیں ہوئی، پس اللہ سے مدد طلب کرو اور صبر سے کام لو کہ اللہ اپنے جس بندہ کو چاہے زمین کا وارث بنا دیتا ہے اور عاقبت تو پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

۱۸۸۔ وقت سے پہلے کسی چیز کے بارے میں عجلت سے کام مت لو کہ مبادا پشیمان ہو جاؤ!

۱۸۹۔ مدت (ایک نسخہ میں ہے آرزو) کو طویل مت جانو کہ تم سخت دل ہو جاؤ گے!

۱۹۰۔ اپنے کمزوروں کی دستگیری کرو اور ان پر مہربانی کے ذریعہ اللہ عزوجل کی رحمت طلب کرو۔

۱۹۱۔ کسی مسلمان کی غیبت سے پرہیز کرو اس لئے کہ مسلمان اپنے بھائی کی غیبت نہیں کرتا جبکہ اللہ عزوجل نے اس سے منع فرمایا ہے: **ولا یغتب بعضکم بعضاً أیحب أحدکم ان یأکل لحم أخیه میتاً**. اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟! (سورۂ حجرات- آیت ۱۲)

۱۹۲۔ دوران نماز ایک مسلمان اپنے دونوں ہاتھوں کو یکجا نہیں کرتا درحالیکہ وہ اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا ہو، (کیونکہ اس طرح) وہ کفار یعنی مجوس سے مشابہت رکھتا ہے۔

۱۹۳۔ تم میں سے ہر ایک کو کھانا کھاتے وقت اس طرح بیٹھنا چاہئے جیسے کوئی بندہ بیٹھتا ہے، زمین پر کھانا کھاؤ اور کھڑے رہ کر پانی مت پیو!

۱۹۴۔ اگر دوران نماز کوئی (موذی) جانور سے دوچار ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اُس کو (مار کر) دفن کر دے اور اس پر تھوک دے یا فراغت ہونے تک اسے اپنے کپڑے میں لپیٹ لے۔

۱۹۵۔ (دوران نماز) کسی اور جانب اس طرح متوجہ ہو جانا کہ نماز کی صورت برقرار نہ رہے نماز کو باطل کر دیتا ہے۔ نیز اس طرح کرنے والے کو چاہئے کہ وہ اذان اور تکبیر سے ابتدا کرے۔

۱۹۶۔ جو شخص سورج کے طلوع ہونے سے قبل گیارہ مرتبہ **قل هو الله احد** پڑھے، اسی طرح **انا انزلناه** اور اسی طرح **آیت الکرسی** تو اس نے اپنے مال کو (ہر قسم کے) خطرہ سے محفوظ کر لیا۔

۱۹۷۔ جو شخص سورج کے طلوع ہونے سے پہلے **قل هو الله احد** اور **انا انزلناه** پڑھے وہ اس دن کوئی گناہ نہیں کرے گا خواہ ابلیس کوشش کرتا رہے!

۱۹۸۔ دین میں کجروی اور لوگوں کے تسلط سے اللہ کی پناہ مانگو!

۱۹۹۔ جس شخص نے ہم سے منہ پھیر لیا وہ ہلاک ہو گیا!

۲۰۰۔ کپڑا اوپر چڑھا لینا اس کی طہارت کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وثیابک فطهر**. اور پھر اپنے کپڑوں کو پاک رکھو! (سورۂ مدثر- آیت ۴) یعنی اوپر چڑھا لو۔

۲۰۱۔ شہد چاٹنا ہر بیماری سے شفا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **یخرج من بطونها شراب مختلف ألوانه فیه شفاء للناس**. اُن (مکھیوں) کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز نکلتی ہے (شہد) جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں کہ اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ (سورۂ نحل- آیت ۶۹) (البتہ) یہ تلاوت قرآن کے ہمراہ ہے۔

۲۰۲۔ کندر کا چبانا بلغم کو دور کرتا ہے۔

۲۰۳۔ اپنے کھانے کی ابتدا نمک سے کرو، چنانچہ اگر لوگ یہ جان جاتے کہ نمک میں کیا (خوبیاں) ہیں تو وہ اس کو مجرب تریاق پر (بھی) ترجیح دیتے: جو شخص اپنے کھانے کی ابتدا نمک سے کرتا ہے اس سے ستر بیماریاں اور وہ چیزیں دور ہو جاتی ہیں جنہیں سوائے اللہ عزوجل کے کوئی نہیں جانتا۔

۲۰۴۔ گرمی کے موسم میں تپ زدہ پر ٹھنڈا پانی گراؤ کہ یہ اس کی تپش کو خاموش کر دے گا۔

۲۰۵۔ ہر ماہ تین دن روزہ رکھو کہ یہ صوم دہر کے برابر ہے اور ہم دو جمعرات اور ان کے بیچ بدھ کے دن روزہ رکھتے ہیں اس لئے کہ اللہ عزوجل نے جہنم کو بدھ کے دن خلق کیا تھا۔

۲۰۶۔ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے جمعرات کے دن صبح سویرے اس کی طلب میں نکلنا چاہئے اس لئے کہ رسول خدا نے فرمایا: ''اے میرے اللہ، میری امت کے لئے جمعرات کی صبحیں مبارک قرار دے''۔ اسی طرح اپنے گھر سے نکلتے وقت آل عمران کی آخری چند آیات، آیت الکرسی، انا انزلناہ اور سورہ حمد کی قرأت کرنی چاہئے اس لئے کہ ان میں دنیا اور آخرت کی حاجت روائیاں ہیں۔

۲۰۷۔ تم پر موٹے کپڑے پہننا لازم ہے اس لئے کہ جو شخص باریک لباس پہنتا ہے اس کا دین (بھی) باریک ہوتا ہے۔

۲۰۸۔ تم میں سے کوئی بھی اپنے پروردگار جل جلالہ کے سامنے ایسی حالت میں نہ کھڑا ہو کہ اس کے بدن پر ایسا لباس ہو جو اس کے بدن کی نمائش کرے۔

۲۰۹۔ اللہ عزوجل سے توبہ کرو اور اس کی محبت (کے دائرہ) میں داخل ہو جاؤ اس لئے کہ اللہ عزوجل توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور وہ پاکیزہ لوگوں سے (بھی) محبت کرتا ہے۔ نیز مومن اکثر توبہ کرتا رہتا ہے۔

۲۱۰۔ جب کوئی مومن اپنے بھائی سے ''اُف!'' کہتا ہے تو ان دونوں کے مابین استوار رشتہ ٹوٹ جاتا ہے اور جب اس سے یہ کہا جاتا ہے کہ ''تم کافر ہو!'' تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے۔ نیز جب اس پر تہمت لگائی جاتی ہے تو اس کا اسلام ایسے زائل ہو جاتا ہے جیسے نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔

۲۱۱۔ جو شخص توبہ کرنا چاہے اس کے لئے اس کا دروازہ کھلا ہوا ہے، لہٰذا اللہ سے توبہ کرو (البتہ) توبۂ نصوح کہ شاید تمہارا پروردگار تمہاری برائیوں کا جبران کر دے۔

۲۱۲۔ جب تم وعدہ کرو تو اپنے وعدہ کو پورا کرو۔

۲۱۳۔ کسی نعمت یا زندگی کی رونق کو زوال نہیں آتا مگر اُن گناہوں کے سبب جن کے وہ لوگ مرتکب ہوتے ہیں۔ یقیناً اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ نیز اگر یہ لوگ دُعا اور (خدا کی طرف) رجوع کے ذریعہ سبقت کرتے تو کوئی بلا نازل نہ ہوتی اور جب خدائی انتقام نازل ہو گیا اور ان سے نعمت چھین لی گئی اگر اس وقت وہ سچے دل سے اللہ عزوجل کی پناہ لیتے اور انہیں سبک نہ جانتے اور نہ ہی زیادتی کرتے تو اللہ ان کے تمام بگڑے اُمور کی اصلاح فرما دیتا اور ان کی نیکی انہیں لوٹا دیتا۔

۲۱۴۔ جب کسی پر تنگی وارد ہو تو اسے اپنے پروردگار سے شکایت کرنی چاہئے کہ جس کے ہاتھ میں تمام اُمور کی چابیاں ہیں اور ان کی تدبیر بھی۔

۲۱۵۔ ہر شخص میں ایک تہائی تکبر ہوتا ہے اور بدفالی اور بے جا آرزو بھی، لہٰذا جب تم میں سے کوئی بدشگونی خیال کرے تو اسے اس کی پروا نہیں کرنی چاہئے بلکہ اللہ عزوجل کا ذکر کرنا چاہئے۔ اسی طرح جب تکبر کا خوف ہو تو اپنے غلام اور خادم کے ساتھ کھانا کھالینا چاہئے اور گوسفند کا دودھ دوہ لینا چاہئے۔ نیز بے جا آرزو کے موقع پر اللہ عزوجل سے سوال کرنا چاہئے اور اسی کی جانب متوجہ ہونا چاہئے، البتہ گناہ کے ذریعہ اس سے جھگڑا مت کرو۔

۲۱۶۔ لوگوں سے ان کی معرفت کے مطابق میل جول رکھو اور جس بات کے وہ منکر ہیں اس سلسلہ میں انہیں چھوڑ دو اور انہیں اپنی اور ہماری بات ماننے پر مجبور مت کرو، اس لئے کہ ہمارا معاملہ بہت سخت اور ناقابل برداشت ہے کہ اسے کسی مقرب فرشتہ، نبی مرسل اور ایسے بندہ کے علاوہ کوئی برداشت نہیں کر سکتا جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لئے آزمایا ہو۔

۲۱۷۔ جب تم میں سے کسی کو شیطان وسوسہ میں ڈال دے تو اُسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور کہے ''آمنتُ باللهِ وَبِرَسُوْلهِ مُخْلصاً لَهُ الدِّيْنَ''۔

۲۱۸۔ جب اللہ کسی مومن کو نیا لباس پہنائے تو اُسے چاہئے کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے کہ جس میں سورۂ حمد، آیت الکرسی، قل ھو اللہ احد اور انا انزلناہ کی قرأت کرے اور اس اللہ کی حمد بجالائے جس نے اس کی شرمگاہ ڈھانپی اور لوگوں میں اس کو زینت بخشی۔ نیز لا حول و لا قوۃ إلّا باللہ العلی العظیم بکثرت پڑھو تو اس (لباس) میں کوئی گناہ نہیں ہوگا اور اس کے ہر ریشہ کے عوض ایک فرشتہ اس کی تقدیس بیان کرے گا، اس کے لئے مغفرت طلب کرے گا اور اس پر رحم کی درخواست کرے گا۔

۲۱۹۔ آپس کی بدگمانی کو نظر انداز کر دو اس لئے کہ اللہ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

۲۲۰۔ میں حوض کوثر پر رسول خداؐ، اپنی عترت اور دونوں سبط کے ساتھ ہوں گا، لہٰذا جو شخص ہمارے ساتھ رہنا چاہے اسے ہمارے قول کو تسلیم کرنا ہوگا اور ہمارے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔

۲۲۱۔ ہر اہلبیت کے لئے ایک نجیب ہے اور ہمارے لئے اور ہم سے مودّت رکھنے والوں کے لئے شفاعت ہے تو تم لوگ ہم سے حوض کوثر پر ملاقات کرنے میں ایک دوسرے سے رشک کرو کہ ہم اپنے دشمنوں کو وہاں سے دُھتکار دیں گے اور اپنے محبوں اور دوستوں کو اس سے سیراب کریں گے؛ جو شخص اس میں سے ایک گھونٹ پیئے گا وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ ہمارے حوض میں دو گھاٹ ہیں جو جنت سے جاری ہوتے ہیں کہ ان میں سے ایک تسنیم اور دوسرا معین ہے کہ ان کے کنارے زعفران کے ہیں اور لؤلؤ اور یاقوت کے سنگریزے ہیں کہ یہی کوثر ہے۔

۲۲۲۔ تمام اُمور اللہ کے دست قدرت میں ہیں نہ کہ بندوں کے دست قدرت میں، اس لئے کہ اگر بندوں کے اختیار میں ہوتے تو وہ ہم پر کسی کو ترجیح نہ دیتے مگر اللہ جسے چاہے اپنی رحمت سے مخصوص کر دیتا ہے، تو تم لوگ اس بات پر اللہ کی حمد بجالاؤ کہ اس نے اپنی بزرگ ترین نعمت سے تم کو نوازا، حلال زادگی جیسی نعمت۔

۲۲۳۔ قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی اور ہر آنکھ بے خواب گی مگر وہ آنکھ جسے اللہ نے اپنی کرامت سے نوازا ہے اور وہ امام حسینؑ اور آل محمدؐ کے ساتھ زیادتی پر گریہ کرتی ہے۔

۲۲۴۔ بخدا، ہمارے شیعہ شہد کی مکھی کے قائم مقام ہیں کہ اگر لوگ یہ جان جائیں کہ اس (شہد کی مکھی) کے پیٹ میں کیا ہے تو اس کو

نکال کر کھا جائیں!

۲۲۵۔ جو شخص کھانے پر بیٹھا ہو اس کے لئے جلد بازی سے کام مت لو یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے اور اسی طرح پاخانہ کرتے وقت یہاں تک کہ وہ رفع حاجت سے فارغ ہو جائے۔

۲۲۶۔ جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو جائے تو کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، سُبْحَانَ رَبِّ النَّبِيِّيْنَ وَ آلِهِ الْمُرْسَلِيْنَ، وَ رَبِّ السَّمٰوَاتِ وَ مَا فِيْهَا، وَرَبِّ الْأَرَضِيْنَ وَ مَا فِيْهِنَّ وَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. (نہیں ہے کوئی معبود بجز اللہ کے کہ جو بڑا بُردبار صاحب کرم ہے، اور وہی ہر شے پر قادر ہے، پاک ہے تمام انبیاء اور اُن فرستادہ (انبیاء) کی آل کا پالنے والا، اور آسمانوں اور اُن میں موجود ہر شے کا پالنے والا، اور تمام زمینوں اور اُن میں موجود چیزوں کا پالنے والا اور عرش عظیم کا پروردگار! نیز تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے) اور جب نیند سے اُٹھ بیٹھے تو کھڑے ہونے سے پہلے کہے حَسْبِيَ اللهُ حَسْبِيَ الرَّبُّ مِنَ الْعِبَادِ، حَسْبِيَ اللهُ الَّذِيْ هُوَ حَسْبِيْ مُنْذُ كُنْتُ، حَسْبِيَ اللهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ (میرے لئے اللہ کافی ہے، بندوں کو چھوڑ کر میرے لئے پروردگار کافی ہے، کافی ہے میرے لئے اللہ کہ وہی ہے جو میرے وجود کے روزِ اوّل سے میرے لئے کافی رہا، کافی ہے میرے لئے اللہ اور وہ کتنا اچھا کارساز ہے!)۔

۲۲۷۔ جب تم میں سے کوئی رات کو کھڑا ہو تو اسے آسمان کی اطراف میں نگاہ کر کے **إن فی خلق السمٰوات و الأرض** سے لے کر **إنک لا تخلف المیعاد** (سورۂ آل عمران۔ آیت ۱۹۰ تا ۱۹۴) تک تلاوت کرنی چاہئے۔

۲۲۸۔ زم زم کے کنویں میں جھانکنے سے بیماری دور ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کے اس حصہ کا پانی پیو جو رکن حجر اسود کے پیچھے ہے، اس لئے کہ حجر اسود کے نیچے جنت کی چار نہریں بہتی ہیں: فرات، نیل، سیحان اور جیحان کہ یہ دونوں (بھی) نہریں ہیں۔

۲۲۹۔ کسی مومن (ایک نسخہ میں ہے مسلمان) کو ایسے شخص کی رکاب میں جہاد کے لئے نہیں نکلنا چاہئے جس کی حاکمیت اس کے لئے قابل اطمینان نہیں اور نہ ہی وہ مال غنیمت کے بارے میں اللہ کا کوئی حکم نافذ کرتا ہے، کیونکہ اگر اس حالت میں وہ مر گیا تو ہمارے حقوق کو روک لینے اور ہمارا خون بہانے میں وہ ہمارے دشمن کا مددگار ثابت ہوگا اور اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

۲۳۰۔ ہم اہلبیت کا ذکر درد اور بیماریوں اور سینہ کے وسوسوں سے شفا ہے۔

۲۳۱۔ ہماری محبت پروردگار عزوجل کی خوشنودی ہے۔

۲۳۲۔ ہمارے حکم کو تسلیم کرنے والا کل (روز قیامت) ہمارے ساتھ قدس کے احاطہ میں ہوگا۔

۲۳۳۔ ہمارے اَمر کا منتظر اللہ کی راہ میں اپنا خون بہانے والے کی مانند ہے۔

۲۳۴۔ جو شخص ہمارے ساتھ جنگ میں شریک ہو یا ہمارے نالہ و فریاد کو سنے مگر ہماری مدد نہ کرے تو اللہ اس کو دونوں نرخروں (بظاہر منہ مراد ہے) کے بل جہنم میں گرا دے گا۔

۲۳۵۔ جب لوگوں پر زیادتی ہو اور ان پر راستے تنگ ہو جائیں تو ہم مدد اور فریادرسی کے باب ہیں اور ہم ہی باب حطہ ہیں جو باب مسلم (ایک نسخہ میں ہے سلامتی کا باب) ہے کہ جو اس میں داخل ہو جائے تو نجات یافتہ ہوا اور جو اس سے منہ موڑ لے وہ بھٹک گیا۔ ہمارے ذریعہ ہی اللہ

نے آغاز کیا، ہمارے ذریعہ ہی اللہ جو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے، ہمارے ذریعہ ہی ثبت کرتا ہے، اللہ ہمارے وسیلہ سے سخت زمانہ کو دُور کرتا ہے اور ہماری بدولت ہی بارش برستی ہے تو (خیال رہے کہ) دھوکہ باز تمہیں خدا کے معاملہ میں دھوکہ نہ دیدے!

۲۳۶۔ جب سے اللہ عزوجل نے آسمانی دروازے بند کر دیئے ہیں آسمان نے ایک قطرہ نہیں برسایا اور اگر ہمارا قائم قیام کریں تو آسمان اپنے قطرے برسا دیتا، زمین نباتات باہر نکالتی، لوگوں کے دلوں سے کینہ دُور ہو جاتا اور درندے اور چوپائے باہم صلح کر لیتے یہاں تک کہ ایک عورت عراق سے شام تک راہ چلتی تو اس کا ہر قدم نباتات پر پڑتا، اس کے سر پر زینت ہوتی اور اسے کوئی درندہ ہراساں کرتا اور نہ ہی وہ اس سے ڈرتی۔

۲۳۷۔ اگر تمہیں اس بات کا علم ہو جاتا کہ تمہارے دشمنوں کی جو اذیت ناک باتیں تم سنتے ہو اس کے عوض تمہارا کیا مقام ہے تو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں!

۲۳۸۔ جب میں تمہارے درمیان نہ رہوں گا تو میرے بعد تم کو جان کا خطرہ ہوگا اور تم منکروں، دشمنوں، صاحبان اقتدار اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کو خفیف سمجھنے والوں کے کچھ ایسے اُمور کا مشاہدہ کرو گے کہ تم موت کی تمنا کرنے لگو گے مگر جب ایسا وقت آئے تو تم سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور آپس میں تفرقہ مت کرنا نیز صبر، نماز اور تقیہ کا دامن مت چھوڑنا!

۲۳۹۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے متلوّن بندوں سے نفرت کرتا ہے!

۲۴۰۔ حق اور اہل حق سے دست کشی نہ کرو، کیونکہ جس شخص نے ہمارے بدلے کسی اور کا انتخاب کیا وہ ہلاک ہو گیا، اس سے دنیا فوت ہو گئی اور وہ اس سے باہر نکل گیا!

۲۴۱۔ جب تم میں سے کوئی اپنے گھر میں داخل ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے گھر والوں کو سلام کرے یعنی کہے ''السلام علیکم'' اور اگر اس کے گھر والے نہ ہوں تو کہے ''اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا مِنْ رَّبِّنَا'' اور گھر میں داخل ہوتے وقت قل هو الله احد پڑھے تو اس سے تنگدستی دور ہوتی ہے۔

۲۴۲۔ اپنے بچوں کو نماز سکھاؤ اور جب وہ آٹھ سال کے ہو جائیں تو اس پر ان کا مواخذہ کرو!

۲۴۳۔ کتوں کے قریب جانے سے باز رہو اس لئے کہ جو شخص کتے کو چھوئے اور وہ تر ہو تو اسے دھولینا چاہئے جبکہ اگر خشک ہو تو اپنے کپڑوں پر پانی چھڑکنا چاہئے۔

۲۴۴۔ جب تم ہماری کسی ایسی حدیث کو سنو جس کی تمہیں معرفت نہیں ہے تو اسے ہماری جانب لوٹا دو اور اس موقع پر توقف کرو اور تسلیم کر لو یہاں تک کہ تم پر حق بات واضح ہو جائے۔

۲۴۵۔ جلد بازی میں ہمارے راز افشا کرنے والے نہ ٹھہرو!

۲۴۶۔ ہر غالی ہماری طرف لوٹے گا اور ہمارے حق میں کوتاہی کرنے والا ہم سے آملے گا۔

۲۴۷۔ جو شخص ہم سے متمسک رہے وہ (حق سے) جاملا اور جو ہمارے علاوہ کسی اور روش پر چلے وہ غرق ہو گیا۔

۲۴۸۔ ہم سے محبت کرنے والے اللہ عزّوجلّ کی رحمت کی افواج ہیں اور ہم سے نفرت کرنے والے غضب خدا کی افواج!

۲۴۹۔ ہمارا راستہ میانہ روی ہے اور ہمارے حکم میں ہدایت ہے۔

۲۵۰۔ پانچ مقامات پر سہو نہیں: وتر، جمعہ، ہر فرض نماز کی پہلی دو رکعتیں، فجر اور مغرب (یعنی بھول جانے پر دوبارہ ادا کرنا چاہئے)۔

۲۵۱۔ جب پاک نہ ہو (ایک نسخہ میں ہے جب تک پاک نہ ہو جائے) کسی بندہ کو قرآن نہیں پڑھنا چاہئے۔

۲۵۲۔ اگر تم نماز میں ہو تو ہر سورہ کا حق اُسے ادا کر دو جیسے رکوع اور سجود۔

۲۵۳۔ کوئی شخص دوران نماز اپنی قمیض کو بغل کے نیچے دبا کر اپنے کاندھے پر نہ ڈالے کہ یہ قوم لوط کے افعال کا حصہ ہے۔

۲۵۴۔ اگر کوئی بندہ ایک کپڑے میں اس طرح نماز پڑھے کہ اس کے دونوں گوشے اپنی گردن میں باندھ دے تو اس کی نماز صحیح ہوگی اور اسی طرح اس پیراہن میں بھی نماز جائز ہے جو ضخیم ہو اور اس میں بٹن لگے ہوں۔

۲۵۵۔ کسی شخص کو تصویر پر سجدہ نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی کسی ایسے فرش پر جس پر تصویر بنی ہو۔ البتہ یہ جائز ہے کہ تصویر اس کے دونوں قدموں تلے ہو یا اس کو کسی ایسی چیز سے ڈھانپ لے جو اس کو چھپا دے۔

۲۵۶۔ نماز پڑھتے وقت کسی شخص کو اپنے لباس میں ایسے درہم نہیں رکھنے چاہئیں جن پر تصویر بنی ہو۔ البتہ اگر اسے خوف ہو تو ان درہموں کو پٹکہ یا کسی لباس میں رکھنا جائز ہے اور (ایسے موقع پر) انہیں اپنی کمر پر باندھ لینا چاہئے۔

۲۵۷۔ کسی شخص کو گندم یا جو کے ڈھیر پر سجدہ نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی کسی ایسے رنگ پر جو کھانے کے کام آتا ہو اور نہ ہی روٹی پر۔

۲۵۸۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم کہنے سے پہلے وضو شروع نہیں کرنا چاہئے۔ جب پانی کو چھوئے تو کہے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (اے میرے اللہ، تو مجھے توبہ کرنے والوں کے زمرے میں سے قرار دے اور تو مجھے پاک و صاف رہنے والوں میں سے قرار دے!) وضو سے فارغ ہونے کے بعد کہے "**أشهد أن لا إلٰه الاّ الله وحده لا شريك له و أشهد أن محمداً عبده ورسولهٗ**" کہ ایسا کرنے پر وہ مغفرت کا مستحق قرار پاتا ہے۔

۲۵۹۔ جو شخص اللہ کے حق کی معرفت کے ساتھ نماز بجالائے تو اللہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

۲۶۰۔ کسی شخص کو واجب نماز کے وقت میں نافلہ نماز نہیں پڑھنی چاہئے سوائے اس کے کہ کوئی مجبوری ہو لیکن اس کے بعد (بھی) اگر اس کے لئے قضا کرنا ممکن ہو تو اس کی قضا کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **الذين هم على صلوتهم دآئمون** جو لوگ ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں (سورۂ معارج۔ آیت ۲۳) **الذين يقضون ما فاتهم من الليل بالنهار و ما فاتهم من النهار بالليل**. کہ جو رات کی قضا دن میں بجالاتے ہیں اور دن کی قضا رات میں۔

۲۶۱۔ واجب نماز کے اوقات میں نافلہ نماز کی قضا نہیں پڑھنی چاہئے! ابتدا فرض نماز سے کرو پھر جس نماز کا دل چاہے پڑھو!

۲۶۲۔ حرمین میں نماز پڑھنا ایک ہزار نماز پڑھنے کے برابر ہے۔

۲۶۳۔ حج کے لئے ایک درہم خرچ کرنا ایک ہزار درہم کے برابر ہے۔

۲۶۴۔ ہر شخص کو خضوع و خشوع کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے اس لئے کہ جس کا دل اللہ عزوجل کے لئے خضوع و خشوع سے کام لیتا ہے اس کے دیگر اعضاء جوارح بھی خشوع کرتے ہیں۔

۲۶۵۔ نماز کے دوران کسی شے کے ساتھ بازی مت کرو!

۲۶۶۔ نماز جمعہ میں رکوع سے پہلے قنوت ہے اور اس کی پہلی رکعت میں سورۂ حمد اور سورۂ جمعہ پڑھی جائے جبکہ اس کی دوسری رکعت میں سورۂ حمد کے ساتھ سورۂ منافقون پڑھی جائے۔

۲۶۷۔ ہر دو رکعتوں میں بیٹھ جاؤ یہاں تک کہ تمہارے اعضاؤ جوارح پرسکون ہو جائیں، اس کے بعد تم کھڑے ہو جاؤ کہ اسی طرح ہم نے (بھی) کیا ہے۔

۲۶۸۔ جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھوں کو سینہ کے مقابل رکھے اور جب تم میں سے کوئی اللہ جل جلالہ کے سامنے کھڑا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے سینہ کو آگے کو کرے اور بالکل سیدھا کھڑے ہو جائے کہ ذرا خم نہ ہو!

۲۶۹۔ جب تم میں سے کوئی نماز سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی جانب بلند کرے اور دُعا کا اقدام کرے۔

اس موقع پر عبداللہ ابن سبا نے کہا: اے امیر المومنینؑ، کیا اللہ ہر جگہ نہیں پایا جاتا؟!

آپؑ نے فرمایا: کیوں نہیں!

اس نے کہا: تو پھر وہ بندہ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف کیوں اُٹھائے؟!

آپؑ نے فرمایا: کیا تم نے (قرآن میں) نہیں پڑھا: وفی السمآء رزقکم و ما توعدون. اور آسمان میں تم لوگوں کی روزی اور وہ چیز ہے کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے (سورۂ ذاریات۔ آیت ۲۲) جبکہ اللہ نے صرف وہیں سے رزق طلب کرنے کا وعدہ دیا ہے جو اس کا اور اس کے رزق کا مقام ہے اور اللہ نے جس چیز کا وعدہ کیا ہے وہ آسمان ہے!

۲۷۰۔ انسان کو اس وقت تک نماز سے نہیں اُٹھنا چاہئے جب تک وہ اللہ سے جنت کی درخواست نہ کر لے، جہنم سے پناہ نہ مانگ لے اور اس سے یہ درخواست نہ کر لے کہ وہ اسے حور العین نصیب کرے۔

۲۷۱۔ جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے قیام کرے تو اسے چاہئے کہ ایک وداع کرنے والے کی مانند نماز پڑھے۔

۲۷۲۔ تبسم نماز کو باطل نہیں کرتا، البتہ قہقہہ نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

۲۷۳۔ جب نیند دل سے مخلوط ہو جائے تو وضو واجب ہو جاتا ہے۔

۲۷۴۔ اگر دوران نماز تمہاری آنکھ تم پر غلبہ پالے تو نماز توڑ دو اور سو جاؤ، اس لئے کہ تم نہیں جانتے کہ (اب تم) اپنے حق میں دعا کر رہے ہو یا اپنے لئے بددُعا کر رہے ہو!

۲۷۵۔ جو شخص ہمیں دل سے دوست رکھے، اپنی زبان سے ہماری اعانت کرے اور ہماری رکاب میں ہمارے دشمنوں سے جنگ کرے تو وہ جنت میں ہمارے درجہ میں ہوگا؛ جو شخص ہمیں دل سے دوست رکھے اور اپنی زبان سے ہماری اعانت کرے مگر ہماری رکاب میں ہمارے دشمنوں سے جنگ نہ کرے تو وہ اس سے نچلے درجہ میں ہوگا اور جو شخص ہمیں دل سے دوست رکھے اور اپنی زبان اور اپنے ہاتھوں سے ہماری اعانت نہ کرے تو وہ جنت میں ان دونوں درجوں سے بھی نچلے درجہ میں ہوگا۔

۲۷۶۔ جس شخص کے دل میں ہمارے لئے نفرت ہو اور وہ اپنی زبان اور اپنے ہاتھوں سے ہمارے خلاف (دوسروں کی) اعانت کرے تو ایسا شخص جہنم میں ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہوگا، جس شخص کے دل میں ہمارے لئے نفرت ہو اور وہ اپنی زبان سے ہمارے خلاف (دوسروں کی) اعانت کرے تو ایسا شخص جہنم میں جائے گا اور جس شخص کے دل میں ہمارے لئے نفرت ہو مگر وہ اپنی زبان یا اپنے ہاتھوں سے ہمارے خلاف (دوسروں کی) اعانت نہ کرے تو ایسا شخص (بھی) جہنم میں جائے گا۔

۲۷۷۔ جنتی لوگ ہماری اور ہمارے شیعوں کے مکانوں کی طرف ایسے دیکھیں گے جیسے انسان ستاروں کی جانب دیکھتا ہے!

۲۷۸۔ جب تم آخری تسبیحات سے فارغ ہو جاؤ (ایک نسخہ میں ہے پڑھ لو) تو کہو "سبحان الله الأعلىٰ"۔

۲۷۹۔ جب تم یہ پڑھو: إن الله و ملآئكته يصلّون على النبي تو تم نبیؐ پر صلوات بھیجو چاہے نماز کی حالت ہو یا کسی اور حالت میں!

۲۸۰۔ جسم کا وہ عضو جو سب سے کم شکر ادا کرتا ہے وہ آنکھ ہے، لہٰذا اس کی مانگ پوری مت کیا کرو کہ مبادا یہ تمہیں اللہ عز وجل کے ذکر سے غافل کر دے!

۲۸۱۔ جب تم والتّين کی تلاوت کرو تو اس کے آخر میں کہو وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّاهِدِيْنَ (اور ہم (بھی) اس پر گواہ لوگوں میں شامل ہیں)۔

۲۸۲۔ جب تم قولوا آمنّا کی تلاوت کرو تو کہو آمنّا بالله یہاں تک کہ تم مسلمين تک پہنچو۔

۲۸۳۔ جب کوئی بندہ آخری تشہد میں بیٹھے ہوئے کہے "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ، وَاَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا، وَ اَنَّ اللهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ" اور اس کے بعد کوئی حدث صادر ہو جائے تو (پھر بھی) اس کی نماز مکمل ہو جائے گی۔

۲۸۴۔ اپنے گھر کی جانب راہ چلنے سے شدید تر اللہ کی عبادت کسی اور شے سے نہیں ہو سکتی۔

۲۸۵۔ خیر و بھلائی اونٹ کے سم اور گردن میں تلاش کرو جو آمد و رفت کرتے ہیں۔

۲۸۶۔ اللہ نے زم زم کا نام سقایت رکھا، کیونکہ رسول خداؐ نے اپنے لئے طائف سے لائی گئی کشمش کے بارے میں یہ حکم صادر فرمایا تھا کہ اس کی چاشنی حوض زم زم میں ڈال دو اس لئے کہ اس کا پانی تلخ ہے، دراصل آپؐ اس کی تلخی کم کرنا چاہتے تھے۔ لہٰذا جب نبیذ خشک ہو جائے تو پرانی ہو جاتی ہے اس کو مت پینا۔

۲۸۷۔ جب کوئی شخص برہنہ ہوتا ہے تو شیطان اس کی جانب نگاہ کرتا ہے اور اس میں طمع کرتا ہے، لہٰذا اپنے آپ کو پوشیدہ رکھو!

۲۸۸۔ کسی مرد کو رانوں تک اپنا لباس بلند کر کے لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھنا چاہئے!

۲۸۹۔ جو شخص کسی ایسی چیز کو تناول کرے جس کی بُو اذیت کرتی ہو تو اس کو مسجد کے قریب نہیں جانا چاہئے!

۲۹۰۔ جب کوئی مرد سجدہ کرے تو اُسے چاہئے کہ سجدہ میں اپنے پچھلے حصہ کو بلند کرے۔

۲۹۱۔ جب تم میں سے کوئی شخص غسل کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ اپنے بازوؤں سے ابتدا کرے یعنی ان کو دھوئے۔

۲۹۲۔ جب تم نماز پڑھو تو اپنے آپ کو قرأت، تکبیر اور تسبیح سناؤ!

۲۹۳۔ جب تم نماز کے بعد اُٹھنا چاہو تو اپنی داہنی جانب سے اُٹھو!

۲۹۴۔ دنیا سے زادِ آخرت فراہم کرلو اور اس میں زادِ راہ کے طور پر سب سے بہترین شے تقویٰ ہے۔

۲۹۵۔ بنی اسرائیل کی دو امتیں گم ہوگئی تھیں: ایک سمندر میں اور ایک خشکی پر، لہٰذا جس چیز کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہو صرف اسی کو کھاؤ!

۲۹۶۔ جو شخص اپنے درد کو تین دن تک مخفی رکھے اور اس کے بعد اللہ عزوجل سے شکایت کرے تو اللہ پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ وہ اس کو عافیت عطا کرے۔

۲۹۷۔ بندہ اس موقع پر خدا سے سب سے دُور ہوتا ہے جب اس کا مطمحِ نظر اس کی شرمگاہ اور اس کا شکم ہو!

۲۹۸۔ کسی شخص کو بھی کسی ایسے سفر پر روانہ نہیں ہونا چاہئے جس میں اس کے دین اور نماز کو خطرہ ہو!

۲۹۹۔ سماعت کو چار چیزیں عطا کرو: نبیؐ، جنت، دوزخ اور حورالعین۔ لہٰذا جب بندہ نماز سے فارغ ہو جائے تو اُسے چاہئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجے، اللہ سے جنت کا سوال کرے، جہنم سے خدا کی پناہ مانگے اور اللہ سے درخواست کرے کہ وہ اس کی شادی حورالعین سے کروادے، کیونکہ جو شخص نبیؐ پر صلوات بھیجتا ہے نبیؐ اس کو سنتے ہیں اور اُس کی دُعا اوپر لے جائی جاتی ہے؛ جو شخص اللہ سے جنت مانگتا ہے تو جنت کہتی ہے: ''اے میرے پروردگار، اپنے بندہ کو وہ چیز عطا کردے جس کا وہ سوال کر رہا ہے''۔ جو شخص دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہے تو جہنم کہتی ہے: ''اے میرے پروردگار، اپنے بندہ کو اس شے سے پناہ دے جس سے وہ پناہ کا طالب ہے'' اور جو شخص حورالعین کی درخواست کرتا ہے تو وہ کہتی ہیں: ''اے اللہ، اپنے بندہ کی مانگ پوری کردے''۔

۳۰۰۔ گانا جنت پر ابلیس کا نوحہ ہے!

۳۰۱۔ جب تم میں سے کوئی سونا چاہے تو اسے چاہئے کہ اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے داہنے رُخسار کے نیچے رکھ دے اور کہے **بِسْمِ اللہِ وَضَعْتُ جَنْبِیْ لِلّٰہِ عَلٰی مِلَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ وَ دِیْنِ مُحَمَّدٍ وَّ وَلَایَۃِ مَنِ افْتَرَضَ اللہُ طَاعَتَہٗ، مَاشَآءَ اللہُ کَانَ وَ مَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ** (اللہ کے نام سے میں نے اپنا پہلو اللہ کی خاطر ملتِ ابراہیمؑ، دینِ محمدؐ اور اس کی ولایت کے مطابق رکھا کہ جس کی اِطاعت اللہ نے فرض قرار دی ہے، جو اللہ نے چاہا سو ہُوا اور جو اُس نے نہ چاہا وہ نہ ہوا) اور جو شخص سوتے وقت ان کلمات کو ادا کرے تو وہ غارت گر چور اور گرنے سے محفوظ رہتا ہے اور فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں۔

۳۰۲۔ جو شخص بستر پر لیٹتے وقت **قل ھو اللہ احد** پڑھتا ہے اللہ عزوجل اس پر پچاس ہزار فرشتوں کو مقرر کرتا ہے جو رات بھر اس کی نگرانی کرتے ہیں، لہٰذا جب تم میں سے کوئی سونا چاہے تو جب تک وہ یہ (حسب ذیل) کلمات نہ کہہ لے اُسے اپنا پہلو زمین پر نہیں رکھنا چاہئے: **اُعِیْذُ نَفْسِیْ وَ دِیْنِیْ وَ اَھْلِیْ وَ مَالِیْ وَ وُلْدِیْ وَ خَوَاتِیْمِ عَمَلِیْ وَ مَا رَزَقَنِیْ رَبِّیْ وَ خَوَّلَنِیْ بِعِزَّۃِ اللہِ وَ عَظَمَۃِ اللہِ وَ جَبَرُوْتِ اللہِ وَ سُلْطَانِ اللہِ وَ رَحْمَۃِ اللہِ وَ رَاْفَۃِ اللہِ وَ غُفْرَانِ اللہِ وَ قُدْرَۃِ اللہِ وَ بِجَلَالِ اللہِ وَ بِصُنْعِ اللہِ وَ اَرْکَانِ اللہِ وَ بِرَسُوْلِ اللہِ وَ بِجَمْعِ اللہِ وَ بِقُدْرَۃِ اللہِ عَلٰی مَا یَشَآءُ مِنْ شَرِّ السَّآمَّۃِ وَ الْھَآمَّۃِ وَ مِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَ مِنْ شَرِّ مَا یَدِبُّ فِی الْاَرْضِ وَ مَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَ مِنْ**

شَرِّ کُلِّ دَآبَّۃٍ اَنتَ آخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ [میں اپنی جان، اپنے دین، اہل خانہ، اپنی اولاد، اپنے اعمال کے انجام، میرے پروردگار کی عطا کردہ اور ہروہ شے جواس نے میرے تصرف میں دے رکھی ہے کو ہرزہر یلےاورموذی جانور، جن وانس، زمین پر چلنے والے چوپائے، اس سے نکلنے والی ہر شے اور ہر اس زمین پر چلنے والے کہ جس کا سرا(اللہ) تیرے دست قدرت میں ہے کے شر سے اللہ کی عزت، اس کی عظمت، جبروت، سلطنت، رحمت، مہربانی اور اللہ کی ہر اُس قدرت کی پناہ میں دیتا ہوں کہ جس پر وہ چاہتا ہے(تو وہ اس کی قدرت میں آجاتی ہے) بے شک میرا پالنے والا صراط مستقیم پر ہے اور وہی ہر شے پر قادر ہے نیز نہیں ہے کوئی قوت وتوانائی مگر اس اللہ کے دم سے کہ جو بلند مرتبہ بہت بڑا ہے]۔ کیونکہ رسول خداؐ حضرات حسنؑ وحسینؑ کو ان ہی کلمات کے ذریعہ اللہ کی پناہ میں دیتے تھے اور اسی طرح رسول خداؐ نے ہمیں حکم دیا ہے۔

۳۰۳۔ ہم دین خدا کے خزانے ہیں اور ہم علم (ایک نسخہ میں ہے "کے چراغ") کی چابیاں ہیں نیز جب ہم میں سے ایک پیشوا چلا جاتا ہے تو دوسرا ظاہر ہو جاتا ہے۔

۳۰۴۔ ہماری پیروی کرنے والا گمراہ نہیں ہوتا اور ہمارا انکار کرنے والا ہدایت نہیں پاتا، اسی طرح ہمارے خلاف ہمارے دشمنوں کی اعانت کرنے والا نجات نہیں پاتا اور نہ ہی ہمیں تنہا چھوڑنے والے کی مدد کی جاتی ہے، لہٰذا دنیا اور اس کی حقیر چیزوں کی طمع میں ہم سے منہ مت پھیرلو اس لئے کہ یہ تم سے چھین لی جائے گی اور تم اس سے دُور کردیئے جاؤ گے۔ پس جو شخص آخرت پر اس دنیا کو ترجیح دے اور ہمارے بدلے اس کو اختیار کرے تو کل اس کو بہت زیادہ ندامت اُٹھانی پڑے گی اور یہی اللہ عزوجل کے اس قول کا مطلب ہے **اَن تقول نفس یا حسرتی علی ما فرطت فی جنب اللہ وإن کنت لمن الساخرین.** کوئی شخص کہنے لگے کہ ہائے افسوس میری اُس کوتاہی پر جو میں نے (خدا کی بارگاہ میں) تقرب حاصل کرنے میں کی اور میں تو بلاشبہ ہنسی اُڑانے والوں میں رہا۔(سورۂ زمر۔ آیت ۵۶)

۳۰۵۔ اپنے بچوں پر لگی چکنائی کو دھوڈالو کہ شیطان چکنائی کو سونگھتا ہے تو بچہ نیند میں ڈر جاتا ہے اور اس سے کراماً کاتبین کو اذیت ہوتی ہے۔

۳۰۶۔ عورت کی جانب پہلی نگاہ معاف ہے البتہ بار دیگر اس کی طرف نگاہ مت کرو یعنی فتنہ سے دُور رہو!

۳۰۷۔ شراب کا عادی شخص جب اللہ سے ملاقات کرے گا تو ایسے ملے گا جیسے بتوں کا پرستار!

اس موقع پر حجر ابن عدیؓ نے کہا: اے امیرالمومنینؑ، عادی کا کیا مطلب ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب شراب میسر ہوتی ہے اُسے پی لیتا ہے!

۳۰۸۔ جو شخص شراب پیئے اس کے چالیس دن اور رات کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں!

۳۰۹۔ جو شخص کسی مسلمان کو ایسی بات کہے جس سے اس کا مقصد اس کی آبروریزی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو خبال کے کیچڑ میں مقید کردیتا ہے یہاں تک کہ وہ ایسی دلیل مہیا کرے جس سے اس کی عذرخواہی تسلیم کرلی جائے۔

۳۱۰۔ دو مرد باہم ایک ہی چادر میں نہیں سوسکتے، لہٰذا اگر کوئی اس طرح کرے تو اس کی تادیب کرنی چاہیے یعنی اس کو تازیانے لگانے چاہئیں!

۳۱۱۔ کدو کھاؤ کہ یہ دماغ میں اضافہ کرتا ہے نیز رسول خداؐ کو کدو بہت پسند تھا!

۳۱۲۔ کھانا کھانے سے پہلے اور اس کے بعد لیمو کھاؤ کہ آل محمدؐ اسی طرح کرتے تھے!

۳۱۳۔ ناشپاتی دل کو جلا اور شکم کو تمام دردوں سے آرام بخشتی ہے!

۳۱۴۔ جب کوئی بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو ابلیس حسد سے اس کی طرف نگاہ ڈالتا ہے کہ اللہ نے اُسے اپنی اس نعمت کے سائے میں رکھا۔

۳۱۵۔ بدترین اُمور تازہ واقعات ہیں اور بہترین اُمور وہ ہیں جن سے اللہ راضی ہو!

۳۱۶۔ جو شخص دنیا کی پرستش کرتا ہے اور اسے آخرت پر ترجیح دیتا ہے اس کا انجام خطرناک ہوگا!

۳۱۷۔ پانی کو بطور خوشبو استعمال کرو!

۳۱۸۔ جو اللہ کے دیئے ہوئے پر راضی رہتا ہے اس کا بدن راحت میں ہوتا ہے!

۳۱۹۔ وہ شخص گھاٹے میں ہے جس کی عمر ایسی باتوں میں گذر جائے جو اُسے اللہ عزوجل سے دُور کردے۔

۳۲۰۔ اگر ایک نمازی کو اس بات کا علم ہو جاتا کہ اللہ کے جلال نے کس قدر اس کا احاطہ کیا ہوا ہے تو اسے سجدہ سے سر اُٹھانا منظور نہ ہوتا!

۳۲۱۔ ٹال مٹول سے پرہیز کرو اور حتی الامکان عمل کرنے میں عجلت سے کام لو!

۳۲۲۔ جو رزق تمہارے نصیب میں ہے وہ تمہاری کمزوری میں بھی تم تک آ پہنچے گا اور جو بلا تم پر آنے والی ہے اسے تم کسی حیلہ سے بھی نہیں ٹال سکتے!

۳۲۳۔ نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور جو مصیبت تم پر آ جائے اس میں صبر سے کام لو!

۳۲۴۔ مومن کا چراغ ہمارے حق کی معرفت ہے!

۳۲۵۔ سخت ترین اندھا پن ہماری فضیلت کو نہ دیکھنا ہے اور ہم سے کسی گناہ کے سرزد ہوئے بغیر دشمنی کا اظہار کرنا ہے، مگر یہ کہ میں نے انہیں حق کی دعوت دی اور انہوں نے مجھے چھوڑ کر اس شخص کی دعوت پر لبیک کہا کہ جس نے انہیں فتنہ اور دنیا کی طرف بلایا تو انہوں نے فتنہ اور دنیا کو حق پر ترجیح دی اور اس طرح ہم سے بیزاری کا اظہار کیا اور ہم سے دشمنی مول لی۔

۳۲۶۔ پرچم حق ہمارا ہی ہے تو جو شخص اس کے سایہ تلے آ گیا وہ اس کو ڈھانپ لیتا ہے اور جس نے اس کی جانب پیش قدمی کی وہ کامیاب ہوگیا، جبکہ اس سے منہ موڑنے والا ہلاک ہوگیا، جس نے اس سے جدائی اختیار کرلی وہ پستی میں گر جاتا ہے اور اس سے متمسک ہونے والا نجات یافتہ ٹھہرتا ہے۔

۳۲۷۔ میں مومنین کا حقیقی سردار ہوں جبکہ مال و دولت ظالموں کا اصلی پیشوا!

۳۲۸۔ بخدا، سوائے مومن کے مجھ سے کوئی محبت نہیں کرتا اور سوائے منافق کے کوئی مجھ سے بغض نہیں رکھتا!

۳۲۹۔ جب تم اپنے بھائیوں سے ملو تو ان سے مصافحہ کرو اور ان کے لئے بشاشت و خوشی کا اظہار کرو (یہاں تک کہ) یک دوسرے سے جُدا ہو جاؤ کہ (ایسا کرنے پر) تمہاری ساری خطائیں نابود ہو جاتی ہیں!

۳۳۰۔ جب تم میں سے کوئی چھینکے تو اس کے لئے دُعا کرو اور کہو "یَرْحَمُکُمُ الله" اور اُسے جواباً کہنا چاہیئے "یَغْفِرُ اللهُ لَکُمْ وَ یَرْحَمُکُمْ" اللہ عزوجل فرماتا ہے: و إذا حييتم بتحيةٍ فحيوا بأحسن منها أو رُدّوها. اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے بہتر جواب دو یا اُسی کو لوٹا دو!(سورۂ نساء۔ آیت ۸۶)

۳۳۱۔ اپنے دشمن سے مصافحہ کرو اگر چہ اسے پسند نہ آئے، اس لئے کہ اس بات کا حکم اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو دیا ہے، چنانچہ فرماتا ہے: ادفع بالتی هی أحسن السیّئة فاذا الذی بینک و بینه عداوة کانه ولی حمیم☆ و ما یلقّٰها إلا الذین صبروا و ما یلقها إلّا ذو حظ عظیم. ایسے طریقہ سے جواب دو جو نہایت اچھا ہو تو یکا یک تمہارے اور جس کے درمیان عداوت ہوگی گو یا وہ تمہارا دلسوز دوست ہے☆ یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں اور اُن ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو نصیبوں کے دھنی ہیں۔(سورۂ فصلت۔ آیت ۳۴۔۳۵)

۳۳۲۔ اپنے دشمن سے اس سے سخت تر کوئی بدلہ نہیں ہو سکتا کہ تم اس کے معاملہ میں بھی اللہ کی اطاعت کرو اور تمہارے لئے یہی دیکھنا کافی ہے کہ تمہارا دشمن اللہ عزوجل کی نافرمانیاں کرتا ہے۔

۳۳۳۔ دنیا گردش کرتی رہتی ہے، لہٰذا تم اس میں سے اپنا حصہ آرام سے طلب کرو یہاں تک کہ تمہاری باری آ جائے۔

۳۳۴۔ مومن ہمہ وقت بیدار اور نگراں رہتا ہے اور دو میں سے کسی ایک نیکی کا انتظار کرتا ہے (یعنی انتظار فرج اور خوش بختی کی موت) اسی طرح وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے بلاؤں سے خوفزدہ ہوتا ہے اور اللہ عزوجل کی رحمت کا اُمیدوار بھی۔

۳۳۵۔ مومن خوف وامید کی حالتوں سے کبھی خالی نہیں ہوتا؛ وہ ہر وقت اپنے کردہ گناہوں سے ڈرتا ہے اور جس چیز کا اللہ عزوجل نے وعدہ کیا ہے اس کے طلب کرنے میں سہو سے کام نہیں لیتا اور نہ ہی جس چیز سے اللہ عزوجل نے اسے ڈرایا ہے اس سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے۔

۳۳۶۔ تم لوگ زمین کو آباد کرنے والے ہو کہ اللہ عزوجل نے تم لوگوں کو اس میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے تا کہ اسے اس بات کا علم ہو جائے کہ تم کیا عمل کرتے ہو، لہٰذا نگراں رہو!

۳۳۷۔ تم پر لازم ہے کہ وسیع راستہ پر گامزن رہو کہ مبادا دوسرے لوگ تمہاری جگہ لے لیں!

۳۳۸۔ جس کی عقل کامل ہو جاتی ہے اس کا عمل اچھا ہو جاتا ہے اور وہ اپنے دین کی جانب نظر کرتا ہے!

۳۳۹۔ اپنے پروردگار کی مغفرت کی جانب پیش قدمی کرو اور جنت کی طرف بھی کہ وہ عرضاً آسمانوں اور زمین پر مشتمل ہے اور اسے پرہیزگاروں کے لئے تیار کیا گیا ہے؛ تم اس کو تقویٰ کے سوا کسی دوسرے ذریعہ سے حاصل نہیں کر سکتے۔

۳۴۰۔ جو شخص گناہ سے آلودہ ہوتا ہے وہ اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل رہتا ہے۔

۳۴۱۔ جن لوگوں کی اطاعت کا اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے اگر کوئی شخص ان سے اخذ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک شیطان مقرر کرتا ہے اور وہی اس کا ہمنشین ہوتا ہے۔

۳۴۲۔ کیا بات ہے کہ تمہاری مخالفت کرنے والے اپنی گمراہی کے بارے میں (ایک نسخہ میں ہے اپنے کچھ لوگوں کے بارے میں) تم سے زیادہ بصیرت ہیں اور اپنے مال کو خرچ کرنے میں تم سے زیادہ سختی سے کام لیتے ہیں۔ دراصل تم لوگوں نے دنیا کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے، لہٰذا تم

لوگ ناانصافی پر راضی اور اس کی فانی اشیاء کے لالچی ہو گئے اور اس طرح جس چیز میں تمہاری عزت، سعادت اور تم پر زیادتی کرنے والوں کے خلاف تمہاری قوت تھی اس میں تقصیر کر بیٹھے، حتیٰ کہ جس بات کا تمہارے پروردگار نے تمہیں حکم دیا اس میں تم اس سے حیا بھی نہیں کرتے اور نہ ہی اپنے نفوس کی جانب نظر کرتے ہو حالانکہ روزانہ تمہارے ساتھ ناانصافی ہوتی ہے لیکن تم لوگ نیند سے بیدار ہوتے ہو اور نہ ہی تمہاری کاہلی جاتی ہے! آیا تم لوگ اپنے شہروں کی طرف نگاہ نہیں کرتے کہ تمہارا دین روز بروز بوسیدہ ہوتا جارہا ہے مگر تم لوگ دنیا کی غفلت میں پڑے ہو! اللہ عزوجل تم سے فرماتا ہے: ولا تسرکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وما لکم من دون الله من اولیآء ثم لا تنصرون. اور ان لوگوں کے سامنے گھٹنے مت ٹیکنا جنہوں نے ظلم کیا کہ تمہیں آگ آلے گی اور اللہ کے علاوہ تمہارا کوئی دوست نہیں، اس کے بعد تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ (سورۂ ہود- آیت ۱۱۳)

۳۴۳۔ اپنی اولاد کو نام دو اور اگر تمہیں اس بات کا علم نہ ہو کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی تو اس کا ایسا نام رکھو جو دونوں کے لئے مستعمل ہو، اس لئے کہ تمہارے سقط شدہ بچے قیامت کے دن جب تم سے ملیں گے اور تم ان کا نام نہیں لو گے تو وہ سقط شدہ بچہ کہے گا ''تم نے میرا کوئی نام کیوں نہ رکھا؟!'' جبکہ رسول خداؐ نے (بھی) پیدائش سے پہلے فاطمہ زہراؑ کے فرزند کا نام محسن رکھا تھا۔

۳۴۴۔ اپنے پیروں پر کھڑے رہ کر پانی پینے سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ ایسی موروثی بیماری کو جنم دیتا ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہوتا یا (یہ کہ) اللہ تمہیں عافیت دیدے۔

(شرح: امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ ممانعت رات کو کھڑے رہ کر پانی پینے کے لئے ہے کیونکہ فرمایا دن کو کھڑے ہو کر پانی پینا طعام کو ہضم کرتا ہے اور قوت بدن اور صحت جسم کا باعث ہوتا ہے اور رات کو کھڑے ہو کر پانی پینے سے پتہ اور صفرا کی زیادتی ہوتی ہے۔ (حلیۃ المتقین اردو ترجمہ تہذیب السلام از علامہ مجلسی ص ۱۱۸)

۳۴۵۔ جانوروں پر سوار ہوتے وقت اللہ عزوجل کے نام کا ذکر کرو اور کہو سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ☆ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ. پاک ہے وہ ذات کہ جس نے اس (سواری) کو ہماری تسخیر میں دیا حالانکہ ہم تو ایسے طاقتور نہ تھے کہ اس پر قابو پاتے☆ اور ہم کو تو یقیناً اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (سورۂ زخرف- آیت ۱۳-۱۴)

۳۴۶۔ جب تم میں سے کوئی سفر پر روانہ ہو تو اسے کہنا چاہئے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَ الْحَامِلُ عَلَی الظَّهْرِ وَ الْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ [اے میرے اللہ! تو ساتھی ہے سفر میں اور پیٹھ (سواری) پر محمول کرنے والا اور اہل خانہ، مال اور اولاد کا (خیال کرنے میں میری) نمائندگی کرنے والا ہے○]

۳۴۷۔ جب تم لوگ کسی مقام پر اترو تو کہو اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْنَا مُنْزَلاً مُّبَارَکاً وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ. (اے میرے اللہ! تو ہمیں بابرکت جگہ قیام کروانا جبکہ تو تو بہترین مہمان نواز ہے)۔

۳۴۸۔ جب تم لوگ بازار سے اپنی ضروریات کی چیزیں خریدو تو بازار میں داخل ہوتے وقت کہو اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ صَفْقَةٍ خَاسِرَةٍ وَ یَمِیْنٍ فَاجِرَةٍ وَّاَعُوْذُبِکَ مِنْ بَوَارِ الْاَیِّمِ [میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ جو یکتا ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآ۔

وسلم) اُس کے بندے اوراس کے رسول ہیں۔ اے میرے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں نقصان دہ معاملہ سے اور (معاملہ میں کھائی جانے والی) جھوٹی قسم سے اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں (جھوٹی) قسم کھانے پر واقع ہونے والی کساد بازاری سے۔]

۳۴۹۔ (ایک) نماز کے بعد (دوسری) نماز کے لئے انتظار کرنے والے کا شمار اللہ عزوجل کے زائرین میں سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے زائر کا اکرام کرے اور اس کی مانگ پوری کرے۔

۳۵۰۔ حج وعمرہ کرنے والے اللہ کا وفد ہیں اور اللہ عزوجل پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے وفد کا اکرام کرے اور انہیں مغفرت کی سوغات دے۔

۳۵۱۔ جو شخص کسی ایسے بچہ کو کوئی نشہ آور شے پلائے جو سمجھ دار نہ ہو تو اللہ اس کو خبال کے کیچڑ میں مقید کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ کوئی قابل قبول عذر پیش کرے۔

۳۵۲۔ صدقہ جہنم کی آگ سے مومن کی بہت بڑی ڈھال ہے جبکہ کافر کے مال کو اتلاف سے بچاتا ہے، اس کا صلہ اسے فی الفور دے دیا جاتا ہے اور اس سے بلائیں ٹال دی جاتی ہیں مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں!

۳۵۳۔ زبان کے ذریعہ جہنمی جہنم میں گرے اور زبان ہی کے ذریعہ نورانی لوگوں کو نور عطا کیا گیا، لہٰذا تم لوگ اپنی زبان کی نگرانی کرو اور اسے اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول رکھو!

۳۵۴۔ خبیث ترین عمل وہ ہے جو گمراہی لے آئے اور بہترین عمل وہ ہے جس کے ذریعہ نیک اعمال انجام دیئے جائیں!

۳۵۵۔ تمہیں تصویریں بنانے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ قیامت کے دن تم سے اس کے متعلق بازپرس ہوگی!

۳۵۶۔ جب کوئی پلیدی تم میں سے نکل جائے تو کہو ''اَمَاطَ اللہُ مَا یَکرَہُ'' (ایک نسخہ میں ہے کہ جب تم سے کوئی پلیدی دُور کر دی جائے تو کہو اَمَاطَ اللہُ عَنکَ تَکرَہُ ''اللہ نے تم سے وہ شے دُور کر دی جسے وہ ناپسند کرتا ہے'')

۳۵۷۔ تمہارے حمام سے باہر آنے پر اگر تمہارا بھائی تم سے کہے ''حمام بخیر!'' تو تم کہو اَنعَمَ اللہُ بَالَکَ (خدا تمہارے حالات درست کرے)۔

۳۵۸۔ اگر تمہارا بھائی تم سے کہے حَیَّاکَ اللہُ بِالسَّلَامِ (خدا عمر بھر سلامت رکھے) تو تم کہو وَاَنتَ حَیَّاکَ اللہُ بِالسَّلَامِ وَاَحَلَّکَ دَارَ المُقَامِ (اور خدا تمہیں بھی زندگی بھر سلامت رکھے اور تمہیں جنت میں سکونت عطا کرے)

۳۵۹۔ راستہ پر پیشاب نہ کرو اور نہ ہی پاخانہ کرو!

۳۶۰۔ مانگنے سے پہلے مدح ہوتی ہے، لہٰذا پہلے اللہ عزوجل کی مدح کرو اور اس کے بعد اپنی حاجتیں طلب کرو! (ایک نسخہ میں ہے ''اپنی حاجات کے طلب کرنے سے پہلے اللہ عزوجل کی ثناء کرو اور مدح کرو!'')

۳۶۱۔ اے دُعا مانگنے والے، جو شے حلال نہیں اس کا سوال مت کرو اور نہ ہی اَن ہونی کا!

۳۶۲۔ جب تم لوگ کسی کو لڑکے کی پیدائش پر تہنیت پیش کرو تو کہو بَارَکَ اللہُ لَکَ فِی هِبَتِهٖ وَ بَلَّغَهٗ اَشُدَّهٗ وَ رَزَقَکَ بِرَّهٗ (خدا اولاد کی صورت میں یہ تحفہ تمہیں مبارک کرے اور اس کی عمر دراز کرے اور اسے تمہارا فرمانبردار کرے)

۳۶۳۔ جب تمہارا کوئی بھائی مکہ سے واپس لوٹے تو اس کی دونوں آنکھوں اور منہ کو بوسہ دو کہ جس کے ذریعہ اس نے حجر اسود کو چوما تھا کہ جسے رسول خداؐ نے چوما تھا اور آنکھ ہی وہ (ذریعہ) ہے جس کے ذریعہ اس نے اللہ عزوجل کے گھر کو دیکھا تھا۔ اسی طرح اس کے سجدہ کے مقامات اور چہرہ کو (بھی) بوسہ دو اور اگر تہنیت پیش کرو تو کہو قَبِلَ اللّٰہُ نُسُکَکَ وَ رَحِمَ سَعْیَکَ وَ اَخْلَفَ عَلَیْکَ نَفَقَتَکَ وَلَا جَعَلَکَ آخِرَ عَھْدِہٖ بِبَیْتِہِ الْحَرَام (خدا تمہارے مناسک حج کو قبول فرمائے تمہاری کوششوں پر نظر رحمت کرے تمہارے اخراجات کا عوض عطا کرے اور اپنے بیت الحرام کی مزید زیارتیں نصیب کرے!)

۳۶۴۔ کمینے لوگوں سے دور رہو اس لئے کہ کمینہ صفت انسان وہ ہوتے ہیں جو اللہ سے نہیں ڈرتے اور انہیں میں کے لوگ انبیاءؑ کے قاتل ہیں اور انہیں میں کے لوگ ہمارے دشمن (بھی)!

۳۶۵۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین کی طرف توجہ کی تو ہمیں منتخب کیا اور ہمارے لئے ہمارے شیعوں کو منتخب کیا جو ہماری نصرت کرتے ہیں، ہماری خوشی پر خوش ہوتے ہیں اور ہمارے غم میں غمگین ہو جاتے ہیں، ہماری خاطر اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں کہ یہی لوگ ہم سے ہیں اور ہماری طرف آئیں گے۔

۳۶۶۔ کوئی شیعہ کسی ایسے امر کا مرتکب نہیں ہوتا جس سے ہم نے اسے منع کیا ہے، پس وہ مرتے دم تک کسی نہ کسی آزمائش میں مبتلا رہتا ہے جو اس کے گناہوں کو دھو دیتی ہے یعنی یا مال کے ذریعہ یا اولاد کے ذریعہ یا اپنی جان کے ذریعہ، یہاں تک کہ وہ اللہ سے ملاقات کرتا ہے تو اس کا کوئی گناہ نہیں ہوتا، البتہ اگر اس کے باوجود بھی کوئی گناہ رہ جاتا ہے تو اللہ اس کے لئے سکرات میں سختی پیدا کر دیتا ہے۔

۳۶۷۔ ہمارے شیعوں میں ہر مرنے والا صدیق اور شہید ہے کہ جس نے ہمارے امر کی تصدیق کی، ہم سے محبت کی اور ہماری خاطر دشمنی کی اور یہ سب وہ اللہ عزوجل کی خاطر کرتا ہے اور (مومن) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: والذین آمنوا باللہ ورسولہ اُولٰئک ھم الصّدّیقون والشھدآء عند ربھم لھم أجرھم و نورھم. اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی لوگ اپنے پروردگار کے ہاں صدیق اور شہداء ہیں، ان کے لئے ان کا اجر ہے اور ان کا نور۔ (سورۂ حدید- آیت ۱۹)

۳۶۸۔ بنی اسرائیل (کی قوم) بہتر فرقوں میں بٹ گئی اور عنقریب یہ امت (بھی) تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی کہ ایک جنت میں ہوگا۔

۳۶۹۔ جو شخص ہمارے راز فاش کرے اللہ اسے لوہے کا مزہ چکھائے گا۔

۳۷۰۔ ساتویں دن اپنی اولاد کی ختنہ کرواؤ اور گرمی یا جاڑا تمہیں اس سے باز نہ رکھے، کیونکہ یہ جسم کے لئے حصول طہارت ہے۔

۳۷۱۔ جس کی ختنہ نہ ہوئی ہو زمین اللہ تعالیٰ سے اس کے پیشاب سے نالہ کرتی ہے!

۳۷۲۔ نشہ کی چار قسمیں ہیں: شراب کا نشہ، مال کا نشہ، نیند کا نشہ اور حکومت کا نشہ!

۳۷۳۔ جب تم میں سے کوئی سونے لگے تو اسے چاہئے کہ اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے رُخسار کے نیچے رکھے، اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اپنی اس نیند سے بیدار بھی ہوگا یا نہیں!

۳۷۴۔ مجھے مومن کے لئے یہ بات پسند ہے کہ وہ پندرہ دن میں نُورہ لگائے!

۳۷۵۔ مچھلی کم کھایا کرو، اس لئے کہ یہ جسم کو پگھلا دیتی ہے، بلغم میں اضافہ کرتی ہے اور سانس لینے میں دشواری پیدا کرتی ہے۔

۳۷۶۔ دودھ کو گھونٹ گھونٹ پینا سوائے مرض الموت کے ہر بیماری سے شفا ہے!

۳۷۷۔ انار کو اس کے گودہ سمیت کھاؤ کہ یہ معدہ کو پاک صاف کرتا ہے اور انار کے ہر اس دانہ میں قلب کی حیات ہے جو معدہ میں ٹھہر جائے، (ایک نسخہ میں ہے روشنی) نفس کے لئے اور مرض اور شیطان کے وسوسہ سے امان ہے، چالیس راتوں تک!

۳۷۸۔ بہترین شوربہ سرکہ ہے جو صفرا (کے اثر کو) توڑ دیتا ہے اور دل کو حیات بخشتا ہے!

۳۷۹۔ کاسنی (ایک پودا جس کے پھول ہلکے اُودے رنگ کے ہوتے ہیں) کھاؤ، اس لئے کہ روزانہ صبح اس پر جنت کے چند قطرے ہوتے ہیں۔

۳۸۰۔ آسمان کے پانی (مینہ) کو پیو کہ یہ بدن کو پاک کرتا ہے اور بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ و ینزل من السماء ماء لیطھرکم به و یذھب عنکم رجز الشیطان و لیربط علی قلوبکم ویثبت به الاقدام. اور وہ آسمان سے پانی نازل کرتا ہے تاکہ تمہیں اس کے ذریعہ پاک کردے اور شیطان کی پلیدی کو تم سے دور کردے اور تمہارے دل مضبوط کردے اور اس سے تمہارے قدم اچھی طرح جمائے رہے (سورۂ انفال۔ آیت ۱۱)

۳۸۱۔ سوائے موت کے کوئی بیماری ایسی نہیں جس کی دوا کلونجی میں نہ ہو!

۳۸۲۔ گائے کا گوشت بیماری لاتا ہے۔

۳۸۳۔ گائے کا دودھ دوا ہے اور اس کا روغن شفا!

۳۸۴۔ حاملہ عورت کے لئے غذا اور دوا کے طور پر خرمہ سے افضل کوئی شے نہیں! اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ سے فرمایا: وھزی الیک بجذع النخلة تساقط علیک رطبا جنیاً فکلی واشربی و قری عیناً. تم درخت خرما کی ٹہنی کو ہلاؤ تم پر پکے اور تازہ خرمے گریں گے تو تم اسے کھاؤ اور پیو اور اپنی آنکھ ٹھنڈی کرو! (سورۂ مریم۔ آیت ۲۵)

۳۸۵۔ اپنی اولاد کی تحنیک کھجور کے ذریعہ کرو اور اسی طرح رسول خداؐ نے حضرات حسنؑ اور حسینؑ کے ساتھ کیا تھا۔

۳۸۶۔ جب اپنی بیوی سے مجامعت کرنا چاہو تو عجلت سے کام مت لو اس لئے کہ عورتوں کی کچھ ضروریات ہوتی ہیں!

۳۸۷۔ جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی عورت کو دیکھے جو اس کے دل کو لبھائے تو اسے چاہئے کہ اپنی بیوی سے ہمبستر ہو اس لئے کہ اس کی بیوی کے پاس بھی وہی چیز ہے جسے اس نے دیکھا تھا۔ پس اُسے شیطان کو ہرگز کوئی موقع فراہم نہیں کرنا چاہئے تاکہ وہ اس اجنبی عورت سے صرف نظر کرلے۔ البتہ اگر اس کی بیوی نہ ہو تو اُسے چاہئے کہ دو رکعت نماز پڑھے، اللہ کی بکثرت حمد بجالائے اور نبیؐ پر صلوات بھیجنے کے بعد اللہ سے اس کے فضل کی درخواست کرے تو اس کی مہربانی سے یہ (عمل) اس کے لئے نتیجہ خیز ثابت ہوگا جو اسے بے نیاز کردے گا۔

۳۸۸۔ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے ہمبستری کرے تو اسے چاہئے کہ اس موقع پر باتیں کم کرے کیونکہ یہ (ہونے والی اولاد کے) گونگے پن کا سبب بنتا ہے۔

۳۸۹۔ تم میں سے کسی شخص کو اپنی بیوی کی فرج پر نگاہ نہیں کرنی چاہئے کہ ہوسکتا ہے وہ کسی ناپسندیدہ شے کا مشاہدہ کرے اور (ہونے والی

﴿۱۴﴾ **رسول خداؐ کے اصحاب بارہ ہزار مرد تھے:** احمد ابن جعفر ہمدانیؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ہشام ابن سالم سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: رسول خداؐ کے اصحاب بارہ ہزار مرد تھے جن میں سے آٹھ ہزار مدینہ کے تھے، دو ہزار مکہ کے اور دو ہزار طلقاء کے کہ ان میں کوئی قدری تھا، نہ ہی کوئی مُرجی، نہ حروری (خارجی)، نہ معتزلی اور نہ ہی کوئی صاحب قیاس، (بلکہ) وہ رات اور دن میں (بھی) گریہ کرتے تھے اور کہتے تھے "قبل اس کے کہ ہم خمیری (ایک نسخے میں ہے جَو کی) روٹی کھائیں، ہماری روحیں قبض کر لے!"

﴿۱۵﴾ **اس نور کا تذکرہ جو حضرت آدمؑ کی خلقت سے چار ہزار سال پہلے اللہ عزّوجلّ کے سامنے تھا:** محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن خالد ہاشمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن حماد بصری نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابوجارود سے، اس نے محمد ابن عبداللہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے اجداد سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میں اور علیؑ حضرت آدمؑ کی خلقت سے چار ہزار سال پہلے اللہ کے سامنے ایک نور تھے، پس جب اللہ نے حضرت آدمؑ کو خلق کیا تو اس نور کو اُن کے صلب میں قرار دیا اور اللہ اسے ایک کے بعد ایک صلب میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ اس کو حضرت عبدالمطلبؑ کے صلب میں رکھا اور پھر حضرت عبدالمطلبؑ کے صلب سے نکال کر اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا کہ ایک حصہ حضرت عبداللہؑ میں رکھا اور ایک حصہ حضرت ابوطالبؑ میں، لہٰذا علیؑ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں؛ اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون، تو جس شخص نے اس سے محبت کی پھر مجھ سے تو میں اس سے محبت کرتا ہوں اور جس نے اس سے بغض رکھا اور پھر مجھ سے تو میں اس سے نفرت کرتا ہوں!

﴿۱۶﴾ **حضرت آدمؑ کی خلقت سے بائیس ہزار سال قبل محمود نامی فرشتہ کے دونوں کاندھوں پر لکھی تحریر کا ذکر:** جعفر ابن محمد ابن مسرورؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن محمد ابن عامر نے معلی ابن محمد بصری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے احمد ابن ابی نصر بزنطی سے، اس نے ابوجعفر سے (ایک نسخہ میں ہے علی ابن جعفر سے) نقل کیا کہ میں نے امام موسیٰ کاظمؑ کو فرماتے سُنا: اِک مرتبہ رسول خداؐ تشریف فرما تھے کہ ایک فرشتہ آپؐ کی خدمت میں آیا کہ جس کے چوبیس چہرے تھے تو اس سے رسول خداؐ نے فرمایا: میرے حبیب جبرئیلؑ، میں نے تمہیں اس صورت میں کبھی نہیں دیکھا تو آنے والے فرشتہ نے کہا: میں جبرئیل نہیں ہوں، (بلکہ) میں محمود ہوں کہ اللہ عزوجل نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں ایک نور کی دوسرے نور سے شادی کروا دوں!

آپؐ نے فرمایا: کس کی شادی کس سے؟!

فرشتہ نے کہا: فاطمہ سلام اللہ علیہا کی علی علیہ السلام سے!

فرمایا: جس وقت وہ فرشتہ پیچھے کی طرف گھوما تو اس کے دونوں کاندھوں کے بیچ میں تحریر تھا "محمد رسول الله، علی وصیُّه" تو رسول خداؐ نے فرمایا: تمہارے ان دونوں کاندھوں کے بیچ میں یہ کب سے تحریر ہے؟!

فرشتہ نے کہا: اللہ عزوجل کے حضرت آدمؑ کو خلق کرنے سے بائیس ہزار سال پہلے سے!

﴿۱۷﴾ **اللہ عزّوجلّ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیؐ خلق کیے اور اللہ عزّوجلّ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار وصی خلق کیے:** محمد ابن احمد بغدادی ورّاق نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن محمد مولیٰ رشید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: دارم

ابن قبیصہ ابن نہشل ابن مجمع صنعانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: امام علی رضاؑ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: امام موسیٰ کاظمؑ نے اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادقؑ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدینؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام حسینؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام علیؑ ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی خلق کیے کہ اللہ کے نزدیک ان میں سب سے زیادہ صاحب اکرام میں ہوں اور (مجھے) کوئی فخر نہیں اور اللہ عزوجل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار وصی خلق کیے کہ ان میں اللہ کے نزدیک علیؑ سب سے زیادہ صاحب اکرام ہے اور سب سے افضل بھی!

محمد ابن احمد بغدادی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن محمد رشید نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن محمد ابن سلیمان ابن عبداللہ ابن حسن نے اپنے والد کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے اپنے جد سے، اس نے زیدؒ ابن علیؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدینؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار (امام حسینؑ) سے، انہوں نے امیر المومنینؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی خلق کیے کہ اللہ کے نزدیک ان میں سب سے زیادہ صاحب اکرام میں ہوں اور (مجھے) کوئی فخر نہیں اور اللہ عزوجل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار وصی خلق کیے کہ ان میں اللہ کے نزدیک علیؑ سب سے زیادہ صاحب اکرام ہے اور سب سے افضل بھی! **علیھو علیھم السلام.**

﴿۱۸﴾ اللہ عزّوجلّ نے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار کلمات کے ذریعہ مناجات کی:

ابوالحسن محمد ابن احمد ابن علی ابن اسد اسدی عُرف ابن جرارہ بردگی نے رَے میں ماہ رجب ۳۴۷ ہجری میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن حسن عامری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہارون ابن سعید الٰہی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن وہب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد نے جریر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ضحاک سے، اس نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ ابن عمرانؑ کے ساتھ تین دن اور راتوں میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کلمات کے ذریعہ مناجات کی کہ اس دوران حضرت موسیٰؑ نے کچھ کھایا اور نہ ہی کچھ پیا، پس جب وہ بنی اسرائیل کی طرف واپس لوٹے اور ان کی باتیں سنیں (ایک نسخہ میں ہے انسانوں کی باتیں سنیں) تو آپؑ کو ان سے نفرت ہوگئی کیونکہ آپؑ کے کانوں میں اللہ عزوجل کے کلام کی چاشنی بسی ہوئی تھی!

﴿۱۹﴾ رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو ایک ہزار باب تعلیم کیے کہ ہر باب ایک ہزار باب کھولتا ہے:

میرے والد رضی اللہ عنہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن عیسیٰ اور محمد ابن عبدالجبار نے محمد ابن خالد برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے فضالہ ابن ایوب سے، اس نے سیف ابن عمیرہ سے، اس نے ابو بکر حضرمی سے، اس نے حمزہ ابن رافع کی کنیز سے، اس نے ام سلمہ زوجہ نبیؐ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے مرض الموت میں فرمایا: میرے دوست کو بلالاؤ، پس حضرت عائشہؓ نے اپنے والد کو بلانے کے لئے بھیجا، پس جب وہ آئے تو رسول خداؐ نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور فرمایا: میرے دوست کو بلالاؤ، پس حضرت ابوبکرؓ واپس چلے گئے تو حضرت حفصہؓ نے اپنے والد کو بلا بھیجا، جب وہ آئے تو رسول خداؐ نے (پھر) اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور فرمایا: میرے دوست کو بلالاؤ، پس حضرت عمرؓ واپس چلے گئے تو میں نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو حضرت علیؑ کے پاس بھیج دیا، پس جب آپؑ تشریف لائے تو رسول خداؐ کھڑے ہوگئے اور حضرت علیؑ اندر داخل ہوئے تو آپؐ نے حضرت علیؑ کو اپنے لباس سے ڈھانپ لیا؛ حضرت علیؑ نے فرمایا: آپؐ نے مجھے ایک ہزار حدیثیں سنائیں کہ ہر حدیث ایک ہزار حدیثیں وا کرتی ہے یہاں تک کہ میں پسینہ میں شرابور ہوگیا اور رسول خداؐ کو

کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جب رسول خداؐ بیمار ہوئے کہ جس بیماری میں آپؐ نے اس دنیا سے کوچ کیا تو آپؐ نے اس بیماری میں حضرت علیؑ کو بلا بھیجا، جب آپؑ تشریف لائے تو ان کے ساتھ مشغول ہو گئے اور مسلسل آپ سے گفتگو ہی کیے جا رہے تھے اور جب آپؑ باہر تشریف لائے تو دو افراد نے آپؑ سے ملاقات کی اور آپؑ سے کہنے لگے: آپ کے ساتھی نے آپ کے ساتھ کیا گفتگو کی؟!

آپؑ نے فرمایا: مجھ سے ایک ایسا باب بیان کیا جو ایک ہزار باب کھولتا ہے کہ ان میں سے (بھی) ہر باب ایک ہزار باب کھولتا ہے۔

میرے والد رضی اللہ عنہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد اور عبداللہ فرزندان محمد ابن عیسیٰ نے حسن ابن محبوب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ہشام ابن سالم سے، اس نے ابوحمزہ ثمالیؒ سے، اس نے ابواسحٰق سبیعیؒ سے نقل کیا کہ میں نے امیرالمومنینؑ کے کسی قابل وثوق صحابی سے سُنا: میں نے حضرت علیؑ کو فرماتے سُنا: میرے اس سینہ میں علم کا جھمگھا ہے جو مجھے رسول خداؐ نے تعلیم دیا اور اگر میں ایسے محافظوں کو پاتا جو ان کے رعایت کا حق ادا کرتے اور انہیں اسی طرح نقل کرتے جس طرح کہ انہوں نے مجھ سے سُنا ہوتا تو میں اس علم کا کچھ حصہ بالضرور ان کو ودیعت کر دیتا تا کہ اس کے ذریعہ سے بیشتر علم حاصل کرتے؛ بلاشبہ علم ہر دروازہ کی چابی ہے اور ہر دروازہ ایک ہزار دَر کھولتا ہے!

میرے والد رضی اللہ عنہ اور محمد ابن حسن رضی اللہ نے ہم سے روایت بیان کی، دونوں نے کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عیسیٰ ابن عبید اور ابراہیم ابن اسحٰق ابن ابراہیم نے عبداللہ ابن حماد انصاری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے صباح مزنی سے، اس نے حارث ابن حصیرہ سے، اس نے اصبغ ابن نباتہ سے نقل کیا کہ میں نے امیرالمومنینؑ کو فرماتے سُنا: رسول خداؐ نے مجھے حلال وحرام اور گذشتہ اور تا قیامت ہونے والے واقعات کے ایک ہزار باب تعلیم کیے کہ ان میں سے ہر باب ایک ہزار باب کھولتا ہے، پس یہ دس لاکھ باب ہو گئے؛ یہاں تک کہ مجھے موت، بلاؤں اور فصل خطاب کا علم دیا گیا۔

میرے والد، محمد ابن حسن اور احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطار رضی اللہ عنہم نے ہم سے روایت بیان کی، سب نے کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حجال سے، اس نے حسن ابن حسین لؤلؤی سے، اس نے محمد ابن سنان سے، اس نے اسماعیل ابن جابر سے، اس نے عبدالکریم ابن عمرو سے، اس نے عبدالحمید ابن ابودیلم سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو ایک ہزار باب کی وصیت فرمائی کہ ہر باب ایک ہزار باب کھولتا ہے۔

احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطار رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن حسین ابن ابوخطاب سے، اس نے جعفر ابن بشیر جبلی سے، اس نے ابویحییٰ (ایک نسخہ میں ہے ابن) معمر قطان سے، اس نے بشیر دہان سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے مرض الموت میں فرمایا: میرے دوست کو میرے پاس بلا لاؤ! (ایک نسخہ میں ہے "تو آپ کی دو بیویوں نے اپنے اپنے والد کو بلانے بھیجا) پس لوگ حضرات ابوبکرؓ اور عمرؓ کو بلا لائے اور جب آپ کی نظر ان دونوں پر پڑی تو آپؐ نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: میرے پاس میرے دوست کو بلا لاؤ! پس حضرت علی ابن ابی طالبؑ کو بلایا گیا۔ جب آپؐ کی نظر اُن پر پڑی تو ان کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گئے، پس جب آپ باہر تشریف لائے تو ان دونوں نے آپؑ سے ملاقات کی اور کہنے لگے: آپ کے دوست نے آپ کے ساتھ کیا بات چیت کی؟!

آپؑ نے فرمایا: مجھ سے ایک ہزار باب بیان فرمائے کہ ہر باب ایک ہزار باب کھولتا ہے۔

محمد ابن علی ماجیلویہؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے یحییٰ ابن عمران ہمدانی سے، اس نے یونس ابن عبدالرحمٰن سے، اس نے ہشام ابن حکم سے، اس نے عمر ابن یزید سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادق سے عرض کیا: ہم تک یہ بات آئی ہے کہ رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو ایک ہزار باب تعلیم کیے کہ ہر باب ایک ہزار باب کھولتا ہے!

آپ نے فرمایا: ہاں! [ایک نسخہ میں ہے "توامامؑ نے مجھ سے فرمایا: بلکہ انہیں ایک (ہی) باب تعلیم کیا تھا کہ اس باب نے ایک ہزار (باب) کھولے اور ہر باب نے ایک ہزار باب کھولے"]

محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے یعقوب ابن یزید اور ابراہیم ابن ہاشم کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عُمیر سے، اس نے ابراہیم ابن عبدالحمید سے، اس نے ابوحمزہ ثمالیؒ سے نقل کیا کہ امام باقرؑ نے فرمایا: حضرت علیؑ نے فرمایا ''بلاشبہ رسول خداؐ نے مجھے ایک ہزار باب تعلیم کیے کہ ہر باب ایک ہزار باب کھولتا ہے''۔

میرے والد، محمد ابن حسن اور احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطار رضی اللہ عنھم نے ہم سے روایت بیان کی، ان سب نے کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن حسن ابن علی ابن فضال نے حسن ابن علی (ایک نسخہ میں ہے ابن فضال) کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابوعبداللہ ابن بکیر سے، اس نے عبدالرحمٰن ابن ابوعبداللہ سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو فرماتے سُنا: بلاشبہ رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو ایک ایسا باب تعلیم کیا جس سے ایک ہزار باب کھل جاتے ہیں کہ ہر باب ایک ہزار باب کھولتا ہے۔

محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے محمد ابن عبدالجبار کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ ابن محمد حجّال سے، اس نے ثعلبہ ابن میمون سے، اس نے عبداللہ ابن ہلال سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو ایک باب تعلیم کیا جو ایک ہزار باب کھولتا ہے کہ ہر باب کے لئے ایک ہزار باب کھولے جاتے ہیں۔

میرے والد اور محمد ابن حسن رضی اللہ عنھما نے ہم سے روایت بیان کی، دونوں نے کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسین ابن سعید سے، اس نے اپنے ایک ساتھی سے، اس نے احمد ابن عمر حلبی سے، اس نے ابوبصیرؒ سے نقل کیا: میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا: شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو ایک ایسا باب تعلیم کیا کہ جس سے ایک ہزار باب کھلتے ہیں (ایک نسخہ میں ہے "ہر باب ایک ہزار باب کھولتا ہے") تو امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اے ابومحمد، بخدا رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو ایک ہزار باب تعلیم کیے جس میں ہر باب سے ایک ہزار باب کھلتے ہیں!

میں نے عرض کیا: بخدا، یہی تو حقیقی علم ہے!

آپؑ نے فرمایا: بلاشبہ یہی تو علم ہے اور دوسرے کسی کے پاس یہ علم نہیں ہے، نہ اس بات کا اور نہ ہی اُس بات کا!

میرے والد، محمد ابن حسن اور احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطار رضی اللہ عنھم نے مجھ سے روایت بیان کی، سب نے کہا: سعد ابن عبداللہ نے سندی ابن محمد بزاز کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے صفوان ابن یحییٰ سے، کہا: محمد ابن بشیر نے اپنے والد بشیر دہان کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا: رسول خداؐ نے مرض الموت میں فرمایا: میرے دوست کو میرے پاس بلا لاؤ! تو (آپ کی) دو (بیویوں) نے اپنے اپنے والد کو بلانے بھیجا، پس دونوں آئے اور جب آپ کی نظر ان دونوں پر پڑی تو آپؐ نے ان سے منہ پھیر لیا

کمال الدین وتمام النعمۃ (الشیخ الصدوقؒ)

اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ اس کو امام زمانہ کی خواہش پر تحریر کیا گیا۔ اس کتاب میں جن موضوعات کا ذکر کیا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ خلیفہ چننے کا اختیار کس کو ہے؟

(۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ غیبت کے اثبات اور حکمت کیا ہے؟

(۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہ کے بارے میں تمام ائمہ علیہم السلام نے کیا فرمایا ہے؟

(۴) کیا آپ جانتے ہیں ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے حضرت قائم کا انکار کیا؟

(۵) کیا آپ جانتے ہیں ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے امام زمانہ کی زیارت کی؟

(۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ انتظار ظہور امامؑ کا ثواب کتنا ہے؟

(۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہ کا نام لینے کی ممانعت کیوں کی گئی ہے؟

(۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ امامؑ کے نائبین کو کیا توقیعات جاری کی گئیں؟

درج بالا اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات الکساء پبلیشرز کی کتاب ''کمال الدین وتمام النعمۃ'' سے رجوع فرمائیں۔

علل الشرائع (الشیخ الصدوقؒ)

اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ آپ کے ذہن میں پیدا ہونے والے مختلف سوالات کے جوابات معصومین علیہم السلام کی احادیث کے روشنی میں دیے گئے ہیں۔ کچھ سوالات درج ذیل پیش کیے جا رہے ہیں مثلاً

(۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے موت کی تمنا کیوں کی اور ان کی قبر کا کسی کو پتہ نہیں؟

(۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ نجف کا نام نجف کیوں رکھا گیا؟

(۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ لوگ بدشکل کیوں ہو گئے؟

(۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ کافر کی نسل میں مومن اور مومن کی نسل میں کافر کیوں پیدا ہوتے ہیں؟

(۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ جب حضرت علیؑ کے پاس خلافت آئی تو انہوں نے فدک نہیں لیا۔ کیوں؟

(۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ نمازِ شب کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟

(۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ عید کے موقع پر آل محمد علیہم السلام کا حزن وغم تازہ ہو جاتا ہے۔ کیوں؟

(۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے؟

(۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ آگ کی پرستش کیوں کی گئی؟

درج بالا اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات الکساء پبلیشرز کی کتاب ''علل الشرائع'' سے رجوع فرمائیں۔

التوحید (الشیخ الصدوقؒ)

اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ توحید باری کی جو ائمہؑ نے تشریح کی ہے اُسے شیخ صدوق نے اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔

(۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ توحید اور عدل کے معنی کیا ہیں؟

(۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی آنکھوں، زبان اور کان کے معنی کیا ہیں؟

(۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ قران کیا ہے؟

(۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ اذان و اقامت کے حروف کی تفسیر کیا ہے؟

(۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کس ذریعے سے ہوسکتی ہے؟

(۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ عرش اور اس کی صفات کیا ہیں؟

(۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ مشیت اور ارادہ کیا ہے؟

(۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ استطاعتِ الٰہی کیا ہے؟

(۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ واحد، توحید اور موحد کے معنی کیا ہیں؟

(۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ قدرت کیا ہے؟

درج بالا اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات الکساء پبلیشرز کی کتاب ''التوحید'' سے رجوع فرمائیں۔

ثواب الاعمال وعقاب الاعمال (الشیخ الصدوقؒ)

اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں ہر اچھے عمل کی جزا اور ہر بُرے عمل کی سزا ائمہ معصومین علیہم السلام کی زبانی بتائی گئی ہے۔

(۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ کہنے کا کتنا ثواب ہے؟

(۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ تسبیح اربعہ کثرت سے پڑھنے کا کتنا ثواب ہے؟

(۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ نمازِ شب پڑھنے کا کتنا ثواب ہے؟

(۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ یوم غدیر کے روزے کا کتنا ثواب ہے؟

(۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ کسی مومن کو خوش کرنے کا کیا ثواب ہے؟

(۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ کسی مومن کو قرض دینے کا کتنا ثواب ہے؟

(۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ کسی مرحوم کا قرض معاف کرنے کا کیا ثواب ہے؟

(۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ کسی دو افراد کے درمیان صلح کرانے کا کتنا ثواب ہے؟

(۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ اہل بیتؑ کے دشمن کی کیا سزا ہے؟

(۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ اپنے امام کی معرفت کے بغیر مرنے والے کی کیا سزا ہے؟

(۱۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ غرور و تکبر کی کیا سزا ہے؟

(۱۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ قطع رحمی اور دلوں میں اختلاف کی کیا سزا ہے؟

(۱۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ ریاکاری کی کیا سزا ہے؟

(۱۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ گناہ پر خاموش رہنے کی کیا سزا ہے؟

(۱۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ قرآن کو کمائی کا ذریعہ بنانے والے کی کیا سزا ہے؟

درج بالا اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات الکساء پبلیشرز کی کتاب ''ثواب الاعمال وعقاب الاعمال'' سے رجوع فرمائیں۔

قصص العلماء (میرزا محمد تنکابنیؒ)

مذہب تشیع کے مقتدر علماء کے حالات پر مبنی کتاب جس میں ان کی زندگی کے عام حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور دینی خدمات پر بھی۔ نیز مناظرے، مباحثے، مواعظ، مزاح، حاضر جوابی، انکساری، جلال، وقار، ایثار، اخلاق جو عالم کی طبیعت کا خاصہ ہیں اس کتاب میں دلنشین انداز میں بیان کیے گئے ہیں جنہیں پڑھ کر ہم نہ صرف ان کے واقعات سے آگاہ ہو سکتے ہیں بلکہ ان کی زندگیوں کے لائحہ عمل کو اپنا کر دنیا و آخرت کے فوائد بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

معانی الاخبار (شیخ الصدوقؒ)

اس کتاب میں معصومین علیہم السلام کی بیان کردہ مشکل احادیث جن کی تشریحات بعد میں آنے والے معصومؑ نے نہایت تفصیل سے بیان فرمائیں ہیں اس کتاب میں موجود ہیں۔

۷۸۶

۱۱۰-۹۲

یا صاحب الزماں ادرکنی

DVD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

NOT FOR COMMERCIAL USE

www.ziaraat.com

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com